رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

ماں کی شان

خواجہ محمد اسلام - اردو بازار لاہور پاکستان

سورت یوسف گرچہ اِک نالۂ یعقوب ہے
چاہِ زم زم والدہ کے عشق سے منسوب ہے

ماں باپ کی عظمت کا احساس دلانے والی‘ میاں بیوی میں محبت بڑھانے والی‘
روٹھنے والے شوہروں اور روٹھنے والی بیویوں کو منانے کا طریقہ بتانے والی‘
اُجڑے گھر بسانے والی اور جنت کی راہ دکھانے والی
شہرۂ آفاق کتاب ’’موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا‘‘ کے بعد
خواجہ محمد اسلام کی سبق آموز کتاب

ماں کی شان

پیشِ خدمت ہے۔

اے مخاطب! تو اپنی ماں کو راضی کر لے
اللہ پاک تیری ساری خطائیں معاف کر دے گا

مرتب و ناشر
خواجہ محمد اسلام۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Cell: 0300-4292315, 0300-8884206, 0322-4282082,
Website: www.khawajaislam.com.pk

Marfat.com

111463

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پردہ نشین عورت کی عظمت کو سلام

بے پردہ عورت کو پردہ کرنے کا پیغام

اللہ پاک کتاب ''ماں کی شان'' کا مطالعہ کرنے والوں کو اور دوسروں تک پہنچانے والوں کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے! امین

خود پڑھیں' دوسروں کو تحفہ میں پیش کریں۔

بچوں اور بچیوں کی شادیوں پر مہمانوں میں تقسیم کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔

نام کتاب	ماں کی شان
صفحات	624
قیمت	500

خواجہ محمد اسلام نے عمران پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کی۔

مرتب و ناشر

خواجہ محمد اسلام - اردو بازار لاہور پاکستان

Cell: 0300-4292315, 0300-8884206, 0322-4282082,

Website: www.khawajaislam.com.pk

Marfat.com

اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فیوض و برکات	۱۵
نجات چاہتے ہو تو قرآن پڑھو اور اُس پر عمل کرو	۱۶
حرفِ آغاز	۱۷
خواجہ محمد اسلام کا پیغام دُنیائے انسانیت کے نام	۱۷
والدہ کا بے مثال جذبۂ قربانی	۱۹
والدہ کی شفقت	۲۰
والدہ کے مصائب کا قرآنی اعتراف	۲۰
حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت	۲۲
قرآن مجید	۲۴
محسنۂ کائنات ماں ہے، باعثِ تخلیقِ جہاں ہے	۲۵
آج کل کے ہمارے دوست	۲۶
والدہ کا مقام	۲۹
محبت کا عام مفہوم اور والدہ کا مقام	۲۹
واجب الاحترام میرے بزرگو اور دوستو! ماؤں اور بہنوں!	۳۲

مضمون	صفحہ
دربارِ رسالت اور حقوق والدین	۴۰
خدمتِ والدین کے مقام کے کیا کہنے	۴۱
والدین کی بے کسی کے اسباب	۴۳
ماں کی شفقت تنگی میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتی	۴۹
اللہ کے دربار میں مسلمان کی پکار	۴۹
صلہ رحمی ...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد	۵۰
ماں باپ کی عظمت اور اُن سے محبت	۵۱
فرمانبرداریٔ والدین اور اس کا ثواب	۵۳
ہمارے بھائی جان	۵۷
تعمیلِ قرآن ضروری	۵۸
ذکرِ خیر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زلیخاؒ کا	۵۹
مخدومۂ جہاں	۵۹
ماں باپ کا ادب ضروری ہے	۶۰
ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے	۶۵
جنت میں داخل نہ ہوں گے	۶۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے	۶۶
ماں باپ کو گالی دینے والے کی قبر میں آگ کی چنگاریاں ہوں گی	۶۷
ماں باپ کے فرمانبردار کی عمر میں برکت	۶۷
اصحاب الاعراف	۶۸
انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اہم حکم	۶۸
انسان کی پیدائش اور اس کے دودھ پینے کا زمانہ	۶۸
ان تین آدمیوں کی دُعا مقبول ہوتی ہے	۷۰
خالہ کے ساتھ نیکی کرنا ماں کے برابر ہے	۷۰
اپنے کیے کا پھل اور عمر میں برکت	۷۰
واقعہ	۷۱
ماں باپ کے بارے میں احادیث نبوی یعنی فرمانِ رسول ﷺ	۷۱
ماں کی ممتا کا اسبابِ غم	۷۳
ماں کا خواب	۷۵
ایک لڑکی کا ماں کی وفات پر اظہارِ غم	۷۶
والدہ مرحومہ کی یاد میں	۷۷
چند سبق آموز قصص اور حکایات	۷۷
مفروضہ	۸۵
حضرت امام شافعیؒ کی ماں	۸۷
ماں کی نصیحت	۸۹
والدین کی اطاعت	۹۰
والدین کی اطاعت کی برکت	۹۱
باپ کی خدمت جہاد سے افضل	۹۲
قصہ ایک عارف کا	۹۳
نافرمان اولاد اور شفیق والدین	۹۶
واقعاتِ حاضرہ	۱۰۳
قصہ حضرت نوحؑ کا	۱۰۴
خوش نصیب کون ہے؟	۱۰۷
سبق آموز واقعہ	۱۰۸
قصہ ماں کی ممتا کا	۱۱۰
نصیحت	۱۱۳
باپ کی خدمت کا صلہ	۱۱۶
نافرمانوں کے لیے تنبیہ	۱۱۷
ایک سنگین جرم	۱۱۷
ماں باپ کے ساتھ زیادتی کا تلخ احساس	۱۲۳
ماں باپ کی نافرمانی اور رنج دینے پر عذاب اور فرزندوں کے حقوق والدین پر	۱۲۳
حدیث قدسی ...... حدیث	۱۲۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حدیث	۱۲۵
روایت ...... نقل	۱۲۶
صبر وشکر کا صلہ......حدیث	۱۲۸
نماز کی اہمیت وحفاظت	۱۳۰
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے	۱۳۲
زندوں کا تحفہ مُردوں کے لیے دُعا ہے	۱۳۲
سیّد الاستغفار	۱۳۳
اللہ جبار اور قہار کا اعلان	۱۳۳
توبہ کرنے والوں کے لیے اللہ کریم کا ارشاد	۱۳۴
لوگو! روزِ قیامت سے پہلے نیک اعمال کرلو	۱۳۴
اے مخاطب! اپنے رب کے حضور آج ہی سچی توبہ کرلے شاید کل وقت نہ ملے	۱۳۵
اللہ ربّ العزت کا فرمان	۱۳۵
اصلی شادی کارڈ	۱۳۶
مثالی لڑکی کا سوال اپنی مثالی ماں سے اور ماں کا مثالی جواب	۱۶۰
نسل انسانی کا نظام	۱۶۱
اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور ان کی بربادی	۱۶۱
عورتوں کی مظلومیت	۱۶۱

مضمون	صفحہ
اسلام کی مہربانی عورتوں کے حق میں	۱۶۲
حضرت سعدؓ صحابی رسول کی شادی	۱۶۵
بیٹی ہے ایک نعمت	۱۶۹
بچہ کی دُنیا میں آمد	۱۷۰
نوزائیدہ بچہ	۱۷۱
درس گاہ میں بچوں کو دِین کا علم سکھاؤ	۱۷۲
چھوٹے بچے	۱۷۲
والدہ	۱۷۴
بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کے لیے بیوی کی مصیبت میں اظہارِ وفاداری	۱۷۵
ایک وفا شعار بیوی	۱۷۶
قصہ شاہ ابوالحسن خرقانیؒ	۱۸۴
بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیئے	۱۸۵
فرمان رسول ﷺ	۱۸۶
بیویوں کو روٹھنے کا بھی حق ہے	۱۷۸
نخرہ ملکہ نور جہاں کا	۱۸۸
بیچاری عورتیں	۱۸۹
خواجہ محمد اسلام کی درخواست	۱۹۰
مرد کے لیے نیک عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں	۱۹۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اطفال کی تربیت	۱۹۳
اب تصویر کا دوسرا رُخ بھی دیکھ لیں	۱۹۵
ایک بزرگ کا قصہ	۱۹۵
بدزبان بیوی کا قصہ	۱۹۵
عورتیں آبگینے ہیں انہیں توڑ نہ دینا	۱۹۵
پڑھو کہانی	۱۹۶
قصہ ایک جاہل لڑکی کا	۱۹۷
قصہ ایک اور جاہل لڑکی کا	۱۹۷
جان نچھاور کرنے والی لڑکی کا قصہ	۱۹۸
عورت کی خصوصیات اور فرائض	۱۹۸
عورت کی خصوصیات	۱۹۸
عورت کا فرض	۱۹۸
قصہ میاں بیوی کی خوبصورت لڑائی کا	۲۰۳
خطاب بہ مسلم	۲۰۷
نگاہ کی حفاظت کا حکم	۲۰۸
سن اے جانِ حیاداری!	۲۰۸
شرابی اور اُس کی نیک بیوی	۲۰۹
شراب پینے والے عبرت پکڑیں۔ حکایت	۲۱۲
گناہ انسان کے حق میں انتہائی مضرت رساں ہیں	۲۱۳

مضمون	صفحہ
گناہوں کی بدبو کی نحوست سے نیکی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے	۲۱۵
ایک چمڑا رنگنے والے کا عطاروں کے بازار میں بیہوش ہونا	۲۱۵
سچا عشق اللہ کی ذات کا ہے	۲۱۶
اللہ سے محبت کرنے والی چند بزرگ اولیاء اللہ عورتوں کے حالات میں	۲۱۸
مدینہ کا سفر اور مادر مشفقہ کی وفات	۲۱۸
اللہ کے آخری رسول، شافع روزِ جزا، رحمت للعالمین ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا ذکر خیر	۲۱۹
ذکر خیر حضرت رابعہ بصریہؒ کے حالات میں	۲۲۰
ذکر خیر حضرت شعوانہ عابدہ کا	۲۲۶
ذکر خیر ایک ولیہ عورت کا	۲۲۷
ذکر خیر اللہ والی لڑکی کا	۲۲۸
ذکر خیر اللہ کی نیک بندی کا	۲۲۹
ذکر خیر مصیبت زدہ صابرہ عورت کا	۲۳۱
ذکر خیر اللہ کی عاشق لڑکی کا	۲۳۳
ذکر خیر حضرت موسیٰ کے لشکر کی ایک بڑھیا کا	۲۳۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ذکر خیر حضرت تحفہ رحمۃ اللہ علیہا کا	۲۳۸
حضرت اُمِ سلمہؓ کے خاوند کی دُعا اور ہجرت	۲۳۹
قصہ ایک باندی کا	۲۴۱
قصہ مصیبت زدہ سیّدہ کا	۲۴۳
قصہ ایک باندی کا	۲۴۶
قصہ اللہ والی عورت کا	۲۴۸
جندے اُتے ماں راضی او ہندے اُتے ربّ راضی	۲۵۰
رحمت کی برسات ہے ماں	۲۵۲
گنہگار کی، ماں کی دُعا سے بخشش ہوگئی	۲۵۳
گنہگار کا خواب	۲۵۳
خواب کا نتیجہ	۲۵۷
ماں کی شان	۲۵۹
دُنیا اور آخرت میں کامیابی کے رہنما اُصول	۲۶۹
چالیس احادیث	۲۷۰
اللہ سے مانگنے والے محروم نہیں رہتے	۲۷۲
پاک دامنی	۲۷۳
صاحبِ ایمان عورت	۲۷۳
قصہ بہادر جرنیل کے بزدل بادشاہ کا	۲۷۵

مضمون	صفحہ
خلیفۂ مصر کا امیرِ موصل کی لونڈی کو غصب کرلینا	۲۷۵
توبہ ذریعہ نجات ہے	۲۷۹
اسلام میں ثابت قدمی	۲۸۵
توحید	۲۸۵
رسالت	۲۸۵
حکایت بی بی آسیہ	۲۸۸
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک موت کے بارے میں	۲۹۰
قصے اللہ والوں کی موت کے بارے میں	۲۹۳
قصہ ہارون رشید بادشاہ کے لڑکے کا	۲۹۶
قِصّہ ایک بادشاہ کا	۳۰۲
قِصّہ ایک مال دار کا	۳۰۳
قِصّہ ایک ظالم کا	۳۰۴
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد موت کے بارے میں	۳۰۵
قِصّہ بنی اسرائیل کے ایک ظالم کا	۳۰۵
قِصّہ ایک بت پرست کا	۳۰۶
قِصّہ ایک نوجوان کا	۳۰۹
قِصّہ موسیٰ بن محمد سلیمان الہاشمی کا	۳۱۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
قصہ اللہ کے عاشق لڑکے کا	۳۱۶
قصہ ایک لڑکے کا	۳۱۸
قصہ ایک نوجوان کا	۳۲۲
قصہ راشد بن سلیمان کا	۳۲۴
قصہ حضرت اویس قرنیؒ کا	۳۲۶
حضرت حسن بصریؒ کا دُنیا کو ترک کرنا	۳۳۰
قصہ اللہ کے عاشق کا	۳۳۲
قصہ ایک ظالم کا	۳۳۲
باعثِ عبرت قصہ	۳۳۳
قصہ حضرت داؤد علیہ السلام کا	۳۳۵
خیرات کا صلہ	۳۳۵
قصہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی آل میں سے ایک بچے کا	۳۳۷
نیک لڑکا	۳۴۰
قصہ ایک نوجوان عیسائی کا	۳۴۱
حکایت	۳۴۲
جہاں بھی جاؤ موت آکر رہے گی	۳۴۳
دل میں ذکر موت جمانے کا طریقہ	۳۴۴
موت سے بڑھ کر کوئی واعظ نہیں	۳۵۶
روح اور جسم کا جھگڑا	۳۵۷

مضمون	صفحہ
موت کی جگہ معین ہے	۳۶۷
ملک الموت اور اُن کے ساتھ والے فرشتوں کے بیان میں	۳۶۸
دُنیا کی حقیقت	۳۶۹
یہ حقیقت ہے اس زندگی کی	۳۷۱
فَهَلْ مِنْ مُّشْتَمِرٍ لَّهَا؟ ......کیا کوئی جنت کے لیے تیاری کرنے والا ہے؟	۳۷۱
دُنیا کو جنت بنانے والو! اپنے باپ کی جنت کا حال دیکھ لو	۳۷۴
جنت کی تیاری کا حکم	۳۷۵
مظاہرِ قدرت	۳۷۸
علم	۳۷۹
اللہ باری تعالیٰ کا ارشاد	۳۷۹
حضورؐ کی ذات بابرکت تمام تر خوبیوں سے متصف ہے	۳۸۱
علم نبوت کے گوہر پارے	۳۸۱
حضرت محمدؐ کا ایک اہم خطبہ جو تبوک میں ایک نماز کے بعد دیا گیا	۳۸۱
سخی رسولؐ	۳۸۴
سچا عشق اللہ کی ذات کا ہے......اللہ سے محبت	۳۸۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اللہ والوں کا عشق/حضرت رابعہ عدویہؒ	۳۸۶
عشق کے بارے میں	۳۸۸
اللہ کی محبت	۳۹۱
فائدہ	۳۹۴
جیسا کرو گے ویسا بھرو گے	۳۹۵
حسن پرستوں کے عشق کی انتہائی غرض وغایت، معشوق کے ساتھ بدکاری کرنے سے وابستہ ہے	۳۹۵
معصوم ٹیڈی بچے کی ڈیڈی سے فریاد	۳۹۶
نصائح دلنشین	۳۹۷
دُنیا کی مکروہات اور اُن سے نجات کا راستہ	۳۹۸
حضرت حسن بصریؒ کے فرمودات	۴۰۲
اُن کی حق گوئی اور بیباکی	۴۰۵
ہماری اور تمہاری مثال	۴۰۶
فریاد	۴۰۶
ایک شاہراہ کے سوا آج سارے راستے بند ہیں	۴۰۷
دل بنا، دُنیا بنی......دل بگڑا، دُنیا بگڑی	۴۰۸
دُنیا کے دکھوں کا علاج صرف یہ ہے کہ دل میں ایمان کا چراغ روشن کیا جائے	۴۰۹

مضمون	صفحہ
استغفار	۴۱۰
غضب اور غصہ	۴۱۱
شہوت نفسانی	۴۱۲
ایک عابد اور فاحشہ کا واقعہ	۴۱۳
حضرت ابوعبداللہ اُندلسی کا واقعہ	۴۱۵
بدنگاہی سے اجتناب	۴۲۵
اخلاق رذیلہ	۴۲۶
گریہ وزاری	۴۲۷
حقیقی اور پختہ توبہ	۴۲۸
عاشق حق کی آہ	۴۲۹
اجتناب از صحبت بد	۴۳۰
صحبت اہل دل	۴۳۰
فوائد صحبت نیک	۴۳۲
ذکر اللہ	۴۳۳
کیفیت قلبی - بے قراری دل کی فصل وبہار	۴۳۴
مواجِ سمندر کی مثل ساغر ضبط چھلکنا	۴۳۴
دل مخزوں کی تڑپ	۴۳۵
مہجوروں کی آہ وبکا	۴۳۵
غفلت شعاری	۴۳۵
انسانی نیند	۴۳۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اللہ کا قانون	۴۳۶
مردہ بستی	۴۳۶
ذخیرہ عقل و بصیرت	۴۳۶
انسانی سرکشی	۴۳۶
تمرد کی دوسری قسم	۴۳۷
سبق آموزی از تاریخ عالم	۴۳۷
اقوام عالم کی شاہراہ ترقی و تنزل	۴۳۷
یقینی ہلاکت کا ذریعہ	۴۳۸
عبرت آموز حوادث کا تواتر	۴۳۸
تعذیب اُمم کی آخری کڑک	۴۳۹
تمثیل قیامت	۴۳۹
جلال الٰہی کے لقاء کا ذریعہ	۴۳۹
اعمال صالح کا اختتام	۴۴۰
سنت اللہ	۴۴۰
نتائج غفلت شعاری	۴۴۰
کفالت نصیحت آموزی	۴۴۱
معصیت کی ہلاکت آفرینی	۴۴۱
عشق الٰہی سے انحراف	۴۴۱
ضلالت اور بے وفائی کا عہد	۴۴۱
ندامت و خجالت کی حس مفقود	۴۴۲

مضمون	صفحہ
نشہ غفلت کی مضبوطی و سحر کاری	۴۴۲
قانون الٰہی اٹل ہے	۴۴۲
راہِ نجات	۴۴۳
آخری بات	۴۴۳
سفر عمل کا پہلا قدم	۴۴۳
عبرت از مافات	۴۴۴
مضٰے مضٰے	۴۴۴
حقائق معبودیت	۴۴۴
اسباب و ذرائع کشش	۴۴۴
کمال الوہیتِ الٰہی	۴۴۴
احتیاج انسانی کا کمال	۴۴۵
کفران نعمت	۴۴۵
بے جا مصرف	۴۴۵
مغز عمل کا فقدان	۴۴۶
کارسازِ حقیقی کی بے نیازی......انتباہ	۴۴۶
اللہ غنی ہے، محتاج نہیں	۴۴۶
اعلائے کلمۃ اللہ کی سعادت	۴۴۶
خواجہ کی فریاد	۴۴۷
واقعہ حضرت احنف بن قیسؓ کا	۴۴۸
ہادی کامل	۴۵۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
زمانہ جاہلیت کی تصویر	۴۵۴
الطَّآمَّۃُ الْکُبْریٰ	۴۵۷
علامات قیامت	۴۶۰
قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی	۴۶۰
اُمت محمدیہ یہود ونصاریٰ اور فارس و روم کا اتباع کرے گی	۴۶۰
جھوٹے نبی پیدا ہوں گے	۴۶۱
ظالم کو ظالم کہنا نیکیوں کی راہ بتانا اور برائیوں سے روکنا چھوٹ جائے گا	۴۶۱
ننگی عورتیں، مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی	۴۶۲
سرخ آندھی اور زلزلے آئیں گے صورتیں مسخ ہوجائیں گی اور آسمان سے پتھر برسیں گے	۴۶۳
قتل کی اندھیر گردی ہوگی	۴۶۴
مردوں کی کمی، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی	۴۶۵
نئے عقیدے اور نئی حدیثیں رائج ہوں گی	۴۶۵
ہر بعد کا زمانہ پہلے سے برا ہوگا	۴۶۵
کفر کی بھرمار ہوگی	۴۶۶
ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی	۴۶۶
اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن کے الفاظ رہ جائیں گے اور علماء سوء پیدا ہوں گے	۴۶۶
مسجدیں سجائی جائیں گی اور ان میں دُنیا کی باتیں ہوا کریں گی	۴۶۸
حرامی بچوں کی کثرت ہوگی	۴۶۹
قیامت کے قریب	۴۷۰
قصہ اصحاب کہف کا	۴۷۲
غمِ اُمت	۴۷۳
نسخہ کیمیا (۱)...... برائے روحانی امراض	۴۷۶
نسخہ کیمیا (۲)...... برائے روحانی امراض	۴۷۶
آنکھ اور زبان بہت بڑی نعمتیں ہیں...... اِن کی حفاظت کرو	۴۷۷
بچو بچو! شرک سے بچو!	۴۷۸
بچو بچو! گناہوں سے بچو...... گناہ کی دس برائیاں	۴۷۹
ایمان پر اخلاقی جرائم کا اثر	۴۸۲
اظہارِ حقیقت	۴۸۲
اخلاق اور قرآن	۴۸۴
جرائم کا اثر	۴۸۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
توبہ کا طریقہ	۴۸۶
گناہ اور سزا	۴۸۷
عملِ صالح کی نفی	۴۸۸
حقوق العباد کی معافی	۴۸۹
اخلاقی جرائم کے نقصانات	۴۹۳
زنا کا دُنیوی انجام	۴۹۵
زنا کا اُخروی خسارہ	۴۹۵
زنا اور انفرادی واجتماعی زوال	۴۹۶
زنا اور شریعت اسلامی	۴۹۷
اخلاقی جرائم اور شرعی حدود	۴۹۸
مجرم کی بھی بُرائی نہ کرو	۵۰۰
گناہوں کی سزا میں خود پیش ہونا	۵۰۱
شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زانیوں کی سزا	۵۰۱
زانیوں کو سنگسار کردو	۵۰۲
زنا کاری کے ایک مجرم کا واقعہ	۵۰۲
واقعہ زنا کی تحقیق	۵۰۳
ایک عورت کا گناہ کی سزا کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا	۵۰۴
زبردستی زنا کرنے والے کی سزا	۵۰۵

مضمون	صفحہ
عمل قوم لوط کی سزا	۵۰۵
جانوروں سے بدفعلی کی سزا	۵۰۵
زنا اور تہمتِ زنا کی سزا	۵۰۶
لوطی ملعون ہے	۵۰۶
عادی چور کی سزا	۵۰۶
چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا کِیا جائے	۵۰۶
مرتد کی سزا	۵۰۶
زنا	۵۰۷
زنا کار کی سزا	۵۰۷
زنا کار کی سزا کی تشہیر	۵۰۸
بے حیا عورت پر پابندی	۵۰۹
انسان کا قانونِ رجم	۵۱۰
رجم کا طریقہ	۵۱۰
لواطت	۵۱۱
استلذاذ بالمثل	۵۱۲
قومِ لوط اور اُس کا انجام	۵۱۲
قوم لوط کے بعد	۵۱۷
استلذاذ بالمثل اسلام کی نظر میں	۵۱۸
لوطی نقل وعقل کی روشنی میں	۵۱۹
لوطی کی سزا	۵۲۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
لوطی کی سزا عقل کی روشنی میں	۵۲۱
عہدِ صحابہؓ کا ایک واقعہ	۵۲۱
بچنے کی تدبیر	۵۲۲
امرد سے پرہیز	۵۲۲
امرد کا چہرہ دیکھنا	۵۲۳
دو مردوں کا ایک ساتھ لیٹنا یا سونا	۵۲۴
غیرتِ حق	۵۲۵
نگاہ کے فتنے	۵۲۵
عورتوں کو ہدایت	۵۲۶
عورت کہاں سے کہاں پہنچتی ہے	۵۲۷
حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان حق	۵۲۸
زنا مظالم کی جڑ	۵۲۹
زنا کے نقصانات	۵۳۰
زنا پر کال کوٹھڑی کو ترجیح	۵۳۲
زنا کے سلسلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات	۵۳۲
زنا کی ہلاکتیں	۵۳۳
مصیبت	۵۳۳
کثرت موت اور طاعون	۵۳۴
خشک سالی	۵۳۴
اسلامی تعلیم سے رُوگردانی کا انجام	۵۳۴
امریکہ میں زنا اور اس کے نتائج	۵۳۵
آتشک، سوزاک اور دوسری برائیاں	۵۳۵
کنسے رپورٹ	۵۳۶
انگلستان میں زنا کی وبا	۵۳۷
برطانیہ میں اغلام بازی کی آئینی اجازت	۵۳۸
فرانس میں بدکاری	۵۳۸
توبہ	۵۳۹
توبہ کی اقسام	۵۴۱
گناہوں سے بچو!	۵۴۲
سخن دلنشیں	۵۴۳
جہنم میں جانے والے	۵۴۸
لعنت سے بچو!	۵۵۰
گناہوں کا اثر	۵۵۳
گناہ کا زہر	۵۵۵
گناہوں کی سزائیں	۵۵۷
زنا کے، مفاسد اور خرابیاں	۵۶۰
قصہ ایک نوجوان کا	۵۶۲
حجۃ الوداع	۵۶۳
اعلان عام و حجۃ الوداع	۵۶۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خطبہ حجۃ الوداع	۵۶۷
تکمیل دین واتمام نعمت	۵۷۰
ختم نبوت	۵۷۱
میدان منیٰ اور غدیر خم کے خطبات	۵۷۲
اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور	۵۷۵
عالم آخرت کی تیاری	۵۷۵
بدر اور اُحد کے شہداء	۵۷۵
علالت کی ابتدا	۵۷۷
وفات سے پانچ روز پہلے	۵۷۸
وفات سے دوروز پہلے	۵۸۱
وفات سے ایک روز پہلے	۵۸۲
یومِ وفات	۵۸۲
صحابہ کرامؓ میں اضطرابِ عظیم	۵۸۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف دیکھ کر ایک عورت کی موت	۵۸۵
اُمت کے وفود آقائے ﷺ کے حضور میں	۵۸۵

مضمون	صفحہ
آؤ مدینے چلیں	۵۸۶
اے انساں! اپنے اوپر اللہ کے احسانات تو دیکھ	۵۹۶
حکایت	۵۹۶
وجودِ زن سے ہے کائنات میں رنگ	۵۹۹
توحید باری تعالیٰ	۶۰۲
دُعا کی ضرورت اور فضیلت	۶۰۴
فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ...... اپنے عزیزوں کو صدقہ کا ثواب پہنچاؤ	۶۱۴
صدقہ جاریہ	۶۱۵
حضرت امام نوویؒ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے	۶۱۵
ترغیب کارِ خیر	۶۱۶
بزرگوں، برادران اسلام اور ماؤں بہنوں کے نام خواجہ محمد اسلام کا پیغام	۶۱۷
اچھا اب رخصت، اللہ حافظ	۶۲۲

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے فیوض و برکات

مظلوم کی پناہ ذاکر کی نگاہ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
روح کی راحت جسم کی حفاظت — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کاموں کا نظام عارفوں کا تاج — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
عاشقوں کی پرواز واصلوں کا چراغ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مفتاح قرآن وادیٔ عرفان — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
معیار علم و عقل پیمانہ ذکر و فکر — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بیمار کی دوا ہر مرض کی شفا — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شیطان کے لیے زنجیر سالک کی شمشیر — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قلب کی صفائی اللہ تک رسائی — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
جنت میں داخلہ جہنم سے رہائی — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اس میں اسم ذات ہے آگ سے نجات ہے — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہیں کیا جاتا ادھورا اور بے برکت ہوتا ہے۔ یہ اسم ہر کتاب کی چابی ہے۔ جو اِس اِسم کا کثرت سے ذکر کرتا ہے، اللہ اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ جب اس اسم کو نازل فرمایا گیا؛ ہوائیں رک گئیں، سمندر میں جوش آیا، آسمان سے شیطانوں کو سنگسار کیا گیا۔ اللہ نے اپنی عزت کی قسم کھائی اور فرمایا کہ جس نے میرا یہ اسم پڑھا؛ برکت ہوگی، شفا ہوگی اور جنت میں داخلہ ملے گا۔ جب کوئی آدمی ایسے کاغذ کو جس پر یہ اسم لکھا ہوگا، زمین سے اٹھائے گا؛ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اگرچہ مشرک ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب منجنیق میں یہ اسم پڑھا تو اس کی برکت سے نارِ نمرود ٹھنڈی ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ اسم پڑھا تو انسانوں اور حیوانوں کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی اسم کی وجہ سے جادوگروں پر غالب آئے۔ جس مومن کے نامۂ اعمال میں کثرت سے یہ اسم ہوگا، اُسے اس کی برکت سے نارِ جہنم سے نجات ملے گی اور اس اسم کا ذکر کرنے والا منکر نکیر کے خوف سے آزاد ہوگا، اس پر موت کی سختی آسان ہوگی، قبر کی تنگی سے پناہ ملے گی، قبر میں حدِ نگاہ روشنی میسر ہوگی، نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، پل صراط پر نور ہوگا جو اس کو بہشت کے باغوں تک پہنچائے گا۔ کثرت سے اس اسم کا ذکر کریں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

نجات چاہتے ہو تو قرآن پڑھو اور اُس پر عمل کرو

اس اللہ کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس کی خاص توفیق سے آج یہ عظیم کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اے اللہ! تیرے فضل واحسان سے اس کتاب ''ماں کی شان'' کی اشاعت کی خدمت جو محض تیرے فضل وکرم سے ممکن ہوئی، اس کو اپنی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرما۔ اے اللہ پاک! میں معترف ہوں کہ اس خدمت کی انجام دہی میں مجھ سے حقِ اخلاص ادا نہیں ہو سکا، لیکن تیری رحمت و رافت جب خطاؤں کو حسنات سے بدل ڈالتی ہے، اس کے لیے ایک صورتِ حسنہ کو حقیقتِ حسنہ بنا دینا، کون سی بڑی بات ہے۔ میرا گمان تیرے ساتھ یہی ہے کہ تو اپنے فضل واحسان سے اس ناچیز کے عمل کو زندہ جاوید بنائے گا اور اس کے نیک ثمرات سے روزِ آخرت مجھ پر اور اس کتاب کی اشاعت میں معاون بننے والوں پر نظرِ رحمت فرمائے گا۔

اے اللہ! اپنے قرآن پاک کی برکت سے خواجہ محمد اسلام، اماں زینب بی بی، اماں عزیز بیگم، ان کے آباؤ اجداد، اہل وعیال، عزیز واقارب، اساتذہ اور دوست احباب جو اس کارِ خیر میں محرک و داعی بنے ہیں، جنھوں نے اس عظیم الشان کام میں رفاقت واعانت کی ہے، ان کو دُنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرما اور ان کو ہر طرح کی بلاؤں سے مامون ومصون فرما اور ازل سے ابد تک آنے والے مسلمان مردوں، مسلمان عورتوں، مسلمان بچوں اور مسلمان بچیوں کو رسولِ کریم، رحمت للعالمین، شافع روزِ محشر، صاحبِ قرآن، پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما کر جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی اُمت کے لیے خیر کی دُعائیں مانگیں ہیں، اُن میں سے ہمیں بھی حصہ عطا فرما اور جن برائیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، ہمیں بھی اُن برائیوں سے پناہ عطا فرما! (آمین)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حرفِ آغاز

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے　　کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو　　کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں

موت کا منظر کتاب ہے یہ وہ دل کش داستاں
محوِ حیرت جس سے ہیں پیر و جواں
اس کو پڑھنا ہے اگر اے دوستو!
دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام لو
اَشکِ ندامت آنکھوں سے بہیں گے اس قدر
جس سے ہو گی قلب کی حالتِ دِگر

کیا کبھی تُو نے سوچا ہے اے نوجواں　　کس کے سینے سے چمٹتی تھی تیری ننھی سی جاں
گر نہ ہوتی ماں تیری پاسباں　　کب کے کھا چکے ہوتے تجھے کتے بلیاں

خواجہ محمد اسلام کا پیغام دُنیائے انسانیت کے نام

شاید میں بہاروں میں خزاں کی تباہ کاریاں بیان کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں کیونکہ میں اس عشرت کدہ عالم میں مظلومیت کی تصویر کھینچنے کے لیے قلم اٹھا رہا ہوں۔ جب کہ نوجوانانِ ملت شباب کی رنگ رلیوں میں مست ہیں اپنے گھروں کو سینما گھر بنا بنا کر رقص و سرور کے دلدادگان زندگی کی کلفتوں سے کلیتاً بے نیاز ہو کر کیف و خمار میں اپنے روز و شب گزار رہے ہیں جبکہ ضعیف و ناتواں ''والدین'' جو زندگی کی آخری منزل کی طرف افتاں و خیزاں جا رہے ہیں۔ جن کی تو تیں اللہ

Marfat.com

کا فرمان؛ ترجمہ: (جن کو ہم نے عالم کہولت تک پہنچایا۔ ان کی قوتوں کا شیرازہ بکھیر دیا۔ کیا ان کی چشم بصیرت اب تک وانہیں ہوئی) کی تفسیر ہیں۔ جو اپنی کوششوں میں تھک گئے جن کی تھکان لحد قبر میں جا کر ہی دور ہوگی۔ جن کے عزائم میں شکست وریخت کے دائمی آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کی نظروں میں دُنیا اُمید سے آباد نہیں بلکہ یاس وحرماں کی ایک اجڑی ہوئی بستی ہے۔ ان مظلوموں کے لیے میرے سینے میں ایک تڑپ ہے۔ میری راتیں اضطراب آشنا ہیں۔ میرے ایام چند اندوہناک واقعات کی فراہمی میں بسر ہوتے ہیں۔ میرے ماحول میں آہوں اور آنسوؤں کے جہان آباد ہیں۔ میری جب بھی آنکھ کھلتی ہے تو انسانی بستیوں میں مظلومیت کا ایک دل گداز منظر میرے سامنے آجاتا ہے۔ میرے کان جب بھی سنتے ہیں تو وہ آہ وبکا اور فریاد وشیون کی آوازیں ہی سنتے ہیں۔ میں ان مظلوم ومقہور اور ان مدفوع ومغلوب ہستیوں کی حالت زار پر جب تک جیوں گا، روتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہوں گا کہ وہ میرے گریہ پیہم کو انقلاب انگیز اور نتیجہ خیز بنائے۔ میں اپنے ابنائے جنس کے سامنے فطرت اور شرافت کے تقاضوں کا واسطہ دے کر اور خادمان مصطفیٰ ﷺ کے روبرو شریعت بیضا کے نام پر اپنی زندگی کے آخری سانس تک یہ اپیل کرتا رہوں گا کہ وہ والدین کے اس مقام کو جو قرآن حکیم نے ان کو عطا کیا ہے، ہمیشہ نگاہ میں رکھیں اور بیوی کے حقوق کو بھی کسی حالت میں بھی فراموش نہ کیا جائے تاکہ روز محشر حقوق العباد کے اس بکھیڑے سے نجات ملے اور دنیا کی زندگی بھی پرامن طریق پر بسر ہو۔

دُعا گو اور دُعائے خیر کا طالب
مسکین، غریب الوطن
خواجہ محمد اسلام

Marfat.com

والدہ کا بے مثال جذبہ قربانی

سنیے! قرآن عزیز نے واضح اور روشن احکام میں والدین کی خدمت' دلجوئی' تعظیم اور ہر طرح کے نیک کاموں میں ان کی اطاعت کامل کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی کتاب مبین میں پروردگار عالم نے چند ایسے قصص بھی بیان فرمائے ہیں جس میں والدین کی مخلصانہ محبت کو اس قدر اجاگر کر کے دکھایا ہے کہ اس پر اگر ساری کائنات کی محبتوں کو قربان کر دیا جائے تو کچھ بڑی بات نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دُنیا والوں کے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں جس سے ماں کی مامتا کا ماپ لیا جا سکے۔ بچے کے لیے ماں کا ہر جذبہ لاکھوں قربانیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ماں کی بے قراریاں اور جانفشانیاں ہر زمانے میں مشہور عالم رہی ہیں۔ آپ نے کئی بار سنا ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک کے حکم سے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا اور ننھے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ معظمہ کی غیر ذی زرع وادی میں جب چھوڑا تو کچھ دنوں کے بعد توشہ ختم ہو گیا۔ مائی حاجرہ پر بھوک اور پیاس نے اس قدر غلبہ کیا کہ آپ کی چھاتی سے دودھ تک بھی خشک ہو گیا۔ اب بچے کی حالت کو دگرگوں دیکھ کر نحیف و زار والدہ مامتا کے جوش میں دیوانہ وار پانی کی تلاش میں بھاگ نکلی۔ سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹایا اور کوہِ صفا سے کوہِ مروہ اور مروہ سے صفا پر دوڑتی پھرتی تھیں۔ نگاہیں جد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر تھیں۔ بچے کی بیقراری ماں کی برق رفتاری کا سبب بنی ہوئی تھی۔ جب بلندی پر چڑھ جاتیں تو نور نظر سامنے ہوتا۔ مگر جب نشیب میں آتیں تو لخت جگر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا۔ تب اسی حالت میں بھاگنے لگتیں اور اگر تم سوال کرو کہ ایک بھوکی پیاسی' نازک اندام' پاکدامن' جلاوطن' تن تنہا' عفیفہ کی حالت انتہائی مصیبت کے وقت کیا تھی۔ تو جاؤ! ہم سے نہیں ان فضاؤں سے پوچھو جنہوں نے اس مقبول الٰہی رشک حور کے خشک ہونٹوں سے تسبیح و تہلیل کے نغمات اور عاجزانہ دعائیں سنیں۔ حسن سیرت کی بے نظیر ہستی کی سرفروشانہ کیفیت ان تپتے ہوئے پتھروں اور جھلسنے والی ریت کے ذروں سے دریافت کرو جنہوں نے اس مقدس قدموں کا لہو فرط عقیدت سے چاٹا۔ نہیں! نہیں! مناظر قدرت

Marfat.com

کی سب سے روشن آنکھ (آفتاب عالم تاب) کی شہادت عینی پر اکتفا کرو۔ جس نے اپنی ساری حیات میں اس وقت تک ویسا جذبہ قربانی کا مظاہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہاں ہاں آسمان سے پوچھو! اس واقعہ کو آج ہزاروں برس گزر گئے ہیں مگر خالق ارض وسما کو اپنی اس نیک بندی کی مخلصانہ ادا اس قدر پسند آ چکی تھی کہ قیامت تک اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرد جو دنیا کے کسی خطہ سے عشق الٰہی اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر عرب کی راہ لیتا ہے، اس پر فرض ہے کہ وہ مائی حاجرہؓ کی طرح صفا اور مروہ پر سات چکر کاٹے۔ (کہ زائر حرمین الشریفین حب الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ماں کے جذبہ شفقت کا اعتراف کرتا ہوا بھی نظر آئے۔) روزِ ازل سے لے کر قیامت تک اللہ رب العزت کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ان پر اور ان کی اولاد پر؛ ستاروں کی تعداد کے برابر، ریت کے ذروں کے برابر، بارش کے قطروں کے برابر اور اتنی تعداد میں کہ جس کا شمار کرنے والے شمار نہ کر سکیں اور تمام نبیوں اور ان کے امتیوں کی طرف سے سلام ہو اُن پر۔ آمین!

والدہ کی شفقت

والدہ شفقت کی دیوی والدہ الفت کی جاں
بہر طفلاں جنت فردوس زیر آسماں

بستی انسان کی شام و سحر وہ پاسباں
جذبہ ایثار و قربانی کی رنگین داستاں

بے زباں بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھئے معصوم سے اک بے بدل نعمت ہے یہ

والدہ از آفرینش تاقیامت با وفا
کشتیٔ معصوم کی سمجھو اسے تم ناخدا

اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء اتقیا
محسنہ انبیاءؑ مخدومہ اہل صفا

سورۃ یوسف اگر اک نالۂ یعقوب ہے
چاہِ زمزم والدہ کے عشق سے منسوب ہے

والدہ کے مصائب کا قرآنی اعتراف

"حملتہ امہ وھنا علی وھن" یہ ٹکڑا والدہ کے مصائب اور شدائد کی پوری داستان کا حامل ہے اور ہمیں یاد کراتا ہے کہ اگر ہمارے پیٹ میں ایک تولہ وزن ثقیل ہونے کی صورت میں رہ

Marfat.com

جائے تو ہماری بیقراری اور چیخ و پکار کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مگر ماں ہے کہ نہایت بردباری اور جانفشانی سے ہمارے وجود کا سیروں بوجھ رات دن اُٹھائے پھرتی ہے۔ اگرچہ کھانے پینے میں بد اعتدالی پیدا ہوگئی ہے۔ بیچاری کا چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ قدم بوجھل ہو گئے ہیں۔ راتوں کو بعض اوقات نیند نہیں آتی۔ جسم میں تھکاوٹ اور نقاہت کا زور ہے۔ امتلا کی کیفیت طبیعت میں بیزاری پیدا کر رہی ہے۔ مگر یہ صبر وتحمل کی دیوی ان تمام مشکلات کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتی ہے۔ اللہ کے آخری رسول رحمت للعالمین' شافع روزِ جزا' سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس حقیقت کا قوی ثبوت ہے کہ والدہ وہ عزت مآب ہستی ہے کہ جس کے پیٹ میں پروردگار عالم انسان کی تخلیق کے تمام اجزا مرتب فرماتا ہے اور پھر تذکیر و تانیث کی تقسیم بھی انہی ایام میں کی جاتی ہے۔ قسمت کا فیصلہ بھی اسی تاریک حجرے میں ہوتا ہے۔ کاتب تقدیر کی جنبش قلم کے رشحات کا نتیجہ ایک وکیل فرشتے کی زبان سے اعلان کروایا جا رہا ہے۔ یہ بطن مادر ہی ہے جس میں شقاوت انسان کی تفسیر لکھی جاتی ہے۔ کوئی فرعون وقت بنے گا' کوئی نمرود' شداد کا ہمنوا ہوگا' کوئی ابوجہل و ابولہب کا ساتھ دے گا۔ غرضیکہ مشرک' کافر' فاسق' فاجر کوئی بھی اہل جہنم سے ہو' اس کے برے انجام کی فہرست اسی جگہ تیار ہو رہی ہے اور اسی طرح انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی زندگیوں کے قدسی الاصل حالات کا جائزہ ضبط تحریر میں آ رہا ہے۔ کسی کے فرق اقدس پر تاج نبوت رکھا جاتا ہے۔ کسی کے سر پر دستار صدیقیت باندھ رہے ہیں۔ کوئی حلۂ شہادت زیب تن کر رہا ہے اور کسی کو خلعت ولایت سے سرفراز کر رہے ہیں۔ الٰہی! یہ ماں کا پیٹ ہے یا تیرے فرشتگان قضا و قدر کا دفتر؟ تخت و تاج کی تقسیم ملبوسات شاہانہ کی سرفرازی، مملکتوں کی تفویض اور دوسری طرف فاقہ مستی اور گداگری کا نوشتہ بھی پہلوئے والدہ ہی میں لکھا جا رہا ہے۔ مدت حیات اور پھر تمام ادوار ترقی و تنزل کا پروانہ بھی ایک گوشت کے اس لوتھڑا کو عطا ہوتا ہے۔ جو اپنی ماں کے پیٹ میں جونک کی طرح اس کا خون پی پی کر جسم کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ غور و خوض کرنے سے واضح ہو جائے گا کہ اگر انسان اندھا نہ ہو جائے اور نور فطرت کو خود بجھانے اور تعلیم ربانی سے روگردانی کرنے کا عادی نہ بن جائے تو کوئی وجہ

Marfat.com

نہیں کہ ایک نوجوان خواندہ مسلمان اپنی والدہ کی شفقت بھری دعائیں لے کر جنت میں نہ جائے۔
اللہ ربّ العزت کے حضور دُعا ہے کہ ہر انسان کو اپنی والدہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت

جب سے اسلام نے دنیا میں قدم رکھا ہے دین کے اجزائے ترکیبی حقوق اللہ اور حقوق العباد ہی رہے ہیں۔ دین کے بیج سے یہ دو تنے ہر زمانے میں پھوٹے اور یکساں طور پر پرورش پاتے رہے۔ پیغمبرانِ وقت جن کی حیثیت گلشن دہر میں باغبان کی رہی، ان دونوں تنوں کی حفاظت اور پرداخت میں مساویانہ سعی جمیلہ فرماتے رہے بلکہ شجر اسلام کی جڑوں کو اکثر زمانوں میں انبیاء کرام کے خون سے سینچا گیا۔ ان مقدس اولوالعزم باغبانوں نے دنیا کے ویرانوں کو گل وگلزار سے بدلنے کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں اور قرآنِ عزیز جو اقوام عالم کی ایک مصدقہ اور بے بدل تاریخ ہے۔ پیغمبرانِ الٰہی کی انتھک کوششوں اور جانفشانیوں کی خونچکاں داستانیں پیش کرتا ہے۔ خیر میرا مقصد صرف اسی حقیقت کی وضاحت کرنا تھا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مسئلہ انسانی دنیا میں آفرینش آدم علیہ السلام سے لے کر تاحد قیامت جاری وساری رہے گا اور جس زمانے میں شجر اسلام کے ان دونوں تنوں میں کسی ایک کی حفاظت وپرداخت میں فرق پڑا، دوسرا تنا بھی دیکھتے ہی دیکھتے بے برگ و بار ہوگیا۔ گویا یہ دو آفتاب ہیں، جن کی درخشندگی کا قیام ایک دوسرے پر ہے۔ یا دین کے سیپ سے نکلے ہوئے دو گوہر شاہوار ہیں۔ جن کی پرورش پر پروردگارِ عالم نے ایک ہی جیسی نگاہِ التفات ڈالی ہے۔ بلکہ بعض حالات میں سالکین راہِ ہدیٰ کا خون حقوق العباد کے تصور سے ہی سفید پڑ جاتا ہے۔ جبکہ حقوق اللہ کے معاملے میں عاصیانِ امت محمدیہ کی مغفرت طلب نگاہیں کبھی اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری اور کبھی اللہ کے آخری رسول شافع روزِ جزا رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ پر جا پڑتی ہیں۔ منہاج النبوہ وہ خدائی شاہراہ ہے جس پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار روحانی روشنی کے مینارا اپنے اپنے وقت میں جگمگاتے رہے ہیں۔ کائنات کی مرکزی

111463

Marfat.com

بستیوں سے یعنی محیط عالم کے تمام اطراف سے قطروں کی طرح دربارِ الٰہی تک راستے جاتے رہے ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ جو بعثت محمدیہ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام کی تعلیم سے مستفیض ہوئے اُن کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد سے آگاہی ملتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توراۃ میں والدین کے حقوق کے متعلق توحید باری تعالیٰ کے بعد بایں الفاظ تاکید موجود ہے۔ ''تو اپنے ماں باپ کو عزت دے، تاکہ تیری عمر اس زمین میں جو تیرا اللہ تجھ کو دیتا ہے دراز ہو۔'' اور پھر توراۃ نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ: ''جو کوئی اپنے ماں باپ یا ماں پر لعن کرے، مار ڈالا جائے گا۔ اور جس نے اپنے باپ یا ماں پر لعنت کی، اس کا خون اس پر ہے۔'' اور اسی کے لگ بھگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی کھربوں رحمتیں ہوں ان پر اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر اور ان کے سارے خاندان والوں پر احکام لے کر تشریف لائے۔ مگر دین عیسوی کے دوست نما دشمنوں نے الہامی تعلیم میں ہر طرح کی تحریف کو روا رکھا اور کتب سماوی کو اپنی خواہش کے مطابق تبدیل کر کے جلب زر کا بہترین ذریعہ بنایا۔ لہٰذا اعتقادات، عبادات اور ساتھ ساتھ معاملات اور اخلاقیات کے چہرے پر بھی رذائل اور فواحش کے بدنما دھبے پوری طرح چھا گئے۔ انسانی طبائع کے بہیمی مطالبات نے حقوق کو یکسر پامال کر ڈالا۔ یہی وجہ ہے کہ احسن تقویم کا مستحق اسفل السافلین کا مورد بنا اور خود خالق کائنات اور نگارندۂ آفاق نے اپنے آخری پیغام میں فتویٰ دیا کہ بعض لوگوں کے اعمالِ شنیعہ اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اب کسی ہادی کی آواز ان کو واپس نہیں لاسکتی۔ اور کہیں فرمایا: ''وہ بے راہ روی کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ رشد و ہدایت کی تمام راہیں ان پر بند ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب ان لوگوں نے اپنی مرضی سے ضابطہ حیات کے مختلف شعبوں کے لیے آئین مرتب کیے تو کہیں بڑے بیٹے کے سوا سب کو میراث سے محروم رکھا۔ کہیں باپ پر بیٹے کو مقدمہ کرنے کا حق دیا گیا۔ کہیں باپ کی بیوی سے نکاح کو جائز رکھا گیا۔ غرضیکہ انسانی آبادیوں میں شیطان کا عالمگیر تسلط قائم ہو گیا۔ مگر فضل ربانی سے اسلام نے آتے ہی انسانی برادری کے پہلے مراتب مقرر کیے۔ اور پھر ان میں حقوق کی تقسیم اس احسن طریق پر کی کہ فطرت سلیمہ کو اس میں ہرگز ہرگز کلام نہیں اور پھر سیّد الانبیاء جناب رسول اکرم ﷺ نے حقوق

Marfat.com

کی توضیح میں جس عملی نمونہ کو پیش کیا اس کا جواب ماضی، حال اور مستقبل میں تلاش کرنا کلیتاً محال ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکی ہونے کے لحاظ سے شرفاء عرب کے رسم وراہ کو خوب جانتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ درندہ صفت انسان اس قدر ظالم اور سفاک ہو چکے تھے کہ اپنی معصوم بچیوں کو نہایت بے رحمی سے زندہ درگور کردیتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں شفقت پدرانہ اور مہر مادرانہ کا احساس ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ لوگ جو اپنی اولاد کے حق میں اس قدر خونخوار تھے اپنی بیوی کے ساتھ کب حسن سلوک کر سکتے تھے اور پھر والدین کی خاطر و مدارات کی ان سے کیسے توقع ہو سکتی تھی۔ لہٰذا سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کراہتی ہوئی نسوانی اور ناتواں مخلوق کو اپنے دستِ شفقت کا سہارا دے کر جس مقام پر پہنچایا اس کو دیکھ کر بادشاہوں کو بھی رشک پیدا ہو تو بجا ہے۔ کئی کئی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے والے عرب دیکھتے تھے کہ امام الاوّلین والآخرین اپنی لختِ جگر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھ کر فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے۔ اور اپنی یمنی چادر اُتار کر اس پر بٹھاتے اور کبھی نہایت پیار سے خاتونِ جنت کی پیشانی اور ہاتھوں پر بوسے دیتے تھے۔ یہ وہ اسوۂ حسنہ تھا جس نے نہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلکہ تہی دستان ایمان کو بھی معصوم بچیوں کے لیے رحیم و شفیق بنا دیا تھا۔ اور ادھر والدین کے حق میں جو جو احکام قرآن حکیم میں آئے دن نازل ہوتے تھے اور دہانِ مصطفٰے سے پھول بن کر جھڑتے اور موتی بن کر بکھرتے تھے۔ ان کی تعلیم نے درماندہ اور ضعیف ماں باپ کو وہ حقوق عطا کیے اور وہ وہ سعادتیں ان کی طرف منسوب کیں کہ اہل ایمان اولاد کے لیے والدین کی خدمت خوشنودئ پروردگار کا ذریعہ بن کر رہ گئی۔ سچ ہے ہمارے آقا ہمارے مولا صلی اللہ علیہ وسلم من جانب اللہ وہ محسنِ اعظم ہیں جن کی بعثت فیض آثار اور رسالت رحمت بار سے جن و انس میں سے کوئی بھی محروم نہیں رہا۔

قرآن مجید

قرآن حکیم خدائے قدوس کا آخری پیغام ہے۔ یہ وہ عظیم المرتبت کتاب ہے جو ادیانِ سابقہ

Marfat.com

کی ناسخ اور اپنی ابدیت کا باآواز بلند اعلان کرنے والی ہے۔ انسانی ہدایت کا سامان جو اس صحیفہ ربّ العزت میں مندرج ہے، کائنات کی کسی الہامی کتاب میں بھی موجود نہیں۔ عقل وخرد کے بنے ہوئے اصول تو آئے دن حرفِ غلط کی طرح مٹتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا اگر ان کی ظاہری آب وتاب سے کسی حرماں نصیب کا فرازلی کی آنکھیں اس قدر خیرہ ہو جائیں کہ اس کو آفتابِ ہدایت کی روشنی میں آنکھ کھولنے کی ہمت نہ ہو تو علیحدہ بات ہے۔ ورنہ قرآن عزیز کے احکام مسلمات واصول، اوامر ونہی امثلہ اور قصص اس قدر فطرتِ انسانی کے قریب ہیں کہ زبان تو زبان ہمارے جسم کا ہر رونگٹا اگر قدرتِ پروردگار سے اس کی صداقت پر شہادت دینے کے لیے بول اُٹھے تو کچھ عجب نہیں۔ اس کا ایک ایک نقطہ ابتدا سے انتہا تک معارف ونکات کی سرمدی دنیا اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہے۔ یہ وہ گلشن ابد ہے جس کے ہر پتے میں ہزاروں فردوسِ بریں اور جنت نعیم آباد ہیں۔ یہ وہ جامِ فطرت نما ہے جس کے ہر قطرۂ آب میں معرفت الٰہی کے سمندر ہمیشگی کی موجوں سے لہرا رہے ہیں۔ کسی لحاظ سے نہ اس کا کوئی بدل ہے نہ مثیل ہے اور نہ ہی تا قیامت ہو سکتا ہے۔ اس کے حقائق دائمی، اس کے فضائل و اکرام قدسی اور اس کے برکات وسعادات لازوال ہیں۔ اس کے مخالف ذلیل ورسوا اور اس کے خادم سرفراز وسربلند رہے ہیں اور رہیں گے۔ آج ہمیں قرآن حکیم جیسی نورانی کتاب میں ماں کے حقوق کا استقصاء کرنا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ محسن حقیقی خالق ارض وسما نے نظام عالم کی اصلاح و بہبود کے لیے امن وآشتی کے کون سے قوانین بنائے ہیں۔ نوعِ بشر کون سے اللہ کے احکام کی مکلف اور حامل بنائی گئی ہے۔ عبدیت کی تاکید کے ساتھ خدمت خلق کو کونسا درجہ حاصل ہے۔ اب دُنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کرنے کے لیے اس کتاب ”ماں کی شان“ کا مطالعہ فرما کر لائحہ عمل بنالیں۔ اس طرح حیات ابدی کی راہیں آپ پر کھل جائیں گی۔

محسنۂ کائنات ماں ہے، باعثِ تخلیقِ جہاں ہے

ہمارے معاشرہ میں ماں کی مظلومیت کی درد بھری داستان ہے۔ یہ اس ماں کی داستانِ غم

Marfat.com

ہے جس کے پاؤں تلے جنت ہے۔ وہ ماں جس کو شریعت نے اولاد کی خدمت کے ۴/۳ حصہ کا حقدار قرار دیا ہے۔ وہ ماں جو دن رات تکالیف برداشت کر کے اولاد کی پرورش کرتی ہے۔ آج اس کی بے بسی دیکھی اور سنی نہیں جاتی۔ موجودہ دور میں کوئی کوئی خوش قسمت بیٹا ہوگا جو برسر روزگار اور شادی شدہ ہو کر اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کر کے ان کی دعائیں لیتا ہوگا۔ دنیا میں ہر مزدور، ہر صناع، ہر ڈاکٹر، ہر وکیل غرضیکہ سوسائٹی کا ہر کارندہ درزی، چوکیدار، دایہ، بھنگی اپنی اجرت کا پہلے فیصلہ کرواتا ہے۔ یہ لوگ باعزت ماہانے اور روزینے وصول کرتے ہیں۔ لیکن مقررہ وقت میں اپنے فرائض ادا کر کے الگ ہو جاتے ہیں۔ لیکن دنیا میں مزدوروں کا ایک ایسا جوڑا ہے جو شبانہ روز آپ کی چار دیواری کے اندر رہتا ہے۔ خالق ارض وسما نے ایک کا نام والد اور دوسرے کا نام والدہ رکھا ہے۔ آپ کے گھر کا سب سے بڑا مزدور چوبیس گھنٹے آپ کے مستقبل کو روشن کرنے کے لیے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی آپ پر نچھاور کرنے والا صبح سویرے گھر سے نکل کر کارخانے میں، دفتر میں، دکان پر، کھیتوں میں اور ٹوکری اور کدال لے کر چلچلاتی دھوپ اور شدید سردی میں سڑکوں پر ٹھوکریں کھانے والا آپ کا باپ ہے اور مہینوں تک اپنے پیٹ میں لیے پھرنے والی، ولادت کی جان کنی جھیلنے والی، آپ کی دایہ، حکیم دھوبن، بھنگن اور آپ کی ہر وقت بلائیں لینے والی آپ کی والدہ ہے۔ اس کی وفاداری پر اللہ تعالیٰ کی شہادت کو قبول کیجیے۔ اگر قیامت کے علاوہ اور کوئی حادثہ اس کی جانثاری میں تزلزل پیدا کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتے: ”اُس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے گی یعنی قیامت کے دن۔“ انسانی معاشرہ میں اس مزدور جوڑے کو اُجرت نہیں ملتی بلکہ اس کو ڈانٹ پلائی جاتی ہے اور آسمان کے نیچے کوئی عدالت نہیں جہاں اس کی حق رسی کے لیے کوئی زبان کھلے۔

مظلوم والدین کا غمگسار......خواجہ محمد اسلام

آج کل کے ہمارے دوست

بچوں کی خاطر ماں اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیسے مزے لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

Marfat.com

عقل کے اندھے عالم سفلی کی ترقی کو ترقی اور مقصودِ حیات سمجھنے لگے ہیں اور عالم علوی سے کلیتاً بے خبر ہیں۔ ملکیت کے تمام اوصاف سے قاصر، مگر بہیمیت کے تمام صفات بد سے متصف۔ احمقوں نے عجب معیارِ ترقی تجویز کیا ہے۔ حقیقت ہے کہ معاملات میں بہیمی قوتوں کا اس قدر غلبہ و استیلا ہے کہ ہم لوگ اپنی اغراض وشہوات سے اندھے ہو کر اپنے محسنوں پر بھی دانت تیز کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو بھلا ان دیکھی ہستی ہے۔ مگر والدین کا جوڑا تو دیوانہ وار خدمت کرتا ہوا ہمیں نظر آتا ہی ہے۔ نوجوان جو اپنے بچپن کے واقعات فراموش کر چکا ہے' آخر اندھا تو نہیں ہے۔ اپنی بیوی کو بچوں کی پرورش کرتے ہوئے رات دن دیکھتا ہی ہے اور پھر آپ بھی ہر دکھ سکھ میں شریک حال رہتا ہے۔ ہائے ہائے! پھر یہ قسمت کا مارا' بیوی پرست' اللہ کا دشمن' اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کا نافرمان کیوں نہیں سوچتا کہ میری بیوی اور بچے اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں، لذیذ سے لذیذ کھانے کھاتے ہیں' گھر میں ہر طرح کی آسائش سے رہتے ہیں۔ مگر میرے پرورش کرنے والے (والدین وجہ تخلیق ہوتے ہیں) یعنی میرا باپ جو اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی میری خوشنودی کے لیے کھلونوں اور مٹھائیوں میں صرف کر دیتا تھا اور میری ماں جو ایک وقت میں دایہ بھی تھی، بھنگن بھی تھی، دھوبن بھی تھی، باورچن بھی تھی، ورزن بھی تھی، خادمہ بھی تھی اور ہر لمحہ حیات میں دعاگو بھی تھی۔ آج ایک علیحدہ گھر میں یہ دونوں بے کسی اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان پر عرصہ حیات تنگ ہے۔ وہ باجرہ اور جوار کی خشک روٹی کھاتے ہیں اور میں اپنے بال بچوں میں بیٹھ کر ٹوسٹ، چائے، گوشت، سبزیاں، حلوہ، پلاؤ، قورما اور پھل کھاتا ہوں۔ کاش! یہ بدنصیب عیاش نوجوان کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی غور کرتا کہ میرے باپ کے کھدر کے پھٹے پرانے کپڑے، پھسڈی، جوتا، کمزور اعضاء، ہاتھوں میں رعشہ، چہرے پر سیاہ داغ اور جھریاں اور ادھر ماں کی بینائی کمزور، کمر میں کبڑاپن، بالوں میں سفیدی، عقل میں انحطاط اور اختلال مگر وہ بیچارہ اسی حالت میں مزدوری کر کے شام کو تھکا ہارا چند دام لے کر گھر آتا ہے اور میری بڑھیا ماں اپنے اپاج ہاتھوں سے اور لرزتی ہوئی ٹانگوں سے گھر کا کام کاج کرتی پھرتی ہے۔ حضرات! آیئے: میرے ساتھ چند قدم اور چلئے!

Marfat.com

یہ کون ہے؟ یہ وہ ہے جس نے اپنی آغوشِ محبت میں پانچ لڑکے اور ایک لڑکی کو پالا۔ تربیت کی تمام کلفتیں برداشت کیں۔ جوان ہو گئے تو سب کی شادی کی اب اس کے کم از کم تیس یا پینتیس پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ مگر یہ سب سے جدا ہے کوئی اس کا پُرسان حال نہیں۔ اکیلے گھر میں رہتی ہے۔ نہیں نہیں باہر حویلی میں جو چار پایوں کے لیے تھی زندگی بسر کرتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ چہرہ جھریوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہاتھ رعشے سے کانپ رہے تھے۔ خود ہی آٹا گوندھتی ہے، پکاتی ہے، ہنڈیا کیا پکائے گی! اور پھر دو وقت روٹی نہیں پکاتی بلکہ صبح کو پکاتی ہے اور وہی رات کو بھی کھا لیتی ہے۔ ہائے ہائے یہ محسنہ کائنات کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے۔ یہ کون ہے؟ مجھ سے مت پوچھو۔ یہ مائی زینب ہے، جوانی ہی میں رانڈ ہو گئی تھی، کافی زمین کی یہ مالکہ بھی ہے۔ چار لڑکے ہیں جواب اپنے اپنے گھروں میں نہایت آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے دو پوتیوں اور پوتوں والے ہو چکے ہیں۔ مگر زینب کا کوئی گھر نہیں۔ بہو بیٹے زمین اور گھر پر قابض ہیں اور اس کا اپنا دماغ مختل ہے۔ بازاروں میں پھرتی ہے۔ گھروں میں آتی جاتی ہے۔ اگرچہ انتہا درجہ کی کمزور بھی ہے۔ مگر ابھی چلتی پھرتی ضرور ہے۔ مگر یاد رہے بے بسی اور کسمپرسی کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔ میں قرآن حکیم کے مفسروں سے عرض کرتا ہوں۔ وہ نوجوان جو والدین کی جائیداد پر قابض عیش و عشرت میں مستغرق ہیں اور والدین پر صبح و شام فاقوں کی نوبت بھی آ جاتی ہے۔ والدین کی حیثیت بھنگیوں کی سی نظر آتی ہے۔ ماں جائی بہنوں کو اور اپنے پیدائشی گھر کو دیکھے برسوں گزر گئے ہیں۔ کیا یتیموں کا ظلم و ناانصافی سے مال کھانے والوں سے ان باغی و طاغی نوجوان کی رنگ رلیاں غصب و قزاقی کی کم غمازی نہیں کر رہی ہیں؟ کیا یہ لوگ محسن کشی کر کے اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کا مستحق نہیں بنا رہے ہیں؟ کیا ان کے تر نوالے جہنم کے خاردار کانٹے کھانے کا پتہ نہیں دیتے ہیں؟ اور کیا یہ ظالم عذاب سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ ابھی وقت ہے توبہ کریں اور والدین کی خدمت میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس کی تلافی کریں، نجات کی یہی صورت ہے۔

....

Marfat.com

والدہ کا مقام

والدہ خوابِ محبت کی صحیح تعبیر ہے
والدہ صدق و صفا کے لفظ کی تفسیر ہے
والدہ مہر و وفا کی اِک حسیں تصویر ہے
والدہ کیا ہے؟ سراپا جذبۂ تعمیر ہے
بستی الفت کی آبادی اسی کے دم سے ہے
گلشن عصمت کی شادابی اس کے دم سے ہے
رحمت دوراں مجسم بن کے کوئی آ گئی
جس کی شفقت دیکھ کر ہوش و خرد شرما گئی
رونے والے کو ادھر آئی اُدھر بہلا گئی
کیوں نہ ہو اس کی ادا سے اس کا مقصد پا گئی
ایک دم میں اس کی غوں غاں کو سمجھ لیتی ہے یہ
کوئی دیوانی ہے ہر دم لوریاں دیتی ہے یہ
رات دن ننھے کی خاطر جاگتی رہتی ہے کون؟
ہر مصیبت خندہ پیشانی سے پھر سہتی ہے کون؟
چاند میرا، لال میرا، روز و شب کہتی ہے کون؟
گھر سے رخصت کر کے تجھ کو منتظر رہتی ہے کون؟
وقف ہے کس کی زباں تیری دعاؤں کے لیے؟
کون ہے سینہ سپر تیری بلاؤں کے لیے؟
کیا کبھی تو نے تدبر بھی کیا اے نوجواں؟
کس کے سینے سے چمٹتی تھی تیری ننھی سی جاں؟
مادرِ مشفق اگر ہوتی نہ تیری پاسباں
کھا گئے ہوتے کبھی کے تجھ کو کتے بلیاں؟
یاد کر عہد طفولیت کے احسانات کو
آ جگہ دیں اپنے سر آنکھوں پہ امہات کو
انبیاء بھی اس کی آغوش محبت میں پلے
اولیاء بھی اس کے آخر دست شفقت میں پلے
اتقیاء بھی اس کے دامانِ عطوفت میں پلے
اصفیا بھی اس کے احسان و مروت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو
اس کی خوشنودی مقدم ہے حشر کوئی بھی ہو

محبت کا عام مفہوم اور والدہ کا مقام

محبت دراصل روح رواں ہے اور کائنات اس کی مظہر ہے۔ باقی اشیا میں اس کے آثار و نقوش دیرپا ہوتے ہیں جبکہ بنی نوع انسان میں انسانی اغراض کی بناء پر اس کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ خیر! میں اپنے مقصد سے قریب تر ہونے کے لیے محبت کے باقی مظاہر سے قطع نظر کر کے محسنۂ

Marfat.com

کائنات کے عنوان پر غور کروں گا اور اس معزز لقب کا حق میرے ناقص خیال میں ''والدہ'' کو حاصل ہے۔ سنئے! جس طرح انسان اپنے صفاتِ خلقی کے اعتبار سے خلاصہ کائنات ہے۔ اسی طرح اس کی محبت بھی تمام اشیائے عالم کی محبتوں کا نچوڑ ہے۔ اور پھر جہاں والدہ کے مقام کا تعلق ہے، پیغمبرانِ ربّ العزت کے علاوہ تمام مخلوق میں کوئی بھی ایسی ہستی نہیں ہے جو اپنے پہلو میں ''ماں'' سے بڑھ کر پُرخلوص دل رکھتی ہو۔ حب صادقہ کی جلوہ گاہ اپنی پوری تابانیوں سے اس کے سینے میں آباد ہے۔ اس کا سینہ اپنے اندر عشق و دیوانگی کی وہ شمع روشن رکھتا ہے کہ جس کی چمک اغراض کے تیل سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کا سرچشمہ دست قدرت کی نور سامانیوں سے کسب ضیا کرتا ہے۔ ہاں! ہاں! ماں کا وجود خواہ پرند کی صورت میں ہو یا چرند کی شکل میں سرتاپا محبت کی داستان ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ایک رونگٹا بھی بیکار نہیں۔ کیونکہ اپنی اولاد کے لیے اس کے ہر بن مو سے بے پناہ الفت کی ہزاروں سوتیں جاری ہیں۔ اس کا ہر جذبہ جنون اور ہر عمل قربانی کا آئینہ دار ہے۔ دُور نہ جایئے! ہم نے اپنے گھروں میں ناتواں مرغی کی جاں نثاری اور مادرانہ بذل و ایثار کو بارہا دیکھا ہے۔ بلی جو اپنے فن میں نہایت ہوشیار درندہ ہے اور مرغی کو دم زدن میں موت کے گھاٹ اُتارنے پر قادر ہے۔ یہی بلی چوزوں کو صحن میں پھرتے ہوئے دیکھ کر ان پر سفاکانہ حملہ کرتی ہے تو مرغی اس ظالم خونخوار دندان و چنگل والے درندے کے مقابلے میں اپنے بے ضرر پنجے اور بغیر دانتوں کے چونچ لے کر اپنے بچوں کی حفاظت میں دیوانہ وار جھپٹ پڑتی ہے۔ یہ حفاظت وصیانت کا مسئلہ ہے۔ مگر اب بچوں کی پرورش کے سوال پر غور فرمایئے۔ سارا دن صحن میں پھرتی ہے۔ دانہ دنکا کی تلاش ہو رہی ہے۔ اور جہاں کہیں سے کوئی کھانے کی چیز ملتی ہے۔ مجال ہے کہ آپ کھائے۔ بچوں کو آوازیں دے دے کر اور چونچ مار مار کر یا تو نشاندہی کرتی ہے یا کھانے کی ترکیب سمجھاتی ہے اور ادھر چیل کے جھپٹنے کے موقعہ پر آپ نے دیکھا ہوگا کہ بچوں کو کس طرح پروں کے نیچے چھپاتی ہے۔ یہ تو بڑا جانور ہے۔ ہم نے چڑیا کی ماتا پر جوش عقیدت سے کئی دفعہ آنسو بہائے ہیں۔ دانہ کی تلاش میں آشیانے سے باہر جاتی ہے۔ جونہی دانہ ملا، چونچ میں لیا اور اُڑ کر واپس آئی۔ گھونسلے کے باہر آ کر دستک دیتی ہے بچے

Marfat.com

بھی اپنی ماں کی چوں چوں کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ لہٰذا فوراً چونچیں کھول کر منہ باہر نکال دیتے ہیں۔ پھر دیکھیے کہ ننھی سی جان کس شفقت سے بچوں کے پروں سے پر ملا کر دانہ بھرتی ہے۔ یہ کیا دنیا میں جہاں کہیں ماں اور بچوں کے حالات پر نظر پڑتی ہے خواہ ماں کسی جنس سے تعلق رکھتی ہو۔ شفقت اور جانثاری کے لحاظ سے اس کی نظیر ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی۔ ماں غریب ہو یا امیر، تندرست ہو یا بیمار، جوان ہو یا بوڑھی، انسان ہو یا حیوان اپنے بچوں کے لیے اس سے بڑھ کر ساری دنیا میں کوئی بھی رشتہ نہیں۔ یہ محبت، یہ فطری تعلق، یہ مخلصانہ جذبہ خدمت، یہ بے ساختہ دعاؤں کی دنیا، یہ اضطرار، یہ اُمیدیں اور یہ بلائیں لینا ماں کے سوا اور کسی کا حصہ نہیں ہے۔ جو ماں نہ بنے، وہ ان واردات سے کیسے آگاہی حاصل کر سکے گی۔

محبوب یزدانی شفیق رحمانی سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے ایک چادر پھیلا دی اس میں چند چھوٹے چھوٹے پرندے تھے اور ساتھ ہی ان بچوں کی ماں بھی تھی۔ اس نے عرض کیا: ''اے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ان بچوں کو میں نے ایک جھاڑی کے پاس دیکھا اور چادر ڈال کر ان کو پکڑ لیا۔ ان کی ماں میرے سر پر منڈلانے لگی۔ آخر میں نے چادر کو کھولا تو بچوں کو دیکھتے ہی وہ دیوانہ وار اپنے بچوں پر گری اور میں سب کو پکڑ کر لے آیا۔'' رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا سن کر اس صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ: ''جاؤ ان کو اس جھاڑی کے قریب چھوڑ آؤ۔'' اور اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ جس میں ہرنی فریاد کرتی ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس خیمے والا بدو نہ تو مجھ کو ذبح کرتا ہے اور نہ ہی مجھ کو آزاد کرتا ہے۔ جنگل میں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آقائے انس و جان نے سن کر فرمایا کہ: ''کیا تو وعدہ کرتی ہے کہ اگر تم کو جنگل میں جانے کی اجازت دی جائے تو واپس آ جاؤ گی''۔ ہرنی نے عرض کیا: ہاں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرنی کی رسی کو کھول دیا اور وہ جنگل کی طرف بھاگ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حسب وعدہ بھاگی بھاگی واپس آ گئی۔ اتنے میں بدو بھی آ گیا۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدو کو فرمایا: ''تم ہرنی کو میرے پاس بیچ دو گے۔'' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کا مال ہے میں نے آپ کو

Marfat.com

دے دی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے بدو سے ہرنی لے کر آزاد کر دی۔ ہرنی جنگل کی طرف بھاگی جارہی تھی اور تسبیح بھی کرتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی: ''کرو مہربانی تم اہل زمین پر اللہ مہربان ہوگا عرشِ بریں پر۔''...... القصہ! ہم نے گھریلو جانوروں کو بارہا دیکھا ہے کہ اپنے بچوں کی مفارقت میں آبدیدہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات چارہ کھانے سے بھی منہ بند کر لیتے ہیں۔ حقیقت ہے ماں اور بچہ کا رابطہ عین منشائے الٰہی کا ظہور ہے اس کو شعور سے چنداں تعلق نہیں ہے۔ کیوں نہ ہو! ماں کی گود میں بچے کی پرورش کا جو سامان موجود ہے اس کا بدل از بسکہ مشکل ہے۔ لاکھوں دایہ اور مامائیں گھروں میں بچوں کو چومتی چاٹتی اور نہلاتی دھلاتی پھرتی ہیں۔ مگر ان کی ساری کوششیں صاحب خانہ کو خوش کرنے کی خاطر ہوتی ہیں۔ مگر ماں کی یہ توجہ طبعی ہوتی ہے۔ لہٰذا ماں کی ہر تھپکی میں جو سرور ہوتا ہے وہ غیر ماں کی آغوش میں کہاں حاصل ہو سکتا ہے بچہ کی پرورش کا جہاں تک تعلق ہے ماں کے علاوہ کائنات کا ہر ہاتھ دست نااہل کی حیثیت رکھتا ہے۔

واجب الاحترام میرے بزرگو اور دوستو! ماؤں اور بہنوں!

ہم دنیا میں عبادتِ پروردگار کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اللہ خالق کائنات کا ارشاد ہے: ''میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔'' گویا ہماری زندگی کا منشاء اللہ رب العزت کی نگاہ میں یہ ہے کہ ہم اپنی تمام قوتوں سے خالق ارض وسما کی عبادت میں مشغول رہیں اور اپنی ہر قوت اور ہر اختیار کو اس کے اختیار میں دے دیں اور پھر اسی کے ارشاداتِ عالیہ کے مطابق حقوق العباد کو بھی سرانجام دیتے رہیں۔ چونکہ انبیاء کرام کا اُسوۂ حسنہ منشائے الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے لہٰذا ہم انبیاء کرام کی پوری پوری متابعت کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھیں۔ کیونکہ یہی وہ مبارک اور برگزیدہ ہستیاں گزری ہیں جن کا قول وفعل مرضیات الٰہی کے تابع رہا ہے۔ اللہ پاک نے سورۂ والنجم میں ہمارے آقا و مولا سیّد الاولین والآخرین ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: ''اے مکے والو! عمل تو ایک طرف رہا، محمد مصطفیٰ ﷺ تو اپنی خواہش سے دین کے بارے میں لب تک بھی

Marfat.com

نہیں ہلاتے بلکہ ان کی جنبش لب میرے وحی و پیغام کی ترجمانی کرتی ہے۔" اسی قدسی الاصل معیار اور اس بلند مرتبت عصمت کے پیش نظر اللہ کے رسول ﷺ کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا مظہر ہوتا ہے۔ میرے بزرگو اور عزیز بھائیو! میں آج اللہ کے آخری رسول رحمتہ للعالمین حضورِ اکرم ﷺ کے چند ارشادات گرامی پیش کرنے والا ہوں جن میں حقوق والدین کی طرف واضح ارشادات ہوں گے۔ آپ پر انشاء اللہ تعالیٰ یہ حقیقت مخفی نہیں رہے گی کہ باقی احکام کی طرح ماں باپ کے حقوق کا مسئلہ بھی دین اسلام میں عین فطرت کے اصولوں کے مطابق پیش کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ بوڑھے والدین کی دلجوئی کو کس قدر اہمیت عطا فرمائی ہے۔ سنئے! یہ ربّ العزۃ کا پیغام ہے جو قیامت تک ہر مسلمان نوجوان کو خصوصیت سے اور عام مسلمانوں کو عمومیت سے پیش کیا جا رہا ہے۔" اے پیغمبر اسلام تیرے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرے۔ لہٰذا اے انسانو اور جنو! تم بھی اس کے بغیر کسی کے ساتھ رشتہ عبودیت نہ جوڑو۔ اور پھر اسی سانس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ والدین کے ساتھ مکمل بھلائی اور حسن معاملت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس سے اگلے حصے میں مسلمان نوجوانوں کے پُر شباب لمحات اور بوڑھے والدین کی بیچارگی کے پیش نظر نہایت حاکمانہ انداز میں وحی الٰہی کا نزول ہو رہا ہے کہ اے دنیا والو! اگر تمہارے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں سن کہولت و انحطاط کو پہنچ جائیں تو یاد رکھو اس وقت اگر تمہارے اور والدین کے درمیان کوئی امر متنازعہ فیہ پیدا ہو جائے تو تمہاری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جس سے اظہار ناراضگی ہو سکتا ہے اور پھر سن لو کہ والدین جیسے محسنوں کو جھڑکنے کی ہرگز ہرگز نوبت نہ آئے۔ بلکہ ایسے موقعہ پر نہایت ادب سے اور خادمانہ تکریم و تعظیم سے گفتگو کرو اور اس سے آگے تعظیم اور دلجوئی کے آداب تعلیم کیے گئے ہیں کہ اگر والدین کو خوش کرنے اور ان کے ساتھ معاملہ طے کرنے میں تم کو انتہائی ذلت آمیز عاجزی کی بھی ضرورت پڑے تو یہ تمہاری بلند بختی کا ایک نشان ہے۔ اس کو بھی نہایت نیازمندی سے کر گزرو۔ اور پھر یہ بھی خیال رہے کہ اس موقعہ پر تمہاری آنکھیں جھکی ہوئی ہوں، دل میں غلامانہ جذبات موجزن ہوں اور

Marfat.com

زبان پر اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر بڑے خشوع وخضوع سے یہ قدسی الفاظ جاری ہوں: ''اے پروردگار! ان دونوں پر اپنی رحمت کو ایسا ہی ارزاں کر دے جس طرح میری صغیر سنی میں انہوں نے اپنی والہانہ شفقت کا ثبوت دیا تھا۔'' میرے مسلمان نوجوان بھائیو! یہ محبت بھرا معاشرہ ہے اور یہ رحمتوں اور شفقتوں کا مبارک نظام ہے جس کی نشر واشاعت کے لیے پروردگار عالم نے آقائے مدنی کو خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا۔ ہماری صبح وشام کی زندگی جن ناخوشگوار حالات سے دوبدو ہے۔ اس کے اسباب تلاش کرنے کے لیے چنداں دور رس نگاہوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ والدین کے احسانات اولاد کی گردن پر اس قدر زیادہ ہوتے ہیں کہ کوئی انسان بھی اپنی زندگی میں ان کے بدلے میں خدمات پیش کر کے اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ ہم اپنے بوڑھے والدین کو بات بات پر جھڑکیں اور گھر کا سارا نظام بیوی کے ہاتھوں میں دے کر خود بھی فطرت کے اس اصول کی خلاف ورزی کریں: ''اللہ کریم نے مرد کو عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔'' سنئے! پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام طبقات انسانی اور تمام ادوارِ زماں کے ہادی بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں اپنی مسند نبوت پر جلوہ افروز ہو کر دنیا کے نوجوانوں کو کیا ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر تم لوگوں کو احکم الحاکمین کی رضا وخوشنودی کی تلاش ہو تو سن لو کہ اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے تمہیں کوئی سات سمندر پار جانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی زہد وریاضت کی شدت مقصود ہے۔ بلکہ تمہارے گھر میں ایک بوڑھا سا انسان رہتا ہے جس کی اب تمام قوتیں کمزور ہو چکی ہیں مگر اس نے تمہاری پرورش میں اپنی ساری متاعِ حیات قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ جاؤ! اُس کو راضی کرلو۔ آسمانوں اور زمینوں کا مالک تمہارے اس فعل سے راضی ہو جائے گا۔'' اور اس تصویر کے دوسرے رُخ پر بھی نظر ڈالو۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم نے بدنصیبی سے اس بوڑھے کو فاتر العقل سمجھ کر اور اپنی عقل وخرد پر ناز کرتے ہوئے کوئی ایسی حرکت کی جس سے اس ضعیف وناتواں خادم کی دلآزاری ہوئی تو سن لو کہ تم نے فقط اس مسکین کو ناراض نہیں کیا بلکہ غضب قہار کو عملاً چھیڑنے کا جرم کیا۔ جس کی سزا سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اگر تم کو جنت کی طلب ہے تو اپنے بوڑھے ماں باپ

Marfat.com

کو ہر حال میں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہو۔ حضرات! غور کیجئے کہ ایک شخص دربار رسالتماب میں حاضر ہوا اور وہ اپنی داستان یوں بیان کرتا ہے کہ میں نے آقائے مدنی ﷺ سے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سب سے زیادہ نیکی کس سے کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا کہ اس کے بعد کس سے نیکی کروں۔ فرمایا: تم نے دوبارہ پوچھا ہے تو سن لو کہ تمہاری نیکی کی سب سے زیادہ مستحق تمہاری ماں ہے۔ میں نے آخر تیسری دفعہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے بعد میں کس سے حسن سلوک کروں۔ فرمایا: غور سے سن کہ تیری حسن مروّت اور غلامانہ خدمت کا حق سب سے زیادہ تیری ماں کو پہنچتا ہے۔“ اب صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے چوتھی دفعہ پھر سوال کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا ارشاد گرامی بار بار سنا، اب میرے آقا مجھے تعلیم فرمایئے کہ اس کے بعد دوسرے نمبر پر کون مستحق ہے؟ فرمایا: ہاں! اس کے بعد تمہارا باپ ہے اور پھر قریبی رشتہ داروں سے اور بعد میں دوسرے رشتہ داروں سے حسن سلوک کیا کرو۔“ دوستو اور بزرگو! حقیقت میں ہادی برحق ﷺ نے اپنے ارشاد گرامی قدر میں والدہ ماجدہ کو جو مقام بخشا ہے اس میں قرآن پاک کی اس آیت کی تشریح بیان فرمائی ہے۔ خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ ہم نے انسان کو والدین کے حقوق کی بجا آوری کے متعلق سخت تاکید کر دی ہے کیونکہ اس کی ماں اس کو پیٹ میں اُٹھائے پھرتی رہی۔ اس دوران میں اس پر بیشمار سختیاں آئیں اور پھر اس کے بعد وضع حمل (جو موت کے مترادف ہوتی ہے) کی گھاٹی سے اس کو گزرنا پڑا۔ اور بعد ازاں بچے کی رضاعت کے دو سال میں جو کچھ والدہ پر گزرا وہ صرف والدہ ہی برداشت کر سکتی تھی۔ لہٰذا اے انسان! سن لے کہ تیرا ہر جذبہ عبادت، تیری جبین کا ہر جھکاؤ، تیرے آنسو، تیری آہیں فقط میری بارگاہ کے لیے وقف ہوں اور تیرا ہر جذبہ خدمت، تیری غلامانہ مساعی اور تیرے خادمانہ میلانات اپنے ماں باپ کے لیے ہوں اور اگر ان ہر دو حقوق میں کوئی عملاً کوتاہی ہوئی تو آخر میرے ہی دربار میں پکڑے ہوئے آؤ گے۔ دوستو! خود ہی اندازہ فرمالو کہ اللہ پاک والدین کے مصائب اور خصوصیت سے والدہ کی تکلیفوں کا کس طرح اعتراف فرمارہے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی میں ان احکام کو ہمیشہ پیش نظر

Marfat.com

رکھیں۔ قارئین کرام سے خواجہ محمد اسلام کی گزارش ہے کہ یہاں دُنیا میں ایک اور بھی پاکیزہ فطرت گروہ ہے جن کے ساتھ غلامانہ عقیدت رکھنا فلاح دارین کا ذریعہ ہے وہ علمائے کرام اور اولیائے کرام ہیں۔

پیش مردِ کاملے پامال شو

خیر والدہ کی تکلیفوں اور پھر اس کے اعتراف کے بارے میں مجھے دو اشعار یاد آ گئے ہیں:

آ گ لگی اس برش نوں جلن لگے سب پات　　　تو کیوں جل جائیں پنچھیا جد کھمب تمہارے پاس
پھل کھایا اس برش دا بیٹ لبیڑے پات　　　اُڑنا ایمان نہیں ہے جلنا اس کے ساتھ

جنگل کو آگ لگ گئی تو کسی راہ چلتے مسافر نے ایک جانور (پرندے) کو کہا کہ تم جس درخت پر بیٹھے ہو وہ نذر آتش ہو چکا ہے اور قریب ہے کہ تم اپنے آشیانہ سمیت جل کر خاک سیاہ ہو جاؤ۔ لہٰذا تم اُڑ کر اپنی جان بچالو اور درخت کو جلنے دو۔ مگر اس باوفا چھوٹی سی جان نے وہ جواب دیا کہ اگر آج کے نوجوان اس پر ابھی سے عمل پیرا ہونے کا عہد کریں تو اللہ پاک کے فضل واحسان سے جنت کے وارث بن سکتے ہیں۔ پرندے نے مسافر کے سوال کے جواب میں یوں زبان کھولی:

''اے انسان! سن لے: میں اس درخت پر بڑی مدت سے بسیرا رکھتا ہوں۔ میں نے اس درخت کا پھل ساری زندگی کھایا ہے اور پھر اس کی شاخوں اور پتوں پر بیٹ کرتا رہا ہوں۔ لہٰذا آج میں اس درخت کے ساتھ ہی جل کر خاک سیاہ ہو جاؤں گا کیونکہ میرا، اس جگہ سے اُڑ کر کسی دوسرے درخت میں جا کر پناہ لینا شرطِ وفاداری کے خلاف ہوگا۔'' نوجوانو! ہم نے اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا، اُن کے پیٹوں میں کئی مہینے گزارے۔ اگر ایک تولہ بوجھ ہمارے پیٹ میں درد پیدا کر سکتا ہے تو ہمیں بھی احساس ہونا چاہیے کہ ہماری ماؤں پر کتنی مصیبت ہوتی ہوگی۔ اور پھر پیدا ہونے کے بعد ان کا بھنگیوں کی طرح ہماری پرورش میں رات دن لگے رہنا اور اس دوران باپ کا محبت کرنا کتنا بڑا احسان ہے۔ کاش! ہم پرندے کی زبان ہی سے سبق حاصل کریں اور اپنی زندگیاں والدین کی خدمت میں صرف کرنے کا مکمل تہیہ کرلیں۔ خیر! حقوق والدین کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے چند ارشادات اور سنئے: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میری ماں میرے پاس مدینہ منورہ میں آئی ہے اور وہ اسلام سے بیزار ہے۔ کیا میں اس سے حسن سلوک کروں؟ فرمایا: ہاں اُس سے حسن سلوک کر۔ اندازہ فرمایئے کہ اسلام وہ مبارک مذہب ہے کہ مشرکہ والدہ کے ساتھ بھی حسن معاملت کی تاکید فرمارہا ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں بدمست نوجوان ایک پاکدامن، نمازی اور ضعیف والدہ کی توہین تک کرنے سے بھی نہیں ڈرتے۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے قرأت قرآنی کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب اس کا سبب پوچھا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنی ماں سے بہت ہی اچھا سلوک کرنے والا تھا۔ سنئے! ماں تو ماں خالہ کا مقام بھی صلہ رحمی کے باب میں کتنا بلند ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تیری خالہ ہے؟ عرض کیا: ہے۔ فرمایا: پس اس سے نیکی کر۔ اللہ! اللہ! والدہ کا وجود کتنا بابرکت ہے کہ اس کی ہمشیرہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے بھی بڑے بڑے گناہوں سے نجات ملتی ہے۔ آگے سنئے؛ خود آقائے انس و جاں کا اپنا عمل کیا تھا۔ حضرت ابن اطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک گاؤں میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ لوگوں میں گوشت بانٹ رہے تھے۔ اچانک ایک عورت آگئی۔ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر دوشِ نبوت آثار سے اتار کر زمین پر بچھادی۔ وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے استفسار کیا کہ یہ کون ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ پلانے والی ماں ہے۔ دیکھئے! وہ فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم جو شب معراج بیت المقدس میں انبیاء کرام کے امام بنے وہ ہادیٔ دوراں جو تمام کائنات کی طرف مبعوث ہوئے وہ اشرف الخلائق جو قیامت کے دن مقامِ محمود

Marfat.com

پر جلوہ گری کر رہے ہوں گے، آج لوگوں کے سامنے اپنی حقیقی ماں کی آمد پر نہیں بلکہ رضاعی ماں کی آمد پر اپنی یمنی چادر اُتار کر نہایت تعظیم سے زمین پر بچھا رہے ہیں اور عقیدت سے کھڑے جھوم رہے ہیں۔ ہاں ہاں، یہی وہ صادق الخبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی زبان حقیقت بیان نے نوع انسان کو یہ سبق دیا کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔'' میں حیران ہوں اور ماں کی مامتا کی کیفیت کے سمجھنے سے یکسر قاصر ہوں۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ایک انسانی وجود میں رحمت کردگار کے اثر سے وہ جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ جس کے دم قدم سے ذی حیات مخلوقات میں توالد و تناسل کے سلسلے کے بعد پرورش و حفاظت کا نظام بھی بطریق احسن انجام پذیر ہو رہا ہے۔ مرغانِ ہوا کے آشیانوں میں، آبی جانوروں کی شناوری میں، چارپایوں کی گھریلو زندگی میں، درندوں کی کھوہوں اور کچھاروں میں وہی مامتا کے جلوے کارفرما ہیں جو انسانی بستیوں میں شام و سحر نظر آتے ہیں۔ ہاں ہاں! میں پورے وثوق سے دعوے کرتا ہوں کہ آشیانوں سے مادہ پرندوں کو اور پانی سے مادہ جانوروں کو اور حیوانات سے مادہ حیوانوں کو ایک دم کے لیے علیحدہ کر کے دیکھو کہ کیسا محشر بپا ہوتا ہے۔ آپ کا تجربہ ہے آپ لاکھ جتن کریں مگر اپنے کمسن بچے کو رونے سے چپ نہیں کرا سکتے۔ مگر ماں کے ہاتھوں میں وہ برکت ہوتی ہے، ماں کی چھاتی میں چند ماہ کے بچے کے لیے وہ راحت ہوتی ہے اور ماں کی آواز میں اس ناآشنائے عالم ناسوت کے لیے وہ کشش ہوتی ہے کہ اِدھر ماں نے ہاتھ بڑھائے اور اُدھر اُس کی بلکتی ہوئی ننھی سی جان اور معصوم انسانیت کی جان میں جان آ گئی۔ الٰہی! یہ فطری ربط، یہ جنسی موانست:

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

بچہ ماں سے جدا نہیں رہ سکتا اور ماں بچے سے علیحدہ ہو کر ہوش کھو بیٹھتی ہے۔ آیئے! بچے کی فرقت میں ماں کی بیقراریوں پر قرآن حکیم کی شہادت سنئے: ''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو حکم بھیجا کہ تو بچہ کو دودھ پلاتی رہ اور پھر جب اس کی جان کا اندیشہ لاحق ہو تو اس کو (ہمارے بھروسہ پر) دریا میں ڈال دے۔ اس حکم کی بجا آوری میں نہ خطرہ کرنا اور نہ مادرانہ غم و اندوہ کا شکار ہونا۔ سن لے یقیناً ہم تیرے لخت جگر کو تیری آغوش میں جلد واپس کرنے والے ہیں اور پھر وقت آنے پر رسالت

Marfat.com

کا تاج اس کے سر پر رکھیں گے۔" یہ حکم اللہ کا حکم ہے جس میں پروردگارِ عالم ایک بچے کو ماں سے جدا کرنے کی صورت میں اپنی الہامی آواز سے تسلی دے رہے ہیں کہ اپنے بچے کے تلف ہونے بلکہ جدا ہونے کے متعلق غم واندیشہ نہ کرنا۔ یہ جدائی فقط عارضی ہے، یہی بچہ حکیمانہ کارروائیوں کی تکمیل کے بعد تیرے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور پھر اس کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جائے گا۔ مگر باوجود ان تسلیوں کے خود پروردگار عالم کی شہادت ہے کہ "موسیٰ کی والدہ کا دل مامتا کے جذبہ سے بیقرار ہو گیا اور یہ پہلی رات کی پہلی صبح تھی، قریب تھا کہ شدتِ اضطراب سے اس راز کو دیوانہ وار فاش کر دے۔ مگر ہم نے استواری اور صبر کی گرہ اس کے دل پر لگا دی۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمارے الہام کی مخاطبہ اور کلیم اللہ کی ماں ہونے کا شرف رکھنے والی ہماری بندی دولت یقین وایمان سے بھی مالا مال رہے۔" اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی والدہ کی طرف واپس کرنے کی کارروائی پوری کر لی گئی تو ارشاد ہوتا ہے: "پس ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی والدہ ماجدہ کے حوالے کر دیا تا کہ اس کی آنکھیں اپنے بیٹے کی دوبارہ ملاقات سے ٹھنڈک حاصل کریں اور اس کا دل جدائی کے صدمے کے بعد راحت پائے۔ دوستو! ان حقائق بے بدل کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کی جسارت کرتے ہیں کہ مامتا کا جذبہ ماں کے دل میں خالق کون ومکاں کی طرف سے ایک وہبی عطیہ ہے جس کے حصول کے بعد ماں کا مقام حقوق العباد میں بہت ہی بلند ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اس وہبی عظمت کے اور منصبی شرف کے ہمارے معاشرے میں والدہ کی بے عزتی ہو رہی ہے اور اس کو ہر طرح کے اختیار سے محروم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے، یہ ظلم ہے یہ ناانصافی ہے اور یہ شقی الازل ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا میں مصلحین ملت بیضا کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہوں کہ وہ افرادِ امت کو جہنم سے بچانے کے لیے جہاں توحید ورسالت کے مسائل بیان کرتے ہیں جہاں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور باقی امورِ دینیہ پر روشنی ڈالتے ہیں وہاں اُن کا یہ بھی فرض ہے کہ حقوق والدین کے نہایت سنگین جرم کے خلاف اپنے دل ودماغ کی تمام قوتوں کو صرف کریں۔ کائنات کے خطباء اپنی سحر بیانی سے' ادباء اور شعراء اپنی نکتہ آفرینیوں اور زورِ قلم سے اور مفسرین قرآن اپنی تفسیروں میں اور صبح وشام کے درسوں

Marfat.com

میں حقوق والدین پر پورا پورا زور دیں تاکہ موجودہ زمانے کا نوجوان جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچ جائے اور مظلوم والدین کی پستی بھی شاید بلندی سے بدل جائے۔

دربارِ رسالت اور حقوق والدین

ماں باپ کی خدمت کا جذبہ خالق دو جہاں نے ہمارے خمیر میں رکھا ہوا ہے۔ مگر جوانی تک پہنچتے پہنچتے فطرت کا یہ نور خواہشات عاجلہ کی تاریکی میں گھر کر رہ جاتا ہے اور ہم اُلٹی راہ پر چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے دن کا بچہ جس نے فقط عالم ناسوت کی ہوا میں ابھی چند ایک سانس لیے ہوں اور اس نے دنیائے پُر فریب کی کسی چیز کو آنکھ بھر کر نہ دیکھا ہو۔ اگر قادر مطلق اُس کو اسباب عادیہ کے خلاف قوتِ گویائی عطا فرما دے تو آپ اپنے کانوں سے سنیں گے کہ وہ بچہ جہاں ربّ العزت کی توحید کا اعلان کرے گا۔ وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے الفاظ بھی اس کی زبان پر جاری ہوں گے۔ مذکورہ بالا دعوے کے ثبوت کے لیے قرآن مجید کھولیے۔ ہاں! ہاں! دنیائے اسباب وعلل میں ایک کرشمہ قدرت نے ظہور کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام نے پہلے دن والدہ کی گود میں فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کتاب عطا کی ہے اور مجھ کو شرفِ نبوت سے نوازا ہے اور میں جہاں بھی رہوں مجھ کو برکت والا بنایا ہے اور مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ جب تک میں زندہ رہوں اور مجھ کو تاکید ہے کہ میں اپنی والدہ سے حسن سلوک کروں اور اللہ نے مجھ کو والدہ کے حق میں نافرمان نہیں بنایا ہے۔ حضرات دیکھئے! کہ قرآن مجید کا یہ مبارک قصہ اس چیز کی بین دلیل ہے کہ فطرت صحیح کا تقاضا ہے کہ انسان عبادت الٰہی اور خدمت والدین کا جذبہ ماں کے پیٹ سے لے کر آتا ہے۔ خیر میں چند احادیث پیش کروں گا جو میری خوب تائید کریں گی۔ ارشاد نبوی ہے: ''گناہوں میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بخش دے مگر ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو نہیں بخشتا بلکہ اس جرم کے مرتکب کو دنیاوی زندگی میں ہی جلد از جلد سزا دیتا ہے۔'' میرے محترم بھائیو! زندگی ایک عارضی شے ہے اور پھر موت کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

ہمارا فرض ہے کہ ہم والدین کے ساتھ ہر وقت نیک سلوک کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت سے محفوظ و مصوئن رہیں۔ ایک دفعہ سرورِ کائنات ہادیٔ انس و جاں اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے تو معاً آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے: ''اس کی ناک خاک آلود ہو، وہ بدنصیب رسوا ہو، وہ انسان فضیحت و رسوائی کے لائق ہے۔'' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا یہ ارشاد کس بدبخت کے حق میں ہے؟ فرمایا: یہ وعید اور رسوائی اس محروم و بدقسمت انسان کے لیے ہے کہ جس نے اپنی جوانی میں اپنے بوڑھے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی خدمت کر کے جنت حاصل نہیں کی۔'' اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم کو خدمت والدین کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خدمت والدین کے مقام کے کیا کہنے

سیّدالانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں ہجرت اور جہاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مہاجر اور مجاہد اگر فی سبیل اللہ گھر سے قدم باہر نکالیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہجرت کا تصور ہی اتنا مشکل ہے اور دنیا دار آدمی پر اتنا شاق گزرتا ہے کہ اس کے جسم پر فوراً کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ حقیقت ہے دین کو سینے سے لگا کر باقی تمام کائنات دنیوی کو تج کر اور ہر خونی رشتے اور تمام معاشرتی، تمدنی اور ہمسائیگی تعلقات سے منہ موڑ کر طلب رضائے الٰہی کے لیے اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ سنگدل سے سنگدل انسان بھی اس فرقت پر کانپ اُٹھتا ہے کیونکہ زن و فرزند احباب و اقربا اور وطن کی محبت ایک فطری جذبہ ہے اور اسی طرح جہاد کا نقشہ قوی ہیکل سے قوی ہیکل مردِ شجاع کا زہرہ گداز کرنے کے لیے کافی ہے۔ میدانِ کارزار کا تصور کیجئے کہ ہر طرف بے پناہ توپوں کے گولے گر رہے ہیں، بم پھٹ کر سطح ارضی کو شگاؤں میں تبدیل کر رہے ہیں، گولیوں کی بوچھاڑ سے فضا میں دہشت ناک تاریکی چھائی ہوئی ہے، کٹے ہوئے بازوؤں، کچلے ہوئے جسموں، پتھرائی ہوئی

Marfat.com

آنکھوں کو دیکھ کر قیامت کبریٰ کا گمان ہوتا ہے۔ بلاشک وریب:

کوچہ عشق ہے یہ رہ گذرِ عام نہیں

ایسے ہلاکت خیز مناظر میں عملاً طلب رضائے الٰہی کے لیے کود پڑنا ہر انسان کا کام نہیں۔ یہ جان و مال کی قربان گاہ ہے۔ یہ متاع جان کے بدلے میں جنت فردوس کی وراثت کے مترادف ہے۔ یہ انسانی دنیا میں سب سے پر منفعت سودا ہے۔ کیونکہ عارضی اور پریشان زندگی کے عوض میں دائمی اور پُرامن زندگی میسر آتی ہے۔ ہاں ہاں یہ وہ موت ہے جس پر ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں کیونکہ جامِ شہادت نوش کرنے کے بعد انسان کا نام اموات کی فہرست سے نکال کر احیاء کی لسٹ میں درج کر دیا جاتا ہے۔ باوجود اتنی سعادتوں کے مذکورہ الصدر حدیث شریفہ پر غور فرمائیے اور حقوق والدین کی بلندی پر نگاہ ڈالیے۔ ایک شخص آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یوں عرض پرداز ہوا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر نہایت صمیم قلب سے بیعت کرنے آیا ہوں تاکہ عند اللہ ماجور بھی ہو جاؤں۔ اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! دونوں زندہ ہیں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا متمنی ہے؟ عرض کیا: ہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا: ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ سے افضل تر عمل یہ ہے کہ تو اپنے ماں باپ کے پاس واپس چلا جا اور اپنی پوری کوشش سے ان کی حسنِ خدمت میں تا زندگی منہمک رہ۔'' دوسری روایت میں ہے کہ اُس شخص نے عرض کیا تھا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے والدین کو روتے چھوڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کے پاس فوراً چلا جا اور ان کو جیسا تم نے رُلایا ہے ویسا ہی دوبارہ ہنسا۔'' آہا آہا! دین اسلام میں والدین کا درجہ کتنا عظیم الشان ہے کہ ہجرت و جہاد جیسے بلند مرتبت فرائض سے بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا درجہ فائق ہے۔ ہم میں وہ لوگ فی الوقع بڑے ہی خوش نصیب ہیں جو ہر وقت گھر میں والدین کی خوشنودی کو مقدم رکھتے ہیں اور میدانِ کارزار میں گردن کٹانے کی بجائے گھر میں بیٹھے بٹھائے والدین کے سامنے ادب سے گردن جھکا

Marfat.com

کر ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر جزیل کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ دوستو! اللہ ربّ العزۃ کے آخر الزماں ہادی اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ ہے بلکہ حکم واجب الاحترام ہے کہ ہر حال میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اب میں اس شخص کی دلجوئی اور نجات کا ذریعہ عرض کروں گا جس نے اپنی نافرمانی سے اپنے والدین کو ناراض کر لیا ہو اور وہ اس حالت میں مر چکے ہوں۔ سنئے! اس کے متعلق دربار رحمت بار سے ارشاد ہوا: ''جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک مر جائے اور وہ بدنصیب ان کی نافرمانی کرتا رہا ہو تو وہ ہمیشہ ان کے لیے دُعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان دونوں کی مغفرت کی استدعا کرتا رہے تو اللہ غفور رحیم اس کو فرمانبرداروں میں لکھ دیتا ہے۔''

والدین کی بے کسی کے اسباب

تاریخی اوراق میں اقوام عالم کی ترقی وتنزل کے اسباب و واقعات اکثر و بیشتر دیکھنے میں آتے ہیں۔ انسانی بستیوں کی فاتح لشکروں کے ہاتھوں بربادی، مفتوحہ شہروں کے گلی کوچوں میں لاشوں کے ڈھیر' خوبصورت سر بفلک عمارات کی آتشزدگی' میدانِ جنگ میں کشت وخون کا قیامت خیز بھیانک منظر' بیکسوں' یتیموں اور بیواؤں کی کسمپرسی اور شام حسرت آثار' یہ اور اسی قسم کے ہزاروں خونچکاں حادثات سے اولادِ آدم کی زندگی بھری پڑی ہے۔ مطالعہ کرنے والا جوہر انسانیت سے عاری نہ ہو تو ہر ہر واقعہ پر خون کے آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے جس کو خونی رشتے کی بندھنوں سے آزاد سمجھنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کسی کی مصیبت کے حالات ہمیشہ دل تھام کر پڑھتے ہیں کیونکہ احساسِ ہمدردی خلق ہم کو نسلی، ملکی، مذہبی بلکہ ہر طرح کے امتیازات سے پاک کر دیتا ہے۔ ہم مظلوم غیر مسلموں کی حمایت کے لیے بھی بے قرار ہو جاتے ہیں اور اس طرح خالص مذہبی جذبہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں قربانیوں کا خون اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے مگر واحسرتا، وامصیبتا! ایک اور واقعہ ہے ایک اور سانحہ عظیم ہے، غم پنہاں کی ایک مظلوم داستان ہے، ایک دکھڑا ہے جس کا کوئی مداوا نہیں۔ ایک مغلوب ومقہور خاموش فریاد ہے جس کی کوئی

Marfat.com

دادرسی نہیں۔ ہائے داورِ محشر کی دُہائی! کہ انسانی تاریخ میں اس کا کوئی باب نہیں اور نہ ہی آئندہ توقع ہے کہ تاریخ اس کو اپنے پہلو میں جگہ دے گی۔ وہ کیا؟ اس کا جواب اس صدی میں ہر گھر کی چوکھٹ پر خاموشی سے کھڑے ہو کر سن لو۔ ہر ضعیفہ، عفیفہ، خادمہ اور محسنہ سے ہم کلام ہو کر پوچھو کہ زندگی کیسے گزرتی ہے؟ بیٹے اور بہو بیٹیاں تم سے کیسا برتاؤ کرتی ہیں؟ اب جواب سننے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ دیکھو تو سہی، یہ جھریوں سے بھرا ہوا چہرہ، یہ ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں، گریہ پیہم سے اُس کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں، رعشہ دار ہاتھوں میں لاٹھی، کمر وفور مشقت سے جھکی ہوئی، زبان بوجہ ضعف نطق سے عاری، کھڑے ہونے کی ہمت نہیں۔ لہٰذا یہ غم وافر کی زندہ تصویر چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر زمین پر دم توڑ کر تمہارے سامنے بیٹھ گئی ہے۔ کیونکہ صحن سے دروازے تک چلنے کی سکت بھی اب باقی نہیں۔ یہ انتہائی بے کسی کیوں؟ اور یہ دماغی اختلال کس لیے؟ کون سمجھے؟ فی زمانہ ہذا کس کی توجہ اس طرف مبذول ہو؟ یہ مصیبت کا باب ہے۔ اس دورِ عیاشی میں اس کو کون کھولے؟ ہاں! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں نے اس مظلومہ کی داستانِ غم بارہا سنی ہے۔ ہاں میں نے اس کی ماضی کے برسوں اپنی آنکھوں کے سامنے گزرتے دیکھے ہیں۔ یہ وہ ہے جس نے اس گھر میں دس بچے جنے۔ یہ وہ ہے جس نے ساری جوانی راتوں کو آرام کی نیند سے سو کر نہیں دیکھا۔ یہ وہ ہے کہ ہر بچے کا وجود اس کے خون سے تیار ہوا۔ ہاں ہاں! ہر بچے کی پیدائش پر موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ اسی نے تو کئی سال اپنے بچوں کو پیار سے تھپکایا اور بیمار بچوں کو اپنی چھاتی سے چمٹا کر سلایا۔ یہ وہ ہے جو پیروں اور فقیروں پر اپنے بچوں کی خاطر ہر چیز قربان کرنے پر تیار ہو جاتی تھی۔ یہ منتیں مانتی، یہ چڑھاوے چڑھاتی، یہ دین فروشی بھی کرتی، یہ حکیموں، ڈاکٹروں، کاہنوں، سنیاسیوں اور رمل و نجوم کے ماہرین سے فالیں بھی لیتی اور ساتھ ساتھ ہر لمحہ خدائے قدوس کے حضور میں رو رو کر دعائیں بھی کرتی۔ اس کی جوانی کی تمام قوتیں اس گھر کی خدمت میں انحطاط پذیر ہوئیں۔ اس گھر میں غریبانہ پہنا، فاقہ کشی تک برداشت کی۔ پھر جوان بچوں کی شادی پر اپنی مالی طاقت سے بڑھ کر خرچ کرتی رہی۔ مگر آج یہ غم والم کا مجسمہ بن گئی ہے۔ اس کی حالت مخدوش ہو رہی ہے۔ اس کا دل نڈھال ہو

Marfat.com

رہا ہے۔ یہ کیوں؟ آیئے! کسی ہسپتال کے پاس سے گزریئے، وہاں ایک بڑے بورڈ پر جلی قلم سے یہ الفاظ لکھے ہوں گے۔ ہارن بجانا منع ہے تاکہ مریضوں کے دل و دماغ پر آواز کی چوٹ نہ لگے اور ان کی کمزوری میں اضافہ نہ ہو۔ آیئے! اب قرآن حکیم کھولیے اور حکیم مطلق کے حکیمانہ ارشادات پر غور فرمایئے۔ اگر تیری زندگی میں اُن میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو اُن کو اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ اُن کو جھڑکو۔ اور اُن سے ادب سے بات کرو۔ اے نوجوان! تیرے والدین جنہوں نے تیری پرورش میں اپنی زندگی کے شب و روز گزارے۔ آج وہ تیری خدمت کرتے کرتے مضمحل ہوگئے ہیں۔ اُن کی عقل میں خلجان، اُن کی ہمتیں پست، بینائی، شنوائی اور باقی ہر طرح کی قوتیں ناکارہ ہوگئی ہیں۔ گویا اب یہ ایسی مرض میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ جس کا کوئی علاج نہیں۔ ہاں ملک الموت کی آمد ہی اس مصیبت سے اُن کی جان بچا سکتی ہے۔ وہ دونوں ضعیف القویٰ زندہ ہیں۔ تو تجھ کو لاکھوں مبارکبادیاں اور اگر اُن میں سے ایک بھی زندہ ہے۔ تو تیری سعادت کا کچھ ٹھکانا نہیں کیونکہ اُن کی دُعائیں تیرے حق میں یوں قبول ہوتی ہیں۔ گویا پیغمبر خدا کے منہ سے نکلی ہوئی ہیں۔ لیکن سن لے اُن کی نقاہت کا تقاضا ہے کہ اُن سے بات کرتے ہوئے تیری زبان سے ''اُف'' کا لفظ بھی نہ نکلے۔ کیونکہ اُن کی کمزوری، انحطاط، دلی گھبراہٹ، مایوسی اور بیکسی میں اضافہ ہوگا۔ تیری جھڑک سے اُن پر موت کی غشی طاری ہوگی۔ اور تجھ پر جنت کے دروازے بند کیے جائیں گے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تیری زبان کے الفاظ نہایت متواضعانہ انداز میں ادا ہوں۔ تاکہ تیری میٹھی باتوں سے والدین کو ضعیفی میں راحت کا احساس ہو۔ اور خواجہ محمد اسلام کی نصیحت قبول کر اور اُس کوٹھڑی کے دروازے پر جس میں تیری اپاہج، اندھی اور دیرینہ محسنہ یعنی والدہ یا والد یا دونوں موجود ہیں۔ جلی حروف سے لکھ دے۔ ''اس کوٹھڑی میں دُنیا کے ظالموں کے ظلموں کے ستائے ہوئے تھکے ماندے ضعیف لوگ رہتے ہیں۔ خبردار اُونچا بول کر اُن کو اذیت نہ دو۔'' پس اُن دونوں کو اُف بھی نہ کہو اور نہ جھڑکو اور جب بھی اُن سے بات کرنا ہو تو نہایت متواضعانہ انداز میں کرو۔ ہسپتال میں مریضوں کی تکالیف کے پیشِ نظر خاموشی لازمی ہے۔ تو اس کوٹھڑی کے سامنے بھی ہرگز ہرگز رجز و

Marfat.com

توبیخ کی آواز بلند نہ ہوتا کہ ضعیفی کے مریضوں کو کسی طرح کی کرخت آواز سے اذیت نہ پہنچے۔ تیری بیوی، اولاد اور تُو جب اُس کوٹھڑی کے سامنے جائے تو آسانی سے ہدایت خداوندی پر عمل کر سکے۔ ہاں میں کچھ وقت کے لیے بھول گیا ہوں۔ میں تو اُس بڑھیا کی بیکسی اور مصیبت زدہ حالت کا سبب آپ سے بیان کرنے لگا تھا۔ اور وہ سبب یہ کہ تو نے آج تک ولا تقل للھما اف پر عمل نہیں کیا۔ اور نہ ہی تو نے ولا تنھرھما پر غور کیا۔ لہٰذا تیری جھڑکیوں اور گھرکیوں اور تیری دین کی تعلیم سے بے بہرہ، گستاخ بیوی کی دھمکیوں نے اس ضعیفہ کا دم پی رکھا ہے۔ وُہ اپنی بے بسی پر سہم کر رہ جاتی ہے۔ وہ وقت سے پہلے اندھی ہوگئی ہے۔ کیونکہ تیری بے التفاتی اور وقتاً فوقتاً ناراضگی اُس کے حق میں سمِ قاتل ہے۔ اس پر تیری فرعون دماغ بیوی کی ذلت آمیز اور طعن و تشنیع سے بھری ہوئی ہر وقت کی گفتگو اس مظلومہ کا خون خشک کرتی رہی ہے اور ساتھ ہی تیری بہنوں سے تیرا سلوک اچھا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو تیرے گھر آئے ہوئے دو سال گزر گئے ہیں اور یہ ضعیفہ اپنی بیٹیوں کی یاد میں محوِ غم رہتی ہے۔ لہٰذا تیرا فرض ہے کہ تو اس کی دلجوئی کے لیے وقل لھما قولا کریما پر عمل کر۔ پھر اپنی بیوی اور اولاد کو بھی اُس پر چلنے کی ہدایت کر۔ بلکہ اگر بیوی اور اولاد کو کسی موقعہ پر والدین کی حمایت میں سرزنش کرنا پڑے تو امر احسن ہے۔ کیوں؟ سن لے۔ غلاموں اور لونڈیوں نے جس گھر میں آقائے نعمت کی بے عزتی کی، وہ گھر برباد ہوگیا اور آج کل ہر گھر والے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر کی بربادی کا نقشہ خود ہی دیکھ لیں، وجہ یہی نکلے گی جس کا بیان ہو رہا ہے خواجہ محمد اسلام افسوس تیری جوانی نے تجھ کو غافل کر دیا۔ ورنہ تیری والدہ اس گھر کی مالکہ ہے اور تیرا باپ اس گھر کا واحد مالک ہے۔ اور باقی تُو اور تیری بیوی اور تیری اولاد سب کے سب خدام ہیں۔ لہٰذا تم سب اُن کو حسن خدمت سے راضی رکھو۔ اگر وہ راضی ہوگئے تو پروردگارِ عالم بھی راضی ہوجائے گا اور جنت کا داخلہ تمہارے لیے آسان ہو جائے گا۔ اے مخاطب دوست! تو نے میرے بیان کو اپنی شکایت سمجھا ہوگا۔ میں نے تو تیری خیر خواہی کے لیے تجھ سے خطاب کیا ہے۔ میں نے دراصل تیرے ذہن میں والدین کی عظمت کا سکہ بٹھلانا چاہا ہے۔ سچ ہے کہ والدین کی والہانہ فطری شفقت کا قدرے عوض

Marfat.com

حسن سلوک سے ہی ہوسکتا ہے: ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔ حسن مروّت کا بدلہ حسن مروّت ہی ہوتا ہے۔ آیئے! ہم والدین کی عاشقانہ زندگی کا جائزہ مندرجہ ذیل واقعات کی روشنی سے کریں۔ تا کہ ہم پر واضح ہو جائے کہ والدین کے سینے میں محبت کی وہ شمع روشن ہوتی ہے جس سے کائنات کی محبتیں اکتسابِ ضیا کرتی ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی شومئی قسمت سے اپنے والدین کو مخلصانہ خدمت سے راضی نہیں کر سکتے۔ اُن کے انجام بد کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجائے۔

میرے دوستو اور بزرگو! ماؤں اور بہنو! ہر گھر میں محسنۂ کائنات مظلومہ ہے۔ بچے کے وجود کا ہر ذرّہ ماں کے خون سے پرورش پاتا ہے۔ بچے کی بینائی، شنوائی بلکہ ہر قوت حیات ماں کی قوتوں کا حصہ ہے۔ بالفاظِ دیگر نطفے سے لے کر وضع حمل تک اعضاء و جوارح اور قویٰ وحیات کا سارا انظام ماں کی متعلقہ طاقتوں سے خوراک حاصل کرتا رہتا ہے اور نو ماہ کے عرصے میں جب ایک پورا وجود مع اپنی قوتوں کے تیار ہو جاتا ہے تو ماں کی اتنی قوتیں کم ہو جاتی ہیں جتنی قوتیں آپ بچے میں دیکھتے ہیں۔ ہاں ولادت کے بعد پرورش کی صورت بدل گئی۔ مگر اب بھی ماں کا ہی وجود بچے کی تربیت جسمانی کا منبع و مبداء ہے۔ رحم مادر میں ناف کے رستے خون کی خوراک ملتی تھی۔ اب وُہی خون پستان میں آکر دودھ (سفید خون) کی شکل میں منہ کے رستے بچے کی زندگی کا سہارا ہے۔ اللہ! اللہ! ماں کی فطری کرم فرمائیاں حدِ بیان سے باہر ہیں۔ خیر! میں نے اپنے دردِ دل کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ میری آنکھوں سے دیکھو تو ہر گھر میں محسنۂ کائنات مظلومہ ہے اور اگر مصلحین قوم باقی مسائل میں الجھے رہے اور اِس زلزلہ خیز جرم کی روک تھام کے لیے ایک منظم بلکہ عالمگیر تحریک شروع نہ کی تو کچھ عجب نہیں کہ آج کی بدنصیب گھڑی سے لے کر قیامت تک اولادِ آدم کا ۸۰ فیصد حصہ اسی گناہ عظیم کی پاداش میں واصل جہنم ہوگا۔ ''ظالم انسان قیامت کے دن خوفناک تاریکیوں میں گھر جائے گا۔'' میں نے والدہ کی محبت اور مامتا کا جائزہ عقلی نظریات، فلسفیانہ دلائل اور نفسیاتی بصائر پر نہیں رکھا ہے بلکہ میرے گرد و پیش کی دُنیا ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ لہٰذا میرے یقینیات تو یقینیات میرے مفروضات بھی مشاہدات پر مبنی ہیں۔ میں نے ساحل پر کھڑے

Marfat.com

ہو کر ہی امواج کی تلاطم خیزیاں نہیں دیکھی ہیں۔ بلکہ طوفانی لہروں کے برسوں تھپیڑے کھائے ہیں۔ خدائے عزوجل جانتا ہے کہ میں نے چند اوراق بھی کسی کتاب میں لکھے ہوئے نہیں دیکھے۔ جن میں مظلوم والدین کی حالت زار پر کسی صاحب دل نے آنسو بہائے ہوں۔ ہائے افسوس! دُنیا کے آتش بیاں خطباء نے اپنی انقلاب انگیز تقریروں سے، ادباء نے اپنے حکمت نگار مقالوں میں مخلصین قوم وملت نے اپنے اصلاحی پروگراموں میں کیوں اس اہم مسئلہ پر زور نہ دیا؟ معاشرے کے اس ہلاکت خیز اور عاقبت سوز وقوعہ پر ہر زمانے میں خون کے آنسو کیوں نہ بہائے گئے؟ اگر کوئی شخص بلاتحقیق یہ کہہ دے کے پہلے زمانے میں والدین کے نافرمان کم تھے تو میں ایسی بے بنیاد باتوں کے ماننے سے انکار کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ آج سے ہزاروں برس پہلے سیدنا نوح علیہ السلام کی تمام تر پیغمبرانہ اور پدرانہ شفقتوں اور دعوتوں کا جواب کنعان نابکار نے ایسے گستاخانہ رویہ سے دیا۔ جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر میں وہ خونی ڈرامہ کھیلا گیا۔ جس کے آئندہ اثرات سے سنگدل بیٹوں کے ہاتھوں ایک طرف تو فرشتہ صورت ضعیف پیغمبر کی زندگی جانکاہ حزن وملال کی تصویر بن گئی اور دوسری طرف کائنات کے حسین پیغمبرزادہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کم سنی مصائب وآلام کی بھول بھلیوں کا شکار ہو کر رہ گئی۔ کاش ہم ان واقعات پر غور کرتے اور والدین کی انتہائی شفقت کا صحیح اندازہ لگا سکتے۔ قرآن حکیم نے کنعان اور برادران یوسفؑ کی بے راہروی کو اپنے حکمت بھرے انداز میں پیش کیا ہے تاکہ ہمارے لیے اس امر کا سمجھنا آسان ہو کہ بگڑی ہوئی اولاد اس گئے گزرے زمانے میں کس قدر تنگ کرتی ہے اور اس نزاع میں والدین ہمیشہ حق بجانب ہیں۔ یاد رہے اللہ کے پیغمبرؑ سے زیادہ شفیق وخلیق، فصیح وبلیغ حسن کردار کا حامل اور حلیم و بردبار کوئی شخص نہیں ہو سکتا اور پھر پیغمبرانہ اور پدرانہ صلاحیتوں اور شفقتوں کے جامع انسان کی زبان وحی ترجمان سے پندو نصائح کی بارش کیوں نہ ہوتی ہوگی۔

دوسری طرف اس زمانے میں بیچارے ان پڑھ دیہاتی والدین اپنے بے دین، اوباش، برخوردار غلط، بیوی پرست، مریض آزادی کالجیٹ لڑکوں کو کیسے سمجھانے پر قادر ہو سکتے ہیں۔ ہائے ہائے ان

Marfat.com

مسکینوں کو تو بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ لہٰذا انسانی بستیوں میں یہ مظلوم و مقہور شریف انسانیت برسوں سے اپنی دبی ہوئی آہوں سے کراہ رہی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمدردی سے کسی مظلوم کے متعلق ذکر کرتا ہے تو اس محفل کا دوسرا آدمی یہ کہہ کر پہلے کو خاموش کر دیتا ہے کہ بھئی! اُن کے گھر کا معاملہ ہے۔ ہمیں کیا پڑی کہ ان کو چھیڑ کر نکو بنیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ پرائی آگ میں کون چھلانگ لگانے کی جُرأت کرے۔ اس لیے یہ جرم عام ہونے کے باوجود کسی اجتماعی تحریک سے آج تک نہیں دبایا گیا۔

ماں کی شفقت تنگی میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتی

پرسوں کی بات ہے میں جماعتوں میں جا کر غریب اور یتیم بچوں کی فہرست تیار کر رہا تھا۔ کیونکہ ان دنوں فیسیں معاف کی جاتی ہیں۔ ہر غریب یا یتیم لڑکا، جس کے بڑے بھائی شادی شدہ تھے، یہی جواب دیتا تھا کہ جناب میرے دو یا تین شادی شدہ بھائی علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے گھروں میں ہیں۔ اور ہم سب چھوٹے بھائی بہنیں اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہیں۔ بڑے بھائی ہماری کوئی مدد نہیں کرتے۔ یہ الفاظ سن کر میرے دل پر ایک چوٹ لگتی تھی اور میں اپنے ساتھی عادل درویش اور فیضان الٰہی سے کہہ رہا تھا کہ ''آپ سمجھتے ہیں کہ میں غرباء اور یتامیٰ کی فہرست تیار کر رہا ہوں۔ نہیں، بلکہ یہ تو محسنۂ کائنات کے لیے واقعات فراہم کرنے کا بہانہ ہے۔'' حقیقت ہے اولاد میں سے ماں ہمیشہ اسی بچے کا ساتھ دیتی ہے جس کا کوئی وسیلہ نہ ہو۔

اللہ کے دربار میں مسلمان کی پکار

اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ کارخانۂ ہستی بے مقصد نہیں پیدا کیا۔ تو اس بات سے پاک ہے کہ کوئی عبث کام کرے (یقیناً اس دنیوی زندگی کے بعد جزا و سزا برحق ہے۔) سو تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا بے شک تو نے اس کو رُسوا کر دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک داعی اور

Marfat.com

منادی کو سنا وہ ایمان کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے! ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو ہم سے دُور فرما اور ہمیں اپنے وفادار اور نیکوکار بندوں کے ساتھ دُنیا سے اٹھا، ہمیں وہ سب عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی اہل ایمان کے لیے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن کی رسوائی سے بچا۔ بیشک تو احسان کرنے والا ہے۔ اے اللہ! احسان کر، اے اللہ احسان کر، اے اللہ! احسان کر۔

صلہ رحمی......اللہ تعالیٰ کا ارشاد

تورات میں لکھا ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہ اور صلہ رحمی کرتا رہ، میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ سہولت کی چیزوں میں تیرے لیے سہولت پیدا کر دوں گا، مشکلات کو دُور کر دوں گا۔ اللہ رب العزت کا فرمان اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا (بالخصوص ماں کے ساتھ احسان کو اور بھی زیادہ کیونکہ) اس کی ماں نے بڑی شفقت کے ساتھ اس کو پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت سے جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے میں (اکثر کم سے کم تیس مہینے ہو جاتے ہیں، کتنی طویل مشقت ہے) یہاں تک کہ جب وہ بچہ جوان ہوتا ہے۔ تو (جو سعید ہوتا ہے) وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے اس پر مداومت دیجئے کہ میں ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور (اس کی توفیق دیجئے کہ) میں ایسے نیک کام کیا کروں جن سے تو راضی ہو جائے اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لیے صلاحیت پیدا فرما دے۔ میں (اپنے سارے گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں (آگے حق تعالیٰ شانہٗ ان لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ) یہی لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول کر لیں گے اور ان کی برائیوں سے درگزر کریں گے اس طرح پر کہ یہ جنت والوں میں سے ہوں گے یہ اس وعدہ کی وجہ سے ہے جس کا ان سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا (کہ نیک اعمال کا صلہ جنت ہے۔)'' اگر وہ (یعنی ماں باپ) تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) بڑھاپے کو پہنچ جائیں،

Marfat.com

چاہے ان میں سے ایک پہنچے یا دونوں، (اور بڑھاپے کی بعض باتیں جوانوں کو گراں ہونے لگتی ہیں اور اس وجہ سے ان کی کوئی بات تجھے گراں ہونے لگے، تب بھی ان سے کبھی ہوں بھی مت کرنا اور نہ اُن سے جھڑک کر بولنا۔ اُن سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دُعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار تو ان پر رحمت کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (اور صرف ظاہرداری ہی نہیں بلکہ دل سے ان کا احترام کرنا، تمہارا ربّ تمہارے دل کی بات کو خوب جانتا ہے۔ اگر تم سعادت مند ہو (اور غلطی سے کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جائے اور تم توبہ کرلو) تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔"

ماں باپ کی عظمت اور اُن سے محبت

اللہ رب العزت نے اپنی سب کتابوں تورات، انجیل، زبور اور قرآن شریف میں والدین کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے حق کے بارے میں وحی بھیجی ہے اور تاکید فرمائی ہے؛ اپنی رضا کو والدین کی رضا کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی ناراضگی پر اپنی ناراضگی مرتب فرمائی ہے۔ ماں باپ کے حقوق کی اتنی اہمیت ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ فرمانبرداروں میں شمار ہوگا۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک یہ بھی ہے کہ ماں باپ کی خدمت اور اطاعت کرنے والا لڑکا یا لڑکی جتنی دفعہ بھی عظمت اور محبت کی نگاہ سے ماں یا باپ کی طرف نظر کرے، اللہ ہر دفعہ کے دیکھنے کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب اس کے لیے لکھ دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور پاک ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت! اگر روزانہ سو دفعہ دیکھے، جب بھی ہر دفعہ کے دیکھنے کے بدلے میں اُس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اللہ بہت بڑا ہے اور بہت پاک ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ اس کے یہاں کوئی کمی نہیں۔ وہ جس عمل پر جتنا ثواب چاہے دے سکتا ہے۔) ایک حدیث

Marfat.com

میں ہے: جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب سے بڑے گناہ یہ بتلائے اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ ایک اور حدیث میں ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے آدمی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے روز رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، ان میں سے ایک قسم کے وہ لوگ ہیں جو ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص صلہ رحمی کرے اس کی عمر دراز ہوتی ہے، اعزہ اس سے محبت کرتے ہیں، رزق میں اس کے وسعت ہوتی ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تین باتیں بالکل حق اور پکی ہیں۔ (۱) جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ چشم پوشی کرے، اس کی عزت بڑھتی ہے۔ (۲) جو شخص مال کی زیادتی کے لیے سوال کرے، اس کے مال میں کمی ہوتی ہے۔ (۳) جو شخص عطا اور صلہ رحمی کا دروازہ کھول دے اس کے مال میں کثرت ہوتی ہے۔ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی میں دس چیزیں قابل مدح ہیں: اوّل یہ کہ اس میں اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ کی رضا و خوشنودی ہے کہ اللہ پاک کا حکم صلہ رحمی کا...... دوسرے: رشتہ داروں پر مسرت پیدا کرنا ہے اور حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل مومن کو خوش کرنا ہے...... تیسرے: اس سے فرشتوں کو بھی بہت مسرت ہوتی ہے...... چوتھے: مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی مدح اور تعریف ہوتی ہے...... پانچویں: شیطان علیہ اللعنہ کو اس سے بڑا رنج و غم ہوتا ہے...... چھٹے: اس کی وجہ سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے...... ساتویں: رزق میں برکت ہوتی ہے...... آٹھویں: مردوں کو اس سے مسرت ہوتی ہے جن کے باپ دادا کا انتقال ہوگیا ہو، ان کو جب اس کی خبر ہوتی ہے تو اُن کو بڑی خوشی اس سے ہوتی ہے...... نویں: آپس کے تعلقات میں اس سے قوت ہوتی ہے، جب تم کسی کی مدد کرو گے اس پر احسان کرو گے، تمہاری ضرورت اور مشقت کے وقت میں وہ دل سے تمہاری اعانت کرنے کا خواہشمند ہوگا...... دسویں: مرنے کے بعد تمہیں ثواب ملتا رہے گا کہ جس کی بھی تم مدد کرو گے، تمہارے مرنے کے بعد وہ ہمیشہ تمہیں یاد کر کے دُعائے خیر کرتا رہے گا۔ حضرت

Marfat.com

حسن رضی اللہ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ دو قدم اللہ کے یہاں بہت محبوب ہیں، ایک وہ قدم جو فرض نماز ادا کرنے کے لیے اُٹھا ہو۔ دوسرا وہ قدم جو کسی محرم کی ملاقات کے لیے اُٹھا ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر دوام اور استقلال سے اللہ جل شانہٗ کے یہاں ایسی نیکیاں ملتی ہیں جیسے کہ اونچے اونچے پہاڑ اور ان کی وجہ سے رزق میں بھی وسعت ہوتی ہے: ایک؛ صدقے کی مداومت، تھوڑا ہو یا زیادہ...... دوسرے؛ صلہ رحمی پر مداومت، چاہے قلیل ہو یا کثیر...... تیسرے؛ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا...... چوتھے؛ ہمیشہ باوضو رہنا...... پانچویں؛ والدین کی فرمانبرداری پر مداومت کرنا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے سمندر کو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور بنی اسرائیل کے لیے دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ تورات میں لکھا ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہ اور صلہ رحمی کرتا رہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا اور سہولت کی چیزوں میں تیرے لیے سہولت پیدا کر دوں گا، مشکلات کو دُور کر دوں گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن شریف میں کئی جگہ صلہ رحمی کا حکم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، جس سے کہ اپنی حاجت طلب کرتے ہو اور رشتوں سے ڈرتے رہو یعنی ان کو جوڑتے رہو، توڑو نہیں، دوسری آیت میں ارشاد ہے: یعنی رشتے دار کا جو حق نیکی اور صلہ رحمی کا ہے وہ ادا کرتے رہو۔ تیسری جگہ ارشاد ہے: اللہ جل شانہٗ توحید کا اور لا الہ الا اللہ کا حکم فرماتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا اور ان سے درگزر کر دینے کا حکم فرماتے ہیں اور رشتہ داروں کو دینے کا یعنی صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

فرمانبرداریٔ والدین اور اس کا اجر و ثواب

والدین کی فرمانبرداری ہر شخص پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اگر ماں اور باپ دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو اور ان سے بات کرتے وقت نرمی اور تعظیم کرو۔'' ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: ''دُنیا میں والدین کا اچھی طرح ساتھ دو۔'' پھر فرمایا: میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو اور تم کو میری ہی طرف واپس آنا ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت ہے کہ اگر کوئی شخص ماں باپ کو رات بھر ناراض رکھے، یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جو صبح سے شام تک ناراض رکھے اس کے لیے بھی دوزخ کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ میں سے کسی ایک کو ناراض کرے تو اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے خواہ اس ناراضگی میں زیادتی ماں باپ ہی کی کیوں نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ماں باپ کی رضا مندی سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے اور ماں باپ کو ناراض کرنے سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں جہاد پر جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ جواب دیا: جی! فرمایا: ان کے حق میں اپنے نفس سے جہاد کر۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں، انہیں تکلیف نہ پہنچنے دی جائے، چاہیے کہ والدین کے ساتھ بچوں جیسی نرمی اور محبت کی باتیں کرے۔ والدین سے کبیدہ خاطر نہ رہے، ان کی حاجت روائی کرنے میں کوتاہی نہ کرے، سچے دل اور محبت سے ان کی خدمت کرے۔ فرض نماز، روزے کے علاوہ نوافل پڑھے۔ نوافل پڑھنے کی نسبت والدین کی خدمت گزاری کا ثواب زیادہ ہے۔ ہر نماز کے بعد والدین کی بخشش کے لیے دُعا کرے، انہیں کوئی رنج نہ پہنچنے دے، بلکہ اگر کوئی تکلیف ہو تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے، ان کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولے، اُن کی بات کا جواب سختی سے نہ دے، مگر خلاف شرع امور میں ان کی اطاعت نہ کی جائے، مثلاً حج، نماز، زکوٰۃ، کفارہ اور اللہ کی نذر وغیرہ۔ اگر والدین حرام کے لیے کہیں تو اُن کی مخالفت کرے، مختصر یہ کہ جو چیزیں شرعاً ممنوع ہیں، ان کے بارے میں والدین سے اتفاق نہ کرے۔ مثلاً زنا، شراب خوری، قتل، کسی پر زنا کی تہمت، کسی کا مال چھین لینا، چوری کرنا وغیرہ ان سب اُمور میں والدین کے ساتھ شرکت یا پیروی سے پرہیز کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان باتوں یا ان کاموں میں مخلوق کی تابعداری نہ کرو جو خالق کی ناراضگی کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اگر تیرے

Marfat.com

والدین تجھے اس تکلیف میں ڈالیں کہ تو اس چیز کو میرا شریک جانے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا حکم نہ مان اور دُنیا میں ان کا صرف نیکی میں ساتھ دے۔" پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سب کو معلوم ہے، یعنی جو کوئی ایسے کام کا حکم دے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے یا جو اللہ کی عبادت میں خلل کا باعث بنے تو وہ تسلیم نہ کرے۔ غیر مسلم ماں کے ساتھ بھی سلوک کرنے کی ہدایت آئی ہے۔ یہ بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے مترادف ہے کہ تو ان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے جن کے ساتھ تیرے والدین نے میل جول رکھا اور ان لوگوں سے قطع تعلق رکھے جن سے تمہارے والدین الگ رہے۔ جب والدین کے لیے کسی پر غصہ کرو، تو ایسا غصہ کرو جیسا اپنے نفس سے زندگی اور موت کی حالت میں کرتے ہو۔ اگر ماں باپ پر تم کو غصہ آئے تو فوراً اس بات کو یاد کرلو کہ انہوں نے کس مصیبت سے تمہاری تربیت کی ہے۔ ماں باپ کی شفقت، ان کی محبت اور ماں کا رات رات بھر جاگنا اور ان کی محنت کو فوراً یاد کرلو۔ اور ان سے ہمیشہ نیک بات کرو۔ اگر ان کی رحمت جو تم پر تھی، تمہارے غصہ کو کم نہ کرے، تو جان لو کہ تم اللہ کی رحمت سے محروم ہو۔ اللہ کا غضب تم پر آنے والا ہے۔ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ماں باپ کے ساتھ کچھ کیا تو جب غصہ فرو ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی چاہو اور توبہ کرو۔ اگر کسی ایسے سفر پر جانا چاہو جو واجب نہیں تو والدین کی رضامندی کے بغیر نہ جاؤ، نہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر کسی لڑائی پر جاؤ۔ یہ بھی خیال رکھو کہ تمہاری وجہ سے کوئی شخص تمہارے والدین کو آزار پہنچانے کا باعث نہ بنے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو ماں اور بچے میں جدائی کرتا ہے۔ جب تم کھانے پینے کی چیزیں لاؤ تو ان میں سے جو والدین پسند کریں وہ اُن کے سامنے رکھو، باقی تم لو، کیونکہ انہوں نے کافی مدت تمہاری پرورش کی ہے، خود جاگتے رہے اور تمہیں میٹھی نیند سلایا ہے، تمہیں ہر ممکن آرام پہنچایا ہے۔ اگر ان امور پر عمل کرو گے تو انشاء اللہ صراط مستقیم ملے گا۔ امت مسلمہ کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے، ان کے ساتھ ایک بڑے میاں بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ

Marfat.com

میرے والد ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ان سے آگے نہ چلنا، ان سے پہلے نہ بیٹھنا، ان کا نام لے کر نہ پکارنا اور ان کو بُرا نہ کہنا۔ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم فرمایا ہے: (۱) حق تعالیٰ کا خوف ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی ...... (۲) انصاف کی بات خوشی میں بھی، غصے میں بھی ...... (۳) میانہ روی، فقر اور وسعت دونوں حالتوں میں (نہ تنگی میں کنجوسی کروں نہ وسعت میں اسراف کروں، نہ فقر میں جزع فزع کروں، نہ غنا میں عجب اور فخر کروں) ...... (۴) اور جو شخص مجھے اپنی عطا سے محروم کرے، میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں ...... (۵) جو شخص مجھ سے قطع تعلق کرے، میں اس کے ساتھ بھی تعلقات وابستہ کروں ...... (٦) جو شخص مجھ پر ظلم کرے، اس کو معاف کردوں (انتقام لینے کی فکر میں نہ پڑوں) ...... (۷) یہ کہ میرا سکوت آخرت کا یا اللہ تعالیٰ کی آیات کا فکر ہو ...... (۸) میری گویائی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو (تسبیح وغیرہ یا اللہ کے احکام کا بیان) ...... (۹) میری نظر عبرت ہو (یعنی جس چیز کو دیکھوں، عبرت کی نگاہ سے دیکھوں) اور میں نیک کام کا حکم کرتا رہوں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے سات نصیحتیں کی ہیں: (۱) مجھے اس کا حکم فرمایا کہ مسکینوں سے محبت کیا کروں اور ان کے قریب رہا کروں ...... (۲) مجھے اس کا حکم فرمایا کہ میں اپنے سے اونچے لوگوں (زیادہ مالداروں) پر نگاہ نہ رکھا کروں، اپنے سے کم درجہ والوں پر نگاہ رکھوں (ان پر غور کروں) ...... (۳) مجھے حکم فرمایا کہ میں صلہ رحمی کیا کروں ...... (۴) مجھے اس کا حکم فرمایا ہے کہ میں کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں ...... (۵) مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے مقابلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں ...... (٦) جس چیز سے حق تعالیٰ شانہٗ راضی ہوں، اس کو اختیار کروں، اس کے کرنے پر احمق لوگ ملامت کریں تو کیا کریں) ...... (۷) مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کروں' اس لیے کہ یہ کلمات ایسے خزانے سے اُترے ہیں جو خاص عرش کے نیچے ہے۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جس کا لڑکا خوش خلق، علم میں یکتا، تدبیر میں اچھا، لوگوں سے سلوک کرنے

Marfat.com

والا اور ماں باپ کا خدمت گذار ہو۔

ہمارے بھائی جان

ہمارے بھائی جان فیضان الٰہی روزانہ صبح اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں قرآن مجید پڑھتے ہیں، پھر ورزش کرتے ہیں اور ٹہلنے جاتے ہیں، واپس آ کر غسل کر کے ناشتہ کرتے ہیں، بھائی جان ایک من وزن ایک ہاتھ سے اور ایک من وزن دوسرے ہاتھ سے اُٹھا لیتے ہیں۔ ایک دن مجھ سے کہا: آ مریم! تجھے سر سے اُونچا اُٹھا لوں۔ میں نے کہا: میں ذرا سے بچی ہوں، اٹھا بھی لیا تو کیا کمال ہوا، کسی پہلوان سے مقابلہ کیجئے۔ بھائی جان بولے پگلی اکھاڑے میں لڑنے کا اب رواج نہیں رہا۔ بھائی جان بڑے ہنسنے ہنسانے والے ہیں، جب کبھی ان کے ساتھ سفر ہوتا ہے، خوب آرام ملتا ہے۔ نہ پانی کی تکلیف ہوتی ہے، نہ کسی چیز کے منگانے کی، کبھی دوڑے دوڑے زنانہ ڈبے میں پھل لے کر آتے ہیں، کبھی چائے پہنچاتے ہیں، کبھی اماں سے باتیں کر جاتے ہیں، کبھی باجی انجم کو اور مجھے ہنساتے ہیں اور لمبے سے لمبا سفر ہنسی خوشی گزر جاتا ہے۔ ایک دفعہ ہم حج کے لیے جا رہے تھے۔ ہمارے سٹیشن پر گاڑی کم ٹھہرتی ہے۔ سامان رکھنے میں دیر ہوئی، گاڑی سرکنے لگی، بھائی جان نے اماں کو پھول کی طرح اُٹھالیا اور گاڑی میں بٹھا دیا۔ اماں نے ہر چند کہا، میں بیٹھ جاؤں گی، تو کیوں اُٹھاتا ہے؟ کہیں چوٹ نہ لگ جائے۔ بھائی جان بولے: اماں میں جب بچہ تھا، آپ مجھے گود میں لیے پھرتی تھیں، کوئی مانے یا نہ مانے، میں تو مانتا ہوں کہ ماں سے بڑھ کر اولاد پر کسی کی شفقت نہیں ہوتی۔ ماں خود تکلیف اُٹھاتی ہے اور بچے کو آرام پہنچاتی ہے۔ ماں خود نہیں کھاتی بچے کو کھلاتی ہے، خود جاگتی ہے، بچے کو سُلاتی ہے، ذرا بھی بچہ بے آرام ہو جاتا ہے تو ماں کا کلیجہ نکل نکل پڑتا ہے۔ ماں کس پیار سے بچے کو چھاتی سے لگاتی ہے، بچہ کے دُکھ درد سے کتنا بے قرار ہو جاتی ہے۔ اماں آپ کا ذکر تو قرآن پاک نے بھی کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اللہ کو ایک مانو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے 'ہوں' نہ کرو،

Marfat.com

ان سے نرمی اور محبت سے پیش آؤ۔ ایسی محبت جس میں عظمت اور احترام ہو اور ادب ہو تعظیم ہو، ان کے سامنے جھکے جاؤ اور کہو اماں آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں، آپ نے مجھ پر رحم کیا اور پالا ہے۔ اُن سے کسی بات پر حجت نہ کرو، ان سے چیخ کر بات نہ کرو۔ حد یہ ہے کہ اگر کسی کا بیٹی بیٹا نفل نماز پڑھتے ہوں، اور ماں بلائے تو نیت توڑ کر ان کی ضرورت پوری کرنی چاہیے اور ان کا حکم بجالانا چاہیے۔ کیا شان ہے آپ کی اماں! جنت جس کی نعمتوں کا شمار نہیں ہے، جس میں کبھی دُکھ نہ ہوگا، جہاں تخت بچھے ہوں گے، جہاں پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر رہیں گے، جہاں درختوں میں رنگ رنگ کے پھول دار خوشے لٹکتے ہوں گے اور جنتی کے جی میں خیال آتے ہی یہ خوشے گود میں آ پڑیں گے۔ یہ جنت! یہ عالم آخرت کی آرام گاہ! آپ کے قدموں تلے ہے، اماں! میں آپ کے قدم چومتا ہوں۔ یہ کہا اور بھائی جان نے اماں کے قدموں پر اپنی آنکھیں رکھ دیں اور پاؤں چومنے لگے۔ بھائی جان کی ایسی باتیں کبھی نہ سنی تھیں، آج معلوم ہوا کہ ہمارے بھائی جان اماں سے کتنی محبت رکھتے ہیں اور ان کے دل میں اماں کی کتنی عظمت ہے۔ اماں جان بھائی جان کو دُعائیں دے رہی تھیں، ہاتھ اُٹھا کر اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ اب بتایئے کہ یہ دُعا کیوں قبول نہ ہوگی؟

تعمیلِ قرآن ضروری

میری ماں ہے کتنی اچھی ۔۔۔ میری ماں ہے کتنی اچھی
پالا تھا مجھے گود میں لے کر ۔۔۔ پھرتی رہتی دن بھر شب بھر
روتا دیکھ چھاتی سے لگاتی ۔۔۔ چومتی تھی اور دودھ پلاتی
بچپن کی جب یاد ہے آتی ۔۔۔ میرے دل کی کلی کھل جاتی
انگلی پکڑ کر پاؤں چلانا ۔۔۔ کبھی اُٹھانا کبھی بٹھانا
گھوارے میں کبھی جھلانا ۔۔۔ لوری دینا اور سلانا

Marfat.com

میری اماں میری اماں تیری خدمت میرا ایماں
اماں تو ہے اللہ کی رحمت تیری خفگی اللہ کی لعنت
ماں کا ہر فرمان ضروری تعمیلِ قرآن ضروری

ذکر خیر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زلیخاؒ کا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء جنہیں سلطان جی اور محبوب الٰہی بھی کہتے ہیں، ان کی عمر ۵ سال کی تھی کہ ان کے والد حضرت سید احمد بخاری اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بی بی زلیخا نے خواجہ نظام الدین کو پالا اور بہترین تربیت دی۔ ان کی تربیت کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ جب کبھی فاقہ ہوتا تو مسکرا کے بیٹے سے فرماتیں: بابا نظام آج ہم اللہ کے مہمان۔ حضرت خواجہ نظام الدین فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی والدہ کی یہ بات بڑی اچھی معلوم ہوتی تھی اور جب روز کے روز کھانا ملتا تو میں سوچتا والدہ کب فرمائیں گی: بابا نظام آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر دولت اور اچھے کھانے کی پرواہ نہ کی۔ لنگر خانہ میں بریانی، قورمہ اور حلوے پکتے اور سینکڑوں بھوکے کھاتے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فقط جو کی ایک ٹکیا اور ساگ کھاتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بھی کبھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی، والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور قدم چوم کر دُعا کی درخواست کرتا اور جب میری والدہ دُعا فرماتیں، مشکل آسان ہو جاتی۔ سچ ہے کہ ماں کی دُعا میں بڑی تاثیر ہے۔

مخدومہ جہاں

دِلی کے بادشاہوں میں محمد تغلق بڑا نامور بادشاہ گزرا ہے۔ یہ بادشاہ بڑا سخی تھا اور عالموں کو خوب انعام دیتا تھا۔ اپنی ماں کا اتنا تابعدار تھا کہ اس کی تابعداری دُور دُور مشہور ہو گئی تھی۔ محمد تغلق کی ماں کو دِلی کے مرد عورت مخدومہ جہاں کہا کرتے تھے۔ مخدومہ جہاں بڑی رحم دل خاتون تھیں اور خیر خیرات بھی بہت کرتی تھیں۔ مخدومہ جہاں نابینا تھیں، انہیں آنکھوں سے نظر نہیں آتا تھا۔ ایک

Marfat.com

دفعہ بادشاہ سفر پر گیا اور اپنی والدہ مخدومہ جہاں کو ساتھ لے گیا۔ بادشاہ واپس آ گیا اور مخدومہ جہاں رُک گئیں۔ جس دن بادشاہ کو اطلاع ملی کہ مخدومہ جہاں واپس آ رہی ہیں تو دِلی سے باہر استقبال کو گیا اور جس پالکی میں مخدومہ جہاں تھیں، وہاں پہنچ کر سلام عرض کیا اور ماں کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیا اور اس طرح بادشاہ نے ماں کی دعائیں حاصل کیں۔ پیغمبر، بادشاہ، امیر، غریب سب ہی اپنی ماں کا ادب کرتے ہیں۔ ماں کی دُعا میں ایسا اثر ہے کہ گنہگار کو بھی اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

ماں باپ کا ادب ضروری ہے

میں نے ترغیب وترہیب میں برروایت بعض تابعین دیکھا ہے کہ ان کا کسی قبیلے پر گزر ہوا، وہاں انہیں گورستان نظر پڑا۔ عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر شق ہوگئی اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکل آیا، اس کا سر گدھے کا سا تھا اور بدن آدمی کا سا، وہ تین مرتبہ گدھے کی بولی بولا، پھر قبر اس کے اُوپر جڑ گئی، پھر اُس کی عورت سے اس کا حال پوچھا، تو اس نے بتلایا کہ یہ شراب پیا کرتا تھا اور اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ اللہ سے ڈر، تو جواب میں کہتا تھا تو گدھے کی طرح چلایا کر، پھر عصر کے بعد اس کی موت واقع ہوئی، اسی وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ نکل کر تین بار گدھے کی بولی بولتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب مجھے وصیت کیجئے۔ ارشاد ہوا: میں تمہیں تمہاری ماں کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔ انہوں نے پھر عرض کیا: وصیت کیجئے۔ ارشاد ہوا: میں تمہاری ماں کی نسبت تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ نویں بار فرمایا: میں تمہیں تمہارے باپ کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔ اے موسیٰ! جو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتا ہے، دُنیا میں، مَیں اس کا ولی رہتا ہوں اور اس کی قبر میں مونس بنتا ہوں اور حشر میں اس پر مہربان ہوتا ہوں اور پل صراط پر اس کا رہنما بنتا ہوں اور جنت میں اس سے گفتگو کرنے والا بنتا ہوں کہ وہ مجھ سے بلاواسطہ باتیں کرے گا اور میں اس سے باتیں کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیدار کی درخواست کی تو اللہ نے پہاڑ پر حوالہ کر دیا، کیونکہ ان کی ماں نے ان سے پوچھا تھا کہ جب میں تمہاری مشتاق ہوں تو

Marfat.com

تمہیں کہاں ڈھونڈوں۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ پہاڑ پر اور دوسروں کے کلام میں ہے کہ جب ان کی ماں کا انتقال ہوا اور ان کا نام اس امت کے فضائل میں آتا ہے، تو اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ وہ آنکھ جس سے تمہیں ہم دیکھا کرتے تھے جاتی رہی۔ کسی مرد صالح کی ایک صالحہ عورت ماں تھی۔ جب ماں کو موت آئی تو اس نے کہا کہ اے میری پونجی اور میرے ذخیرے اور اے جس پر زندگی میں اور بعد وفات میرا بھروسہ ہے۔ مجھے مرتے دم رسوا نہ کرنا اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ ڈالنا، جب وہ مرگئی تو میں ہر جمعے کو اس کی قبر کی زیارت کو جایا کرتا تھا اور وہاں خوب اللہ کا ذکر کر کے اس کے اور اس کے ہمسایوں کے لیے دُعا مانگا کرتا تھا۔ اس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور اس کی حالت پوچھی۔ اس نے کہا: موت کی بے چینی بڑی سخت ہے اور اللہ کے فضل سے اچھے برزخ میں ہوں۔ اُس میں حریر کا فرش لگا ہے اور قیامت تک ریحان کے گدے بچھے رہیں گے۔ اے میرے بیٹے! ہر جمعہ کو میری قبر کی زیارت کیا کر اور اس کو چھوڑ نا مت کیونکہ مجھے اور میرے ہمسایوں کو تیری زیارت اور دُعا سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ سے مروی ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان شب جمعہ کو دو رکعتیں پڑھے، اس طرح کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پانچ پانچ بار پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر پندرہ بار استغفار کرے اور پندرہ بار حضرت نبی اکرم ﷺ پر دورد بھیجے اور ان سب کا ثواب اپنے والدین کو بخشے۔ اللہ کے سوا اِن دونوں کا ثواب کسی کو معلوم نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے راستے میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بدو جاتا ہوا نظر پڑ گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی سواری دے دی اور اپنے سر مبارک سے عمامہ اُتار کر اس کی نذر کر دیا۔ ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت یہ شخص تو اس سے کم درجہ احسان پر بھی خوش ہو جاتا۔ آپ نے عمامہ بھی دے دیا اور سواری بھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا باپ میرے باپ کے دوستوں میں سے تھا اور میں نے

Marfat.com

حضور ﷺ سے یہ سنا ہے کہ بہترین صلہ آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں پر احسان کرنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملنے تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں آیا؟ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرے اس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میرے باپ اور تمہارے والد میں دوستی تھی، اس لیے آیا ہوں کہ دوست کی اولاد بھی دوست ہی ہوتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا اُن میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وہ ان کے لیے ہمیشہ دُعائے مغفرت کرتا رہے اس کے علاوہ ان کے لیے اور دُعائیں کرتا رہے تو وہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔ (فائدہ) یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام واحسان اور لطف وکرم ہے کہ والدین کی زندگی میں بسا اوقات ناگوار امور پیش آ جانے سے دلوں میں میل آ جاتا ہے، لیکن جتنا بھی رنج ہو جائے، والدین ایسی چیز نہیں جن کے مرنے کے بعد بھی دلوں میں رنج رہے۔ ان کے احسانات یاد کر کے آدمی بے تاب نہ ہو جائے۔ لیکن اب وہ مر گئے اب کیا تلافی ہو سکتی ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل سے اس کا دروازہ بھی کھول دیا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے دُعائیں کرے۔ اُن کی مغفرت کو اللہ سے مانگتا رہے۔ ان کے لیے ایصال ثواب جانی اور مالی کرتا رہے کہ یہ اُن کی زندگی کے زمانہ میں جو اُن کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، اس کی تلافی کر دے گا اور بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ہاتھ سے وقت نکل جانے کے بعد بھی اس کا راستہ کھول دیا۔ کس قدر بے غیرتی اور دلی قساوت ہوگی اگر اس موقعہ کو بھی ہاتھ سے کھو دیا جائے۔ ایسا کون ہوگا جس سے ہمیشہ والدین کی رضا ہی کے کام ہوتے رہے ہوں اور ادائے حقوق میں کوتاہی تو کچھ نہ کچھ ہوتی ہی ہے۔ اگر اپنا معمول اور کوئی ضابطہ ایسا مقرر کر لیا جائے جس سے ان کو ثواب پہنچتا رہے تو کس قدر اعلیٰ چیز حاصل ہو سکتی ہے؟ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ ان کے لیے

Marfat.com

حج بدل ہو سکتا ہے۔ ان کی روح کو آسمان میں خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرمانبرداروں میں شمار ہوتا ہے، اگرچہ پہلے یہ نافرمان ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو اس کے لیے ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لیے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یہ دُعا پڑھے: ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا اور پالنے والا ہے تمام جہانوں کا اور اُسی کے لیے ہے تمام بڑائی آسمانوں اور زمینوں میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے تمام جہانوں کا اور اُسی کے لیے ہے عظمت آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے اور وہی فرماں روا ہے مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور پالنے والا ہے تمام جہانوں کا اور اسی کی روشنی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔'' اور اس کے بعد یہ دُعا کرے کہ یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچا دے تو گویا اُس نے بہت بڑی سعادت حاصل کر لی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس وقت کہ قول ظاہر ہو جائے اور عمل خزانے میں چلا جائے، یعنی تقریریں تو بہت ہونے لگیں، مضامین بہت کثرت سے لکھے جائیں، لیکن عمل ندارد ہو جائے، گویا مقفل رکھا ہوا ہے اور زبانی اتفاق تو آپس میں ہو جائے، لیکن قلوب مختلف ہوں اور رشتہ دار آپس کے تعلقات توڑنے لگیں تو اس وقت میں اللہ جل شانہٗ ان کو اپنی رحمت سے دُور کر دیتے ہیں اور اندھا بہرہ کر دیتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب لوگ علوم کو ظاہر کریں اور عمل کو ضائع کر دیں اور زبانوں سے محبت ظاہر کریں اور دلوں میں بغض رکھیں اور قطع رحمی کرنے لگیں تو اللہ جل شانہٗ اس وقت ان کو اپنی رحمت سے دُور کر دیتے ہیں کہ پھر نہ سیدھا راستہ اُن کو نظر آتا ہے نہ حق بات اُن کے کانوں میں پہنچتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی دُور تک جاتی ہے کہ وہ راستہ پانچ سو برس میں طے ہو۔ والدین کی نافرمانی کرنے والا اور قطع

Marfat.com

رحمی کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ سبحان اللہ! قربان جائیے اس ذات پاک کے جس نے اپنی بندگی و عبادت کے ساتھ اپنے ماں باپ کی اطاعت و فرماں برداری کرنے کا حکم فرمایا۔

اوپر کی آیت سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر ماں باپ کے ساتھ شفقت و نیکی، احسان اور مہربانی کرنے کا حکم فرمایا اور اپنی اطاعت و عبادت کے بعد اُن کے ساتھ بھلائی اور اُن کی خدمت کرنے کی اپنے بندے کو تعلیم سکھائی کہ جب وہ بوڑھے اور کمزور ہو جائیں تو اُن سے اکڑ کر اور غصہ سے کوئی بات نہ کہو، اگر وہ تجھے غصہ کی حالت میں کچھ سخت سست اور برا بھلا کہہ دیں تو اس کو چپ چاپ سن لو، اُن کو الٹ کر جواب مت دو۔ کسی بھی کام میں اُن کی ذرا بھر نافرمانی نہ کرو۔ اُن کی بے ادبی سے بچتے رہو۔ اُن کی برابری نہ کرو۔ حق تو یہ ہے کہ تو بھی اُن کی ویسی ہی خدمت کرے جیسی انہوں نے بچپن میں تیری خدمت کی ہے۔ جس طرح سے تجھے پالا، پرورش کیا، ہر طرح سے کھلایا، پلایا، پہنایا، پڑھایا، بیاہا۔ اگر تو اُن کی ویسی خدمت کرے بھی اور زیادہ بھی کرے۔ تو یاد رکھ! تو برابری پھر بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ فضیلت اور درجہ تو پہلے کام کرنے والے کو ہے۔ اس لیے تجھے برابری ممکن اور زیبا نہیں ہے کیونکہ تیرے ماں باپ تجھے پالتے پوستے اور تیرا اچھے سے اچھا بناؤ سنگار کرتے تھے۔ تجھے اچھے سے اچھا کھلاتے پلاتے اور پہناتے تھے اور تجھے دیکھ دیکھ کر جیتے اور تیری جوانی و زندگانی کے لیے اللہ سے دُعائیں کرتے تھے اور اپنی زندگی کا تجھے سہارا سمجھتے تھے۔ تب کہیں جا کر تو اس لائق ہوا۔ اب تو اگر خدمت کرے گا بھی تو بہت دکھی اور اچھی خاصی مصیبت سمجھ کر کرے گا اور دل میں یوں بھی کہے گا کہ کیا اچھا ہو یہ جلدی مر جائیں اور ہر روز کی تکلیف و پریشانی کا ہمیشہ کے لیے پاپ کٹ جائے۔ کون ہر روز ان کی دیکھ بھال کرے، کون ان کی بیماری پر پیسہ لگائے، کون ڈاکٹروں حکیموں کو بلائے۔ کون ان کے کپڑے دھوئے اور نہلائے۔ کون ان کی گندگی اٹھائے۔ اچھی بیماری گلے پڑی ہے کہ یہ مرنے اور چارپائی چھوڑنے میں نہیں آتے۔ ہر وقت گھر میں کھانستے اور تھوکتے رہتے ہیں۔ سارے گھر کو گندہ کر رکھا ہے۔ گھر میں بیوی بچوں کو ذرا ذرا سی بات پر روکتے ٹوکتے اور لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ آہ!

Marfat.com

کیا انصاف ہو رہا ہے کہ ماں باپ تو تیری زندگی کے اُمیدوار، تیرے بڑے ہونے اور تیرے پھلنے پھولنے کے متمنی تھے اور تُو آج اُن کی زندگی سے تنگ اور اُن کے مارنے کی فکر میں ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا جب میرا اِن سے پیچھا چھوٹے گا۔ کیسا بدنصیب ہے وہ آدمی جو اپنے پیارے ماں باپ کے لیے ایسا سوچے۔ یہ ناعاقبت اندیش اور بدقسمت اتنا نہیں سوچتا کہ مجھے یہاں تک انہوں نے ہی کیا ہے۔ انہی کے طفیل سے میں نے یہ جوانی اور دُنیا دیکھی ہے۔ اے کمبخت! ماں باپ کے نافرمان یاد رکھ: ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانا، اللہ کی رحمت کا اٹھ جانا ہے۔ آج تُو ان کو کچھ سمجھتا نہیں ہے کل ان کے مرنے کے بعد تجھے ان کی قدر معلوم ہوگی۔

ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تم کو خبر نہ دے دوں گناہوں میں سے بڑے گناہ کی: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔“ (بخاری، مسلم)

دیکھئے! اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی اور احسان نہ کرنے کو شرک کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا اور دونوں کی اہمیت اور درجہ کو بیان فرمایا۔

جنت میں داخل نہ ہوں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت کے اندر تین قسم کے لوگ داخل نہ ہوں گے: اوّل: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا...... دوم: احسان کر کے جتلانے والا...... سوم: اور شراب کا عادی۔

سنا آپ نے! ماں باپ کے نافرمانوں، احسان کر کے جتلانے والوں، شراب خوروں اور شرک کرنے والوں کے متعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا۔ آگے اور سنئے سرکار فرماتے ہیں کہ: ”اگر اللہ کی نظر میں (اُف) کے لفظ سے کم بھی کوئی لفظ ہوتا جو انسان اپنے ماں باپ کے لیے کہتا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی منع فرما دیتے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا چاہے جو بھی عمل کرے، وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

Marfat.com

ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے

اللہ کے آخری رسول ﷺ نے فرمایا کہ "ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ: کیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے گا تو لہٰذا اس گالی دلوانے کا سبب یہی ہوا۔ جس نے پہلے دوسرے کے ماں باپ کو گالی دی ہے۔

ہے ماں باپ اپنے کا نافرمان جو کبھی بخشش نہ پاوے ہے شیطان وہ

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "تمام گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں معاف فرمادیں مگر ماں باپ کی نافرمانی کا جو گناہ ہے اس کی سزا دُنیا ہی میں دے دیتے ہیں یعنی قیامت سے پہلے پہلے۔" (ترغیب وترہیب)

اللہ تعالیٰ ماں باپ کے نافرمان کی ہلاکت جلدی فرماتے ہیں تاکہ اس کو جلدی عذاب میں مبتلا کردیں (تاکہ ماں باپ کے ستانے کا پھل مل سکے) غرض یہ کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے دُنیا اور آخرت میں نقصان ہی نقصان ہے۔ ان کے اُوپر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ نہ اُن کی نماز قبول اور نہ ہی کوئی اُن کی دوسری عبادت قبول ہوتی ہے۔ دونوں جہاں میں ذلت ورسوائی اور کسی طرح بھی ان کو سکون قلب حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کتنے ہی سرمایہ دار اور کیسے ہی عہدے دار بن جائیں مگر ان کو دل کا چین نصیب نہ ہوگا۔ ان کی اولاد ان کو دُنیا میں ذلیل وخوار کرے گی۔ آئے دن کوئی نہ کوئی بلا، کوئی نہ کوئی مصیبت وپریشانی، کوئی نہ کوئی بیماری ومقدمہ، کوئی نہ کوئی جھگڑا اور نقصان ہوتا ہی رہے گا۔ رزق، روزی میں تنگی وبے برکتی رہے گی اور مرنے کے بعد ان کے لیے ہلاکت ہے اور دوزخ کی آگ ان کے انتظار میں ہے۔ غرض یہ کہ ماں باپ کے نافرمان اللہ تعالیٰ کے غضب وغصے کے مستحق ہوں گے۔

Marfat.com

ماں باپ کو گالی دینے والے کی قبر میں آگ کی چنگاریاں ہوں گی

اللہ کے رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی تو اس کے اُوپر اس کی قبر میں آگ کی چنگاریاں گریں گی۔ اتنی مقدار میں جتنے کہ پانی کے قطرے آسمان سے زمین پر گرتے ہیں۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ جب ماں باپ کا نافرمان قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اس کو اس قدر بھینچتی ہے اور دباتی ہے کہ یہاں تک کہ اس شخص کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے نافرمان پر لعنت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں دیکھا کہ کچھ لوگ آگ کے تنوروں کے اندر لٹکے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا کہ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے تھے۔ سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن تین آدمیوں کو ہوگا: پہلا مشرک' دوسرا زانی' تیسرا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ جو آدمی اپنی ماں کے اتنا قریب ہو کہ اس کی بات کو سن لے تو اس کا اتنا قریب ہونا اس شخص سے بھی افضل ہے کہ جو اللہ کے راستے میں تلوار چلائے اور اپنے ماں باپ کی طرف محبت کی نظر سے دیکھنا ہر چیز سے افضل ہے۔

ماں باپ کے فرمانبردار کی عمر میں برکت

اللہ کے آخری رسول' خاتم الانبیاء' رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بندے کی عمر میں برکت فرماتے ہیں جبکہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اُوپر خیر و برکت اور احسان زیادہ فرمادے اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا ہے۔ یہ ہے کہ اگر ان کو ضرورت پڑے تو ان کے لیے مال خرچ کیا جائے اور ان کی حاجت کو پورا کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور یہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ میرے مال سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تُو اور تیرا مال

Marfat.com

سب تیرے باپ کے لیے ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ احبار سے کسی نے سوال کیا کہ ماں باپ کی نافرمانی کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مطلب ہے کہ اگر کسی بات پر اس کے ماں باپ قسم کھالیں تو ان کی قسم کو پورا نہ کرے اور جب کسی بات کو حکم کریں تو اس کی فرمانبرداری نہ کرے اور اگر وہ کچھ مانگیں تو وہ اس کو نہ دے اور جب وہ کسی بات یا چیز کا امین بنائیں تو وہ اس میں خیانت کرے۔

اصحاب الاعراف

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ حضرت اصحاب الاعراف کون لوگ ہیں؟ اور اعراف کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: اعراف تو ایک پہاڑ ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے اور اس کو اعراف اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جنت اور جہنم پر جھکا ہوا ہے۔ اور اس پہاڑ پر درخت بھی ہیں اور پھل بھی ہیں اور نہریں اور چشمے بھی ہیں۔ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہیں جو اس پر رہیں گے۔ جو اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد میں شریک ہوئے اور پھر وہاں جا کر شہید ہو گئے جہاد میں جانے کی وجہ سے وہ جہنم میں نہیں جائیں گے اور ماں باپ کی اجازت کے بغیر جانے کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رہیں گے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ نہ فرمادیں۔ (ابن ماجہ)

انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اہم حکم

انسان کی پیدائش اور اس کے دودھ پینے کا زمانہ ﴿ خبردار! کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ کے ساتھ (بدسلوکی نہ کرنا) سلوک کرتے رہنا۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کر دی ہے اور اگر تیرے ماں باپ تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے۔ جس کی حقیقت سے تجھے واقفیت نہیں تو اُن کا کہنا نہ مانیو۔ پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتاؤں گا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں۔ مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا حق ان سے بھی زیادہ ہے۔ ان کی

Marfat.com

خاطر دین اور اللہ تعالیٰ کا فرمان نہ چھوڑیئے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''اور ہم نے انسان کو جس کو اس کی ماں تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے پیٹ میں اُٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی۔ کہ تم کو میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تُو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے کہ جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا کے کاموں میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا۔ اور جو میری طرف رجوع لائے۔ تو اسی کے رستے پر چلنا۔ پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ تو جو کام تم کرتے رہے ہو ان سب سے تم کو آگاہ کر دوں گا۔'' ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے حق کے بعد ماں باپ کا ہی حق ہے اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ رسول کا حق استاد اور مرشد کا حق اللہ کی طرح ہیں کہ یہ سب اسی کے نائب ہیں۔ تیسری جگہ ارشاد فرمایا: ''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے تکلیف سے اُس کو پیٹ میں رکھا اور پھر تکلیف ہی سے اس کو جنا۔ اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھڑانا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔'' انسان کا ماں کے پیٹ میں رہنا اور اس کا دودھ چھوڑنا کل تیس مہینے ہیں جن کی مدت ڈھائی برس ہوتی ہے۔ بچہ جب ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو اس کی ماں اس کو اپنا دودھ پلاتی ہے اور اس کا پاخانہ پیشاب اپنے ہاتھوں سے اُٹھاتی اور صاف کرتی ہے۔ اگر بیمار ہو جائے تو ساری ساری رات جاگتی اور اُس کو اٹھائے پھرتی ہے۔ طرح طرح کی چیزوں سے اس کا دل بہلاتی ہے اور لوریاں دے دے کر سلاتی ہے اس کے آرام و راحت اور صحت کے لیے ڈاکٹروں حکیموں سے علاج کراتی ہے، دوا پلاتی ہے، طرح طرح کے دکھ اور صدمے اٹھاتی ہے۔ یہ سب کچھ ماں اس لیے کرتی ہے کہ کسی طرح بھی ہو میرا بچہ تندرست ہو جائے اور اس بیماری سے شفایاب ہو جائے۔ غرض یہ کہ اس پر ہر طرح سے اپنے راحت و آرام کو مال و جان کو حتیٰ کہ دین و ایمان تک کو قربان کر دیتی ہے کہ کسی طرح بھی ہو میرا لال بچ جائے۔ اس کی بیماری مجھے لگ جائے، مگر اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اسی

Marfat.com

طرح سے باپ کی حالت ہے کہ وہ نہ صرف اس کو دل سے محبوب سمجھتا ہے بلکہ اس کے کھانے پینے، پہننے اور ضرورت کی تمام چیزیں اس کے لیے مہیا کرتا ہے۔ اس کی تعلیم کا انتظام کرتا ہے، خواہ دینی تعلیم نہ ہی دلائے مگر انگریزی تعلیم دلانے اور ڈگریاں حاصل کرانے اور نوکری دلانے تک' بڑی جگہ رشتہ کرانے اور اس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔ مگر اس کو اللہ والا بنانے کی اور اپنے لیے نجات کا ذریعہ بنانے کی قطعاً نہیں سوچتا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے حج کے طواف کرا رہا تھا تو اس شخص نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: "یا حضرت! کیا میں نے اپنی ماں کا بدلہ دے دیا؟ تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیری ماں کا تجھے ایک مرتبہ دودھ پلانے کا بھی بدلہ ادا نہیں ہوا اور اس کو تیری وجہ سے تو بار بار دردزہ ہوا تھا۔ خیر ہاں تو نے احسان کیا اللہ تجھ کو تھوڑے کے بدلہ میں زیادہ دے گا۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "چار قسم کے آدمی ہیں جن کے لیے اللہ کے اوپر حق ہے کہ ان کو نہ جنت میں داخل کرے اور نہ جنت کی نعمتیں ان کو چکھائے۔ (۱) شراب کا عادی (۲) سود خور (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا (۴) ماں باپ کا نافرمان۔ مگر یہ کہ توبہ کرلیں۔" (الحاکم)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

ان تین آدمیوں کی دُعا مقبول ہوتی ہے ❁ اول: مظلوم کی دُعا (جس پر کسی نے ظلم کیا ہو، اس کی بدعا)...... دوم: مسافر کی دُعا...... سوئم: ماں کی اپنے بچے کے لیے دُعا۔

خالہ کے ساتھ نیکی کرنا ماں کے برابر ہے ❁ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خالہ نیکی کرنے اور اکرام کرنے میں اور صلہ اور احسان کرنے میں ماں کے برابر ہے۔ (ترمذی شریف)

اپنے کیے کا پھل اور عمر میں برکت ❁ وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ اپنے ماں باپ کی عزت کر کیونکہ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت کرے گا تو میں اس کی عمر میں برکت دوں گا اور اس کو ایک ایسا لڑکا دوں گا جو اس کی عزت کرے گا اور جو اپنے

Marfat.com

ماں باپ کی نافرمانی کرے گا اس کی عمر کو کم کر دوں گا۔ اور اس کو ایسا لڑکا دوں گا جو اس کی بے عزتی کرے گا۔ ابوبکر ابن مریم فرماتے ہیں کہ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو شخص اپنے والد کو مارے اس کو قتل کر دیا جائے اور جو شخص اپنے والد کے چانٹا مارے تو اس کو پتھروں سے سنگسار کر دیا جائے۔ عمرہ ابن عرۃ الجہنی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں پانچوں وقت نماز پڑھوں اور رمضان شریف کے روزے رکھوں اور زکوۃ دوں اور حج بھی کروں تو پھر مجھے کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایسا کرے گا وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا لیکن شرط یہ کہ وہ ماں باپ کا نافرمان نہ ہو۔'' (احمد طبرانی)

واقعہ: حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت حاضر ہوئے۔ وہ دونوں جھگڑ رہے تھے اپنے ایک بچے کے بارے میں۔ آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا لڑکا میری پشت سے نکلا ہے اور عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس آدمی نے بچے کو اٹھایا بالکل خفیف حالت میں اپنی پشت میں اس کو رکھ دیا (یعنی پشت سے نکال دیا سہولت کے طریقے پر) اور میں نے اسے اٹھایا تکلیف کے ساتھ، اس کو جنا تکلیف کے ساتھ، اس کو دودھ پلایا مکمل دو سال۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی ماں کے حق میں اس بچے کا فیصلہ فرما دیا۔

ماں باپ کے بارے میں احادیثِ نبوی یعنی فرمانِ رسول ﷺ

☆ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہلاک ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے اور پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو۔

☆ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

Marfat.com

☆ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نفل نماز، صدقہ، روزہ، حج وعمرہ، جہاد فی سبیل اللہ غرض تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

☆ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ماں باپ کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے جنت اور دوزخ وہی دونوں ہیں یعنی تو اگر ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے گا تو جنت کا مستحق بنے گا اور اگر ان کو ناراض کرے گا اور ان کی نافرمانی کرے گا تو دوزخ کا مستحق بنے گا۔

☆ حدیث میں ہے جو کوئی نیک بخت لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نظر پر حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔

☆ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کے فرمانبردار کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔

☆ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں ہوتا۔

☆ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کے نافرمان کو جنت میں داخل نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے لیا ہے۔

☆ حدیث میں ہے کہ ماں باپ پر لعنت کرنا کبیرہ گناہ میں سے ہے

☆ حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور ہر جرم پر گرفت اور پکڑ کی تاخیر کی جا سکتی ہے۔ مگر ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا بدلہ مرنے سے پہلے ہی دنیا میں لے لیا جاتا ہے۔

☆ حدیث میں ہے کہ جس نے جمعہ کے روز اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کی تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے لیے برأت لکھی جائے گی اور دوزخ سے رہائی بخشی جائے گی۔

☆ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کی اطاعت اور اللہ پاک کی اطاعت کرنے والے کا ٹھکانا اعلیٰ علیین میں ہے۔

Marfat.com

☆ حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے ماں باپ یا ان میں سے ایک مرجاتا ہے اور یہ نافرمان ہوتا ہے۔ مگر پھر ان کے مرنے کے بعد ہمیشہ ان کے لیے دعا اور استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرمانبرداروں میں لکھ دیتا ہے۔

☆ حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت (اور درجہ) دیتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے فرائض اور نوافل کچھ بھی قبول نہیں کیے جاتے۔

ماں کی مامتا کا اسبابِ غم

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ ہر واقعہ کے اسباب و علل کی ٹوہ میں لگ جاتی ہے۔ لہٰذا آپ سوال کریں گے کہ اس عورت زینب بی بی کو کیا ہوا اور اس تباہ حالی کی ابتداء کیونکر ہوئی۔ سنیے! اس کے ہاں پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پہلوٹھی کا لڑکا محمد جمیل تھا۔ اس کے سوا تمام بچے یکے بعد دیگرے فوت ہوتے گئے۔ ہر بچے کی موت پر دکھیا ماں کے دل و دماغ پر ایک تازہ چرکہ لگتا۔ دل میں ایک نیا ناسور پیدا ہوتا۔ جانِ ناتواں پر مایوسی پہلے سے بھی زیادہ تاریکی بن کر چھا جاتی۔ اللہ اللہ! اس کیفیت زہرہ گداز ہلاکت معنوی اور بربادیٔ تمنا کا احساس فقط اُس حرماں نصیب اور محروم و نامراد ماں ہی کو ہوسکتا ہے جس کی گود کو ایک چاند جیسے بچے سے موت کے چنگل نے خالی کردیا ہو، جس کی چھاتی کا دودھ مایوسی سے خشک ہو جائے، جس کے ہاتھ پاؤں اس سانحہ ارتحال اور آفت جانگسل کے بعد بیچارگی سے جھوٹے پڑ جائیں، جو اپنا پہلو خالی پا کر زندگی کی راتوں کو آہیں بھرتی ہوئی سحر کردے، جو بچے کی جدائی میں بھرے گھر کو اُجڑا ہوا دیکھے، جو ننھے کے کھلونوں کو اکٹھا کر کے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی اوڑھنی سے اُن کو صاف کرے، بوسے دے، اپنی آنکھوں کے سامنے طاق پر رکھے اور جب بار بار حسرت سے اُن کی طرف دیکھے تو بے ساختہ چیخ مار کر بیہوش ہو جائے۔ ہاں ہاں! اس غم نہاں کی داستان سے وہ واژگوں بخت محسنہ آشنا ہے۔ جس کا ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا لختِ جگر کئی مہینے مہلک مرض میں مبتلا ہو کر ہزاروں علاجوں،

Marfat.com

تعویذوں، منتوں، جاں نثاریوں اور فلک شگاف دُعاوں کے باوجود سوکھ سوکھ کر کانٹا ہو جائے اور آخرکار اس کی آنکھوں کے سامنے اس چراغِ سحری کو فنا کی بادِ صرصر دم زدن میں بجھا دے۔ ہائے افسوس! اب اس کو کس کا سہارا ہے؟ ہائے اب اس کے دل میں امید کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ ہائے! حیات چند روزہ اُس کو کن بہلاوں سے زندہ رکھ سکتی ہے۔ اگر موت اس کے بس کا روگ ہوتی اور مذہب نے خودکشی کو اس پر حرام نہ کیا ہوتا تو وہ اس ناامیدی کی دنیا میں ایک سانس بھی لینا پسند نہ کرتی۔ واحسرتا! ننھے کے چھوٹے چھوٹے جوتوں کو اُٹھا کر چھاتی سے لگاتی ہے، چومتی ہے، سر پر رکھتی ہے۔ ہائے ہائے! اب بچے کی ٹوپی اور پاجامہ اور چھوٹے سے کرتے کو سرشک آلود آنکھوں پر ڈالتی ہے مگر دونوں آنکھیں روشن ہوگئیں کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ اس کی دونوں آنکھیں بے نور ہوگئیں میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ وہ سیّدنا حضرت یعقوب علیہ السلام تھے، جن کا یوسف واپس آ گیا تھا لیکن اس سوختہ بخت کا بیٹا واپس نہیں آئے گا اور نہ ہی بنیامین واپس آئے گا۔ یہی وہ مصیبت ہے جس کو کشمکش حیات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ ماتا کی جاں گدازیاں ہیں، غیر کو اس کا احساس کیسے ہو سکتا ہے۔

پھول تو کھل کر بہار جانفزا دکھلا گئے ۔۔۔ حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

وائے سیاہ بختی زینب بی بی کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے اپنی حرماں نصیب ماں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رُوٹھ کر آغوشِ لحد میں جا سوئے۔ ان دنوں ہم نے اس کے دماغ کو وفورِ غم سے مختل ہوتے دیکھا۔ چند برسوں میں، چند مہینوں میں بلکہ چند دنوں میں ہوش و خرد کی عطر بیز کلیاں مرجھا مرجھا کر گر گئیں۔ زبان میں ہذیان، کلام میں اختلال، حافظے میں نسیان اور نظروں میں مجنونانہ چمک پیدا ہونے لگی۔ ہاتھ کام کرتے، مگر دماغ ساتھ نہ دیتا۔ دن میں خزاں دیدہ بلبل کی طرح اپنے دل میں جب ایک کسک محسوس کرتی تو نالہ و فغاں سے دل تپاں کو ٹھنڈا کیا جاتا۔ دل کی مجروحیت اور دماغ کی شکست نے دنیا کی ہر چیز سے طبیعت کو اچاٹ کر دیا۔ ہفتہ عشرہ کی عام مشاطگی ژولیدگی سے، گھر کی آراستگی خانہ ویرانی سے اور کاروبار کا باسلیقہ انہماک وحشیانہ بے توجگی سے بدل گیا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اس موقعہ پر خاوند نے اس مظلومہ محرومہ، فلک زدہ اور مجنونہ

Marfat.com

سے بے التفاتی برتنا شروع کر دی۔ چاہیے یہ تھا کہ شریک زندگی تھا، شریک غم بھی بنتا اور اس ریگزارِ اندوہ میں دمِ واپسیں تک سہارا ثابت ہوتا۔ مگر اس سنگدل نے ہمدردی کی بجائے نفرت کا اظہار شروع کر دیا۔ جس سے اس مفلوک الحال بے بس پر نہایت برا اثر پڑا۔ گھر میں آتی، تو والدہ محترمہ اپنی خانہ برباد بیٹی کو صبر کی تلقین کرتی۔ مگر باتوں باتوں میں آپ بھی آنسوؤں کا سیلاب بے پناہ ضبط نہ کر سکتی۔ آخرکار یہ ہوا کہ اُس کے خاوند نے ایک اور عورت سے نکاح کر لیا اور یہ راندۂ التفات سسرال کے گھر کی تمام تر ہمدردیوں سے علیحدہ کر دی گئی۔ اس موقعہ پر اس کی والدہ ماجدہ کا گھر ہر وقت کھلا تھا۔ آ گئی، دو سال معلق رکھ کر اُس کے گھر خاوند نے طلاق بھیج دی۔ مگر کبھی راتوں کو اور کبھی دن کو اس گھر کا طواف کرنے کے لیے چلی جاتی جہاں سات بچوں کو جنم دیا تھا اور اب تک چھ کو اپنی آغوش میں زندگی کے آخری سانس توڑتے دیکھا تھا۔ تقریباً پانچ سال یہ چکر جاری رہے۔ قبرستان میں وارفتگی کے عالم میں جانا بھی تقریباً معمول بنا ہوا تھا۔ وہاں جا کر چلتی پھرتی چیونٹیوں کو پکڑ پکڑ کر گیلی مٹی میں دھنساتی رہتی اور اگر منع کیا جاتا تو کہتی کہ یہ ظالم چیونٹیاں میرے بچوں کو تنگ کرتی ہیں۔ ماں کی محبت اولاد کے دُنیا سے چلے جانے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔

اے مخاطب! تُو ماں کی قدر کر کے جنت میں گھر بنا لے۔

ماں کا خواب

میں سوئی جو اِک شب تو دیکھا یہ خواب
بڑھا اور جس سے مرا اضطراب

یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں
اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

لرزتا تھا ڈر سے میرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اُٹھنا محال

جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی
تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی

زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے
دیئے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے

وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں
اللہ جانے جانا تھا اُن کو کہاں

Marfat.com

اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر — مجھے اس جماعت میں آیا نظر
وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا — دیا اُس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا
کہا میں نے پہچان کر میری جاں — مجھے چھوڑ کر آ گئے تم کہاں؟
جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار — پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار
نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی — گئے چھوڑ، اچھی وفا تم نے کی
جو بچے نے دیکھا میرا پیچ و تاب — دیا اُس نے منہ پھیر کر یوں جواب
رُلاتی ہے تجھ کو جدائی میری — نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی میری
یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چپ رہا — دیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا
سمجھتی ہے تُو ہو گیا کیا اِسے؟ — ترے آنسوؤں نے بجھایا اسے

ایک لڑکی کا ماں کی وفات پر اظہارِ غم

ماں تیرے جانے سے دل کو اور کچھ بھاتا نہیں
لاکھ بہلاتی ہوں لیکن دل بہل پاتا نہیں
تیری خوشبو اب بھی آ کر گھیر لیتی ہے
چار سو ڈھونڈتی ہوں کچھ نظر آتا نہیں
جس طرح سے تو مجھ سے بچھڑ کر چلی گئی ماں
اس طرح سے تو کوئی پیاروں کو چھوڑ کر جاتا نہیں
کیسے بھولوں گی تیرا وقت رخصت میری ماں
بن تیرے کیسے جیوں گی کچھ مری سمجھ میں آتا نہیں
روح کا ناسور رستا ہی رہے گا عمر بھر اے ماں
تجھ سے ملنے کا بلاوا جب تک آتا نہیں

Marfat.com

والدہ مرحومہ کی یاد میں

وطن سے بہت دور تو جا کے سوئی
زمین میں نئی روشنی تو نے بوئی
تیرے پاؤں آنکھوں سے اپنی لگاتا
یہ قسمت کہاں تھی کہ میں تجھ کو پاتا
کہاں تیرے اشکوں کا آبِ زمزم
تری ہر دعا تھی کہ زخموں کا مرہم
دعا اب ہمیں کون راتوں کو دے گا
ہمارے لیے سارے دکھ کون سہے گا
نگاہوں میں تیری جو تابندگی تھی
محبت کی، شفقت کی وہ زندگی تھی
زمانے میں بس ایک سچائی تو تھی
خدا کی زمینوں پہ اچھائی تو تھی
یقین ہے مجھے تو ہے خلد آشیانی
کرے باغ جنت میں تو باغ بانی
مقدس تو شمع حرم کی طرح ہے
فروزاں خدا کرم کی طرح ہے

چند سبق آموز قصص اور حکایات

آپ حضرات کے سامنے چند سبق آموز قصص اور حکایات بیان کروں گا جن سے آپ کو والدین اور خصوصیت سے والدہ کے صحیح مقام کا اندازہ ہو سکے گا اور ساتھ ہی فرمانبردار اولاد کی بابرکت زندگی کا نقشہ دیکھنے کا موقعہ حاصل ہوگا۔ آپ کی چشم تصور کے سامنے وہ فیوض وسعادات متمثل ہو کر آئیں گے جو ان مبارک روحوں کی قسمت میں تھے جنہوں نے والدہ کی رضامندی کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی اور اس کے صلے میں روحانیت کے رفیع الشان مدارج حاصل کیے۔ خلق خدا نے والدین کی دعائیں حاصل کرنے والوں کو اپنی آنکھوں پر جگہ دی۔ القصہ! وہ پاک روحیں زمرہ لایحزنون میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شامل ہوگئیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس مبارک موضوع کی ابتدا ایک نافرمان بیٹے کی تباہی اور دائمی ہلاکت کے تذکرے سے کروں۔ مگر میرا روئے سخن حضرت نوح علیہ السلام کی پدرانہ شفقت کی طرف ہوگا لہٰذا یہ چیز خلاف موضوع نہیں ہوگی۔ اندازہ فرمائیے کہ آدم ثانی کی ساڑھے نو سو برس کی مبلغانہ کوششوں کے باوجود جب تقریباً ساری قوم قاہرانہ طوفان

Marfat.com

میں ڈوب رہی تھی تو پدرانہ محبت ایک بے پناہ ولولہ بن کر پیغمبر علیہ السلام کی روح پر طاری ہوگئی لہٰذا وہ نافرمان بیٹے کی نجات کے لیے کوشش کرنے لگے۔ یہ تو حاکم مطلق کا نظام تھا کہ ابھی نوح علیہ السلام اپنے نافرمان بیٹے کو کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دے رہے تھے کہ طوفانی موجوں نے کنعان کی گستاخانہ گفتگو کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کردیا۔ ورنہ اگر باپ کا بس چلتا اور بدبخت بیٹے کا غرور اس قدر زیادہ نہ ہوتا تو ہم دیکھتے کہ باپ اپنے لخت جگر کے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتا۔ خیر! ہماری روحیں پیغمبر علیہ السلام کے اس جذبہ کے لیے عقیدت سے جھوم اُٹھتی ہیں اور ہم بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ پدری محبت کے چند لمحات کی وہ قیمت ہے کہ سینکڑوں نوجوان مل کر برسوں تک بے لوث خدمات سرانجام دینے کے باوجود بھی یہ دعویٰ کرنے کے مجاز نہیں ہوسکتے کہ ہم نے اپنے حقوق کا کوئی ہزارواں حصہ بھی ادا کردیا ہے۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی اس داستان کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں بیان نہ ہوتا تو بڑا ممکن تھا کہ اولاد کے بگڑنے پر ہم مابعد کے اکثر باپوں کو تعلیم وتربیت کے معاملے میں مہتم کرتے۔ مگر ہم اس مبارک تذکرہ سے اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اولاد خواہ کتنی ہی سرکش ہو، والدین اس کی تربیت میں آخری دم تک کوشاں رہتے ہیں اور پھر ماں تو ماں باپ کی رُوح کا بھی یہ طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ بچوں کی بہتری کا کوئی نہ کوئی رستہ ضرور نکل آئے۔ مگر ہم نے دیکھا ہے کہ کفروشرک کی تاریکیاں جب پردہ بن کر نورفطرت کو ڈھانک لیتی ہیں تو انسانی ضمیر بڑی حدتک ہرطرح کے صالح اور محمود جذبات سے محروم ہوجاتی ہے۔ اس حقیقت کی تائید میں ہم قرآن مجید سے آذر کی وہ دھمکی پیش کرتے ہیں جس نے پدری رشتوں کو یکسر ختم کردیا تھا۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی واعظانہ دعوت کے جواب میں آذر نہایت طیش میں آکر کہتا ہے "اے ابراہیم! تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اگر تُو نے اس ارتداد (نعوذباللہ) سے واپس نہ آیا تو میں تجھ کو ضرور سنگسار کردوں گا۔ جا جا ایک مدت کے لیے میری آنکھوں سے دور ہوجا۔" لیکن اس موقعہ پر اگر مفسرین قرآن حکیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر چھوڑنے کے بعد آپ کے باپ آذر کے جذبات کی عکاسی نہیں کی اور اگر کسی نے اب تک ہمیں نہیں بتایا کہ خلیل اللہ جیسے وجیہہ

Marfat.com

صورت فرشتہ سیرت اور حلیم الفطرت لخت جگر کو گھر سے نکال کر آذر پر فرقت کی گھڑیاں کیسے گزریں۔ تو مجھے امید ہے کہ میرا ظن وگمان اس معاملے میں موردِ اتہام نہیں ہوگا کہ بدنصیب آذر نے لازماً پہلی ہی رات اپنے ابراہیم کے فراق میں آنسو بہا بہا کر اور آہیں بھر بھر کر گزاری ہوگی اور اپنے ہاتھوں سے اتنی بڑی متاع کو ضائع کر کے حسرت ویاس کی موت مرا ہوگا۔ یاد رہے میرا یہ گمان پدری الفت سے عقیدت کے اظہار کا مترادف ہے کیونکہ میرا یقین ہے کہ والدین کی محبت فطرت کے طبعی تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے جس کا فقدان وقتی طور پر مانا جا سکتا ہے مگر کسی ماں یا باپ کے دل سے دائمی طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ بھی عرض کر جاؤں کہ باپ نے جب گھر سے نکل جانے کو کہا تو آپ نے جواب میں فرمایا: ''ابا جان آپ پر سلامتی ہو۔ میں جلدی ہی اپنے پروردگار سے تیری بخشش کی دُعا کروں گا کیونکہ وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔'' حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے اس فرزندانہ لہجے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیائے کرام والدین کے حق میں نہایت ہی منکسر المزاج اور فرمانبردار رہے ہیں۔ اس ضمن میں اس گھرانے کی اس ممتاز خاتون کی مادرانہ دلی کیفیات کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام وطن مالوف سے کوسوں دور بے برگ وگیاہ سرزمین میں یعنی مکہ معظمہ کے کالے کلوٹے پہاڑوں میں چند ماہ کے اسمٰعیل کو آغوش میں دے کر بٹھلا گئے تھے۔ اس تذکرہ میں ممتا کے جلوے اپنے پورے جوبن میں نظر آئیں گے۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو آب و نان کی قلیل مقدار تھی وہ ختم ہوئی۔ عرب کے آتش بار لو کے تھپیڑوں نے اس حور صفت عفت مآب مادرِ ذبیح اللہ کی مبارک چھاتی سے دودھ تو دودھ خون تک بھی خشک کر دیا تھا۔ ماں نے بچے کے چہرے کو دیکھا تو شدتِ تشنگی سے زرد پڑ رہا تھا۔ ننھے ننھے ملکوتی لبوں پر پپڑیاں جم رہی تھیں۔ گلے میں پیاس کی وجہ سے کانٹے پڑ رہے تھے۔ کیا اس موقعہ پر اس نحیف وزار ماں نے اپنے بچے کو تڑپ تڑپ کر جاں بحق ہونے کا موقعہ دیا؟ ہرگز نہیں۔ ارض وسما کی شہادت موجود ہے کہ اس وقت ممتا نے ماں کو دیوانہ بنا دیا۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کو عرب کی چلچلاتی دُھوپ بھول گئی۔ ہاں! ہاں! کوہساروں کی بلندی و پستی

Marfat.com

ذہن مادر سے نکل گئی۔ صفاء مروہ کا درمیانی بعد نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس آتشیں سرزمین پر پانی کی تلاش میں کتنے چکر لگائے؟ کون گنتا تھا؟ کون دیکھتا تھا؟ ہاں وہی گنتا تھا اور وہی دیکھتا تھا جس نے اپنی قدرت سے اس نسوانی ڈھانچے میں ممتا کا یہ بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ پروردگار عالم کو اپنی بندی کا یہ عمل اس قدر زیادہ پسند آیا کہ امت مسلمہ کے حجاج کرام باذن اللہ قیامت تک اس سنت کو اپنے عمل سے زندہ کرتے رہیں گے۔ لہٰذا ماں کے نافرمانو اور دین و دنیا کے علم سے بے بہرہ، جاہل، مطلق، نافرمان اور گستاخ بیوی کے پرستارو! تمہیں اس دھڑکتے ہوئے دل کا کیا احساس ہوسکتا ہے جس کو پہلو میں لیے ہوئے ایک محسنہ روزگار اس جہنم خیز سرزمین پر قدم رکھتی تھی اور تمہیں ان نگاہوں کی قدر کیسے ہوسکتی ہے جو نہایت بیقراری میں تڑپتے ہوئے اسمٰعیل (علیہ السلام) کی طرف اُٹھتی تھیں۔ ہاں ؎

کوچہ عشق ہے یہ رہگذر عام نہیں

میرے دوستو! ماں باپ کی محبت کی قدر کرو۔ ورنہ آتش جہنم نافرمان اولاد کو جھلنے کے لیے کافی ہے۔ آیئے! حضرات ذبیح اللہ کی سعادتِ فرزندانہ پر بھی ایک نظر ڈالتے جایئے۔ ساری کائنات کے انسان مل کر بھی فرمانبرداری کی یہ مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں کہ باپ کہے "اے لخت جگر میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھ کو اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ میری خواب کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟" اور اس کے جواب میں بیٹا بلا تردّد پکار اُٹھے: "ابا جان! یہ خواب نہیں بلکہ خدائے قدوس کا حکم ہے۔ لہٰذا آپ تعمیل حکم کیجئے اور میری طرف سے تسلی رکھیے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ نہایت صبر سے تیری چھری کے نیچے لیٹا رہوں گا۔

ملاحظہ فرمایئے: ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ لہٰذا اس کا ثمرہ باپ اور بیٹے کو یہ ملا کہ ایک کے سر پر تاج خلت رکھا گیا اور دوسرے کی تسلیم و رضا کو قیامت تک لاکھوں قربانیوں سے زندہ کیا گیا۔ آسمانوں سے آواز آئی: سَلَامٌ علی ابراھیم یعنی ابراہیم علیہ السلام کے افراد خانہ کے اعمال فریضہ حج کے بنیادی اصول بنائے گئے اور اسطرح سے ان کو ہمیشہ کی سلامتی حاصل ہوگئی۔ مسلمان دوستو

Marfat.com

اور بزرگو! یہ حقوق والدین کی شرح ہے۔ یہ فرمانبرداری کی عملی تصویر ہے۔ یہ مادرانہ اور پدرانہ شفقت کا ایک مرقع ہے۔ یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی پاکیزہ زندگیوں کا حاصل ہے۔ دیکھئے مکہ مکرمہ کی سرزمین میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی آغوش رحمت پرور میں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم لیا۔ باپ کا سایۂ عاطفت پیدائش سے پہلے ہی اُٹھ گیا۔ ماں کی گود رسم رضاعت نے چھڑا دی۔ لہٰذا غریب گھرانے کی ایک غیر معروف عورت حلیمہ نامی حضرت عبداللہ کے یتیم صلی اللہ علیہ وسلم اور آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرتی رہی۔ ساکنانِ ارض وسمانے اس خدمت کے صلے میں خاتون حلیمہ رضی اللہ عنہا کو سعدیہ رضی اللہ عنہا کا لقب دیا۔ الختصر! جب حقوق والدین کے اظہار کا وقت آیا تو عرب کی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سیّد الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوشِ نبوت آثار سے اپنی چادر اُتار کر زمین پر بچھا رہے ہیں۔ حاضرین حیران تھے کہ یہ کیوں؟ اس مبارک چادر پر کون قدم رکھے گا؟ یہ ردائے اقدس اگر قدسیوں کو میسر آئے تو عقیدت سے آنکھوں پر دھریں اور اگر انبیائے کرام کو ہاتھ لگے تو محبت و تعظیم سے بوسے دیں۔ آخر کار دیکھنے والوں نے نہایت تعجب سے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یہ خوش نصیب خاتون کون ہے جس کی تعظیم کے یہ سامان ہو رہے ہیں؟" جواب میں ارشاد فرمایا: "یہ میری رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔"

انبیاء بھی اس کی آغوش محبت میں پلے
اولیاء بھی اس کے آخر دست شفقت میں پلے
اتقیا بھی اس کے دامانِ عطوفت میں پلے
اصفیا بھی اس کے احسان و مروّت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو
اس کی خوشنودی مقدم ہے خطر کوئی بھی ہو

اس سے پہلے انبیاء کرام کی مبارک زندگی کی طرف اشارات کیے گئے تھے جن میں آپ نے نیک اولاد کی فرمانبرداری اور والدین کی والہانہ محبت ملاحظہ کی ہوگی۔ اب اس نوعیت کی چند اور

Marfat.com

مثالیں سنیے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سرخیل اولیاء کرام لڑکپن میں اپنے استاد محترم سے (میرا شکرادا کرو اور اپنے والدین کا شکرادا کرو۔ انجام کار میرے پاس ہی آنا ہوگا) اللہ کا حکم پڑھ کر فکر و تدبر میں ڈوب گئے۔ اُستاد سے رخصت لی اور سیدھے والدہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اماں جان! ارشادِ خداوندی ہے کہ واشکرلی ولوالدیك و الی المصیراس لیے میں سوچ میں ہوں کہ دو گھروں کا کیسے انتظام کروں۔ یا آپ اللہ سے مجھے یہ حق لے دیں کہ میں صرف آپ کی خدمت کروں یا آپ مجھے اللہ کے حوالے کر دیں تا کہ میں اس کا ہو جاؤں۔'' آپ کی والدہ ماجدہ نے جواب میں فرمایا: ''بیٹا! میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لیے چھوڑ دیا'' اب حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ تقریباً تیس برس تک مختلف مقامات پر جا کر مشائخ عظام کی صحبت کے فیض و برکات حاصل کرتے رہے۔ آخر اس مدت مدید کے بعد گھر واپس آئے تو گھر کا دروازہ بند تھا۔ والدہ محترمہ وضو کر رہی تھیں۔ کان لگا کر سنا تو مادرِ مشفقہ کی زبان پر جاری تھا۔ ''الٰہی! میرے اُس مسافر کو اچھی طرح رکھنا۔ الٰہی! اس کے مشائخ کے دل اس سے خوش رہیں۔ الٰہی! میرے لختِ جگر کو بہتر حالت عطا فرما۔'' آپ نے جب سنا تو روئے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے جواب دیا ''آپ کا مسافر۔'' یہ سن کر آپ کی والدہ مکرمہ رونے لگیں۔ دروازہ کھول دیا اور کہا: ''اے طفل کیوں دیر سے آیا۔ تیرے فراق میں رونے سے میری آنکھوں میں خلل آ گیا ہے اور میری پیٹھ تیرا غم کھا کر ٹیڑھی ہوگئی۔'' حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ جس کام کو میں تمام کاموں سے پیچھے جانتا تھا وہ سب سے پہلے نکلا اور وہ کام والدہ کی خدمت اور رضامندی تھا۔ وہ نعمت جو میں مجاہدات میں تلاش کرتا رہا، وہ اس طرح پائی کہ ایک رات میری والدہ نے مجھ سے پانی طلب کیا۔ کوزہ اور صراحی میں پانی نہ پا کر میں نہر پر گیا اور پانی لایا۔ واپسی پر والدہ صاحبہ سو گئی تھیں اور رات نہایت سرد تھی میں آبخورہ لے کر کھڑا رہا۔ جب بیدار ہوئی تو اس معاملہ سے آگاہ ہوئیں۔ پانی پیا اور میرے لیے دعا فرمائی۔'' فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ ملا اسی رات کے صلے میں ملا۔ قربان جائیے ایسی ماں کے اور ایسے بچے کے۔ آپ کی والدہ کا بیان ہے کہ

Marfat.com

جب میں کوئی مشتبہ چیز کھالیتی تو بایزید میرے بطن میں ہی تڑپنے لگتے تھے۔ یاد رہے نیک مائیں ہی نیک اولاد کو پرورش دیتی ہیں۔ ہاں ہاں! اگر فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی گود نہ ہوتی تو حضرت سیّد الشہدا مقامِ شبیری کیسے حاصل کرتے۔ مائیں انبیاء اور اولیاء کو جنم دیتی ہیں، ان کی پرورش کرتی ہیں۔ انبیاء اور اولیاء مخدوم جہانیاں ہوتے ہیں۔ مگر ہر نبی اور ہر ولی کی والدہ ان کے لیے مخدومہ اور محترمہ ہوتی ہے۔ دیکھا! ماؤں کا مقام دنیائے انسانیت میں کتنا بلند ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ لقب بہ شکر گنج کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے فرید کو دو سال دودھ پلایا۔ مگر کبھی بے وضو نہ پلایا۔ آپ ہی انصاف فرمائیے کہ کیا حضرت فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا سرچشمہ ان کی والدہ ماجدہ کا باصفا دل نہ تھا؟ یقیناً تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شمع رسالت کے پروانے تھے۔ کعبۃ اللہ میں خطبہ دینے لگے۔ اسلام میں یہ پہلا خطبہ تھا۔ دشمنانِ دین نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بے حد زدوکوب کیا، بیہوش ہوگئے۔ عشاء کے بعد ہوش آیا تو فرمانے لگے مجھے بتاؤ کہ میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ برادری کے بے دین افراد جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے یہ سن کر ناراض ہوئے اور اُٹھ کر چلے گئے۔ آپ کی والدہ محترمہ اُم الخیر رضی اللہ عنہا نے آپ کو کھانا کھلانا چاہا تو فرمانے لگے: اماں جان! جب تک روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہیں نہ پڑیں کھانا نہیں سوجھتا۔ اس وقت مکہ مکرمہ میں مخالفین اسلام کا غلبہ تھا۔ رات اندھیری تھی لیکن حضرت اُمّ الخیر رضی اللہ عنہا پہلے اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں، حضورِ انور کا پتہ لگایا اور پھر اپنے زخمی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ مسلمان نوجوانو! مائیں اپنے بچوں کی خاطر آگ کے سمندروں میں بھی کود پڑنے کے لیے تیار ہوتی ہیں۔ وہ راتوں کی نیند اور دنوں کا سکھ چین اپنی اولاد پر قربان کرنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتی ہیں۔ میں ربِ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں دن میں بارہا اپنی ضعیف والدہ کے بوڑھے ہاتھوں، ٹیڑھی کمر اور نحیف و زار جسم میں ایسی حرکات اور آثار اب بھی دیکھتا رہتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ والدہ غیر شعوری طور پر میری خدمت و فلاح کے بے پناہ جذبات رکھتی ہے۔ یہ حقائق جو آپ کے سامنے پیش کیے جارہے ہیں ان کا تعلق تجربہ سے ہے۔ وہ لوگ جو بچپن میں والدین کے ہاتھوں میں رہے اور اب جوانی کے

Marfat.com

دنوں میں ماؤں سے دور اور نفور ہیں اور مطلب پرست بیویوں کے اشارے پر ان کا دستور حیات مرتب ہوتا ہے اور ان حرص و ہوا کی دیویوں کے سامنے ان کا مقولہ ہے: سپردم بتو مایۂ خویش را، ان کو فی الواقع ان قیمتی باتوں کی کوئی قدر نہیں۔ ان کو کیا خبر ہے کہ شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم ان دو شعروں میں کن وجدانی کیفیات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں:

زندگی کی اوج گاہوں سے اُتر آتے ہیں ہم
صحبت مادر میں طفل سادہ رہ جاتے ہیں ہم
بے تکلف خندہ زن ہیں فکر سے آزاد ہیں
پھر اُسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں

اور پھر آگے چل کر علامہ موصوف والدہ کے ایک نہایت ممتاز عمل کو پیش کر رہے ہیں جس کا ظہور ماسوائے انبیاء کے تمام نوع انسان میں سے بغیر والدہ کے کسی سے بھی صادر نہیں ہوتا ہے۔ (عاشقانِ ربّ العزت بھی اس سے مستثنٰی ہیں) اور اگر اس کا ظاہری نقشہ نظر بھی آئے تو وہ صدق و خلوص نہیں پایا جاتا جو والدہ کے عمل میں پایا جاتا ہے۔ والدہ مرحومہ کی یاد میں فرماتے ہیں:

کس کو اب ہو گا وطن میں آہ! میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بیقرار
خاک مرقد پر تیری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا؟

اب اخیر میں حسرت سے یہ شعر علامہ مرحوم کی زبانِ قلم سے نکلا ہے:

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تیری خدمت کے جب قابل ہوا تو چل بسی

سنیے! ماں بچے کی پرورش میں خطرات سے گھر تو جاتی ہے مگر کسی خطرے کو بھی خاطر میں نہیں لاتی۔ ماں کسی کٹیا میں ہو یا شاہی محل میں ہو، پرندے کی صورت میں کسی گھونسلے میں ہو یا

Marfat.com

چوپائے کی شکل میں کسی بھی جگہ پر بندھی ہوئی ہو، وہ اپنے بچوں سے پیار کرتی ہے اور ان کی پروانہ وار حفاظت کرتی ہے۔ مادہ بھیڑیا اور شیرنی بھی اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ ان کو کھاتی نہیں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ماں ہر آزمائش میں کامیاب ہوتی ہے کیونکہ وہ ظاہری حوادث سے نہیں گھبراتی اور اپنے بچے کی حفاظت کے لیے ہر فیصلہ بلا تردّد کر لیتی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عدالت عالیہ میں ایک دفعہ دو عورتیں ایک جھگڑا لے کر آئیں۔ ایک کہتی تھی یہ بچہ میرا ہے، دوسری کہتی تھی کہ یہ جھوٹ بولتی ہے کیونکہ یہ بچہ میرا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے خداداد علم و فضل سے ان کے سامنے ایک ایسا فیصلہ پیش کیا۔ جس سے حقیقی ماں کا فوراً پتہ چل گیا۔ دونوں عورتوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ بہتر یہ ہے کہ اس بچہ کو دو برابر ٹکڑوں میں کاٹا جائے اور تم دونوں کو ایک ایک ٹکڑا دیا جائے۔ جھوٹی دعوے دار عورت یہ سن کر خاموش رہی۔ لیکن اس بچے کی حقیقی ماں کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ چلا کر عرض کرنے لگی کہ حضرت میں اپنے دعوے سے باز آئی۔ بچہ اس عورت کے حوالے کر دو۔ میرے پاس نہ رہے گا نہ سہی زندہ تو رہے گا۔ یہ سن کر حاضرین عدالت فوراً سمجھ گئے کہ یہی حقیقی ماں ہے۔ یاد رہے ماں کے مقام کو غیر ماں کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ ظالمو! بیچاری ماں تمہاری عدالتوں (گھروں میں بیوی کے مقابلے میں جہاں تم قاضی ہوتے ہو) میں دن میں کئی دفعہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں اپنے دعوے ایثار میں ہمیشہ سچی رہی ہے اور آئندہ بھی سچی رہے گی۔ ماں کے جذبہ ایثار کی کوئی حد نہیں۔

مفروضہ ﴾ اگر پروردگار عالم حضرت عزرائیل علیہ السلام کو کسی بستی میں وہاں کی ماؤں کے پاس بھیجے اور یہ اختیار دے کر بھیجے کہ ہر فرد کی ماں کو یہ کہا جائے کہ آج رات کو میں تیری رُوح قبض کر لوں گا یا اس کے عوض تیرے لڑکے کی رُوح قبض کی جائے گی۔ تو میرا یقین کہتا ہے کہ صبح تک اس بستی کی تمام مائیں اپنے بچوں کی خاطر جاں بحق ہونا قبول کر لیں گی۔ یعنی بستروں میں مائیں، ڈربوں میں مرغیاں، گھونسلوں میں چڑیاں، بازاروں میں کتیاں، تھانوں میں گھوڑیاں اور بھینسیں اور باڑوں میں بکریاں مری پڑی ہوں گی اور ان کے بچے ان کی جگہ صحیح وسالم ہوں گے۔ لیکن اگر ان کے برعکس

Marfat.com

(اس وقت اولاد میں والدین کے لیے جذبہ قربانی مفقود ہو چکا ہے) یہی اختیار اولاد کو دیا جائے تو پھر بھی مائیں ہی مریں گی۔ کیونکہ وہ بچے جو اپنے والدین کی خدمت تک سے گریز کرتے ہیں وہ ان کی خاطر متاعِ جان کب پیش کریں گے۔ گردشِ دوراں بابر کی موت کے زمانہ کو نہیں بھلا سکتی۔ تاریخ خوانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ بابر نہیں تھا۔ بلکہ محبت پدری کا ایک زندہ مجسمہ تھا جو بابر کے قالب میں کہہ رہا تھا کہ ''اے ہمایوں! میں نے تیری بیماری لے لی۔ اے ہمایوں! میں نے تیری بیماری لے لی۔'' لہٰذا ایسا ہی ہوا۔ حقیقت ہے ہر نابینا، ہر بہرہ، ہر کوڑھی ہر مدقوق اور ہر مجذوم جس کی والدہ ہو، ایک لمحے کے لیے بھی ان امراض مہلکہ میں مبتلا نہیں رہ سکتا۔ اگر دنیا کا کوئی ڈاکٹر یا حکیم اس چیز پر قادر ہو جائے کہ ایک جسم کی بیماریوں کو کسی آلے کے ذریعے دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کر دے۔ نوجوانو! مائیں اپنی شنوائی، اپنی بینائی، اپنی گویائی، غرض کہ آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جانِ عزیز تک ہر وقت قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ماؤں کے اس جذبہ کی پوری پوری قدر کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اس حق شناسی کے عوض اپنے فضل و کرم سے ہمیں جنت فردوس میں جگہ دے۔ آمین۔ خیر! بزرگو! عزیز دوستو! اور میری محترم بہنو! کوئی محدث ہو یا فقیہ، ادیب ہو یا شاعر رنگیں نوا، محب وطن ہو یا مجاہد ملت، حتیٰ کہ ولی ہو یا پیغمبر وقت، اپنی پرورش کے لیے والدین کا محتاج ہے۔ اگرچہ مسبب الاسباب حقیقی معنوں میں پروردگارِ عالم ہی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے فاتح ماؤں کی آغوش میں ہی پلے۔ بلند حوصلہ مائیں بلند عزائم سپوت جنتی ہیں۔ تاریخ عالم اپنے مشاہیر کو بھول نہیں سکتی اور مشاہیر عالم اپنی تربیت میں اپنی ماؤں کے خصوصی طور پر مرہون رہے ہیں۔ دُور کی بات نہیں۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی مرحوم تحریک خلافت میں قید ہو گئے۔ کسی نے ان کی والدہ ماجدہ سے یہ خدشہ پیش کیا کہ کہیں آپ کے فرزند حکومت برطانیہ سے معافی مانگ کر رہا نہ ہو جائیں۔ اس پر ضعیفہ وعفیفہ نے جواب دیا کہ اگر میرے محمد علی اور شوکت علی یوں معافی مانگ کر باہر آئیں گے تو میں اپنے بوڑھے ہاتھوں سے ان کا گلا گھونٹ دوں گی۔

....

Marfat.com

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے کو حصول علم کے لیے سفر پر روانہ کرتے ہوئے کہا: "بیٹے میری خواہش ہے کہ تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے مالا مال لوٹے اور پھر اس علم کی روشنی میں دوسروں کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات وافکار سے مستفید کرے۔ بیٹے میرے پاس اس وقت تجھے دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے نہ غلہ ہے نہ روپیہ پیسہ، لیکن تجھے فکر نہیں کرنی چاہیے۔ تو جس کی راہ میں گھر سے جا رہا ہے وہ سفر کے دوران خود ہی تیرا انتظام کرتا رہے گا۔ وہ اپنے صالح بندوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے اور تیری بھی ہر ضرورت پوری کرے گا۔" یہ کہہ کر ماں نے دو پرانی چادریں بیٹے کے حوالے کیں اور دعائیں دیتے ہوئے بیٹے کو پیار دیا اور کہا: بیٹے! جا اللہ تیرا حامی و ناصر اور حافظ و نگہبان ہو اور تجھے علم کے آسمان پر سورج کی مانند چمکائے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ماں کی دعاؤں کے بعد خالی ہاتھ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ مکہ سے روانہ ہو کر جب وہ ذی طویٰ کے مقام پر پہنچے تو انہیں ایک پڑاؤ میں ایک بزرگ ملے جو ان پر از حد مہربان ہوئے اور انہیں بطور ایک معزز مہمان اپنے ہمراہ لیے مدینہ پہنچ گئے۔ ایک روز کی مسافت کے بعد وہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ جہاں مسجد نبوی پر نظر پڑی تو انہوں نے مسجد نبوی میں داخل ہو کر نماز پڑھی پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضری دی۔ سلام پڑھا اور لوٹ کر مسجد میں بیٹھ گئے۔ جہاں ایک بزرگ حدیث کا درس دے رہے تھے اور ان کے چاروں طرف لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ بزرگ نے اونچی آواز میں فرمایا: "مجھ سے نافع نے اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا مجھ سے اس قبر میں آرام فرمانے والے نے یہ کہہ کر اس بزرگ نے سیدھے ہاتھ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مکمل حدیث سنائی اور پھر اسی طرح دوسری حدیثیں سناتے رہے۔ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت کی اور ان کی کتاب حفظ کر لی۔

Marfat.com

پھر آٹھ ماہ بعد آپ نے کوفہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد سے علم حدیث کے سلسلے میں قدرے استفادہ کیا اور امام محمد کے پاس مقیم رہے۔ پھر عراق و فارس میں مختلف جگہوں پر گھوم کر علم حدیث کے عالموں سے جو مل سکا، حاصل کیا۔ پھر آپ بغداد میں بادشاہ ہارون الرشید سے ملے اور بادشاہ کے اصرار پر نجران کے تحصیلدار بن گئے۔ تین برس سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد آپ دوبارہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ بغداد میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، سفیان بن اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حدیث کے دوسرے علماء سے بھی ملے اور ان سے حدیثیں حاصل کیں۔ پھر آپ کے دیرینہ محسن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تین روز اپنا مہمان رکھا اور بڑی مشکل سے انہیں ڈھائی ہزار سونے کے دینار، خراساں کے گھوڑے اور مصر کے خچر بطور ہدیہ قبول کرنے پر رضا مند کر لیا۔ اب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے تو قسم قسم کے کپڑوں، غلوں اور دینار و درہم سے لدے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ان گنت جانور گھوڑے خچر بھی تھے۔ انہوں نے ایک آدمی پہلے مکے بھیج کر اپنی والدہ کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی۔ آپ مکے میں پہنچے تو آپ کا شاندار استقبال کیا گیا لیکن والدہ آزردہ نظر آئیں۔ استفسار پر ماں نے بیٹے سے کہا: ”بیٹے میں نے تجھے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹنے کے لیے بھیجا تھا لیکن تو دنیا لے آیا جو غرور کی پونجی ہے۔ دل میں اپنی بڑائی کا خیال پیدا کر دیتی ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتی ہے۔“ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ انہوں نے برسوں پڑھنے اور سیکھنے کے باوجود جو آج اپنی ماں سے سیکھا ہے وہ اس سے پہلے نہ سیکھ سکے تھے انہوں نے اپنی ماں کی حسب منشاء کھڑے کھڑے اپنی ساری دولت مکے کے غریب و نادار لوگوں میں تقسیم کر دی۔ سارا غلہ بھی تقسیم کر دیا اور جانور محتاجوں کو دے دیئے۔ صرف دس دینار اپنے پاس رکھے تا کہ وقت پر کام آ سکیں ماں کو ان دس دیناروں کا علم ہوا تو بولی دس دیناروں پر بھروسہ کرنے کا مطلب سب کچھ دینے والے پر عدم بھروسہ ہے۔ یہ دس دینار بھی تقسیم کر دو۔ یہ سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دس دینار بھی تقسیم کر دیئے اور یوں محسوس کیا کہ گو اب ان کا ہاتھ بالکل خالی ہے لیکن دل اس قدر غنی ہے کہ اس سے پہلے

Marfat.com

کبھی اس قدر غنی نہ ہوا تھا۔

ماں کی نصیحت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب حصول علم کے لیے اپنے گاؤں جیلان سے بغداد کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے زادراہ کے طور پر چالیس دینار آپ کی گدڑی میں سی دیئے اور چلتے وقت اپنے لخت جگر کو نصیحت کی: ''بیٹا خواہ کیسی ہی مصیبت ہو اور برے حالات تمہیں پیش آئیں، سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا کیونکہ راست گوئی ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے۔'' سعادت مند بیٹے نے عرض کیا: اے پیاری ماں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔ والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر حضرت بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے کیونکہ اس زمانے میں جنگلوں میں بیابانوں میں لمبا سفر کرنا کسی تنہا آدمی کے لیے ممکن نہ تھا۔ راستے میں ضحمدان سے کچھ آگے ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا اور اہل قافلہ کا سب مال و اسباب لوٹ کر تقسیم کے لیے ایک جگہ جمع کر دیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف چپ چاپ کھڑے یہ دردناک نظارہ دیکھ رہے تھے کہ ایک ڈاکو آپ کی طرف بڑھا اور پوچھا کیوں میاں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میرے پاس چالیس دینا ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ کی ہنسی اُڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اتنے میں ایک دوسرا ڈاکو آپ کی طرف آیا اور وہی سوال کیا۔ آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ دوسرے ڈاکو نے بھی آپ کی بات ہنسی میں اُڑا دی۔ ہوتے ہوتے یہ بات ڈاکوؤں کے سردار احمد بدوی تک بھی پہنچ گئی۔ اس نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ ڈاکو آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ سردار نے پوچھا: لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بغل کے نیچے ایک گدڑی ہے جس میں چالیس دینا سلے ہوئے ہیں۔ سردار کے حکم پر ایک ڈاکو نے آپ کی گدڑی ادھیڑ کر دیکھی تو اس میں واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ احمد بدوی

Marfat.com

نے حضرت سے پوچھا: آخر کس چیز نے تمہیں سچ بولنے پر مجبور کیا؟ آپ نے فرمایا: میری والدہ نے گھر سے چلتے وقت نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس دیناروں کی خاطر کیا میں اپنی والدہ کی نصیحت فراموش کر دیتا اور اللہ کو ناراض کر لیتا۔ آپ کے الفاظ سن کر احمد بدوی پر اتنا اثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اس نے کہا افسوس کہ میں نے اپنی ساری زندگی اپنے خالق کا عہد توڑتے ہوئے گزار دی۔ اے بچے تم نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا۔ اب میں کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ اپنے سردار کو دیکھ کر سب ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر لی اور لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد احمد بدوی اور اس کے تمام ساتھیوں نے لوٹ مار سے توبہ کر لی اور نیک انسان بن گئے۔

والدین کی اطاعت

حضرت سلیمان علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان ہوا میں تخت پر اُڑا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن جب کسی گہرے سمندر پر سے ان کا گزر ہوا تو سمندر میں ہولناک موجیں اُٹھتے دیکھ کر ہوا کو تھم جانے کا حکم دیا اور جنوں کو سمندر میں غوطہ لگا کر نیچے کا حال معلوم کرنے کو کہا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنوں نے سمندر میں غوطہ لگایا تو اس میں موتی کا ایک چمک دار قبہ دیکھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس قبہ کو سمندر میں سے باہر لانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جنات نے اسے سمندر سے نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جس کو دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، جس سے قبہ شق ہوا اور اس کا دروازہ کھل گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ اس میں ایک نوجوان اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں مشغول ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ تم فرشتے ہو یا جن؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا: میں تو انسان کی جنس سے ہوں۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آخر یہ بزرگی اور فضلیت تجھے کیونکر حاصل ہوئی؟ اس نوجوان نے عرض کیا کہ

Marfat.com

حضرت! مجھے یہ فضیلت اطاعت والدین اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے سبب حاصل ہوئی ہے۔ میں اپنی بوڑھی ماں کو اپنی پشت پر لادے رہتا تھا اور ان کی دعا تھی کہ اے میرے معبود! تو اس کو سعادت عطا فرما کہ میرے مرنے کے بعد اس کا مقام ایسی جگہ میں متعین فرما جو نہ آسمان میں ہو نہ زمین میں۔ چنانچہ والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد جب میں ایک دن سمندر کے کنارے پر گھوم رہا تھا تو میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کا دروازہ کھل گیا اور میرے اندر داخل ہونے کے بعد قدرت الٰہی سے خود ہی بند ہو گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ اب میں زمین میں ہوں یا آسمان میں یا ہوا میں اللہ تعالیٰ اسی میں مجھے رزق عطا فرما دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا: تجھے روزی کس طرح ملتی ہے؟ نوجوان نے کہا: جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو پتھر سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے اور اس درخت سے پھل، جس میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جس کو میں کھا پی لیتا ہوں اور میرے سیر ہو جانے پر پھر خود ہی وہ درخت غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت فرمایا: آخر تم اس قبہ میں دن اور رات میں کیونکر امتیاز کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: جناب! جب صبح ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد سیاہ۔ پس اس ذریعے سے دن اور رات کو پہچان لیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے وہ قبہ سمندر کی گہرائی میں اپنے مقام کی طرف لوٹ گیا۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت کی کس قدر عظمت ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے والدین کی اطاعت کریں اور ان سے نیک سلوک روا رکھیں تا کہ ہم دُنیا اور آخرت دونوں جگہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

والدین کی اطاعت کی برکت

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ اس کے پاس ایک گائے کی بچھڑی تھی اس کا ایک بچہ بھی تھا اس نے بچھڑی کو جنگل میں چھوڑا اور دُعا کی: اے اللہ! یہ بچھڑی تیرے سپرد کرتا ہوں، جوان ہونے پر

Marfat.com

میرے بیٹے کو دے دینا۔ عابد مر گیا، بیٹا جوان ہو گیا لیکن ماں کا فرمانبردار اطاعت گزار نیک اور خدا ترس تھا۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتا اور آمدنی کے تین حصے کرتا۔ ایک حصہ ماں پر خرچ کرتا دوسرا خود کھاتا اور تیسرا حصہ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا۔ ایک دن ماں نے کہا: بیٹا! جنگل میں جانا اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا؛ اے ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام واسحٰق علیہ السلام کے خدا! میری امانت بچھڑی مجھے عنایت فرمایا بچھڑی کو آواز دینا مگر اسے صرف گردن سے پکڑ کر لانا۔ فرمانبردار بیٹے نے ایسا ہی کیا۔ گردن سے پکڑی بچھڑی کو لانے لگا تو بچھڑی نے کہا: تھک جاؤ گے مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ لڑکے نے انکار کر دیا۔ بچھڑی نے کہا: اگر تو مجھ پر سوار ہو جاتا تو میں تیرے ہاتھ ایسے ہی نہ آتی جیسے آج تک کسی کے ہاتھ نہ آئی۔ ماں نے کہا: بیٹا! اسے فروخت کر آؤ، تین دینار میں لیکن سودا کرتے وقت مجھ سے اجازت لے لینا۔ فرشتہ خدا انسانی شکل میں خریدار بنا اور کہا تین دینار ہی لے لو لیکن اپنی والدہ سے اجازت لینے نہ جاؤ۔ لڑکے نے کہا: اگر تو چھ دینا بھی دے تو بھی اجازت کے بغیر نہ بیچوں گا۔ والدہ سے اجازت لینے گیا۔ والدہ نے چھ دینار میں فروخت کرنے کی اجازت دی لیکن دوبارہ اجازت لینے کو بھی کہا۔ جب فرشتہ چھ دینا دینے لگا اور اجازت نہ لینے کی شرط لگائی تو لڑکا نہ مانا۔ اجازت لینے کے لیے والدہ کے پاس آیا۔ والدہ نے کہا: بیٹا! وہ گاہک اللہ کا فرشتہ ہے اس سے پوچھنا اس کو کب فروخت کریں۔ فرشتے نے کہا: ابھی نہ بیچنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مقتول کے لیے خریدیں گے اور اس کی کھال دیناروں سے بھر کر قیمت لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن پاک میں جس گائے کا ذکر ہے، وہی بچھڑی تھی۔

باپ کی خدمت جہاد سے افضل

دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت تھا اس دور میں ایک نابینا صحابی حضرت امیہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کا صرف ایک بیٹا تھا۔ یہ بہت خدمت گزار اور فرمانبردار بیٹا تھا۔ اپنے والدین کا ہر وقت خیال رکھتا انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتا تھا۔ صبح اُٹھتا والد کو وضو کراتا،

Marfat.com

جانماز پر لے جاتا باہر ان کو ساتھ لے کر جاتا، اپنے ہاتھ سے ان کے کپڑے دھوتا، بستر بچھاتا۔ بیٹے کی اس خدمت پر امیہ رضی اللہ عنہ بہت خوش تھے۔ اکثر حضرت امیہ رضی اللہ عنہ بیٹے کے حق میں اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ بیٹے کو محاذ جنگ پر جانا پڑا۔ بیٹے کے چلے جانے کے بعد باپ کو بہت تکلیف ہونے لگی کیونکہ بیٹا ہی ان کی خدمت کا واحد سہارا تھا۔ چند دن حضرت امیہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ آخر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: امیر المومنین! میرا بیٹا جہاد پر چلا گیا ہے اس کے بعد مجھے بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا بیٹے کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہیں؟ امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے کی واپسی کا آرڈر کر دیا اور حضرت امیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابھی آپ کے لیے بندوبست کیے دیتا ہوں۔ جب بیٹا واپس آیا تو سیدھے مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ پوچھا امیر المومنین! مجھے واپس کیوں طلب فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اپنے باپ کی خدمت کس طرح کرتے ہو؟ تمہارے بغیر وہ پریشان ہے ذرا ہمارے سامنے اپنے باپ کی خدمت کر کے دکھاؤ۔ اس پر وہ اُٹھا، اونٹنی کا دودھ دوھا برتن پر کپڑا رکھ کر مسجد نبوی میں لایا۔ اتنے میں حضرت امیہ رضی اللہ عنہ مسجد میں آ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا چپ چاپ دودھ کا پیالہ اپنے والد کو تھما دو، بولو مت۔ بیٹے نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی۔ جب حضرت امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ پی لیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بتایئے دودھ کا پیالہ آپ کو کس نے پیش کیا؟ حضرت امیہ رضی اللہ عنہ بولے: امیر المومنین! پتہ نہیں کیا بات ہے اسی دودھ میں سے مجھے اپنے بیٹے کی خوشبو آئی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بولے: یہ دودھ آپ کو آپ کے بیٹے نے ہی پلایا ہے۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا: بیٹا! تم گھر میں رہ کر اپنے والد کی خدمت کرو، تمہارا جہاد یہی ہے۔

قصہ ایک عارف کا

کسی عارف کا واقعہ ہے جو شیطان یا نفس امارہ کے اغوا سے غلط راستے پر پڑ گئے تھے اور

Marfat.com

سرکشی و نافرمانی کے جراثیم اُن کی رُوح میں پیدا ہونے لگے تھے۔ وہ عارف ایک گلی سے گزر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک گھر کا دروازہ کھلا اور ایک بچہ روتا چلاتا اس میں سے نکلا، اس کی ماں اس کو گھر سے دھکے دے دے کر نکال رہی تھی، جب وہ دروازے سے باہر ہو گیا تو ماں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا، بچہ اسی طرح روتا چلاتا بکتا بڑبڑاتا کچھ دور تک گیا۔ پھر ایک جگہ پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر کے سوا کہاں جا سکتا ہوں اور کون مجھے اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یہ سوچ کر ٹوٹے دل کے ساتھ اپنے گھر کی طرف لوٹ پڑا دروازے پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے تو وہ بے چارہ وہیں چوکھٹ پر سر رکھ کے پڑ گیا اور اسی حالت میں سو گیا۔ ماں آئی اس نے دروازہ کھولا اور اپنے بچے کو اس طرح چوکھٹ پر سر رکھ کے پڑا دیکھ کے اس کا دل پھر آیا اور مامتا کا جذبہ اُبھر آیا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، بچے کو اُٹھا کے سینے سے لگایا اور اس کو پیار کرنے لگی اور کہہ رہی تھی: بیٹے! تو نے دیکھا تیرے لیے میرے سوا کون ہے تُو نے نالائقی، نادانی اور نافرمانی کا راستہ اختیار کر کے اور میرا دل دکھا کے مجھے وہ غصہ دلایا جو تیرے لیے میری فطرت نہیں ہے۔ میری فطرت اور مامتا کا تقاضا تو یہی ہے کہ میں تجھ سے پیار کروں اور تجھے راحت و آرام پہنچانے کی کوشش کروں، تیرے لیے ہر خیر اور بھلائی چاہوں، میرے پاس جو کچھ ہے تیرے ہی لیے ہے...... ان عارف نے یہ سارا ماجرا دیکھا اور اس میں ان کے لیے جو سبق تھا، لیا۔ اس قصہ پر غور کرتے وقت اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء رحمت للعالمین حضرت محمد ﷺ کا یہ ارشاد سامنے رکھیے: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی ذات میں اپنے بندوں کے لیے اس سے زیادہ پیار اور رحم ہے جتنا کہ ماں میں اپنے بچے کے لیے ہے۔'' کیسے بدبخت اور محروم ہیں وہ بندے جنہوں نے نافرمانی کی راہ اپنا کر ایسے رحیم و کریم پروردگار کی رحمت سے اپنے کو محروم کر لیا ہے اور اُس کے قہر و غضب کو بھڑکا رہے ہیں حالانکہ توبہ کا دروازہ ان کے لیے کھلا ہوا ہے اور وہ اس کی طرف قدم بڑھا کے اللہ تعالیٰ کا وہ پیار حاصل کر سکتے ہیں جس کے سامنے ماں کا پیار کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور یقین ہر ایک کو نصیب فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی ساری کائنات

Marfat.com

میں انسان کو خاص شرف بخشا ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں اس کے لیے پیدا کی گئی ہیں اور اس کو اپنی معرفت اور اطاعت وعبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ ساری مخلوق کو اس کے لیے مسخر کیا اور اپنے فرشتوں تک کو اس کا خادم اور محافظ بنایا، پھر اس کی ہدایت ورہنمائی کے لیے کتابیں نازل فرمائیں اور نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ پھر ان ہی میں سے کسی کو خلیل بنایا اور کسی کو شرف ہم کلامی بخشا اور بہت بڑی تعدا کو اپنی ولایت اور قرب خصوصی کی دولت سے نوازا...... اور انسانوں ہی کے لیے دراصل جنت ودوزخ کو بنایا...... الغرض دنیا وآخرت میں اور عالم خلق وامر میں جو کچھ ہے اور ہوگا اس سب کا اصل مرکز ومحور بنی نوع انسان ہی ہے اسی نے امانت کا بوجھ اٹھایا، اسی کے لیے شریعت کا نزول ہوا اور ثواب وعذاب دراصل اسی کے لیے ہے۔ پس اس پورے کارخانۂ عالم میں انسان ہی اصل مقصود ہے۔ اللہ نے اس کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا۔ اس میں اپنی روح ڈالی، اپنے فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا اور ابلیس اس کو سجدہ ہی نہ کرنے کے جرم میں مردُود بارگاہ ہوا اور اللہ نے اس کو اپنا دشمن قرار دیا...... یہ سب اس لیے کہ اس خالق نے انسان ہی میں اس کی صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ایک زمینی اور مادی مخلوق ہونے کے باوجود اپنے خالق وپروردگار کی (جو وراء الوراء اور غیب الغیب ہے) اعلیٰ درجے کی معرفت حاصل کرے، ممکن حد تک اس کے اسرار اور اس کی حکمتوں سے آشنا ہو، اس سے محبت اور اس کی اطاعت کرے، اس کے لیے اپنے نفسانی مرغوبات اور اپنی ہر چیز کو قربان کرے اور اس دنیا میں اس کی خلافت کی ذمہ داریوں کو ادا کرے اور پھر اس خاص الخاص عنایتوں اور بے حساب بخششوں کا مستحق ہو کر اس کی رحمت ورافت، اس کے پیار ومحبت اور اس کے بے انتہا لطف وکرم کا مورد بنے...... اور چونکہ وہ ربّ کریم اپنی ذات سے رحیم ہے اور لطف وکرم اس کی ذاتی صفت ہے (جس طرح بلاتشبیہ مامتا ماں کی ذاتی صفت ہے) اس لیے اپنے وفادار اور نیک کردار بندوں کو انعامات واحسانات سے نوازنا اور اپنے عطیات سے ان کی جھولیوں کو بھر دینا اس کے لیے بلاتشبیہ اسی طرح بے انتہا خوشی کا باعث ہوتا ہے جس طرح اپنے بچے کو دودھ پلانا اور نہلا دُھلا کر اچھے کپڑے پہنانا مامتا والی ماں کے لیے انتہائی خوشی کا باعث

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اب اگر بندے نے بدبختی سے اپنے اس خالق و پروردگار کی وفاداری اور فرمانبرداری کا راستہ چھوڑ کر بغاوت و نافرمانی کا طریقہ اختیار کر لیا اور اس کے دشمن اور باغی شیطان کے لشکر اور اس کے متبعین میں شامل ہو گیا اور ربّ کریم کی ذاتی صفت رحمت و رافت اور لطف و کرم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی بجائے وہ اس کے قہر و غضب کو بھڑکانے لگا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ میں (بلاتشبیہ) اس غصہ اور ناراضگی کی سی کیفیت پیدا ہوگی جو نالائق اور ناخلف بیٹے کی نافرمانی اور بدکرداری دیکھ کر ماما والی ماں کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے، پھر اگر بندے کو کبھی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ محسوس کرے کہ میں نے اپنے مالک و پروردگار کو ناراض کر کے اپنے کو اور اپنے مستقبل کو برباد کر لیا اور اس کے دامن رحم و کرم کے سوا میرے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے، پھر وہ اپنے کیے پر نادم و پشیمان ہوا اور مغفرت و رحمت کا سائل بن کر اس کی بارگاہِ کرم کی طرف رجوع کرے، سچے دل سے توبہ کرے، روئے اور گڑگڑائے اور معافی مانگے اور آئندہ کے لیے وفاداری اور فرمانبرداری کا عہد و ارادہ کرے تو سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے اس کریم ربّ کو جس کی ذاتی صفت رحمت و رافت اور جس کا پیار ماں کے پیار سے بھی ہزاروں گنا زیادہ ہے اور جو بندوں پر نعمتوں کی بارش برسا کے اتنا خوش ہوتا ہے جتنا نعمتوں کو پا کر محتاج بندے خوش نہیں ہوتے تو سمجھا جا سکتا ہے کہ ایسے کریم پروردگار کو اپنے اس بندے کی اس توبہ و انابت سے کتنی خوشی ہوگی۔...... بھائیو! گناہوں سے توبہ کرو، اللہ سے محبت کرو، قرآن پڑھو، حدیث پڑھو اور خواجہ محمد اسلام کی چھپی ہوئی کتابیں: موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جنت کا منظر، انسانی زیور، حج کا منظر، قصص الانبیاء، فرمان رسول ﷺ، زندگی بے بندگی شرمندگی، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، محسنۂ کائنات، فضائل اعمال، فضائل صدقات، اسلامی بہشتی زیور، تذکرۃ الاولیاء، کشف المحجوب اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ پڑھو۔

نافرمان اولاد اور شفیق والدین

للعجب! دنیائے دوں کی سحرکاریاں۔ للعجب! فطرت کی رہنمائی میں حضرتِ انسان ملائکہ

Marfat.com

عظام کا بھی مقتدا بن سکتا ہے۔ مگر حرص و ہوا کی پیروی میں اسفل السافلین کی ذلتوں میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے لیے کوئی وقت نہیں نکالتا کیونکہ دنیاوی پروگرام اس قدر طویل مرتب کرتا ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں چند ساعتیں بھی یادِ الٰہی کے لیے وقف کرنا از بسکہ مشکل نظر آتا ہے اور ادھر حقوق العباد کے معاملے میں اس قدر ناقص ہوتا جاتا ہے کہ سوائے اپنا پیٹ بھرنے کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ دنیائے چندروزہ کی فریب کاریاں اس ظلومؑ جھولا کو اُن راہوں پر لے جاتی ہیں کہ ان راہوں پر چلنے والا فطرت کی مشعل سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تمیز حق و باطل چھن جاتی ہے۔ محسن و دشمن اور نیک و بد کا فرق ذہن سے نکل جاتا ہے۔ اور آخر کار یہ خلافت ارضی کا ولی عہد شیطان لعین کے ہاتھوں میں کھیلتا کھیلتا جہنم کی راہ پر ہو لیتا ہے۔ فطرت کی پکار تھی کہ بچہ جوان ہو کر والدین کی خدمت کو دیوانہ وار سرانجام دیتا رہے۔ ان کے حکم کو سر آنکھوں پر جگہ دے۔ بڑھاپے میں ان کی دلجوئی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔ ماں کے اخلاص کا جائزہ لے اور ساری دنیا کے صدق و خلوص کو ایک پلڑے میں رکھ کر دیکھے۔ ماں باپ کی قربانیوں ان کی جانفشانیوں، مصائب، مخلصانہ دعائیں، بیقراریاں، ملاقات کی خوشیاں اور جدائی کے جانکاہ لمحات پر غور وخوض کر کے جذبات کی صورت میں ان کا کچھ نہ کچھ عوض پیش کرتا رہے۔ مگر ہم نے تقریباً ہر گھر کے نوجوانوں کی زندگی کا مطالعہ کر کے دیکھا ہے کہ یہ سعادت فقط:

ان کی قسمت میں ہے جو لوگ ہیں قسمت والے

ماں باپ گھروں میں اس قدر ستائے جاتے ہیں، اس حد تک ان بیچاروں کو بے دست و پا کیا جاتا ہے، گھر کی مجلس شوریٰ میں اس درجہ ان کو بے دخل سمجھا جاتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ گھر میں بھنگن ممکن ہے کہ کوئی اپنی رائے پیش کر کے منوالے۔ مگر بوڑھی ماں کی جرأت نہیں کہ ایک لفظ بھی زبان سے نکال سکے۔ لڑکے تو لڑکے ہم نے نوجوان لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ اپنی ماؤں کو کتے کی طرح جھڑک کر اور دُرکار کر بٹھا دیتی ہیں۔ اب بہو بیٹیوں کا تو ذکر ہی لاحاصل ہے۔ کیونکہ ان کے تو فرائض میں داخل ہے کہ وہ آتے ہی ساس، سسر، نند، اور دیور کی ہر بات کی مخالفت کریں۔ نئی دلہن

Marfat.com

جس کا فرض تھا کہ وہ اس گھر کی کنیز بن کر زندگی بسر کرتی اور اپنے خاوند کا اور اس کے والدین کی خدمت میں ہاتھ بٹاتی۔ خونی ملکہ بن کر گھر میں دھاڑتی پھرتی ہے۔ اس کی دھاڑ سن کر بیچارے بوڑھے سہم جاتے ہیں اور شرم کے مارے ہر طرح کے اختیارات سے دستبردار ہو کر غلامانہ زندگی بسر کرنے میں ہی اپنی حفاظت دیکھتے ہیں۔ لڑکا بات بات پر بیوی کے وقار کی حمایت کرتا ہے۔ مگر والدین کی تذلیل کرتا ہوا بھی پروا نہیں کرتا۔ ہائے ہائے انسان کی یہ محسن کشی، یہ خود فریبی، یہ انجام فراموشی، بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ پروردگارِ عالم اپنی سلطنت عدل بنیاد میں غاصبان ناانصاف اور ظالمانِ چیرہ دست کو اس طرح بے لگام چھوڑ دے اور اُن کو وہ سزا نہ دے کہ صاحب دانش کے لیے ان کی تباہ حالیاں درسِ عبرت نہ ہوں۔ کاش انسان سمجھ جائے۔ والدین کی نافرمانی، ان کے احسانات کو پس پشت ڈال کر بے دین بیوی کی خود غرضانہ زندگی میں مدد و معاون بننا کوئی چھوٹا سا جرم نہیں ہے مجھے تو خوف ہے کہ یہ عشاق کشی، غضب قہار کو عام نہ کر دے۔ انسانی بستیوں کو زلزلے تباہ نہ کر ڈالیں۔ والدین کے عاق لوگوں کے گھر جہنم کے طبقات میں تبدیل نہ ہو جائیں۔ بادل انگارے نہ برسائیں۔ زمین کے قعر بیوی کے پجاریوں اور ماں کے نافرمانوں کو ہڑپ نہ کر جائیں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ یہ صورت وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ حیران ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اب سیّد انس و جاں، رحمت جہانیاں پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی مبارک زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ طائف کی بستی اور میدان اُحد میں اپنے خونچکاں لبوں اور شکستہ دانتوں سے ایذا رسانوں کے حق میں فرما رہے ہیں: رب اھدی قومی فانھم لا یعلمون! یہ وہ دُعا تھی کہ انسان تو انسان فرشتگانِ قضا و قدر کو بھی انگشت بدندان اور سر بگریباں کر دیتی تھی۔ غضب کے بھوت اور انتقام کے عفریت تمام انسانوں کے دماغ پر سوار تھے۔ عرب کے کمبل پوش پیغمبر ﷺ کی مبارک زندگی عفو عام کا ایک مرقع بے نظیر تھی۔ پتھر برسانے والوں کے حق میں دعائیں ہو رہی تھیں، راستے میں کانٹے بکھیرنے والوں کی خدمت کے لیے نبوت نشان کندھے جھکائے جاتے تھے، خون کے پیاسوں کی امانتیں بڑی حفاظت سے واپس کی جا رہی تھیں۔ یہ اور اس طرح کی ہزاروں پیغمبرانہ فیاضیاں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے غضب اور مجرموں کے درمیان میں پردہ بن کر چھا جاتی تھیں۔ ورنہ دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں ایک سانس بھی لینے کی مہلت نہ ملتی۔ لہٰذا اس لطف و کرم اور عفو عام کا کوئی خفیف سے خفیف حصہ محسنہ کائنات کے محبت بھرے حصے میں بھی کارفرما ہے بلکہ میں تو پروردگارِ عالم کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ نافرمان اولاد کے ستائے ہوئے والدین کو بھی اکثر و بیشتر دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی نفع رسانی کے دل سے خواہاں رہتے ہیں۔ ان کے مالی اور جانی نقصان پر غمگین ہوتے ہیں۔ وہ بھینس جس کے دودھ کا ایک گھونٹ بھی بفتویٰ جاہل بے دین بیوی حرام ہے، اگر بیمار پڑ جائے تو ماں دیوانہ وار اس کی شفا کے لیے دعائیں مانگتی پھرتی ہے۔ وہ جاہل بے دین پوتے جو بڑی اماں کے منہ پر تھوکنا پسند نہیں کرتے، اُن کو اگر کوئی گزند پہنچے تو سحری کے وقت اُٹھ کر اُن کی صحت کے لیے سربسجود ہو کر اور آنسو بہا بہا کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ ہاں ہاں! یہی وہ فطری جذبہ محبت ہے جو اولاد کی نافرمانی کے باوجود بھی قلب والدہ سے نہیں بجھتا۔

قارئین کرام! شاید بعض معروضات کو مبالغہ سے تعبیر فرماتے ہوں کیونکہ میرا یقین ہے کہ جہاں تک والدہ کے عشق و محبت کا تعلق ہے سنگدل سے سنگدل انسان بھی اس حقیقت کا معترف ہے کہ والدہ کا دل انتقامی احساسات سے نا آشنا ہے۔ اللہ کا خوف رکھنے ولی والدہ کے ہاتھ اپنے بچوں کے خون سے آج تک رنگین نہیں ہوئے۔ والدہ کی وقتی گالیاں بھی دعاؤں سے بدلتی ہوئی دیکھی گئی ہیں۔ مگر باپ مرد ہونے کی حیثیت سے رحم و شفقت کے جذبات سے اتنا مغلوب نہیں ہوتا جتنی کہ والدہ مغلوب ہوتی ہے۔ باپ اپنے وقار کو قائم رکھنے کے لیے کبھی کبھی اولاد کے نقصان کی بھی پروا نہیں کرتا۔ یہ خیال بڑی حد تک صحیح ہے کہ ماں باپ کے جذباتِ محبت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ الغرض ماں اگر جنت فردوس ہے تو باپ اس کے مقابلے میں اعراف ہے۔ مگر یاد رہے! باپ کی محبت کی شہادت ہمیں قرآن حکیم جیسی ناطق و صادق کتاب سے ملتی ہے۔ آؤ ذرا عام گفتگو کو بند کر کے سورۂ یوسف پر نظر ڈالیں۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام جو حسن کے مجسمہ تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سینے کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور تھے۔ جب یہ اپنا خواب اپنے والد محترم سے بیان

Marfat.com

فرماتے ہیں تو سیّدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کس شفقت سے مگر فکرمندانہ پیش بندی کے طور پر فرماتے ہیں: ''اے میرے چاند! اپنا یہ پیغمبرانہ خواب اپنے سوتیلے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔ یہ خواب سن کر وہ تیرے لیے کوئی فریب بنائیں گے۔ تحقیق شیطان انسان کا اعلانیہ دشمن ہے۔'' اب دوسرے مقام پر یہ باپ ہی ہے جو اپنے بیٹوں کے اس مطالبے کو سن کر کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ شکار کے لیے بھیج دو۔ نہایت محبت بھرے الفاظ میں پدرانہ شکوک بلکہ پیغمبرانہ اشارات فرما رہا ہے: ''مجھے اس تصور سے ہی غم ہوتا ہے کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اُس کو پیچھے چھوڑ کر شکار کے تعاقب میں بھاگ جاؤ اور اُس کو تنہا پا کر کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم کو اس واقعہ کی خبر تک بھی نہ ہو۔'' اور پھر وہ ماں کی زبان نہیں۔ باپ ہی کی زبان ہے جو غم بھرے دل کی ترجمانی کر رہی ہے۔ جب سوتیلے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ اُس موقعہ پر فرمایا: فصبر جمیل یہ دراصل تقدیر الٰہی پر پیغمبرانہ توکل اور صبر کا اظہار تھا۔ جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بازیابی کی دعا بھی کنایتاً شامل تھی۔ یہ محبوب ترین بیٹے کی جدائی میں نالہ فراق تھا جس میں اللہ تعالیٰ سے وصل یوسف کے حسن طلب کا پہلو بھی نکلتا ہے کیونکہ صبر کے ساتھ ہی ارشاد ہے: ''میں اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگتا ہوں۔ اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو۔'' اور پھر احسن القصص میں چند گھڑیوں میں مہینوں کی نہیں بلکہ برسوں کی جانکاہ خاموشی کے بعد (جس عرصے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا دامن اپنے عزیز بیٹے کی فرقت میں ہمیشہ آنسوؤں سے تر ہی رہا) ایک اور واقعہ پدرانہ محبت کا ہمارے سامنے آتا ہے۔ کنعان میں قحط پڑ گیا۔ غلہ اس قدر گراں ہو گیا کہ غریب بھوکوں مرنے لگے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تلاشِ رزق میں مصر پہنچے۔ مختصر یہ کہ غلہ لائے۔ مصر کے وزیر مالیات (حضرت یوسف علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا: ''لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے۔'' اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی: ''پھر اگر تم اس کو میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لیے میرے پاس کوئی بھرتی نہیں بلکہ تم میرے پاس تک بھی نہ آنا۔'' لہٰذا جب پسران حضرت یعقوب علیہ السلام نے واپس

Marfat.com

آ کر اپنے باپ سے بنیامین کے ساتھ بھیجنے کے لیے گزارش کی تو اُس غمخوار اور فرقت زدہ ضعیف و نحیف پیغمبر خدا کا جواب تھا: ''کیا میں اعتبار کروں تمہارا اس پر۔ مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اُس کے بھائی پر اس سے پہلے۔'' اور پھر اس کے بعد ان سے حلفیہ بیان لیا کہ وہ بنیامین کو واپس لائیں یا خود بھی واپس نہ آئیں۔ البتہ تم پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھر جاؤ تم سب۔'' اب اس کے ساتھ ایک اور مقام آ گیا ہے جہاں باپ کی محبت اپنے پورے جذبات کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بنیامین اور اس کے بھائیوں کو مصر سے غلہ لانے کے لیے بھیج رہے ہیں۔ اپنی کمزور سی بینائی سے اپنے بیٹوں کے حسین چہروں اور مضبوط قد و قامت پر نظر ڈال کر فرماتے ہیں: ''اے میرے بیٹو! مصر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔ بلکہ مختلف دروازوں سے اندر جانا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی بات سے۔ حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اس پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر بھروسہ چاہیے۔ بھروسہ کرنے والوں کو۔'' اس پر باپ کا خیال ہے کہ کہیں میرے ان حسین و جمیل پیغمبرزادوں کو نظر بد نہ لگ جائے۔ مگر ساتھ ہی ان کو توحید باری تعالیٰ کی تعلیم بھی دیئے جا رہے ہیں۔ قارئین کرام کو یاد ہے کہ بنیامین کے سوا یہ وہ بیٹے ہیں جنہوں نے اپنے باپ اور اللہ کے حلیم و صابر پیغمبر سے ہمیشہ فریب ہی کیا۔ جھوٹے قصے بنا بنا کر بیان کیے اور جب ابتدا میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرتے ہوئے دیکھتے تو کہنے لگتے: ''تحقیق ہمارا باپ صریح خطا پر ہے۔'' اور پھر...... خیر یہ پدرانہ عشق و محبت کی انوکھی زندہ مثال ہے کہ بیٹے ہمیشہ برائی کرتے رہیں مگر باپ کی شفقت کا تقاضا یہ ہو کہ اس کے بچوں کو وہمی تکلیف کا بھی سامان نہ کرنا پڑے۔ اس مبارک داستان کے اختتام پر ایک اور چیز اسی ضمن میں نہایت قابل ذکر ہے۔ جس سے بیٹوں کی کجروی اور باپ کی والہانہ اُلفت کا ایک بین ثبوت ملتا ہے۔ دوسری دفعہ جب برادرانِ یوسف واپس آئے اور بنیامین ساتھ نہیں تھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی معذرت سن کر فرمایا: ''پس صبر ہی بہتر ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ لے آئے اُن سب کو میرے پاس۔ وہی ہے خبردار اور حکمت والا۔'' اس جگہ قرآن مجید نے سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم و اندوہ کا نہایت مؤثر پیرائے میں

Marfat.com

اعتراف فرمایا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کی طرف سے منہ پھیر کر فرمانے لگے۔ اے افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اُس کے غم سے۔ وہ اپنے آپ کو اُس وقت گھونٹ رہے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس قابل رحم حالت پر بھی بیٹوں کو ترس نہیں آتا۔ بلکہ وہ اُن کے زخموں پر یوں نمک چھڑکتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگے کہ تو یوسف کی یاد کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا کہ یا تو گھل جائے یا بالکل ہلاک ہو جائے۔'' آخری چرکہ جو پسرانِ یعقوب نے اپنے باپ کے دل پر لگایا وہ یہ تھا۔ جب حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: ''تحقیق یوسف کی خوشبو میرے مشامِ جان کو معطر کر رہی ہے۔ اگر تم مجھ کو بہکا ہوا نہ کہو۔'' تو اُس وقت بے درد اور اکھڑ مزاج بیٹوں نے نہایت دریدہ دہنی سے یہ الفاظ استعمال کیے: ''بولے قسم اللہ کی تُو تو اپنے پرانے خبط میں گرفتار ہے۔'' مگر انہی بیٹوں کے حق میں باپ کا لہجہ سورۂ یوسف کے مطالعہ سے خود ملاحظہ فرمائیے۔ ہر سخت کلامی کا جواب نہایت ہی شفقت سے دیتے ہیں اور جب آخر پر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے تو پیغمبرانہ رحمت سے فرماتے ہیں: ''میرے بیٹو! ذرا دم لو۔ اپنے ربّ سے میں بخشواؤں گا۔ وہی ہے بخشنے والا مہربان۔'' والدین کے نافرمان کم از کم والدین کی مخلصانہ محبت پر جو قرآن کریم شہادت دیتا ہے اس کا ہی خیال کریں اور اپنی چند روزہ زندگی کو ان کی خدمت میں گزارنے کا ابھی سے عہد کر لیں۔ از راہِ اختصار ہم اپنی آنکھوں کو چودہ سو برس بند کرنے کے بعد آج دور حاضرہ پر نگاہیں ڈالتے ہیں تو ہمیں پہلی ہی نظر میں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ:

عصر ما مارا زما بیگانہ کرد ۔ از جمالِ مصطفیٰ بیگانہ کرد

اعتقاداتِ حقہ اور یقینیاتِ مسلمہ کی دنیا شکوک وشبہات و تاویلات بلکہ ہر طرح کی خرافات و بدعات کا گھروندہ بن کر رہ گئی ہے۔ مغرب زدہ لوگوں نے الحاد و زندقہ کو رواداری اور آزاد خیالی کا نام دے کر مذہب سے کہیں زیادہ اس کو ہر دلعزیز بنا رکھا ہے:

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد ۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اور اگر کہیں کچھ افراد چلتے پھرتے نظر آتے ہیں تو فقط اغراض کے بندے، ہوس و ہوا کے

Marfat.com

پرستار، چند بے روح سجدوں سے اللہ کے خریدار اور اس کی تمام جنتوں کے کلیم فارم پیش کرنے والے۔ لیکن ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ قیامت تک اُمت محمدیہ میں وہ افراد بھی موجود رہیں گے جن کی شانِ عبادت ان آیات کا عکس لیے ہوئے ہے: ''تُو ان کو رکوع اور سجدے میں رضائے الٰہی تلاش کرتے ہوئے پاتا ہے اور سجدوں کے اثر سے ان کے چہرے ایک ملکوتی نور لیے ہوئے ہیں۔'' خواجہ محمد اسلام عرض کرتا ہے کہ یہ صحابہ کرام، صحابیات اور اولیائے کرام مردوں، اولیائے کرام عورتوں، عبادت گزار مردوں اور عبادت گزار عورتوں کا گروہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اُن پر ستاروں کی تعداد کے برابر، پانی کے قطروں کے برابر، درختوں کے پتوں کے برابر، ریت کے ذروں کے برابر، تمام پاک مخلوق کی تعداد کے برابر اور سلام ہو اُن پر قیامت تک آنے والے امت محمدیہ کے مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی طرف سے اتنا کے جس کا شمار کرنے والے شمار نہ کرسکیں۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کا متبع بنائے۔ آمین!

واقعات حاضرہ

بچپن میں انسان اپنے گرد و پیش سے بالکل بے خبر ہو کر زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ بچہ والدین اور برادری کے غم اور شادی میں شریک نہیں ہوتا کیونکہ اس کی شادی اور غم کے اسباب ہی کچھ اور ہوتے ہیں اور اسی طرح لڑکوں کا معیارِ حیات ذمہ دار آدمیوں سے بالکل الگ تھلگ ہوتا ہے۔

بچوں کی خاطر ماں اوڑھنی کو، بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

مگر آہستہ آہستہ جب انسان کی شعوری پختگی کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں تو اس کے لیے ہر چیز کی قدر و قیمت ہی بدل جاتی ہے۔ پہلے تو کھلیان کی بھی پرواہ نہ تھی۔ مگر اب ایک ایک دانے کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے۔ کہاں وہ صبح و شام کھیل کود میں بسر اوقات اور کہاں فکر معیشت میں ہر وقت گھلنا، ضروریاتِ زندگی کی تکمیل اور اس کے وسائل کی فکر میں لگے رہنا ہی دستورِ حیات بن

Marfat.com

جاتا ہے۔ اعزہ واقرباء، حاکم ومحکوم اور ہم پیشہ احباب غرضیکہ ہر شخص کی قدر ومنزلت اور فرقِ مراتب کا پورا پورا احساس خود بخود ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ احساسات کی بیداری کے بعد اگر شومی قسمت سے حرص وشہوت کا بھوت دل و دماغ پر مسلط نہ ہو گیا ہو تو صاحب دانش نوجوان خود ہی فیصلہ کرسکتا ہے کہ تمام گردوپیش میں ہر انسان کے لیے ماں باپ سے بڑھ کر کوئی بھی مونس وغمخوار نہیں ہوسکتا۔ ساری دنیا کے تعلقات جس میں سگے بھائی، بہنیں، بیٹا، بیوی، احباب اپنے بیگانے تمام لوگوں کے معاملات شامل ہیں۔ اُن سب کی تشریح کے لیے فقط یہ ایک سادہ سا مصرع کافی ہے:

اس ہاتھ سے دے اُس ہاتھ سے لے یاں سودا نقد بہ نقدی ہے

ہر کہ دمہ اپنی غرض کی تکمیل کے لیے ایک دوسرے کی طرف جھکتا ہے۔ مگر والدین کے احسانات، جذبات، طبعی میلانات، دنیاوی اغراض کی آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں۔ جہاں ساری دنیا کے لوگ غرض کے بندے ہیں وہاں والدین (مگر اللہ والے بھی) بے طمع کے خادم ہیں اور جن تنازعات میں عزیز سے عزیز احباب اور رشتہ دار بھی پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں وہاں ماں باپ آنکھوں پر پٹی باندھ کر کود پڑتے ہیں۔ غریب ہوں یا امیر جوان ہوں یا بوڑھے۔ اُدھر بچوں کی فلاح و بہبود کا سوال آیا اُدھر انہوں نے سپاہیانہ کمر ہمت باندھ لی۔ ہم نے دیکھا اور بارہا دیکھا کہ اپاہج باپ رات دن مزدوری کرتا ہے۔ خستہ حال ماں لوگوں کے لیے سارا دن چرخہ کاتتی ہے اور چکی تک پیستی ہے۔ ان دونوں کو روکھی پھیکی روٹی بھی مشکل سے میسر آتی ہے۔ مگر مجال ہے کہ بچوں پر فاقہ آنے پائے یا ان کو کبھی ننگا پھرنے دیں یا کسی تہوار پر کسی کے بچوں سے گھٹیا لباس پہنائیں یا مدرسہ کی ضروریات سے کسی سے پیچھے رہنے دیں۔ ہاں ہاں! ایک ماں اور باپ دس بچوں کو پال کر جوان کر لیتے ہیں۔ مگر دس نوجوان شادی شدہ ایک ماں باپ کو بڑھاپے میں خوش نہیں رکھ سکتے۔

قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا

حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے

Marfat.com

ساڑھے نو سو برس تک احکام خداوندی پیش کیے۔ مگر قوم میں شریروں کا گروہ آج کل کی طرح برسر اقتدار ہی رہا۔ آپ کے پیروکار کمزور اور تعداد میں کم ہی رہے۔ آپ کی بیوی اور آپ کا بیٹا کنعان بھی آپ کے خلاف کفار کے لیے جاسوسی کیا کرتے تھے۔ اس خطرناک ماحول میں ساڑھے نو صدیاں تبلیغ کرنے کے بعد آپ نے پروردگار عالم سے گڑگڑا کر عرض کیا۔ ''اے اللہ میری پُر ہدایت، تدابیر اس قوم کی اصلاح کے لیے ناکافی ثابت ہو رہی ہیں۔ لہٰذا ان کی شرارتوں کا مزہ چکھانے کے لیے تُو اپنے جوش انتقام کو کام میں لا۔'' اس موقعہ پر ارشاد ہوا کہ آپ غمگین نہ ہوں بلکہ ہماری نگرانی میں ہماری ہدایت کے مطابق ایک کشتی بنائیں کیونکہ اس قوم کی تباہی کے لیے ایک بے پناہ طوفان آنے والا ہے۔ لہٰذا نوح علیہ السلام نے باذن اللہ کشتی تیار کر لی اور طوفان بھی آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے چلنے اور طوفان کے خوفناک منظر کو یوں پیش کیا ہے: ''اور وہ کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہاڑ جیسی بلند موجوں میں نہایت سلامتی سے چلتی تھی۔'' جب کفار حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے نہایت ذلت سے طوفانی امواج کی لپیٹ میں آ رہے تھے تو عین اس موقعہ پر نوح علیہ السلام نے اپنے نافرمان بیٹے کنعان کو بھی مبتلا پایا تو فرمایا: ''اے میرے لخت جگر! آ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کفار کی معیت آج تو کم از کم چھوڑ دے۔'' مگر بیٹا جو اپنی بد فطرت ماں کے سمیت کفار کا ووٹر تھا، نہایت لاپروائی سے کہنے لگا: ''قریب ہے کہ میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لونگا جو مجھے اس سیلاب سے بچا لے گا۔'' نفسیاتی نکتہ اس مقام پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدبخت اپنے شفیق باپ کی ہر محبت بھری دعوت کو ٹھکرانے کا عادی تھا، لہٰذا عین ہلاکت اور مصیبت میں بھی اپنی عادت کے اندھے پن میں ہی محصور رہا۔ اس کو کیا خبر تھی کہ ان موقعوں پر انبیاء کرام کی متابعت اور غلامی ہی ساحل مراد تک پہنچا سکتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بیٹے سے نہایت خشک جواب سن کر بھی شفقت پدرانہ اور شان پیغمبرانہ سے انکشاف حقیقت پر اُتر آئے۔ فرمایا: ''آج کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔ لیکن جس پر وہ خود رحم فرمائے۔'' پروردگار عالم کو یہ گفتگو جس میں باپ کی شفقت کی انتہا اور مغرور بیٹے کی رعونت کی شدت آخری درجہ کو پہنچی ہوئی تھی، پسند

Marfat.com

نہ آئی۔ باپ اور بیٹے کی گفتگو کو درمیان میں ایک طوفانی لہر نے حائل ہو کر ختم کر دیا اور کنعان بدنصیب اسی لہر کا شکار ہو کر رہ گیا۔ خیر طوفان بحکم پروردگارِ عالم اپنے وقت مقررہ پر ختم ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام حضورِ باری تعالیٰ میں عرض کرنے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے مخصوص انداز میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے رب! میرا کنعان تو میرے اہل سے تھا اور تیرا وعدہ تو ہمیشہ صداقت پر مبنی ہے اور تو سب منصفوں سے بڑا منصف ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ اس کے ساتھ ہی ارشادِ خداوندی یہ بھی تھا: ”مگر جس پر پہلے حکم ہو چکا ہے۔“ اور دوسرے ابتدائی مقام پر یہ بھی نوح علیہ السلام سے کہا جا چکا تھا: ”آپ ظالموں کے حق میں میرے سامنے سفارش نہ لائیں۔ وہ لازماً انجام کار غرق ہونے والے ہیں۔“

بات یہ تھی کہ طوفانی لہروں میں بوڑھے باپ نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنا نوجوان بیٹا غرق ہوتے دیکھا تھا۔ بھلا یہ دل کو ہلا دینے والا نقشہ جلدی کب بھول جانے والا تھا۔ دل میں اضطرار کا ایک طوفان اُمڈ رہا تھا اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اجتہاد کے مطابق استفسار اور استدعا کی گنجائش بھی موجود تھی۔ لہٰذا مغلوبِ شفقت ہو کر بارگاہِ ایزدمتعال میں سوال کر ہی دیا جس کے جواب میں احکم الحاکمین نے کنعان کی تمام کفر و نفاق سے ملوث زندگی پر بدیں الفاظ شہادت دی۔ جس سے آگے پیغمبر وقت کو سوائے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے نوحؑ! کنعان تیری اہلیت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے کردار خراب تھے۔“ بات یہ تھی کہ کنعان نے اس اسلام و کفر کے الیکشن میں اپنے شفیق باپ کو جو کہ اولوالعزم پیغمبر خدا بھی تھے، ووٹ نہ دیا۔ بلکہ اپنی قوم کے کسی بدترین چوہدری کو ووٹ دیا۔ خیر معاملہ جو کچھ ہوا، سو ہوا۔ اور یہ قصہ جس طرح بھی بیتا غالباً حاضرین نے بارہا سنا ہوگا۔ مگر میرا مقصد اس کے بیان کرنے سے شفقت پدری کا اظہار تھا کہ کس طرح عذابِ الٰہی کے شروع ہونے کے بعد بھی حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو دعوت و ہدایت سے یاد فرماتے ہیں۔ حقیقت ہے والدین کی کرم فرمائیاں ہماری زندگی کے ہر حصے میں ہمارے ساتھ رہتی ہیں مگر ہم ہی کچھ کفرانِ نعمت کے عادی ہو چکے ہیں کہ ہر نعمت کو

Marfat.com

عامیانہ نگاہوں سے دیکھ کر آگے گزر جاتے ہیں۔ اس قصے میں واہلہ جو کنعان کی ماں اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ ہلاکت قبول کی اور زندگی میں بھی بدکردار بیٹے کی ہر لحاظ سے پشت پناہی کرتی رہی۔

خوش نصیب کون ہے؟

خوش نصیب کون ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب مختلف طریق سے دیا جائے گا۔ مگر تمام جوابات کی عمومیت کا دائرہ اکثر و بیشتر مندرجہ ذیل مطالب کے اظہار پر ہی مشتمل ہوگا۔ کوئی کہے گا کہ خوش نصیب وہ انسان ہے جس کے گھر میں جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے ہوں۔ کوئی کہے گا خوش اختر وہ انسان ہے جو مال و زر کی فراوانی کے ساتھ صاحب اولاد بھی ہو اور خدم و حشم اس کی چاکری کرنے کے لیے ہر وقت منتظر کھڑے رہیں۔ تاجر کا نظریہ اس سے بالکل مختلف ہوگا۔ کیونکہ اس کے نزدیک خوش بخت وہ ہے جو ہر سودے سے خوب نفع کمائے اور دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں اس کا کاروبار فروغ حاصل کرے۔ ایک طالب علم کا جواب ہوگا کہ خوش نصیب وہ ہے جو امتحان سے فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے کے علاوہ وظیفہ بھی حاصل کرے۔ ادھر کسان اپنی سادی اور فطری زبان میں خوش نصیبی کو اور ہی الفاظ میں پیش کرے گا اور سائنسدان کا معیار اس معاملے میں لازماً دوسروں سے الگ تھلگ ہوگا۔ غرض یہ کہ ہر صاحب کمال اپنی اپنی دھن کی تکمیل کو خوش بختی کا ایک نشان گردانے گا۔ لیکن یاد رہے:

عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے ۔۔۔ اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے

لہٰذا میرا خیال متذکرہ بالا نظریات سے بالکل مختلف ہوگا کیونکہ مال و دولت کی فراوانی، احباب، خدام اور اولاد کی کثرت، حکیمانہ موشگافیاں، ادیبانہ نکتہ آفرینیاں، اعداء پر کامرانیاں، علمی اور تحقیقی وسعت پیمائیاں بلکہ زہد و تقویٰ کی عادات بھی اگرچہ بڑی حد تک قابل ستائش اور مرغوبات طبائع ہی سہی اور وہ لوگ جو ان چیزوں کے حصول میں مستحسن طریق سے کوشش کرتے ہیں اپنی

Marfat.com

سوسائٹی میں تبریک و تہنید کے مستحق ہی سہی۔ مگر ایک دیوانے کے جنون آمیز خیالات پر بھی غور فرماتے جایئے کہ تاج و تخت پر کج کلاہی کرنے والا، ہزاروں بلکہ لاکھوں خدام اور ہوا خواہوں کے جلو میں چلنے والا، پانچ وقت کا نمازی، حاجی، تہجد گزار، زکوٰۃ ادا کرنے والا، رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھنے والا، حقوق اللہ کو حسب استطاعت بجالانے والا، حقوق العباد میں مساکین اور غرباء پر رحم کھانے والا شخص بھی اگر اپنے والدین کا نافرمان ہو اور اُس کے ضعیف و ناتواں ماں باپ اس کی موت پر جلے دل سے اس کی نافرمانی کی شکایت احکم الحاکمین کے حضور میں پیش کردیں تو سن لو اور گوشِ نصیحت نیوش سے سن لو کہ وہ شخص بدنصیب ہے۔ خوشنودیٔ پروردگار سے محروم ہے، محروم ہے اور محروم ہے۔ جنت کے دروازے اس پر بند ہیں اور جہنم کی جھلسا دینے والی آگ اس کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہی ہے۔ لہٰذا میرے نزدیک خوش نصیب وہ انسان ہے جو دنیاوی لحاظ سے اگرچہ غریب ہی نظر آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی عبادت خلق خدا کی خدمت اور اپنے والدین کے ساتھ حسن مروّت کا ایک والہانہ جذبہ رکھتا ہو۔ اس کے سینے میں خشیت الٰہی کا نور ہو۔ گو اس کے ہاتھ کسب حلال کی وجہ سے کھردرے ہوں۔ گو اس کے چہرے پر مزدوروں کے چہروں جیسے محنت شاقہ کے نشانات ہوں۔ مگر وہ رات دن حصول رضائے الٰہی کی دھن میں لگا رہے اور پھر اپنے والدین کی خوشنودی کا ہر موقع پر خیال رکھے۔ جب اس کے بوڑھے ماں باپ اس کو دیکھیں تو باغ باغ ہو جائیں اور ان کی ہر بن مو سے اس کے حق میں دعائیں نکلیں۔ ان صفات کا پاکیزہ فطرت انسان جب اپنی جان جانِ آفریں کے حضور پیش کرے گا تو اُس کے لطف و کرم سے اس کی رحمت بار زبان سے ضرور سنے گا: ”اے میرے بندے میں تجھ سے راضی ہوں تو جنت میں داخل ہو جا۔“

سبق آموز واقعہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک نوجوان جس کا نام علقمہ (رضی اللہ عنہ) تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار، نماز، روزہ اور صدقہ خیرات کرنے اور ہر نیک اعمال کرنے میں بہت کوشش

Marfat.com

کرتا تھا۔ وہ سخت بیمار پڑ گیا۔ اس نے اپنی عورت کو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں بھیجا، اس نے جا کر کہا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا خاوند علقمہ (رضی اللہ عنہ) نزع کی حالت میں ہے۔ آپ کو خبر دینے کے ارادے سے آئی ہوں تا کہ ان کے حال کا آپ ﷺ کو پتہ چل جائے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو کلمہ شہادت کی تلقین کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے پاس گئے تو ان کو نزع (جانکنی) کی حالت میں پایا۔ پس وہ لوگ ان کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے لگے۔ لیکن کلمہ ان کی زبان پر جاری نہ ہو سکا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے پاس خبر بھیجی کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کلمہ شہادت نہیں نکلتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! اس کی ماں زندہ ہے (جو بہت بڑھیا ہے) تو اس کی ماں کے پاس آپ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا کہ اس بڑھیا سے کہنا کہ اگر تو حضور ﷺ کے پاس جانے کی طاقت رکھتی ہے تو چل ورنہ تو گھر میں آرام کر اور اللہ کے رسول ﷺ خود تیرے پاس تشریف لے آئیں گے۔ اس آدمی نے بڑھیا کے پاس آ کر حضور ﷺ کا ارشاد سنایا۔ بڑھیا نے کہا: میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو۔ ہائے! میں اللہ کے رسول ﷺ کو آنے کی تکلیف دوں۔ مجھ ہی کو جانے کا زیادہ حق ہے۔ میں خود ہی آپ ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی لاٹھی ٹیکتی ہوئی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آ کر سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اے علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں تیرا لڑکا علقمہ رضی اللہ عنہ کیسا تھا۔ بڑھیا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرا لڑکا علقمہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نماز پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا اور صدقہ خیرات کرنے کا بہت زیادہ پابند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ نہیں پوچھتا۔ یہ بتا کہ اس کا تیرے ساتھ کیا سلوک تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو اس کے اوپر سخت ناراض ہوں۔ آپ نے پوچھا تو اس سے کیوں ناراض ہے؟ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ میرے اوپر اپنی بیوی کو ترجیح دیا کرتا تھا اور میری نافرمانی کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے

Marfat.com

معاف کر دے۔ کہنے لگی: میں اسے معاف نہیں کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں کی نافرمانی نے زبان پر کلمہ شہادت جاری ہونے سے روک دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بلال جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں جمع کرو اور علقمہ رضی اللہ عنہ کو لکڑیوں میں رکھ کر آگ لگا کر جلا دو۔ بڑھیا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میرے سامنے میرے بچے، میرے لختِ جگر کو زندہ آگ میں جلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور فرمایا کہ اے علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں! اللہ تعالیٰ کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ اگر تجھے پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے تو، تُو اس سے راضی ہو جا اور اس کو معاف کر دے کیونکہ اگر تو اس کو معاف نہ کرے گی اور جب تک تو اس سے ناراض رہے گی تو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے علقمہ رضی اللہ عنہ کو اس کی نماز اس کے روزے اور اس کا صدقہ کرنا کچھ نفع نہ دے گا۔ بڑھیا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتی ہوں اور اس کے فرشتوں کو اور جتنے مسلمان یہاں حاضر ہیں سب کو اس بات کا گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے لڑکے علقمہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئی اور میں نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ اور دیکھو کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ گئے تو انہوں نے سنا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہے اور کلمہ پڑھتے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے کفن دفن کا حکم فرمایا پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی اور اس کے دفن میں شریک ہوئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ”اے گروہ مہاجرین اور انصار! جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت دے گا تو اس کے اوپر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی لعنت ہے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔“ (الحاکم)

قصہ ماں کی مامتا کا

کسی بستی میں ایک عورت بڑی صالح اور پاکباز، عبادت گزار، ہر وقت اللہ کی یاد میں

Marfat.com

مشغول رہتی تھی۔ اللہ پاک نے دنیاوی نعمتوں کے ساتھ دین کی دولت سے بھی خوب نوازا تھا۔ اللہ کی قدرت کہ اُس کا نیک خداترس شوہر وفات پا گیا۔ اُس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ اُس نیک دل عورت نے اُس لڑکے کی بڑی اچھی طرح پرورش کی، ناز ونعمتوں سے پالا، تعلیم بھی اچھی دلائی۔ لڑکے نے جب دنیا کے میدان میں قدم رکھا تو ہر طرف اُس کے حسن سلوک کے چرچے ہونے لگے۔ شریف لوگ اُس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ بیوہ عورتیں اُس کو دعائیں دیتیں۔ یتیم بچے اُس کے قدموں میں آنکھیں بچھاتے۔ یہ سب اس وجہ سے کہ وہ ہر اک سے حسب مراتب پیش آتا۔ وہ غریبوں سے ہمدردی کرتا، خیرات کرتا، صدقات دیتا، غرض اُس کی بستی میں کوئی ایسا فرد نہ تھا جو اُس سے خوش نہ تھا۔ اُس کی بستی والے ایسے نیک لوگ تھے کہ ہر گھر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آتی تھی۔ مساجد میں درسِ قرآن اور اللہ کے ذکر کی مجلسیں ہوتی تھیں۔ غرض اُس بستی کا ہر گھر جنت کا نمونہ تھا۔ ہر فرد دوسرے کا غمخوار، ایثار اور شرافت کا پتلا تھا۔ یہ لڑکا دیہات سے بڑے شہر میں آنے جانے لگا۔ کچھ عریانی اور بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والی عورتوں پر اُس کی نظریں پڑنے لگیں۔ آہستہ آہستہ اُس کی دوستی نیکوں سے ہٹ کر بدوں سے بڑھنے لگی۔ پھر وہ راستہ سے بھٹک گیا۔ بدکردار دوستوں کے مشورہ سے اُس نے والدہ کی محبت، دیہات کی پُرسکون اور پُرمسرت زندگی کو خیرباد کہہ کر شہر کی مسموم فضا میں اپنا ڈیرہ ڈال دیا۔ اُس کے ڈیرے میں اب ہر قسم کے اوباش دوست اُس کے گرد جمع ہونے لگے۔ اُن بدکردار دوستوں نے اُسے راہِ حق سے ہٹا دیا۔ ماں مصلّے پر بیٹھی ہر وقت اُس کے لیے دعائیں کرتی۔ کبھی کبھی ماں سے ملنے شہر سے گاؤں چلا آتا۔ آہستہ آہستہ وہ وقت آیا کہ مہینوں میں ایک چکر لگاتا۔ اِسی اثنا میں اُس کے بدکردار دوستوں کے ذریعے اُس کی شناسائی ایک بدکار عورت سے ہوگئی۔ وہ اِس قدر اُس پر فریفتہ ہوا کہ اپنے باپ کی جائیداد فروخت کر کے اُس پر لٹاتا رہا۔ آخر وہ وقت آیا کہ وہ عورت جس نے اپنے نیک دل شوہر کی زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہ دیکھا تھا اب دوسروں کے گھر مزدوری کرنے لگی۔ بیٹا جب کبھی گاؤں آتا تو ماں مزدوری کے پیسوں سے بیٹے کو گھی لے کر دیتی، کوئی چیز بنا دیتی اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتی۔ کافی عرصہ گزر گیا، لڑکا ماں

Marfat.com

کو ملنے نہ آیا۔ ماں بیٹے کی جدائی میں اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی۔ جب بھی کوئی بچہ اُس کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا وہ دوڑ کر دروازہ پر جاتی، بے ساختہ کہتی میرے بیٹے تم آ گئے، بیٹے تم نے اتنی دیر کیوں لگائی۔ جب معلوم ہوتا کہ گلی کے کسی بچے نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا تو دل پر ہاتھ رکھ کر پھر مصلّے پر آ بیٹھتی اور رونا شروع کر دیتی۔ روتے روتے اُس نیک دل عورت کی بینائی بھی جواب دے گئی۔
اُدھر جب اُس لڑکے کے پاس کچھ نہ رہا تو اُس عورت نے اپنے یاروں سے مشورہ کیا کہ اب اس سے جان چھڑائی جائے۔ مشورہ یہ طے ہوا کہ اُس سے یہ فرمائش کی جائے کہ میری محبت جب ہی آپ سے رہے گی کہ اپنی ماں کا دل نکال کر لاؤ۔ اس طرح وہ فرمائش پوری نہیں کرے گا تو خود ہی جان چھوٹ جائے گی۔ اُس بدکار عورت نے یہی فرمائش کی۔ وہ انسان جو ایک وقت میں فرشتہ تھا، آج خواہش نفس کی خاطر شیطان سے بھی بدتر ہو گیا اور اِس فرمائش کو بھی پورا کرنے پر تیار ہو گیا۔ خنجر لیا گاؤں کی طرف چل دیا۔ عرصہ دراز کے بعد جب یہ بدنصیب دروازے پر پہنچا، آواز دی۔ ماں فرحت خوشی سے دروازے کی طرف بڑھی، منہ سر چوما اور سینہ سے لگایا۔ اُس بدبخت نے خنجر نکالا اور ماں کے سینے پر مارا۔ ماں کا دل نکال کر چل دیا۔ آسمان پر اندھیرا چھا گیا، اللہ کا عرش ہل گیا، فرشتوں نے دہائی دی، ظلم کی انتہا ہوگئی۔ یہ بدکاروں کا یار بدکردار جب فاحشہ عورت کے مکان پر پہنچا، ماں کا دل اُس کے سامنے کیا۔ اُس عورت نے کہا تو اپنی ماں پر ایسا ظلم کر سکتا ہے تو معلوم نہیں میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا، اس لیے یہاں سے نکل جا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، گرا اور مر گیا۔ ماں کا دل ہاتھ سے چھٹا، دل اُس فاحشہ عورت کے کمرہ میں پڑی ہوئی چھری پر پڑا، ماں کا دل پھٹا۔ دردِ دل سے نکلی یہ صدا بیٹا کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ ماں کی عظمت، ماں کی شفقت، ماں کی محبت، ماں کے احسانات کو نظر انداز کر کے بے دین عورتوں کے آگے جھکنے والو! اور ماں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والو! تم پر اللہ کی لعنت، تم پر فرشتوں کی لعنت، تم پر پیغمبروں کی لعنت، تم پر تمام نیک انسانوں کی لعنت۔ توبہ کر لو، نیکی کی راہ اختیار کر لو۔ ماں کے قدموں پر سر رکھ دو۔ اُس وقت تک سر نہ اُٹھاؤ جب تک وہ راضی نہ ہو جائے چاہے تم کو موت تک سر رکھنا پڑے، رکھے رہو، نجات اسی میں ہے۔

Marfat.com

یادرکھیے! اللہ تعالیٰ ماں باپ کے نافرمان اور بے ادب کی کسی بھی نیکی وانصاف کو قبول نہ فرمائے گا۔ لیکن اگر وہ توبہ کرلے اللہ سے اور اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ ہر وقت اس کے راضی اور خوش رکھنے کی جستجو میں رہے تو پھر اللہ پاک معاف فرمادے گا کیونکہ اللہ پاک کی رضا ماں کی رضا میں ہے اور اللہ پاک کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے۔ (آمین! یا اللہ العالمین)

نصیحت

اے ماں باپ کے نافرمان! بے ادب، گستاخ، نالائق، بدبخت و بدنصیب اور ان کے احسان عظیم کو فراموش کردینے والے! اے اہم ترین اور بہترین متاع عزیز کو ضائع کردینے والے! اے بڑی سے بڑی نافرمانی کو مضبوط پکڑنے اور دلیری سے کرنے والے! اے فرض واجب اور اللہ ورسول کے حکم بھولنے والے اور قبر کی رات کو بھولنے والے! اے قیامت کے دن کو، پل صراط سے گزرنے والے وقت سے غفلت کرنے والے، اے اپنے آقا و مولیٰ کی حضوری میں اپنی پیشی کو بھلانے والے! اے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت نہ کرنے والے! سن اور یاد رکھ! ماں باپ کی خدمت اور ان کی ہر طرح سے دل وجان سے فرمانبرداری کرنا تیرے اوپر فرض اور ہر کام سے زیادہ ضروری ہے۔ اور تو اس کا بدلہ دیتا ہے۔ ان کی نافرمانی کرکے، جھڑک کرکے، ان کی برابری کرکے گستاخی کرکے جاہل بے دین بیوی کی سن کرکے، ماں کو برا بھلا کہتا ہے۔ بیوی کو کھلاتا پلاتا اور اچھے سے اچھا پہناتا ہے۔ اس کو ہر طرح سے عیش وآرام سے رکھتا ہے۔ گویا تو بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دیتا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ ایسا کرنے والے تجھ پر اللہ کی لعنت ہے ماں کے لیے تیرے پاس روٹی نہیں، کپڑا نہیں، اس کی دوا کے لیے تیرے پاس پیسہ نہیں، رہنے کو ماں کے لیے گھر میں جگہ نہیں۔ اس کی کوئی بات اور کوئی نصیحت تجھے پسند نہیں، کہتا ہے کہ بیٹھی رہو تیرا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ تجھے کچھ خبر نہیں، تیری عقل ماری گئی ہے۔ اے بدبخت! او بدنصیب! شاباش

Marfat.com

تیرے اور تیرے پھٹے منہ کے؛ تجھے اپنی پیدائش کے اور گندگی میں بھرے رہنے کے دن بھول گئے؟ اب تجھے ماں نہیں اچھی لگتی بلکہ اپنی جاہل، بے دین اور نافرمان بیوی (رَن) اچھی لگتی ہے اور نافرمان بیوی کے ماں باپ اور اس کے بہن بھائی اچھے لگتے ہیں۔ اپنی ماں کو ماں اور اپنے باپ کو باپ نہیں کہتا۔ ان کو ماں باپ کہنا تجھے عار ہے اور تیرے لیے شرم کی بات ہے۔ اور اگر کہتا بھی ہے تو بڈھا اور بڈھی، اس سے زیادہ یا اس کے علاوہ ادب کے سب الفاظ تیرے لیے ختم ہو گئے ہیں۔ لیکن بیوی کے باپ کو ابا جی اور اس کی ماں کو بی جی امی جی کہتا ہے۔ دربدنصیب منہ تیرا بدنصیب اے عقل و انصاف کا خون کرنے والے۔ کیا تو اسی دلیری اور کرتوت پر جنت کا طالب ہے۔ حالانکہ وہ جنت جو اللہ پاک کی رضا کا مقام ہے وہ تیری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اے اندھے کیا تو اپنے اصل کو (اس فانی چندروزہ جوانی کے نشہ میں آکر) بھول گیا۔ اس عارضی زندگی کے نشہ میں بدمست ہو گیا اور اصل مقصد کو بھول گیا۔ کیا تجھے ماں کے پیٹ میں رہنے کے دن بھول گئے؟ کیا تجھ کو اب قبر کے پیٹ میں جانے کے دن بھول گئے؟ تیری ماں نے نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھا اور وہ نو ماہ گویا نو سال کے برابر ہیں۔ اس نے تجھے اپنا خون دودھ کر کرکے اپنی چھاتی سے پلایا اور تیری وجہ سے اس نے اپنی نیند کو اڑایا اور اپنے ہاتھوں سے تیری گندگی کو دھویا اور کھلانے پلانے میں اپنے سے بھی زیادہ تیرا خیال وفکر رکھا اور اپنی گود کو تیرے لیے گہوارہ بنایا۔ تیرے اوپر ہر طرح سے احسان اور مہربانیاں کیں۔ اگر تجھے کوئی مرض یا شکایت ہوئی تو حد سے زیادہ غمگین ہوئی اور بہت دیر تک درد و غم سے روتی رہتی۔ تیرے علاج اور تیری بیماری پر خرچ کرنے کے لیے اپنے مال کا ذرا دریغ نہ کرتی۔ کبھی کسی حکیم کے پاس جا، کبھی کسی ڈاکٹر کے پاس جا، جگہ جگہ ڈاکٹروں حکیموں کے پاس مصیبت کی ماری ماری پھرتی۔ جہاں کہیں کسی اچھے ڈاکٹر، حکیم یا کسی سیانے کا پتہ لگتا وہیں لے کر جاتی، کہ جس طرح ہو میرے لال کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو اور دل کے چین کو راحت و آرام اور صحت مل جائے۔ اگر اس کو یہ اختیار دے دیا جاتا یا اس کے یہ اپنے بس میں ہوتا کہ تیری زندگی تیرا جینا، تیری ماں کی موت کے اندر ہے تو وہ تیرا جینا اور اپنا مرنا قبول کر لیتی وہ تیری زندگی کے مقابلہ میں اپنی

Marfat.com

جان کی بازی لگا دیتی۔ اے بے انصاف! یہ ہے ماں کی خدمت اور تو نے کتنی مرتبہ اس کے ساتھ برے سے برا سلوک کیا ہے۔ جس کا تجھے سب پتہ ہے۔ اس نے ہر وقت ظاہر اور پوشیدہ تیرے آگے اور پیچھے، اونچی اور نیچی آواز سے تیرے لیے دعائیں کیں، تیری بلائیں لیں۔ اللہ اللہ کر کے ان کی تمنا پوری ہوئی کہ تو بڑا ہوا اور اپنی جوانی کو پہنچا اور وہ اب تیرے سامنے اپنے بڑھاپے کو پہنچی اور تیری محتاج ہوئی۔ لیکن تو اس کو اب اپنے لیے ایک ذلیل حقیر و بے وقعت اور بے عزت سمجھتا ہے۔ تو اور تیری بیوی خوب کھا پی کر پیٹ بھر لیتے ہیں اور وہ بھوکی پیاسی رہتی ہے اور تو اس کی خدمت پر اور اس سے اچھا اپنے اہل وعیال بیوی بچوں کو سمجھتا ہے اور اس کے احسانات کو تُو نے بھلا دیا ہے۔ یاد رکھ تجھے بھی تیری اولاد اسی طرح سے عنقریب بھلا دے گی حالانکہ ماں کا کام اور اس کی خدمت تیرے لیے آسان ہے۔ مگر تو اپنے نزدیک اس کو مشکل سمجھتا ہے اس کی عمر تیرے نزدیک بہت لمبی ہے۔ سمجھتا ہے کہ یہ مرنے میں نہیں آتی حالانکہ وہ بہت کم ہے اور تو نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ یہ حالات اور واقعات ہیں تیرے۔ حالانکہ تجھے اللہ کریم نے اُف کہنے سے بھی منع کیا ہے۔ اے اللہ پاک کے احکام و قرآن کو قصہ کہانی اور ایک معمولی بات سمجھنے والے! اور ماں کے حق کو پامال کرنے والے اب بھی سمجھ جا اور توبہ کر کے ماں کے قدم پکڑ کر اپنی خطائیں معاف کرا لے ابھی وقت ہے ورنہ عنقریب تجھ کو عذاب دیا جائے گا۔ اس دنیا میں تجھ جیسے لڑکوں کے ساتھ اور آخرت میں عذاب دیا جائے گا اللہ کریم سے دوری کے ساتھ۔ لہٰذا اے بے عقل اور ماں کے حق سے غافل اب بھی وقت ہے کہ تیری ماں زندہ ہے۔ تیرے قصوروں کی معافی تلافی ہو سکتی ہے۔ ماں کے دنیا سے گزر جانے کے بعد تجھے پشیمانی ہوگی اور پھر عمر بھر کو رونا اور پچھتانا پڑے گا۔ ماں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت ہی لطیف اور باریک انداز میں جھڑکا ہے۔ تُو خالق کے فرمان کو فراموش نہ کر، اس کے حکم کو سر آنکھوں پر اُٹھا، اس کی قدر کر۔ پس:

☆ اے بے خبر! اگر تو سمجھے تو تیری ماں کا تیرے اوپر بہت زیادہ حق ہے اور تیرا زیادہ حق ادا کرنا بھی اس کے مقابلہ میں کم ہے۔

Marfat.com

☆ کتنی ہی راتیں اس نے تیرے بوجھ کی وجہ سے بیقراری میں گزاریں اور اس کے دل سے رونے اور کراہنے کی آواز تھی۔

☆ اور تیری پیدائش میں تو اس کو بہت تکلیف ہوئی اور ایسے ایسے پھندے لگے جن سے قلب پریشان ہو کر اڑنے لگتا ہے۔

☆ اور کتنی ہی مرتبہ تیری گندگی کو اس نے اپنے سیدھے ہاتھ سے دھویا اور اس کی گود تیرے لیے مثل ایک چارپائی کے ہے۔

☆ اور تیری تکلیف پر وہ جان دینے کو تیار ہے اور اس کی چھاتی میں تیرے لیے خالص دودھ اللہ نے موجود رکھا ہے۔

☆ کتنی مرتبہ وہ بھوکی پیاسی رہی۔ لیکن تجھ کو اپنی غذا کھلائی محبت اور مہربانی کی وجہ سے۔ اس وقت جب کہ تو بچہ تھا۔

☆ پس! افسوس ہے اس عقل والے کے، جو اپنی خواہشات کی تابعداری کرتا ہے اور افسوس ہے اس دیکھنے والے کے لیے جو دل کا اندھا ہے۔ آ سمجھ اور ماں کی دعائیں لینے کو اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے۔

باپ کی خدمت کا صلہ

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ وہ بیمار ہوا۔ بیٹوں میں سے ایک نے اپنے تین بھائیوں سے کہا کہ اگر تم باپ کی تیمارداری اس شرط پر کرو کہ تم کو باپ کی میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا تو تم کرو ورنہ میں اس شرط پر تیمارداری کرتا ہوں کہ میراث میں سے کچھ نہ لوں گا۔ وہ اس پر راضی ہو گئے کہ تو ہی اس شرط پر تیمارداری کر ہم نہیں کرتے۔ اس نے خوب خدمت کی لیکن باپ کا انتقال ہی ہو گیا اور شرط کے موافق اس نے کچھ نہ لیا۔ رات کو خواب میں دیکھا، کوئی شخص کہتا ہے: فلاں جگہ سو (۱۰۰) دینار (اشرفیاں) گڑی ہوئی ہیں، وہ تو لے لے۔

Marfat.com

اُس نے خواب میں ہی دریافت کیا کہ ان میں برکت بھی ہوگی۔ اُس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے۔ صبح کو بیوی سے خواب کا ذکر کیا۔ اُس نے ان کے نکالنے پر اصرار کیا، اس نے نہ مانا۔ دوسرے دن پھر خواب دیکھا جس میں کسی دوسری جگہ دس (۱۰) دینار بتائے۔ اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا۔ اُس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے۔ اُس نے صبح بیوی سے اس کا بھی ذکر کیا۔ اُس نے پھر اصرار کیا مگر اُس نے نہ مانا۔ تیسرے دن اُس نے پھر خواب دیکھا۔ کوئی شخص کہتا ہے، فلاں جگہ جا، وہاں تجھے ایک دینار (اشرفی) ملے گا، وہ لے لے۔ اُس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا۔ اُس شخص نے کہا: ہاں اس میں برکت ہے۔ یہ جا کر وہ دینار لے آیا اور بازار میں جا کر اس سے دو (۲) مچھلیاں خریدیں، جن میں سے ہر ایک کے اندر سے ایک ایک موتی نکلا جس قسم کا عمر بھر کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ بادشاہِ وقت نے ان دونوں کو بہت اصرار سے نوے خچروں کے بوجھ کے بقدر سونے سے خریدا۔

نافرمانوں کے لیے تنبیہ

ایک سنگین جرم: اے اولادِ آدم! ہم آج ایک ایسے جرم کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ جس کی عالمگیری اور عمومیت کا یہ حال ہے کہ دس لاکھ کی آبادی میں فقط گنتی کے چند گھرانے ہی اس ملعون روّیہ سے بیزار ہوں گے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ ہر دیہات، ہر قصبے اور ہر شہر کے تقریباً ہر گھر میں گستاخ اور چنچل بیوی کے مقابلے میں ضعیف والدین کی کھلے بندوں بے عزتی کی جاتی ہے اور پھر بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اس گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ سوسائٹی کا ایک فرد بھی اس ظلمِ عظیم کے خلاف احتجاج کرتا ہوا نظر نہیں آتا اور کوئی انسان بھی اپنے کسی رشتہ دار یا دوستوں سے حقوقِ والدین کے جرم پر مقاطعہ کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ رشتہ داروں اور اقرباء میں ایک بھی ایسا مصلح نہیں ہے جو والدین کے نافرمان کو تیوری بدل کر ہی دیکھے۔ لڑکی کے وارث تو سرے سے لڑکے کے والدین کی موت کے لیے شام وسحر دست بدعا ہیں۔ تو پھر ان سے انصاف کی کیسے توقع ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی لڑکی کی خودمختاری کے لیے صلہ رحمی کے تمام مقدس اصولوں کو قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

Marfat.com

اب پڑوس میں اس اپاہج اور ناتواں جوڑے پر کون رحم کھائے۔ اور پرائی آگ میں کون پڑے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام گھروں میں تقریباً ایک ہی طرح کی کشمکش جاری ہے۔ کتنا حسرت و یاس کا مقام ہے کہ ان مظلوموں کی کسی عدالت میں شنوائی ہی نہیں۔ مگر ہمارے ضمیر کا تقاضا ہے کہ ہم ان منزلی سفاکیوں اور چیرہ دستیوں کے خلاف اتنا شور مچائیں کہ جس سے بہروں کے کان بھی کھل جائیں۔ اللہ کا غضب! کہ قوم وملت کے بے وفاؤں کو غدار کہا جائے۔ چوری کرنے والا چور اور ڈکیتی کا مرتکب ڈاکو مشہور ہو جائے۔ مگر والدین کے نافرمان اور بہنوں کا جبراً حصہ کھانے والے کا کوئی نام بھی نہ ہو۔ ہائے، ہائے وہ مجرم بھی ہے مگر سوسائٹی میں دندناتا پھرتا ہے۔ یہ کیوں؟ سارے افراد معاشرہ ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ سب پر نافرمان بے دین بیوی پرستی کا بھوت مسلط ہے۔ مگر ہم مظلوموں کی خاموش آہوں کے خوفناک نتائج وعواقب سے ڈرتے ہیں اور اقبال مرحوم کی زبان سے کہتے ہیں:

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اے دُنیا کے امن پسندو! اے تہذیب واخلاق کے علمبردارو اور اے فقیہو، محدثو اور عالمو! خواجہ محمد اسلام آپ سے محبت، شفقت، خدمت، خلوص، احسان، جاں نثاری، بذل وایثار اور جنون و دیوانگی کے معانی پوچھتا ہے اور پھر عرض پرداز ہے کہ ان قدسی الاصل الفاظ کا صحیح منبع ومبداء والدہ کے دل کے سوا اور کوئی مقام بھی ہوسکتا ہے اور اگر یہ الفاظ اپنی معنوی خوبیوں کی بنا پر ساری کائنات کے انسانوں کے نزدیک دلوں کو رام کرنے کے لیے اور رُوحوں کو چین بخشنے کے لیے ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مادی طاقتوں سے زیادہ کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر ہم دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اور اپنے خداداد علم وفضل کی تمام تر قوتوں کو فقط اسی لیے صرف کرو، کہ وہ دل جو حقیقی معنوں میں مذکورہ بالا حسنات کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ کسی بستی میں، کسی گھر میں، کسی جھونپڑے میں، بلکہ کسی بدوی خیمے میں بھی دُکھنے نہ پائے۔ اُس کے دل کو پریشان نہ کیا جائے تاکہ وہ رات دن دُعاؤں میں مستغرق رہے اور تمام انسانی آبادیوں پر پروردگارِ عالم کی رحمت کی بارش ہو۔ ہمارے دل میں ایسے اندیشے

Marfat.com

پیدا ہوتے ہیں اور وہ روز افزوں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہلاکت کے آثار نمودار ہوتے ہیں اور وُہ دن بدن پھیلتے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب ہم اقوام عالم کی تباہی کے حالات قرآن مجید کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو ہماری رُوح خوف و ہراس سے کانپ اُٹھتی ہے۔ ہاں! ہاں! اگر لواطت کے جرم سے قوم لوط کی بستیاں تباہ و برباد کی جاسکتی ہیں، اگر حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تولنے اور کم ماپنے کی وجہ سے ہلاک ہوسکتی ہے اور اگر ابرہہ کا انہدام کعبہ کا ارادہ تمام حملہ آوروں کو بربادی کے جہنم میں دھکیل سکتا ہے تو اے دُنیا کے مسلمو اور غیر مسلمو! اور مستقبل کے حوادث کو بھانپنے والے انسانو! آؤ ہم سب مل کر اُن تمام انسانی بستیوں میں گھس جائیں جہاں سے بوڑھے والدین کی مظلومانہ آہیں اُٹھ رہی ہیں، جہاں محسن کشی کا دور دورہ ہے، جہاں ہوس پرستوں نے ضعیف ماؤں کو ذلیل کر کے سارے اختیارات اپنی ناعاقبت اندیش، جاہل بے دین بیویوں کو دے رکھے ہیں اور دیکھیں کہ کہیں اہل بستی پر غضب الٰہی کے انتقامی انگارے تو برسنے والے نہیں؟ وہاں کے کوہسار بحکم پروردگار حرکت میں آ کر محسن آزار مخلوق کو پیسنے پر آمادہ تو نہیں؟ کیا اُن بدنصیب خطوں کو زلزلوں نے اپنی بازیگاہ کے لیے تو تجویز نہیں کر رکھا؟ غیر مسلمو! سن لو کہ تم تو اسلام کا انکار کر کے پہلے سے ہی جہنم کا ایندھن ہو اور اس پر والدین کو تنگ کر کے پیش از وقت شعلوں کو دعوت دے رہے ہو اور اے برادرانِ اسلام! ایمان کے بعد اگر تمہارا کردار (اسلامی) معاشرے کی قباحتوں میں موجودہ رفتار سے اضافہ کرتا رہا تو انجام کار خیر تمہاری بھی نہیں ہے۔ آؤ اور ہمارے ایک سوال کا بڑے تدبر سے جواب دو۔ وہ ماں جس نے سات لڑکوں کو پال پوس کر جوان کیا ہو۔ اب بڑھاپے میں رانڈ ہوچکی ہو۔ ساتوں لڑکے اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوں اور صاحب اولاد بھی ہوں۔ اُن کے تمام گھروں میں دُنیاوی خوشحالی و فارغ البالی ہو۔ بالفاظِ دیگر ہر گھر اہل خانہ کے لیے عشرت کدہ ہو۔ باورچی خانوں میں نعمت خانے موجود ہوں۔ ڈرائنگ روموں میں صوفے، قالین، دروازوں میں چلمنیں اور پردے اور اندر بجلی کے قمقمے رات کو دن سے زیادہ منور کر رہے ہوں۔ خدم و حشم بھی حسب ضرورت آگے پیچھے بھاگے پھرتے ہوں۔ مگر یہ نعمتوں سے بھرپور

Marfat.com

ماحول ساتوں گھروں کے رہنے والوں کو اس قدر غافل کر دے کہ اُن کی محسنہ، پرورش کرنے والی، اُن کی مخلص خادمہ، جس کے ہاتھوں میں رعشہ، قدموں میں ڈگمگاہٹ، کانوں میں بہرہ پن، آنکھوں میں موتیا بند ہو۔ ایک ایسی پرانی حویلی میں رہتی ہو، جس کی چاردیواری سجدہ ریزی کر رہی ہو۔ جس کے مکانوں کی بوسیدہ چھتیں ہوں اور کواڑوں سے کتے اور بلیاں آسانی سے اندر باہر آ جا سکیں۔ پھر بیماری اور تندرستی میں اُس کا پرسانِ حال بھی کوئی نہ ہو، مہمان بھی آئیں تو بھرے ہوئے گھروں میں آئیں۔ اگر یہ بڑھیا تپ سے کراہتی ہوئی نصف شب کو (اللہ تعالیٰ آسمان دُنیا پر) کسی حاجت کے لیے لڑکھڑاتی ہوئی اپنی چارپائی سے اُٹھے اور اندھیرے میں فرطِ ضعف سے ٹھوکر کھا کر زمین پر گر جائے اور اس حالت میں اپنے غافل بیٹوں کے گھروں کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک آہ بھر کر (ربّ لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا) کہہ دے تو اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ طلوع صبح سے پہلے پہلے ان گھروں کے نغمات عشرت کہرام اور ماتم میں بدل جائیں۔ ان سے نعمتیں چھن جائیں۔ اُن کی بے بسی اور ہلاکت پر آسمان اور زمین ایک بھی آنسو نہ بہائے۔ کیا آپ نے وہ شعر نہیں سنا:

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دُعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

مگر ہم احکم الحاکمین کو گواہ کر کے کہتے ہیں، یہ ستائی ہوئی جان، یہ محروم خادمہ، یہ دھکیلی ہوئی محسنہ، یہ بکھرے ہوئے سفید بالوں والی مظلومہ اور یہ جھریوں والے چہرہ والی ضعیفہ جب زمین پر گرتی ہے تو فرطِ شفقت سے کہتی ہے کہ یا اللہ میرے بچوں کی خیر اور جب یہ نیم مردہ زمین سے اُٹھتی ہے تو پھر بھی کہتی ہے کہ یا اللہ! میرے شیروں کی خیر۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو اسلام ایذائے ستم گر کے روا دار نہیں

آپ مانیں یا نہ مانیں، مگر یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ماں کی رُوح انتقامی جذبات سے ناآشنا ہوتی ہے۔ وہ اپنے نافرمان بچوں کے لیے بھی سراپا رحمت ہے۔ وہ عفو کی زندہ مثال ہے۔ میں یہاں پر ایک دو واقعات کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

کہ فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں میں جس کو چاہے گا معاف کر دے گا لیکن والدین کی نافرمانی کے جرم کا مرتکب موت سے پہلے ہی دوران زندگی میں جلد از جلد کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ حقوقِ والدین ایک ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا قیامت کی ہولناکیوں سے پیشتر ہی شروع ہو جاتی ہے۔ اور قدرت کا اٹل قانون مکافات والدین کے باغیوں کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ بلاشبہ تیرا پروردگار البتہ گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ شاید یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا کو روزِ محشر تک اُٹھا رکھنا گویا ایک اہم ترین فوری امر کو معرض التوا میں ڈالنے کے مترادف ہے یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ غفار کی شانِ کریمی کا تقاضا ہے کہ مجرم اپنی سزا کی ابتدائی صورتیں سامنے دیکھ کر اِسی زندگی میں اپنے جرائم سے توبہ کر لے اور قیامت کے دن فرمانبرداروں میں اُٹھایا جائے۔ ہائے حسرت! ہائے افسوس! کاش میں فرقہ نسواں پر جو ظلم ہو رہے ہیں اُن کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لیے، اُن کی بھلائی کے لیے کچھ کر سکتا۔ والدہ ماجدہ کے تاریک پہلو میں قدرت نے میری زندگی کا آغاز کیا اور وہاں چند ماہ رکھ کر میرے اللہ نے مجھے انسانی شکل عطا فرمائی۔ بالفاظ دیگر پروردگارِ عالم نے میری زندگی کی ابتدا بطن مادر کی تاریکیوں میں شروع کی اور میری اُس زندگی کا سبب والدہ کی حیات عارضی کو بنایا۔ نو ماہ کی طویل مدت میں میرے جسم کی پرورش والدہ کی قوتوں پر ہوتی رہی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھ میں قوتِ بصارت، قوتِ تنفس اور ہر قسم کی حس وحرکت اُس وقت پیدا ہوئی اور اُتنی مقدار میں پیدا ہوئی۔ جس وقت اور جتنی مقدار میں یہ قوتیں میری ماں کے جسم سے کم ہو گئیں اور میرے جسم میں منتقل ہو گئیں۔ میرے چہرے کی معصومانہ حسین چمک دمک یعنی میرے ماتھے کی سمیں جھلکیں، میرے رخساروں کی دلکش بناوٹ، لبوں کی قدرتی سرخی، ناک کا معیاری حسن اور پھر اُس کے ساتھ میرے ملکوتی تبسم کی دلفریبیاں مجھ میں اس وقت پیدا ہوئیں۔ جب میری والدہ کے مبارک اور پر عصمت چہرے سے یہ سارے انوار کم ہو گئے۔ گویا میری پیدائش کے بعد اُس کا چہرہ پہلے کی طرح بارونق نہ رہا۔ کیونکہ اس کی وہ دلکشی میرے قویٰ کی تعمیر میں صرف ہو کر رہ گئی۔ ہاں، ہاں، میری ماں کی بصارت، حس وحرکت، شنوائی، گویائی، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسہ،

Marfat.com

بلکہ حس مشترک، خیال، متخیلہ، واہمہ اور قوتِ حافظہ میں بھی انحطاط پیدا ہو گیا۔ تب کہیں جا کر میرے ناتواں جسم میں حواس عشرہ کا ظہور ہوا۔ دراصل میں کیا ہوں؟ اپنی ماں کے مجموعہ قویٰ کا ایک مختصر سا مظہر ہوں۔ آج مرنے کے بعد میری ماں میرے جوان قدوقامت کو، جس کی پرورش میں اس کی قوتیں صرف ہوئی تھیں، دیکھنے سے عاجز ہے کیونکہ اُس کا مبارک جسم قبر کی تاریکیوں میں پڑا ہے۔ آج اپنی شفقت اور جانفشانی کے باوجود میری والدہ مجھ کو یہ ہدایت کرنے سے قاصر ہے کہ میں اُس کی امانت (جسمانی قوتوں) کا صحیح استعمال کر رہا ہوں یا غلط استعمال کر رہا ہوں۔ وہ لحد میں پڑی ہے۔ اس کو یہ بھی معلوم نہیں اور نہ ہی معلوم کرنا چاہتی ہے کہ میں نے اس کے احسانات کے عوض اُس کی یاد کو اپنے دل میں جگہ دی ہے یا نہیں۔ اگر قبر کے دروازوں کا کھلنا ممکن بھی ہو، تو میری ماں مجھ کو نہیں پہچان سکتی۔ کیونکہ اب میں جوان ہو چکا ہوں۔ اگر ہم اب بازار میں ملیں تو یقیناً میری والدہ ناآشناؤں کی طرح میرے پاس سے گزر جائے گی۔ ہاں اگر میری رُوح میں فرزندانہ احساسِ خدمت موجود ہوگا تو بہت ممکن ہے کہ اس صورت میں میری ماں مجھ کو شناخت کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اُن پیدائشی احسانات کے بدلے میں، ہائے! میں نے کون سی ایسی خدمات پیش کی ہیں اور اپنی ماں اور فرقہ نسواں کے لیے کون سی قربانیاں دی ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہو سکے کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ ہائے افسوس! مجھے رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ عورت کا اُن مصائب بھرے ایام و شہور کا صلہ کہیں سے نہیں ملتا جبکہ وہ بچے کا سیروں وزن اپنے پیٹ میں اُٹھائے پھرتی ہے۔ الٰہی! مجھے وہ وقت یاد آتا ہے جب میرا جونک جیسا جسم بطن مادر میں خون چوس چوس کر پرورش پا رہا تھا۔ الٰہی! وہ گھڑیاں کس قدر جانکاہ اور رُوح فرسا تھیں، جب میری ولادت کے وقت میری ماں دردِزہ کی شدت سے موت کے جہنم میں گرنے کے قریب پہنچ گئی تھی۔ ہائے افسوس! صد ہزار افسوس! میں نے اپنی مرحومہ والدہ اور فرقہ نسواں کے احسانات کے شکریے میں درہمے، قدمے، سخنے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر میں سب کچھ بھی کرتا تو پھر بھی اپنے فریضے سے عہدہ برآ نہ ہو سکتا۔ واحسرتا! وامصیبتا! زمانے کو کیا ہو گیا ہے؟ ظلم و ناانصافی کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ مرد عورت

Marfat.com

کے حقوق کو ہر شعبۂ حیات میں پامال کرنے پر تلا ہوا ہے اور اس طرح سے اس محسنہ کائنات کو اپنے جبر و استبداد کے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔ مرد کی حریصانہ قوتوں کا تقاضا ہے کہ وہ اس معصوم و نازک طبقے کو اپنے قاہرانہ رویہ سے مغلوب و مرغوب رکھے۔ لہٰذا اے میری ماں کی قبر! تو بند رہ اور ہمیشہ کے لیے بند رہ کیونکہ مجھے اپنی احسان فراموشیوں اور نابکاریوں کی وجہ سے ماں کے حضور پیش ہونے سے شرم آتی ہے۔ مجھ جیسا نالائق بیٹا کسی مشفق ماں کے سامنے کیونکر حاضر ہو سکتا ہے۔

خدائے قدوس شاہد ہے کہ ان سچے اثرات کی وجہ سے میرا جسم کانپ رہا ہے اور آنکھیں سرشک آلود ہیں۔ اس حالت میں میری رُوح اس آرزو سے جل رہی ہے کہ کاش! یہ پاکیزہ خیالات میرے دل و دماغ میں پرورش پاتے، کاش! میرے دل کی گہرائیوں میں یہ گرانمایہ موتی ہوتے اور میں اپنی طبع غواص سے ان آبدار جواہرات کو نکال کر منظرِ عام پر لاتا۔ اور اُمید کرتا کہ عصر حاضر کے نوجوان ان گوہرہائے نایاب کی چمک سے محو حیرت ہو کر اپنی ضعیف والدہ کے قدموں پر گر پڑتے اور اس طرح سے اپنی نجات کا وسیلہ حاصل کر سکتے۔

ماں باپ کے ساتھ زیادتی کا تلخ احساس

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی ایک ایسی نیکی ہے جس کا ثواب بہت جلد ملنا شروع ہو جاتا ہے اور قطع رحمی اور سرکشی ایسا گناہ ہے جس کی سزا دُنیا ہی میں مل کر رہتی ہے۔ رہا آخرت کا عذاب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ رہے گا۔ اور آخرت ہی میں قطع رحم کرنے والا اور سرکش اس عذاب میں جھونکا جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین، باب صلۃ الرحم)

ماں باپ کی نافرمانی اور رنج دینے پر عذاب اور فرزندوں کے حقوق والدین پر

حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے اور حکم کیا پروردگار تیرے نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مکلفوں پر اس بات کا کہ عبادت نہ کریں کسی کی مگر اللہ برحق کی کیونکہ سوائے اس کے اور کوئی لائق تعظیم و بندگی کے نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کریں۔ حق تعالیٰ نے اپنی عبادت کو ماں باپ

Marfat.com

سے احسان کرنے کے ساتھ ملایا کیونکہ ماں باپ اولاد کے وجود کو پیدا کرنے اور ترتیب کرنے کے سبب سے بڑے ہیں۔ اگر پہنچیں تیرے نزدیک کبرسن اور بڑی عمر کو ایک ان دونوں میں سے یا ہر دو یعنی بوڑھے ہوں اور تیری خدمت کے محتاج ہوویں، پس مت کہہ اُن کو اُف۔ اُف کا لفظ جو خفگی کا لفظ ہے۔ جب ایک آدمی ایک چیز سے تنگ آئے یا وہ چیز اس پر بھاری ہووے یا ناپاکی سے آلودہ ہووے تو اُف کر کے کہتا ہے۔ حق تعالیٰ کہتا ہے یہ لفظ بھی ماں باپ کو مت کہو۔ ماں باپ سے تنگ مت آؤ اور اُن کو گراں مت جانو اور اُن پر بلند آواز مت مارو اور اُن کی بات کا جواب سخت مت دو، ادب وحرمت سے بات کرو، اُن کا نام مت پکارو، غصہ والے بدخو صاحب سے گنہگار، تقصیر وار غلام جس طرح عاجزی سے بات کرتا ہے، ویسے ہی اپنے ماں باپ سے بات کرو، تواضع اور ذلت کا بازو اُن کے روبرو نیچے کرو، اُن پر زیادتی وزحمت سے بزرگی اور تکبر مت کرو بلکہ ملائمت اور نرمی آگے لاؤ، کیونکہ کل کے دن تم پرورش اور تربیت میں اُن کے محتاج تھے، آج کے روز وہ تمہاری خدمت اور احسان کے محتاج ہیں اور تم یہ کہو کہ اے پروردگار اُن پر بخشش اور رحم کر جیسا کہ انہوں نے ہم کو پرورش کیا ہے۔ اگر ماں باپ مومن ہیں تو بہشت میں پہنچا، اگر کافر ہیں تو اسلام اور ایمان اُن کو دے۔ یہ حق تعالیٰ کی خوشی پر موقوف ہے۔

حدیث قدسی ﴾ جو شخص کہ راضی رہے اس سے، اس کے ماں باپ تو میں بھی اس سے راضی ہوں۔ اگر کلام میں اُف سے بھی کوئی لفظ کم ہوتا تو، البتہ اللہ تعالیٰ ذکر کرتا اسی کو، یعنی خفگی میں اُف کے سوائے کوئی دوسری بات نہیں۔ تم ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ تمہارے بچے تمہارے ساتھ نیکی کریں گے۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا کبائر گناہوں کا کفارہ ہے، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا پروردگار سے دُور ہے، فرشتوں سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے، نیک لوگوں سے دُور ہے دوزخ کے نزدیک ہے۔

حدیث ﴾ ماں باپ کے مارنے کے واسطے جو ہاتھ اٹھاوے گا، اس کا ہاتھ گردن سے باندھ کر لنڈا کر دیا جائے گا۔ تب اصحاب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر وہ ان کو مارے تو کیا حکم

Marfat.com

ہے۔فرمایا پل صراط سے گزرنے کے آگے ہاتھ کٹ جاوے گا اور فرشتے ماریں گے۔جو دنیا کی حاجتوں سے ماں باپ کی ایک حاجت برلاوے تو حق تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کرے گا اور اس کی آخرت کی حاجتوں سے ستر حاجت برلاوے گا۔آخرت کی حاجتوں سے پہلی حاجت جنت میں داخل ہونا ہے۔دوسری حق تعالیٰ کا دیدار، جو گھر میں اچھا کھانا رکھے گا اور ماں باپ کو چھوڑ کر کھاوے تو حق تعالیٰ جنت کے طعام کی لذت اس پر حرام کرے گا۔ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ کس لیے ہمارے دل سخت ہو گئے اور گناہ بہت ہو گئے۔پروردگار کی طرف ہم توبہ نہیں کرتے۔اس بزرگ نے کہا تحقیق تم نے آخرت کو چھوڑ دیا اور خسارت کے عمل کیے۔ماں باپ کی نافرمانی کی، عمل نیک چھوڑ دیئے۔دراز امید رکھی، ظلم اختیار کیا۔امانت ضائع کی خیانت ظاہر کی۔جس قدر تم بڑی عمر کے ہوئے مکر وفن کو قوت دی۔پانچوں وقت فرض نماز ضائع کی، زکوٰۃ نہیں دی، چغلی اختیار کی، یتیموں کو ستایا، شریعت کے احکام کو نہیں بجالائے، رحمٰن کے نافرمان و گنہگار شیطان کے تابعدار بنے، سود کھاتے رہے اور عورتوں کو کھلاتے رہے، بدکاروں سے معاملہ کرتے رہے، جھوٹ کے سبب تمہارے دل سخت ہو گئے ہیں۔تمہارے گناہ بہت ہو گئے ہیں کوئی جھڑکنے والا نصیحت کرنے والا، یاد دلانے والا نہیں رہا۔تمہارا کلام میٹھا اور فعل کڑوا، تمہاری زبان بد اور تمہارے دل دوسروں کے عیبوں کو دیکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں رکھتے۔اللہ تعالیٰ کے تم مقبول نہیں ہوئے بلکہ مردود بنے ہو۔اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دیوے۔دوزخ میں ابلیس و عاق والدین کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔دوزخ میں وہ ابلیس کا ہمسایہ ہوگا۔نیک جنت میں پیغمبروں کا ہمسایہ ہوگا۔جنت میں پیغمبروں اور محسن والدین کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔وہ جنت میں پیغمبروں کا ہمسایہ ہوگا۔ماں باپ کو خوش رکھنے والے کو محسن والدین کہتے ہیں۔

حدیث﴾ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں جس رات میں معراج کو گیا تھا وہاں ایک قوم کو دیکھا کہ آتش کی سولی پر لٹکتے ہیں۔تب جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: اے میرے بھائی! یہ کون ہیں، کیا گناہ کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: یہ قوم اپنی ماں کو گالی اور رنج دیتی تھی۔مالک نے کہا: مجھے پروردگار نے

Marfat.com

حکم کیا کہ اس قوم کو آگ کی سولی پر لٹکاؤں اور ان کی زبانوں کو آتش کے آکڑے سے گدی کی طرف کھینچ کر تالو سے نکالوں۔

روایت ﴾ جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے قبر میں اس کے پہلو پر مینھ کے قطروں کی مانند آتش کی چنگاریاں برسیں گی۔

نقل ﴾ اللہ کے رسول ﷺ عاق والدین کا بلبلانا، رونا، عذاب عقوبت کی صورت دیکھ کر اور سن کر عرش کے نیچے ان کی شفاعت کے لیے سجدہ کریں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اے میرے حبیب! سر اُٹھا جب تک ان کے ماں باپ ان سے راضی نہ ہوں گے میں مغفرت نہیں کروں گا۔ تو اپنے مکان کو جا ان کا خیال مت کر۔'' آپ حکم کے موافق جنت میں پھر جاویں گے، پھر دوسری بار ان کا بلبلانا سن کر بہت درد سے عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑیں گے۔ حق تعالیٰ فرماوے گا: ''اے میرے حبیب ﷺ! سر اُٹھا جو مانگنا ہے سو مانگ۔ جو لوگ ماں باپ کو ایذا اور رنج دیتے تھے جب تک اُن کے ماں باپ اُن کے گناہ معاف نہ کریں گے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور تو جا۔'' آپ ناچار حکم کے موافق پھر آویں گے۔ پھر تیسری بار ان کا رونا سن کر آپ کا دل پگھل جائے گا۔ بے اختیار عرض کریں گے: ''اے میرے اللہ! دوزخ کے دروازے کو کھولنے کا حکم کرتا کہ ان کے عذاب کو دیکھوں۔'' عرض قبول ہوگی۔ ایک فرشتہ دروازہ کھولے گا۔ آپ جا کر دیکھیں گے تو کتنے مرد اور عورتیں آتش کی سولی پر لٹکے ہوئے ہوں گے۔ بعضوں کے سروں پر زبانیہ لوہے کے گرزوں سے مارے گا۔ بعضوں کے بازؤں اور پیٹوں پر آتش کے تیر چلاوے گا اور بعضوں کی پشت اور زانوؤں پر آتش کے تازیانے مارے گا۔ سانپ بچھو ان کے پاؤں کے نیچے دوڑتے اور کاٹتے ہوں گے۔ مالک فرشتہ دوزخ کا سردار اور نگہبان ہے اس کے علاوہ میں جو جو فرشتے ہیں ان کو زبانیہ کہتے ہیں۔ حضرت یہ بدا احوال دیکھ کر بے اختیار رحمت و درد کے مارے روتے ہوئے پھر عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑیں گے۔ تب حق تعالیٰ اپنے کرم و رحمت سے فرمائے گا ''اے میرے حبیب ﷺ! ان کے ماں باپ تھوڑے جنت میں تھوڑے اعراف میں تھوڑے دوزخ میں ہیں۔ تو ان کو راضی کر کے

Marfat.com

ان کے گناہ معاف کروا۔" آپ ﷺ کہیں گے: "اے میرے اللہ! دوزخ میں جو ہیں ان کو مجھے دکھلا۔" تب حق تعالیٰ دکھلائے گا۔ آپ کے حکم کے موافق بہشت اور اعراف اور دوزخ میں ان کے ماں باپ کے پاس جا کر کہیں گے تمہاری اولاد کے گوشت کو آتش کھا گئی ان کی ہڈی تک جل گئی، ان کا رنگ کالا ہوگیا، فرشتے ان کو عذاب کرتے ہیں، ان کا رونا سن کر میرا دل بہت ہی غم و درد میں ہے۔ اب ان کے گناہ معاف کرو۔ وہ اپنی اولاد کی سب تقصیر جو دنیا میں تھی بیان کریں گے۔ کوئی کہے گا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے فرزند اور دختر کی شفاعت مت کرو کیونکہ وہ دنیا میں میری بہت حقارت و سبکی کرتے تھے اور میرا دل توڑتے تھے اور آپ خوب کھاتے پیتے تھے، میں بھوکا پیاسا رہتا تھا۔ ماں بھی ایسا ہی کہے گی کہ یا شفیع المذنبین میرا بیٹا اپنی جورو کو اچھے کپڑے اور زیور بنوا کر دیتا تھا۔ مجھ کو بھوکا رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک ماں اور باپ اپنی دختروں سے اور فرزندوں سے دنیا میں جو رنج و ایذاء کہ اٹھائے سو ظاہر کریں گے، ان کے دل کی آرزو نہیں نکلے گی۔ تب آپ فرماویں گے اے لوگو! تم نے جو دنیا میں اپنی اولاد سے دکھ پایا اب دنیا گزر گئی اس کی نعمت سب جاتی رہی اور میرا حکم یہی ہے کہ تم ان کی تقصیر معاف کرو۔ حق تعالیٰ فرماوے گا: "اے میرے حبیب ﷺ! مشقت میں مت پڑ، اپنے عزت و جلال کی قسم ہے جب تک ان کے دلوں میں ان کی طرف سے رضا و خوشنودی نہ دیکھوں گا، دوزخ سے نہ نکالوں گا۔" آپ ﷺ فرماویں گے اے پروردگار! اے ارحم الراحمین مالک کو حکم کر کہ ان کو اولاد کا عذاب دکھاوے۔ شاید اس وقت مہر پدری و مادری سے ان کی تقصیروں کو معاف کریں۔ ایسا ہی حکم ہوگا تب آپ سب کو ساتھ لے کر ان کی طرف جاویں گے۔ جب وہ اپنی اولاد کے رنگ برنگ کے عذاب اور خرابیاں دیکھیں گے اپنی ایذا اور رنج بھول کر پکار کر روتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے جگر بندو تم پر اتنا سخت عذاب ہو رہا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے تھے کوئی اپنے فرزندوں کے لیے کوئی اپنی دختروں کے لیے بے اختیار روئے گا۔ اس وقت دوزخی اپنے ماں باپ کی آواز پہچان کر سر اُٹھا کر کہیں گے اے ہمارے ماں باپ اب رحم کرو ہمارے گوشت پوست کو آتش کھا گئی۔ ہمارے کلیجے ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ ہم کو اب کچھ طاقت نہیں رہی، تم دنیا میں ہم

Marfat.com

پر دھوپ پڑنے نہیں دیتے تھے۔ ایک کانٹا ہمارے پاؤں میں اگر چبھتا تھا تو تم غمگین ہوتے تھے۔ اب مہر پدری و مادری کرو کیوں اس طرح ہم پر دوزخ پسند کرتے ہو، رحم نہیں کرتے۔ تب ان کے ماں باپ یہ رونا سن کر بے اختیار روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں گے: اے شفیع المذنبین ان کی شفاعت کرو۔ میں کہوں گا حق تعالیٰ تمہارے واسطے تمہاری اولاد پر غضب میں ہے تم شفاعت کرو۔ وہ کہیں گے اے ہمارے اللہ! ہمارے مولیٰ! اپنی رحمت سے ہماری اولاد پر رحم کر اور دوزخ سے نکال۔ حق تعالیٰ کہے گا: میں تمہارے دلوں کی بات جانتا ہوں۔ اب تم اپنے فرزندوں سے بہ دل راضی ہوئے ہو۔ کہیں گے: اے پروردگار! ہم بہ دل راضی ہوئے، تو بھی راضی ہو۔ حق تعالیٰ مالک کو فرمائے گا جو ماں باپ راضی ہیں ان ہی کی اولاد کو چھوڑ دو۔ جن کے ماں باپ راضی نہیں ہیں ان کو مت چھوڑو۔ مالک اسی کے موافق جن کے ماں باپ راضی ہوں گے ان کو دوزخ سے نکال کر نہر الحیٰوۃ کے پانی میں نہلاوے گا تو ان کے بدن میں گوشت پوست اوّل کے مانند بھر آوے گا۔ پس وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

صبر و شکر کا صلہ

حدیث ﴿ جو عورت پنج وقت نماز ادا کرتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، خدا کے گھر کاج کرتی ہے، اپنے فرج کی حفاظت کرتی ہے، غیر مردوں سے دور رہتی ہے، اپنے مرد کی اطاعت کرتی ہے، وہ بہشت کے جس دروازے سے چاہے بہشت میں چلی جاوے۔ قیامت میں منادی ندا کرے گا جس کا قرض اللہ تعالیٰ پر ہے سو حاضر ہو۔ لوگ کہیں گے ایسا کون ہے جس کا قرض اللہ پر ہے۔ فرشتے کہیں گے، حق تعالیٰ نے جس کو دنیا میں بلا و مصیبت میں گرفتار کیا تھا بسبب اس کے دل کو درد پہنچا تھا، آنکھوں سے آنسو نکلے تھے اور اس نے فقط اللہ ہی پر تکیہ کر کے صبر کیا تھا۔ سو ایسا شخص حاضر ہو کہ اللہ اُس کا قرضدار ہے۔ پس بہت سے لوگ حاضر ہوں گے۔ فرشتے گواہی کے لیے ان کے اعمال نامے کھولیں گے اور اس میں بلا و مصیبت پر جس کی ناصبری اور بیقراری پاویں گے، اس کو رد

Marfat.com

کر دیں گے اور کہیں گے کہ تم صابروں سے نہیں، کس لیے آئے ہو؟ کاش! دنیا میں مصیبت پر صبر کرتے تو آج کے دن اللہ تعالیٰ کے قرض خواہوں میں شمار کیے جاتے اور جس کا صبر وقرار پاویں گے اس کو عرش کے نیچے کھڑا کر کے کہیں گے اے پروردگار تیری بلا ومصیبت پر صبر کیے ہوئے لوگ حاضر ہیں۔ حق تعالیٰ فرماوے گا، شجرۂ طوبیٰ کے سائے میں کہ اس کی جڑ سونے کی اور پتے چاندی کے ہیں اور اس کا سایہ اتنا بڑا ہے جس میں سوار سو برس چل سکتا ہے۔ مردان صابرین کو کھڑا کروا کر اور ہر ایک کو اپنی تجلی بخشے گا اور جیسے دوست دوستوں سے عذر کرتے ہیں ویسا فرمائے گا۔ میرے صبر کرنے والے بندو تمہاری حقارت کے واسطے میں نے تم کو بلا میں گرفتار نہیں کیا بلکہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک زیادہ ہونا منظور تھا اس لیے اس گناہ کے سبب گناہ سب عفو ہو کر تمہارا درجہ اتنا بڑھا جس کو تم عمل صالح سے بھی نہ پاسکتے تھے۔ پس تم نے میرے واسطے صبر وشکر کیا اور مجھ سے حیا کی اور قضا پر ناخوش نہیں ہوئے۔ اب میں تمہارے اعمال کو نہ تولوں گا اور تم کو اجر وثواب بے حساب دوں گا۔ پھر اسی طرح حق تعالیٰ فقیروں اور محتاجوں کو کہے گا: اے میرے محتاج بندو! میں نے تمہاری حقارت کے واسطے تم کو محتاج نہیں کیا تھا مگر اس واسطے کہ دنیا میں ہر ایک آدمی ایک چیز کا مالک ہوتا ہے اور اس سے اس کا حساب لیا جاتا ہے کہ یہ چیز کہاں سے پیدا کی اور کہاں خرچ کی۔ پس تمہارا حساب تخفیف ہونے کے لیے تمہارے نصیب کو پورا کرنے کے واسطے تمہارے فقر وافلاس کو دوست رکھا پس جس شخص نے تم کو کھلایا پلایا پہنایا ہے وہ آج کے روز تمہاری شفاعت میں ہے۔ بعدہٗ حق تعالیٰ اس عورت سے جس نے بچوں کی موت پر صبر کیا ہے، فرمائے گا: اے میری بندی تیرے بچوں کی اجل کو اگر لوح محفوظ پر نہ لکھتا اور تیرے دل کو دنیا میں درد نہ دیتا اور تیرے سینہ کو تنگ نہ کرتا تو آج یہ مرتبہ کہاں سے پاتی؟ اب میری خوشنودی ہوئی تو اپنے بچوں کے ساتھ حیات کے گھر میں رہ کر خوشی کر جس میں موت نہیں، درد نہیں، غم نہیں۔ بعدہٗ حق تعالیٰ اسی طرح لنگڑے، لولے، لنجے، کوڑھی، جزامی وغیرہ سب آزاریوں کو فرماوے گا وہ اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ پس ان کے صبر وشکر کے موافق مرتبہ زیادہ ہوگا۔ کوئی شہنشاہ ہوگا، کوئی بادشاہ ہوگا، کوئی امیر

Marfat.com

سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے، نشان جھنڈا وغیرہ سب بادشاہی جلوس میں رہے گا۔ فرشتے بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ موقف کے لوگ پوچھیں گے ایسی عزت و جاہ والے پیغمبر ہیں یا شہید! فرشتے کہیں گے: یہ نہ پیغمبر ہیں نہ شہید بلکہ عوام الناس ہیں جنہوں نے بلا و مصیبت پر صبر کیا تھا۔ سو آج اس شان و شوکت سے نجات پائی ہے۔ تب لوگ کہیں گے افسوس ہے کاش ہم بھی گرفتار بلا ہوتے تو آج ان کے ساتھ ہوتے۔ غرض وہ صابر جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے، دروازہ ٹھونکیں گے، رضوان پوچھے گا کون ہو؟ فرشتے کہیں گے: صابر ہیں، دروازہ کھول دو۔ رضوان کہے گا، ابھی لوگوں نے حساب نہیں دیا ہے۔ حق تعالیٰ نے میزان نہیں کھڑی کی ہے اور حساب کا دفتر نہیں کھلا ہے۔ یہ صابر کیونکر چھوٹے فرشتے کہیں گے۔ صابروں پر حساب نہیں۔ دروازہ کھولو، تب وہ دروازہ کھولے گا۔ پس صابر شاداں و فرحاں جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر پانچ سو برس کے بعد تمام لوگ حساب و کتاب سے فراغت پائیں گے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو، جب پہنچتی ہے ان کو مصیبت اور زحمت اور دشواری تو کہتے ہیں تحقیق ہم ہیں اللہ کے واسطے اور تحقیق ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور مومن جو مصیبت میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے رحمت اور بہشت ہے اور وہ مومن راہِ راست پر آئے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی چیز میزان کو جھکاتی ہے؟ فرمایا: صبر، پھر پوچھا حساب کو کون سی چیز تخفیف کرتی ہے؟ فرمایا: صبر، پھر پوچھا صراط کو کون سی چیز چوڑا کرتی ہے؟ فرمایا: صبر اور فرمایا جتنا صبر زیادہ ہوگا اتنا صراط چوڑا ہوگا۔

نماز کی اہمیت و حفاظت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میری بزرگی اور عظمت کے واسطے نماز کی پابندی کرتا ہے اور گناہوں کے کام میں دن رات نہیں گزارتا اور میرے ذکر اور یاد میں دن کاٹتا ہے اور بیوہ عورتوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے اوپر رحم کرتا ہے۔ اس کا نور آفتاب کے نور کے مانند ہوگا اور اس کو میں

Marfat.com

عزت کا لباس پہناؤں گا اور میرے فرشتے اس کی حفاظت کریں گے اور اس کو تاریکی اور ظلمت میں سے نکال کر نور اور روشنی بخشوں گا اور جہالت سے چھڑا کر حلم وعلم عنایت کروں گا۔ جنتیوں میں فردوس کی جنت جیسی افضل و بہتر ہے ویسا ہی وہ شخص مری مخلوقات میں بہتر اور افضل ہوگا۔ جان لو! نماز؛ نیکی اور ثواب کی راہ دکھاتی ہے اور نماز کا اجر؛ نور ہے۔ قیامت کے دن اپنے صاحب کی شفاعت کرے گی۔ جس وقت بندہ اپنی نماز کی حفاظت اور احتیاط کے لیے وضو اچھا کرتا ہے اور رکوع وسجود وقرأت خوب اور خوشتر ادا کرتا ہے تو اس کی نماز کہتی ہے کہ حق تعالیٰ تجھ کو نگاہ رکھے جیسا تو میرے تئیں نگاہ رکھتا ہے۔ پس وہ نماز آسمان کے اوپر جاتی ہے۔ اس کی نور اور روشنی ہوتی ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قریب اور رضا وخوشنودی کے محل میں پہنچ کر اپنے صاحب کی شفاعت کرتی ہے یعنی تحقیق نیکیاں بدیوں کو لے جاتی ہیں یعنی مٹا دیتی ہیں۔ عالموں نے کہا کہ یہاں نیکیوں سے مراد پانچوں وقت کی نماز ہے۔ سورۂ عنکبوت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پانچوں وقت کی نماز مومنوں کی شادی کی طرح ہے کیونکہ جیسا شادی میں طرح طرح کی نعمتیں اور کھانے ہیں اسی طرح نماز میں بھی قسم قسم کی عبادات اور بندگیاں ہیں جس وقت بندہ دو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے! تو اپنے ضعف اور عاجزی کے ساتھ طرح طرح کی عبادات از قسم قیام ورکوع وسجود وقرأت وتہلیل یعنی کلمہ تحمید یعنی حمد کرنا اور تکبیر وسلام میری درگاہ میں نذر لایا۔ پس میں اپنا جلال وعظمت رکھتا ہوں۔ مجھے سزاوار نہیں ہے کہ تجھ کو جنت سے منع کروں ایسی جنت کہ جس میں انواع واقسام کی نعمتیں ہیں۔ تیرے لیے وہ جنت اور اس کی نعمتیں واجب کرتا ہوں جیسا تو نے طرح طرح کی عبادت کو ادا کیا اور میری واحدانیت کو جیسا تو نے پہچانا ویسا ہی میں نے تجھ کو اپنے کرم اور نعمتوں سے سرفراز کیا۔ پس تحقیق میں لطیف اور رحیم اور کریم ہوں۔ تجھ کو اور تیری نیکی کو میں نے اپنی رحمت سے قبول کیا اور یہ تحقیق جانو کہ جو شخص کافروں میں سے ہے وہی میرے عذاب میں گرفتار ہوگا اور تو میرے سوائے گناہوں کا مغفرت کرنے والا دوسرا کوئی اللہ نہیں جانتا ہے۔ اے میرے بندے! تیری ہر رکعت کے واسطے جنت میں ایک ایک حور ہے۔ تیرے ہر

Marfat.com

ایک سجدے کے لیے میرے دیدار کی طرف تجھ کو ایک ایک نظر ہے۔ حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے وہ اپنے جد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز پروردگار کی خوشنودی اور فرشتوں کی دوستی ہے، پیغمبروں کا طریقہ ہے، معرفت کا نور ہے، ایمان کی اصل ہے، دعا کی اجابت ہے، اعمال کی قبولیت ہے، روزی کی برکت ہے، دشمنوں کے لیے ہتھیار ہے، شیطان کی کراہت ہے، اپنے صاحب اور ملک الموت کے درمیان شفاعت کرنے والی ہے، اپنے صاحب کی قبر میں قیامت تک چراغ ہے؛ قیامت میں نمازی کی نماز اس پر سایہ اور اس کے سر پر تاج اور اس کے بدن پر لباس ہوگی۔ اس کے روبرو نور ہو کر دوڑے گی۔ دوزخ اور اس کے درمیان آڑ ہوگی، پروردگار کے حضور میں مومنوں کے لیے حجت اور سند ہوگی۔ اعمال تولنے کے وقت میزان میں بھاری ہوگی۔ پل صراط پر سے پار کرنے والی ہوگی۔ کنجی بہشت کی ہوگی کیونکہ تحقیق نماز تسبیح اور تحمید اور تقدیس اور تمجید اور قرأت اور دعا ان چیزوں پر مشتمل اور متضمن ہے اس لیے سب عملوں سے بہتر عمل ہے۔ پس: مسلمان کو چاہیے کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا اور لغزش نہ ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو (خطا اور قصور کے بعد) مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔“ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

زندوں کا تحفہ مُردوں کے لیے دُعا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لیے چیخ پکار کر رہا ہو، وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے، جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ

Marfat.com

عزیز و محبوب ہوتا ہے......اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مُردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے اور مُردوں کے لیے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لیے دُعائے مغفرت ہے۔"

سیّد الاستغفار

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سیّد الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرے:

"اے اللہ! تو ہی میرا ربّ (یعنی مالک و مولا) ہے۔ تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا، میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز و ناتواں سے ہوسکے گا تیرے ساتھ کیے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق اور (اطاعت و فرمانبرداری کے) وعدے پر قائم رہوں گا۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل اور کردار کے شر سے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں اور گناہ کیے، اے میرے مالک و مولا تو مجھے معاف فرمادے اور میرے گناہ بخش دے، تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ کے حضور یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اس رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا۔" (صحیح بخاری)

اللہ جبار اور قہار کا اعلان ﴾ "اور رُخ کرلو اپنے پروردگار کی طرف قبل اس کے کہ تم عذاب میں گرفتار ہو جاؤ اور پھر کوئی تمہاری مدد اور حمایت نہ کرسکے اور جو بہترین ہدایت تمہارے لیے تمہارے پروردگار

Marfat.com

کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس کی پیروی اختیار کرلو اس وقت کے آنے سے پہلے جب اچانک اللہ کا عذاب نازل ہو کر تم کو اپنی گرفت میں لے لے اور تمہیں پہلے سے پتہ بھی نہ ہوگا۔'' ''آپ کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں اور کفر وشرک کے گناہوں کے ظلم کیے ہیں تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو، بالیقین اللہ تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ بڑی رحمت کرنے والا ہے۔ تم اپنے ربّ کی طرف رجوع کرلو اور اس کی فرمانبرداری کرلو قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہونے لگے۔ پھر اس وقت تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی اور تم اپنے ربّ کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ پڑے اور تم کو خیال بھی نہ ہو (اور تمہیں اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم اس لیے دیا جاتا ہے کہ کل کو قیامت کے دن) کبھی کوئی شخص کہنے لگے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی (یعنی اس کی اطاعت میں مجھ سے ہوئی) اور میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر ہنستا ہی رہا۔ یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیز گاروں میں سے ہوتا، یا کوئی عذاب دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش! میرا دنیا میں پھر جانا ہو جائے تو میں نیک بندوں میں سے ہو جاؤں۔''

توبہ کرنے والوں کے لیے اللہ کریم کا ارشاد ﴿ اور وہ بندے (جن کا حال یہ ہے) کہ جب ان سے کوئی گندہ گناہ ہو جاتا ہے یا کوئی برا کام کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں، تو جلد ہی انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور وہ اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور معافی کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے گناہوں کا معاف کرنے والا اور وہ دیدہ دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے، ایسے لوگوں کی جزا بخشش اور معافی ہے، ان کے ربّ کی طرف سے، اور بہشتی باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

لوگو! روزِ قیامت سے پہلے نیک اعمال کرلو ﴿ اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ جو عنقریب آنے والا ہے، بہت سخت چیز ہے۔ جس دن تم اس کو دیکھو گے تمام دودھ پلانے والی عورتیں (خوف کی وجہ سے) اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حاملہ عورتیں

Marfat.com

(دہشت کی وجہ سے) اپنے حمل (وقت سے پہلے ہی ادھورے) گرادیں گی اور تو لوگوں کو نشہ کی سی حالت میں دیکھے گا اور حقیقتاً نشہ نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی سخت ہے (جس کے خوف سے ان سب کی یہ حالت ہوگی) لوگوں کے حساب کا دن تو قریب آ گیا (کہ قیامت تیزی سے قریب آ رہی ہے) اور یہ لوگ (ابھی تک) غفلت میں پڑے ہیں (اور اس کی تیاری سے) رُوگرداں ہیں۔

اے مخاطب! اپنے رب کے حضور آج ہی سچی توبہ کرلے شاید کل وقت نہ ملے ﴿ موت کے وقت جب بندے کی رُوح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جسے عربی میں غرغرہ اور اُردو میں خرہ چلنا کہتے ہیں۔ اس کے بعد زندگی کی کوئی آس اور امید نہیں رہتی۔ یہ موت کی قطعی اور آخری علامت ہے۔ غرغرہ کی اس کیفیت کے شروع ہونے سے پہلے پہلے بندہ اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ غرغرہ کی کیفیت شروع ہونے کے بعد آدمی کا رابطہ اور تعلق اس دنیا سے کٹ کر دوسرے عالم سے جڑ جاتا ہے۔ اس لیے اس وقت سے پہلے پہلے توبہ کرلے۔

اللہ ربّ العزت کا فرمان ﴿ اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے (زمانہ میں) تھیں پیغمبر بھیجے تھے (مگر انہوں نے ان پیغمبروں کو نہ مانا) سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری (مصائب میں مبتلا کیا اور ان سختیوں) کے ساتھ پکڑا تاکہ وہ لوگ ڈھیلے پڑ جائیں (کہ آفتیں آنے پر اللہ تعالیٰ شانہ کو یاد کیا جاتا ہے، مگر وہ اس پر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے)۔ پس جب ان کو ہماری طرف سے سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ کی (تاکہ ان کی آہ وزاری اور عاجزی اور توبہ سے ان کا قصور معاف کر دیا جاتا) لیکن ان کے دل تو ویسے ہی سخت رہے اور شیطان ان کے اعمال (بد کو جن میں وہ مبتلا تھے اور ان کی حرکتوں) کو ان کی نگاہ میں آراستہ کر کے دکھاتا رہا۔ پس جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو (پیغمبروں کی طرف سے) نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر (راحت و آرام اور عیش و عشرت) کی ہر چیز کے دروازے کھول دیئے (جس سے وہ عیش پرستی میں خوب مست ہوگئے) یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں کے ساتھ، جو اُن کو دی گئی

Marfat.com

تھیں، خوب اترانے (اور اکڑنے) لگے تو ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا (اور ایسا فوری عذاب ایک دم اُن پر مسلط کر دیا کہ ان کو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا) پھر تو وہ حیرت میں رہ گئے (کہ یہ کیا ہو گیا، یہ مصیبت کہاں سے نازل ہو گئی) پھر (تو ہمارے فوری عذاب سے) ظالموں کی بالکل جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے (کہ ایسے ظالموں کی جڑ کٹ گئی)۔

اصلی شادی کارڈ

نکاح سنت ہے۔ سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی اور کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس میں آخرت کی یاد دہانی اور منفعت روحانی مضمر نہ ہو۔ آپ حضرات میں اکثر کو حق تعالیٰ نے بیٹے بھی دیے ہیں اور بیٹیاں بھی اور اُن کے نکاح و رخصتی کے مواقع بھی نصیب فرمائے ہیں۔ مگر غالباً بجز اِس کے آپ نے اِس کو شادی کے لفظ سے تعبیر کر لیا یا زیادہ سے زیادہ بقائے نسل کی وجہ سمجھ کر فریضۂ پدری قرار دیا اور رسم کے درجہ میں اِس کو پورا کر دیا ہو۔ تذکرہ آخرت کا پہلو کبھی خیال میں بھی نہ آیا ہوگا۔ لہٰذا آج اِس پر میں توجہ دلاتا ہوں کہ ''نکاح، خصوصاً لڑکی کا نکاح، اپنی موت کو یاد دلانے والا واقعہ اور اُس کی رُخصتی اپنی دُنیا سے رُخصت ہونے والا منظر سامنے لانے والی چیز ہے۔'' ہر چند کہ موت کا لفظ ہم کو اِس درجہ ناگوار ہے کہ اِس کے سنتے ہی بے اختیار زبان سے نکلتا ہے، ''ایسا لفظ زبان سے نہ نکالو'' اور ''اللہ نہ کرے جو ایسا ہو''۔ خصوصاً نکاح اور شادی کے موقعہ پر تو اس کا نام لینا بھی منحوس اور بدفالی سمجھا جاتا ہے مگر یہ اللہ مالک الملک کا وہ ناطق حکم اور ناگزیر سانحہ ہے جو ہم میں سے کسی کو بھی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، اور مرد ہو یا عورت پیش آئے بغیر نہ رہے گا۔

جو آیا ہے یاں آج کل جائے گا — کوئی دم میں یہ دم نکل جائے گا
رسن جل رہی ہے بحکم اجل — لحد میں ہر اک بل بھی جل جائے گا

اس کا نام منحوس ہو یا مبارک، بہر حال یہ یقینی بات ہے کہ جو کوئی بھی دُنیا میں آیا ہے وہ یہاں سے رخصت ہونے کے لیے آیا ہے اور لڑکی کی رُخصتی کو تو یوں بھی عام طور پر جیتا جنازہ بولتے

Marfat.com

ہیں۔ یہ جیتا جنازہ ہم جیتے مردوں اور عورتوں کو اپنا مُردہ جنازہ یاد دلا رہا ہے تا کہ غفلت و فرح کی جگہ دُنیا کے بیکار دھندوں سے بیزاری و افسردگی قلب میں پیدا ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ اِس سے کوئی اپنی رُخصتی کا سبق لے یا نہ لے، مگر اِس کے سیاق و سباق اور ماتقدم و ماتاخر پر ذرا غور کی نگاہ ڈالیے، اس نوعمر لڑکی کے میکہ اور سسرال کا ایک ایک واقعہ سے مطابقت کھا رہا ہے۔ پندرہ سولہ برس ہوئے لڑکی اِس گھر میں پیدا ہوئی، ماں باپ اور بھائی بہنوں کی گودوں میں پلی، اِس گھر کے کونے کونے میں کھیلی اور اُچھلی کودی، مگر کبھی اِس کو وہم و خیال بھی نہ ہوا کہ یہ گھر میرا گھر نہیں ہے اور ہے بھی تو محض چند روزہ ہے۔ اِس کو خیال بھی نہ آیا کہ میں اِس سرائے کی مسافر ہوں اور مجھے چار کہاروں کے کندھوں پر سوار ہو کر یہاں سے جانا ہے، قریب آ رہی ہے وہ گھڑی کہ میرے ماں باپ مجھے پالکی میں بیٹھا کر اِس گھر سے چلتا کر دیں گے، میں رو رہی ہوں گی اور میری سہیلیاں گلے مل کر مجھے رُخصت کر رہی ہوں گی، میں اِس دفعی انقلاب کو حیرت زدہ بنی ہوئی تک رہی ہوں گی، آنچل سے منہ چھپائے گونگی بنی ہوں گی اور میرے چاروں طرف ایک بھیڑ ہوگی، جن کی صدا ہوگی جلدی کرو، جلدی کرو۔

یا اللہ یہ کیسی کایا پلٹ گئی کہ جن کی آنکھوں کی پتلی بنی ہوئی تھی، وہی دھکے دے رہے ہیں اور جن کو ایک گھڑی کے لیے بھی میرا نظر سے اوجھل ہونا بے چین بنا دیتا تھا، آج وہی تقاضا کر رہے ہیں کہ رُخصت کرنے میں دیر نہ لگاؤ، میں آنسو بہا رہی ہوں اور قریب ہے کہ چیخیں نکل جائیں، مگر اِس کنارہ سے لے کر اُس کنارہ تک میرے سارے عزیزوں میں کوئی ایک بھی اِس تک کے لیے تیار نہیں کہ جو مجھ پر گزر رہی ہے اُس کو ذرا سن ہی لے۔ اچھا سب کو آخری سلام اور رُخصت۔ اب سسرال پہنچتی ہے تو دوسرا گھر ہے اور دوسرے گھر والے، نیا ڈھنگ اور نیا طور طریق دیکھتی ہے۔ ہر چھوٹے بڑے کی نگاہ میری چال ڈھال اور قدم قدم پر پڑ رہی ہے۔ اے میرے اللہ! مجھے کیا خبر تھی کہ میری گزشتہ عمر کی یہاں جانچ کی جائے گی اور میکہ کی ایام کارگزاری کا امتحان لیا جائے گا۔ پالکی سے اُترتے ہی بزبان حال مجھ سے سوال کیا جائے گا کہ سلیقہ مند ہوں یا پھوہڑ اور مبارک بن کر آئی

Marfat.com

ہوں یا منحوس، یہاں تو جو بھی ہے وہ میری نشست و برخاست اور سکوت و تکلم کا نگراں بنا ہوا ہے، گھر کی ماما تک اس ٹوہ میں ہے کہ میں روٹی پکانا سیکھ کر آئی ہوں یا اُس کی دست نگر یا محتاج بنی ہوئی ہوں۔ ''آج مجھے پتہ چلا کہ میکہ میرے لیے دار العمل تھا'' اور سسرال دار الجزا ہے۔ اِس وقت میری آنکھیں کھلیں اور وہ گھر میرے کرنے کے لیے تھا اور یہ گھر میرے بھرنے کے لیے ہے۔ اگر میں یہاں لکھی پڑھی، ہنر مند، باشعور، مہذب، عاقلہ اور فرمانبرداری کی خوگر، صابرہ و قانعہ ثابت ہوئی تو ہر دلعزیز، سب کی آنکھوں کا تارا اور ہر چھوٹے بڑے کی حاکمہ و فرماں روا ملکہ بن کر رہوں گی اور میری زندگی کا ایک ایک لمحہ روز افزوں عیش و آرام میں گزرے گا اور اگر جاہلہ و ناشکری، بدمزاج و بدخو، بے حیا و بے صبری، نافرمان و ضدن، مغرور و نخوت پسند ثابت ہوئی تو اِس پاداش میں کہ میکہ کے ایام غفلت اور کھیل کود میں کیوں گزارے، نہ سینا نہ پرونا، نہ تہذیب سیکھی نہ ادب، بچہ بچہ کی نظر میں ذلیل ہوں گی، دروازہ کا دربان اور گھر کی باورچن تک مجھے بنگاہ حقارت دیکھیں گے، کوئی آوازہ کسے گا اور کوئی طعن دے گا، کوئی جنگلی اور وحشی نام رکھے گا اور کوئی پھوٹی قسمت اور گھر کے لیے وبال و شامت قرار دے گا۔ پچھتاؤں گی کہ چھوٹے ہوئے گھر میں رہتے ہوئے اِس پیش آنے والے گھر کا فکر کیوں نہ کیا تھا۔ اُس وقت ماں باپ کا نصیحت کرنا، برچھی اور تیر بن کر کلیجہ میں لگتا اور میں اُن سے رُوٹھ کر بولنا اور کھانا چھوڑ دیتی تھی، وہ خانہ داری و سلیقہ شعاری کا نرم لہجہ میں بھی سبق پڑھاتے تو ظلم و بے دردی معلوم ہوتا تھا کہ روٹی پکوا کر میرے نازک ہاتھوں کو جلانا اور کپڑے سلوا کر میری انگلیوں سے خون نکلوانا چاہتے ہیں، کیا خبر تھی کہ یہ اُن کی بے دردی نہیں بلکہ عین شفقت و ہمدردی تھی، آہ اُن کا کہنا مانتی اور اُن کو اپنا بے غرض بہی خواہ سمجھتی تو آج یہ مصیبت جھیلنا نہ پڑتی، جس کی گھڑی گھڑی ایسی کٹھن ہے کہ نہ جیتی ہوں نہ مرتی ہوں، نہ میرا شمار مردوں میں ہے نہ زندوں میں۔ اب نہ ماں باپ ساتھ دینے کو تیار ہیں نہ سہیلیاں سہارا دینے پر آمادہ۔ سب اپنے اپنے دھندوں میں لگے ہوئے ہیں، جو پڑ رہی ہے وہ صرف میری اکیلی جان پر پڑ رہی ہے اور ایسی پڑ رہی ہے کہ روتی اور چیختی چلاتی بھی ہوں تو اُن کے کانوں تک آواز نہیں پہنچتی اور اگر سن بھی لیں تو

Marfat.com

اب کسی کے لیے کچھ ہوتا بھی نہیں۔ اب تو مجھ ہی کو یہاں رہنا ہے اور جو کچھ پڑے خود ہی اُس کو سہنا ہے۔

تکلیف ہے یا راحت ہے جو کچھ بھی ہے سب مجھ پر ہے
گزرا ہوا پچھلا وقت یا خواب تھا یا افسانہ

میرے عزیزو! یہ خرمن کا ایک مٹھی غلہ ہے، نمونہ دکھانے کے لیے اور اسی لیے حدیث میں ہے کہ انسان جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اللہ کے دو سفیر یعنی منکر ونکیر آتے اور اُس کے ایمان و کفر کی جانچ کرتے ہیں۔ اگر رب اور مذہب اور نبی سے واقف پاتے ہیں تو مبارک باد دیتے ہیں اور مژدہ سناتے ہیں جا سو جا دُلہن کی طرح جس کو اب وہی جگائے گا جو اُسے سب سے پیارا ہے۔ اِس اشارے کو سمجھئے کہ پیغمبر ﷺ نے مدفون مومن کو دلہن کیوں فرمایا۔ ''اگر دُنیا مومن کا میکہ اور قبر اُس کا سسرال کا پہلا دن نہیں ہے تو اُس کا نئی بیاہی دُلہن ہونا کیسا اور اِس لحد تنگ و تاریک میں اُس کے سلانے اور جگانے کا تذکرہ کیوں ہے؟'' اِسی میں اشارہ اُسی طرح ہو گیا کہ ''جس طرح اُس سلیقہ شعار دُلہن کو عزت کی میٹھی نیند سلایا گیا ہے۔'' اِسی طرح بداطوار دُلہن کی جو آفت و بلا بن کر منحوس صورت اور نامبارک قدم لے کر آ پڑی، دھتکارا اور ذلیل و خوار بنایا جائے گا۔ فی الحال اس کوٹھڑی کی تاریکی شب کا اندھیرا ہے کہ یا عین مراد اور مقصود حقیقی ہے ورنہ جیل خانہ کی کال کوٹھڑی اور حبس دوام کی پہلی گھڑی۔ دُنیا دار العمل تھی اور یہ دار الجزا ہے۔ ایام گزشتہ سلیقہ و ہنر سیکھنے کا زمانہ تھا اور یہ اُس کا نتیجہ و انجام دیکھنے کا پہلا دن ہے، وہاں جیسا کیا تھا، یہاں ویسا بھگتنا ہے۔

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات کو لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

یہ تو مجلسی نکاح کا علمی سبق تھا جس کو مختصراً آپ حضرات کے سامنے پیش کر چکا۔ اب اِس کے دوسرے پہلو یعنی عملی سبق پر نظر ڈالیے کہ خوش نصیب لڑکی برتاؤ کیا کرتی اور عمل کر کے کیا دکھاتی ہے؟ وہ اپنے پرانے گھر پر نئے گھر کو ہر طرح ترجیح دیتی ہے، اپنی حقیقی ماں سے جس کے پیٹ سے

Marfat.com

پیدا ہوئی تھی، اپنی مصنوعی ماں کو جس کا نام ساس ہے، زیادہ سمجھتی ہے۔ اپنے حقیقی باپ سے جس کے کندھوں پر سوار ہوا کرتی تھی اُس فرضی باپ کو جس کا نام خسر ہے، بالا قرار دیتی ہے۔ پرانے ماں باپ کے حکم کی تعمیل کو اُس نے اکثر ٹال دیا اور اُن کے فرمان کو مچل مچل کر بارہا اُس نے پاؤں سے مسل دیا تھا۔ مگر اِن نئے ماں باپ کے حکم کو ٹالنا تو درکنار زبان سے صادر ہونے کا انتظار بھی نہیں کرتی اُن کے اشارہ کو حکم کا درجہ دیتی بلکہ اُن کی پیشانی کے بل دیکھ کر اُسے بھانپنے کی ٹوہ میں رہتی ہے کہ اُن کی خواہش معلوم کروں اور لپک کر اُس کو پورا کروں۔ اُس کا پہلا گھر اگر محل تھا اور یہ گھر فقیر کا کوٹھا ہے تو اُس کی بہ نسبت اِس کو زیادہ سمجھتی ہے کیونکہ جانتی ہے رہنا اِسی میں ہے۔ بارہ تیرہ برس کی بہنیلیوں کو یک لخت چھوڑ دیتی ہے۔ گھر کے جن گوشوں میں آنکھ مچولی کھیلتی پھرا کرتی تھی یک دم اُن سے آنکھیں میچ لیتی ہے۔ بہن اور بھائی کے ساتھ جو درد کا برتاؤ کرتی رہتی تھی آج اُس سے کہیں زیادہ دیور، جیٹھ اور نندوں کے ساتھ کر دکھاتی ہے حتیٰ کہ اُس کا باپ دروازہ پر آ کر آواز دیتا ہے اور اُس کی منتظر بنی چپ بیٹھی رہتی ہے کہ شوہر کی رضا پاؤں تو باپ کو اندر بلاؤں۔ ورنہ وہ چیخے جائے، اُس کی ہمت نہیں کہ جواب دے، ابا جان تشریف لے آیئے، ماں اور ساس میں اگر بگاڑ ہو جائے تو چاہے کلیجہ مسوسے، مگر اِتنی جرأت نہیں کہ ساس کے خلاف منشاء ماں کی صورت دیکھ لے، یا اُس سے بات کر لے، اللہ اللہ یہ نو عمری اور اتنی کایا پلٹ۔ باپ کے گھر ناز میں پلنے اور پھولوں میں تلنے والی شہزادی سسرال کی رُوکھی روٹی کو سر پر رکھ کر کھاتی اور خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ جس نے کبھی تو کا لفظ بھی نہ سنا اور خاتون یا بیگم کے خطاب سے پہچانی جاتی تھی، وہ سسرال کی ماما اور باورچن کی ڈانٹ سن لیتی اور ہنس دیتی ہے۔ یہ سنی سنائی کہانیاں نہیں بلکہ واقعات ہیں جو ہر ملک اور ہر زمانہ میں، ہر طبقہ اور ہر قوم کے اندر ہزاروں بلکہ لاکھوں پیش آئے اور آتے رہتے ہیں۔ ایسی شریف زادیاں آسمان کی دونوں آنکھوں یعنی چاند اور سورج نے ہمیشہ دیکھی ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔ مگر اے عزیزو! کیا تم نے کبھی اِس پر بھی نظر ڈالی ہے کہ یہ انقلاب عظیم کس خاطر کا ہے؟ صرف ایک دم کی خاطر، جس کا نام شوہر ہے اور صرف دو بول کی خاطر، جس کا نام ایجاب وقبول ہے، اُس

Marfat.com

نے زبان سے بھی نہیں بلکہ محض سکوت اور خاموشی سے اِس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ میں اِس اجنبی مرد کی زوجیت کے لیے تیار ہوں۔ میں بزبان حال اقرار کرتی ہوں کہ اِس کی خادمہ نہیں بلکہ باندی اور زر خرید بن کر دکھادوں گی، میں وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی خوشی کو اُس کی خوشی پر، اپنی مرغوبات کو اُس کی مرغوبات پر، اپنے عزیزوں کو اُس کے عزیزوں پر، اپنی راحت کو اُس کی راحت پر، حتیٰ کہ اپنی جان کو اُس کی جان پر صدقے کر دوں گی، کہ اُس کی غیر اختیاری موت پر اپنی اختیاری موت کو بھی زندگی سمجھوں گی، اور قانون، حکومت مزاحم نہ ہو تو 'ستی' ہو جانے کو پائیدار ہستی قرار دوں گی۔ اللہ! اللہ! یہ ایک خالی وعدہ ہے، ایک انسان کا ایک انسان کے ساتھ بلکہ صنف ضعیف اور کھیل تماشا کی دلدادہ ایک نوعمر لڑکی کا اپنے ہم جنس ابن آدم کے ساتھ، اِس لیے میری ہمت ہوتی ہے کہ بصد ادب آپ سے سوال کروں۔ آپ نے بھی دو بول پڑھے ہیں اور بزبان حال ہی نہیں بلکہ بزبان قال اور صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ تجدید معاہدہ اور تائید اقرار کے درجہ میں صدہا مرتبہ پڑھے ہیں: ایک تو کلمۂ توحید یعنی لا الہ الا اللہ اور دوسرا کلمۂ رسالت یعنی محمد رسول اللہ۔ ان دو بول کی وجہ سے آپ بھی کسی کے پلے بندھ چکے ہیں یا نہیں؟ چونکہ رسول ہی کی ذات ہے جو سفیر بن کر ہمیں اللہ کے احکام پہنچاتی ہے۔ اِس لیے اللہ رب العالمین کی اطاعت کی صورت یہی ہے کہ رسول کی اطاعت کی جائے اور اِسی لیے ارشاد ہے: ''جو رسول ﷺ کی اطاعت کر رہا ہے وہ اللہ کی اطاعت کر رہا ہے۔'' لہٰذا بول اگرچہ دو ہیں مگر حقیقت میں اقرار ایک ہے اور معاہدہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ ہے کہ اُدھر سے ایجاب ہے ربوبیت کا بلفظ الست بربکم اور ذمہ داری ہے نان ونفقہ کی کہ وما من دابه فی الارض الا علی اللّٰه رزقها، اور ادھر سے قبول ہے بلفظ بلیٰ اقرار ہے عبدیت کا کہ شهدنا فاقررنا اور سمعنا و اطعنا، حضرات آپ کی روح یوم الست میں اس دستاویز پر العبد کر چکی ہے، جس پر اللہ صدق القائلین اور اُس کے معصوم فرشتوں کی شہادت ثبت ہوئی ہے اور آپ کا بدن جس کی ترجمانی زبان نے کی ہے مجلس نکاح جیسی محدود اور مخصوص مجلس میں نہیں بلکہ چوڑی چکلی زمین کے ہرے بھرے مجمع میں اور طویل وعریض آسمان کے نیچے ہر کھلے

Marfat.com

میدان میں بآواز دہل اِس کا اعلان کر چکی ہے کہ ''ہاں بیشک اللہ ہمارا مالک و پروردگار ہے اور ہم اُس کے بندے وغلام۔''

پس: اے میرے عزیزو! ہماری پیشانی پر پسینہ آجائے گا اگر ہم مقابلہ کریں کہ نا سمجھ لڑکی نے محض سکوتی اقرار پر اپنے جیسے ایک عاجز انسان کی باندی بن کر کیا کچھ کر دکھایا اور ہم قوت اور شان والے مردوں نے بار بار اور ہزار بار کے اقرار پر اپنے رب ذوالجلال، خالق انس وجان کا بندہ بن کر کتنا کر دکھایا۔ ایک ملحد اگرچہ گستاخ بن کر کہہ سکتا ہے کہ نہ میرا زبانی معاہدہ اُس کے متعلق کبھی ہوا اور نہ مجھے اپنی رُوح کا یہ معاہدہ یاد ہے اور جب یاد ہی نہیں تو اُس کے ایفا کا مطالبہ فضول ہے، اور گو اُس کو جواب دیا جا سکتا ہے کہ یاد تو تم کو اپنی ماں کا دودھ پینا اور اُس کے پیٹ سے پیدا ہونا بھی نہیں، حالانکہ اِسی عالم کا اور اِسی جسم کا قصہ اور صرف پندرہ بیس برس کا واقعہ ہے مگر باوجود اِس کے محض فطری کشش کو دلیل بناتے ہو کہ بچپن کی ناسمجھی میں بھی ماں کی اور اجنبی عورت کی گود میں فرق سمجھ لیا تھا کیونکہ دوسرے کی گود میں جاتے اور روتے تھے تو ماں کی گود میں آ کر چپ ہو جاتے اور آرام پاتے تھے اور اللہ کی ربوبیت کی دلیل تو خون کا قطرہ قطرہ اور بدن کا بال بال باقتضائے فطرت اِس طرح بنا ہوا ہے کہ جب ''ڈوبتے وقت تنکے کا سہارا'' بھی ہاتھ میں نہ آئے اور تمامی وسائل نجات کی رسیاں قطع ہو جائیں تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے ''یا اللہ میں ڈوبا مجھے بچا'' حالانکہ نہ کوئی بتانے والا پاس ہے نہ سمجھانے اور سبق پڑھانے والا کوئی موجود۔ آخر یہ کون سا طبعی تقاضا اور حقیقت حقہ ہے جس نے آج الحاد و دہریت کو غرق کر کے رب سے التجا کرنے پر مجبور کر دیا، پھر فطرت سے ہر دو جگہ قطع نظر کرو تو ماں کو ماں سمجھنا صرف کنبہ کے چند بڑے بوڑھوں کے اِس کہنے پر ہے کہ ہاں یہی تیری مربیہ اور مادر مشفقہ ہے۔ جس نے تجھ کو پہلی ہی بار اپنی پستان تیرے منہ میں دے کر بزبان حال تجھ سے اقرار کر لیا تھا کہ بیٹا میں تیری ماں ہوں، بڑا ہو کر مجھے بھول نہ جائیو حالانکہ اُس کے پیٹ سے تیرا پیدا ہونا، انہوں نے بھی اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا۔ نیز وہ سب ایک زمانہ کے اور ایک قوم کے ہیں، جن کے متعلق شبہ کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے ایک جھوٹی بات پر

Marfat.com

متفق ہو کر متحد اللفظ بن گئے ہوں۔ مگر اس کی شہادت دینے والی کہ ہاں ہر انسان کی رُوح نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار و معاہدہ کیا ہے۔ سوا لاکھ انبیاء معصومین کی وہ جماعت ہے جن کی راست گوئی کا مخالفین کو اقرار ہے اور گواہوں کا یہ جم غفیر اتنے مختلف ازمنہ والمکنہ میں یکے بعد دیگرے آیا ہے کہ کسی بے بنیاد اقرار پر اُن کا اتفاق رائے کر لینا کسی عقل کو کبھی تسلیم نہیں ہوسکتا۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ جو غیر مسلم جماعت خدائی میثاق کو طاق نسیاں میں رکھ کر بچوں کا کھیل بتا رہی ہے، وہ خود میثاق زوجیت میں اتنے اُونچے بام پر ہے کہ بچیوں کی اُس عمر کے عقد زوجیت کو جب انھیں ناک سنکنے کا بھی ہوش نہ تھا، بلکہ خود اُن کا کیا ہوا اقرار بھی نہ تھا، صرف اپنے اقرار پر نباہ کا مامور بنا چکی اور ایفاء پر مجبور کر چکی ہے۔ شاباش ہے اُن شریف زادیوں پر جنہوں نے گڑیوں کے کھیل کو محض باپ کے اتنا کہنے پر کہ میں تیرا عقد اُس شخص سے کر چکا اور تیری طرف سے اُس کو زبان دے چکا ہوں کہ میری لڑکی تمہاری باندی بن کر دکھائے گی، حقیقت کر دکھایا اور یہ اعتراض زبان پر نہ لائیں کہ محض اپنے اقرار کو ہم پر واجب الوفا کیوں بناتے اور ایک اجنبی و ناواقف مرد کی باندی بن جانے پر کیوں مجبور کرتے ہو۔ اپنی لڑکی کے اقرارِ زوجیت اور اُس کے نباہ کی حالت سے موازنہ کر کے دکھایئے۔ کیا جواب دیں گے آپ اپنے اللہ کو جبکہ آپ ہی کی لڑکی کو آپ پر حجت بنا کر وہ آپ سے پوچھے گا کہ ضعیف الدین وضعیف العقل نے ایک انسان سے صرف ایک بار اور وہ بھی بصورت سکوت اُس کی باندی بننے کا جو اقرار کیا تھا اُس کے نباہ میں اُس نے اپنے آپ کو فنا کر دیا کہ پہلا گھر، پہلی عادت، پہلا طرز و انداز، پہلی معاشرت و خصلت، سب کو یک دم بالائے طاق رکھ کر صرف ایک شوہر کی ہو رہی ہو، تم بتاؤ کہ ہمارے میثاق ربوبیت کے ایفاء میں ہماری بھیجی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کا کیا حق ادا کیا، آبائی رسوم میں کون سی رسم تم نے چھوڑی، پکڑی ہوئی بد عادتوں میں کس عادت کو تم نے ترک کیا، عورت نے اپنے جیسے محتاج انسان کے اتنا کہہ دینے پر کہ نان نفقہ اور کھانا کپڑا میرے ذمہ ہے حالانکہ احتمال تھا کہ ممکن ہے کہ وعدہ جھوٹا ہو، مگر اتنا بھروسہ کیا کہ کمانے اور شوہر کی خدمت چھوڑ کر اپنا پیٹ بھرنے کے فکر و اہتمام کا کبھی نام نہیں لیا مگر ہم نے تمہارے نان نفقہ بلکہ تمہاری ساری

Marfat.com

ضروریاتِ زندگی کے پورا کرنے کا ذمہ لیا اور کوئی نہیں چلنے والا زمین میں مگر اللہ کے ذمہ ہے اُس کی روزی۔ تحریری دستاویز بصورت "کفالت نامہ" تمہارے ہاتھ میں دے دی بلکہ مہینوں تم کو ماں کے پیٹ میں رکھ کر دکھلا بھی دیا کہ تمہیں اپنی روزی کمانا تو درکنار مانگنے اور طلب کرنے کا سلیقہ بھی نہ تھا اور ہم تمہاری ہر ضرورت قبل از وقت پوری کر رہے تھے۔ مگر تم نے ہاتھ پاؤں نکال کر اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے بیوی بچوں کا رازق بھی اپنے ہی کو سمجھ لیا بلکہ زبانوں سے کہا کہ اگر نہ کماویں تو بھوکے مر جاویں، اللہ میاں نوالے بنا کر ہمارے منہ میں دے دیں گے۔ پھر یہی نہیں کہ اپنی روزی اپنے ہاتھ میں لی اور کسب میں جدوجہد کرنے کے بعد ہماری خدمت میں مشغول ہو گئے ہوں بلکہ اُس میں اتنے منہمک ہوئے کہ کون اللہ اور کون اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نہ یہ دیکھا کہ حرام ہے یا حلال' نہ اس کا خیال کہ نماز کا وقت ہے یا روزہ کا، ہمارا داعی چیخ چیخ کر تم کو پکارتا تھا کہ "آؤ نماز کی طرف آؤ فلاح کی طرف" مگر تم نے کانوں میں ڈاٹ لگا رکھی تھی۔ تم تھے اور تمہاری دکان' کس کی نماز اور کیسی اذان؟ بیوی بلا وجہ مظلومہ بن کر شوہر کے ہاتھوں بارہا پٹی مگر گھر کا کونہ چھوڑ کر کبھی ایک دفعہ بھی دروازہ تک نہ آئی اور تم کو برسوں ہر قسم کی ہزاروں نعمتیں دے کر کبھی تمہاری ہی بہبود یا متنبہ کی خاطر کسی مرض یا بیماری و عسرت میں ہم نے مبتلا کیا تو تم چیخ اُٹھے اور ہم سے منہ موڑ کر فوراً ہمارے احاطہ شریعت سے باہر نکل کھڑے ہوئے، ہمارے دشمنوں سے جا کر ہماری شکایتیں کیں' گلے اور شکوے کیے' بت اور مٹھ سے فریاد کی' ٹونے اور ٹوٹکوں سے مدد چاہی' اپنی جیسی عاجز و محتاج زندہ و مردہ مخلوق کے سامنے ناک رگڑی' منتیں نذریں چڑھائیں۔ غرض جو کچھ بھی نہ کرنا تھا' وہ سب کیا اور کبھی دل پر میل بھی نہ آیا۔

عورت نے شوہر کی چوکھٹ پر قدم رکھتے ہی دل میں ٹھان لی کہ فاقہ ہو یا عسرت اور ذلت ہو یا کلفت، اب تو مر کر اس دروازے سے میرا جنازہ ہی نکلے گا۔ چنانچہ کر بھی دکھایا کہ شوہر نے اس بے کس کو چٹیا سے پکڑ کر باہر بھی دھکیل دیا تو یہ رات بھر کواڑ کو چپٹی پڑی رہی اور پڑوس کے گھر جا کر بیٹھنا بھی گوارا نہ کیا مگر تم نے ہمارے شاہی آستانہ سے مالا مال ہونے پر بھی جب رُخ کیا تو اغیار کی طرف کیا نعمتیں دیں۔ ہم نے اور تم نے منسوب کیا اُن کو دوسروں کی طرف۔ مسجد کو ہم نے اپنا گھر بتا

Marfat.com

کر تمہیں دعوت دی کہ معتکف بن کر آ پڑو مگر تم کو اس میں قدم رکھنا بھی عار معلوم ہوا اور جو اس میں پڑ رہا اُس کو مسجد کا مینڈھا اور اللہ جانے کیا کیا خطاب دیے۔ عورت اپنے شوہر کے اشارہ آبرو پر چلی اور تم نے ہمارے صریح حکم بھی ٹھکرایا۔ عورت نے شوہر کے رشتہ داروں اور اس کے دوستوں کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا اور تم نے ہمارے پیاروں اور فرمانبرداروں پر ہمیشہ حقارت کی نگاہ ڈالی، ہمارے دوست تم کو دشمن نظر آئے اور ہمارے دشمن تمہارے دوست بنے۔ علمائے دین وطلبا تمہاری زبانوں سے پاگل اور مدارسِ دینیہ پاگل خانہ کہلائے۔ اپنے جیسے محتاج انسان بلکہ دشمنانِ جان و ایمان مخلوق کی اطاعت تم کو عزت نظر آئی کہ پھولے نہ سمائے، مگر ہماری اور ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تم کو ذلت محسوس ہوئی، حتیٰ کہ آوازے کسے اور مذاق اُڑایا۔ ہمارے کلام یعنی قرآن مجید کی تلاوت میں مزہ لینا تو درکنار اُس کا رُوکھا پھیکا پڑھنا بلکہ اپنے بچوں کو پڑھانا بھی ناگوار گزرا بلکہ اُس کو اضاعت عمر بتایا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں مختصری پانچ نمازوں کے دو گھنٹے بھی تم کو پہاڑ نظر آئے۔ چند روز کے روزوں کا حکم تم کو فاقہ دکھائی دیا بلکہ تم نے کہا روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو۔ عورت کا میکہ سے ملا ہوا زیور بھی اگر شوہر نے بیچ کر عیاشی میں اڑا دیا تو اُس کی تیوڑی پر بل نہیں آیا اور تم نے ہمارے دیے ہوئے زائد از ضرورت مال میں چالیسواں حصہ بھی ڈنڈ اور تاوان سمجھا۔ حج کرنا تو تم کو موت کے منہ میں جانا اور جان و مال کا خطرہ میں ڈالنا محسوس ہوا۔ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تم کو پیاری معلوم نہ ہوئی۔ کافروں کی زبان سیکھنے کے لیے نا سمجھ بچے بھی ان کی گود میں دے دیے کہ مادری زبان کی طرح رگ و پے میں بیٹھ جائے۔ مگر عربی وبطحائی زبان سے تمہارے کان اتنے گھبرائے کہ رہے سہے جمعہ کے دن خطبہ میں بھی اس کو منسوخ ومحو کرنے کی کوشش رہی۔ عورت نے شوہر کی پالی ہوئی بکری اور مرغی کو بھی پیار کی نظر سے دیکھا۔ مگر تم کو ہمارے خلاصہ عالم وعالمیان محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صورت بھی پسند نہ آئی بلکہ ناگوار ہوئی کہ ضد باندھ کر جس طرح جی چاہا اُس کو بدلا۔ حتیٰ کہ جس حصہ کو اس نے گھٹایا اُسے تم نے بڑھایا اور جسے اُس نے بڑھایا اُس کو تم نے گھٹایا اور منڈایا، اُس کی سیرت تم کو نہ بھائی اور جس طریق پر جو چاہا

Marfat.com

اعتراض کیا، تمدن اُس کا بدلا، معاشرت اُس کی بدلی، لباس اُس کا بدلا، روش اُس کی بدلی، غرض سب کچھ بدلا اور اگر کسی نے اس طرف توجہ دلائی تو ہر بات کا ایک جواب دیا کہ پرانے زمانے کا ذکر چھوڑو، سلطنت بدل گئی، زمانہ بدل گیا، ضرورت بدل گئی، ملک بدل گیا۔ میرے عزیزو! اللہ کی قسم تم پر طعن یا اعتراض مقصود نہیں ہے۔ اپنے دل کی دُھن کا اظہار اور تمہاری بہبود و خیر خواہی مقصود ہے۔ میں اس پیرایہ میں اپنے نفس کو نفرین کر رہا ہوں کہ اے کمزور عورت سے گئے گزرے نام کے مرد تو آیا تھا کس لیے اور کر کیا رہا ہے؟ اور تم سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اے غفلت شعار! دارالجزا کو یاد کر اور دارالعمل میں سنبھل کر چل۔ دُنیا ایک بلبلہ ہے، بیٹھ جانے والا اور سایہ ہے مٹ جانے والا:

جان ٹھہری جانے والی جائے گی — آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
تجھ پر اِک دن خاک ڈالی جائے گی — روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے — ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

الحاصل نکاح اور رخصتی سے عملی سبق ہمیں یہ لینا ہے کہ ہم نے دنیا کو میکہ اور آخرت کو سسرال سمجھا بھی ہے یا نہیں؟ اور ایک نوعمر لڑکی شوہر کو خوش کرنے کی خاطر جتنا تن من دھن نچھاور کر چکی اور اپنے نفس کو مار چکی ہے۔ ہم نے اپنے رحیم و کریم ربّ کو خوش کرنے کی خاطر اُس کا ایک کا دس بھی کر دکھایا ہے یا نہیں؟ ایک کا دس کر دکھانا تو درکنار خود یہی نکاح و رخصتی جو ہم کو اس کا سبق پڑھا رہی تھی کہ جس طرح عورت نے اپنی ناموس، اپنا مال، اپنی عفت، اپنا نفس، اپنی رغبت، اپنا تمدن، سب کچھ شوہر کے حوالہ کر دیا اور مجسمہ رضا و تسلیم بن بیٹھی ہے اُس سے بدرجہا ہمیں اپنی رسوم، اپنی عادات، اپنی مرغوبات، اپنی عقل، اپنی فہم، اپنی تجویز، اپنی رائے، اپنے عقائد، اپنی عبادات، اپنے اخلاق، اپنے معاملات، اپنی معاشرت، اپنا لباس، اپنی وضع غرض اپنا جسم اور اپنی رُوح سب کو اللہ کے حوالہ اور اپنے ہر چھوٹے بڑے کام کی باگ نبی اُمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں دے دینی چاہیے۔ افسوس ہے کہ وہی بجائے بیدار کرنے کے غافل و مدہوش زیادہ بنا رہی ہے۔ چاہیے تھا کہ اس سے اپنی موت اور اپنا دنیا سے رخصت ہو جانا یاد آ کر دل افسردہ ہوتا، مگر اُلٹا اُمنگ اور چونپ کا پتلا بنا ہوا

Marfat.com

ہے۔ چاہیے تھا کہ اطاعت الٰہیہ کا سبق لیتے مگر برعکس معصیتوں پر جری ہوئے اور یوں سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بھی خرافات کرنی ہے وہ آج کرلو، نہ معلوم کل یہ ہولی کھیلنے کا دن ملے یا نہ ملے۔ تماشہ، باجا، ڈھول، نفیری، رقص و سرور، گراموفون، ہارمونیم، ٹیلی ویژن، وی سی آر کوئی چیز مزامیر میں ایسی نہ چھوڑو جس کا شکار اس سنت نکاح کی اوٹ میں نہ کھیل لو۔ نام کرو سنت کا اور کام کرو حرمت کا، قرض لو اور سود پر لو مگر کوئی اُمنگ باقی نہ رہے جس کو پورا نہ کرلو، تفصیل کا وقت ہے نہ گنجائش۔ آپ اس کے جزئیات پر نظر ڈالیں گے تو خلاصہ یہ نکلے گا کہ شادی کیا ہے؟ دین کی اس طرح بربادی ہے اور ضیافت اور میزبانی کیا ہے؟ کھلی ہوائے نفسانی ہے، مقصود تھی آخرت کی یاد دہانی اور ظاہر ہو رہی ہے، سول نافرمانی۔ مطلوب تھا سبق پڑھانا اطاعت وتفویض کا اور سکھانا تابعداری کا ڈھنگ، مگر ہو رہا ہے الٹی میٹم اور اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ اعلانِ جنگ۔

مذہب کا چاہے قلب و جگر پاش پاش ہو ۔۔۔ پر رسم سر سے پاؤں تلک بے خراش ہو
پامال حکم رب ہو بلا سے ہوا کرے ۔۔۔ نعرۂ رواج قوم پہ ہاں زندہ باش ہو

اے میرے عزیزو! میں اپنے اور آپ کے سامنے میکہ اور سسرال یعنی دارالجزاء اور دارالاعمال کا بالا جمال سطحی نقشہ کھینچ کر محض اِس لیے پیش کر رہا ہوں کہ بوڑھا ہو چکا ہوں، قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ بیسیوں عزیزوں اور دوستوں کو زیر زمین پہنچا اور مٹی میں دبا چکا ہوں، دیکھ رہا ہوں کہ یہی وقت میرے سر پر کھیل رہا ہے، نہ معلوم آج کے بعد آپ حضرات سے ملنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ ’’اے مخاطب! موت کا درندہ تیرے سامنے منہ کھولے کھڑا ہے، قبر کا اژدہا تیرے رُوبرو منہ پھاڑے پڑا ہے۔ ممکن ہے کہ تو آیا ہے اِس مجلس میں اپنے پاؤں سے اور یہاں سے لے جایا جائے جنازہ پر۔ جلاد قضا ہاتھ میں برہنہ تلوار لیے حکم کا منتظر کھڑا ہے کہ اِدھر صادر ہوا اُدھر گردن اُڑا دے، سنبھل اور ہوش میں آ۔ اچانک موت سے غافل نہ ہو کہ لاکھوں اس گھاٹ سے اُتر چکے ہیں، خواب راحت سے بیدار ہو اور جو کام کرے وہ آخری سمجھ کے کر کہ گویا اِس کے بعد موت تیرا گلہ گھونٹ دے گی اور دوبارہ تجھ کو یہ کام کرنا نصیب نہ ہوگا۔ توریت کا ایک مضمون ہے: ’’اے موسیٰ

Marfat.com

تعجب ہے جس کو یقین ہو کہ مرنا ضرور ہے، وہ خوش کیسے ہوتا ہے۔ تعجب ہے جس کو یقین ہو کہ حساب کتاب ہونا ہے، وہ مال کیسے جمع کرتا ہے۔ تعجب ہے جس کو یقین ہو کہ تنگ و تاریک قبر میں جانا ہے وہ ہنستا کیسے ہے۔ تعجب ہے جس کو یقین ہو کہ دُنیا فانی ہے اور مٹ جانے والی ہے، وہ اس سے دل کیسے لگاتا ہے۔ تعجب ہے جس کو یقین ہو کہ آخرت آنے والی ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے، وہ غافل و آرام طلب کیسے بنتا ہے۔'' اے میرے بزرگو! کوئی دعویٰ کیسی ہی حقیر چیز کا کیوں نہ ہو، ثبوت اور شہادت کے بغیر ہرگز بھی قابل سماعت نہیں۔ کسی کے محض اِتنا کہنے پر کہ یہ چیز میری ہے۔ اگر اُس کی بن جایا کرتی تو آج دُنیا زیروزبر ہو جاتی اور نہ کسی کی جان محفوظ رہتی نہ آبرو۔ پس میں اور آپ جب ایمان کا اور اللہ تعالیٰ کے بندہ اور محمد ﷺ کے اُمتی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں تو یقیناً بارِ ثبوت ہمارے ذمہ ہے، یہ اعمال اور حلال و حرام کی فہرست جس کا نام شریعت محمدیہ (ﷺ) ہے اور وہ آغوش مادر میں آنے سے آغوش لحد میں جانے تک زندگی کے ہر شعبہ کو اپنے دائرہ میں لیے ہوئے ہے، ہمارے اِس دعویٰ کا ثبوت ہے۔ اگر اِس فہرست کی رُو سے ہمارے بندہ اور اُمتی ہونے کا تھوڑا یا بہت ثبوت ملتا ہے تو اسی درجہ میں ہمارا ایمان پر قبضہ مالکانہ صحیح مانا جا سکتا ہے ورنہ ہم بھی جھوٹے اور ہمارا دعویٰ بھی جھوٹا۔ میرے عزیزو! اِسی کا فیصلہ بروزِ قیامت شاہنشاہی عدالت عالیہ میں ہوگا، جس کی کہیں اپیل نہیں ہے اور اِسی لیے قرآن مجید میں جہاں بھی ایمان لاؤ کا لفظ آیا ہے ساتھ ہی عمل صالح کا لفظ بھی آیا ہے۔ پس ہمیں نفس امارہ کے اس دھوکہ میں ہرگز نہ آنا چاہیے کہ جب ہم مومن ہیں تو اعمال کی کوتاہی چنداں مضر نہیں ہے۔ بھلا کیسے مضر نہیں، جب کہ ایمان کے گواہ یہی اعمال ہیں اور بلا شہادت ثقہ کے کوئی چیز کسی کی ملکیت میں نہیں دی جا سکتی۔ بیوی اگر باندی بن کر نہ دکھائے تو کم سے کم بیوی بن کر ضرور دکھائے۔ اگر آپ کی بیوی خدانخواستہ آپ کی نافرمان ہو اور سو پچاس نہیں بلکہ آپ کے صریح ایک دو حکم ہی کی تعمیل نہ کرے، یا کرے مگر بادل نخواستہ اور اُوپری، یا بدیر اور کاہلی سے کرے، تو آپ ہی بتائیں کہ محض زوجیت کا اقرار اور قاضی صاحب کا کرایہ ہوا ایجاب و قبول کیا اُس کو مفید ہو جائے گا؟ قطع نظر اِس کے کہ عجب نہیں غیور شوہر اُس کو طلاق دے کر

Marfat.com

اپنے گھر سے نکال دے۔ یوں بھی اگر ادھر میں لٹکی رہی کہ محض نام بیوی ہونے کا مگر برتاؤ ہونا محرم اجنبی کا سا، تو عورت کے مرن کو کافی ہے۔ اِسی طرح ایک بدعمل مسلمان کے حق میں اوّل تو خطرہ ہے کہ آج یا کل کسی وقت ورنہ زیادہ سے زیادہ مرتے وقت اُس کا ایمان ہی چھین لیا جائے اور ہر مطلقہ بیوی کی طرح حشر کے دن اُس کا منہ ایمان کا دعویٰ کرنے کا بھی نہ رہے۔ لیکن اگر محبوب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لیوا ہونے کے طفیل ایسا نہ بھی ہو اور اللہ کرے کہ نہ ہو، تب بھی مرجانے کے لیے یہ کیا کم ہے کہ کالمطلقہ بنا ہوا ادھر میں لٹک رہا ہے۔ نان ونفقہ سے محروم، نظر لطف وکرم سے محروم، پیار اور محبت سے محروم، حلاوت وسکونِ قلب سے محروم اور خوش عیشی و پر لطف زندگی سے محروم۔ صاحبو! اگر فقط نام سے کام چل جایا کرتا تو بہت سوں نے اپنے گدھے کا نام سوہنا رکھ دیا۔ مگر آدمیوں میں اُس کی عزت گدھے سے زیادہ کبھی نہیں ہوئی۔ اے میرے عزیزو! ایمان بمنزلہ رُوح کے ہے اور اعمال اُس کے اعضاء دق اور سل کا مریض یا برص و جزام کا مبتلا، جس کے سب اعضائے بدن یا کم سے کم ہاتھ پاؤں اور آنکھ، کان چار عضو جاتے رہے ہوں، اگر مطمئن بنا بیٹھا رہے اور کہے کہ جب میری رُوح موجود ہے اور میرا شمار زندوں میں ہے تو مجھے لنجے لولے اور اندھے، بہرے ہونے کا قلق وافسوس نہیں ہے اور نہ اُن گئی ہوئی قوتوں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے تو میرے خیال میں کوئی بھی عاقل اِس کو عقل کی بات نہیں کہہ سکتا۔

پس: سنبھلو اور آنکھیں کھولو۔ بطن مادر کی رہائش جس طرح آج ہمارے لیے قصہ کہانی بن چکی اور یہ دُنیا ہی سب کچھ ہے جو اِس وقت نگاہ کے سامنے ہے۔ اسی طرح یقیناً قریب ہے، وہ وقت کہ اس دُنیا کی رہائش بھی افسانہ اور خواب وخیال بن جائے گی اور عالم آخرت کی دوزخ و جنت ہی کوئی چیز ہوگی جو اُس وقت نگاہ کے سامنے ہوگی۔ اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ تمامی واقعات حشر ونشر حقائق ثابتہ ہیں جو یقیناً اور ضرور بالضرور حرف بہ حرف نظر کے سامنے آنے والے ہیں۔ ہونے والا واقعہ کسی کے شبہ کرنے یا منکر بن جانے سے ٹلا نہیں کرتا۔ جو سورج کل کو نکلنے والا ہے، دُنیا اُس کو سچ سمجھے یا غلط، بہرحال وہ ضرور نکلے گا، اور ظلمت

Marfat.com

شب کو مٹا کر دُنیا کو محو حیرت بنائے بغیر نہ رہے گا۔ ہمارے عقائد کی کمزوری نے جن کا نام ایمان تھا، ہمیں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت سے بہت دور پھینک دیا ہے اور اُسی کا یہ اثر ہے کہ جو بد عملی اور اتباع شریعت سے غفلت و کاہلی کی ڈراؤنی صورت میں ہمارے جسم پر ظاہر ہو رہا ہے اور دین کی آنے والی نعمتوں کے ساتھ دُنیا کی موجودہ راحتوں کو بھی ہمارے ہاتھ سے چھینتا چلا جا رہا ہے۔ مسلمانو! اپنے نام کی شرم اور اپنے دعویٰ ہی کا کچھ پاس و لحاظ کرو، پکے مسلمان اور مجنوں کی طرح آستانہ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام بن کر دکھاؤ۔ نکاح اور اُس کی مجلس میں شرکت کو اگر واقعی سنت سمجھتے ہو تو اُس کے ہر ہر جز کو خصوصاً اور اپنی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو عموماً اُس مقدس ہستی کا تابع بناؤ، جس کی وہ سنت ہے۔ تذکرہ موت و تعلق مع اللہ کی وہ رُوح حاصل کرو، جو ہر مسنون فعل میں ایسی مضمر ہے جیسے دودھ میں گھی، سبز شاخ میں تازگی، پھول میں خوشبو، پھل میں مزہ، آنکھ میں قوت باصرہ، دھوپ میں حرارت، جسم میں حیات، گری میں روغن، برف میں خنکی اور اعضائے بدن میں حرکت، ورنہ سنت کا نام لے کر اُس کو بدنام نہ کرو، گائے گاؤں میں ورنہ قصائی کی چھری کے نیچے۔ آپ نے میری تحریر سے متاثر ہو کر اگر مضبوطی کے ساتھ جناب رسالت ماب اللہ کے آخری رسول رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پکڑ لیا تو آ رہا ہے وہ وقت جس میں یاد کرو گے کہ کسی کے عقد نکاح میں شرکت کرنے سے کیا لازوال سلطنت ملی۔ اے محسنۂ کائنات میری بہنو! ذرا غور و توجہ کے ساتھ سنو، برا نہ مانیو تم ہی ہو مردوں کو زیادہ تر اللہ کی نافرمانی پر اُبھارتی یا مجبور کرتی ہو، باوجود یہ کہ جسمانی ساخت میں ہر طرح کمزور ہو، مگر خرافات و رسومات اور مضرت رساں مشغلوں کے انتظامات میں بہت قوی ہو، باوجود یکہ مالی طاقت میں بے حد ضعیف اور مردوں کی دست نگر ہو، مگر فضول خرچی میں اُن کے پیش پیش ہو۔ اس بے برگ و گیاہ بیاہ اور موجب بربادی رسمی شادی کی اکثر شاخوں کے پھول پتوں کا سہرا خصوصیت کے ساتھ تمہارے ہی سر ہے کہ تم اپنے پیدا کرنے والے اللہ کو بھول کر خود بھی معصیتوں کا شکار بنتی ہو اور اپنے زیر اثر مردوں کے گناہ کا پشتارہ بھی اپنے سر پر لادتی ہو۔ اِس میں شک نہیں کہ تم نے اپنے شوہر کا حق ادا کرنے میں سب کچھ کر دکھایا اور

Marfat.com

مردوں کو بھی اطاعت کا عملی سبق پڑھایا، مگر یہی تم پر حجت اور تم کو اللہ کی کچہری میں اِس باز پرس کا مستحق بنا رہا ہے کہ انسان کی اتنی اطاعت کی، تو خالق انس و جاں کی کتنی کی، عارضی میثاق کا اتنا لحاظ کیا تو حقیقی میثاق کا کتنا کیا۔ شوہر کی رضا جوئی میں میکہ کو سسرال پر صدقہ کیا تو اللہ کی رضا جوئی میں دنیا کو آخرت پر صدقہ کیا یا نہیں؟ مجازی مالک کے ارشادات پر اپنی خواہشات و حریت کو نچھاور کیا تو حقیقی مالک کے صریح احکام اور وعدہ وعید پر کیا چیز نچھاور کی جو فرق ہے شوہر میں اور اللہ میں، وہی فرق ہے دونوں کے حکم کی عظمت اور اطاعت و محبت میں۔ تم نے شوہر کے ساتھ اپنے شریفانہ برتاؤ میں جب اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دکھایا کہ نفس کا مار لینا اور اپنے ہر ارادہ کو دوسرے کا ماتحت بنا دینا کچھ مشکل نہیں، تو کوئی عذر نہیں ہے جس کو اطاعت الٰہیہ میں کوتاہی پر اپنی برأت کے لیے اللہ کے سامنے پیش کر سکو، مردوں کو بے شک تم نے سبق دیا اور ان پر الزام قائم کرنے میں سرکاری گواہ بنا کر اپنے عمل کو کھڑا کر دیا مگر وہی تمہارا عمل دوسری پیشی میں تمہارے مقابلہ پر گواہی دینے کو تیار ہے کہ زوجیت کا حق بے شک ادا کیا مگر عبدیت کو بھولے سے بھی یاد نہ کیا۔ گھاؤ پر پٹی واقعی خوب باندھی مگر اندر کے زخم اور مواد کی پروا نہ کی۔ کپڑے بڑی بہار کے پہنے، مگر بدن کا میل کبھی نہیں اُتارا۔ درخت کے نیچے جھاڑو ضرور دی اور سوکھے پتے سمیٹے، مگر اُس کی جڑ میں پانی کبھی نہیں دیا۔ تمہاری مثال چراغ کی سی ہے کہ دوسروں کو روشنی دے رہا ہے مگر اپنے آپ کو جلا رہا ہے اور فنا کر رہا ہے۔ تم برف کی طرح ہو کہ دوسروں کا کلیجہ ٹھنڈا کر رہی ہو اور آپ گُھل رہی ہو اور ختم ہو رہی ہو۔ مردوں کی زیادہ تر اصلاح تمہارے ہاتھ میں ہے، اس لیے کہ قدرت نے ان کو بچپن میں تربیت اور نشوونما کے لیے اور جوانی میں عفت قائم رکھنے اور امورِ خانہ داری سے فارغ البال ہو کر دین اور دنیا دونوں کمانے کے لیے تمہارا احتاج بنا دیا ہے اور فطرت نے تمہارے اندر ایک ایسی کشش رکھی ہے کہ شوہر ہو یا اولاد بالطبع تمہاری طرف مائل ہوتے اور تمہاری قوتِ جاذبیہ کی طرف منجذب ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم میں ہر شخص کسی نہ کسی کا حاکم ہے اور ہر حاکم سے اُس کی زیر اثر رعایا کے متعلق پوچھ ہوگی کہ اصلاحِ دین میں اپنے اثر کو کتنا کام میں لایا۔ پس ایک اعتبار سے تم شوہر کی

Marfat.com

مخدومہ ومحکومہ ہو اور شوہر تمہارا حاکم ومخدوم ہے۔ مگر دوسرے اعتبار سے تم جاذبہ اور مؤثرہ ہو اور شوہر منجذب ومتاثر ہے۔ تم محبوبہ ہو اور وہ تمہارا محب ہے۔ تم اُس کی لیلیٰ وشیریں ہو اور وہ تمہارا فرہاد و مجنوں ہے۔ لہٰذا تم سے جہاں اولاد کے متعلق سوال ہوگا کہ کیسی تربیت کی اور کس طریق پر اُٹھایا، وہیں شوہر کے متعلق بلکہ میکہ اور سسرال کے ہر فرد کے متعلق جن کو بھی تم اپنی صورت یا سیرت کا گرویدہ بنا چکی ہو، سوال کیا جائے گا کہ اپنی ہر دلعزیزی اور محبوبانہ کشش سے تم نے اللہ کے بارہ میں کتنا کام لیا تھا۔ یاد کرو اپنا قدیم زمانہ کہ اہل عرب کو تمہاری پیدائش سے نفرت تھی۔ تمہارا وجود ان کے لیے ننگ وعار تھا، تمہاری زندگی ان پر بار تھی اور جب بھی ان کے کان میں بھنک پڑتی کہ اُن کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو شرم اور غصہ کی وجہ سے منہ چھپائے پھرا کرتے اور جس وقت موقع پاتے تم کو زندہ قبر میں دفن کر دیا کرتے تھے۔ ایک معصوم بچی کا قصہ منقول ہے کہ باپ پردیس میں تھا اور وہ دنیا میں آ گئی۔ باپ جس وقت واپس آیا تو وہ گھٹنیوں چلنے اور کچھ بولنے لگی تھی۔ شروع میں ماں نے چھپایا اور اس خوف سے کہ اس کو دفنا نہ دیا جائے باپ کو پتہ نہ چلنے دیا کہ یہ اُسی کی بیٹی ہے مگر کچھ دنوں کے بعد جب کہ باپ کی خون کی محبت کے سبب اُس کی طرف میلان ہو چلا، تو ماں مطمئن ہو گئی اور اُس پر ظاہر کر دیا کہ یہ تمہاری اور میری لخت جگر ہے، باپ چپ ہو گیا مگر حسب رواج ملکی اس ٹوہ میں رہا کہ موقع پاؤں تو اس کو ملک عدم میں پہنچاؤں۔ آخر ایک دن سیر کے بہانے اُس کو گھر سے لے گیا اور جنگل میں ریت پر اُس کو بٹھا کر گڑھا کھودنے لگا۔ بچی دیکھتی کہ باپ کے دامنوں پر مٹی پڑتی ہے تو چیختی کہ ابا تمہارے کپڑوں پر مٹی پڑ رہی ہے، میلے ہو جائیں گے اور کوشش کرتی کہ اُٹھے اور اُن کو جھاڑے۔ اُس کو پتہ نہ تھا کہ یہ گڑھا اُسی کے لیے کھد رہا ہے۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ درد ومحبت کا برتاؤ کرتی رہی اور باپ گڑھا کھودتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ کافی گہرا ہو گیا تو باپ نے بچی کو اُس میں دھکیل دیا اور لپیں بھر بھر کر مٹی ڈالنے لگا۔ بچی اس وقت بھی اس کو کھیل سمجھتی اور چیختی رہی کہ ابا یہ کیا کر رہے ہیں۔ میری آنکھوں میں مٹی جا رہی ہے مگر بے درد باپ بدستور اپنے کام میں لگا رہا۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ کم ہو کر آواز گم ہو گئی اور گڑھا اُوپر تک مٹی سے لبریز ہو

Marfat.com

گیا۔ باپ ہنستا ہوا اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا، تو نے بہت دنوں تک چھپایا مگر میں آج اپنا کام پورا کر آیا۔ یعنی اس موجب ننگ وعار کو مٹی میں ملا آیا۔ میری بہنو! کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس ظالمانہ رسم کو کس نے مٹایا؟ تمہیں دوبارہ زندگی کس نے بخشی؟ تمہیں زندہ درگور ہونے سے کس نے بچایا؟ تمہاری ہستی و بقا کی حمایت کس نے کی؟

سنو! اُس ماں سے زیادہ شفیق، اللہ کے آخری رسول ﷺ نے کی جس کا نام مبارک محمد ﷺ ہے۔ اپنی غیور طبیعت کو ٹٹولو، اپنی شرافت وحمیت سے دریافت کرو اور اپنی اس فطرت انسانی سے پوچھو جو پڑوسن کے پاؤ بھر احسان کا بدلہ آدھ سیر سے کرنے پر تم کو ہمیشہ مجبور کرتی رہی کہ بطحائی پیغمبر ﷺ کے اس جاں بخش احسان کا بدلہ کیا ہونا چاہیے۔ مثل مشہور ہے: الانسان عبد الاحسان اور شریعت کا تقاضا ہے: ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر پیغمبر ﷺ کے دربار سے تم کو جان دینے کا بھی حکم ہوتا تو تم کو دریغ نہ ہوتا اور یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہاں جس نے ایک ہاتھ سے تمہارے ظالم باپ کے ہاتھ تھامے اور دوسرے ہاتھ سے تمہیں گور سے باہر نکالا، اُس کے احسان کا بدلہ ہی جان نچھاور کر دینا ہے۔ چہ جائیکہ اُس روحانی باپ کا جو حکم بھی ہے وہ تم کو ایک نئی زندگی بخشنے والا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: اے مسلمانو! اللہ ورسول کی پکار پر لپکو کہ وہ تم کو بلا رہا ہے۔ ایسے عمل کی طرف جو تمہارے لیے زندگی بخش ہے۔ لہٰذا بتاؤ کہ تم نے اللہ ورسول ﷺ کا حکم کتنا مانا؟ اور بالخصوص شادی اور خوشی کے موقع پر کتنا مان رہی ہو؟ آج تم نے اپنا پرانا زمانہ بالکل بھلا دیا اور پیغمبر ﷺ کے اس احسان کا بدلہ یہ دے رہی ہو کہ ہندنیوں کی سی ساڑھیاں اور عیسائینیوں کے سے سائے، میموں کی سی مانگ ہے اور بنیئیوں کے سے ماتھے پر قشقے، تمہارے پیغمبر ﷺ کو کفار کے ساتھ لباس اور وضع میں مشابہت کرنا، جتنا مبغوض تھا اُسی قدر وہ تم کو محبوب ہے۔ اُس کو جس زوردار لفظوں میں منع کیا گیا تھا، اُسی قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ تم اُس کو پکڑے ہوئے ہو۔ تم کہتی ہو کہ آج زمانہ کی یہی روش ہے، لہٰذا اس پر ہمیں چلنا چاہیے اور میں کہتا ہوں کہ اللہ پر ایمان لانے والیوں کو زمانہ کی روش کو بھی ہمت و کوشش کر کے اپنی قدیم وضع پر لانی

Marfat.com

چاہیے۔ آخر وہ بھی تو زمانہ ہی تھا۔ جس کی روش تھی کہ لڑکیوں کو زندہ در گور کیا جائے، اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے قانون کی موافقت کرتا تو بتاؤ آج تم بالائے زمین ہوتیں یا زیر زمین۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رفتارِ زمانہ کو تمہارے حق میں ظلم پا کر اُس کا مقابلہ کیا۔ جس کا نفع تم ہی کو پہنچا۔ آج تم اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صورت و شکل اور لباس و وضع تک سے دل دکھا رہی ہو، ایذا پہنچا رہی ہو اور اپنے پاؤں میں خود کلہاڑیاں مار کر ٹکا سا جواب دے رہی ہو کہ ہم رفتارِ زمانہ پر چلیں گے، تمہاری وضع پر نہیں اور اپنی رغبت طبعیہ کا حکم مانیں گے نہ کہ تمہارا۔ کیا احسان کا یہی بدلہ تمہاری شرافت کا تقاضا ہے؟ ذرا غور کرو، رفتارِ زمانہ جس کا نام ہے، وہ تمہاری باندی ہے۔ تم اُس کی باندی نہیں۔ جس وضع اور جس شکل کو بھی اپنا طریقہ بنا لو گی، وہی رفتارِ زمانہ کہلانے لگے گی۔ رفتارِ زمانہ کوئی بارش نہیں ہے جو آسمان سے برسے، وہ تمہارے ہاتھ میں ہے جس رنگ کو قبول کرو گی اور جس طرز کو اپنی عادت و خو قرار دے لو گی، اُسی کا نام رسم و رواج ہو جائے گا۔ پھر غیر مسلم قوموں کی رسوم کو اپنی رسوم اور ان کی روش کو اپنی روش بنانا تمہارا اختیاری فعل ہوا یا اضطراری؟ آج بھی بہتیری قومیں ہیں، جن میں لڑکیوں کا بیچنا اُن کا قدیمی رواج بنا ہوا ہے اور اُس کو تم بھی عیب بتاتی اور نفرین کرتی ہو۔ یہ علامت ہے کہ خود تمہاری طبیعت نے جس رسم کو برا سمجھا ہے، اگر ساری دنیا میں پھیل جائے تو تم اُس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں، مگر جس بات کو خود تمہارا ہی دل چاہے، اُس کو رفتارِ زمانہ بتا کر اپنے کو معذور قرار دیتی ہو، عذر گناہ بدتر از گناہ اسی کا نام ہے۔ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے دُنیا میں آکر سب سے پہلے بدرسموں اور گندی روش ہی کو توڑا ہے اور اُن پر ایمان لانے والوں نے اس میں ان کی مدد کی ہے۔ کسی ایک نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ فلاں رسم کو رفتارِ زمانہ سمجھ کر باقی رہنے دو۔ پھر اس پر بھی غور کرو کہ دریا کا پانی جس رُخ بہہ رہا ہے، اُس طرف خود بھی بہہ جانا تو تنکوں اور چھلکوں کا کام ہے۔ ہمت کا کام تو یہ ہے کہ دھار کا مقابلہ کریں کہ وہ چلے شرق کی طرف تو ہم اُس کو چیرتے پھاڑتے چلیں غرب کی طرف، چہ جائیکہ کہلائیں محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)، کچھار کے شیر اور شیرنیاں سر جھکائیں۔ دُشمنانِ اسلام کی روش کے سامنے اور چل پڑیں۔ اُس رسم و رواج پر جس پر چل رہے

Marfat.com

ہیں۔ نبوتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکرین اور اللہ جل جلالہ کے نافرمانو! سنبھلو! اور غیرت مذہبی سے کام لو، اگر مرد بننا ہے تو میموں کی طرح پارک اور سینما دیکھنے کے لیے نہیں بلکہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی طرح حمایت اسلام کے میدان میں اور شرکیہ رسوم وخرافات کے معرکۂ جنگ میں حمیت مذہبی کے جوہر دکھانے کے لیے مرد بنو۔ میری بہنو! اِس پر غور کرو کہ تم کو مستورات کہا جاتا ہے کہ قدرت نے تم کو از سرتا پا ستر میں رہنے کے لیے پیدا کیا ہے مگر تم اپنا نام مکشوفات رکھنا چاہتی ہو اور گھر کی چار دیواری کو جیل خانہ اور اُس میں رہنے والی کو قیدی بتاتی ہو کہ محبوس رہ کر صحت خراب ہو جاتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تمہاری مائیں اور نانیاں جو عمر بھر مستورات بنی رہیں، اگر گھر کے جیل خانہ میں مقید رہ کر اُن کی صحت خراب ہوگئی تھی تو تم جیسی تندرست و عالی دماغ اور ذکی الحس لڑکیاں اُن کے پیٹ سے کیسے پیدا ہوگئیں۔

اے میری بہنو! حقیقت تو یہ ہے کہ محبت و عظمت وہ چیز ہے جو مصیبت کے پیالے کو بھی شربت کا گلاس بنا دیتی ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہوتی تو قید اور بربادی صحت کی تو کیا حقیقت ہے۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جان دینا بھی شہادت اور حیات ابدی نظر آتا ہے۔ آخر جن کے دلوں میں محبت ہوئی۔ وہ باہر پھرنے والیاں بھی پردہ میں بیٹھ گئیں بلکہ حمیت ایمان میں پردۂ قبر کے اندر جا سوئیں اور جن کے قلوب محبت سے خالی ہوئے وہ پردہ میں بیٹھی ہوئی بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان بن کر گھروں سے باہر نکل پڑیں۔ تم نے سنا ہوگا کہ یہ گہوارہ جو عورتوں کے جنازہ پر رکھا جاتا ہے' جگر گوشۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایجاد ہے۔ حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت اس کی غیرت کھاتے ہوئے کہ مردانہ جنازہ کی طرح اگر میرا جنازہ گھر سے باہر نکلا تو منہ تو کفن میں چھپا ہوا ہوگا مگر جسم کی مقدار اُس کی لمبان اور لاغری اور فربہی غیر مردوں کو ضرور محسوس ہوگی، یہ وصیت فرمائی تھی کہ ایسا ڈھانچ بنا کر میری لاش کو گویا چھوٹے سے گھر میں محبوس کر کے قبر تک لے جانا۔ اس سے اندازہ کرلو کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا جو کہ جزو بدن محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھیں، مقتضائے حیاء نسوانی کیا تھا۔ میں علمی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس میں پڑنا تمہارے لیے

Marfat.com

مناسب سمجھتا ہوں۔ شوہر کو خوش رکھنے کا اہتمام کرنے والی عورت کو نہ اُس کے حکم کا انتظار ہوا کرتا ہے اور نہ حکم کے لفظوں میں کج وکاؤ سے سروکار۔ وہ صرف اُس کا میلانِ خاطر اور رنگ طبیعت معلوم کرنے کی ٹوہ میں رہتی ہے۔ پس اللہ کی نیک بندیوں کو جن کے متعلق حق تعالیٰ فرماتا ہے:

والصلحت قنتت حافظات للغیب بما حفظ اللہ صرف دختر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اقتضائے طبعی سے پردہ کا سبق لینا چاہیے کہ زندگی کی جوانی بلکہ جوانی میں دلہنوں کی طرف بن سج کر مردوں کے بھرے مجمع میں پھرنا تو اللہ کی پناہ میں رکھے بڑی ہی بے غیرتی ہے۔

قرآن شریف کا کھلا ہوا فرمان ہے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق کہ جو مسلمانوں کی مائیں ہیں، حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جن کا تقدس اُمت کے لیے نمونہ ہے، یوں ارشاد ہے کہ ”کوئی چیز مانگنے کی ضرورت ہوا کرے تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ صورت تمارے دلوں کے لیے اور نیز ان کے دلوں کے لیے زیادہ صفائی کی ہے۔“ غور کرو جب اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو پاک طینت اولاد سے پردہ کرنا ضروری ہوا اور بے پردگی جائز نہ ہوئی تو بھلا تم کس شمار میں ہو، عمل کی خواہش مند اور اُخروی فلاح کی طلبگار عورت کے لیے تو فرمانِ الٰہی کا یہ علمی سبق اور مقتضائے طبیعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ علمی سبق بالکل کافی ہے اور جس کو عمل سے واسطہ ہی نہ ہو، اُس کے لیے دفتر بھی تھوڑا ہے۔ میں نے جہاں تک غور کیا یہ سب خرابیاں دینی علم سے محروم خصوصاً مذہبی تعلیم سے غفلت کی بناء پر ہیں۔ عجب تماشا ہے کہ تعلیم تعلیم کا دنیا میں ڈھنڈورا پٹ رہا ہے اور مرد ہوں یا عورتیں ہر طرف سے اُس کی ضرورت عامہ کا طبل بجا رہی ہیں۔ مگر نہ معلوم کہ دینی علم علم ہی نہیں یا علم تو ہے مگر روٹی پکانے کے علم سے بھی گیا گزرا ہے جس کی مطلق ضرورت نہیں۔ اگر غیر مسلم کے نزدیک ایسا ہو تو کوئی عجیب یا انوکھی بات نہیں کہ اسلام اور مسلمان کو مٹانا اُن کی منتہائے مراد ہے جس طرح اس دور میں کفار قوموں کی طرف سے دنیا بھر میں مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے لیکن کوئی مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، اس دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے ایسا کہے یا سمجھے تو اس پر حیرت ہی نہیں بلکہ حسرت اور صد ہزار حسرت ہے۔ پس اے میری بہنو! اپنی اولاد کی دینی اصلاح

Marfat.com

یعنی اُن کو مذہبی تعلیم دینے اور عملاً پابند شریعت بنائے رکھنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔ خصوصاً قرآن شریف پڑھانے میں اگر تمہارے شوہر بھی مخالفت کریں تو اُن کا کہنا نہ مانو، کہ اللہ ورسول ﷺ کا حق شوہر کے حق سے اور اُن کا حکم شوہر کے حکم سے بالا بلکہ بہت بالا ہے۔ تم سب کے عمومی خطاب کے بعد اب میں اپنی رخصت ہونے والی اس لخت جگر کو خصوصی خطاب کرتا ہوں جس نے میرے کندھوں کو اپنا مرکب اور میری آغوش کو اپنا گہوارہ بنایا ہے اور میری خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حق پدری کا حق ادا کیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تجھے دین و دنیا کی بھلائی عطا فرمائے۔ اے بیٹی جاؤ! اللہ مبارک کرے۔ مگر بوڑھے باپ کی یہ وصیت سنتی جاؤ کہ زندگی کے کسی لمحہ میں بھی اپنے پیدا کرنے والے اللہ کو نہ بھولنا۔ تمہارا نان ونفقہ برائے نام شوہر کے ذمہ ہے اور حقیقتاً اللہ وحدہٗ لاشریک کے ذمہ تکلیف ومصیبت کے وقت صبر کرنا اور خوشی پر شکر گزاری۔ اُس کے رسول ﷺ کی محبت واطاعت کو ہر چیز پر مقدم رکھنا اور عسر یا یسر کسی حال میں بھی اُس کا دامن نہ چھوڑنا۔ پنجگانہ نماز اور رمضان کے اندر روزوں کی بے حد پابند رہنا۔ اپنے زیور اور نقدی کی سالانہ زکوٰۃ ادا کرنے کا بہت اہتمام کرنا، ورنہ یہ کپڑے اور پازیب آگ کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں بن جائیں گی۔ حج تم پر غالباً میرے ہی دیے ہوئے زیور سے فرض ہو چکا ہے لہٰذا محرم کا ساتھ نصیب ہوتے ہی اُس کو ادا کرنا، دیر نہ لگانا۔ کیونکہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں، زیور کے فروخت ہو جانے کا قلق ہرگز نہ کرنا کہ اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت اُسی کے راستہ میں خرچ ہو جائے تو اُس سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔ نیز میرا تجربہ ہے کہ حج کا سفر خرچ مخلوف ہے۔ جتنا اس راستہ میں خرچ ہوتا ہے، واپسی سفر کے بعد اسی زندگی میں ضرور مل جاتا ہے۔ عقائد ومعاملات، اخلاق وعادات، سب شریعت کے مطابق رکھنا اور معمولات روزمرہ تک میں اِس کی ٹوہ میں رہنا کہ اللہ کے محبوب نے اِس بارہ میں کیا کہا اور میں نے کیا کیا ہے۔ بدعات ورسومات سے بہت بچنا کہ ان سے دین ودنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ فضول خرچی سے اتنا ڈرنا جتنا سانپ اور بچھو سے ڈرتی ہو اور قرض لینے والے خصوصاً سود پر چاہے وہ ایک پیسہ ماہوار کیوں نہ ہو، سود خوروں سے ایسا بھاگنا جیسے کتے، سوٗر اور بندر سے

Marfat.com

بھاگتی ہو کہ سود دینے والے کو میں نے کبھی پنپتے نہیں دیکھا۔

سود خورو! غور سے سن لو؛ سود کے ستر درجے ہیں سب سے کم تر درجہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔ ایک درہم سود پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے۔ سب سے کم تر اور خبیث ترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔ اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت و خوشنودی جڑ ہے۔ ساری مخلوق کی اطاعت و خوشنودی کی، تم جتنی اطاعت کرو گی اللہ اور رسول ﷺ کی اُسی قدر مخلوق خوش رکھے گی تم کو۔ ہر انسان کے قلب میں حق تعالیٰ نے محبت کا مادہ رکھا ہے اور اسی لیے ماکولات و مشروبات، زیور و ملبوسات درر و جواہرات، کھیتی و باغات، مواشی و حیوانات، رقاصات و مغنیات، قصور و محلات، غرض قسم قسم کی مخلوقات میں کسی نہ کسی چیز کی طرف اُس کا دل ایسا کھنچتا ہے جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے مگر اللہ کے پیغمبر ﷺ دُنیا میں صرف اسی لیے آئے ہیں کہ اس مادہ محبت کا رُخ فانی سے باقی کی طرف پھیر دیں اور محب دنیا کو محبّ اللہ بنا دیں۔ پس مبارک ہو اُس مجنوں اور فرہاد کو جس کی لیلیٰ شریعت بیضا نبویہ (ﷺ) ہو اور شیریں حلاوت سنت محمدیہ (ﷺ) میرا ہی نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں کا تجربہ ہے کہ دنیا کے دیوانہ کی تکلیف تو تکلیف ہے ہی مگر راحت بھی تکلیف ہے کہ ترقی کی ہوس کسی حال اُس کو چین نہیں لینے دیتی اور اللہ و رسول ﷺ کے دیوانے کی راحت تو راحت ہے ہی مگر تکلیف بھی راحت ہے کہ اُس تکلیف میں اُس کو ایسا مزا آتا ہے جیسے کھجلی کے مریض کو کھجانے میں آتا ہے کہ بدن لہولہان ہو رہا ہے مگر وہ اُس کو رگڑنے میں مدہوش اور اُس کی لذت میں خون بہنے کی تکلیف اُسے بالکل بے حس ہے۔ اُس کا نام حیاتِ طیبہ یعنی وہ پر لطف زندگی ہے جو محبوب (ﷺ) کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔

میرا یہ نصیحت نامہ تمہارا جہیز ہے اور میرے خیال میں وہ بہترین جہیز ہے جو آج تک تمہارے خاندان بلکہ تمہارے وطن میں بھی کسی لڑکی کو نہیں ملا اور شاید دنیا بھر میں کسی لڑکی کو نہیں ملا ہوگا۔ جاؤ رخصت، اللہ تم کو مبارک کرے اور دین و دنیا میں خوش رکھے۔

بیٹی تمہارے گلے میں نمازوں کے ہار ہوں ‏ چمپا کلی کے دانے صیام النہار ہوں

Marfat.com

جھومر ہو حسن خلق، گلوبند حب حق
سہرا کے پھول منزلِ قرآن کے ورق
کانوں کی بالی حلقہ بگوشی خدا کی ہو
ہاتھوں کی چوڑی دست نگری مصطفےٰ کی ہو
بندے ہوں بندگی کے تو پتے خشوع کے
کنگن کڑے دوامِ قیام و رکوع کے
چھلے ہوں عبدیت کے انگوٹھی یقین کی
پازیب پاؤں کا بنے پابندی دین کی
جوشن توکل ، آرسی اللہ پر نظر
خلخال ہو ثبات قدم راہِ رشد پر
توحید کا ہو سینہ پر جگنو پڑا ہوا
اعمالِ صالحہ کے نگوں سے جڑا ہوا
ہیکل رجاء و خوف ، قلاوہ ہو ذکر و فکر
اللہ کا رنگ رنگ ہو، سنت کا عطر عطر
صبر و رضاء و زہد و حیا کا سنگھار ہو
ماتھے پہ ٹیکا سجدۂ پروردگار ہو
گر جان جائے جانے دو، ایمان نہ جائے
دامن نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ سے ہرگز نہ چھٹنے پائے
ہاں حرص ہو تو علم کی اور کارِ نیک کی
اصلاحِ دین مدنظر ہو ہر ایک کی
سن لو حقیقت آخری کہتا ہوں ایک بات
اسلام ہو لباس ، عبادات زیورات
دنیا دنی ہے ہیچ ہے سب یاں کا مال و زر
اللہ بس ہے باقی ہوس، قصہ مختصر

اب دُعا کرتا ہوں کہ ارحم الراحمین مجھے اور تمہیں اور جن لوگوں میں تم جا رہی ہو، اُن سب کو اور میرے سب دوستوں کو اپنی محبت اور ایمان کی حلاوت بخشے اور حسن خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین!

ملک دنیا سرائے فانی ہے
وہم باطل یہ زندگانی ہے
کوئی دنیا میں خوبصورت ہو
اگرچہ حور و پری کی صورت ہو
موت اُس کا سنگار توڑے ہے
جب وہ توڑے تو کون جوڑے ہے
گل و گلزار پر ہے گرچہ بہار
اُس کے در پردہ پر خزاں کا خار
نہ رہا آہ یوسف کنعاں
مرگئے اور لاکھوں ہی خوباں
نہ کسی کی بہار ہے باقی
نہ محافل نہ مطرب ساقی
اُٹھ گئے یار یادگار رہے
جان اِس غم میں بے قرار رہے

Marfat.com

غم جدائی کا سخت تر ہے وصال   کس سے ہووے بیاں اُس کا حال

مثالی لڑکی کا سوال اپنی مثالی ماں سے اور ماں کا مثالی جواب

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے   آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجیے مجھے   اور جو بد زیب ہیں وہ بھی بتا دیجیے مجھے
تا کہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز   اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری   گوشِ دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا   پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اُن پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے   چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات   دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام   چلتے ہیں جس کے ذریعے سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی   اور نصیحت لاکھ تیرے جھمکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں   گر کرے اُن پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب   کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں   نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو   کامیابی سے سدا تُو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں   ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے   دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے مری جان زیورِ خلخال کو   پھینک دینا چاہیے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر   تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر
سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں   راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

Marfat.com

نسل انسانی کا نظام

عفت وعصمت وہ گوہر گراں مایہ ہے جس سے انسانیت کے تاج کی زیب وزینت ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جس کی قیمت پہچاننے اور قدر کرنے سے انسانیت کو چار چاند لگتے ہیں اور اس کی بے قدری کرنے سے انسانیت پامال ہوتی ہے۔ کائناتِ انسانی کی بقا اور اُس کے تحفظ کے لیے ربّ العزت نے توالد وتناسل کا سلسلہ جاری کیا۔ مرد اور عورت کے نام سے دو جنس پیدا کیں۔ باہم دونوں میں جذب وکشش کے فطری جذبات ودیعت کیے گئے۔ ہر صنف میں دوسری صنف کی طلب کا تقاضا محفوظ کیا گیا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ان میں ہر ایک دوسرے کو اپنی تسکین کا ذریعہ سمجھنے پر مجبور ہے اور یہ ایک واقعہ ہے۔ ہر ایک کی زندگی دوسرے کے بغیر ادھوری اور نامکمل بن کر رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد، کامل مرد رہتے ہوئے عورت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح عورت، عورت کے لباس میں رہتے ہوئے مرد کے بغیر زندگی مطمئن نہیں گزار سکتی۔

اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور اُن کی بربادی

واقعہ یہ ہے کہ ''اسلام'' کے جس زمانہ میں اس شعبۂ زندگی کے آئینی دفعات کو لوگوں کے سامنے رکھا تھا، یہ وہ زمانہ تھا کہ رشتۂ ازدواج کا جو بنیادی مقصد تھا آج کل کی طرح وہ بھلایا جا چکا تھا۔ سکون اور آسودگی کی اس کیفیت سے قلوب خالی ہو چکے تھے جو زن وشوہر کو ایک حقیقت بنا دیتی ہے۔ باہمی محبت ورافت کا وہ حال ختم ہو چکا تھا جس سے دو خاندانوں اور دو جانوں میں یگانگت اور تعاون کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور نہ کوئی اور نیک اثر اس کا رشتہ کا باقی رہ گیا تھا۔ اللہ اللہ ازدواجی ہنگامہ آرائیوں کی ''رُوح'' عفت وعصمت تک ایک بے قیمت چیز ہو چکی تھی، چھلکے رہ گئے تھے، مغز غائب ہو چکا تھا۔

عورتوں کی مظلومیت ﴾ ہر جگہ صنف نازک (عورتیں) مردوں کے ظلم وجور کا شکار بنی ہوئی تھیں۔ مرد، مرد نہیں بلکہ نازک وکمزور صنف کے مقابلہ میں جنگل کا درندہ تھا۔ کرۂ زمین کی انسانی بستیوں کا

Marfat.com

یہ عام حادثہ تھا۔ اس سلسلہ میں شائشہ و ناشائستہ متمدن و غیر متمدن اقوام و افراد میں سچ پوچھئے تو چنداں فرق باقی نہ رہا تھا۔ چوپاؤں اور گھر کے دوسرے سامانوں کی طرح عورتیں خریدی اور بیچی جانے لگیں۔ مرد عورت پر اپنی نفسانی خواہشوں کے لیے جبر و تشدد پر اتر آیا۔ حد یہ ہے کہ عورتوں کو بدکاری کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، یعنی اپنی ہوس رانیوں کا ذریعہ بنانے کے ساتھ زرکشی کا ذریعہ بھی مردوں نے ان غریب عورتوں کو بنالیا تھا آج کل بھی کتوں اور سؤروں جیسے انسانوں نے بنا رکھا ہے۔ لڑکیوں کو ناچ گانے سکھا کر ان کی کمائی کھائی جارہی ہے اور معلوم نہیں کون کون سے گھناؤنے گناہوں میں ان کو ڈال رکھا ہے۔ جاہلیت میں عورتیں انسان اور حیوانات کے درمیان ایک مخلوق سمجھی جانے لگی تھیں، جس کا مقصد نسل انسانی کی ترقی اور مرد کی خدمت کرنا تھا اور یہی وجہ تھی کہ لڑکیوں کی پیدائش باعث ننگ و عار تھی۔ پیدا ہونے کے ساتھ اُن کو زندہ در گور کر دینا، اُس کو بعضوں نے اپنی شرافت و افتخار کا اقتضاء قرار دے رکھا تھا، جاہلیت کی تاریخ کے اس خاص حصہ کے متعلق قرآن ہی سے جو معلومات ہوتی ہیں عبرت کے لیے وہی کافی و وافی ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے: ”اور جس وقت لڑکی سے جو زندہ در گور کر دی گئی، پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور کے بدلے مار ڈالی گئی۔“ عورتوں کو بدکاری پر ڈالنے والے کتو اور سورو! جوابدہی کے لیے تیار رہو۔ نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کرنے کا گناہ قتل کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

اسلام کی مہربانی عورتوں کے حق میں

ان ہی گھنگھور گھٹاؤں میں اسلام کا آفتاب عالم تاب طلوع ہوا اور اُس نے اپنی نورانی کرنوں سے اس ”ظلمت کدہ“ دنیا کو ”صبح سعادت“ سے ہم آغوش کیا، پچھڑی ہوئی انسانیت خاک دھول سے اُٹھائی گئی، سینہ سے لگائی گئی اور مظلوموں کو سر اُٹھانے کا موقع ملا۔ افراط و تفریط ختم ہوئی، اعتدال کے فطری نقطہ پر اسلام نے انسانوں کو لا کھڑا کیا۔ جس کا حق تھا، وہی اُس کو دیا گیا۔ جور و ستم کی چکیوں میں پسنے والی صنف نازک (عورت) کو بھی پوری قوت کے ساتھ اسلام نے

Marfat.com

اپنے دامن حمایت کے سایہ میں لیا۔ ناموس انسانی کی قدر و قیمت کے سوال کو زندہ کیا گیا۔ اِس راہ میں کسی قسم کی چشم پوشی روا نہ رکھی گئی، بدکاری اور بے آبروئی کے جتنے سرچشمے تھے، ایک ایک کر کے بند کیے گئے، ازدواجی تعلقات کے آئین وقانون حدود میں لا کر جنسی میلانات کو اعتدال وضابطہ کا پابند بنایا گیا، اور نسلِ انسانی کے اضافہ کے صحت بخش طریقے نافذ کیے گئے، عائلی زندگی کو خوشگوار ماحول کے قالب میں ڈھالا گیا۔ بجائے لعنت کے عورت رحمت وسکینت کا مظہر ٹھہرائی گئی۔ ترکِ نکاح کی راہبانہ نظریہ کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے ازدواجی زندگی پر زور دیا گیا، اور اُسے ضروری قرار دیا گیا۔ اللہ اللہ! عورت جب ماں بن کر بچے کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے، پھر اُسے جنتی ہے پرورش کرتی ہے، دودھ پلاتی ہے۔ ذرا سوچئے بھی تو کہ مرد اُس کے مقابلہ میں ''بچے'' کے لیے کچھ بھی کرتا ہے؟ عورت ہی کے پیٹ میں ہم شکل وصورت پاتے ہیں، اُس میں ہماری جان کا تعلق ہمارے جسم کے ساتھ قائم ہوا، بھلا اِسی عورت کا وجود ننگ وعار بن جائے؟ کوئی بات ہو عورت نے ہی اُس وقت ہماری تربیت و پرداخت کی ہے، جب ہم میں چلنے پھرنے کی سکت نہ تھی، اُسی نے ہمیں چلنے اور بولنے کا طریقہ سکھایا اور اُس محسنہ کائنات نے سن شعور تک ہماری خدمات کیں۔ بایں ہمہ عورت ذلیل وحقیر ہوگئی؟ تف ہے اُس عقل پر جو یہ سوچے، پھٹکار ہے اُس زبان پر جو اِس خیال کو ظاہر کرے اور ملعون ہے جو اپنے دل میں اس قسم کے بے ہودہ وسوسوں کو پکارے۔ لڑکیوں سے حسن سلوک کی ترغیب! اسلام نے اتنا ہی کر کے نہیں چھوڑ دیا کہ عورت کو اُس کا صحیح مقام عطا کیا۔ لڑکیوں کا قتل بند کر دیا اور رزق کا اندیشہ جو انسان کو کھائے جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا سبق دے کر اس فکر سے کنارہ کش کر دیا بلکہ جہاں موقعہ ہوتا اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا اور اتنا قریب ہوگا جتنی آپس میں یہ انگلیاں نزدیک ہیں۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ایک دن میرے پاس ایک عورت آئی جو اپنے

Marfat.com

ساتھ دولڑکیوں کو بھی ساتھ لیے ہوئے تھی، غریب و بے کس تھی، اُس نے مجھ سے سوال کیا۔ میرے پاس صرف ایک چھوارا تھا، وہی مانگنے والی عورت کو دے دیا، اُس نے چھوارا لے کر دو حصے کیے اور آدھا آدھا دونوں بچیوں کو دے دیا۔ خود کچھ نہ کھایا، پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی۔ آنحضرت ﷺ جب تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ آپ ﷺ سے بیان کیا۔ سن کر فرمایا: جو بھی ان لڑکیوں کے لیے تکلیف جھیلتا ہے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اُن کے لیے یہ لڑکیاں دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ یعنی دوزخ کی آگ لڑکیوں کی پرورش کرنے والوں کو نہ جلائے گی۔" مندرجہ بالا دلنشیں اندازِ بیان کو پڑھئے اور غور کیجئے۔ اسلام نے ان بچیوں کی پرورش اور اچھی پرورش و پرداخت کی کتنی ترغیب دی ہے اور انسان کو کتنے اچھے پیرائے میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دفعہ کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک غریب عورت آئی اُس کے ساتھ اُس کی دو بچیاں بھی تھیں۔ میں نے اُس عورت کو تین کھجوریں دیں۔ اُس ماتا بھری ماں نے ایک ایک کھجور دونوں لڑکیوں کو دی اور تیسری خود کھانے کے لیے اُٹھائی۔ منہ تک لا چکی تھی کہ دونوں لڑکیوں نے پھر مانگا۔ اُس عورت نے خود نہ کھائی اور اُس کھجور کے دو ٹکڑے کیے جسے خود کھانا چاہ رہی تھی اور آدھی آدھی دونوں لڑکیوں کو دے دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اُس کی یہ ادا مجھ کو بہت بھائی۔ رحمت عالم (ﷺ) تشریف لائے تو میں نے ماتا کی ماری ماں کا یہ اثر انگیز قصہ آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ نے اس عورت کے لیے جنت واجب کردی اور ان بچیوں کی وجہ سے اُسے دوزخ سے آزاد کر دیا۔" یہ شان تھی رحمت عالم (ﷺ) کی اور اسلام کی نظر میں، یہ عزت افزائی تھی عورتوں کی۔ آنحضرت ﷺ نے اخیر اخیر تک یہ فرمایا: لوگو! خبردار ہو جاؤ، میں تم کو دو کمزوروں کے حقوق کی تاکید کرتا ہوں اور اُس میں کوتاہی کرنے سے ڈراتا ہوں۔ ایک یتیم اور دوسرے عورت۔" یہ سارا اہتمام اس لیے تھا کہ عورت کا ناموس، اُن کی عزت و عفت محفوظ رہ سکے، سماج میں وہی مقام اُن کو دلایا جائے جس کی قدرتی طور پر عورتوں کی صنف نازک مستحق تھی۔ لوگ اُن کو گری پڑی چیز خیال نہ کریں۔ پھر خود رحمت عالم (ﷺ) سے لوگوں نے

Marfat.com

آ کر بیان کیا تھا کہ ''جاہلیت میں مَیں نے دس لڑکیاں اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کیں۔''

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی تھی جب شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی — جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

ایک بولا: ''میں نے اپنی بچی کو بلایا، وہ ہنستی دوڑتی میرے پاس آئی اور جب ایک کنویں کے پاس پہنچی تو میں نے پکڑ کر کنویں میں ڈال دیا وہ میرے ابا میرے ابا پکارتی رہی۔'' یہ سن کر رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا روئے کہ ریش مبارک تر ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کے لیے ہی نہیں روتے تھے بلکہ عورتوں کی مظلومیت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رُلا دیتی تھی۔ اللہ پاک ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، صحابی رسول کی شادی

ایک بندہ سعد نامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب تھا — رنگ کا بھی کالا تھا اور نقد میں نایاب تھا
ایک دن دریائے رحمت آ گیا یوں جوش میں — سعدؓ کو بیٹھے بٹھائے لے لیا آغوش میں
سعدؓ تو نے کت خدائی آج تک کی یا نہیں؟ — سعدؓ بولا مجھ سے کالے کو کوئی دیتا نہیں
ایک لڑکی خود میرے چچا کے ہاں موجود ہے — میں تو کوشش کر چکا لیکن وہاں بے سود ہے
جب بھی جاتا ہوں وہاں لے کر میں خود اپنا پیام — دھکے ملتے ہیں مجھے سنتا ہوں باتیں بے لگام
بدشکل، بدرنگ ہونا، اس میں میرا چارہ کیا — میں نے تو وہ رنگ پایا جو مجھے ربّ نے دیا
کالے گورے کا سوال آتے ہی جذبہ آ گیا — جوش میں آ کر اُسی دم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا
سعدؓ میں نے عقد تیرا آج اُس سے کر دیا — اپنے چچا جی کو جا کر یہ خبر جلدی بتا
سعدؓ نے سن کر نبی کی گفتگو پرواز کی — اپنے چچا جی کو دروازے پر جا آواز دی
سن کے یہ آواز وہ جلدی سے باہر آ گئے — سعدؓ کی سن گفتگو دل میں بہت گھبرا گئے

Marfat.com

بولے تُو تو رنگ کا کالا ہے اور مفلس غریب | میں تجھے لڑکی دوں اپنی یہ کہاں تیرا نصیب
سعدؓ کے چچا عمر بن وہب بولے بے حجاب | بھاگ جا دَر سے مرے ورنہ میں کردوں گا خراب
سعدؓ بولے اپنی مرضی سے تو میں آیا نہیں | مصطفٰے ﷺ نے بھیجا تھا اور اب بھی جاتا ہوں وہیں
سعدؓ تو دَر سے رفو چکر ہوئے سوئے جناب ﷺ | اور گئے اندر چچا کھاتے ہوئے کچھ پیچ و تاب
لڑکی اُن کی سن چکی تھی سعدؓ کے سارے جواب | بولی ابا خیر تو ہے کیوں تھا غصہ کا خطاب
باپ بولا سعدؓ حبشی میرے دَر پہ آیا تھا | اور تجھ سے شادی کا پیغام مجھ تک لایا تھا
رنگ کا ہے کالا وہ اور مفلس و محتاج بھی | میری عزت اور دولت کی نہ رکھی لاج بھی
تجھ سی بیٹی اُس کو دے دوں یہ تو ممکن نہیں | وہ دو کوڑی کا بنے داماد ہو سکتا نہیں
لڑکی بولی خود پیام عقد لے کے آیا تھا | یا کسی نے بھیجا تھا اور بن کے قاصد آیا تھا
باپ بولا خود تو آیا تھا نہیں کہتا تھا وہ | سرورِ کونین نے بھیجا ہے مجھ کو بیٹی دو
سن کے بس اس بات کو لڑکی وہاں چلا اٹھی | کیا غضب کی بات ابا تم نے یہ اُس سے کہی
کب میں کہتی ہوں کہ اس کے رنگ کالے کو تو دیکھ | میں تو کہتی ہوں کہ اُس کے بھیجنے والے کو دیکھ
میں نے مانا کالا ہے وہ حسن میں بھی ماند ہے | بھیجنے والا تو لیکن چودھویں کا چاند ہے
تیری بیٹی اُس کے کالے رنگ پہ مسرور ہے | کالی کملی ﷺ والے کی مرضی مجھے منظور ہے
آپ ﷺ کے فرمان سے ہرگز نہ منہ موڑوں گی میں | دامنِ خیر النساء ہرگز نہیں چھوڑوں گی میں
والدہ بھی بیٹی کی مرضی کی جانب آ گئی | اب تو والد کے بھی غصے پر گھٹا سی چھا گئی
بولی لڑکی حکم حضرت کو دیا ہے تم نے پھیر | ڈر ہے ہم پہ آ نہ جائے اب کوئی قسمت کا پھیر
باپ بولا میں تو کر بیٹھا ہوں غلطی میری جان | غصے نے دی عقل کھو سمجھی نہ پیغمبر ﷺ کی شان
بیٹی بولی وقت ہے کچھ بھی بگڑا نہیں | دیکھو دربارِ رسالت میں وہ پہنچا یا نہیں
آپ ﷺ کا بھیجا ہوا تو آپ تک ہی جائے گا | اور اگر جھوٹا ہوا تو آپ ﷺ سے کترائے گا
باپ کے دل کو لگی یہ بات تو فوراً اُڑا | مجلس نبوی میں دیکھا سعدؓ کو بیٹھا ہوا

Marfat.com

کہہ دیا جا کر سندیسہ آپ ﷺ کا منظور ہے
میری لڑکی آپ ﷺ کے پیغام پر مسرور ہے

سعدؓ کو خدمت میں بھیجا حضرت عثمانؓ کی
بہر شادی کچھ مدد ہو بے سر و سامان کی

چچا عمر بن وہب کے بن گیا ہے اس کا کام
آپؐ بھی کر دیں مدد ہو جائے شادی کا کلام

حضرت عثمانؓ نے اس کو بڑی امداد دی
وہ بھی خوش خوش آئے اب تو ہوگئی شادی مری

راہ میں پر سعدؓ نے اعلان یہ ہوتے سنا
آ رہا ہے کفر کا لشکر مدینہ پر چڑھا

اس خبر سے سعدؓ کے دل میں بڑھا جوش جہاد
ڈھال اور تلوار گھوڑا لے لیے بہر جہاد

سعدؓ نے سوچا کہ اب شادی تو پکی ہوگئی
ساتھ نمٹاتا چلوں یہ جنگ بھی گر چھڑ گئی

گر شہادت پاگیا تو کامیابی ساتھ ہے
غازی بن کے آ گیا تو شادی و بارات ہے

جبکہ دیکھا سعدؓ نے گھمسان کی ہے جنگ بھی
گھس گیا دل کھول کر منہ پر نقاب ایک ڈال لی

کفر کے لشکر میں جا کر کھلبلی سی ڈال دی
اُن کی پھرتی دیکھ کر چھوٹے بڑے نے داد دی

کافروں نے اُن کے کرتب دیکھ کر یہ ٹھان لی
یہ اگر لڑتا رہا تو ہار ہم نے مان لی

جس طرح بھی بن پڑے اس کو تو مارو بھائیو
سب کو چھوڑو اور اس روپوش پر حملہ کرو

خود مسلماں محو حیرت ہو رہے تھے سب کے سب
مرد ہے عورت ہے یا آیا فرشتہ یک بیک

کافروں نے سب کو چھوڑا اُن پر حملہ کر دیا
لڑتا مرتا زخم کھا کے نیچے آخر آ گرا

دوڑے مسلم اور اُن کی لاش پر قبضہ کیا
حکم حضرت ﷺ سے نقاب اُن کا جو اُلٹایا گیا

دیکھا حضرت سعدؓ ہیں یہ خون میں لتھڑے ہوئے
آنکھ سے حضرت ﷺ کی فوراً آنسو جاری ہوگئے

اور فرمایا ارے تو سعدؓ تھا اے نوجواں!
میں تو لے جاتا برات اب تیرے چچا کے یہاں

تو ہوا اللہ کا پیارا تیرے جاگے نصیب
تجھ سے راضی ہے اللہ اور شاد ہے اس کا حبیب

تجھ پہ جنت ہے کشادہ اے اللہ کے پہلواں
حور و غلماں منتظر ہیں اور اللہ ہے مہرباں

لے چلے اُن کا جنازہ سب صحابہؓ اور حضور ﷺ
پاؤں رکھنے کی نہ تھی گنجائش اتنا تھا وفور

آپ ﷺ نے جوتے اتارے اور لی ایڑی اُٹھا
پاؤں رکھتے تھے بچا کر اور ادب ملحوظ تھا

Marfat.com

قبر میں میت اُتاری خود حضور پاک ﷺ نے آپ ﷺ رکھ کر مسکرائے اور کہا کچھ آپ نے
مسکراہٹ بند کی اندر سے باہر آ گئے ٹھہر کر کچھ دیر وہ دوبارہ پھر اندر گئے
مسکراتے جاتے تھے کچھ منہ سے فرماتے بھی تھے دیکھ کر مسرور تھے اور داد فرماتے بھی تھے
دفن سے جبکہ فراغت پائی لوگوں نے کہا ننگے پاؤں کیوں چلے اور ساتھ ایڑی بھی اُٹھا
دفن کر کے سعدؓ کو ہنسنے کا وہ کیا تھا مقام قبر سے نکلے اچانک اور کیا تھوڑا قیام
قبر میں اُترے دوبارہ مسکرائے بات کیا اعتراضات ہم کریں یہ ہم کو استحقاق کیا
سادگی سے پوچھتے ہیں تاکہ معلومات ہو دل کو ہو جائے سکوں اور مصلحت کی بات ہو
آپ ﷺ نے فرمایا پوچھا ہے تو سن لو اُن کا راز درسِ عبرت بھی ملے اور دل بھی ہو جائے گداز
سعدؓ نے شادی کو چھوڑا ہو گیا شامل جہاد مر کے راہِ حق میں پائی اُس نے سب دل کی مراد
اُس کی میت پر اللہ کو اور ہم کو پیار ہے اُس میں شرکت کرنے والا ہر کوئی سرشار ہے
اس جنازے میں نہیں ہم صرف انساں ہی شریک بلکہ اس میں آسمانی ہیں ملائک بھی شریک
ہے فرشتوں کا جنازے میں ہجوم بے شمار احتراماً اس لیے دیں جوتیاں میں نے اتار
اس قدر رش ہے کہ پاؤں ٹھیک رکھ سکتا نہ تھا پر ملائک کے بچا کر ایڑیاں لی تھیں اُٹھا
قبر میں ہنسنا میرا اس سعدؓ کی قسمت پہ تھا جس پہ واری جانے کو دو حوروں میں جھگڑا سا تھا
میں یہ بولا واہ رے سعدؓ کیا کہنے تیرے ایک بیوی کی بجائے دو ملی حوریں تجھے
دونوں حوریں سعدؓ کے بارے میں تھیں با دست و پا ایک کا ٹوٹا بٹن اور کچھ گریباں کھل گیا
دیکھ کے شرمایا میں اندر سے باہر آ گیا ٹھیر کے کچھ دیر میں باہر سے پھر اندر گیا
دیکھا اُس نے ٹھیک اب اپنا گریباں کر لیا دے مبارک باد ہم نے سعدؓ کو دفنا دیا
سعدؓ نے تو جان دی اللہ کو پیارا ہوا لیکن عمر بن وہب کا منہ بھی اُجلا ہو گیا
اُس کی بیٹی کو مگر صدمہ بڑا بھاری ہوا شادی سے پہلے ہی صدمہ سوگ کا طاری ہوا
پر اسلام اُس نے بدل دی قسمت ابا جان کی اپنے والد سے لڑی تھی جنگ بھی کس شان کی

Marfat.com

سعدؓ جیسی قسمت اے اللہ ہمیں بھی ہو عطا　　　اور جیتے جی ہمیں حضرت ﷺ کا روضہ بھی دکھا
دین اور دنیا میں اے اللہ برکت ڈال دے　　　کر دعائیں یہ قبول اور ہر مصیبت ٹال دے

آمیـــــــن!

ہر واقعہ جو اس زمین پر ہوتا ہے وہ اللہ کی اجازت سے ہوتا ہے۔ انسان کی بشری حیثیت یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں امتحان کے لیے ہے۔ ایسے واقعت انسان کے لیے درسِ عبرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلند تر مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے چچا عمر بن وہب کو بھی حضور ﷺ کا حکم ماننے کی وجہ سے سرخرو کیا۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

بیٹی ہے ایک نعمت

اے کامیاب انسان!　　　اے خوش خطاب انساں!
کیوں رنج سے ہے نالاں　　　غم سے نہ ہو پریشاں
بیٹی اللہ نے دی ہے　　　یہ نورِ زندگی ہے
قدرت کا نور یہ ہے　　　دل کا سرور یہ ہے
عنوانِ زندگی ہے　　　ہنس ہنس کے کہہ رہی ہے
فردوس کی کلی ہوں　　　خوشبو میں بس گئی ہوں
جنت سے آ رہی ہوں　　　پہچان لو وہی ہوں
جس کو رسول اکرم ﷺ　　　کرتے تھے پیار ہر دَم
اُن کو بھی اللہ نے　　　بیٹی ہی پہلے دی تھی
ایسی کہ جس کے دم سے　　　دنیا میں روشنی تھی
شکر اللہ کا ادا کر　　　سجدہ میں سر جھکا کر
بیٹی ہے ایک نعمت　　　بیٹی ہے عنایت قدرت

Marfat.com

اللہ کا عطیہ ، اللہ کی عنایت — ہے نورِ عین بیٹی اور دل کا چین بیٹی
آغوش میں اُٹھا لے — معصوم کی دُعا لے
بیٹا ہو یا کہ بیٹی — یہ دَین ہے اللہ کی
تعلیم بھی اُسے دے — کر تربیت بھی اُس کی
اُس کو سکھا سلیقے — آداب زندگی کے
یہ ہے گھروں کی ملکہ — ہر گھر کا اُجالا
اس سے خفا نہ ہونا
اے کامیاب انساں! — اے خوش خطاب انساں!
اس سے خفا نہ ہونا

بچہ کی دُنیا میں آمد

بچہ جب عالم غیب سے یکا یک دُنیا میں قدم رکھتا ہے تو ایک ایسے آئینے کی طرح ہوتا ہے جس کی سطح بالکل صاف اور ہر قسم کے اثرات قبول کرنے پر آمادہ ہوتی ہے۔ نہ کسی کا عکس اُس میں نظر آتا ہے اور نہ کسی کی تصویر اُس پر منقش ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں جس قسم کا عکس اُس پر ڈالا جاتا ہے ہمیشہ کے لیے قائم ہو جاتا ہے۔ اگر خوشنما نقش و نگار سے اُس کی سطح مزین کی گئی تو ہمیشہ کے لیے یہ آئینہ خوبصورت ہوگیا۔ اگر بدقسمتی سے کسی ناواقف اور جاہل نے ٹیڑھی سیدھی لکیریں کھینچ دیں تو ہمیشہ کے لیے بدنما ہوگیا۔ اُس کی صاف و شفاف سطح سیاہ و سفید سے محض بے خبر ہوتی ہے، اس لیے اُس کو کسی رنگ کے قبول کرنے میں انکار نہیں ہوتا اور جس مصور کے ہاتھ قدرت نے اُسے سپرد کر دیا ہے اُس کی ہر رائے کے آگے سرِ تسلیم جھکا دیتی ہے۔ یہی حال اُس تازہ وارد مسافر کا ہوتا ہے جس کے لیے دنیا اور دنیا کی ہر بات بالکل نئی ہوتی ہے۔ اُس کے کان جس طرح فضائل انسانی سے نا آشنا ہوتے ہیں اسی طرح رزائل انسانی سے بے خبر ہوتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ رحم کیا چیز

Marfat.com

ہے اور ظلم کس کو کہتے ہیں۔ نہ اُس کو اِس کی خبر ہوتی ہے کہ علم انسانی خوبیوں کا سرچشمہ ہے اور جہل تمام برائیوں کا مخزن ہے۔ اُس کا سادہ ذہن آئینہ کی طرح ہر قسم کے نقش و نگار سے خالی ہوتا ہے، مگر ہر اثر کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایسی حالت میں اُس کی شفیق ماں اُس کی فطری مصور ہوتی ہے جس کی توجہ اور تربیت یا تو اخلاقی محاسن کا نقش اُس کے دماغ پر نقش کالحجر کر دیتی ہے یا تمام رذائل انسانی کا عادی بنا کر نہ صرف اُس کی بلکہ سوسائٹی کے ہر فرد کی زندگی ہمیشہ کے لیے تلخ کر دیتی ہے۔ اِسی زمانہ میں وہ اثرات انسان کی طبیعت ثانیہ ہو جاتے ہیں جن کو نہ اعلیٰ تعلیم کا اثر زائل کر سکتا ہے نہ ساری عمر کی جدوجہد و کوشش کھو سکتی ہے۔ قوموں کی ترقی کا بڑا راز تاریخ بتلاتی ہے کہ قومی افراد کی یہی ابتدائی تربیت ہے جو انسان اپنی زندگی کے ابتدائی حصہ میں صرف ماں کی کوشش اور توجہ سے حاصل کر سکتا ہے۔

رہنمائی حاصل کرنے کے لیے خواجہ محمد اسلام کی مرتب شدہ مطبوعات: قصص الانبیاء، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، انسانی زیور، جنت کا منظر، حج کا منظر، محبوب کے حسن و جمال کا منظر، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، نماز کا منظر، اسلام کا منظر، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اعمالِ قرآنی، حصن حصین، کتاب نئی زندگی، دیگر سبق آموز کتابیں: فضائل اعمال، فضائل صدقات مع فضائل حج حیات الصحابہؓ، بہشتی زیور، ریاض الصالحین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

نوزائیدہ بچہ

اے کہ اپنے ساتھ گھر بھر کی خوشی لایا ہے تو
کس وطن کی یاد میں روتا ہوا آیا ہے تو

کیا کوئی زریں جزیرہ چھوڑ کر آیا ہے تو
گلشن فردوس سے منہ موڑ کر آیا ہے تو

یاد کچھ ایسے ہی تو آتے ہیں نظارے تجھے
اجنبی سے اس جہاں کے نقش ہیں سارے تجھے

کس لیے حیرت سے یوں ہر اک کا منہ تکتا ہے تو
کچھ تو کہنا چاہتا ہے کہہ نہیں سکتا ہے تو

ہم کو بھی معلوم ہے تو ہے مسافر دُور کا
مطلقاً اس دیس کی بولی سے ہے ناآشنا

Marfat.com

ہاں بتا وہ سرزمین عافیت تھی کون سی
بستی ہے دل میں تیرے دلکش وہ بستی کون سی
روشنی ہوتی ہے کیسی چاند سورج کی وہاں
تیرے چہرے پر ہویدا ہیں ابھی جس کے نشاں
کس چمن کا گل ہے تو کس عرش کا تارا ہے تو
کس قدر ہے پاک و روشن کس قدر پیارا ہے تو
ہے دعا اللہ تجھے عالم و عامل کرے
ہر بلا کو حل کرے آسان ہر منزل کرے
تو وفادارِ مدینہ بن کے دنیا میں رہے
خدمت مادر پدر سے راحت عقبیٰ ملے
تو بڑا ہو تیری شادی میں ہوں اے فیضان ہم سب شریک
حور سی دُلہن ملے دونوں کو جنت ہو نصیب

درس گاہ میں بچوں کو دِین کا علم سکھاؤ

قسمت نوع بشر کی تبدیل ہوتی ہے یہاں
ایک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں
ہے علم کے نہ ہونے سے حال اس قدر تباہ
محتاج ہر ایک کام میں غیروں کی طرف نگاہ
ماں باپ سے سلوک نہ کچھ دین سے آگاہ
دن بھر چلے جو تاش تو شب کو سینما گاہ
کیونکر بھلا نصیب ہو بچوں کو سیدھی راہ
جب تک نہ چھوڑیں تاش کو اور آئیں درس گاہ
آ نوجواں کہ راہ دکھاتی ہے درس گاہ
جذبات سو چکے ہیں جگاتی ہے درس گاہ
بھولے سبق کو یاد دلاتی ہے درس گاہ
دُنیا و دین دونوں سکھاتی ہے درس گاہ
اسلام اور عادل دونوں کے لب پہ ہے یہ دُعا
پھر قوم کو ہماری جگا نیند سے اللہ

دین کے علم کا سیکھنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔

چھوٹے بچے

پاؤں چلنے والے بچے جنہیں آیا اور خادماؤں کی نگرانی میسر نہیں اور جو ہر گھڑی گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں، ہماری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ اُن کی ماں بہنوں اور دوسرے عزیزوں کو

Marfat.com

چاہیے کہ کسی دم اُن کی دیکھ بھال سے غافل نہ ہوں۔ یہ بچے ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں اور بیٹھ نہیں سکتے۔ دوڑنا، بھاگنا، کسی چیز کو اٹھا کر پھینک دینا، اُٹھانا اور منہ میں رکھ لینا، ہر وقت یہی کرتے رہتے ہیں۔ بچے سینا پرونا، مسالہ پیسنا اور آگ جلانا تو جانتے نہیں۔ ہاں کسی کو دیکھتے ہیں تو نقل اُتارنے لگتے ہیں۔ اُن کی مائیں غصہ میں آ کر جب کبھی تھپڑ مارتی ہیں تو اُس کی بھی نقل کرتے ہیں۔ کوئی لکڑی لے کر کتے یا کوے کو مارنے دوڑے تو غور سے دیکھتے ہیں اور پھر ماں پر اور بہن پر ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ یہ تھپڑ نہیں مارتے، لکڑی نہیں مارتے، پتھر نہیں مارتے بلکہ نقل کرتے ہیں اور یہ نقل کبھی اصل بن جاتی ہے اور ماں کے منہ پر تھپڑ لگ جاتا ہے، لکڑی کی چوٹ لگ جاتی ہے، پتھر لگ جاتا ہے اور خون بہنے لگتا ہے۔ ماں غصے میں اُنہیں مارتی ہے اور دھکا دے دیتی ہے اور کبھی نہیں سوچتی کہ بچہ بے قصور ہے۔ عاقل اور دانش مند ماں باپ بچہ پیدا ہوتے ہی اپنی بہت سے عادتیں چھوڑ دیں تو بڑی اصلاح ہو جائے۔ رابعہ بی بی ایک خاتون کا بیان ہے کہ جب اُن کا پہلا بچہ ہوا تو انہوں نے کسی سے، آپ اور جناب کے سوا بات نہیں کی۔ کوئی ناشائستہ بات زبان سے نہیں نکالی، چیخ کر بولنا چھوڑ دیا۔ تھپڑ کے لیے ہاتھ نہیں اُٹھایا، لکڑی کو ہاتھ میں نہیں لیا، کھڑے ہو کر پانی نہیں پیا، نہ لوٹے کی ٹینٹو سے منہ لگایا، روٹی ہاتھ پر رکھ کر نہیں کھائی، پابندی سے پانچوں وقت نماز پڑھی، صبح کو قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اُن کے خاوند نے حقہ اور سگریٹ چھوڑ دیا اور ایسی بہت سی باتیں جنہیں برا سمجھا جاتا ہے چھوڑ دیں۔ یہ بچہ جوں جوں بڑھتا گیا شائستہ بنتا چلا گیا اور ایسی اُٹھان ہوئی کہ مثال میں لوگ اُس کا نام لینے لگے۔ دیکھو! ظفر اقبال صاحب کے بچے عادل کو دیکھو، اُس کی بول چال، ادب اور تہذیب کیسی ہے، ماں باپ کا کتنا فرمانبردار ہے۔ بڑوں کی کیسی تعظیم کرتا ہے، چیخ کر کبھی نہیں بولتا، صبح صبح قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ ماں باپ کسی بات پر خفا ہوتے ہیں تو خطا ہو یا نہ ہو معافی مانگ لیتا ہے۔ اس بچہ کا نام عادل درویش ہے۔ دیکھا آپ نے نقل کا کرشمہ؟

....

Marfat.com

والدہ

والدہ شفقت کی دیوی، والدہ اُلفت کی جاں
بہر طفلاں جنت فردوس زیر آسماں

بستی انسان کی شام و سحر وہ پاسباں
جذبہ ایثار و قربانی کی رنگین داستاں

بے زباں بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھیے معصوم سے اِک بے بدل نعمت ہے یہ

والدہ از آفرینش تا قیامت با وفا
کشتی معصوم کی سمجھو اِسے تم ناخدا

اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء و اتقیا
محسنۂ انبیاء ، مخدومۂ اہل صفا

سورۂ یوسف اگر اک نالہ یعقوب ہے
چاہِ زمزم، والدہ کے عشق سے منسوب ہے

کون چھاتی سے لگاتا تھا مجھے شام و سحر؟
کس کی آٹھوں پہر رہتی تھی فقط مجھ پر نظر؟

زندگی مری ہے یہ کس کی دعاؤں کا اثر؟
کون کہتی تھی مجھے لختِ جگر نورِ بصر؟

والدہ! تیری عنایت کا یہ دِل ممنون ہے
بلکہ میرے جسم کا ہر رونگٹا مرہون ہے

عشق کی دنیا تیرے اخلاص سے آباد ہے
تیرا دلی حرص و ہوا سے کلیتہً آزاد ہے

کیا تیرا ننھا ہی تیری گود میں دل شاد ہے؟
تیری شفقت تو بڑھاپے میں بھی مجھ کو یاد ہے

جنت فردوس تھا ، پہلو ترا میرے لیے
میں بھی تھا، خواہ کچھ بھی ہوں رشک قمر تیرے لیے

پوچھیے آ کر یتیموں سے کہ کیا دولت تھی تو
اپنے بچوں کے لیے تو سر تا پا رحمت تھی تو

گرچہ کٹیا میں تھی، پر اُن کے لیے جنت تھی تو
فاقہ مستی میں بھی اُن کے واسطے نعمت تھی تو

بن ترے اُن کا جہاں برباد ہے برباد ہے
ترا یکسالہ بھی فرقت میں تیری ناشاد ہے

والدہ ننھے کے حق میں رحمت پروردگار
دیکھ کر بیمار اُس کو ، ہو رہی ہے سوگوار

کوئی بلبل ہے، کہ لیتی ہے بلائیں بار بار
کوئی دیوانی ہے، رہتی ہے جو ہر دم اشکبار

اُس کے سر کے درد کی خاطر اپنے سر کو جدا کر دے ابھی
اس کے بس میں ہو تو جاں تک بھی فدا کر دے ابھی

Marfat.com

بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کے لیے بیوی کی مصیبت میں اظہار وفاداری

شوہر کا یہ بھی اخلاقی فرض ہے کہ بیوی کے ساتھ وفاداری اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے۔ اگر حوادث زمانہ کی وجہ سے عورت پر کوئی ناگہانی مصیبت آجائے تو محبت اور لطف وکرم میں کمی نہ کرے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اخلاق ومروّت سے پیش آئے، بیمار پڑ جائے تو علاج کرائے، کوئی دوسری مصیبت آئے اس کے دفعیہ کی سعی کرے۔ اگر کسی بیماری کی وجہ سے اُس کی شکل وصورت میں فرق آجائے تو عورت کو بدصورت دیکھ کر بے مروّتی اور بداخلاقی کا برتاؤ نہ کرے بلکہ اُس کی دلدہی اور دلجوئی کرے۔ مرد اگر ایسا نہ کرے گا تو اُس کا دل ٹوٹ جائے گا، اُس کی مسرت حزن و ملال میں تبدیل ہوجائے گی اور عورت مرد کی بے وفائی پر گھٹ گھٹ کر جان دے دے گی۔ ٹھنڈے دل سے سوچنے کی بات ہے کل ایک حسین ودلفریب عورت کوشادی کر کے لائے، اُس پر اپنی جان نثار کی اور بلائیں لیں اور اُس کی خوشنودی کے لیے بازار چھان ڈالا اور قیمتی زیور اور کپڑے لا کر دیئے، سب کی ناراضگی برداشت کی۔ اتفاق کی بات وہی بیمار ہوئی اور آج اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چیچک نے اُس کی صورت بگاڑ دی یا آنکھوں کی بینائی چھین لی۔ آئینہ دیکھتی ہے تو اُس کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آتے ہیں کہ یہ کیا سے کیا بن گئی اور اگر اندھی ہوگئی ہے تب تو ساری دنیا ہی اندھیری ہے۔ بے چاری عورت ان مصیبتوں کی تاب نہ لا کر دن رات روتی ہے۔ اُس پر ظلم یہ ہوا کہ شوہر کی آنکھیں پھر گئیں، بات بات پر غریب جھڑکی جارہی ہے، اُس کو گھر سے نکال دینے کی دھمکی دی جا رہی ہے اور بے قصور کوٹھوکر لگائی جارہی ہے۔ یہ بساطِ محبت کیوں اُلٹ گئی اور بہار خزاں میں کیوں تبدیل ہوگئی؟ کیونکہ حسن وجمال جاتا رہا اور وہ بھی قدرتی مرض سے۔ للہ! سوچا جائے انسانیت کا یہی تقاضا ہے، محبت کا یہ انجام ہے۔ اخلاق کی عدالت کا یہی فیصلہ ہے، پھر یہ بھی پیش نظر رکھنے کی سعی کی جائے کہ غریب وبے کس عورت کی دل سوزیوں کا وبال کس کے سر ہوگا۔ اُس کے گرم گرم آنسو جو آنکھوں سے جاری ہوں گے کیا رنگ لائیں گے؟ یقین کیا جائے اسلام ایسی بے مروّتی اور

Marfat.com

کج خلقی کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ ایسی سنگدلی کو برداشت نہیں کرتا بلکہ اعلان کرتا ہے:

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر ۔۔۔ نہ ہو درد کی چوٹ جس کے پہلو پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر ۔۔۔ نہ ہو رنج و احساس اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ۔۔۔ خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں: ''تیری وہ لڑکی (اس کا محل) ہے جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آ گئی ہو اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا وہ بہترین صدقہ ہے)۔'' لوٹ کر آ جانے سے مراد یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا، اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا یا خاوند نے طلاق دے دی یا کوئی اور عارضہ ایسا پیش آ گیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی پھر باپ کے ذمہ ہو گئی تو اُس کی خبر گیری، اس پر خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے اور اس کا افضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میں ایک صدقہ ہے دوسرے مصیبت زدہ کی امداد ہے۔ تیسرے صلہ رحمی ہے۔ چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے۔ پانچویں غمزدہ کی دلداری ہے کہ اولاد کا ابتداء میں والدین کے ذمہ ہونا رنج کی بجائے خوشی کا سبب ہوتا ہے لیکن اس کا اپنا گھر ہو جانے کے بعد اپنا ٹھکانا بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمہ ہو جانا زیادہ رنج کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے، اس کے لیے تہتر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک میں اس کے تمام اُمور کی اصلاح اور درستی ہے اور باہتر (۷۲) درجے اس کے لیے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔

ایک وفا شعار بیوی

جمعہ کا دن ہے، دمشق شہر خموشاں بنا ہوا ہے، سڑکیں ویران ہیں، شہر کے تمام گیٹ بند ہیں، تمام مکان سُونے سُونے نظر آ رہے ہیں۔ ایک آدمی بھی دکھائی نہیں دیتا کیونکہ آج قصر خلافت کے اردگرد بے شمار انسانوں کا جم غفیر ہے۔ آدمیوں کا سیلاب ہے، راستے، گلیاں اور دروازے ہجوم سے

Marfat.com

بھرے ہوئے ہیں۔ ان میں سبھی قسم کے لوگ ہیں۔ شہر کے امراء اور رؤسا بھی، نادار و بے کس بھی، نوابزادے اور بڑے لوگ بھی، حکومت کے ذمہ دار بھی، خاص مشیر اور سر برآوردہ حضرات بھی۔ یہ تابناک چہرے سراپا انتظار بنے گھڑیاں گن رہے ہیں۔ کچھ خوف و ہراس بھی چہرے پر نمایاں ہے اور کیوں نہ ہو امیر المومنین سلیمان بن عبدالملک کے مرض میں اضافہ ہو رہا ہے اور پورے شہر میں یہ سنسنی خیز خبر پھیل گئی ہے کہ امیر المومنین کا دم واپسیں ہے۔ لوگ حیران و پریشان ہیں اور مشیر خاص امیر المومنین کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حرم کے پاس محل کے اندر خاندانِ بنی امیہ کی بیگمات خبروں کا انتظار کر رہی ہیں۔ یزید، ہشام، مسلمہ اور خلیفہ کے بھائیوں کی بیویاں اگلی صفوں میں جلوہ افروز ہیں۔ اُن کے دلوں میں خیالات کا ایک تلاطم بپا ہے۔ طرح طرح کی تمنائیں کروٹیں لے رہی ہیں اور ہر دل یہ مژدۂ جاں نواز سننے کے لیے بیقرار ہے کہ اُس کا لائق خاوند امیر المومنین کے بعد تاجِ خلافت سے سرفراز ہوگا اور مال و دولت، جاہ و اقتدار سے نہال ہوگا۔ وہ عورتیں بظاہر امیر المومنین کی بیماری پر رنج و غم اور خوف و ہراس کا اظہار کر رہی تھیں لیکن حقیقت میں ہر ایک اُن کی موت کا خواہشمند ہے تا کہ اُس کا شوہر منصب خلافت کے لیے منتخب ہو جائے۔ مجلس کے ایک کنارے ایک حسین وخوبصورت خاتون بیٹھی ہیں۔ بڑے بیش قیمت اور زرق برق لباس میں ملبوس ہیں، اُس پر وقار و متانت اور اطمینان و سکون کی کیفیت ہے جیسے کہ اُن کے دل میں نہ کوئی ارمان ہو، نہ خوف و دہشت، نہ دولت و ثروت کی ضرورت ہو، نہ شہرت و عزت کی طلب۔ واقعی وہ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز تھیں، اس لیے کہ انہیں تمام چیزیں حاصل تھیں۔ اُن کے پاس حسن و جمال ہے جو انسانی زندگی کی گرانمایہ دولت ہے۔ اُن کے پاس حسن و اخلاق و مروّت بھی ہے جو انسانیت کی امتیازی شان ہے۔ یہ عزت و شرف کے بلند مقام پر فائز ہیں۔ صالح شوہر بھی میسر ہے، زندگی بھی بڑی عیش و عشرت سے گزر رہی ہے، قصر شاہی کے اندر خلافت کے گہوارے میں پلی ہیں، آرام و آسائش، ناز و ادا میں ڈوبی ہوئی، غم امروز و فردا سے آزاد اور فریاد و ماتم سے بہت دور ہیں۔ اُن کی زندگی شبستانِ عیش و سرور ہے۔ اُن کا دل رونق حیات ہے۔ آپ سمجھے! وہ کن کی صاحبزادی تھیں اور اُن کے باپ

Marfat.com

کی سلطنت مغرب اقصیٰ اور افغانستان کے درمیان کتنے طول وعرض میں تھی؟ اُن کے باپ ان تمام ملکوں کے تنہا مالک تھے اور انہیں کے اشارۂ چشم پر پورا نظامِ حکومت چل رہا تھا۔ یہ "فاطمہ بنت عبدالملک" خلیفہ کی صاحبزادی، خلفاء کی بہن ہیں، خاندانِ بنوامیہ کے شہزادوں کی نگاہِ انتخاب کا مرکز یہی تھیں۔ لیکن اُن کے والد نے انہیں ایک ایسے شخص کے عقد نکاح میں دیا جن کی شرافت و عزت کا شہرہ عام تھا، جن کے اندر خاندانِ اموی کے بہترین اوصاف وکمالات جمع تھے، جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ تھا، شریف النسب نوجوان حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ۔ اور پھر فاطمہ ایک قصر سے دوسرے قصر میں منتقل ہوگئیں۔ اُن کی بہترین زندگی بدل کر اُس سے بہتر زندگی میں تبدیل ہوگئی۔ فاطمہ مجلس کے ایک گوشہ میں بیٹھی تھیں، شانِ بے نیازی نمایاں تھی، اُن کا سینہ دُنیا کے غموں سے بالکل خالی تھا، اُن کے دل میں نہ کوئی اُمید تھی اور نہ کسی اُمید کے پورا ہونے کی خواہش۔ بالکل بے غم۔ اچانک قصر خلافت دوطرح کی آوازوں سے گونج اُٹھا، ایک آواز جس میں امیر المومنین کی خبر وفات سے درد والم، فریاد و ماتم، نالہ وشیون شور وفغاں تھا اور دوسری آواز جس میں نئے خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے انتخاب کا اعلان تھا۔ کچھ لوگوں کے لیے ناکامی ونامرادی اور حسرت ویاس اور کچھ لوگوں کے لیے مسرت وشادمانی اور بشارت وخوشخبری تھی اور ایک مجمع پر دہشت وخوف طاری تھا۔ فاطمہ ایک لمحہ میں کچھ سے کچھ ہوگئیں۔ پہلے وہ ایک گوشہ میں تمام دنیاوی لذات سے بے نیاز بیٹھی ہوئی بیگمات کی تمناؤں کا اندازہ کررہی تھیں اور کوئی عورت اُن کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتی تھی کہ یکا یک اُن کی کتابِ زندگی کا شاندار ورق اُلٹا، کاتب تقدیر نے اُن کی تقدیر کی کایا پلٹ دی۔ اچانک وہ ایک گوشہ گمنامی سے نکل کر منصب شہرت پر آ گئیں۔ فاطمہ تمام بیگمات کی نگاہوں کا مرکز ہوگئیں۔ تمام دلوں کا مرجع بن گئیں اور خلفاء وحکام کی بیویوں نے نئے خلیفہ کی بیوی فاطمہ کو میر کارواں بنایا اور سب صف بستہ اُن کا دامن پکڑے کشاں کشاں چلنے لگیں اور جب وہ قصر خلافت میں داخل ہوئیں تو وہ سب بھی اس کی قیادت میں داخل ہوئیں۔ انہیں وہ دن یاد آنے لگے جب وہ اپنے والد امیر المومنین عبدالملک کے قصر سے منتقل ہوکر

Marfat.com

اپنے شوہر اور چچازاد بھائی امیر عمر رضی اللہ عنہ کے قصر میں آئی تھیں۔ یہ قصر خلیفہ کے قصر سے اس طرح شان و شوکت اور زینت و آرائش کے اعتبار سے زیادہ بلند و برتر تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خاندانِ اموی میں سب سے زیادہ مالدار و خوشحال تھے اور ناز و نعم کے پروردہ، اُن کی پرورش عیش و عشرت میں ہوئی تھی۔ بڑے ٹھاٹھ باٹھ اور چمک دمک میں رہتے تھے۔ جو پوشاک زیب تن کرتے اس کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہوتی۔ جو عطر لگاتے وہ صرف ان کے لیے ہندوستان سے لایا جاتا اور جب کسی طرف سے گزرتے تو گلی گلی کوچہ کوچہ خوشبو سے مہک اُٹھتا اور ہر طرف وہ شخص جس نے بھی اُن کے متعلق لوگوں کی زبانوں سے کبھی سنا تھا، جان جاتا کہ امیر المومنین گزرے ہیں۔ خاندان کے اشراف و عالی نسب لوگ اپنے کپڑے دھوبی کو دیتے وقت یہ فرمائش کر دیتے کہ ان کے کپڑے عمرؓ کے کپڑوں میں ملا کر دھوئے جائیں تاکہ عطر کی خوشبو ان کے کپڑوں میں بھی سرایت کر جائے۔ اُن کی رفتار کا اندازہ بھی بڑا ناز و ادا میں ڈوبا ہوا ہوتا جسے ''العمریہ'' کہا جاتا تھا۔ جب چلتے تو موجِ خرام یار بھی شرما جاتی اور حسن و جمال دوبالا ہو جاتا۔ کندھے سے چادر گر جاتی تو اُٹھانے کی زحمت نہ گوارا کرتے یہاں تک کہ کوئی شخص آ کر اُٹھا دیتا۔ فاطمہ کے ذہن میں یہ تمام خیالات و تصورات رقصاں تھے۔ ان کی شاندار امیرانہ زندگی ان کے سامنے تھی۔ وہ وقت انہیں یاد تھا جب ان کا ایک اشارہ بھی امیر عمرؓ کے لیے حکم سلطانی کی حیثیت رکھتا تھا اور فاطمہ کی معمولی سے معمولی خواہش کا پورا کرنا بھی ان کے نزدیک ضروری تھا۔ نئے خلیفہ کے متعلق ایوانِ خلافت میں عجیب و غریب خبریں سنی جانے لگیں۔ ایک خادم تیزی سے محل میں داخل ہوتا ہے کہ خلیفۃ المسلمین نے خلافت کی تمام سواریاں مسترد کر دیں اور بادشاہوں کے پیچھے جو جلوس نکلتے تھے اُس رسم کو ختم کر ڈالا اور اپنی ذاتی سواری اختیار کی۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ خلیفہ نے بیعت کے لیے جلسے منعقد کرنے کا فیصلہ نافذ کر دیا ہے، اس لیے کہ بیعت اسلام کے نزدیک اسلام کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔ فاطمہ یہ عجیب خبریں سنتی رہی لیکن اُن کا دل اُن کی تصدیق نہیں کرتا، اس لیے کہ وہ اپنے اُس جوان شوہر کی زندگی سے بخوبی واقف تھیں جس کے سامنے دنیا اپنے تمام ساز و سامان

Marfat.com

کے ساتھ دست بستہ کھڑی تھی اور اس کی نعمتیں اور لذتیں اس کی قدم بوسی کر رہی تھیں۔ ایسا شخص آخر کیسے دنیا اور اس کی لذتوں کو ٹھکرا دے گا۔ خلیفہ اپنے محل میں لوٹے، لیکن اب اُن کی زندگی ایک نئے ڈھانچے میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اب وہ محل سرائے کے مکین نہ تھے بلکہ بوریا نشین بن گئے تھے۔ اب وہ شہزادے ہی نہ تھے بلکہ خلفائے راشدین اور سلف صالحین کی جیتی جاگتی تصویر۔ اہل خاندان نے بیعت تو کر لی لیکن رفتہ رفتہ انہیں اپنی زندگی تاریک نظر آنے لگی۔ فاطمہ اپنے شوہر سے ملیں تو انہیں ایسا لگا کہ تین دن جس میں انہوں نے تنہائی کی زندگی بسر کی اس وقفہ میں تین صدیوں کے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ لوگوں کے مصالح و معاملات پر غور کرتے کرتے نیند اُڑ گئی تھی۔ اِس بارِ امانت سے اُن کا کندھا گرانبار تھا۔ دل میں خوفِ خدا سمایا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر فاطمہ کا دردمند دل شوہر کی محبت میں پگھل گیا۔ انہوں نے کہا: ''اے فاطمہ! میرے دوشِ ناتواں پر ایک عظیم ذمہ داری آ پڑی ہے اور روزِ محشر مجھ سے اُمت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں باز پرس ہوگی تو میں اُس وقت کیا جواب دوں گا؟ میں تم سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی تمہارے مقابلے میں کسی چیز کو ترجیح دیتا ہوں لیکن میں تم پر ظلم و زیادتی یا کسی قسم کا دباؤ ڈالنا نہیں چاہتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جس طرح کی زندگی میں نے اپنے لیے پسند کی ہے اُس پر تم راضی نہ ہوگی۔ اگر تم میرا ساتھ نہ دے سکو اور یہ سادہ و بے رنگ زندگی تمہیں نہ بھاتی ہو تو خوبصورتی سے علیحدگی اختیار کر لو۔'' فاطمہ بولیں: آپ کا کیا مقصد ہے؟ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، یہ دولت کا خزانہ جو ہماری ملکیت میں ہے اور یہ ساز و سامان جو تمہارے بھائیوں اور تمہارے رشتہ داروں کے پاس ہے میں نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ اس دولت کو ان سے لے لوں گا اور بیت المال کے حوالہ کر دوں گا اور رفاہِ عام کے لیے اُس کو عام کر دوں گا اور اس کا آغاز خود اپنی ذات سے کروں گا۔ اپنی بسر اوقات کے لیے زمین کا ایک مختصر حصہ باقی رکھوں گا، جسے اپنے پیسوں سے خریدوں گا۔ اگر تم وسعت و فراخی کے بعد اس عسرت و تنگی کی زندگی پر قناعت نہ کر سکو تو بلا تکلف رخصت ہو جاؤ۔ میری فطرت ہے کہ ہمیشہ اونچے مدارج طے کرنے کا خواہاں رہتا ہوں۔ جب حاصل کر لیتا ہوں تو اور زیادہ کی جستجو کرتا ہوں۔ اول وہلہ میں

Marfat.com

میں نے امارت حاصل کرنے کی سعی کی۔ جب یہ خواہش شرمندۂ تکمیل ہو چکی تو اللہ نے مجھے خلافت کا منصب عطا کیا اور جب کہ مجھے یہ عظیم منصب بھی حاصل ہو گیا، اب میں جنت کی ابدی نعمتوں کا خواستگار ہوں۔ کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ ایک مالدار تاجر یا کوئی بہت بڑا دولت مند عظیم الشان محل میں رہ رہا ہو۔ اُس کے گھر میں نفیس کھانے ہوں، سونے کے لیے بہترین بستر ہوں۔ پھر وہ اُن تمام آسائشوں اور راحتوں سے اللہ کی رضا جوئی کے لیے کنارہ کشی اختیار کر لے اور اُس تاجر کی بیوی اُس کی اِس اچانک تبدیلی پر راضی و مطمئن ہو، اُس کے ساتھ ساتھ تکلیفیں برداشت کرنے لگے، ایک تنگ گلی میں دو سادہ اور معمولی کمروں میں زندگی گزارے اور شاندار اور لذیذ کھانوں کے بجائے دال دلیہ پر گزارہ کرے اور خوبصورت سواری کے بجائے پیدل چلے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کے اِس دور میں کوئی متمول عورت اِس طرح کی فقیرانہ اور فاقہ مستی کی زندگی پر قناعت کر سکتی ہے اور اتنی سعادت مندی اور اخلاص و محبت کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ لیکن فاطمہ خواتین کی تاریخ میں اس اعتبار سے ایک انفرادی حیثیت اور ایک امتیازی شان کی مالک تھیں۔ وہ بیک وقت شاہزادی، ملکہ اور چار بادشاہوں کی بہن تھیں اور اُن میں سے ہر ایک موجودہ دور کی بیس ریاستوں پر حکمرانی کرتا تھا۔ فاطمہ اپنے شوہر کا مدعا سمجھنے کے بعد نہایت پُروقار لہجے میں بولیں:

”آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔ میں ہر قدم پر آپ کا ساتھ دوں گی۔ میں ہرگز ایسا نہ کروں گی کہ جب زندگی کے بہترین ایام ہوں اور موسم بہار ہو تو میں لذتوں سے شادکام رہوں اور بادِ نسیم کے دلنواز جھونکوں سے لطف اندوز رہوں اور جب مشکلات و مصائب کی ہوائیں چلیں اور موسم بہار خزاں کی آمد پر پژمردہ ہو گیا ہو تو آپ کو داغِ مفارقت دے جاؤں۔ اچانک عیش و عشرت کا وہ سنہری دور ختم ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ مال و دولت سے مالا مال تھے اور بڑے تزک و احتشام میں رہتے تھے لیکن یہ مصائب و مشکلات گردشِ زمانہ کے ستم نہ تھے بلکہ اُنھوں نے یہ تلخ زندگی اِس لیے پسند کی تھی کہ اس سے وہ مسرتِ ابدی اور حیاتِ سرمدی حاصل کرنے والے تھے اور اِنہیں مشکلات میں اُن کو کامیابی کا یقین تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے احکامات جاری کرنا شروع

Marfat.com

کیے۔ تمام باندیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا گیا اور عظیم الشان قصرِ شاہی کو خیر باد کہا اور اُس کے تمام اثاثے بیت المال کے حوالے کر دیے اور مسجد کے شمالی حصے میں اپنے رہنے کے لیے ایک چھوٹا سا گھر منتخب کیا۔ وہ دربار میں ایک بارُعب حکمران، مدبّر اور دانشمند بادشاہ اور عادل خلیفہ ہوتے۔ لیکن جب اِس چھوٹے گھر میں آتے تو عام لوگوں میں سے ایک ہوتے۔ ایک عورت خلیفہ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لیے مصر سے آئی اور ایوانِ خلافت کے متعلق دریافت کرنے لگی۔ لوگوں نے اُسے خلیفہ کے گھر پہنچا دیا۔ جب وہ خلیفہ کے مکان پر پہنچی تو اُس نے ایک خاتون کو دیکھا، جو پُرانے کپڑوں میں پیوند لگائے فرشِ زمین پر بیٹھی تھی اور ایک مرد کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ گارے میں تھے اور گھر کی دیوار مرمت کر رہے تھے۔ وہاں پوچھنے کے بعد جب اُسے معلوم ہوا کہ فرش پر بیٹھی ہوئی خاتون ہی ''فاطمہ بنت عبدالملک'' ہیں تو سہم گئی اور اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب فاطمہ نے اُس سے بڑی نرمی سے باتیں کیں تو اُس کو اطمینان ہوا اور اُس نے کہا: محترمہ کیا آپ اِس معمار سے پردہ نہیں کرتیں۔ فاطمہ مسکرائیں اور کہا: یہی معمار امیر المؤمنین ہیں۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، کے دورِ خلافت میں ایک بزاز آیا اور اُن کی خدمت میں ایک کپڑا پیش کیا جس کی قیمت آٹھ درہم تھی۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، نے کہا: کپڑا اچھا ہے اگر ضرورت سے زیادہ نرم نہ ہوتا۔ بزاز نے کہا: جب آپ مدینہ کے امیر تھے تو میں آپ کے پاس ایک کپڑا لایا تھا۔ جس کی قیمت پانچ ہزار درہم تھی تو آپ نے فرمایا تھا، کپڑا اچھا ہے اگر بھدا اور کھردرا نہ ہوتا۔ ایک بار خلیفہ بیمار ہوئے اور ایک میلی قمیص پہنے ہوئے تھے، مسلمہ بن عبدالملک عیادت کے لیے آئے اور فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کی قمیض دھو دو، دوسرے دن پھر آئے اور خلیفہ وہی قمیص پہنے ہوئے تھے۔ دوبارہ دھونے کے لیے کہا۔ فاطمہ نے کہا: خلیفہ کے پاس ایک ہی قمیص ہے۔ پورے قصرِ خلافت میں صرف ایک ہی خادم تھا۔ ایک دن فاطمہ نے خادم کے سامنے کھانا رکھا۔ وہ جھنجلایا اور خفا ہو کر بولا: روز یہی روکھی سوکھی۔ فاطمہ نے کہا: بیٹا! یہی کھانا امیر المؤمنین کا بھی ہے۔ فاطمہ کے پاس زیورات تھے۔ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، نے کہا: تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ

Marfat.com

زیورات تمہارے باپ نے مسلمانوں کے اموال سے لے کر تمہیں دیے تھے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ یہ زیوارت میرے گھر میں رہیں یا تو تم اِن کو بیت المال کے حوالے کر دو یا رخصت ہو جاؤ۔ فاطمہ بولیں: اللہ کی قسم! یہ زیورات کیا اِس سے دس گنا قیمت کے زیورات بھی ہوتے تو میں آپ ہی کو ترجیح دیتی۔ اِن کی خاطر بھلا میں آپ کو چھوڑوں گی اور فاطمہ نے وہ سارے زیورات بیت المال میں داخل کر دیے۔ فاطمہ نے ایسی زندگی پر قناعت کی اور ایسے مصائب و مشکلات برداشت کیے جن کا کوئی دسواں حصہ بھی کوئی ہمت والی عورت برداشت نہیں کر سکتی۔ فاطمہ نے اپنے خاوند کے احترام میں اور اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے یہ زندگی اختیار کی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بڑے خدا رسیدہ انسان تھے۔ آخرت کے معاملے میں ہر وقت غور و فکر میں غرق رہتے۔ ایک بار اُن کے ہم نشینوں میں سے ایک صالح دوست اُن کے پاس آیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے اُس نے کہا: آج میں نے قبر کے احوال میں غور کرتے ہوئے پوری رات گزار دی۔ اُس نے کہا: ایک آدمی جو بڑا حسین و جمیل ہو، خوشبو میں بسا رہتا ہو اور بڑے قیمتی لباس زیب تن کیے رہتا ہو، لیکن اُس کی وفات کے تین دن بعد آپ اُس کو دیکھیں جب کہ اُس پر کیڑوں کی یلغار ہو، اُنھوں نے اُس کے جسم کو ڈھانپ لیا ہو، اُس کا گوشت کھا گئے ہوں تو اُس وقت کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے اختیار رو پڑے اور غشی آ گئی۔ فاطمہ نے خادم مزاحم کو پکارا اور اُس سے کہا: برا ہو تمہارا اِس آدمی کو جلدی نکالو۔ وہ آدمی فوراً نکل گیا۔ فاطمہ خلیفہ کے پاس گئیں۔ اُن کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیے اور رونے لگیں۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو کچھ ہوش آیا تو فاطمہ کو روتا ہوا پایا۔ بولے: فاطمہ کیوں رو رہی ہو؟ فاطمہ نے کہا: امیر المؤمنین! میں نے دیکھا کہ آپ اِس وقت بے یار و مددگار نظر آ رہے ہیں تو مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب آپ موت کے پنجہ میں ہوں گے، اللہ کے سامنے ہوں گے، دُنیا سے الگ ہوں گے، ہم سے جدا ہوں گے، یہی یاد مجھے رُلا رہی ہے۔ یہی وہ خوف تھا جس کی وجہ سے فاطمہ خلیفہ کی زندگی میں ہمیشہ روتی رہیں اور اُن کے بعد اُن کی وفات پر روتی رہیں۔ یہاں تک کہ بینائی جاتی رہی۔ اُن کے بھائی مسلمہ اور ہشام تسکین و تسلی دینے

Marfat.com

کے لیے آئے اور فاطمہ کے سامنے مال و دولت پیش کی۔ فاطمہ بولیں: اللہ کی قسم اس وجہ سے نہیں رو رہی ہوں کہ میرے پاس دولت کی کمی ہے، بلکہ خلیفہ کی زندگی میں میں نے ایک منظر دیکھا تھا، وہی اِس وقت یاد آ گیا اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اُنھوں نے کہا وہ کون سا منظر ہے؟ فاطمہ نے کہا: میں نے ایک شب دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آیت...... **یوم یکون الناس کالفراش المبثوث و تکون الجبال کالعهن المنفوش** ...... پر پہنچے تو بے اختیار دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ جب فاطمہ کے بھائی خلیفہ ہوئے تو فاطمہ کے زیورات واپس کرنا چاہے لیکن فاطمہ نے کہا: اللہ کی قسم میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتی کہ اُن کی زندگی میں مطیع و فرمانبردار رہوں اور اُن کے دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد اُن کی نافرمانی کروں، مجھے اِن زیورات کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اُن کے بھائی نے اپنے خاندان اور گھر کی عورتوں میں وہ زیورات تقسیم کرائے اور فاطمہ یہ سب دیکھتی رہیں۔ یہ تربیت کا اثر تھا۔

اچھی کتابیں زندگی کی بہترین رفیق ہیں۔ خواجہ محمد اسلام کی کتابوں کا مطالعہ فرما کر دُنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کریں۔ قصص الانبیاء، فرمانِ رسول ﷺ، جنت کا منظر، حج کا منظر، انسانی زیور، زندگی بے بندگی شرمندگی، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا، نئی زندگی وغیرہ۔ دُنیا کی بڑائی، بڑائی نہیں، وہ صرف امتحان کی غرض سے ہے۔ کسی کو اچھے حالات ملیں یا کسی کو برے حالات، دونوں امتحان کے لیے ہیں۔ دُوسروں کے مقابلے میں آپ کو کوئی بڑائی مل جائے یا عزت حاصل ہو جائے، تو اپنے مقابلے میں دوسروں کو حقیر نہ سمجھے، کیونکہ موت بڑے اور چھوٹے دونوں کو ایک سطح پر پہنچا دے گی۔

قصہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک واقعہ اور یاد آ گیا وہ بھی سن لیجیے۔ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ صاحب کرامت تھے۔ ایک ہزار میل سے ایک شخص ان سے مرید ہونے آیا۔ شیخ جنگل میں لکڑیاں لینے

Marfat.com

گئے تھے۔اس نے گھر کے باہر سے ان کی اہلیہ سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں؟ اندر سے آواز آئی کہ ارے وہ شیخ کہاں ہیں، میخ ہیں میخ، وہ بالکل بزرگ نہیں ہیں، خواہ مخواہ تم لوگ چکر میں پھنسے ہوئے ہو۔رات دن تو میں اس کے ساتھ رہتی ہوں، میں خوب جانتی ہوں۔تم کیا جانو۔اب وہ بے چارہ رونے لگا کہ یا اللہ میں ایک ہزار میل سے ان کو بزرگ سمجھ کر آیا ہوں اور یہ عورت کیا کہہ رہی ہے۔ محلہ والوں نے کہا کہ یہ عورت بہت بدتمیز ہے۔یہ ان کا ظرف ہے جو اس کو برداشت کر رہے ہیں۔ جاؤ جنگل میں جا کر شیخ صاحب کو تلاش کرو۔جنگل میں گئے تو دیکھا کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر بیٹھے ہوئے آرہے ہیں اور لکڑیوں کا گٹھڑ بھی اس کی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں ہے۔اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ شاید تم میرے گھر سے ہو کر آرہے ہو جو تمہارا چہرہ اُترا ہوا ہے، میری بیوی سے کچھ شکایت سنی ہوگی، اس کا خیال مت کرو۔میں جو اس سے نباہ کر رہا ہوں اور اس کی بدزبانی اور کڑوی باتوں کو برداشت کر رہا ہوں۔اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت دی ہے کہ یہ شیر نر میرے قبضہ میں ہے اور میں اس سے بے گاری کا کام لے رہا ہوں۔روزانہ اس پر لکڑی لاد کر لے جاتا ہوں اور یہ سانپ کا کوڑا اللہ نے مجھے دیا ہے۔جب شیر نہیں چلتا تو سانپ کے کوڑے سے اس کو مارتا ہوں۔اگر میرا صبر اس کڑوی زبان والی عورت کو برداشت نہ کرتا۔اس عورت کی تلخ مزاجیوں کے بوجھ کو میرا صبر نہ اٹھاتا تو بھلا یہ شیر نر میری بے گاری کرتا، میری مزدوری کرتا، یہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے صدقہ میں دیا ہے۔

بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیئے

دوستو! میں یہی بات عرض کر رہا ہوں کہ بیویوں کے معاملہ میں اچھے اخلاق سے پیش آیئے۔ان کی کڑوی زبان کو برداشت کر لیجئے۔نہ برداشت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے گھر سے باہر چلے جایئے۔اگر بیوی کڑوی بات کر رہی ہو تو ایک گلاب جامن اس کے منہ میں ڈال دو تا کہ گالی بھی میٹھی میٹھی نکلے۔عام لوگ ڈنڈے سے بیویوں کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بیویاں ڈنڈوں

Marfat.com

سے ٹھیک نہیں ہوا کرتیں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے! حضور ﷺ فرماتے ہیں عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے کیونکہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے لہٰذا اس میں کچھ نہ کچھ ٹیڑھا پن تو رہے گا۔ اگر ان کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، طلاق تک نوبت پہنچ جائے گی اور اگر تم اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو فائدہ اُٹھا لو اور اس میں ٹیڑھا پن رہے گا۔ جس طرح اپنی ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اٹھا رہے ہو یا نہیں یا کبھی آپ ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں کہ میری پسلی کو سیدھا کر دو۔ اسی طرح عورت کے ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اس سے راحت بھی مل جائے گی، اولاد بھی اس سے ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اللہ کا ولی اس سے پیدا ہو جائے جو قیامت کے دن آپ کی مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض چیزوں کو تم ناپسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے لیے خیر ہوتی ہے۔ تم سمجھ رہے ہو کہ اس کی ناک چپٹی ہے، اس کا رنگ کالا ہے، مجھے حسین ملنی چاہیے تھی۔ لیکن ہو سکتا ہے اس کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ ولی، عالم، حافظ پیدا کر دے جو قیامت کے دن آپ کے کام آئے۔ اس لیے صورت پہ مت جایئے۔ بعض وقت زمین کالی اور خراب نظر آتی ہے مگر اس سے غلہ بہت بہترین نکلتا ہے۔ کالی کلوٹیوں سے ولی اللہ پیدا ہوئے ہیں اور گوری چٹیوں سے بعض وقت شیطان پیدا ہوئے ہیں۔ اس لیے بیویوں کو حقیر مت سمجھئے۔ رنگ و روغن کو مت دیکھئے۔ جیسی بھی ہیں ان سے نباہ کر لیجئے۔ اگر ان سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تو ان کے فطری ٹیڑھے پن کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اس حدیث پاک میں تعلیم ہے عورتوں کے ساتھ احسان کرنے کی اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی اور ان کے اخلاقی ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کی کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے۔ جن کی عقل کم ہوتی ہے وہ جلدی لڑ جاتے ہیں۔ مردوں اور بچوں میں بھی دیکھئے جس کی عقل کم ہوگی وہ زیادہ لڑتا ہے۔ یہ بھی عقل کی کمی ہے اس لیے ان کی تو تو میں میں کو برداشت کیجئے۔ دیکھئے کتنی زبردست تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے کہ عورتوں کو سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو۔ ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرو۔ عورتوں کا مزاج ایسا ہے کہ جو شوہر کریم ہوتے ہیں، شریف ہوتے ہیں،

Marfat.com

جو انتقام نہیں لیتے، ڈنڈے نہیں مارتے بلکہ ڈنڈے مارنے کی بجائے انڈے ہی کھلاتے ہیں ایسے کریم النفس شوہروں پر یہ غالب آجاتی ہیں۔ جانتی ہیں کہ بدلہ نہیں لے گا، گالی نہیں دے گا اس لیے اس سے تیز زبان سے بولتی ہیں کہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ ایسا کپڑا لانا، تم کیسا لے آئے۔ میں نے چپل کے لیے کہا تھا تم لیتڑے اُٹھا لائے اور میں نے اچھے کپڑے کا کہا تھا تم چیتھڑے لے آئے اور میں نے کہا تھا کہ چائے کی اچھی اچھی پیالیاں لانا تم ٹھیکرے لے آئے۔ چیتھڑے، لیتڑے اور ٹھیکرے پر لڑ رہی ہے اور وہ بے چارہ مسکرا کر کچھ نہیں بولتا کہ نیک، لائق اور کریم شوہر پر عورتیں غالب آجاتی ہیں۔ اور کمینے لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں جوتے لگا کر، ڈنڈے مار کر، بے چاری کمزور ہوتی ہے۔ ان کا باپ بھائی کوئی وہاں ہوتا نہیں۔ ایک لات دو گھونسے مار دیئے۔ آہ بھر کر بے چاری خاموش ہوگئی اور مارے ڈر کے پھر کبھی ناز بھی نہ دکھایا۔ حالانکہ یہ ان کا شرعی حق ہے۔

بیویوں کو روٹھنے کا بھی حق ہے ﴾ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! جب تو ناراض ہوتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔'' اُمت کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ میں آج کل آپ سے روٹھی ہوئی ہوں۔ فرمایا کہ جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے ورب ابراہیم (ابراہیم کے ربّ کی قسم) میرا نام نہیں لیتی اور جب مجھ سے خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے: ورب محمد (محمد ﷺ کے ربّ کی قسم) تو ہنس پڑیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کو تھوڑا سا روٹھنے کا بھی حق حاصل ہے۔ اگر وہ منہ پھلا لیں تو گھونسہ مت ماریئے۔ گلاب جامن منہ میں ڈال کر ٹھیک کیجئے۔ اگر ناراض ہے، اس کو خوش کیجئے۔ پوچھئے کہ کیا تکلیف ہے؟ آپ کے حق میں مجھ سے کیا کوتاہی ہوگئی؟ گلاب جامن چھپا کر لے جایئے، چپکے سے اس کے منہ میں ڈال دیجئے۔ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا سنت ہے یا نہیں۔ کبھی تو اس پر بھی عمل کر لیجئے۔ خواجہ محمد اسلام کی درخواست! میری بہنو اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارے شوہر تمہاری ناز برداریاں بھی کرے اور تمہارے منہ میں گلاب جامن بھی بھرے تو پھر میرا

Marfat.com

ایک مشورہ قبول کرو۔ اپنے شوہروں کو جتنی جلدی ہو سکے تربیت کے لیے تبلیغی مرکز رائیونڈ ضلع لاہور پاکستان میں بھیج دو۔ وہ چار ماہ تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغ کے کام میں لگانے سے بہترین شوہر بن جائیں گے اور دنیا کے ساتھ ساتھ تمہاری اور تمہارے شوہروں کی اور بچوں کی آخرت بھی اچھی ہو جائے گی۔ یاد رکھیں صرف کتابیں پڑھ لینے سے وہ بات نہیں بنتی جو اللہ کے ولیوں کی مجلس سے بنتی ہے وہاں پر اولیاء اللہ موجود ہیں جن کے فیض صحبت سے اللہ ربّ العزت ان کو ہدایت سے نوازے گا۔ اگر میرے مشورے پر عمل نہ کیا تو یاد رکھنا، شوہر تمہارے منہ میں گلاب جامن نہیں بلکہ تیز مرچوں کی چٹنی ہی ڈالے گا جس سے بیماریاں ہی لگیں گی۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں محبوب رکھتا ہوں اس بات کو کہ میں کریم رہوں، چاہے مغلوب رہوں، چاہے بیویاں مجھ سے بلند آواز میں بات کریں۔ لیکن میں اپنی اخلاقی بلندیوں کے منائر کو گرنے نہ دوں، اپنی اخلاقی بلندیوں کو قائم رکھوں، ان پر کریم رہوں، ان کی باتوں کو برداشت کرلوں، اللہ کی بندیاں سمجھ کر ان کو معاف کردوں۔ امت کی مائیں فرماتی ہیں ہمارے نبی ﷺ رحمدل ہیں اور رحمت للعالمین ہیں۔ ناز اٹھانے والے ہیں جب ہی تو ہم ان پر ناز کرتی ہیں۔ سبحان اللہ! کیا بات فرمائی۔

نخرہ ملکہ نور جہاں کا ﴾ جہانگیر بادشاہ لڑکپن میں نور جہاں کی ایک ادا پر فریفتہ ہو گیا تھا اس وقت وہ بھی بچی تھی۔ کسی میلہ میں شہزادہ بھی گیا تھا، وہ بھی آئی تھی۔ شہزادہ کے پاس دو کبوتر تھے ہاتھ سے کوئی کام لینے کی ضرورت ہوئی۔ اتفاقاً یہ سامنے موجود تھی، شہزادہ نے وہ دونوں کبوتر اس کے ہاتھ میں دے دیئے کہ ان کو تھامے رہے جب جہانگیر فارغ ہوا تو ایک کبوتر ندارد پوچھا کہ کبوتر کہاں گیا؟ نور جہاں نے کہا اُڑ گیا۔ اس نے غصہ سے کہا کہ کیسے اڑ گیا؟ نور جہاں نے دوسرے کو بھی اُڑا دیا کہ ایسے اڑ گیا، جہانگیر اس ادا پر سو جان سے فریفتہ ہو گیا...... فائدہ...... حالانکہ یہ بات اور بھی موجب غضب تھی کہ ایک تو گیا ہی تھا اس نے دوسرا بھی کھو دیا۔ مگر دل کے آنے کا کچھ قاعدہ نہیں۔ بعض دفعہ یہ دل ایسی بات پر فریفتہ ہو جاتا ہے جو حقیقت میں قابل فریفتگی نہیں ہوتی۔

....

Marfat.com

بیچاری عورتیں

بے چاری عورتیں کیا ناز کریں گی ایسے شوہروں پر کہ جن کو ذرا سی کوئی بات کہی اور ایک لگا دیا اور عجیب بات ہے کہ دن بھر پٹائی کی اور رات کو گود میں لے کر بوسے لے رہا ہے۔ بتایئے کہ یہ انسان ہے یا جانور کہ صبح تو ڈنڈے لگا رہا ہے اور رات کو محبت کا اعلیٰ مقام پیش کر رہا ہے۔ دن کو بھیڑیا اور رات کو مجنوں بن گیا۔ اس کا کوئی قصور نہیں اس کے ماں باپ نے اس کی شادی تو کر دی مگر شادی کے جو فرائض دین میں ہیں، دین کا علم نہ سکھانے کی وجہ سے یہ اس سے محروم رہا۔ خواجہ محمد اسلام کا چھپا ہوا ''اسلامی بہشتی زیور'' بچوں بچیوں، مردوں عورتوں کو ہر عمر میں پڑھا دیا جائے۔ آپ یقین کریں زندگی کا رُخ ایسا مثالی بنے گا کہ جنت کا راستہ آسان ہو جائے گا۔ دوستو! اگر کوئی ایسے حالات ہوں جیسے نماز نہیں پڑھتی تو کتاب فضائل اعمال اس کے سرہانے رکھ دیجئے یا روزانہ پڑھ کر سنایئے اور خواجہ محمد اسلام کی کتابیں جنت کا منظر، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تحفہ خواتین، حج کا منظر، قصص الانبیاء، محسنہ کائنات، نماز کی مکمل کتاب، انسانی زیور، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ حسن پرستوں کے انجام کا منظر، تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کا بھی مطالعہ کا موقع بہم پہنچایئے۔ لیکن مار پیٹ کا طریقہ اچھا نہیں۔ جہاں تک ہو سکے برداشت کیجئے لیکن اگر کوئی ایسی سختی کی ضرورت پیش آ جائے تو میں منع نہیں کرتا، کچھ اجازت بھی ہے لیکن دین کے معاملہ میں۔ جیسے وہ سینما دیکھنے کے لیے کہے، ٹی وی اور وی سی آر لانے کی فرمائش کرے تو آپ دین کے معاملہ میں نرم نہ پڑیں۔ کہہ دیں کہ ہرگز وی سی آر نہیں آئے گا۔ ہرگز گناہ کا کام ہمارے گھر میں نہیں ہوگا۔ ہم اپنا اور اپنے بچوں کا کریکٹر تباہ نہیں کریں گے۔ ہمیں اللہ کے پاس جانا ہے اور ہم سے ہمارے اچھے اور برے عمل کا حساب ہونا ہے۔ ہم اپنے ربّ کو ناراض نہیں کر سکتے۔ ہمیں ہر حال میں وہ کام کرنا ہے جس سے ہمارا اللہ راضی ہو۔ ہم اپنے بچوں کو قرآن شریف پڑھائیں گے، نماز پڑھائیں گے، دوسروں پر احسان کرنے کی تعلیم دیں گے۔ کوئی بھی ایسا برا کام جس سے ہمارے بچوں کا کریکٹر خراب ہو، نہیں کریں گے۔ اگر

Marfat.com

وہ بچوں کے لیے پلاسٹک کی بلی لے آئے تو بیشک تصویر کو گھر میں نہ رہنے دیجئے۔ ذرا حکیمانہ انداز سے کام کیجئے اور وہ حکیمانہ انداز یہ ہے کہ اگر وہ پلاسٹک کی بلی لائی ہے تو آپ ہوائی جہاز لے آیئے۔ اس سے زیادہ اچھی اور قیمتی چیز جو شرعاً جائز ہو پہلے بچوں کے لیے لے آیئے۔ مثلاً: ہوائی جہاز ہے، ریل گاڑی ہے، گیند ہے لا کر بچوں کو دیجئے ورنہ اگر کچھ نہ دیا اور پلاسٹک کی بلی کے گلے پر آپ نے چھری پھیر دی تو بچے روئیں گے اور بیوی آپ سے لڑے گی کہ کل تک تو تم داڑھی منڈاتے تھے، پتلون پہنتے تھے۔ رائیونڈ ضلع لاہور پاکستان کے تبلیغی مرکز میں جا کر ایک چلہ تبلیغ میں لگا کر بڑے مولانا بن گئے۔ بڑے ظالم ہو۔ بچوں کا دل دکھایا وہ رو رہے ہیں ان کا دل بہل جاتا تھا وہ بھی تمہیں گوارانہ ہوا۔ اس لیے کسی اچھی اور جائز اور اس سے بہتر چیز یا کھلونے سے پہلے بچوں کو بہلا دیجئے۔ اس کے لیے مال خرچ کیجئے، کنجوسی نہ کیجئے۔ پھر پلاسٹک کی بلی کو چپکے سے غائب کر دیجئے اور توڑ کر پھینک دیجئے۔ کیونکہ زندہ چیزوں کی تصویر رکھنے سے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ چاہے جانور کی تصویر ہو یا آدمی کی، چاہے ولی اللہ کی ہو۔ کسی تصویر کا رکھنا جائز نہیں۔ سخت گناہ ہے۔

خواجہ محمد اسلام کی درخواست آج آپ لوگ اپنی بیویوں کو ایک خوشخبری تو سنا دو کہ تمہارے حسن سلوک اور خاوند کی خدمت کی وجہ سے جنت میں تمہارا احسن حوروں سے زیادہ کر دیا جائے گا تاکہ ان عورتوں کو جو یہ احساس کمتری ہے کہ ہماری شکل بگڑ گئی ہے خوشی سے بدل جائے اور عجیب بات یہ ہے کہ بڈھے کے بال تو سفید ہوتے ہیں لیکن اندر نفس کی داڑھی کے بال کالے رہتے ہیں۔ بڈھا بھی نہیں چاہتا کہ کسی بڑھیا سے شادی کروں بلکہ چاہتا ہے کہ کسی کم عمر لڑکی سے ایک شادی اور کر لوں خود ستر سال کا ہے لیکن چاہے گا کہ شادی سترہ سال کی لڑکی سے کروں۔ کبھی نہیں کہے گا کہ بڑھیا سے میری شادی کر دو۔ لہٰذا بھائیو! بیوی بوڑھی ہو یا جیسی بھی ہو جس جس نے اپنی بیویوں کو رُلایا ہو، ان کی آہ نکالی ہو، ان کے آنسو بہائے ہوں، آج جا کر ان سے معافی مانگ لو۔ ان سے کہو کہ انشاء اللہ اب ہم تمہیں خالی بیوی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر تمہارے ساتھ نہایت اچھے اخلاق سے پیش آئیں گے۔ جیسا کہ ہم اپنی بیٹی کے لیے چاہتے ہیں کہ ہمارا داماد اس کے

Marfat.com

ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ اس کی خطاؤں کو معاف کرے۔ آج سے میں تمہاری خطاؤں کو بھی پیشگی معاف کرتا ہوں اور تمہیں کبھی نہیں رُلاؤں گا۔ کبھی ناراض نہیں کروں گا۔ اس طرح اس کو خوش کر دیجئے اور معافی مانگ لیجئے۔

ظالم ابھی ہے فرصت توبہ نہ دیر کر　　وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

اور صرف زبانی جمع خرچ ہی نہیں، حسب استعداد یا سو روپیہ کم و بیش اس کو ہدیہ بھی دے دیں۔ صرف زبانی معافی کہ معافی چاہتا ہوں معافی چاہتا ہوں، یہ علامت بھی کنجوسی کی ہے۔ ایک آدمی کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور وہ رو رہا تھا کہ ہائے میرا کتا مر رہا ہے۔ دس سال کا پالا ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ تمہارے سر پر جو ٹوکرا ہے اس میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ روٹیاں ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ پھر یہ روٹیاں کیوں نہیں دے دیتے، اور رو رہے ہو کہ کتا بھوک سے مر رہا ہے۔ کہا کہ دیکھئے صاحب یہ آنسو مفت کے ہیں تو روٹیوں میں تو میرے روپے لگے ہیں۔ یعنی روٹیوں میں پیسے لگے ہیں۔ آنسو مفت کے ہیں تو ایسا نہ کیجئے اور ان کو کچھ ہدیہ پیش کیجئے اور گھر کے ماحول کو خوشگوار بنایئے۔

مرد کے لیے نیک عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

اس عہد میں یہی ہے بس داخل نکوئی　　مذہب پہ نکتہ چینی ملت کی عیب جوئی
شوقِ عمل نہیں ہے فکر اجل نہیں ہے　　ناصح بنے ہیں اکثر عامل نہیں ہے کوئی

مرد کے لیے اس سے بہتر حالت کیا ہو سکتی ہے کہ اُس کے پہلو میں ایک ایسی ساتھی ہو جو رات دن سفر، حضر، تندرستی، بیماری، رنج و راحت ہر ایک حال میں اُس کی مونس و غمگسار رہے۔ جو عقل و ادب کی پتلی ہو۔ اپنے شوہر کی تمام ضرورتوں سے واقف ہو۔ اُس کی پوری مزاج دان، اُس کے گھر کی منتظم، اُس کی صحت کی محافظ، اُس کی عزت کا خیال رکھنے والی، اُس کے کاموں کو جاری کرنے والی، اُسے اُس کے فرائض و حقوق سے مطلع کرنے والی اور اِس بات کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنے والی ہو کہ اگر وہ اپنے شوہر کے فائدہ رسانی کی کوشش کرے گی تو دراصل یہ خود اپنے ہی

Marfat.com

فائدے کی بات ہے اور اُس کے لیے بھی اور شوہر و اولاد کے لیے بھی مفید ہے۔'' کیا وہ مرد بھی خوش نصیب شمار ہو سکتا ہے جس کے پہلو میں ایسی آرام جاں بیوی نہ ہو، جس نے اپنی زندگی شوہر کی زندگی پر وقف کر دی ہو۔ وہ صداقت کی دیوی اور کمال کی مجسم تصویر ہو، تاکہ شوہر اُس پر دل و جان نثار کرے۔ ہر وقت اُس کی خوشنودی کا طالب رہے۔ مقاصد زندگی کے افضل ترین کاموں میں اِس مونس و ہمزاد کی مدد حاصل کرے اور اس سے بہتر سے بہتر اخلاق و آداب کا سبق سیکھے۔ ایسی سچی ہمدم جو اُس کے گھر کی رونق، اُس کے دل کی مسرت، اُس کے اوقاتِ فراغت کے لیے مشغلۂ دلچسپی اور اُس کے رنج والم کو دُور کرنے کے لیے شگفتہ پھول کی طرح کارآمد ہو۔'' عورت کی تمام مساعی کے لیے اصلی میدان گھر ہے۔ اُس کے قلب و ذہن اور حسن و جمال کی تمام رعنائیاں اِس لیے ہیں تاکہ تیرہ دروں، گھروں میں اُس کی وجہ سے روشنی پیدا ہو، یہ رونق کا شانہ ہو۔ شمع محفل نہ ہو۔ تاریخ کے اوراق آپ کے سامنے ہیں۔ جب کبھی یہ دہلیز امن و سکون سے باہر نکلی ہے اور زندگی کی پر شور وادیوں میں اِس نے قدم رکھا ہے، مرد کے مصائب میں اضافہ ہی ہوا ہے، بلکہ تباہی و بربادی کے تمام واقعات میں بالکل صاف طور پر آپ کو یہ نظر آئے گا کہ اِس میں عورت کا حسین ہاتھ کارفرما ہے۔ کتنے بڑے بڑے تمدن محض اِس وجہ سے مٹے ہیں کہ اِس میں زندگی کے اُن دو انسانوں میں ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی یعنی رزم و بزم کی سرحدوں کو ملا دیا گیا۔ وہ عورت جو اِس لیے پیدا کی گئی تھی کہ ماں بنے اور امومت کے شرف سے بہرہ ور ہو، اُس کو ہوس کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ اِس صورت حال کو موجودہ دور کا پڑھا لکھا مگر بے وقوف انسان جس قدر جلد محسوس کرے یہ اس کے لیے بہتر ہے ورنہ فطرت اپنا فرض پورا کرے گی اور ایسے تمدن کو تہہ و بالا کر دے گی جس کی بنیاد فطرت پر نہیں بلکہ ادنیٰ درجے کی خواہشوں کی تکمیل پر قائم ہے۔ قدیم ''وحشت'' اور ''حیوانی حالت'' کا شوق ہے تو چھوڑ دو ''مدنیت'' کو یا دوسرے لفظوں میں ترک کر دو انسانیت کو اور پھر عورت کو اِس ''وحشت'' کے میدان کی سیر کرا دو، جس سے آزاد ہو کر اُس نے معنوی درجہ کمال و مدنیت حاصل کیا تھا۔ عورتوں کا طبعی فرض نوعِ انسانی کی حفاظت و تربیت ہے، اِس دائرے سے جب عورت قدم باہر

Marfat.com

نکالتی ہے تو عورت نہیں رہتی بلکہ عورت اور مرد کے علاوہ ایک تیسری جنس کا نمونہ بن جاتی ہے۔

اطفال کی تربیت

جو لوگ فطرتِ انسانی سے واقف ہیں اور علم کے زیور سے آراستہ ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ شؤن انسانیہ میں سے کوئی کام اِس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر بچوں کی تربیت اور صحیح تربیت ہے۔ انسان کی تمام علمی اور اخلاقی خوبیوں کا دارو مدار محض اُس تربیت پر ہے جو عالم طفولیت میں ماں کی توجہ سے انسان حاصل کرتا ہے اور انسان کی علمی ترقی اور اخلاقی کمال کا حقیقی سرچشمہ وہ قیصر زمانہ ہے جب وہ اپنی ابتدائی عمر میں قدرت کے مقرر کیے ہوئے شفیق معلم سے صحیفہ فضل و کمال کے دیباچہ کا درس حاصل کرتا ہے۔ علمی حیثیت سے دیکھو تو تربیت اور صحیح تربیت اُن تمام علوم کی محتاج ہے جن کے ذریعہ سے انسان کے جسمانی اور رُوحانی نشو ونما کے قوانین سے واقفیت ہوسکتی ہے۔ محنت اور توجہ کے لحاظ سے تربیت ہی ایک ایسی چیز ہے جس میں بے انتہا صبر و تحمل سے اپنی کوشش اور توجہ کے نتائج کا انتظار کرنا اور تقریباً چودہ پندرہ برس کا طول وطویل زمانہ اِسی کوشش میں بسر کردینا، کوئی آسان کام نہیں ہے۔ عورت کو عورت رہنا چاہیے۔ وہ اِسی صفت کے ذریعہ سے اپنی سعادت کو پاسکتی ہے، عورتیں مرد بننے سے پرہیز کریں کیونکہ اِس کی وجہ سے وہ بہت بڑی خوبی اور بہتری کو ہاتھ سے کھو بیٹھیں گی۔ انسان کا پہلا مدرسہ شفیق ماں کی گود ہے۔ اِس مدرسہ میں زندگی کے جو اُصول سکھائے جاتے ہیں اپنی آئندہ کی زندگی کے لیے انسان اُنہی کو دستور العمل قرار دیتا ہے۔ بدقسمت ہے وہ عورت جو اپنے قدرتی فرائض کو فراموش کرکے ایسے قوی اور عظیم الشان ہتھیار کو اپنے حرماں نصیب ہاتھوں سے کھودے۔ کیا عورت تمدنی دُنیا میں مردوں کی برابری اور اُن کا مقابلہ کرنا چاہتی ہے؟ کیا یہ سچ ہے کہ وہ معاشی زندگی کے قدرتی مشاغل سے گھبرا اُٹھی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اب وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ جب وہ اپنے تختِ سلطنت سے اتار دی جائے گی اور اس مرکز سے دور کردی جائے گی جس پر قائم رہنا اس کے لیے تمام انسانی سعادتوں

Marfat.com

اور حقیقی آزادی کا مبدا تھا۔ یہ قدرتی سلاح عورت کو اِسی حالت میں مل سکتا ہے، جب وہ سیکھے کہ ماں بننے کی صلاحیت کیونکر حاصل ہوسکتی ہے؟ وہ اپنے قدرتی فرائض پر نظر ڈالے اور تربیت کے اِن اسرار اور عجائبات کا غور سے مطالعہ کرے جو بزدل کو بہادر، بخیل کو صاحب کرم بنا دیتے ہیں۔ اگر عورت مرد کی اِس قدر اطاعت قبول نہیں کرے گی تو اس کو مجبوراً منظور کرنا پڑے گا۔ بیرونی زندگی کے جس قدر کاروبار ہیں، ان میں ایک کام بھی ایسا نہیں ہے جس میں عورت مرد کا مقابلہ کر سکے۔ اِس خطرناک معرکہ میں غلبہ حاصل کرنے کی پہلی شرط جسمانی قوت، جفاکشی اور مختلف آلام و مصائب کو برداشت کرنے کی ہمت اور طاقت ہے اور یہی وہ شرط ہے جس سے عورت کا کچکول خالی نظر آتا ہے۔ دُنیا کی قدیم تاریخ کی ورق گردانی کرو۔ تم کو زمانۂ معلومہ کی ابتدا سے لے کر اِس وقت تک کوئی زمانہ ایسا نہیں ملے گا جس میں عورت مرد کی مطیع و منقاد نہ رہی ہو۔ معلومات کی کمی، نظر کی کوتاہی اور جدت پرستی نے صحیح صورت پر تو پردے ڈال دیے ہیں۔ تمہاری نگاہیں بحرہ احمر کو طے کر کے مغربی سرزمین میں قدم رکھتی ہیں اور روشنی کی ایک جھلک دیکھ رہی ہیں۔ روشنی بہت تیز ہے اور اُس میں ایک ایسی سڑک پائی جاتی ہے جس نے تمہاری آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔ تمہارا حسن ظن ہے کہ یہ روشنی ایک منارۂ روشنی کی شعاعیں ہیں جو مشرقی نگاہوں میں منعکس ہو رہی ہیں۔ مگر بہ فضل خود تم کو بحرہ احمر کے اُس پار دُنیا کی سیر کرا دے گی اور تم نہایت حیرت سے دیکھو گے کہ جس روشنی کو تم منارۂ روشنی کی جھلک سمجھ رہے تھے وہ فاسفورس کا ایک معمولی کرشمہ تھا۔ یورپ سے مشرق کے نئے تعلقات شاگردانہ اور عاجزانہ ہیں۔ اُستاد کی مافوق الفطرت عظمت دلوں میں گھر کر رہی ہے اور عقیدت کا سیلاب حقائق کے ذخیرہ کو بہا کر لے جانا چاہتا ہے۔ غلط فہمی کا طوفان زوروں پر ہے اور وہ وقت قریب ہے جب واقعات فرشتہ حسن ظن اور عقیدت کے فریب سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا۔ اِس لیے خواجہ محمد اسلام کی ہر کتاب تمہاری رہنمائی کرنا چاہتی ہے اور تم کا حقائق کی منزل تک پہنچا کر اُن آفات سے محفوظ کر دینا چاہتی ہے جن کو تمہاری نظروں کی کوتاہی اور معلومات کی کمی نے تم پر مسلط کر دیا ہے۔

Marfat.com

اب تصویر کا دوسرا رُخ بھی دیکھ لیں

ایک بزرگ کا قصہ ایک بزرگ تھے جن کو ان کی بیوی بہت ستاتی تھی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ بیوی ان کو بہت دق کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت اس بیوی کو طلاق دے دینا چاہیے۔ فرمایا طلاق تو میرے بس میں ہے مگر یہ تو سوچو کہ اگر اس نے کسی اور سے نکاح نہ کیا، تب تو یہ خود تکلیف اُٹھائے گی اور اگر کسی اور سے نکاح کیا تو اس مسلمان کو تکلیف پہنچے گی۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں کسی اور مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ غرض عورتوں میں بدزبانی کا بڑا عیب ہے مگر اس کے ساتھ صفت بھی ہے کہ ان کم بختی ماریوں کے دل میں خاوند کی محبت بھی بے حد ہوتی ہے، جو موقع پر زہر ہوتی ہے۔

بدزبان بیوی کا قصہ ایک قصہ ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی بہت ہی بدزبان تھی، انہوں نے اس کی اصلاح کی تدبیریں کیں۔ کچھ نفع نہ ہوا۔ ایک دن انہوں نے کہا کم بخت تو بہت ہی بدقسمت ہے، کتنی دور سے میرے یہاں لوگ آتے ہیں اور ان کو نفع ہوتا ہے، تو میرے یہاں کتنی مدت سے ہے مگر تجھے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ بولی میں بدقسمت کیوں ہوئی، میں تو بڑی خوش قسمت ہوں کہ ایسے بزرگ ولی اللہ کے پلے سے بندی ہوں، میرے برابر کوئی ہو تو بولے۔ بدقسمت تم ہو کہ تمہیں مجھ جیسی بری عورت ملی۔ یہاں بھی اللہ کی بندی زبان درازی سے نہ چوکی۔ خاوند کو بدقسمت بنا کر چھوڑا، مگر اس بدتمیزی میں بھی اعتقاد ٹپکتا ہے کہ ان کو بزرگ اور ولی اللہ کہے جاتی ہے اور ان کا منشا وہی محبت ہے۔

عورتیں آبگینے ہیں انہیں توڑ نہ دینا

عورتیں آبگینے ہیں انہیں توڑ نہ دینا، مگر یاد رکھو جب آبگینہ خریدنے لگو تو اچھی طرح تسلی کر لینا ورنہ ایسا آبگینہ ملے گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گے، دوھائی دو گے، شنوائی نہ ہوگی۔ میرا مقصد ہے جاہل سے شادی نہ کرنا۔ جہالت زندوں کی موت ہے۔ جاہل کی دوستی تمہیں بھی لے ڈوبے گی۔

Marfat.com

پڑھو کہانی: کسی بستی میں دو بہنیں رہتی تھیں۔ بڑی بہن کی شادی تعلیم یافتہ گھرانے میں ہوگئی اور چھوٹی بہن کی شادی دیہات میں بے علم گھرانے میں ہوگئی۔ اللہ پاک نے تعلیم یافتہ گھرانے میں بیاہی جانے والی بڑی بہن کو لڑکا عطا فرمایا اور بے علم گھرانے میں بیاہی جانے والی چھوٹی بہن کو لڑکی عطا فرمادی۔ تعلیم یافتہ گھرانے والی نے لڑکے کو اچھی تعلیم دلوائی، تربیت کی اور اچھے طور طریقے سکھائے۔ اس کو عالم فاضل بنا دیا۔ دوسری بہن نے لڑکی کو نہ تعلیم دلوائی نہ تربیت کی۔ مکھن، ملائی اور گھی کھلا کھلا کر خوب موٹا تازہ کر دیا۔ سرخ وسپید گال، بکھرے ہوئے بال دُنیا کی باتوں میں بڑی ہوشیار، دین کے معاملہ میں برا حال، اکھڑ مزاج بنا دیا۔ بڑی بہن نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا کہ اپنا لڑکا جوان ہے اور چھوٹی بہن کی لڑکی بھی جوان ہوگئی ہے، جس کا حسن بے مثال ہے، اس سے لڑکے کی شادی نہ کر دیں۔ خاوند نے خوشی سے کہا اس سے بہتر کون سی بات ہو سکتی ہے۔ بڑی بہن نے اپنی چھوٹی بہن سے گاؤں جا کر اظہار کیا کہ میں تیری بیٹی کو اپنی بیٹی بنانے آئی ہوں۔ ویسے تو وہ پہلے بھی میری بیٹی ہی ہے کیونکہ ماں اور خالہ میں فرق نہیں ہوتا۔ چھوٹی بہن نے بڑی خوشی کا اظہار کر کے بہن کا منہ میٹھا کر کے خوش کر دیا شادی ہوگئی۔ لڑکی خاوند سے بڑی محبت کرتی۔ جاہل ہونے کی وجہ سے جو بھی محبت میں بات کرتی وہ خاوند کو جلا کر خاکستر کر دیتی۔ خاوند اُس کی ایسی باتوں کی وجہ سے چھوڑنا چاہتا، مگر اُس کی خوبصورتی اور رشتہ داری آڑے آ جاتی۔ اتفاق سے ایک روز لڑکے کی والدہ بیمار ہوگئی۔ لڑکا اپنی والدہ کا غمگسار اور فرمانبردار تھا۔ ادب سے کبھی اپنی والدہ صاحبہ کے سر کو دباتا اور کبھی پاؤں دباتا اور کہتا امی جان! امی جان! میں آپ کی کیا خدمت کروں؟ یہ بیوی حسن بانو پھولاں شہزادی پاس بیٹھی اُس کا بار بار اپنی والدہ کو امی جان، امی جان کہنا سن رہی تھی۔ رات کو جب دونوں میاں بیوی تنہائی میں بیٹھے تو بڑی محبت سے کہنے لگی: ”تسی جدوں اپنی امی نوں امی جان، امی جان کہندے جے، مینوں بڑے ای سوہنے لگدے جے، تسی مینوں وی ایویں ای آکھیا کرو۔“ یعنی امی جان۔ اسی لیے مثال مشہور ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔

....

Marfat.com

قصہ ایک جاہل لڑکی کا

ایک جاہل لڑکی کی شادی پر لڑکی کی والدہ نے لڑکی کو نصیحت کی کہ بیٹی سسرال کے ہاں جا کر خاموش رہنا کیوں کہ تم بہت اچھی باتیں کرتی ہو کہیں تم کو نظر نہ لگ جائے۔ جاہلوں کو جاہلوں کی باتیں بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ لڑکی سسرال کے ہاں گئی تو خاموش رہی۔ سسرال والوں نے خیال کیا کہ شرم کی وجہ سے لڑکی خاموش ہے۔ آخر ساس نے لڑکی سے کہا کہ بیٹی تو گونگی ہے جو بولتی نہیں۔ لڑکی نے کہا کہ میں گونگی نہیں ہوں بلکہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ سسرال کے ہاں جا کر خاموش رہنا کیونکہ تم بہت اچھی باتیں کرتی ہو، کہیں نظر نہ لگ جائے۔ ساس نے کہا تمہاری ماں بیوقوف ہے جس نے تمہیں یہ بات کہی ہے، تُو بولا کر۔ لڑکی نے کہا بولوں۔ ساس نے کہا بول: لڑکی نے کہا: جیہڑا تیرا پتر میرا کھسم اے، جے اے کل نوں مر گیا تاں میرا کتے نکاح کر دیویں گی یا مینوں ایویں ای بھا چھڈیں گی۔ ساس نے ہاتھ باندھ کر درخواست کی تم خاموش ہی رہا کرو۔

قصہ ایک اور جاہل لڑکی کا

ایک جاہل لڑکی کی شادی کی روانگی کے وقت لڑکی کا والد، والدہ، بھائی، بہنیں سب رو رہے تھے مگر دولہا ہنس رہا تھا۔ لڑکی کا چھوٹا بھائی جو بیچارہ بھولا بھالا معصوم تھا یہ سب کا رونا اور دولہا کا ہنسنا دیکھ کر کہنے لگا: "ڈیڈی آپ بھی رو رہے ہیں، ممی بھی رو رہی ہیں، بھائی جان بھی رو رہے ہیں، باجی بھی رو رہی ہیں مگر دولہا تو ہنس رہا ہے۔ والد نے کہا: بیٹا! ہم نے اپنی بیٹی پر ظلم کیا ہے اُس کو دین کے علم کے زیور سے آراستہ نہیں کیا اس لیے رو رہے ہیں۔ بیٹا! ہم تو تھوڑی دیر رو کر چپ کر جائیں گے مگر دولہا تمام زندگی روئے گا۔" لہٰذا جہاں تک ہو سکے خود دین اسلام کا علم حاصل کرو اپنے بچوں کو دین کا علم پڑھاؤ۔ علم ہی کامرانی کا پیش خیمہ ہے۔

....

Marfat.com

جان نچھاور کرنے والی لڑکی کا قصہ

ایک صاحبِ علم لڑکی کی شوہر کے ساتھ کسی بات پر ناراضگی ہوگئی تو غصے میں آ کر شوہر سے یوں کہا: اگر میں تجھے ستاؤں تو بیوہ ہو جاؤں اور اگر تو مجھے ستائے تو تجھے اللہ اُٹھائے۔ دیکھا علم کی بات! دونوں حالتوں میں شوہر کا بھلا چاہ رہی ہے۔ علم، علم ہی ہے۔

عورت کی خصوصیات اور فرائض

عورت کی خصوصیات ﴿ عورت کو دیندار اور صاحبِ عقل ہونا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کے ساتھ چار چیزوں کے پیشِ نظر نکاح کیا جاتا ہے، دولت، حسن، عالی نسبی اور دینداری۔ فتح مندی اس شخص کے لیے ہے جو محض دینداری کے باعث عورت سے نکاح کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو عورت دیندار ہوتی ہے، وہ اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے، تھوڑی شے پر قانع ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بے دین عورتیں شوہر کو گناہ اور غم میں مبتلا رکھتی ہیں، ایسی عورتوں سے وہی بچتا ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔

عورت کا فرض ﴿ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب تم اپنی عورتوں سے ہم بستری کرو تو ان سے وہ چیز طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقرر کی ہے، یعنی اولاد۔ یہی نیت عورت کی بھی ہونی چاہیے۔ اس کے لیے نکاح کا مقصد اولاد حاصل کرنا ہو۔ عورت کے لیے ثوابِ عظیم یہی ہے کہ وہ زنا سے بچے اور اللہ سے ہمیشہ یہی چاہے کہ شوہر کے ساتھ ہر دکھ درد میں شریک رہے۔ حمل اور جننے کی تکلیف صبر کے ساتھ برداشت کرے اور اولاد کو اچھی تربیت دے۔ زیاد بن میمون رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدینہ شریف میں مولا نامی ایک عورت عطر فروشی کا کام کرتی تھی، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا: میں ہر رات بناؤ سنگھار کر کے بدن پر عطر لگاتی اور پہلی رات کی دلہن کی طرح بن جاتی ہوں۔ جب میرا شوہر اپنی خواب گاہ میں آتا ہے تو میں اس کے بستر پر چلی جاتی ہوں تاکہ اللہ کی خوشنودی حاصل کروں مگر میرا شوہر میری

Marfat.com

طرف سے منہ پھیر لیتا ہے، گویا وہ مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک یہیں بیٹھی رہو۔ جب آنحضرت تشریف لائے تو آتے ہی پوچھا: یہ خوشبو کیسی ہے؟ شاید مولا آئی ہے اور تم نے اس سے کچھ خریدا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں نے اس سے کچھ خریدا نہیں ہے۔ تب مولا نے وہی مقصد دُہرایا، جسے سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا سے کہا: جا! اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کر، جو کچھ وہ کہے اُسے سن۔ وہ کہنے لگی: یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس کا کچھ ثواب ملے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: جو عورت اپنے خاوند کی آراستگی اور اصلاح کے لیے کوئی چیز اٹھاتی یا رکھتی ہے، اسے اس کے عوض ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے، اسے اتنا ثواب دیا جاتا ہے، جتنا رات کو عبادت کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے۔ جب اسے دردِ زہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر دفعہ کے عوض عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ شیر خوارگی کے ایام پورے کر کے چلتا ہے تو آسمان سے آواز دی جاتی ہے کہ اے عورت! تُو نے سابقہ زمانے کا کام پورا کر دیا، اب جو زمانہ باقی ہے، وہ کام شروع کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عورتوں کو تو بہت سا ثواب مل گیا، مرد کے بارے میں بھی فرمایئے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے، فرمایا: جو مرد اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ کر ٹہلتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، جو مرد پیار سے اپنی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالتا ہے، اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے، تو دُنیا و مافیہا سے افضل ہو جاتا ہے، جب غسل کرتا ہے، تو بدن کے جس بال سے پانی گزرتا ہے، اس ہر بال کے عوض میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور غسل کرنے کے عوض میں جو چیز دی جاتی ہے، وہ دُنیا سے اور جو کچھ دُنیا میں ہے، سب سے افضل ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس پر فخر کرتا

Marfat.com

اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس سردرات میں غسل جنابت کے لیے اٹھا، اسے میرے پروردگار ہونے کا یقین ہے۔ تم بھی اس پر گواہ رہنا کہ میں نے اسے بخش دیا۔

ابن مبارک بن فضالہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے حق میں میری نصیحت قبول کرو کیونکہ عورتیں تمہاری بندی میں ہیں۔ عورتیں صرف اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور تم پر صرف ان کا جسم حلال کیا گیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن کثیر نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کی عورتوں میں افضل ترین وہ ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے۔ ایسی عورت کو رات اور دن میں ایسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جو اللہ کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس کے اجر کی توقع اللہ سے رکھتے ہیں۔ ان عورتوں میں سے ہر عورت جنت کی موٹی آنکھوں والی حور پر اسی قدر فضیلت رکھتی ہے جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں سے ادنیٰ پر۔ میری اُمت کی عورتوں میں وہ عورت سب سے افضل ہے جو اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق اس کی فرمانبرداری کرتی ہے، سوائے ان کاموں کے جو گناہ کے کام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے مردوں میں سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اسی طرح مہربانی سے پیش آتا ہے جس طرح ماں اپنے بچے کے ساتھ۔ ایسے مرد کے لیے ہر دن رات میں صبر اور شکر کے ساتھ اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے سو آدمیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عورت کو تو ہزار شہیدوں کا ثواب ملے گا اور مرد کو سو شہیدوں کا، یہ کیوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ عورت کے ذریعے مرد کو زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ مرد کو اللہ تعالیٰ جنت میں مرتبے پر مرتبہ اس لیے دیتا ہے کہ عورت اس سے خوش ہے اور اس کے حق میں دُعا کرتی ہے، تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ (بیوی کا) شوہر کی نافرمانی کرنا ہے، لہٰذا تم خبردار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہ تم (مردوں) سے ان دو ناتوانوں کے بارے میں پوچھے گا۔ ایک ناتواں تو یتیم ہے اور دوسری "بیوی"

Marfat.com

جو شخص ان دونوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرتا ہے، وہ اللہ کے قریب پہنچ جاتا ہے اور ان کے ساتھ بدی کرنے والا اللہ کے قہر کا شکار ہوگا۔ نیز فرمایا شوہر کا حق ایسا ہی ہے جیسے تم پر میرا حق، میرے حق کو ضائع کرنے والا اللہ کے حق کو ضائع کرنے والا ہے اور اللہ کے حق کو ضائع کرنے والا غضب الٰہی کا مستحق ہے اور وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

حضرت ابی جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک بار میں اور کئی دوسرے آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت آئی اور سلام عرض کر کے گویا ہوئی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں سے کافی دور جن کی طرف سے میں ایلچی بن کر آئی ہوں اور اُن کی طرف سے یہ پیغام لائی ہوں کہ مردوں اور عورتوں کا رب اللہ ہے۔ مردوں اور عورتوں کا باپ آدم علیہ السلام ہے اور ان کی اماں حوا ہیں۔ جب مرد اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں تو اللہ کے پاس بھی زندہ رہتے ہیں، وہاں انہیں روزی دی جاتی ہے۔ اگر لڑائی میں زخمی ہوتے ہیں تو انہیں ویسا ہی اجر ملتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ہم جب ان کی خدمت کرتی ہیں تو کیا ہمارے لیے بھی کوئی اجر ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان عورتوں سے کہہ دو کہ ان کے لیے بھی اجر ہے۔ وہ اس طرح کہ تم اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہو، ان کے حقوق کی نگہداشت کرتی ہو، ان باتوں کے عوض تمہیں بھی مردوں کے برابر ثواب ملے گا، مگر تم میں بہت کم عورتیں ہیں جو ایسا کرتی ہیں۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عورتوں نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، چنانچہ میں نے عورتوں کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مرد تو مصیبت اور جہاد کے ثواب کی وجہ سے عورتوں سے بڑھ گئے۔ کیا عورتوں کے لیے بھی کوئی ایسا کام ہے کہ وہ بھی اس کے طفیل غازیوں کے برابر ثواب حاصل کر سکیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کا اپنے گھر کی خدمت کرنا غازیوں ہی کے ثواب کے برابر ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا،

Marfat.com

کیا عورتوں کو بھی جہاد کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کا غیرت کرنا جہاد کے برابر ہے یعنی ان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا، پس اگر وہ صبر کریں تو جہاد کرنے والی ہیں اور راضی ہوں کہ جہاد کے لیے تیاری کرنے والی ہیں اور ان کے لیے ثواب ہیں، لہٰذا عورت اور مرد دونوں کو مناسب ہے کہ وہ ثواب ملنے پر اعتقاد رکھیں۔ نکاح اور جماع کرنے اور امر حق کے بجالانے پر ویسا ہی عمل کریں جیسا ان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب تک عورت اور مرد دونوں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں، عورتوں کا مردوں پر وہی حق ہے جو مردوں کا عورتوں پر ہے اور عورت کو اس بات پر اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اس کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرنا، کافروں سے جہاد کرنے سے افضل ہے۔ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی بیوی نہ ہو وہ فقیر ہے، فقیر ہے، فقیر ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔) لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خواہ وہ دولت مند ہی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ہاں، اگر اس کی بیوی نہیں تو وہ فقیر ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا: جو عورت شوہر نہیں رکھتی وہ مسکینہ ہے، مسکینہ ہے، مسکینہ ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔) لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خواہ وہ مال دار اور تونگر ہی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواہ وہ مال دار ہو، مگر شوہر کے بغیر مسکینہ ہے۔

اُوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو مرد اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ کر ٹہلتا ہے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ دوسری جگہ ارشادِ مبارک ہے کہ شوہر کی آغوش اور قبر کے علاوہ کوئی شے عورت کے لیے افضل نہیں اور ہر مسلمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام میں پردے کی سخت تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس لیے وہ حضرات جو اپنی عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر غیروں کے سامنے بازاروں میں ٹہلتے ہیں، وہ خود ہی غور فرمالیں۔

یاد رکھیے!	پردہ، عورت کا زیور ہے۔ بے پردہ عورت، شیطان کا جال ہے۔

....

Marfat.com

قصہ میاں بیوی کی خوبصورت لڑائی کا

اگلے زمانے میں ایک خلیفہ تھا جس نے حاتم کو بھی اپنی سخاوت کے آگے بھکاری بنادیا تھا اور دُنیا میں اپنی داد و دہش اور فیض عام سے حاجت مندی اور ناداری کی جڑ اکھیڑ دی تھی۔ مشرق سے مغرب تک اُس کی بخشش کا چرچا ہوگیا۔ ایسے بادشاہ کریم کے زمانے کی ایک داستان سنو۔ ایک رات اعرابی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہم ہر قسم کی محتاجی اور تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ سارا عالم خوش ہے اور ہم ناخوش۔ روٹی کھانے کو میسر نہیں۔ ہمارا کھانا پینا تو درد اور آنسو ہیں۔ ہمارا لباس دن کی دھوپ ہے اور سوتے وقت رات ہماری تو شک ہے اور چاندنی لحاف ہے۔ چاند کے ہالے کو گول چپاتی سمجھ کر ہمارا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھ جاتا ہے۔ ہمارے فقر و فاقہ سے فقیروں کو بھی شرم آتی ہے۔ ہمارے دن رات روٹی کی فکر میں گزرتے ہیں۔ جیسے سامری آدمیوں کی صحبت اور آبادی سے وحشت کرتا تھا اِسی طرح اپنے بیگانے ہم سے دور بھاگتے ہیں۔ میاں نے کہا: یہ شکایتیں کب تک کیے جائے گی۔ ہماری عمر ہی ایسی کیا زیادہ رہ گئی ہے۔ بہت بڑا حصہ گزر چکا۔ عقل مند آدمی مفلسی اور فارغ البالی کو خاطر میں نہیں لاتا کیونکہ دونوں حالتیں پانی کی موج ہیں، آئیں اور گزر گئیں۔ موجِ دریا چاہے ہلکی ہو چاہے تیز جب کسی دم اُسے قرار ہی نہیں تو پھر اُس کا ذکر ہی کیا؟ جو بہت عیش و آرام سے جیتا ہے وہ بہت بُری طرح مرتا ہے۔ تُو تو میری بیوی ہے۔ بیوی کو اپنے شوہر کا ہم خیال ہونا چاہیے تاکہ آپس کے اتفاق سے سب کام ٹھیک ہوں۔ جوتی کا جوڑا باہم ایک سا ہی مناسب ہوتا ہے۔ اگر جوتے اور موزے کا جوڑا پہننے کے لیے بنایا جائے تو کیسا بدزیب ہوگا۔ میں تو دل مضبوط کیے قناعت کی طرف جا رہا ہوں، تُو حرص و ہوس کی طرف کیوں جا رہی ہے؟ وہ مرد قانع خلوص اور ہمدردی سے اس قسم کی نصیحتیں بیوی کو دیتا رہا۔ بیوی نے جھلا کر ڈانٹا کہ او بے غیرتی کے دین دار میں آئندہ تیری باتوں میں نہ آؤں گی۔ خالی خولی نعرے اور پند و نصیحت کی بکواس مت کر۔ تُو نے کب قناعت سے جان روشن کی، تُو نے تو قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے۔ تُو اللہ کا

Marfat.com

نام پیچ میں ڈال کر مجھے چکمہ دیتا ہے تا کہ (جب میں شکوہ کروں) تو مجھے گستاخی اور فساد کے الزام میں بدنام کرے۔ تیری نصیحت نے مجھے لاجواب نہیں کیا۔ ہاں نام حق نے مجھے بند کر دیا۔ مگر تف ہے تجھ پر کہ تُو نے نام حق کو چڑی مار کا پھندا بنا دیا۔ نام حق ہی میرا بدلہ تجھ سے لے گا۔ میں نے تو جان وتن نام حق کے حوالے کر دیا تا کہ میرے زخموں کی چڑچڑاہٹ تیری رگ و جان تک پہنچائے یا تجھ کو بھی میری طرح قیدی (عورت) بنا دے۔

عورت نے اس قسم کی صلواتوں کے دفتر شوہر کو سُنا دیئے۔ مرد عورت کے طعنے چپ چاپ سنتا رہا۔ اس کے بعد دیکھو تو جواب کیا دیتا ہے؟ مرد نے کہا کہ اے عورت! تُو میری بیوی ہے کہ بیجا لڑائی جھگڑے اور بدگوئی کو چھوڑ اور اگر نہیں چھوڑتی تو مجھے چھوڑ۔ میرے کچے پھوڑوں پر ڈنگ نہ مار اور میری بے خود جان پر زخم نہ لگا۔ اگر تُو زبان بند کرے تو خیر! ورنہ یاد رکھنا میں ابھی گھر بار چھوڑ دُوں گا۔ تنگ جوتا پہننے سے ننگے پاؤں پھرنا بہتر ہے۔ ہر وقت کی خانہ جنگی سے سفر کی مصیبت جھیلنی اچھی۔ دیکھا معاملہ ہاتھ سے جا رہا ہے تو جھٹ سے رونے لگی۔ ظاہر ہے کہ رونا عورت کا زبردست جال ہے۔ پھر عاجزی سے کہنے لگی: میاں! میں تیری بیوی نہیں تیرے پاؤں کی خاک ہوں۔ میں تجھے ایسا نہیں سمجھتی تھی بلکہ مجھے تو تجھ سے دوسری ہی اُمید تھی۔ جسم و جان اور جو کچھ بھی میں ہوں سب کا تُو ہی مالک ہے اور تُو ہی میرا فرماں روا ہے۔ اگر فقر و فاقے کی وجہ سے میرا دل مقام صبر سے ہٹا بھی ہے تو یہ اپنے لیے نہیں بلکہ تیرے لیے ہے۔ تُو میری سب مصیبتوں اور بیماریوں کی دوا بنا رہا ہے، اس لیے میرا جی نہیں چاہتا کہ تُو بے سروسامان رہے۔ تیری جان کی قسم یہ شکوہ و شکایت اپنے لیے نہیں بلکہ یہ آہ اور واویلا تیرے لیے ہے۔ تُو جدائی کی باتیں جو کرتا ہے یہ ٹھیک نہیں۔ جو چاہے کر مگر یہ نہ کر۔ (خواجہ محمد اسلام کا مشورہ قبول کرو تم بھی اسی طرح منایا کرو۔) اس طرح کی باتیں کہتی رہی اور روتے روتے اوندھے منہ گر پڑی۔ اس بارش میں سے ایک بجلی چمکی اور مرد کے دل پر اُس کی ایک چنگاری جھڑی۔ مرد اپنی گفتگو کی پشیمانی سے ایسا دردمند ہُوا جیسے مرتا ہُوا کوتوال اپنے سابقہ ظلم کی یاد سے۔ جی میں کہنے لگا کہ جب اپنی جان کا میں شوہر ہوں تو اپنی جان

Marfat.com

کو میں نے لاتیں کیوں ماریں۔ پھر اُس سے کہا: اے عورت! میں اپنے کہے پر پشیمان ہوں۔ اگر پہلے میں کافر تھا تو اب مسلمان ہوتا ہوں۔ میں تیرا گناہ گار ہوں۔ میری معذرت قبول کر۔ تیری مخالفت سے باز آیا۔ اب تجھے اختیار ہے تیغ میان سے نکال، جو کچھ تُو کہے گی وہی بجالاؤں گا۔ بدی نیکی غرض جو کچھ نتیجہ نکلے اُس پر توجہ نہ کروں گا۔ میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا کیونکہ میں محب ہوں اور محبت اندھی اور بہری ہوتی ہے۔ عورت نے کہا یہ عہد تُو نیکی کے ساتھ کر رہا ہے یا ایک حیلہ نکال کر میرے دل کا بھید لے رہا ہے؟ مرد نے کہا: اُس اللہ کی قسم جو تمام بھیدوں کا جاننے والا ہے جس نے خاک سے آدم جیسے پاک نبی کو پیدا کیا اگر تیرے پاس میری یہ درخواست تیرا امتحان کرنے کی غرض سے ہے تو ذرا اس امتحان کو بھی آزما کر دیکھ۔ عورت نے کہا: دیکھ آفتاب چمک رہا ہے اور ایک عالم اُس سے روشن ہے۔ اللہ کا خلیفہ اور رحمٰن کا نائب جس سے شہر بغداد باغ و بہار بنا ہوا ہے۔ اگر تُو اُس بادشاہ سے ملے تو خود بھی بادشاہ ہو جائے، اقبال مندوں کی دوستی بجائے خود کیمیا ہے بلکہ اُن کی ادنیٰ سی توجہ کے آگے کیمیا بھی کیا چیز ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پڑ گئی۔ وہ ایک تصدیق میں صدیق بن گئے۔ مرد نے کہا کہ بھلا میں بادشاہ کی نظر میں کیسے آسکتا ہوں۔ کسی بہانے کے بغیر اُدھر کا رُخ بھی نہیں کر سکتا۔ عورت نے کہا کہ ہمارے مشکیزے میں برساتی پانی بھرا رکھا ہے۔ تیری ملک اور سروسامان جو کچھ ہے یہی ہے۔ اس پانی کے مشکیزے کو اُٹھا کر لے جا اور اس نذر کے ساتھ بادشاہ کے حضور پیش ہو اور عرض کر کہ ہماری جمع پونجی اس کے سوا کچھ اور نہیں۔ بے آب و گیاہ ریگستان میں اس سے بہتر پانی نہیں جڑتا۔ چاہے اُس کا خزانہ موتی اور جواہر سے لبریز ہو لیکن ایسا پانی اُس کے خزانے میں نایاب چیز ہے۔ مرد نے کہا اچھی بات ہے۔ مشکیزے کا منہ بند کر۔ دیکھ تو یہ نذرانہ ہمیں کیسا فائدہ پہنچاتا ہے۔ تُو اُس کو نمدے میں سی دے تاکہ بادشاہ اسی سوغات سے روزہ کھولے۔ ایسا پانی دُنیا بھر میں کہیں نہیں یہ تو نتھری ہوئی شراب ہے۔ پس اُس مرد عرب نے مشکیزہ اُٹھایا اور سفر میں دن کو رات اور رات کو دن کر دیا۔ ہرج مرج کے وقت مشکیزے کی حفاظت کے لیے بے قرار ہو جاتا تھا۔ اِس نگہبانی کے ساتھ بیابان سے شہر میں لایا۔ اُدھر عورت

Marfat.com

نے جانماز بچھائی اور گڑگڑا کر: اے پروردگار حفاظت کر، اے پروردگار حفاظت کر، کا وظیفہ کرنے لگی۔ عورت کی دُعا اور اپنی محنت وسعی سے آخروہ عرب، چوروں اور بچوں کے پتھروں سے بچتا بچاتا صحیح سلامت دارالخلافہ تک مشکیزہ لے گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک بارگاہ عالیشان اور نہایت وسیع بنی ہوئی ہے اور اہل غرض اپنے اپنے پھندے بچھائے حاضر ہیں۔ ہر طرف کے دروازوں سے اہل حاجت آتے اور اپنی مراد پاتے ہیں۔ جب اعرابی دُور و دراز بیابان سے اِس بارگاہ تک پہنچا تو نقیب آئے اور مہربانی والتفات کا گلاب اُس کے منہ پر چھڑکنے لگے۔ شاہی نقیب بے کہے اُس کی ضرورت کو سمجھ گئے، اُن کا کام یہ تھا کہ سوال سے پہلے عطا کریں۔ اُن نقیبوں نے پوچھا: اے عرب کے شریف! تُو کہاں سے آرہا ہے؟ اور مصائب و آلام سے کیا حال ہوگیا ہے؟ اُس نے کہا اگر تم مجھے عزت دو تو میں شریف ہوں، اور اگر منہ پھیر لو تو بالکل بے عزت ہوں۔ اے امیرو! تمہارے چہروں پر امارت برستی ہے، تمہارے چہروں کا آب و رنگ کچے سونے سے زیادہ خوش رنگ ہے۔ میں مسافر ہوں، ریگستان سے عادل بادشاہ کے کرم و بخشش کی اُمید پر آیا ہوں۔ اُس کی خوبیوں کی خوشبو بیابانوں تک پہنچی ہے۔ ریت کے ذرّوں تک میں جان آگئی ہے۔ یہاں تک تو میں اشرفیوں کی خاطر آیا تھا مگر جب یہاں پہنچا تو اُس کے دیدار کے لیے بے قرار ہوگیا۔ میں اِس دروازے پر ایک مادی چیز کی طلب میں آیا تھا، مگر جب اِس دہلیز پر پہنچ گیا تو خود ہی صدر ہوگیا۔ پھر اس مشکیزے کو پیش کر کے کہا کہ یہ ہدیہ حضورِ سلطان میں پہنچاؤ اور بادشاہی سوالی کو ضرورت و حاجت سے بے نیاز کردو اور عرض کرو کہ یہ میٹھا پانی سوندھی مٹی کے گھڑے کا ہے، جس میں برساتی پانی جمع کیا گیا تھا۔ نقیبوں کو اُس کی اِس تعریف پر ہنسی آنے لگی، لیکن اُنھوں نے جان کی طرح اُس مشکیزے کو اُٹھالیا کیوں کہ بیدار مغز اور نیک دل بادشاہ کی خوبُو سب ارکان دولت میں اثر کرگئی تھی۔ جب خلیفہ نے دیکھا اور اُس کا حال سنا تو اس کے مشکیزے کو اشرفیوں سے بھر دیا۔ ایسے انعام واکرام اور خلعت دیئے کہ وہ عرب بھوک پیاس کو بھول گیا۔ پھر ایک نقیب کو اُس دریائے کرم بادشاہ نے اشارہ کیا کہ یہ اشرفیوں کا بھرا مشکیزہ اِس کے ہاتھ میں دیا جائے اور واپسی میں اِس کو

Marfat.com

دریائے دجلہ کے راستے روانہ کیا جائے، وہ بڑا طویل راستہ سے آیا ہے اور دجلہ کی راہ سے بہت نزدیک ہو جاتا ہے۔ کشتی میں بیٹھے گا تو ساری اگلی تھکن بھی بھول جائے گا۔ نقیبوں نے یوں ہی کیا، اُس کو اشرفیوں سے بھر کر مشکیزہ دے دیا اور دجلہ پر لے پہنچے۔ جب وہ عرب کشتی میں بیٹھا اور دجلہ دیکھا تو مارے شرم کے اُس کا سر جھک گیا۔ سجدے میں گر کر کہنے لگا: داتا کی دین بھی نرالی ہے اور اُس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اُس نے میرے تلخ پانی کو قبول کر لیا۔ اُس دریائے جود نے میری خراب اور کھوٹی جنس کو بغیر کسی پس و پیش کے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

خواجہ محمد اسلام دُعا کرتا ہے: اے اللہ! تیرے بندے ہم جو تیری عبادت کرتے ہیں تو یہ ہماری عبادت بھی کھوٹے سکے کی مانند ہے، تو اپنے فضل و احسان سے قبول فرمالے، تو سب سے زیادہ کریم ہے۔ (آمین!) موت کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے اور بڑی عبادت بھی۔ یہ مرضِ غفلت کا تریاق بھی ہے اور دنیوی پریشانیوں سے نجات کا علاج بھی۔ یہ آدمی کے لیے تازیانۂ عبرت بھی ہے اور کلیدِ سعادت بھی۔ اُس شخص سے بڑا بدنصیب کون ہوگا جو اپنی موت کو بھول جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح بصیرت عطا فرمائے۔ ہم میں سے ہر شخص زندگی کے مقابلے میں موت سے زیادہ قریب ہے۔ یہ احساس اگر زندہ ہو تو آدمی ہر موت کو اپنی موت سمجھے۔ وہ دوسرے کا جنازہ دیکھے تو اُس کو ایسا معلوم ہو گویا خود اُس کی لاش اُٹھا کر قبر کی طرف لے جائی جا رہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے خواجہ محمد اسلام کی کتاب موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا۔

خطاب بہ مسلم

بھٹک چکا ہے تو ازراہِ منزل مقصود
نہ کر اللہ کے لیے گرم بزم عیش و سرود

جہاں میں تو نے بنا کر ہزار ہا معبود
سرِ نیاز کو اپنے کیا ہے وقفِ سجود

قدم قدم پہ زمانے میں سومنات ہیں اب
کہاں گئی وہ تری آج غیرت محمود

کیا تو بھول گیا سیل نوحؑ کا منظر
کہ تجھ کو یاد نہیں ہے عذاب عاد و ثمود

Marfat.com

تباہ کر دیا خالق نے قوم لوط کو بھی | کہ اُس نے توڑ دیں اللہ کی حدود
تباہ ہو گئے فرعون و ابرھہ و شداد | مٹا دیے ہیں اللہ نے ہزار ہا نمرود
غرض کہ جس نے بھی کی حکم حق سے سرتابی | وہ قوم ہو گئی دُنیا سے نیست و نابود
خدائے پاک سے ڈر اور کبر و ناز نہ کر | سر نیاز جھکا اے حریص نام و نمود
مٹا دیا ہے زمانے نے اُس کو آخر کار | جہاں میں قوم ہوئی جو بھی محو عیش و سرور
تیرا بھی حال نہ ہو جائے دوسروں کی طرح | رہے اللہ کی اماں میں تو زیر چرخ کبود
گرا کے برق خودی پھونک ہستی باطل | ہو تیرا حافظ و ناصر خدائے عز و ودود
بنے گا مہبط انوار رحمت یزداں | اگر جبیں ہو ندامت سے تیری عرق آلود
بلند کر دے جہاں میں لوائے دین محمد ﷺ | بدل دے قوم کی پھر حالت سکوت و جمود

نگاہ کی حفاظت کا حکم

علماء کی ایک بڑی جماعت کہتی ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ یہ کسی اجنبی مرد کو دیکھے۔ اُس کا یہ دیکھنا شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے، دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں۔ چنانچہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت محمد ﷺ کی خدمت میں تھیں۔ ابن اُم مکتوم نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کسی ضرورت سے خدمت نبوی (ﷺ) میں حاضر ہوئے۔ ابن اُم مکتوم کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم دونوں پردہ میں چلی جاؤ۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رحمت عالم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیوں یہ (ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ) نابینا نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم دونوں بھی اندھی ہو، اُن کو نہیں دیکھتیں۔“

سن اے جانِ حیاداری

سن اے شہ ناز خاتون حرم جاں حیاداری | مبارک ہے تری پاکیزگی تیری خوش اطواری
بطرزِ مریمؑ و زینبؓ تری تہذیب ہے پیاری | ترے کردار کے لائق نہیں مغرب کی فنکاری

Marfat.com

سن اے تمکین و اندازِ حیا سے دیکھنے والی
تری غیرت میں مضمر ہے تری شان خوش اقبالی
تجھے معلوم ہے تصویرِ عفت تجھ کو کہتے ہیں
ترا وہ مرتبہ ہے اپنی عزت تجھ کو کہتے ہیں
تجھے پردہ مبارک ہو کہ عورت تجھ کو کہتے ہیں
جو گلشن سے نہ باہر ہو وہ نکہت تجھ کو کہتے ہیں
حریمِ ناز ہے تیری یہ گھر کی چار دیواری
جسے کہتے زنداں آج کل رندانِ بازاری
جو نامحرم کے کمروں میں تری تصویر ہوتی ہے
نسائیت کو اِس سے کون سی توقیر ہوتی ہے
زیادہ سے زیادہ حسن کی تشہیر ہوتی ہے
دلوں پہ جو نہ ہونی چاہیے تاثیر ہوتی ہے
کنیزِ مصطفےٰ زیبا نہیں رنگ عجم تجھ کو
حجازی شان رکھ کہتے ہیں خاتون حرم تجھ کو
وہ ناداں ہیں جو تجھے رونق محفل سمجھتے ہیں
تجھے ہم شمع خلوت زینت محمل سمجھتے ہیں
بشرطِ حسن عصمت قدر کے قابل سمجھتے ہیں
اور اپنی جان اپنی روح اپنا دل سمجھتے ہیں
جو پردے کے مخالف ہیں نہ اُن کے دام میں آنا
بُرا ہے تیرا منہ کھولے ہجومِ عام میں آنا

"نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرم گاہ اور شہوت کی جگہ کی حفاظت ہے۔ جس نے نظر کو آزاد کر دیا اُس نے اُس کو ہلاکت میں ڈال دیا۔"

شرابی اور اُس کی نیک بیوی

نہ میں واعظ نہ مجھ کو شاعری یاں کچھ جتانی ہے
مری فریاد کا موجب فقط سوزِ نہانی ہے
تمہارے واسطے اے نوجوانو اس میں عبرت ہے
توجہ سے سنو یہ ایک شرابی کی کہانی ہے
محبت کا نہیں یہ اقتضا میں نام لوں اس کا
مگر بتاؤں گا اِتنا کہ وہ اِک خاندانی ہے
شریفانہ ہیں اخلاق اُس کے اور تعلیم ہے اچھی
تبسم لب پہ ہر دم ہے طبیعت میں روانی ہے
وفا دل میں حیا آنکھوں میں پتلا ہے مروّت کا
نہ پیشانی میں بل ہرگز نہ دل میں بدگمانی ہے
اثر سے صحبت بد سے وہ پہنچا ایسی مجلس میں
کہ تھی جس کی بری تہذیب بانی و مبانی ہے
کھڑی تھی میز پرواں کانچ کے برقعہ میں دخت زر
لندن تھی پیدائش وطن برطانی ہے

Marfat.com

وہ بھولے پن سے بیٹھا پوچھا اس شیشہ میں ہے کیا شئے
کہا چپکے سے یاروں نے یہ آبِ زندگانی ہے

یہی شئے ہے کہ زاہد جس کا جویا ہے بہشتوں میں
ہمیں وہ یاں میسر ہے خدا کی مہربانی ہے

سنا ہوگا کہ کایا یہ پلٹ اکسیر دیتی ہے
یہ اکسیر حقیقی ہے وہ فرضی اور زبانی ہے

مسخر کرلیا ہے اس نے کل عالم کو اب ایسا
کہ عرصہ سے اسی کا دورۂ صاحب جانی ہے

اسے پی کر نہیں رہتا ہے کوئی فکر و غم باقی
کہ فکر و رنج کے غم میں یہ تیغ اصفہانی ہے

نہیں ممکن زبان سے یا قلم سے ہو ادا ہرگز
کہ کیفیت سرورے کی جو ہوتی وہ سہانی ہے

گلاس اب بھی اگر بھر کر چڑھا جاؤ جو تم غٹ غٹ
تو پھر معلوم ہو تم کو کہ کیا لطف جوانی ہے

کسی نے سچ کہا انسان ہے شیطان انساں کا
بری سنگت ہی اِس دنیا میں کل جرموں کی بانی ہے

غرض اُس نوجواں نے عقل و عزت کو کیا رخصت
کہ دشمن عقل و شرف کی شرابِ ارغوانی ہے

یہ پانی پھیر دیتا ہے حیا و شرم پر پانی
بھسم کرتا ہے تن من کو اللہ کیسا یہ پانی ہے

نہی جھپتی محبت اور تماشا کیوں کہ ہوتی ہے
یہ اتنی دلربا ہے جس قدر ہوتی پرانی ہے

مگر وہ دن تھا ایسا شوم اس کمبخت کے حق میں
کہ نازل اُس پہ آئے دن بلائے ناگہانی ہے

پڑا اِک موری میں اُسے اِک دوست نے دیکھا
کہ مے خواروں کی معراج اور غایت کامرانی ہے

ہٹایا اُس نے کتے کو کھڑا جو چاٹتا تھا قے
ذرا جھک کر جو منہ دیکھا تو دیکھا دوست جانی ہے

اُٹھا کر پشت پر لایا پھر اُس کو گھر میں لا ڈالا
کہا بھاوج نہ کرنا غم فقط سر کی گرانی ہے

کہا اُس نے نہیں مجھ کو ضرورت کچھ بتانے کی
نیا کب ہے یہ افسانہ پرانی یہ کہانی ہے

کوئی مجھ سے زیادہ اُن کو کیا جانے گا اے بھائی
تری بھاوج نے اتنے دن بھلا کیا خاک چھانی ہے

اُتر ڈولی سے اس گھر میں قدم رکھا ہے جس دن سے
یہی دیکھا ہے آنکھوں سے مری پپٹا پرانی ہے

تعلق بیوی و شوہر کا نازک وہ بنایا ہے
نہیں آتا زباں پر دل میں جو دردِ نہانی ہے

ابھی کچھ رات باقی تھی کہ لی بدمست نے کروٹ
کہا جھنجلا کے سنتی ہے یا کہ سوتی اے فلانی ہے

رُلایا رات بھر بچے کو ہے تو نے مری ضد سے
اور اپنے منہ پہ کس نخرہ سے دیکھو شال تانی ہے

Marfat.com

بھری بیٹھی تھی غصہ میں لگی وہ پھوٹ کر رونے — کہا اے سنگدل سختی میں تو بھی شمر ثانی ہے
کہاں آتی ہے نینداُن کو کہ جن کے پیٹ ہوں خالی — نہ کیوں روئے وہ بچہ کہ جس کا رزق پانی ہے
کئی دن سے پڑی بالکل نہیں گو آگ چولھے میں — مگر فاقہ کی کس سامان سے یاں میہمانی ہے
بلکتا تھا بڑا بھوکا ابھی سویا تھا یہ تھک کر — ذرا صورت تو دیکھو کیسی پیاری اور نمانی ہے
تمہیں اس چاند سے مکھڑے پہ کیوں آتی نہیں الفت — مجھے دیکھو کہ میں ہوں اور راتوں پاسبانی ہے
کہاں جاتے رہے دعوے محبت کے جو تھے سارے — اب آنکھیں چار کرنے میں بھی اتنی آنی کانی ہے
نہ چھوڑا تو نے کچھ کپڑا نہ کچھ زیور مرے تن پر — کلالوں کی دکانوں پر بکی سب جامدانی ہے
جہیز اور زیور اور سانچق کے کل اسباب سے باقی — یہ سر پر شال کہنہ اور انگلی میں نشانی ہے
جٹھانی اور ہمسائی یہ کہتی ہیں مجھے ہر دم — خصم تیرا نکھٹو ہے شرابی اور زانی ہے
ہیں آنکھیں زرد یرقان سے ہوا ہے ہاتھ میں رعشہ — گئی ہے سوکھ گردن اور چہرہ زعفرانی ہے
ضرور اِس مردودے کو ہو گئی پھٹکار ورنہ تو — نہ لنگڑی ہے نہ لُولی ہے نہ بدصورت نہ کانی ہے
کوئی گر دوسری ہوتی کبھی کی میکے چل دیتی — تری تقدیر میں لیکن مصیبت ہی اُٹھانی ہے
ترے میکے کو دے رکھا ہے سب کچھ حق تعالیٰ نے — اللہ کی آج اُن پر ہر طرح کی مہربانی ہے
نہ دیتی ہوں جواب اُن کو مروں گی اُن کے قدموں میں — نہ رکھوں گی قدم باہر کبھی یہ دل میں ٹھانی ہے
مری جانب سے جیتے جی تعلق یہ نہ چھوٹے گا — رہوں گی تابع شوہر یہ حکم آسمانی ہے
کرو گے یاد تم میری وفا کو میری میت پر — گھڑی وہ بھی یہ دیکھو گے بہت ہی جلد آنی ہے
نہیں بگڑا ہے اب بھی کچھ کرو تم عزمِ مردانہ — مری جاں اور اِس معصوم کی گر جاں بچانی ہے
یہ گرمی محبت دیکھ کر پتھر بھی پگھل جاتا — حرارت کے اثر سے سنگ بھی ہو جاتا پانی ہے
پسینہ بھی نہ آیا اُس کی پیشانی پہ اور بولا — نصیحت سے ہے ضد مجھ کو نہ مانوں گا نہ مانی ہے
نکل جا تو ابھی گھر سے نہ مجھ کو منہ دکھانا پھر — تری ہمدرد دنیا میں فقط تیری ہی نانی ہے
کلیجہ پھٹ گیا اُس کا سنی جب اُس نے یہ جھڑکی — کہا لو گود میں بچے کو یہ میری نشانی ہے

Marfat.com

گری غش کھا کے ایسی وہ نہ آنکھیں کھولیں پھر
یہ دنیا اور بکھیڑا اِس کا سب ناچیز فانی ہے
سماں یہ دیکھ کر اُس پر ہوا اسلام اثر ایسا
کہ سب کچھ چھوڑ کر اُس کا شغل اب نوحہ خوانی ہے

شراب پینے والے عبرت پکڑیں

حکایت﴾ کسی بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک دلہن بیاہ کر دی۔ بادشاہ زادے نے شب عروسی کو دلہن کے پاس جانے سے پہلے بہت زیادہ شراب پی لی اور نشے میں دھت جب دلہن کی طلب میں باہر نکلا اور حجلہ عروسی کی طرف چلا تو غلط راستے پر چل نکلا (راہ بھول گیا) اور گھر سے باہر ہی نکل گیا۔ چلتے چلتے ایک ایسی جگہ جا نکلا وہاں اسے ایک گھر دکھائی دیا اور چراغ کی روشنی نظر آئی۔ وہ سمجھا کہ دلہن کے کمرے میں پہنچ گیا ہوں جب اندر گیا تو دیکھا کچھ لوگ ہیں جو سو رہے ہیں۔ ہر چند انہیں پکارا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سمجھا کہ گہری نیند میں ہیں۔ اُن میں سے ایک دیکھا کہ نئی چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ دل میں کہا کہ ہو نہ ہو یہی میری دلہن ہے۔ پس اُس کی آغوش میں جا لیٹا اور چادر اُس پر ہٹائی تو خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا۔ سوچا بلاشبہ یہ دلہن ہے کہ یوں خوشبو میں بسی ہوئی ہے، وہیں لپٹ گیا اور مباشرت میں مشغول ہوا۔ اپنی زبان جو اُس کے منہ میں ڈالی تو اُس میں رطوبت نکل کر اُس کے اپنے منہ میں آنے لگی۔ وہ سمجھا کہ اُس کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور گلاب اُس پر چھڑک رہی ہے۔ جب دن چڑھے ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ (گھر نہیں بلکہ) آتش پرستوں کا کمرہ ہے جس میں وہ لوگ مُردے ڈال جایا کرتے ہیں اور جنہیں وہ سوئے ہوئے سمجھ رہا تھا، دراصل وہ مُردے ہیں اور وہ جس نے نئی چادر اوڑھ رکھی تھی اور جسے وہ اپنی دلہن سمجھ بیٹھا تھا، ایک انتہائی بدصورت بوڑھی عورت تھی جس کی موت تازہ تازہ واقع ہوئی تھی (یعنی وہ نیا نیا مُردہ تھا، جسے اسی روز وہاں ڈالا گیا تھا) اور وہ خوشبو جو اُس سے آ رہی تھی دراصل (عطر کی نہیں بلکہ) کافور کی تھی (جو مُردوں پر مل دیتے ہیں) اور وہ رطوبتِ دہن جو اُس تک پہنچی تھی سب کی سب اُس کی نجاست تھی اور پھر بغور دیکھا تو اپنے آپ کو سرتاسر پا اُس نجاست سے بھرا ہوا پایا۔ تب تو اپنے منہ

Marfat.com

اور تالو میں اُس نجاست کی تلخی بھی محسوس کرنے لگا۔ جس سے جی متلانے لگا۔ بس یہ چاہتا تھا کہ اس خجالت، ندامت، پلیدگی اور ذلت ورسوائی میں پڑے رہنے کی بجائے ہلاک ہوجائے کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ مبادا بادشاہ (اُس کا باپ) اُس کا لشکر اُسے اس حالت میں دیکھ لے۔ اسی اندیشے میں غرق تھا کہ بادشاہ اپنے باحشمت لشکریوں سمیت اُسے تلاش کرتا ہوا (سچ مچ) وہاں پہنچ گیا اور اُس کی وہ گت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ پس؛ اُس وقت تو وہ چاہتا تھا کہ کاش زمین فی الفور شق ہوجائے اور وہ اُس کے نیچے سماجائے کہ اس شرمندگی سے رہائی مل جائے۔ پس: کل (قیامت کے دن) اہل دنیا، دنیا کی تمام لذتوں اور شہوتوں کو اسی صورت میں دیکھیں گے اور مبتلائے شہوات رہنے کے باعث اُن کا جو اثر اُن کے دل میں باقی رہ گیا ہوگا وہ اُنہیں ویسا ہی تلخ اور بیزار کن محسوس ہوگا جیسا کہ نجاستوں کے باعث اُس شہزادے کے کام ودہن نے محسوس کیا تھا، بلکہ اُس سے رُسوا تر اور عظیم تر۔ کیونکہ وہاں کی سختیوں کی مثال اس دنیا میں تلاش نہیں کی جاسکتی۔ تاہم (اس حکایت سے) اُس آگ کا ایک نمونہ سا سامنے آجاتا ہے جو وہاں پر دل وجان میں لگ رہی ہوگی (اور جو دراصل اب بھی موجود ہے) لیکن جسم اس سے بے خبر ہے اور اسی کو ندامت ورسوائی کی آگ کہتے ہیں۔

گناہ انسان کے حق میں انتہائی مضرت رساں ہیں

صحیح انسانی فطرت کے تقاضے حسنات کا مظہر ہوتے ہیں، کیونکہ فطرت وہ نور ہے، جس کا فقط اعمال حسنہ سے ہی تعلق ہے۔ مگر انسان مختلف وقتوں میں زندگی کے ایسے مرحلوں سے گزرتا ہے کہ اس کی فطری قوتیں گردوپیش سے متاثر ہوکر رہ جاتی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ انسان اگر برسوں تک معصیت کی وادیاں طے کرتا رہے اور بھول کر بھی نیکی کا خیال اس کے دل ودماغ میں نہ آئے لیکن فطرت کا نور اس وقت بھی کلیتہً بجھ نہیں جاتا۔ ہاں اس وقت اس کی حیثیت کو یوں سمجھو جیسے بتیس دانتوں میں زبان کی ہوتی ہے۔ ہزاروں بری خواہشات، سینکڑوں جذبہ ہائے گناہ کی کارفرمائیاں، معصیت کے وہ ولولے کہ انسان کا بس چلے تو آسمان میں تھگلی لگائے۔ مگر دست

Marfat.com

قدرت کی گرفت اس کو ایک محدود دائرے میں رکھتی ہے۔ اگرچہ وہ اپنی اغراض کی بنا پر اپنے لواحقین کے حقوق تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جہاں تک اس کے احاطہ اختیار اور اقتدار کا تعلق ہے، پرلے درجے کی ناانصافی اور ظلم کو روا رکھتا ہے۔ کمزوروں پر ہر قسم کی زیادتی کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ انجام و مال سے یہ اندھا انسان اپنی چند روزہ زندگی میں اپنا اعمال نامہ بڑی حد تک سیاہ کر لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے کچھ دنیا میں اور باقی آخرت میں اس کو خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

جوانی مستانی ایک مشہور مقولہ ہے۔ جوانی آتی ہے تو اپنے ساتھ خواہشات اور تمناؤں کے جذبات اور آرزوؤں کے ہزاروں طوفان لاتی ہے۔ سیلاب جوانی کا ایک تھپیڑا کشتی عقل و خرد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ شرم و حیا کی تمام متاع زریں کو راہ زن شباب ہزار پہروں اور تالوں میں لوٹ لیتا ہے۔ چراغ ہوش گل ہو جاتے ہیں اور دیدہ خرد پر جہالت و نادانی کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ کان سننے سے، دل سمجھنے سے اور دماغ سوچنے سے عاجز آ جاتے ہیں۔ چمنستانوں، گلزاروں اور باغوں میں بہار آتی ہے تو درختوں کے جوبن، پھولوں کے نکھار اور شاخوں کی تروتازگی کا پیغام لاتی ہے۔ ہر شاخ نشہ نشوونما میں مستانہ وار جھومتی ہے اور ہر پھول رُخ رنگیں بن کر دلکشی و دلآویزی کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ چمن حیات کی بہار جوانی ہے۔ اس وقت زندگی کی ساری مستیاں، پھولوں کی نکہت، کلیوں کی رنگت، سبزہ کی لہک اور بلبل کی چہک بن کر نمودار ہوتی ہے اور بڑے سے بڑے باخرد شخص کو جام مدہوشی پلا کر بے خود بنا دیتی ہے۔ آغاز پر نظر ہے انجام کی فکر نہیں۔ واعظوں کے وعظ اور چارہ گروں کی ہمدردیاں بیکار، ہوش کا نام نہیں، صرف جوش سے کام ہوتا ہے۔ الغرض فکر فردا غائب، مستقبل کا خیال مفقود اور عاقبت کا تخیل معدوم ہوتا ہے۔ باغبان جوش گل کی مسرت آفرین مستیوں میں خود اپنے چمن کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتا ہے۔ جوان، جوانی کے نشہ میں اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کو تباہ کرتا اور نشیب و فراز سے بے نیاز ہو کر ہر اس سیہ کاری کو اپنی کامیابیوں اور سرفرازیوں کا منتہا سمجھتا ہے کہ یہ شب جوانی ڈھل جانے کے بعد مرتے دم تک ان کی بداعمالیوں کا تخیل بھی اس کو لرزہ براندام اور اشکبار کر دیتا ہے۔

Marfat.com

آج کل کے ماحول نے جوانوں کے ہی نہیں بلکہ بوڑھوں کے مزاج میں جوانی کے ولولے زندہ کرر کھے ہیں، پیرانہ سالی میں جوانی کے مزلے لینے کی عادتیں ہوں، بادہ نوشیاں، سرمستیاں، عیش پسندیاں اور بدکاریاں جہاں کا محبوب مشغلہ ہی نہیں بلکہ فخر ومباہات سمجھا جاتا ہو، فحش کلامی، زناکاری، جنگجوئی، قتل وغارت، قمار بازی اور مے خواری غرضیکہ ہر گناہ کی فراوانی ہو اور ہر بدکاری کی ارزانی ہو، جہاں بدی کو نیکی اور عیب کو ہنر سمجھا جاتا ہو، جہاں سرمستیوں بلکہ خرمستیوں میں زندگیاں گزرتی ہوں، بڑھاپے میں جوانی سے زیادہ سیہ کاری کی رغبت موجود ہو وہاں کی جوانی کی تباہ کاریوں اور بداعمالیوں کا کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے؟ آج کا ماحول کتنا گندہ، فضا کس قدر مکدر، حالات کس قدر ابتر اور اخلاق کس حد تک ناقابل بیان ہیں اس کا ذکر نہ صرف اس وقت بے سود ہے بلکہ انسانی شرم وحیا اس کے تحریر سے قلم کو اور تقریر سے زبان کو باز رکھتی ہے۔

گناہوں کی بدبو کی نحوست سے نیکی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے

ایک چمڑا رنگنے والے کا عطاروں کے بازار میں بیہوش ہونا ﴿ ایک چمڑا رنگنے والا اتفاق سے عطاروں کے بازار میں پہنچا تو یکا یک گر کے بیہوش ہو گیا اور ہاتھ ٹیڑھے ہو گئے۔ عطروں کی خوشبو جو اس کے دماغ میں گھسی تو چکرا کر گر پڑا۔ اسی وقت لوگ جمع ہو گئے۔ کسی نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا اور کسی نے عرق گلاب لا کر چھڑکا اور یہ نہ سمجھے کہ اسی خوشبو نے یہ آفت ڈھائی ہے۔ کوئی سر اور ہتھیلیوں کو سہلاتا اور سوندھی مٹی بھگو کر سنگھاتا۔ ایک لوبان کی دھونی دیتا تو دوسرا اس کے کپڑے اتار کر ہوا دیتا تھا۔ آخر جب کسی تدبیر سے ہوش میں نہ آیا تو دوڑ کر اُس کے بھائی بندوں کو خبر کی کہ تمہاری قوم کا آدمی فلاں بازار میں بیہوش پڑا ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ یہ مرگی کا دورہ اس پر کیوں کر پڑ گیا یا کیا بات ہوئی کہ وہ سر بازار چلتے چلتے اس طرح گر پڑا۔ اس چمڑا رنگنے والے کا ایک بھائی بڑا فطرتی ہوشیار تھا۔ یہ قصہ سنتے ہی دوڑا آیا۔ تھوڑی سی کُتے کی غلاظت آستین میں چھپائے، روتا پیٹتا اس تک پہنچا۔ لوگوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو مجھے معلوم ہے کہ یہ بیماری کیوں کر پیدا ہوئی اور سبب

Marfat.com

معلوم ہو جانے پر بیماری کا دور کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اصل میں وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے دماغ کی ایک ایک رگ میں بدبو تہ بہ تہ بسی ہوئی ہے۔ وہ مزدوری کی خاطر صبح سے شام تک گندگیوں اور بدبوؤں میں چمڑے رنگتا رہتا ہے چونکہ سالہا سال سے گندگی میں عمر بسر کرتا ہے اس لیے بہت ممکن ہے کہ عطر کی خوشبو ہی نے اس کو بیہوش کر دیا ہو۔ غرض اس جوان نے سب کو ہٹا دیا تا کہ اس کے علاج کو کوئی دیکھنے نہ پائے۔ جیسے کوئی بھیدی کھس پھس کرتا ہے اس طرح منہ اس کے کان کے پاس لے گیا اور کتے کی غلاظت اس کی ناک پر رکھ دی۔ جونہی یہ بدبو، بیہوش کے دماغ میں پہنچی اس کا سڑا ہوا دماغ بدبو سے ازسرنو تازہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ مردے میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ ہوشیار ہو گیا۔ دوستو! جس کو مشک نصیحت سے فائدہ نہ ہو سمجھ لو کہ وہ گناہوں کی بو، سونگھنے کا عادی ہو گیا ہے۔

اے دوست! اسی وقت بستر اُٹھا اور تبلیغی مرکز رائیونڈ ضلع لاہور میں چلا جا۔ وہاں پر مقیم بزرگوں کی صحبت سے دُنیا کی گندگی تیرے دل سے ڈھل جائے گی اور ان کے سخن دلنشیں تیرے دل میں جنت کی خوشبو بسا دیں گے۔ ماننے والوں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

سچا عشق اللہ کی ذات کا ہے

عشق طبیعت میں رقت، درد وسوز پیدا کرتا ہے۔ نفس میں لطافت پیدا کرتا ہے۔ نفس کی مردنی اور اُس کی مشقت وکلفت دور ہو جاتی ہے۔ عشق انسان کو مکارمِ اخلاق پر آمادہ کرتا ہے اور شجاعت و بہادری، کرم وسخاوت، مروّت ورقت پیدا کرتا ہے جوارح وجسم میں فروتنی پیدا کرتا ہے۔
''عشق شرفا اور معزز لوگوں کے دل کی دوا ہے۔'' عشق کی صلاحیت اُسی میں ہوتی ہے جو پاک مروّت، پاکیزہ اخلاق رکھتا ہو یا پاکیزہ زبان اور کامل احسان رکھتا ہو یا پاکیزہ ادب اور ممتاز عادات رکھتا ہو۔ عشق بزدل نامرد کو مرد اور بہادر بنا دیتا ہے۔ غبی کے ذہن کو روشن کر دیتا ہے، بخیل کو سخاوت وکرم سکھاتا ہے۔ بادشاہوں کا غرور توڑ دیتا ہے، انسان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرتا ہے۔ عشق

Marfat.com

اُن لوگوں کا انیس ہے جن کا دُنیا میں کوئی انیس نہیں۔ اُن لوگوں کا جلیس ہے جن کا کوئی جلیس نہیں۔ عشق دنیا کی گراں باریوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔ رُوح میں لطافت پیدا کرتا ہے۔ قلب کو کدورتوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ شرفا کو نیک اعمال و کردار پر اُبھارتا ہے اور انسان کو مکارم اخلاق کا خوگر بناتا ہے۔ عشق نفس میں تازگی پیدا کرتا ہے، اخلاق کو مہذب بناتا ہے۔ عشق کا اظہار طبعی امر ہے اور اس کا اخفاء سراسر تکلیف ہے۔ عشاق وہ ہیں جو عفیف اور پاکیزہ ہوں۔ عشاق جب عفیف ہوتے ہیں تو بڑے بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ بعض عشاق سے پوچھا گیا کہ اگر تم اپنے محبوب پر ظفر مند ہو جاؤ تو کیا کرو؟ اُس نے جواب دیا اگر میں ظفر مند ہو جاؤں تو یہ کروں کہ اُس کا منہ دیکھنے سے اپنی آنکھیں نیچی کرلوں اور اس کی یاد اُس کی باتوں سے اپنے قلب کو خوش کرتا رہوں اور اُس کی باتیں جو قابل کشف واظہار نہ ہوں، اُن کو مخفی رکھوں اور کوئی بھی ایسی بات مجھ سے سرزد نہ ہو جو اُس کے درجہ، مرتبہ اور منصب کے خلاف ہو۔ عاشق روحیں لطیف عطر ہیں۔ اُن کے اجسام رقیق اور ہلکے پھلکے ہیں۔ اُن کی موانست پاکیزہ ہے۔ اُن کی باتیں مردہ دلوں میں جان ڈال دیتی ہیں اور عقل میں فراخانی پیدا کر دیتی ہیں۔ اگر عشق و محبت نہ ہو تو دنیا کی ساری نعمتیں بیکار اور ہیچ ہیں۔ بندوں کے پاس اللہ کی جانب سے جو کچھ پہنچ رہا ہے وہ اِس امر کی دعوت دے رہا ہے کہ اللہ ہی سے محبت کی جائے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے، اُس سے اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت کی جائے۔ اللہ کی عطیات اور رکاوٹیں، معافات اور ابتلائیں قبض و بسط عدل و فضل، مارنا جلانا، لطف و کرم، رحمت و احسان، ستر پوشی و عفو حلم و صبر، اجابت دعا، دفع کرب و تکالیف، مصیبت زدوں کی اعانت و امداد، اُس کی یہ ساری مہربانیاں ہیں حالانکہ وہ بندوں سے من کل الوجوہ مستغنی اور بے پرواہ ہے۔ یہ تمام باتیں انسان کو اس امر کی دعوت دے رہی ہیں کہ عبادت و محبت صرف اللہ ہی کی اور اللہ ہی سے کی جائے۔ پس بندوں کو شرم آنی چاہیے کہ اِس شان کے پروردگار سے وہ اعراض کرتے ہیں اور دوسروں سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا دوسروں کی محبت میں غرق اور محو رہتے ہیں۔ نیز یہ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی تم سے اُس وقت تک بھلائی اور اچھا معاملہ نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنا فائدہ نہ سوچ لے۔ لیکن

Marfat.com

رب العالمین کی شان یہ ہے کہ تمہارے ہی فائدہ کے لیے اور تمہاری ہی بھلائی کے لیے تمہارے ساتھ بھلائی اور اچھا معاملہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہیں بڑے سے بڑا فائدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ نفع پہنچے۔ نیکی کرو تو ایک درہم کے عوض دس اور دس سے لے کر سات سو تک اور اس سے بھی زیادہ تمہیں نفع ملے اور اگر گناہ کرو تو ایک کے بدلہ میں ایک ہی سزا دے اور توبہ کرلو تو یہ بھی معاف کردے۔

اللہ سے محبت کرنے والی چند بزرگ اولیاء اللہ عورتوں کے حالات میں

ایسی اللہ والی بزرگ عورتوں کا بھی ذکر خیر کرنا ضروری تھا تاکہ مسلمان ماؤں، بہنوں اور غیر مسلم خواتین کو بھی مسلم بن کر اُن کی زندگی کو مشعل راہ بنا کر اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی محبت پیدا ہو۔ میری دُعا ہے کہ اللہ پاک کی پاک ذات اس کتاب کے پڑھنے سننے والے بزرگوں، بھائیوں اور ماؤں بہنوں کو دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور خواجہ محمد اسلام کی دیگر کتابوں موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جنت کا منظر، حج کا منظر، انسانی زیور، فرمانِ رسول ﷺ، قصص الانبیاء، تذکرۃ الاولیاء، زندگی بے بندگی شرمندگی وغیرہ کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مدینہ کا سفر اور مادر مشفقہ کی وفات

آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک جب چھ برس کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مدینہ گئیں۔ اس سفر میں اُم ایمن رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں جو آنحضرت ﷺ کی دایہ تھیں۔ ایک مہینہ تک مدینہ میں مقیم رہیں۔ واپس آتے ہوئے جب مقام ابواء (ایک گاؤں کا نام ہے) پہنچیں تو اُن کا انتقال ہوگیا اور یہیں مدفون ہوئیں۔ (اللہ پاک کی اُن پر اتنی رحمتیں اور برکتیں ہوں جن کا شمار کرنے والے شمار نہ کرسکیں، اُمت محمدیہ کی طرف سے سلام ہو اُن پر بے حد وحساب! آمین) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی قبر کے ساتھ لپٹ کر رو رہے

Marfat.com

تھے۔ اُم ایمن رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ مشفقہ کی قبر کی طرف مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ (اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی! تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں شریک ہونے کے لیے اپنے آنسو بہادے، یہ آنسو روزِ قیامت تیری بخشش کا باعث بن جائیں گے۔ خواجہ محمد اسلام)

والد ماجد کا انتقال تو پہلے ہی ہو چکا تھا' اب والدہ کا سایہ عاطفت بھی سر سے اٹھا لیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اس وقت بہت کم سن تھے۔ چھ برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے لیکن اس حادثہ جانکاہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا محسوس کیا اور قلب نازک پر اس کا کافی اثر ہوا۔ زبان خاموش تھی لیکن لب نازک کا سکوت' رخسارہ پرنور کی افسردگی اور چشم ہائے پرنور کے آنسو' حالت دل کی غمازی کر رہے تھے۔

اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء' شافع روزِ جزا' رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ذکرِ خیر

دیکھیے! مکہ مکرمہ کی سرزمین میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی آغوش رحمت پرور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم لیا۔ باپ کا سایہ پیدائش سے پہلے ہی اُٹھ گیا۔ ماں کی گود رسم رضاعت نے چھڑا دی۔ لہٰذا غریب گھرانے کی ایک غیر معروف عورت حلیمہ سعدیہ نامی خاتون حضرت عبداللہ کے یتیم اور آمنہ کے لال (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرورش کرتی رہی۔ ساکنانِ ارض وسما نے اس خدمت کے صلے میں خاتون حلیمہ رضی اللہ عنہا کو سعدیہ کا لقب دیا۔ المختصر جب حقوق والدین کے اظہار کا وقت آیا تو عرب کی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوش نبوت آثار سے اپنی چادر اُتار کر زمین پر بچھا رہے ہیں۔ حاضرین حیران تھے کہ یہ کیوں؟ اس مبارک چادر پر کون قدم رکھے گا؟ یہ روائے اقدس فرشتوں کو میسر آئے تو عقیدت سے آنکھوں پر دھریں اور اگر انبیائے کرام کو ہاتھ لگے تو محبت و تعظیم سے بوسے دیں۔ آخر کار دیکھنے والوں نے نہایت تعجب سے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یہ خوش نصیب خاتون کون ہے جس کی تعظیم کے لیے یہ سامان

Marfat.com

ہو رہے ہیں۔ جواب میں ارشاد فرمایا ''یہ میری رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہے۔''

انبیاء بھی اس کی آغوش محبت میں پلے ۔۔۔ اولیاء بھی اس کے آخر دست شفقت میں پلے
اتقیا بھی اُس کے دامن عطوفت میں پلے ۔۔۔ اصفیا بھی اس کے احسان و مروّت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو ۔۔۔ اس کی خوشنودی مقدم ہے خطر کوئی بھی ہو

ذکر خیر حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے حالات میں

حضرت رابعہ بصریہ مخدومہ پردہ نشین سوختہ عشق و اشتیاق شیفتہ قرب و اختراق تھیں آپ شب و روز عبادت میں رہتی تھیں۔ آپ کو حج کا شوق ہوا ایک گدھا بہت لاغر ان کے پاس تھا۔ اس پر اسباب لاد کر چلیں، راہ میں گدھا مر گیا۔ دوسرے ہمراہیوں نے کہا ہم آپ کا اسباب لے چلیں گے۔ آپ نے کہا تم سب جاؤ میں تم لوگوں کے بھروسے پر نہیں آئی ہوں، قافلہ چلا گیا آپ تنہا رہ گئیں۔ آپ نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے ساری کائنات کے بادشاہ عالم کیا ایک عاجز اور غریب عورت کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے کہ تو نے پہلے مجھے اپنے گھر کی طرف بلایا پھر راہ میں گدھے کو مار ڈالا اور تنہا بیابان میں سراسیمہ کر دیا آپ کی مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ گدھا زندہ ہو گیا آپ نے پھر اس پر اسباب لادا اور مکہ معظمہ کو چلیں۔ حضرت رابعہ قریب مکہ معظمہ کے پہنچیں تو چند دن بیابان میں قیام پذیر ہوئیں اور مناجات کی کہ میرا دل رنجیدہ ہے اور یہ خیال مجھے درپیش ہے کہ میں کہاں جاتی ہوں، میری بنیاد ایک مشت خاک ہے اور خانہ کعبہ پتھر کا بنا ہوا مستحکم مکان ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ تو ملجائے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا اے رابعہ کیا تو چاہتی ہے کہ تمام عالم تہ و بالا ہو اور سب کا خون تیرے نامہ اعمال میں لکھا جائے کیا تو نے نہیں سنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی آرزو کی ہم نے اپنی تجلی کوہ طور پر ڈالی جس کا اثر یہ ہوا کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک بار آپ پہاڑ پر گئیں۔ تمام شکاری جانور آپ کے گرد جمع ہو کر آپ کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں پہنچے۔ سب جانور ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ حضرت حسن

Marfat.com

بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت کیا کہ جانور مجھے دیکھ کر کیوں بھاگ گئے اور تمہارے پاس کیوں کھڑے رہے؟ آپ نے پوچھا کہ تم نے آج کیا کھایا ہے؟ کہا میں نے گوشت روٹی کھائی ہے۔ آپ نے کہا جب تم نے ان کے بھائیوں کا گوشت کھایا ہے تو وہ تم سے کیوں نہ بھاگیں۔ آپ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تم نے یہ مرتبہ کیونکر پایا؟ آپ نے فرمایا: میں نے کل موجودات کو اللہ کی یاد میں گم کر دیا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تم نے اللہ کو کیونکر جانا؟ آپ نے فرمایا میں نے بے چون و چرا اللہ کو پہچانا۔ ایک بار لوگوں نے آپ سے پوچھا: آپ کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جائیں گی؟ آپ نے فرمایا اس جہان سے آئی اور اسی جہان میں جاؤں گی۔ لوگوں نے پوچھا آپ اس جہان میں کیا کرتی ہیں؟ فرمایا افسوس لوگوں نے سبب پوچھا جواب دیا اس لیے افسوس کرتی ہوں کہ مجھے رزق اُس جہان سے ملتا ہے اور میں کام اس جہان کے کرتی ہوں۔ لوگوں نے آپ سے محبت کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا محبت ازل سے آئی اور ابد سے ہو کر گزری۔ محبت نے تمام عالم میں کسی کو ایسا نہ پایا کہ اس کا ایک گھونٹ پیتا۔ آخر کار محبت واصل الی اللہ ہوئی اور وہاں سے ارشاد ہوا: اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ جس اللہ کی عبادت کرتی ہیں اس کو دیکھتی بھی ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو نہ دیکھتی تو اس کی پرستش کیوں کرتی۔ آپ ہمیشہ رویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کی جدائی سے ڈرتی ہوں اس لیے کہ اس کی خوگر ہو گئی ہوں ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت ندا آئے: ''تو ہماری درگاہ کے لائق نہیں۔'' لوگوں نے پوچھا جب گنہگار توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تک اللہ توبہ کرنے کی توفیق نہیں دیتا کوئی گنہگار توبہ نہیں کر سکتا اور جب اللہ نے توبہ کرنے کی توفیق دی تو توبہ قبول بھی کرتا ہے۔ پھر فرمایا اعضاء سے اللہ کی راہ نہیں ملتی جب تک انسان کا دل بیدار نہ ہو اور جب دل بیدار ہو گیا تو دوستی اعضاء کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یعنی بیدار دل وہ ہے جو حق میں گم ہو جائے اور مدد اعضاء کی اس کو ضرورت نہ ہو اور یہی درجہ فنا فی اللہ کا ہے۔ اے مخاطب! خواجہ محمد

Marfat.com

اسلام عرض گزار ہے کہ دل کو بیدار کرنے کے لیے اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کر کہ اللہ تیرے سامنے آ جائے۔ پس یہی وہ مقام ہے کہ قیامت کے روز کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ہر وقت اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آپ نے فرمایا صرف زبان سے استغفار کرنا جھوٹوں کا کام ہے اور اگر خود بینی کے ساتھ ہم توبہ کریں تو دوسری توبہ کی محتاجگی باقی رہتی ہے اور فرمایا کہ ثمرہ معرفت اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرمایا کہ پہچان عارف کی یہ ہے کہ اللہ سے پاک صاف دل طلب کرے، جب اللہ اس کو دل دے تو اسے فوراً اللہ کے سپرد کر دے تا کہ اس کے قبضہ میں حفاظت سے رہے اور اس کے پردے میں تمام لوگوں سے پوشیدہ رہے۔ حضرت صالح عامری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی کسی کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے، کبھی نہ کبھی دروازہ اس پر کشادہ ہو ہی جاتا ہے۔ ایک بار حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا بھی وہاں موجود تھیں، یہ سن کر فرمانے لگیں، یہ کب تک کہو گے کہ کھلے گا، پہلے یہ بتاؤ کہ بند کب ہے جو آئندہ کھلے گا۔ یہ سن کر حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی دانائی کی تعریف کی اور اپنی نادانی پر افسوس کیا۔ ایک بار آپ نے ایک شخص کو ہائے غم، ہائے غم کہتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا ہائے غم، ہائے غم نہ کہہ بلکہ ہائے بے غمی، ہائے بے غمی پکار کیونکہ غم کا خاصہ ہے کہ جس کے پاس یہ ہوتا ہے اس سے سانس تک تو لی نہیں جاتی، بات کرنا تو امر محال ہے۔ ایک شخص کو آپ نے سر پر پٹی باندھے دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ پٹی تو نے کیوں باندھی ہے؟ اس نے کہا میرے سر میں درد ہے۔ آپ نے پوچھا تیری عمر کیا ہوگی؟ اس نے کہا تیس برس کو ہوں۔ آپ نے پوچھا اتنے زمانے تک تو بیمار رہا یا تندرست۔ اس نے کہا تندرست رہا۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے تیس برس تک تو تندرست رہا اور اس کے شکریہ میں کبھی تو نے پٹی نہ باندھی اور ایک دن بیماری میں شکایت کی پٹی باندھے ہوئے ہے۔ آپ گوشہ نشین تھیں اور بہار کی فصل تھی، آپ کی خادمہ نے کہا، ذرا باہر تشریف لا کر صانع کی صنعت ملاحظہ فرمائیے کہ اس نے کیا کیا صناعی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی گوشہ نشینی اختیار کر، تا کہ خود صانع تجھے دکھائی دے۔ میرا کام صانع کا دیکھنا ہے، میں صنعت دیکھ کر کیا

Marfat.com

کروں گی۔ ایک بار آپ نے سات شبانہ روز روزہ رکھا اور شب کو مطلق استراحت نہ فرمائی۔ آٹھویں دن بھوک نے غلبہ کیا اور نفس فریاد کر کے کہنے لگا کہ کب تک آپ مجھ کو رنج اور تکلیف میں رکھیں گی۔ اسی وقت ایک شخص آیا اور ایک پیالہ، جس میں کوئی چیز کھانے کی تھی، آپ کو دیا، آپ نے لے کر رکھ لیا اور چراغ جلانے کو اٹھیں، اتنے میں بلی آئی اور اس نے اس پیالہ کو الٹ دیا، آپ نے خیال کیا کہ پانی سے روزہ کھول لوں گی، آبخورے میں پانی بھر کر لائیں تو چراغ گل ہوگیا، آپ نے پانی پینے کا ارادہ کیا، آبخورہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ نے ایک آہ بھر کر درگاہ رب العزت میں کہا کہ یا اللہ یہ کیا ہے؟ جو تو میرے ساتھ کرتا ہے۔ غیبی آواز سنائی دی کہ اے رابعہ! اگر تم نعمت دُنیا کی طالب ہو تو ہم دینے کو موجود ہیں، لیکن اپنا غم تمہارے دل سے نکال لیں گے، اس لیے کہ ہمارا غم اور نعمت دُنیا دونوں کا گزر ایک دل میں محال ہے۔ اے رابعہ! تمہاری بھی ایک مراد ہے اور ہماری بھی ایک مراد ہے۔ لیکن ہماری اور تمہاری، دونوں مرادیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہ ندا سن کر آپ نے اپنے دل کو دُنیا سے جدا کیا اور اُمید کو کوتاہ کیا، اس طرح پر جیسے کوئی مرنے والا نزع کے وقت اُمید کو ترک کرتا ہے اور دل کو دُنیا کی باتوں سے الگ کرتا ہے اور اس قدر دُنیا سے الگ ہوگئیں کہ ہر صبح کو دُعا فرماتیں کہ اے اللہ تو مجھے اپنی طرف مشغول کرلے تاکہ اہل دُنیا مجھے اور کسی کام میں مشغول نا کرسکیں۔ آپ ہمیشہ رویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے کہا بظاہر آپ کو کوئی بیماری معلوم نہیں ہوتی پھر کیا سبب ہے جو آپ اس طرح رویا کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم لوگوں کو معلوم نہیں میرے سینے کے اندر ایسی بیماری ہے جس کا علاج کوئی طبیب نہیں کرسکتا اور اس مرض کی دوا وصال الٰہی ہے، اسی وجہ سے میں روتی ہوں اور اپنی صورت دردمندوں کے مثل بنائے رکھتی ہوں، شاید قیامت میں اسی ذریعہ سے میری آرزو پوری ہوجائے۔ چند بزرگ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم لوگ بیان کرو کہ اللہ کی پرستش کیوں کرتے ہو۔ ایک نے کہا کہ ہم دوزخ کے طبقوں سے ڈرتے ہیں اور اسی پر سے قیامت میں گزرنا ہوگا۔ اس کے خوف کی وجہ سے ہم اللہ کی پرستش کرتے ہیں تاکہ دوزخ سے محفوظ رہیں۔ دوسرے نے کہا ہم بہشت کی آرزو کی وجہ سے اللہ کی پرستش کرتے

Marfat.com

ہیں۔آپ نے فرمایا کہ وہ بندہ برا ہے جو اللہ کی پرستش خوف دوزخ یا اُمید جنت کی وجہ سے کرے۔ ان بزرگوں نے کہا آپ کو اللہ سے اُمید یا خوف نہیں ہے۔آپ نے فرمایا اس کی عبادت فرض عین ہے پھر فرمایا اگر اللہ بہشت اور دوزخ نہ پیدا کرتا تو کیا اس کے بندے اس کی عبادت نہ کرتے۔اللہ کی پرستش بے واسطہ کرنا چاہیے۔لوگوں نے آپ کی آزمائش کی غرض سے کہا کہ اللہ نے فضائل مردوں کو بہت دیئے ہیں اور مردوں میں انبیاء بھی بہت ہوئے۔کبھی کسی عورت کو مرتبہ نبوت نہیں ملا۔آپ کو رتبہ ولایت نہیں مل سکتا پھر بناوٹ کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ آپ نے کہا تمہارا قول درست ہے لیکن یہ بتاؤ کہ دنیا میں آج تک کسی عورت نے بھی سوا مردوں کے خدائی کا دعویٰ کیا ہے یا کوئی عورت بھی مخنث ہوئی ہے حالانکہ ہزاروں مرد مخنث ہوئے ہیں۔ایک بار آپ علیل ہوئیں لوگوں نے علالت کا سبب پوچھا آپ نے کہا میرے دل کو بہشت کی طرف توجہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ مجھ پر خفا ہوا اس کا عتاب میری علالت کا باعث ہے۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے یہاں تھے اور صدق کی بابت آپس میں تذکرہ ہو رہا تھا۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں ہے جسے اس کا مالک مارے اور وہ صبر نہ کرے۔حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہا نے کہا اس قول سے خودی کی بو آتی ہے۔پھر حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں جسے اس کا مالک مارے اور وہ شکر نہ کرے۔حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا اس سے بہتر تعریف صادق کی ہونا چاہیے۔پھر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں ہے جسے اس کا مالک مارے اور وہ اس سے لذت نہ حاصل کرے۔حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہا نے پھر یہی فرمایا کہ اس سے بھی بہتر تعریف صادق کی ہونا چاہیے۔ان تینوں بزرگوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے اپنے نزدیک تعریف کر چکے۔اب آپ بھی کچھ فرمائیں۔حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا: وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں ہے جس کو اپنے مولا کا دیدار حاصل ہوا اور وہ اپنے زخم کی تکلیف بھول نہ جائے۔خواجہ محمد اسلام عرض گزار ہے کہ کوئی شخص مشاہدہ الٰہی میں اپنے

Marfat.com

زخم کی تکلیف بھول جائے تو ہرگز تعجب کی بات نہیں ہے اس لیے کہ مصر کی عورتوں نے جمال حضرت یوسف علیہ السلام دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں اوران کواس کی تکلیف ذرا بھی معلوم نہ ہوئی۔ شیوخ بصرہ میں سے ایک بزرگ حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے اور بیٹھ کر مذمت دنیا کی کرنے لگے۔ حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہا نے کہا معلوم ہوا کہ تمہیں دنیا سے بہت محبت ہے کیونکہ اگر تمہیں دنیا کی محبت نہ ہوتی تو ہرگز اس کا ذکر نہ کرتے۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص جس چیز کو دوست رکھتا ہے اسی کا ذکر کیا کرتا ہے۔ آپ شام سے عبادت الٰہی کو کھڑی ہوتیں اور صبح کر دیتی تھیں۔ فرمایا ہم اللہ کا شکر کس طرح ادا کریں کہ اس نے ہمیں عبادت کرنے کی توفیق دی پھر فرمایا میں اس کے شکرانے میں کل روزہ رکھوں گی۔ آپ مناجات میں کہتی تھیں یا اللہ اگر قیامت کے دن مجھے دوزخ میں بھیجے گا تو میں تیرا ایسا بھید ظاہر کر دوں گی جس کی وجہ سے دوزخ مجھ سے ہزار برس کی راہ پر بھاگ جائے گی اور فرماتیں تو نے دنیا میں جو حصہ میرے لیے مقرر کیا ہے اپنے دشمنوں کو دے دے اور جو حصہ عقبیٰ میں میرے لیے رکھا ہے وہ اپنے دوستوں کو بانٹ دے کیونکہ میرے لیے تو ہی کافی ہے اور فرمایا میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کروں تو تو مجھے دوزخ میں جلا اور اگر جنت کی آرزو کی وجہ سے عبادت کروں تو جنت مجھ پر حرام کر اور اگر تجھ کو تجھ سے چاہوں تو اپنا جمال مجھے نصیب کر اور فرمایا اللہ اگر تو مجھے دوزخ میں بھیجے گا میں فریاد کروں گی کہ میں نے تجھے دوست رکھا، دوست دوستوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کرتے۔ غیب سے آواز آئی: اے رابعہ! تو ہم سے بدگمان نہ ہو، ہم تجھے اپنے دوستوں کے قرب میں جگہ دیں گے تاکہ تو ہم سے بات کر سکے۔ اور فرمایا اللہ میرا کام اور میری آرزو دنیا میں تیری یاد ہے اور آخرت میں تیرا دیدار، آگے تو مالک ہے جو چاہے کر۔ ایک شب کو عبادت کرتے وقت آپ نے فرمایا: اے اللہ! یا میرے دل کو حاضر کر یا میری بے دلی کی عبادت کو قبول کر لے۔ جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب ہوا جو مشائخ آپ کے قریب تھے ان سے آپ نے فرمایا تم لوگ اُٹھ جاؤ اور فرشتوں کے واسطے جگہ خالی کر دو۔ سب باہر چلے آئے اور دروازہ بند کر دیا ایک آواز سب لوگوں نے سنی وہ آواز یہ تھی ''اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف

Marfat.com

رجوع کر۔'' اس کے بعد دیر تک کوئی آواز نہ آئی۔ لوگ اندر گئے دیکھا کہ آپ کو وصال حق ہو چکا ہے۔ آپ نے اس دُنیائے بے بقا سے کوچ فرمایا۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا منکر نکیر سے کیا معاملہ ہوا؟ آپ نے جواب دیا؛ جب نکرین آئے اور مجھ سے انہوں نے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ میں نے کہا پلٹ جاؤ اور اللہ سے کہو کہ جب تو نے ایک ناتواں عورت کو باوجود اس کے کہ تجھے تمام مخلوق کا خیال تھا کبھی فراموش نہ کیا پھر وہ کیونکر تجھے بھول جاتی۔ حالانکہ دُنیا میں بھی اسے سوا تیرے کسی سے علاقہ نہ تھا تو کیوں فرشتوں کے ذریعہ سے اس سے سوال کرتا ہے۔ اللہ ربّ العزت کی رحمتیں ہوں آپ پر ستاروں کی تعداد کے بقدر ٗ ریت کے ذرّوں کے برابر ٗ پانی کے قطروں کے برابر ٗ درختوں کے پتوں کے برابر اور ان عورتوں پر جو آپ کی راہ اختیار کریں اور سلام ہو آپ پر مسلمان بہنوں اور بھائیوں کی طرف سے، قیامت تک آنے والوں کی طرف سے۔ آمین!

ذکر خیر حضرت شعوانہ عابدہ کا

یحیٰی بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت شعوانہ رحمۃ اللہ علیہا کی مجلس میں حاضر ہوتے اور ان کے رونے چلانے کو سنتے۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ کسی وقت ان کے پاس جا کر سمجھائیں کہ اس رونے میں کچھ کمی کر دیں۔ میرے ساتھی نے کہا کہ اچھا جیسے تمہاری رائے ہو۔ ہم ان کے پاس گئے اور ان سے جا کر کہا؛ اگر تم اس رونے کو کچھ کم کر دو اور اپنی جان پر ترس کھاؤ تو یہ زیادہ بہتر ہے کہ بدن میں کچھ طاقت رہے گی، دیر تک اس سے کام لے سکو گی۔ وہ یہ سن کر رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ میری تو یہ تمنا ہے کہ میں اتنا روؤں کہ آنکھ میں آنسو نہ رہے۔ پھر خون کے آنسوؤں سے رونا شروع کر دوں۔ یہاں تک کہ میرے بدن کا سارا خون آنکھوں سے نکلے۔ ایک بھی قطرہ خون کا نہ رہے اور کہنے لگیں کہ مجھے رونا کہاں آتا ہے۔ بار بار اس لفظ کو کہتی رہیں کہ مجھے رونا کہاں آتا ہے۔ یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں۔

محمد بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ایک عبادت گزار عورت نے بیان کیا کہ میں نے خواب

Marfat.com

میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہونے کو جا رہی ہوں۔ وہاں دیکھا کہ سارے آدمی جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا بات ہے، یہ سب کے سب دروازہ پر کیوں جمع ہو گئے؟ کسی نے بتایا کہ ایک عورت آ رہی ہے جس کے آنے کی وجہ سے جنت کو سجایا گیا ہے۔ یہ سب اس کے استقبال کے واسطے باہر آ گئے ہیں۔ میں نے پوچھا: وہ عورت کون ہے؟ کہنے لگے کہ ایکہ کی رہنے والی ایک سیاہ باندی ہیں جن کا نام شعوانہ ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ تو میری بہن ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ شعوانہ ایک نہایت عمدہ خوشنما اصیل اونٹنی پر بیٹھی ہوا میں اُڑی آ رہی ہیں۔ میں نے ان کو آواز دی کہ میری بہن تمہیں اپنا اور میرا تعلق معلوم ہے۔ اپنے ربّ سے دعا کرو کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ کر دے۔ وہ یہ سن کر ہنسیں اور کہنے لگیں: ابھی تمہارے آنے کا وقت نہیں آیا۔ لیکن میری دو باتیں یاد رکھنا: (آخرت کے) غم کو اپنے ساتھ چمٹا لو اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنی ہر خواہش پر غالب کر دو اور اس کی پرواہ نہ کرو کہ موت کب آئے گی یعنی ہر وقت اس کے لیے تیار رہو۔ اللہ ربّ العزت کی کھربوں رحمتیں ہوں ان پر اور قیامت تک آنے والی ایسی عورتوں پر اور ہماری طرف سے اور پوری امت مسلمہ کے مردوں اور عورتوں کی طرف سے سلام ہو اُن پر بے حد و حساب۔ آمین!

ذکر خیر ایک ولیہ عورت کا

شیخ بنان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا، میرا توشہ میرے ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک عورت ملی، کہنے لگی بنان تم بھی حمال (مزدور) ہی نکلے، توشہ لادے لیے جا رہے ہو، تمہیں یہ وہم ہے کہ وہ تمہیں روزی نہیں دے گا۔ میں نے اس کی بات سن کر اپنا توشہ پھینک دیا۔ تین دن تک مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا۔ راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک پازیب (پاؤں کا زیور) پڑی ہوئی ملی۔ میں نے یہ سوچ کر اُٹھا لیا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دوں گا، وہ شاید اس پر مجھے کچھ دے دے، تو وہ عورت پھر سامنے آئی کہنے لگی تم تو دکاندار ہی نکلے کہ وہ پازیب کے بدلہ میں شاید کچھ دے دے، اس کے بعد اس عورت نے میری طرف کچھ درہم پھینک دیئے کہ لے انہیں خرچ کرتے

Marfat.com

رہنا۔ اس عورت نے مجھ سے دریافت کیا کہ حج کس غرض سے کرنے جا رہا ہے؟ میں نے بتایا میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا کہ وہ سارا اس طرح بنا ہوا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی، پھر ایک اینٹ چاندی کی اوپر تک اس کے بالاخانے بھی اسی طرح بنے ہوئے تھے اور ان میں ہر چو برجیوں کے درمیان ایک ایک حور ایسی تھی کہ اس کا سا حسن و جمال اور اس کے چہرہ کی رونق کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ ان کی زلفیں سامنے لٹک رہی تھیں، ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر ہنسنے لگی تو اس کے دانتوں کی روشنی سے جنت چمکنے لگی، اس نے کہا اے جوان اللہ جل شانہ کے لیے مجاہدہ کرتا کہ میں تیرے لیے ہو جاؤں اور تو میرے لیے، پھر میری آنکھ کھل گئی، یہ میرا قصہ ہے اب مجھ پر ضروری ہے کہ میں انتہائی کوشش کروں اور جو کوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے، اس نے کہا اس حور سے منگنی کے لیے اتنی کوشش کرتا ہے، ایک حور کی طلب میں اگر اتنی کوشش ہو سکتی ہے تو حور کے ربّ کی طلب میں کیسی کوشش ہونا چاہیے۔ اس کی یہ بات سن کر مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ اللہ ربّ العزت کی کھربوں رحمتیں ہوں ان پر اور اُمت محمدیہ کی طرف سے سلام ہو بے حد و حساب۔ آمین!

ذکر خیر اللہ والی لڑکی کا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے ایک جنگل میں چل رہا تھا، مجھے پیاس کی ایسی سخت شدت ہوئی کہ میں اس سے عاجز ہو گیا۔ قریب ہی ایک قبیلہ بنی مخزوم میں گیا، وہاں میں نے ایک بہت کمسن لڑکی کو جو نہایت ہی حسین تھی، دیکھا کہ وہ اشعار کے ساتھ گنگنا رہی تھی، مجھے اس کی عمر کے لحاظ سے اس سے بہت تعجب ہوا اس لیے کہ وہ بہت کم عمر تھی میں نے اس سے کہا کہ تجھے حیاء نہیں آتی، کیوں گا رہی ہو؟ کہنے لگی ذوالنون چپ رہو رات میں نے خوشی خوشی شراب عشق کا ایک پیالہ پیا ہے جس سے میں اپنے مولیٰ کے عشق میں نشہ میں ہوں، میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے، مجھے کچھ نصیحت کر، کہنے لگی: ذوالنون چپ رہنے کو لازم کر لو اور دُنیا میں سے صرف اتنی روزی پر قناعت کرو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس پاک

Marfat.com

ذات کی زیارت ہو سکے جس کو کبھی فنا نہیں۔ میں نے پوچھا یہاں پینے کا پانی بھی ہے، کہنے لگی: تجھے پانی کی جگہ بتاؤں۔ میں نے سوچا کوئی کنواں چشمہ وغیرہ بتائے گی۔ میں نے کہا ہاں بتاؤ، کہنے لگی قیامت میں پانی پینے والوں کے چار درجے ہوں گے ایک جماعت تو وہ ہوگی جس کو فرشتے پانی پلائیں گے، جس کو حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے پاس بہتی ہوئی شراب کا گلاس لایا جائے گا جو سفید ہوگی۔ پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی۔ دوسری جماعت کو رضوان (جنت کے ناظم) پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہ نے مزاجہ من تسنیم سے تعبیر فرمایا کہ اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب آدمی پیتے ہیں اور تیسرے وہ لوگ ہوں گے جن کو خود حق سبحانہ وتقدس پلائیں گے، جس کو اللہ جل شانہ نے و سقاهم ربهم شرابا طهورا سے تعبیر فرمایا (جو قرآن پاک کی سورۃ دہر میں ہے کہ ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پلائے گا) وہ لڑکی کہنے لگی کہ ذوالنون تم اپنا بھید دُنیا میں اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے نہ کہو تا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہیں آخرت میں خود پلائیں۔

خواجہ محمد اسلام عرض گزار ہے کہ شروع میں چار جماعتوں کا ذکر تھا آخر میں تین ہی ذکر کی گئیں۔ شاید چوتھی جماعت وہ ہے جن کو نوعمر لڑکے پلائیں گے کہ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ یہ چیزیں لے کر آمد و رفت رکھیں گے، آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ اللہ ربّ العزت کی کھربوں رحمتیں ہوں، قیامت تک آنے والی ہر ایسی عورتوں پر اور ہماری طرف سے اور تمام امت محمدیہ کی طرف سے سلام ہو ان پر بے حد و حساب۔ آمین!

ذکر خیر اللہ کی نیک بندی کا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا، دفعتہً میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے، اے کریم! اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے) میں نے پوچھا، وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولیٰ کے

Marfat.com

درمیان گزری۔ کہنے لگی کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی، طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہوگئی اور سب ہلاک ہو گئے۔ میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر۔ ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا۔ جب صبح کا چاندنا ہوا، تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہٹاتا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختہ کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا۔ میں نے کہا اللہ سے ڈر، ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں، اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے، چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں۔ کہنے لگا ان باتوں کو چھوڑ، یہ کام ہو کر رہے گا۔ یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا، میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھری، جس سے یہ ایک دم رونے لگا۔ میں نے اس سے کہا، اچھا ذرا ٹھہر جا، میں اس بچہ کو سلا دوں پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا۔ اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا۔ میں نے اللہ پاک سے کہا: اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے، میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر، بے تردد تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی قسم! میں ان الفاظ کو پورا بھی نہ کر پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ جل شانہٗ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، پاک ہے، اس کی بڑی شان ہے، اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارہ سے لگ گیا۔ میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی، پانی پیتی رہوں گی، جب تک اللہ جل شانہٗ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے، اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ چار دن مجھے اس جزیرہ میں گزر گئے۔ پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا، اس کو خوب ہلایا۔ اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سے ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میں ان کے ساتھ اس

Marfat.com

ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی، تو میرا وہ بچہ، جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا، ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا۔ میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی۔ میں نے اس کو چوما، گلے سے لگایا اور میں نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، میرا جگر پارہ ہے۔ وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہے، تیری عقل ماری گئی ہے۔ میں نے کہا نہ میں پاگل ہوں نہ میری عقل ماری گئی ہے۔ میرا عجیب قصہ ہے، پھر میں نے ان کو اپنی سرگزشت سنائی۔ یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں، جس سے تجھے تعجب ہوگا۔ ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے، ہوا موافق تھی، اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا، اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبو دی جائے گی۔ ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا۔ تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ جل شانہٗ ہمیں کبھی کسی گناہ پر نہ دیکھے گا۔ اس کے بعد ان سب نے توبہ کی۔ وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے، بہترین احسانات کرنے والی ہے، وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے۔

اللہ رب العزت کی کھربوں رحمتیں ہوں قیامت تک آنے والی ہر ایسی عورت پر اور قیامت تک آنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں کی طرف سے سلام ہو ان کو بے حد حساب۔ آمین!

ذکرِ خیر مصیبت زدہ صابرہ عورت کا

ابوالحسن سراج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، میں طواف کر رہا تھا میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرہ کا حسن چمک رہا تھا۔ میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی، یہ اس کے چہرے کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی رنج و غم نہیں

Marfat.com

پہنچا۔ اس نے میری یہ بات سن لی۔ کہنے لگی: تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی، میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا، میں گوشت پکانے کے لیے اُٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی۔ اس نے کہا بتا، تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا۔ پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑی پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھالیا۔ باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی۔ اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے اس بچے کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔ میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی۔ مقدر نے ان سب کے درمیان میں مجھے اکیلی کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا: ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا؟ وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت بون بعید پائے گا۔ صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا۔ پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے صبر کیا اس لیے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی۔ میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتے تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا۔ اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔...... اللہ ربّ العزت کی کھربوں رحمتیں ہوں اس صابرہ عورت پر، ہماری طرف سے سلام ہو ان پر اور قیامت تک آنے والے ہر مسلمان مرد کی طرف اور ہر مسلمان

Marfat.com

عورت کی طرف سے بے حد وحساب۔ آمین!

ذکر خیر اللہ کی عاشق لڑکی کا

محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کو گیا، میں اتفاق سے مکہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ لڑکی کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ وہ بہت لاغر لیکن اس کے چہرہ پر ایک نورانی چمک تھی وہ بوڑھا پکار رہا تھا کہ کوئی اس لڑکی کا خریدار ہے، کوئی ہے جو اس کو پسند کرے، کوئی ہے جو بیس اشرفی سے اس کی قیمت زیادہ دے۔ اس شرط پر کہ میں اس کے ہر عیب سے بری ہوں۔ میں نے اس شیخ کے قریب جا کر پوچھا کہ اس باندی کی قیمت کا حال تو معلوم ہو گیا۔ اس میں عیب کیا ہے وہ کہنے لگا کہ یہ لڑکی پاگل ہے ہر وقت غمزدہ رہتی ہے، رات بھر نماز پڑھتی ہے، دن بھر روزہ رکھتی ہے، نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے ہر جگہ بالکل تنہائی پسند کرتی ہے۔ جب میں نے اس کی بات سنی تو وہ لڑکی مجھے پسند آ گئی اور میں نے اس کو خرید لیا اور اپنی قیام گاہ پر لے گیا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے بیٹھی ہے۔ پھر اس نے سر اُٹھایا اور کہنے لگی کہ میرے چھوٹے آقا آپ کا وطن کہاں ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ میں نے کہا: عراق ہے۔ کہنے لگی: کون سا عراق بصرہ یا کوفہ؟ میں نے کہا: دونوں نہیں۔ کہنے لگی: تو کیا آپ بغداد کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہنے لگی: واہ! واہ! وہ تو عابدوں کا شہر ہے، زاہدوں کا شہر ہے۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ باندی ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں جانے والی اس کو مجاہدوں زاہدوں کی کیا خبر۔ میں نے اس سے دل لگی کے طور پر پوچھا کہ تو ان میں سے کن کن عابدوں کو جانتی ہے۔ کہنے لگی: مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ، صالح مری رحمۃ اللہ علیہ، ابو حاتم سنجانی رحمۃ اللہ علیہ، معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا، شعوانہؒ اور میمونہ کو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان سب کا حال کس طرح معلوم ہوا؟ کہنے: لگی اے جوان میں ان کو کیسے نہ جانوں، اللہ کی قسم! یہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عاشق کو معشوق کا راستہ

Marfat.com

بتاتے ہیں۔ پھر اس نے چار شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''یہ قوم وہ لوگ ہیں جن کے فکر اللہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ پس ان کے لیے کوئی فکر ہی کسی اور کا نہیں رہا۔'' ان لوگوں کا مقصد صرف ان کا مولیٰ اور ان کا سردار ہے کیا ہی بہترین مقصد ہے جو صرف ایک بے نیاز ذات کے واسطے ہے۔ نہ تو دنیا ان سے الجھتی ہے اور نہ کھانوں کی عمدگی، نہ دنیا کی لذتیں، نہ اولاد، نہ ان سے اچھا لباس جھگڑتا ہے، نہ مال کی روز افزوں زیادتی، نہ تعداد کی کثرت، اس کے بعد میں نے کہا: اے لڑکی! میں محمد بن حسین ہی ہوں کہنے لگی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ تم سے میری کہیں ملاقات ہو جائے، تمہاری وہ دلکش آواز کیا ہوئی جس سے تم مریدین کے دلوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جایا کرتی تھیں۔ میں نے کہا بحالہ موجود ہے کہنے لگی اللہ کی قسم مجھے قرآن پاک کچھ سنا دو۔ میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو اس نے بہت زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی میں نے اس پر پانی چھڑکا جس سے اس کو افاقہ ہوا تو کہنے لگی جس کے نام کا یہ اثر ہے اگر میں اس کو پہچان لوں اور جنت میں اس کو دیکھ لوں گی تو کیا حال ہوگا؟ پھر کہنے لگی اچھا پڑھیے اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے۔ میں نے یہ آیت پڑھی: ''جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے کہ ان سب کا جینا مرنا ایک سا ہو جائے (جو ایسا گمان کرتے ہیں) بہت بری تجویز کر رہے ہیں۔'' یہ آیت سن کر وہ کہنے لگی کہ اللہ کا شکر ہے ہم نے کبھی اللہ کے سوا نہ کسی کی پرستش کی نہ کسی صنم کو بوسہ دیا اور کچھ پڑھیے، اللہ آپ پر رحم کرے۔ میں نے پڑھا: ''بیشک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوں گی اور اگر وہ لوگ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کے تلچھٹ کی طرح ہوگا (اور ایسا سخت گرم) مونہوں کو پکارے گا کیا ہی برا انجام اور (جہنم) کیا ہی برا ٹھکانا ہوگا۔'' وہ کہنے لگی تم نے اپنے دل پر ناامیدی لازم کر دی، اپنے دل کو اُمید اور خوف کے درمیان معطر کرو اور پڑھو اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے۔ تو میں نے پڑھا: ''بہت سے چہرے اس دن خنداں و شاداں ہوں گے اور بہت سے چہرے اس دن بارونق ہوں

Marfat.com

گے اور اپنے ربّ کی طرف دیکھتے ہوں گے۔'' اس پر وہ کہنے لگی: ہائے! مجھے اس دن اس کی ملاقات کا کتنا اشتیاق ہوگا جس دن وہ اپنے دوستوں کے لیے تجلی فرمائے گا۔ کچھ اور پڑھیے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ میں نے یہ آیت پڑھی: ''اعلیٰ درجہ والوں کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر ہمیشہ آتے جاتے رہیں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسے گلاس جو بہتی ہوئی شراب سے بھرے گئے ہوں گے کہ نہ اس شراب سے ان کو سر کا درد ہوگا (یعنی چکر آئے گا) نہ عقل میں فتور آئے گا اور ایسے میوے لے کر آئیں گے جن کو یہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہو اور ان کے لیے خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جیسا کہ (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ سب کچھ بدلہ ہے ان اعمال کا جو وہ (دنیا) میں کیا کرتے تھے (یہ لوگ جنت میں) نہ بک بک سنیں گے نہ کوئی اور بے ہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز (ہر طرف سے) آئے گی اور جو داہنے والے ہیں (یعنی ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ملے ہیں) وہ داہنے والے بھی کیسے اچھے ہیں وہ باغوں میں رہیں گے جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوں گی اور تہ بہ تہ کیلے لگے ہوئے ہوں گے اور بہت لمبا سایہ ہوگا اور بہتا ہوا پانی ہوگا اور بہت کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان میں کسی قسم کی روک ٹوک ہوگی (جتنا جس کا دل چاہے کھائے) اور اونچے اونچے فرش ہوں گے اور ان کے لیے بھی عورتیں ہوں گی (جن کو) ہم نے خاص طور سے بنایا یعنی ایسا بنایا کہ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) کنواریاں ہی رہیں گی یعنی صحبت کے بعد پھر کنواری بن جائیں گی اور (ناز و انداز کے لحاظ سے) محبوبہ ہوں گی اور (جنت والوں کی) ہم عمر ہوں گی اور یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لیے ہیں۔ پھر وہ لڑکی مجھ سے کہنے لگی: میرا خیال ہے کہ تم نے بھی حوروں سے منگنی کی ہے کچھ ان کے مہروں کے واسطے بھی خرچ کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ مجھے بتا دے ان کا مہر کیا ہوگا؟ میں تو فقیر آدمی ہوں، کہنے لگی رات کو تہجد پڑھنا دن کر روزہ رکھنا اور فقراء و مساکین سے محبت رکھنا، اس کے بعد اس باندی نے چھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''اے وہ شخص جو حوروں سے ان کے پردہ میں منگنی کرتا ہے اور ان کے عالی مرتبہ کے باوجود ان کا طالب ہے کوشش کے

Marfat.com

ساتھ کھڑا ہو جا، سستی ہرگز نہ کر، نفس سے مجاہدہ کر، اس کو صبر کا عادی بنا، رات کو تہجد پڑھا کر، دن کو روزہ رکھا کر، یہ ان کا مہر ہے۔ اگر تیری دونوں آنکھیں ان کو اس حال میں دیکھ لیں جب کہ وہ تیری طرف متوجہ ہو رہی ہوں اور ان کے سینوں پر اناروں کی طرح سے ان کے پستان اُبھر رہے ہوں اور وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ چل رہی ہوں اور ان کے سینوں پر چمکتے ہوئے ہار پڑے ہوئے ہوں، تو اس وقت تیری نگاہ میں یہ دنیا کی جتنی زیب و زینت ہے ساری ہی سبک بن جائے۔'' یہ اشعار پڑھ کر اس کو بے ہوشی طاری ہوگئی میں نے پھر اس کے چہرہ پر پانی وغیرہ چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا تو اس نے کہا: ''اے میرے اللہ کریم تو مجھے عذاب سے بچائیو، بے شک میں اپنے گناہوں کا جو مجھ سے صادر ہوئے اقرار کرنے والی ہوں، تو نے کتنی کثرت سے میری خطاؤں کی لغزشیں معاف فرمائی ہیں تو بڑے فضل والا ہے بڑے احسان والا ہے، لوگ مجھے اچھا گمان کرتے ہیں لیکن اگر تو میری خطائیں معاف نہ کردے تو میں بدترین ہوں۔ میرے لیے کوئی تدبیر نہیں اس کے سوا کہ تیری بخشش کی امید ہے اور تیرے ساتھ مجھے حسن ظن ہے (کہ تو ضرور کرم کرے گا)۔ اس باندی کو پھر غشی ہوگئی میں جو اس کے قریب پہنچا تو مر چکی تھی مجھے اس کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا۔ میں اُٹھ کر بازار گیا کہ اس کی تجہیز و تکفین کا سامان خرید کر لاؤں، جب میں بازار سے لوٹا تو وہ کفنی کفنائی خوشبو لگی ہوئی معطر نعش رکھی ہوئی تھی۔ دو سبز کپڑوں میں اس کا کفن تھا جو جنت کا لباس تھا۔ کفن میں دو سطریں نور سے لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر پر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر پر یہ آیت **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** ''خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کے ولیوں کو نہ تو خوف ہوتا ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔'' میں اور میرے ساتھی اس کے جنازہ کو اُٹھا کر لے گئے۔ جنازہ کی نماز پڑھ کر دفنا دیا اور اس کی قبر پر سورۃ یاسین شریف پڑھ کر اپنے حجرہ میں چلا آیا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ دل اس کے فراق سے غمگین تھا۔ واپس آ کر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکی جنت میں پھر رہی ہے، نہایت مہکتے ہوئے زعفران کے باغیچہ میں ہے۔ ریشم کے اور استبرق کے جوڑے پہن رہی ہے۔ اس کے سر پر ایک

Marfat.com

موتیوں سے جڑا ہوا تاج ہے اور پاؤں میں سرخ یاقوت کے جوتے ہیں، مشک وعنبر کی خوشبو اس سے مہک رہی ہے، اس کا چہرہ شمس وقمر سے زیادہ روشن ہے۔ میں نے کہا: اے لڑکی ذرا ٹھہر تو! یہ تو بتا دے کہ یہ مرتبہ کس عمل کی بدولت تجھے ملا۔ کہنے لگی کہ فقراء اور مساکین کی محبت سے اور استغفار کی کثرت سے اور مسلمانوں کے راستہ میں تکلیف دینے والی چیز کے ہٹا دینے سے پھر اس نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''مبارک ہے وہ شخص جس کی آنکھیں راتوں کو جاگتی ہوں اور اپنے مالک کے عشق کی بے چینی میں رات گزار دے اور کسی دن اپنی کوتاہیوں پر نوحہ کرلیا کرے اور اپنی خطاؤں پر رولیا کرے اور شب کو اکیلا کھڑا ہو کر اللہ کے عذاب کے خوف سے۔ اختر شماری کرتا ہو اس حال کی حق تعالیٰ شانہ کی نگاہ حفاظت کر رہی ہو۔''

اللہ ربّ العزت کی رحمتیں ہوں اُن پر بارش کے قطروں کے برابر، ریت کے ذروں کے برابر، درختوں کے پتوں کے برابر اور ساری مخلوق سے بڑھ کر، قیامت تک ہر مسلمان مرد اور عورت کی طرف سے سلام ہو اُن پر بے حد وحساب۔ آمین!

ذکر خیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کی ایک بڑھیا کا

جب فرعون نے مصر میں بنی اسرائیل کو بہت تنگ کرنا شروع کیا، ان سے طرح طرح کی بیگاریں لیتا، ان کو مارتا، دکھ پہنچاتا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سب بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے نکال کر لے جاؤ تاکہ فرعون کے ظلم سے ان کی جان چھٹے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب کو لے چلے۔ جب دریائے نیل پر پہنچے، راستہ بھول گئے اور کسی کی پہچان میں راستہ نہ آیا۔ آپ نے تعجب کیا اور پکار کر فرمایا کہ جو شخص اس بھید سے واقف ہو وہ آکر بتلا دے۔ ایک بڑھیا نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی بھتیجوں کو وصیت فرمادی تھی کہ اگر کسی وقت میں تم لوگ مصر کا رہنا چھوڑ دو تو میرا تابوت جس میں میری لاش ہوگی اپنے ساتھ لے جانا تو جب تک وہ تابوت آپ ساتھ نہ لیں گے راستہ نہ ملے گا۔

Marfat.com

آپ نے تابوت کا حال پوچھا کہ کہاں دفن ہے؟ اس کا واقف بھی بجز اس بڑھیا کے کوئی نہ نکلا۔ اس سے جو پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک بات کا اقرار کیجئے، پھر بتاؤں گی۔ آپ نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ کہنے لگی: اقرار یہ ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور جنت میں جو درجہ رہنے کا آپ کو ملے مجھے بھی ملے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: ''اے اللہ! یہ بات تو میرے اختیار کی نہیں حکم ہوا کہ تم اقرار کرلو ہم پورا کردیں گے۔'' آپ نے اقرار کرلیا اس نے تابوت کا پتہ بتلا دیا کہ دریا کے بیچ میں دفن تھا۔ اس تابوت کا نکالنا تھا کہ فوراً راستہ مل گیا۔

فائدہ﴾ دیکھو! بی بی کیسی بزرگ تھیں کہ کوئی دولت دُنیا کی نہیں مانگی۔ اپنے عقبیٰ کو درست کیا۔ بیبیو! تم بھی دُنیا کی ہوس چھوڑ دو۔ وہ تو جتنی قسمت میں ہے ملے گی ہی، اپنے دین کو سنوار لو۔ اللہ رب العزت کی بے شمار رحمتیں ہوں ان پر اور قیامت تک آنے والی ہر ایسی عورتوں پر اور سلام ہو ہماری طرف سے اُن کو امت مسلمہ کے مردوں اور عورتوں کی طرف سے بے حد وحساب۔ آمین!

ذکر خیر حضرت تحفہ رحمتہ اللہ علیہا کا

حضرت سری سقطی کا بیان ہے کہ میں ایک بار شفا خانے گیا، دیکھا کہ ایک لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی رو رہی ہے اور محبت کے اشعار پڑھ رہی ہے۔ میں نے وہاں کے داروغہ سے پوچھا۔ کہنے لگا: یہ پاگل ہے۔ یہ سن کر وہ اور روئی اور کہنے لگی: میں پاگل نہیں ہوں، عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا: کس کی عاشق ہے؟ کہنے لگی: جس نے ہم کو نعمتیں دیں، جو ہر وقت ہمارے پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ اتنے میں اس کا مالک آ گیا اور داروغہ سے پوچھا تحفہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اندر ہے اور حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس ہیں۔ اس نے میری تعظیم کی۔ میں نے کہا کہ مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم کے لائق ہے اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کیا ہے؟ کہنے لگا: میری ساری دولت اس میں لگ گئی۔ بیس ہزار روپے میری خرید ہے۔ مجھ کو اُمید تھی کہ خوب نفع سے بیچوں گا مگر یہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے، رات دن رویا کرتی ہے۔ میں نے کہا: میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال۔ کہنے لگا: آپ فقیر آدمی

Marfat.com

ہیں اتنا روپیہ کہاں سے دیں گے۔ میں نے گھر جا کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر دُعا کی۔ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت سے توڑے روپوں کے لیے کھڑا ہے۔ میں نے کہا: تو کون ہے؟ کہنے لگا: میں احمد ہوں مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپے لاؤں۔ میں خوش ہوا اور صبح کو شفاخانہ پہنچا۔ اتنے میں اس کا مالک بھی روتا ہوا آیا۔ میں نے کہا: رنج مت کر، میں روپے لایا ہوں۔ دوگنے نفع تک اگر مانگے گا دوں گا۔ کہنے لگا: اگر ساری دُنیا ملے تب بھی نہ بیچوں گا۔ میں اس کو اللہ کے واسطے آزاد کرتا ہوں۔ میں نے کہا: یہ کیا بات ہے؟ کہنے لگا: خواب میں مجھ پر خفگی ہوئی اور تم گواہ رہو میں نے سب مال اللہ کی راہ میں چھوڑا۔ میں نے جو دیکھا تو احمد بھی رو رہا ہے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! بی بی تحفہ کی برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت ہوئی۔ تحفہؒ وہاں سے اُٹھیں اور روتی ہوئی چلیں، ہم بھی ساتھ چلے۔ تھوڑی دور جا کر اللہ جانے وہ کہاں چلی گئیں اور ہم سب مکے کو چلے۔ احمد کا تو راہ میں انتقال ہو گیا اور میں اور وہ مالک مکہ پہنچے۔ ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک دردناک آواز سنی۔ پاس جا کر پوچھا کون ہے۔ کہنے لگیں: سبحان اللہ! بھول گئے، میں تحفہ ہوں۔ میں نے کہا: کہو کیا ملا؟ کہنے لگیں: اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا اور اوروں سے ہٹا دیا۔ میں نے کہا: احمد کا انتقال ہو گیا۔ اُس نے کہا: اس کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں۔ میں نے کہا: تمہارا مالک بھی آیا ہے۔ انہوں نے کچھ چپکے سے کہا، دیکھتا کیا ہوں کہ مردہ ہیں۔ مالک نے جو یہ حال دیکھا بے تاب ہو گیا، گر پڑا۔ ہلا کر دیکھا تو مردہ۔ میں نے دونوں کو کفن دے کر دفن کر دیا۔

فائدہ﴾ سبحان اللہ! کیسی اللہ کی عاشق تھیں۔ بیبیو! حرص کرو، اللہ تمہیں بھی ایسا ہی بنائے۔ اللہ پاک کی رحمتیں ہوں ان پر بے حدوحساب اور ہماری طرف سے سلام اور امت مسلمہ کے ہر مرد اور عورت کی طرف سے سلام ہو اُن کو بے حدوحساب۔ آمین!

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کی دُعا اور ہجرت

اُمُّ المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ صحابی

Marfat.com

کے نکاح میں تھیں۔ دونوں میں بہت ہی زیادہ محبت اور تعلق تھا جس کا اندازہ اس قصہ سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی۔ اسی طرح اگر مرد دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اس کو ملے گی۔ اس لیے لاؤ ہم اور تم دونوں عہد کرلیں کہ ہم میں سے جو پہلے مرجائے تو دوسرا نکاح نہ کرے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میرا کہنا مان لو گی۔ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تو اسی واسطے مشورہ کر رہی ہوں کہ تمہارا کہنا مانوں۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو میرے بعد تم نکاح کرلینا۔ پھر دُعا کی کہ یا اللہ! میرے بعد اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما جو نہ اس کو رنج پہنچائے اور نہ تکلیف دے۔ ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی ہجرت ساتھ ہی کی۔ اس کے بعد وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ جس کا مفصل قصہ خود اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے اونٹ پر سامان لادا اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لے کر چلے۔ میرے میکے کے لوگوں بنومغیرہ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں تو آزاد ہوسکتے ہو مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ کیوں جانے دیں کہ یہ شہر در شہر پھرے۔ یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے زبردستی واپس لے آئے۔ میرے سسرال کے لوگ بنوعبدالاسد کو جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے جب اس قصہ کی خبر ملی تو وہ میرے میکہ والوں بنومغیرہ سے جھگڑنے لگے کہ تمہیں اپنی لڑکی کا تو اختیار ہے مگر ہم اپنے لڑکے سلمہ رضی اللہ عنہا کو تمہارے پاس کیوں چھوڑ دیں جب کہ تم نے اپنی لڑکی کو اس کے خاوند کے پاس نہیں چھوڑا اور یہ کہہ کر میرے لڑکے سلمہ رضی اللہ عنہ کو بھی مجھ سے چھین لیا۔ اب میں اور میرا لڑکا اور میرا شوہر تینوں جدا جدا ہوگئے۔ خاوند تو مدینہ چلے گئے۔ میں اپنے میکہ میں رہ گئی اور بیٹا اپنی ددھیال میں پہنچ گیا۔ میں روز میدان میں نکل جاتی اور شام تک رویا کرتی۔ اسی طرح پورا ایک سال مجھے روتے گزر گیا۔ نہ میں خاوند کے پاس جاسکی نہ بچہ مجھے مل سکا۔ ایک دن میرے ایک چچازاد

Marfat.com

بھائی نے میرے حال پر ترس کھا کر اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اس مسکینہ پر ترس نہیں آتا کہ اس کو بچہ اور خاوند سے تم نے جدا کر رکھا ہے اس کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ غرض میرے چچازاد بھائی نے کہہ سن کر اس بات پر ان سب کو راضی کر لیا۔ انہوں نے مجھے اجازت دے دی کہ تو اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے تو چلی جا۔ یہ دیکھ کر بنو عبدالاسد نے بھی لڑکا دے دیا میں نے ایک اونٹ تیار کیا اور بچہ گود میں لے کر اونٹ پر تنہا سوار ہو کر مدینہ کو چل دی۔ تین چار میل چلی تھی کہ تنعیم میں عثمان بن طلحہ مجھے ملے۔ مجھ سے پوچھا کہ اکیلی کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا کہ اپنے خاوند کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ انہوں نے کہا کوئی تمہارے ساتھ نہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چل دیئے اللہ پاک کی قسم مجھے عثمان سے زیادہ شریف آدمی کوئی نہیں ملا۔ جب اُترنے کا وقت ہوتا وہ میرے اونٹ کو بٹھا کر خود علیحدہ درخت کی آڑ میں ہو جاتے۔ میں اتر جاتی اور جب سوار ہونے کا وقت ہوتا، اونٹ کو سامان وغیرہ لاد کر میرے قریب بٹھا دیتے، میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ آ کر اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگتے۔ اسی طرح ہم مدینہ منورہ پہنچے جب قبا میں پہنچے تو انہوں نے کہا: تمہارا خاوند یہیں ہے۔ اس وقت تک ابوسلمہ رضی اللہ عنہ قبا ہی میں مقیم تھے۔ عثمان مجھے وہاں پہنچا کر خود مکہ مکرمہ واپس ہو گئے۔ پھر کہا کہ اللہ کی قسم! عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کریم اور شریف آدمی میں نے نہیں دیکھا اور اس سال میں جتنی مشقت اور تکلیف میں نے برداشت کی شاید ہی کسی نے کی ہو۔ اللہ پر بھروسہ کی بات تھی کہ تنہا ہجرت کے ارادہ سے چل دیں۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل سے ان کی مدد کا سامان مہیا کر دیا جو اللہ پر بھروسہ کر لیتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کی مدد فرماتا ہے۔ بندوں کے دل اسی کے قبضہ میں ہیں۔ ہجرت کا سفر اگر کوئی محرم نہ ہو تو تنہا بھی جائز ہے بشرطیکہ ہجرت فرض ہو۔ اس لیے ان کے تنہا سفر پر شرعی اشکال نہیں۔

قصہ ایک باندی کا

ابراہیم بن مہلب کہتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک باندی کو دیکھا کہ وہ کعبہ

Marfat.com

شریف کا پردہ پکڑ کر کہہ رہی تھی: ''اے میرے سردار! تجھے مجھ سے محبت کرنے کی قسم میرا دل پھیر دے۔'' میں نے اس سے پوچھا کہ اے لڑکی! تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ تجھ سے محبت کرتے ہیں، کہنے لگی کہ اس کی شفقتوں سے معلوم ہوا، میرے پکڑنے کے لیے اسلام کے لشکر بھیجے، ان پر کتنے کتنے مال خرچ کیے، جب کہیں مجھے کافروں کے پنجہ سے نکالا، مجھے مسلمان بنایا، اپنی معرفت عطا فرمائی، حالانکہ میں اس کو بالکل نہیں جانتی تھی۔ اے ابراہیم! کیا یہ اس کی محبت اور شفقت نہیں؟ میں نے اس پوچھا کہ تجھے اللہ سے کتنی محبت ہے؟ کہنے لگی زیادہ سے زیادہ اور بڑی سے بڑی جو چیز ہوسکتی ہو، میں نے پوچھا وہ کیسی ہے؟ کہنے لگی کہ ''بے چین آدمی صبر وسکون کو نہیں جانتا کہ کیا ہوتا ہے اس کے پاس تو بہنے والی آنکھیں ہوتی ہیں جن کو رونے نے بیکار کر دیا ہو اور ایک بدن ہوتا ہے جو عشق کے شعلوں کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو اور فریفتہ کی بیماری کا کیا علاج ہوسکتا ہے اور محبت کا انجام بڑا سخت ہے بالخصوص جب کہ مہربانی کرنے والے اس کی طرف نیزوں سے مہربانی کرتے ہوں۔'' وہ یہ شعر پڑھتی ہوئی چل دی۔ کاش ہماری مائیں بہنیں بھی ایسی اللہ والی بن جائیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ میں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ قافلہ سے آگے جا رہی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ اس لیے قافلہ سے آگے چلی جا رہی ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے میرے ساتھ چند درہم تھے وہ میں جیب سے نکال کر اس کو دینے لگا اور اس سے میں نے کہا کہ جب قافلہ منزل پر ٹھہرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا میں قافلہ والوں سے کچھ چندہ جمع کر کے تجھ کو دے دوں گا اس سے سواری کرایہ کر لینا۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو کیا اور مٹھی میں کوئی چیز لی تو وہ درہم تھے وہ اس نے مجھے دے دیئے اور یہ کہا کہ تو نے جیب سے لیے ہم نے غیب سے لیے۔ اس کے بعد میں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے چند اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''اے دلوں کے محبوب! میرے لیے تیرے سوا کوئی نہیں، آج تو رحم کر دے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی۔ میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی سے بھی محبت کرے تو ہی میرا سوال ہے

Marfat.com

تو ہی میرا مطلوب ہے تو ہی میری مراد ہے کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں مجھے جنت اس لیے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہوگا۔

قصہ مصیبت زدہ سیّدہ کا

سخی انسان اللہ کے قریب ہے جنت کے قریب ہے لوگوں کے قریب ہے جہنم سے دور ہے
بخیل انسان اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے جہنم کے قریب ہے

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا تھا۔ میرے ساتھ میرے بھائی تھے اور ایک جماعت تھی۔ جب ہم کوفہ میں پہنچے تو وہاں ضروریات سفر خریدنے کے لیے میں بازاروں میں گھوم رہا تھا کہ ایک ویران سی جگہ میں ایک خچر مرا ہوا پڑا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت بوسیدہ تھے، چاقو لیے ہوئے، اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مردار گوشت لے جا رہی ہے، اس پر سکوت کرنا ہرگز نہ چاہیے۔ عجب نہیں یہ کوئی بھٹیاری عورت ہے، یہ پکا کر لوگوں کو کھلا دے گی۔ میں چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا، اس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے۔ وہ عورت ایک مکان میں پہنچی، جس کا دروازہ بھی اونچا تھا۔ اس نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون ہے؟ اس نے کہا کھولو، میں ہی بدحال ہوں۔ دروازہ کھولا گیا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں، جن کے چہرے سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دی۔ میں کواڑوں کی درزوں سے جھانک رہا تھا۔ میں نے دیکھا، اندر سے گھر بالکل برباد خالی تھا۔ اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکا لو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے، اسی کے قبضہ میں لوگوں کے قلوب ہیں۔ وہ لڑکیاں اس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں۔ مجھے بہت ضیق ہوئی۔ میں نے باہر سے آواز دی: اے اللہ کی بندی! اللہ کے واسطے اس کو نہ کھا۔ وہ کہنے لگی: تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں ایک پردیسی آدمی ہوں۔ کہنے لگی: اے پردیسی! تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟

Marfat.com

ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں۔ تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین نہ مددگار، تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا مردار کا کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں۔ وہ کہنے لگی، ہم خاندان نبوت کے شریف (سیّد) ہیں۔ ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا، وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا، اس کی نوبت نہ آئی، اس کا انتقال ہوگیا۔ جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہوگیا۔ ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں، لیکن اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے، ہمارا چار دن کا فاقہ ہے۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کے حالات سن کر مجھے رونا آ گیا اور میں روتا ہوا دل بے چین وہاں سے واپس ہوا اور میں نے اپنے بھائی سے آ کر کہا کہ میرا ارادہ حج کا نہیں رہا۔ اس نے مجھے بہت سمجھایا، حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا، بس لمبی چوڑی باتیں نہ کرو، یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا، وہ سب لیا اور نقد چھ سو درہم تھے وہ لیے اور ان میں سے دو درہم کا آٹا خریدا اور سو درہم کا کپڑا خریدا اور باقی درہم جو بچے، وہ آٹے میں چھپا کر اس بڑھیا کے گھر پہنچا اور یہ سب سامان اور آٹا وغیرہ اس کو دے دیا۔ اس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی: اے ابن سلیمان جا اللہ جل شانہٗ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اور اپنی جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے ظاہر ہو جائے۔ سب سے بڑی لڑکی نے کہا: اللہ جل شانہٗ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے۔ دوسری نے کہا: اللہ جل شانہٗ تیرا ہمارے دادا کے ساتھ حشر کرے۔ چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی، کہا: اے اللہ! جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حجاج کا قافلہ روانہ ہوگیا، میں کوفہ ہی میں مجبور پڑا رہا کہ وہ سب حج سے فارغ ہو کر لوٹ بھی آئے۔ مجھے خیال ہوا کہ حجاج کا استقبال کروں۔ ان سے اپنے لیے دُعا کراؤں، کسی کی مقبول دُعا مجھے بھی لگ جائے۔ جب حجاج کا ایک قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا، تو مجھے اپنے حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا اور رنج کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے۔

Marfat.com

جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا، اللہ جل شانہٗ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ دُعا کیسی؟ میں نے کہا، ایسے شخص کی دُعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو۔ وہ کہنے لگے: بڑے تعجب کی بات ہے، اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے۔ تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھا؟ تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی؟ تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کیے؟ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف ہے۔ اتنے میں خود میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آ گیا۔ میں نے کہا: حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری سعی مشکور فرمائے، تمہارا حج قبول فرمائے۔ وہ بھی یہی کہنے لگے: تو ہمارے ساتھ عرفات پر نہیں تھا؟ یا رمی جمرات نہیں کی؟ اب انکار کرتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو، کیا بات ہے؟ آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے، جب ہم قبر اطہر کی زیارت کر کے بابِ جبریل سے باہر آ رہے تھے، اس وقت اژدہام کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے: ''جو ہم سے معاملہ کرتا ہے، نفع کماتا ہے'' یہ تمہاری تھیلی واپس ہے۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اس تھیلی کو کبھی اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا۔ اس کو لے کر گھر واپس آیا۔ عشاء کی نماز پڑھی اپنا وظیفہ پورا کیا، اس کے بعد اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے؟ اسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور ہاتھ چومے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا؟ تو مانتا ہی نہیں۔ سن! بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد تھی، احسان کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ جل شانہٗ سے دعا کی کہ وہ اس کا نعم البدل تجھے عطا فرمائے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ بنا کر اس کو حکم فرما دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور دُنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درہم کے بدل چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا کیں، تو اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب میں

Marfat.com

سو کر اُٹھا تو اس تھیلی کو کھولا اس میں چھ سو اشرفیاں تھیں۔ (رشفتہ الساوی)

قصہ ایک باندی کا

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ بصرہ کی گلیوں میں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک باندی ایسے جاہ وجلال حشم وخدم کے ساتھ جا رہی تھی جیسا کہ بادشاہوں کی باندیاں ہوتی ہیں۔ حضرت مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اُس کو دیکھا تو آواز دے کر فرمایا کہ اے باندی! تجھے تیرا مالک فروخت کرتا ہے یا نہیں؟ وہ باندی اس فقرہ کو سن کر (حیران رہ گئی) کہنے لگی کیا کہا، پھر کہو۔ اُنہوں نے پھر ارشاد فرمایا۔ اُس نے کہا اگر وہ فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا فقیر خرید سکتا ہے۔ فرمانے لگے ہاں اور تجھ سے بہتر کو خرید سکتا ہوں وہ باندی یہ سن کر ہنس پڑی اور اپنے خدام کو حکم دیا کہ اس فقیر کو پکڑ کر ہمارے ساتھ لے چلو (ذرا مذاق ہی رہے گا) خدام نے پکڑ کر ساتھ لے لیا۔ وہ جب گھر واپس پہنچی تو اُس نے اپنے آقا سے یہ قصہ سنایا۔ وہ بھی سن کر بہت ہنسا اور اُن کو اپنے سامنے لانے کا حکم دیا۔ جب یہ سامنے پیش کیے گئے تو اس آقا کے دل پر ایک ہیبت سی اُن کی چھا گئی۔ وہ کہنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ تو اپنی باندی میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اس نے کہا آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ حضرت مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس کی قیمت کھجور کی دو بھیگی ہوئی گٹھلیاں ہیں۔ یہ سن کر سب ہنسنے لگے۔ اس نے پوچھا کہ تم نے یہ قیمت کس مناسبت سے تجویز کی؟ انہوں نے فرمایا کہ اس میں عیب بہت ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس میں کیا کیا عیب ہیں؟ فرمانے لگے اگر عطر نہ لگائے تو بدن سے بو آنے لگے۔ اگر دانت صاف نہ کرے تو منہ سے سڑاہند آنے لگے۔ اگر بالوں میں تیل کنگھی نہ کرے تو وہ پریشان حال ہو جائیں، جوئیں ان میں پڑ جائیں (اور سر میں سے بو آنے لگے) ذرا عمر زیادہ ہو جائے گی تو بوڑھی بن جائے گی (منہ لگانے کے بھی قابل نہ رہے گی)، حیض اس کو آتا ہے، پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ ہر قسم کی گندگیاں (تھوک، سنک، رال، ناک کی گندگی وغیرہ) اس میں سے نکلتے رہتے ہیں۔ غم رنج

Marfat.com

مصیبتیں اس کو پیش آتی رہتی ہیں۔ خود غرض اتنی ہے کہ محض اپنی غرض سے تجھ سے محبت ظاہر کرتی ہے۔ محض اپنی راحت وآرام کی وجہ سے تجھ سے اُلفت جتاتی ہے۔ (آج کوئی تکلیف تجھ سے پہنچ جائے، ساری محبت ختم ہو جائے) انتہائی بے وفا کوئی قول قرار پورا نہ کرے۔ اس کی ساری محبت جھوٹی ہے کل کو تیرے بعد کسی دوسرے کے پہلو میں بیٹھے گی تو اُس سے بھی ایسی ہی محبت کے دعوے کرنے لگے گی۔ میرے پاس اس سے ہزار درجہ بہتر باندی ہے جو اس سے نہایت کم قیمت ہے وہ کافور کے جوہر سے بنی ہوئی ہے۔ مشک اور زعفران کی ملاوٹ سے پیدا کی گئی ہے۔ اس پر موتی اور نور لپیٹا گیا ہے۔ اگر کھارے پانی میں اس کا آبِ دہن ڈال دیا جائے، تو وہ میٹھا ہو جائے اور مُردہ سے اگر وہ بات کرے تو وہ زندہ ہو جائے، اگر اُس کی کلائی آفتاب کے سامنے کر دی جائے تو آفتاب بے نور ہو جائے۔ گہن ہو جائے۔ اگر وہ اندھیرے میں آجائے تو سارا گھر روشن ہو جائے چمک جائے۔ اگر وہ دُنیا میں اپنی زیب و زینت کے ساتھ آجائے تو سارا جہاں معطر ہو جائے، چمک جائے، اس باندی نے مشک و زعفران کے باغوں میں پرورش پائی ہے، یاقوت اور مرجان کی ٹہنیوں میں کھیلی ہے، ہر طرح کی نعمتوں کے خیموں میں اس کا محل سرائے ہے، تسنیم جو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے، کا پانی پیتی ہے۔ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتی، اپنی محبت کو نہیں بدلتی (ہرجائی نہیں ہے) وہ حور ہے حور! اب تم ہی بتاؤ کہ قیمت خرچ کرنے کے اعتبار سے کونسی باندی زیادہ موزوں ہے۔ سب نے کہا کہ وہی باندی جس کی آپ نے خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اُس باندی کی قیمت ہر وقت، ہر زمانہ میں، ہر شخص کے پاس موجود ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اتنی بڑی اہم اور عالیشان چیز کے خریدنے کے لیے بہت معمولی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ رات کا تھوڑا سا وقت فارغ کر کے صرف اللہ جل شانہٗ کے لیے کم از کم دو (۲) رکعت تہجد کی پڑھ لی جائیں اور جب تم کھانا کھانے بیٹھو تو کسی غریب محتاج کو بھی یاد کر لو اور اللہ جل شانہٗ کی رضا کو اپنی خواہشات پر غالب کر دو۔ راستہ میں کوئی تکلیف دینے والی چیز کانٹا یا اینٹ وغیرہ پڑی دیکھو تو اس کو ہٹا دو، دُنیا کی زندگی کو معمولی اخراجات کے ساتھ پورا کر دو

Marfat.com

اور اپنا فکر وغم اس دھوکہ کے گھر سے ہٹا کر ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف لگا دو۔ ان چیزوں پر اہتمام کرنے سے تم دُنیا میں عزت کی زندگی گزارو گے، آخرت میں بے فکر اور اعزاز واکرام کے ساتھ پہنچو گے اور جنت جو نعمتوں کا گھر ہے اُس میں اللہ جل شانہٗ ربّ العزت کے پڑوس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ اُس باندی کے آقا نے باندی سے خطاب کر کے پوچھا: تو نے شیخ کی باتیں سن لیں۔ یہ سچ ہیں یا نہیں؟ باندی نے کہا بالکل سچ ہیں۔ شیخ نے بڑی نصیحت اور خیر خواہی اور بھلائی کی بات بتائی ہے۔ آقا نے کہا کہ اچھا تو تُو اب آزاد ہے اور اتنا اتنا سامان تیری نذر ہے اور اپنے سب غلاموں سے کہا کہ تم بھی سب آزاد ہو اور میرے مال میں سے اتنا اتنا مال تمہاری نذر ہے اور میرا یہ گھر اور جو کچھ مال اس میں ہے سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور گھر کے دروازے پر ایک موٹے سے کپڑے کا پردہ پڑا ہوا تھا اُس کو اُتار کر اپنے بدن پر لپیٹ لیا اور اپنا سارا لباسِ فاخرہ اُتار کر صدقہ کر دیا۔ اُس باندی نے کہا کہ میرے آقا تمہارے بعد میرے لیے بھی یہ زندگی اب خوشگوار نہیں ہے اور اس نے بھی ایک موٹا سا کپڑا پہن کر اپنا سارا زیب وزینت کا لباس اور اپنا سارا مال ومتاع صدقہ کر کے آقا کے ساتھ ہی ہولی اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ان کو دعائیں دیتے ہوئے ان سے رخصت ہو گئے اور وہ دونوں اس سارے عیش وعشرت کو طلاق دے کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔

اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں اُن پر اور اُن کی راہ چلنے والوں پر! آمین

قصہ اللہ والی عورت کا

عبداللہ واسطیؒ کہتے ہیں کہ میں نے عرفات میں ایک عورت کو دیکھا کہ یہ کہہ رہی ہے جس کو اللہ ہدایت کرے اُس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جس کو وہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ وہ راہِ گم کردہ ہے پھر میں نے اس سے پوچھا کہ اے نیک بخت! تیرا کہاں سے آنا ہوا؟ اُس نے کہا: ’’اللہ کی وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو راتوں رات

Marfat.com

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔" تب مجھے معلوم ہوا کہ بیت المقدس سے آئی ہے پھر میں نے کہا تیرا کس وجہ سے آنا ہوا۔ وہ بولی: "اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ جس کو زادِ راہ کی استطاعت ہو حج بیت اللہ ہے۔" پھر میں نے پوچھا تیرا خاوند ہے۔ اُس نے کہا "اور اس بات کے درپے نہ ہو جس سے بے خبر ہے۔" پھر میں نے پوچھا اونٹ پر سوار ہوگی اس نے کہا "اور تم جو بھلائی کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے" جب اُس نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو بولی "مسلمانوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں ذرا نیچی رکھا کریں۔" میں نے اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا جب وہ سوار ہو چکی تو میں نے اُس کا نام پوچھا وہ بولی "اور کتاب میں مریم کا ذکر کیجیے۔" پھر میں نے پوچھا تیری اولاد ہے اُس نے کہا "اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اس کی وصیت کی۔" مجھے معلوم ہوا کہ اُس کی اولاد ہے پھر میں نے پوچھا کہ اُن کے نام کیا ہیں، اُس نے کہا "اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا۔ اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے۔" میں نے پوچھا وہ کہاں ہیں کہ میں انہیں تلاش کروں۔ اُس نے کہا: "اور علامتیں اور ستاروں سے راستہ پہچانتے ہیں۔" مجھے معلوم ہوا وہ قافلہ کے راہبر ہیں میں نے پوچھا اے مریم کچھ کھائے گی۔ اس نے جواب دیا: "میں نے اللہ کے لیے روزے کی نذر کی ہے۔" مجھے معلوم ہوا کہ وہ روزہ دار ہے۔ جب ہم اس کے لڑکوں کے پاس پہنچے تو وہ اسے دیکھ کر رونے لگے اور کہنے لگے یہ ہماری ماں ہے کہ تین دن سے گم تھی اور اس کی نذر یہ ہے ہے سوائے قرآن کے کوئی بات نہ کرے۔ اس کے بعد وہ بولی "تم اپنوں میں سے کسی کو یہ چاندی دے کر شہر بھیج دو۔ (تا کہ کھانا لائے)" اس کے بعد جو میں نے دیکھا تو وہ رو رہے تھے میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ حالت نزع میں ہے۔ میں نے پاس جا کے اُس سے کیفیت پوچھی، اُس نے جواب دیا "اور شدت موت حق کے ساتھ آ پہنچی۔" جب اُس کا انتقال ہوگیا تو میں نے اُسی شب کو اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تو کہاں ہے؟ اُس نے کہا: "یقیناً پرہیزگار باغوں اور نہروں کے اندر شہنشاہِ ذی قدرت کے پاس نشست گاہ صدق میں جاگزیں ہیں۔" اللہ ایسی عورتوں سے رضامند ہے۔ اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں ایسی عورتوں پر آمین۔

Marfat.com

بحمد اللہ! ایسی اور بہت ہیں۔ میں نے ایسی عورتوں کا بقصد برکت حاصل کرنے کے لیے تذکرہ کیا ہے اور ایسا ہی قصہ میری نظر سے کتاب لوامع انوار القلوب وجوامع اسرار المحبوب میں گزرا ہے۔ اصمعی نے کہا ہے کہ میں نے بصرہ میں ایک مجنون کو قرآن پاک سے گفتگو کرتے دیکھا تھا میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے جواب دیا۔ ''آسمان اور زمین میں کوئی ایسا نہیں جو اللہ کے پاس غلام بن کر حاضر ہونے والا نہ ہو۔'' میں نے پوچھا کہاں سے آنا ہوا اور کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا ''یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلاشبہ اُس کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' میں نے پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا ''تم جہاں کہیں ہو وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔'' میں نے پوچھا کہ کیا تجھے زادِراہ کی حاجت ہے؟ اُس نے کہا ''اور آسمان ہی میں تمہاری روزی ہے اور وہ بھی جس شئی کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' میں نے اس سے کہا مجھے کچھ نصیحت کر۔ اُس نے کہا ''اللہ سے جتنا ڈرنے کا حق ہے اتنا ڈر۔''

جندے اُتے ماں راضی اوہندے اُتے ربّ راضی

ماں بوٹا اے جنت دے باغ والا
اینڈے سائے بیٹھاں بہہ کے جی لیا کر

مزا حوضِ کوثر دا جے چکھناں ای
پیر ماں دے دھو کے پی لیا کر

اولکھاں رشتے زمانے تے ہوون بھاویں
پر رشتہ کوئی نہیں ماں دے ساک ورگا

او پتر پاہویں زمانے دا ولی ہووے
نہیں جے ماواں دے پیراں دی خاک ورگا

ماں نالوں ودھ کوئی ٹھنڈی چھاں نہیں
اوس نوں پچھو جس دی جگ تے ماں نہیں

ماں اے بوٹا جنتاں دی بہار دا
نہیں وچھوڑا بھلدا ماں دے پیار دا

روون اکھیاں کوئی پھڑدا بانہہ نہیں
اوس نوں پچھو جس دی جگ تے ماں نہیں

ماں نالوں ودھ کوئی ٹھنڈی چھاں نہیں
ربا کاہنوں نے ماواں مر جاندیاں

جگ وچ سانوں کلیاں نے کر جاندیاں
ماں مرے تے تن وچ رہندی جان نہیں

Marfat.com

اوس نون پچھو جس دی جگ تے ماں نئیں ماں نالوں ودھ کوئی ٹھنڈی چھاں نئیں
ماں دے نال گھر وچ ساری بہار سی بچیاں دے لئی سب کج ماں دا پیار سی
اوس نون پچھو جس دی جگ تے ماں نئیں ماں نالوں ودھ کوئی ٹھنڈی چھاں نئیں
ماواں والیو ماں نوں راضی کر لوو رب دی رحمت نال جھولی بھر لوو
سن لوو ماں جے رُس گئی جگ تے رہنا ناں نئیں اُس نوں پچھو جس دی جگ تے ماں نئیں
ماں نالوں ودھ کوئی ٹھنڈی چھاں نئیں حافظ آکھے ماں کسے دی نہ مرے
ماں دا سایہ سر تے ہر دم چھاں کرے او ماں دے پیار توں خالی کوئی انسان نئیں
اُس نوں پچھو جس دی جگ تے ماں نئیں ماں نالوں ودھ کوئی ٹھنڈی چھاں نئیں
کی زندگی جے رُس جاون جنت دیا چھاواں کوئی شے نئیں چنگی لگ دی مر جاون جے ماواں
رہوے باپ سلامت پرسی ماں نال بہاراں گھر کھاون نوں آوندا اے جدوں گھر نوں میں جاواں
اوہناں نوں پچھو جا کے قدر ہوندی کی ماں دی او جناں دیاں بچپن وچ جدا ہو گیاں ماواں
کوئی شے نئیں چنگی لگ دی مر جاون جے ماواں دھیاں نوں پچھو جا کے وچھوڑا کی اے ماں دا
او ماواں باجھوں دھیاں اج نے جیویں سنجیاں تھاواں کوئی شے نئیں چنگی لگ دی مر جاون جے ماواں
جدوں ٹھیس لگے کوئی تے ماں یاد اے آوندی ماں دی ہر نشانی نوں میں چم اکھیاں نوں لاواں
کوئی شے نئیں چنگی لگ دی مر جاون جے ماواں او تکناں ای جے کعبے نوں تے کر ماں دی زیارت
او اللہ پوریاں کر دیندا اے کرے ماں جو دعاواں کوئی شے نئیں چنگی لگ دی مر جاون جے ماواں
دس حافظ یونس توں اثر ماں دی دُعا دا او میں نعتاں پڑھاں صدقہ نبی پاک دا کھاواں
اے سب نے میری ماں دیا مینوں دعاواں کی زندگی جے رُس جاون جنت دیا چھاواں

کوئی شے نئیں چنگی لگ دی مر جاون جے ماواں

....

Marfat.com

رحمت کی برسات ہے ماں

جب تو پیدا ہوا کتنا مجبور تھا　　یہ جہاں تیری سوچوں سے بھی دور تھا
ہاتھ پاؤں بھی تب تیرے اپنے نہ تھے　　تیری آنکھوں میں دُنیا کے سپنے نہ تھے
تجھ کو آتا تھا جو صرف رونا ہی تھا　　دودھ پی کے تیرا کام سونا ہی تھا
تجھ کو چلنا سکھایا تھا ماں نے تیری　　تجھ کو دل میں بسایا تھا ماں نے تیری
ماں کے سائے میں پروان چڑھنے لگا　　وقت کے ساتھ قدر تیرا بڑھنے لگا
دھیرے دھیرے تُو کڑیل جواں ہوگیا　　تجھ پر سارا جہاں مہرباں ہو گیا
زورِ بازو پہ تُو بات کرنے لگا　　خود ہی سجنے لگا خود سنورنے لگا
ایک دن اک حسینہ تجھے بھا گئی　　بن کے دلہن وہ پھر تیرے گھر آ گئی
فرض اپنے سے تُو دُور ہونے لگا　　بیج نفرت کا خود ہی تو بونے لگا
پھر تو ماں باپ کو بھی بھلانے لگا　　تیر باتوں کے پھر تو چلانے لگا
بات بے بات ان سے تو لڑنے لگا　　قاعدہ اک نیا پھر تو پڑھنے لگا
یاد کر تجھ سے ماں نے کہا ایک دن　　اب ہمارا گزارہ نہیں تیرے بن
سن کے یہ بات تو طیش میں آ گیا　　تیرا غصہ تیری عقل کو کھا گیا
جوش میں آ کے تُو نے یہ ماں سے کہا　　میں تھا خاموش سب دیکھتا ہی رہا
آج کہتا ہوں پیچھا میرا چھوڑ دو　　جو ہے رشتہ میرا تم سے وہ توڑ دو
جاؤ جا کے کہیں کام دھندا کرو　　لوگ مرتے ہیں تم بھی کہیں جا مرو
بیٹھ کر آہیں بھرتے تھے وہ رات بھر　　ان کی آہوں کا تجھ پہ ہوا نہ اثر
ایک دن باپ تیرا چلا رُوٹھ کر　　کیسے بکھری تھی پھر تیری ماں ٹوٹ کر
پھر وہ بے بس اجل کو بلاتی رہی　　زندگی اس کو ہر روز ستاتی رہی

Marfat.com

ایک دن موت کو بھی ترس آ گیا | اس کا رونا بھی تقدیر کو بھا گیا
اشک آنکھوں میں تھے وہ روانہ ہوئی | موت کا ایک ہچکی بہانہ ہوئی
اک سکوں اُس کے چہرے پہ چھانے لگا! | پھر تو میت کو اُس کی سجانے لگا
مُدتیں ہو گئیں آج بوڑھا ہو گیا تو | جو پڑا ٹوٹی کھٹیا پہ کوڑا ہے تو
تیرے بچے بھی اب تجھ سے ڈرتے نہیں | نفرتیں ہیں محبت وہ کرتے نہیں
درد میں تو پکارے کہ او میری ماں | تیرے دم سے روشن تھے دونوں جہاں
وقت چلتا رہے وقت رکتا نہیں | ٹوٹ جاتا ہے وہ جو کہ جھکتا نہیں
بن کے عِبرت کا اَب تُو نشان رہ گیا | ڈُھونڈھ لے زور تیرا کہاں رہ گیا
تُو احکامِ ربی بھلاتا رہا | اپنے ماں باپ کو تُو ستاتا رہا
کاٹ لے تُو وہی تُو نے بویا تھا جو! | تجھ کو کیسے مِلے تُو نے کھویا تھا جو
یاد کر کے گیا دَور رونے لگا | کل جو تُو نے کیا آج ہونے لگا
موت مانگے تجھے موت آتی نہیں | ماں کی صورت نگاہوں سے جاتی نہیں
تُو جو کھانسے تو اولاد ڈانٹے تجھے | تو ہے ناسور سکھ کون بانٹے تجھے
موت آئے گی تجھ کو مگر وقت پر | بن ہی جائے گی تیری قبر وقت پر
قدر ماں باپ کی گر کوئی جان لے | اپنی جنت کو دُنیا میں پہچان لے
اور لیتا رہے وہ بڑوں کی دعا! | اُس کے دونوں جہاں اُس کا حامی خدا
یاد رکھنا تو ساغر کی اس بات کو | بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو

گنہگار کی، ماں کی دُعا سے بخشش ہوگئی

<u>گنہگار کا خواب</u> الٰہی! میں حیران ہوں کہ یہ میدان اپنی وسعت میں آسمان سے بھی کشادہ تر معلوم ہوتا ہے۔ نہ اس میں درخت ہیں نہ کوئی انسان ہے، نہ پرندے اور نہ ہی کوئی ذی حیات مخلوق۔ الٰہی!

Marfat.com

یہ میدان انسانی آبادی کے لیے تو نہیں بنا۔ میں تن تنہا کدھر آ نکلا ہوں؟ اے اللہ اس جگہ کی بھیانک خاموشی اور بیکراں پہنائیاں اور آسمان اور زمین کی ہمرنگ فضائیں میری روح پر دہشت پیدا کر رہی ہیں۔ یہ کیا ہوا؟ میں کہاں ہوں؟ وہ کون ہیں؟ الٰہی یہ نور کی بارش کہاں سے ہو رہی ہے؟ یہ تخت جلالتماب کہاں سے نازل ہو گیا؟ یہ نورانی چہروں والے خدام اس شہنشاہی تخت کو کہاں سے لائے ہیں؟ اتنے میں میرے کان میں آواز آئی کہ یہ یوم الحشر ہے۔ اور یہ رب جلیل کی تخت گاہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام مخلوقات کے اعمال کے مطابق ان کو جنت و دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ میں اس آواز کو سن کر سہم گیا کیونکہ مجھے اپنی ساری کوتاہیاں یاد آ گئیں۔ میرا جسم کانپنے لگا، اتنے میں بلند اور مہیب آواز پیدا ہوئی جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس آواز سے ارض و سما گونج اٹھے اور ایک محیر العقول سانحہ وقوع پذیر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ احکم الحاکمین اپنی پوری جلالت کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئے اور حساب کا دفتر کھل گیا۔ ساتھ ہی جنت اور دوزخ کو طرفۃ العین میں میدان محشر کے بالکل قریب کیا گیا۔

اب چاروں طرف سے انسانوں کے گروہ در گروہ آنے شروع ہو گئے۔ اتنے میں آواز آئی: ''اے مجرمو! ہمارے مقبول بندوں سے جدا ہو کر صف بناؤ۔'' اس آواز کا گونجنا ہی تھا کہ لوگ پروانوں کی طرح نہایت افراتفری سے ادھر ادھر اپنی اپنی ٹولیوں میں کھڑے ہونے کے لیے بھاگے میں نے دیکھا کہ صفوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ میں شمار کرنے سے قاصر تھا۔ اس وقت ایک فرشتے نے میری طرف دیکھا اور قریب آ کر کہا: رب السمٰوٰت والارض کی عدالت میں آج کسی کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ یہ انصاف کا دن ہے اب میں نے پوچھا، وہ باغات کیا ہیں؟ اس نے کہا، یہ جنت ہے اور اس میں ان لوگوں کی دائمی آرام گاہیں ہیں جو دنیا میں پروردگار عالم کے حکم اور پیغمبران وقت کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں اور ساتھ ہی رہنما فرشتے نے بتایا۔ کہ وہ جہنم کا دروازہ ہے وہاں اللہ اور اس کے رسولوں اور نبیوں کے نافرمانوں کو قید کیا جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔'' گویا

Marfat.com

یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی آرام گاہ ہے اور ادھر دوزخ کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا: ''یہ وہ دوزخ ہے جس کی اے نافرمانو! تم کو وعید سنائی جاتی تھی۔''

اب تمام لوگ اس قدر از خود رفتگی کے عالم میں تھے کہ ہر شخص کو اپنی ہی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ کوئی شخص کسی کی مدد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ قریب ترین رشتے دار بھی ایک دوسرے کی طرف سے بالکل لاپروا تھے۔ دیکھا گیا کہ بعض لوگوں کے چہرے باوجود اس دن کے ہول و دہشت کے بالکل روشن نظر آتے تھے اور ان کے چہروں پر ایک ملکوتی تبسم تھا۔ مگر بعض لوگوں کے چہرے کثرت غبار سے سیاہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت کو دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو جاتے۔ مگر فوراً ہی ایک نیا منظر سامنے آ جاتا تھا۔ جس سے میری پہلی حالت میں فرق پڑ جاتا۔ خیر اب میں منتظر تھا کہ انسانی اعمال کا وزن کب شروع ہوتا ہے۔ اب معاً میزان قائم کی گئی۔ اور تمام ملائکہ عظام اور سید الملائکہ (روح الامین) صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت خالق اکبر کے انوار جلالی کی یہ حالت تھی کہ فرشتگان مقربین اور انبیائے کرام بھی دم بخود کھڑے تھے۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جنبش لب تک کا یارا نہ تھا۔ اب میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق دربار احکم الحاکمین کی طرف بڑھنے لگے۔ بعض لوگ اپنے اعمال بد کا اظہار کرتے تو ان کی زبانیں فوراً بند ہو جاتیں۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف شہادت دیتے اور بعض آدمیوں کے کان۔ آنکھیں بلکہ جسم کا چمڑا اور ہر رونگٹا زبان قال سے شہادت دیتا کہ اے ظالم تم نے فلاں موقع پر فلاں کام کیا تھا۔ بہر کیف ہر شخص کو اپنے اعمال کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ بعض گروہوں کو میزان کے قریب آنے کے بغیر ہی جہنم میں دھکیلا جاتا۔ میں نے اپنے رہنما فرشتہ سے پوچھا: کہ یہ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بار بار سمجھانے کے باوجود بھی شرک و کفر میں مبتلا رہے۔ لہٰذا ان کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور ان کو ابد الآباد کے لیے داخل جہنم کیا جائے گا۔ بعض لوگوں پر زمین گواہی دیتی تھی۔ دیکھا گیا کہ فرشتے منکرین دین کو گروہ در گروہ ہانک کر دوزخ کے سامنے لاتے اور ان کی آمد پر جہنم کے دروازے کھولے جاتے

Marfat.com

اور داروغہ جہنم ان سے سوال کرتے کہ کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے؟ کیا انھوں نے تمہارے پروردگار کا مبارک کلام نہیں سنایا تھا؟ اور کیا تم کو انبیاء کرام نے اس ہولناک دن کی آمد کے متعلق نہیں ڈرایا تھا۔ ان باتوں کو سن کر وہ اعتراف عصیاں کرتے اور خدا تعالیٰ کے مقدر فیصلہ پر یقین کرتے۔ اب ان متکبرین کی سرکوبی کے لیے ان کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لیے حکم دیا جاتا۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ ان کے داہنے ہاتھوں میں ایک کتاب سی نظر آتی تھی۔ ان کے چہروں پر تازگی اور نورانیت رقص کر رہی تھی۔ جب ان کے اعمال کو میزان میں وزن کیا گیا تو وہ کامیاب ہوئے۔ لہٰذا ان کو رضوان جنت اور باقی فرشتگان نے باآواز بلند پکار کر سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ کہا۔

اب میں قدرے پہلے سے خوف و ہراس کم محسوس کرنے لگا اور چند قدم قریب ہو گیا۔ مگر دوزخ کی وحشت ناک آگ کے شعلے میرے حواس کھو رہے تھے۔ میں نے ایک نظر سے دیکھا کہ نہایت باریک آگ شعلہ زن تھی۔ کوئی آدمی ٹخنوں تک کوئی زانوؤں تک اور کوئی بدنصیب گردن تک آگ میں ڈالا جاتا۔ اس کا جسم پہاڑ کی طرح بڑا ہو جاتا اور اسی طرح دوزخیوں کے دانت بھی بہت لمبے لمبے تھے۔ زقوم اور گلے میں اٹکنے والی غذائیں کھولتے ہوئے پانی اور جہنمیوں کے زخموں کی پیپ کے کریہہ منظر کو دیکھ کر قریب تھا کہ مجھ کو غش آ جائے۔ مگر اس موقعہ پر میرے رہنما فرشتے نے فوراً میری توجہ جنت کی طرف مبذول کرا دی۔ اب میرے ہوش و حواس میں ایک برقی لہر پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ اہل جنت تختوں پر گاؤ تکیہ لگائے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ خادموں کے غول کے غول ان کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر تھے۔ چاندی سونے کے برتن اور بعض سونے کے درخت دیکھ کر مجھے بزرگان دین کی مختلف وقتوں کی بتائی ہوئی حدیثیں یاد آئیں۔ اب فرشتہ مجھ کو قدرے پیچھے کھینچ کر لے گیا۔ لوگوں کے اعمال کا وزن بدستور جاری تھا۔ ذرہ ذرہ کا حساب لگایا جاتا تھا۔ اور پروردگار عالم، ہر نعمت کے متعلق ضرور سوال کرتے تھے۔ ایک اور جماعت کو دوزخ میں ڈال رہے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ بوڑھے والدین کو ہمیشہ ناراض رکھتے تھے۔ اگرچہ یہ لوگ

Marfat.com

باقی اعمال تقریباً اچھے ہی کرتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھے اپنی فکر لاحق ہوئی۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں آج چند ساعتوں کے بعد لقمہ آتش بن کر رہ جاؤں گا۔ یہ خیال آتے ہی میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ مگر اتنے میں چند سود خور، چغلخور، زانی مرد اور عورتیں پیش کیے گئے۔ ان کو نہایت ذلت آمیز طریقے سے دوزخ میں ڈالا گیا۔ میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اکثر عورتیں دوزخ میں پھینکی جا رہی تھیں۔ بعض آدمیوں کو دیکھا گیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں، ہمسایوں اور باقی ماتحتوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ سے نذرِ جہنم کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے جہنم کے گنجے سانپ اور بچھو جو قد و قامت میں اونٹوں اور خچروں کے برابر نظر آتے تھے، دوزخیوں کو ڈس رہے تھے اتنے میں دو فرشتوں نے مجھے بھی پکڑ کر میزان عدل کے قریب لا کر کھڑا کر دیا۔ اب مجھ پر سراسیمگی کا عالم طاری تھا۔ میرے اعمال کا وزن ہوا تو فرشتے مجھ کو دوزخ کی طرف کشاں کشاں لے جانے لگے۔ قریب تھا کہ مجھے جہنم میں پھینک دیتے، اتنے میں پروردگار عالم کی طرف سے آواز آئی! ''اس کو چھوڑ دو، اس کو چھوڑ دو، ہم نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں کیونکہ اس کی ضعیف والدہ نے اس کے حق میں دعائے خیر کی ہے جو ہمارے دربار میں قبولیت حاصل کر چکی ہے اور ہم والدین کی خوشنودی حاصل کرنے والے مومنین سے راضی ہو جاتے ہیں۔'' یہ آواز سن کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا ہوں کہ نماز فجر کا وقت قریب ہو رہا ہے۔

خواب کا نتیجہ اب میرے دل میں ایک نورانی جذبہ موجزن تھا' خواب کا منظر بھی ہر لحاظ سے تازہ تھا۔

کیسا وہ خواب تھا کہ ابھی تک ہوں خواب میں

بار بار وہی نقشے آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ جلدی جلدی اٹھا وضو کیا اور مسجد کی راہ لی۔ نماز سے پہلے تنہائی میں بیٹھ کر سر بسجود ہوا اور گڑگڑا کر اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور صمیم قلب سے وعدہ کیا کہ یا الہ العالمین آئندہ زندگی میں حسب استطاعت میں تیری عبادت کروں گا اور اپنی والدہ کی خدمت میں ایک لمحے کے لیے بھی تساہل نہ برتوں گا۔ الٰہی! تو میرے بزرگوں کو جنت فردوس میں جگہ دے اور میری والدہ ماجدہ کو حیات طیبہ عطا فرما۔ الٰہی! میں تجھ کو حاضر و ناظر

Marfat.com

جان کر اقرار کرتا ہوں کہ میں ساری زندگی اپنی ضعیف اور شفیق والدہ کی خدمت کرتا رہوں گا اور تیری تمام مخلوق کے ساتھ نیکی کروں گا کسی کی دل آزاری نہیں کروں گا کسی پر ظلم نہیں کروں گا بڑوں کا ادب کروں گا اور چھوٹوں پر شفقت کروں گا۔ یتیموں اور غریبوں کو پریشان نہیں کروں گا بلکہ ان پر ہر طرح سے احسان کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ اب نماز کا وقت ہو گیا میں نماز میں شامل ہو گیا۔ آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ دل میں توبہ واستغفار کا جذبہ پوری طرح موجزن تھا۔ نماز کے فوراً بعد سیدھا گھر آیا۔ والدہ ابھی مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دروازہ کے باہر اپنے کانوں سے سنا۔ "الٰہی! میرے بیٹے کو اپنی عبادت، میری خدمت، اپنی مخلوق پر شفقت اور اپنی مسلمان بہنوں بھائیوں کے ساتھ حسن مروت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما۔ الٰہی! میرے بیٹے کے تمام گناہ معاف کر دے اور آئندہ اس کو راہ ہدایت پر ہی چلا۔" والدہ کی دعا کے یہ آخری الفاظ تھے جو میں نے سنے۔ دعا ختم ہوئی تو میں آگے بڑھا، ماں کے سامنے جا کر بیٹھ گیا، اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بوسے دینے لگا اور آنکھوں سے لگانے لگا۔ ماں نے کہا بیٹا! کیا کسی فرشتے نے خواب میں کوئی پیغام دیا تھا؟ اس نے کہا: اماں جان! خدائے کریم کی رحمت کا صدقہ، میری نافرمانیوں اور لاپروائیوں سے درگزر فرمائیے۔ اماں جان میں نے آپ کی خدمت بھی نہیں کی۔ میری بدنصیبی کہ میں نے طبقہ نسواں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی کام نہیں کیا۔ ہائے! میں دوزخ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ مگر مجھے تیری دعاؤں نے جہنم سے بچایا۔ اماں جان! اللہ کے لیے مجھے معاف کرو تاکہ مجھے چین آئے۔ ماں نے دیکھا کہ بیٹے کی رقت کی وجہ سے گھگھی بندھ گئی ہے تو ماں نے نہایت شفقت سے اپنے دونوں ہاتھ بیٹے کی گردن میں ڈالے، آنسوؤں والے رخساروں پر بوسے دیئے اور کہا بیٹا! ماں صدقے جائے، ماں واری جائے، بیٹا! تو مجھ سے کیا معافی مانگتا ہے، میں تو ہر وقت تیرے لیے دُعا کرتی رہتی ہوں، خدا تعالیٰ تجھ کو ہدایت دے، خدا تجھ سے راضی ہو، تو پھولے پھلے۔

....

Marfat.com

ماں کی شان

- اور ہم نے انسان کو تاکید کی وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے۔(القرآن)
- ماؤں کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔(حضرت محمد ﷺ)
- محسنہ کائنات ماں ہے، باعثِ تخلیقِ جہاں ہے۔(خواجہ محمد اسلام)
- جس نے ماں کا ادب کیا وہ قیامت کے روز فلاح پائے گا۔
- کبھی ماں کی بددعا نہ لو۔
- میں نے ماں سے بڑھ کر گھنی چھاؤں والا پودا نہیں دیکھا۔
- دُنیا میں کوئی بھی چیز ماں جیسی پیدا نہیں ہوئی۔
- ماں کا دل سدا بہار پھولوں کی مانند ہے۔
- کان کھول کر سن لو! ہر درد کی دوا صرف ماں ہے ماں۔
- ہر محبت ماں کی محبت کے سامنے کم تر ہے۔
- ماں سے محبت جنم لیتی ہے۔
- صبر و برداشت کی عظیم کہانی ماں ہے۔
- ماں اپنے آنچل سے ہمارے تمام اشک پونچھ کر ہمیں مسکرانا سکھاتی ہے۔
- ماں کی حکمت و تدبیر گھر کو آباد رکھتی ہے۔
- کوئی ماں اپنے بچوں کو بدتمیز نہیں دیکھنا چاہتی۔
- ماں گھر کی روشنی ہے۔
- ماں جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔
- بہار اور خزاں میں ماں ہی ہماری پُرخلوص ساتھی ہے۔
- جب مجھے اپنی ماں یاد آتی ہے تو میرے خوابوں میں جنت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔

Marfat.com

- ماں ایک مکمل، جامع اور بھرپور رول ہے جو زندگی میں ہر ماں ادا کرتی ہے۔
- ماں زندگی کے اندھیرے میں اُجالا ہے۔
- اللہ تیرے سارے گناہ بخش دے گا تو صرف اپنی ماں کو راضی کر لے۔
- ماں حسن سلوک اور فرمانبرداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔
- ماں کی خوشی سے خدا خوش ہوتا ہے۔
- خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے والدین ان سے خوش ہوں۔
- ماں کا دل بڑا نرم اور رحیم ہوتا ہے۔
- ماں ایسی پیاری ہستی ہے جو زندگی کے کسی بھی دور میں بھلائی نہیں جا سکتی۔
- ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اولاد کے لاکھوں راز اپنے سینے میں چھپا لیتی ہے۔
- ماں ایک ایسی غزل ہے جو سننے والے کے دل میں اتر جاتی ہے۔
- ماں گلشن کا وہ دلکش پھول ہے جس میں خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے۔
- ماں وہ ہستی ہے جس کی تعریف کے لیے دنیا میں الفاظ نہیں ملتے۔
- ماں وہ شخصیت ہے جو ہر وقت اپنی اولاد کی خوشی کے لیے دُعا مانگتی ہے۔
- جنت نے کہا: ماں وہ ہستی ہے کہ میں اس کے قدموں تلے ہوں۔
- مجھے پھول اور ماں میں فرق نظر نہیں آتا۔
- دو جہانوں میں خوشحال زندگی کا محور "ماں" ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جس نے زیادہ سے زیادہ ماں کی خدمت کی۔
- لمبی عمر پانے کے لیے ماں کی دعا بے حد ضروری ہے۔
- ماں ایک مشعل ہے جو ہمیشہ راستہ دکھاتی ہے۔
- ماں ایک ایسی شفقت ہے جو کبھی تہی دامن نہیں ہوتی۔
- ماں قسمت بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

Marfat.com

- قدرت نے اس کائنات کو حسین ترین اور نایاب تحفہ ماں کی شکل میں عنایت کیا ہے۔
- اے ماں! تو میری بصارت اور بصیرت ہے۔
- اے ماں! تو میری عقل اور میرا خیال و خواب ہے۔
- اے ماں! تیری زیارت مجھے بھوک اور پیاس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔
- اے ماں! تیری شفقت سے میرا ہر غم خوشی میں بدل جاتا ہے۔
- اے ماں! تو میری آنکھوں کا حسن ہے۔
- ہر ماں کے نزدیک اس کی اولاد ہی سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔
- دھرتی کی سب سے قیمتی چیز ماں ہے۔
- ماں کتنا وسیع ہے تیرا صبر اور کتنی فراواں ہے تیری مہربانی۔
- اسلامی تہذیب کی پوری عمارت ماں کی تعظیم و اطاعت پر قائم ہے۔
- ماں کی دعا سدا مہکتی رہتی ہے۔
- ماں کا دل اتنا وسیع ہے کہ اس میں کائنات سما جاتی ہے۔
- دُنیا کی سب سے بڑی نعمت ماں ہے۔
- ماں ایک ایسی لازوال ہستی ہے کہ جس کے دم سے یہ کائنات آباد ہے۔
- ماں راضی ہو تو اللہ بھی راضی ہوتا ہے۔
- اگر ماں ناراض ہو تو اللہ بھی ناراض ہوتا ہے۔
- بچے ماں کی گود میں تحفظ حاصل کرتے ہیں۔
- ماں کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے۔
- ماں کا پیار سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔
- ماں کا سایہ گرمی میں درخت کے سایہ سے زیادہ آرام دیتا ہے۔
- ماں باپ درخت کی مانند ہیں درخت خود جل جاتا ہے مگر دوسروں کو سایہ دیتا ہے۔

Marfat.com

- ماں آسمان کا بہترین تحفہ ہے۔
- ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
- ماں اور پھول میں کوئی فرق نہیں۔
- ماں ایک عظیم ہستی ہے اگر وہ نہ ہو تو دنیا کی کوئی شے اچھی نہیں لگتی۔
- اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی خدمت سے نہ گھبرائے۔
- ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے بروقت نماز پڑھنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا درجہ بتایا ہے۔
- ماں باپ کے فرمانبردار کو مبارک ہو، اللہ اس کی عمر زیادہ کرے۔
- دُنیا کی تمام مسرتیں صرف ماں کہنے سے ہی مل جاتی ہیں۔
- بچہ بیمار ہو جائے تو ماں کو آداب دُعا خود بخود آ جاتے ہیں۔
- ماں ایک ستارہ ہے جو زندگی میں کبھی نہیں ڈوبتا۔
- ماں کی آغوش دکھوں کی دوا ہے۔
- اگر ٹھیک طور پر دیکھوں تو ماں کا وجود رحمت ہے، اس بنا پر کہ اس کو نبوت سے نسبت ہے۔
- ماں کی شفقت پیغمبرانہ شفقت جیسی ہے جس سے قوموں کی سیرت سازی ہوتی ہے۔
- ماں کے جذبۂ محبت کی بدولت ہماری تعمیر پختہ تر اور اس کی پیشانی کی سلوٹوں میں ہماری تقدیر پنہاں ہوتی ہے۔
- ممتا سے زندگی سرگرم عمل ہے۔ ممتا ہی سے زندگی کے اسرار بے نقاب ہوتے ہیں۔
- ہماری ملت کی ندی میں ہر پیچ و تاب ماں سے ہے۔ اس ندی میں موجیں، گرداب اور بلبلے اسی وجود کے باعث ہیں۔
- ماں جب جھولی پھیلا کر اپنے بچوں کے لیے دعا کرتی ہے تو وہ دعا ربّ ذوالجلال کے حضور شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے۔

Marfat.com

- آپ کی ماں کی دعاؤں نے آپ کو چاروں طرف سے احاطے میں لے رکھا ہے۔
- زندگی کی تمام مسرتیں پیار سے "ماں" کہتے ہی مل جاتی ہیں۔
- ماں کی شفقت صاف وشفاف ہوا کی طرح ہوتی ہے جو سانس لینے والے کی زندگی کے لیے تو بے حد ضروری ہوتی ہے مگر اسے نظر نہیں آتی۔
- سخت سے سخت دل کو ماں کی پُرنم آنکھوں سے موم کیا جاسکتا ہے۔
- اگر یہ دنیا آنکھ ہے تو ماں اس کی بینائی ہے اگر یہ دنیا پھول ہے تو ماں اس کی خوشبو ہے۔
- بچے کیلئے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے خواہ بچے کی عمر کتنی ہی ہو۔
- مسرتوں کے ہجوم اور خوشی کے طلاطم میں ماں کی عظمت دیکھو۔
- دنیا میں کوئی بھی رشتہ ماں سے پیارا نہیں۔
- جس گھر میں تعلیم اور نیک ماں ہو، وہ گھر تہذیب اور انسانیت کی یونیورسٹی ہے۔
- ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔
- ماں باپ میں بڑا درجہ ماں کا ہے۔
- بچے کا مستقبل ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔
- اپنی ماں کی ہر بات مانا کریں اور جس بات سے منع کریں وہ کبھی نہ کریں۔
- ماں نعمت ورحمت ہے۔
- ماں کو اولاد کی خوشی عزیز ہوتی ہے۔
- ماں گلاب جیسی خوشبو اور چودھویں کے چاند جیسی چاندنی ہے۔
- ماں فرشتوں جیسی معصومیت اور سچائی کا پیکر ہے۔
- ماں اولاد کے لیے ڈھال ہے۔
- ماں ہمارے دکھ کا مداوا کرتی ہے۔
- کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

Marfat.com

- ہر شخص انسانیت کی حقیقی تصویر اپنی ماں کے چہرے پر دیکھ سکتا ہے۔
- میری ہر تکلیف اور ہر غم میں میری ماں کا تصور میرے لیے فرشتہ بن کر آیا۔
- میں اپنی زندگی کی کتاب میں سوائے ماں کے اور کسی تصویر کو نہیں دیکھتا۔
- ماں ہمیشہ اپنی اولاد کا ناز اُٹھاتی ہے۔
- ایک ماں آپ کو صحت مند، خوش اخلاق اور بلند کردار بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔
- ماں کو جب ہماری کسی کمزوری یا غلطی کا علم ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ نرم لہجے میں نصیحت کرتی ہے۔
- ماں کڑی دھوپ میں رحمت کا سایہ ہے۔
- ماں کے مشوروں پر عمل کرو، تمام آفات سے محفوظ رہو گے۔
- ماں پریشان ہو تو کائنات بے چین ہو جاتی ہے۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنی ماں کی زیادہ سے زیادہ خدمت نہ کر سکے۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنی ماں سے زیادہ دعائیں نہ لے سکے۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنی ماں کی فرمانبردار نہیں۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جس نے اپنی ماں کو دکھ پہنچایا۔
- ماں کی محبت سے محرومی کا احساس نہیں ہوتا۔
- ماں وہ ہستی ہے جس کے خلاف کچھ کہنا گناہ ہے۔
- دُنیا کی سب سے بہترین شے ماں اور صرف ماں ہے۔
- ماں، باپ سے زیادہ شفیق ہے۔
- ماں کا غصہ وقتی ہوتا ہے۔
- دُنیا کا کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں۔
- انسان کی کامیابیوں اور ذلتوں میں ماں کا ہاتھ ہے۔
- ماں کی محبت ہمیں اونچائی کا راستہ دکھاتی ہے۔

Marfat.com

- ماں کے دل سے نرم اور ملائم شے اور کوئی نہیں۔
- ماں درس، ادب و اخلاق کی سب سے بڑی معلّمہ ہے۔
- دنیا میں کوئی چیز اتنی نازک نہیں جتنا ماں کا دل ہے۔
- ماں سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں۔
- ماں کی زندگی میں محبت اور مہربانی کا خمیر داخل کیا گیا ہے۔
- ماں باپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد سب سے اہم مقام حاصل ہے۔
- انسان کو جن ہستیوں سے سب سے زیادہ مدد ملتی ہے، وہ ماں ہے۔
- ماں کی محبت ہمیں کبھی بھی مایوس اور نا اُمید نہیں ہونے دیتی۔
- ماں کی گود میں تمام فکریں دل سے دور ہوتی ہیں۔
- ماں کی دعاؤں سے ہم اپنی منزلِ مقصود تک پہنچتے ہیں۔
- اے ماں! انسان کی ساری نیکیاں اور خوبیاں تیری ہی تابع اور تیری ہی فرمانبردار ہیں۔
- اس بات سے ہمیشہ بچو کہ ماں نفرت کرے یا بدُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔
- ماں کا دل اتنا وسیع ہے کہ اس میں ساری کائنات سما سکتی ہے۔
- ہر تکلیف اور غم کا مرہم ماں ہے۔
- انسان کو ماں سے دور اندیشی کا سبق ملتا ہے۔
- عورت ماں کے روپ میں بچوں کے لیے جنت ہے۔
- عورت ساس کے روپ میں بہو کے لیے ماں ہے۔
- ماں کی ایک مسکراہٹ سارے غموں کا علاج ہے۔
- جن کی ماں فوت ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔
- دُنیا کی سب سے حسین شے ماں اور صرف ماں ہے۔
- اللہ نے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے۔

Marfat.com

- شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ماں باپ سے سرکشی ہے۔
- ماں اپنی اولاد سے کبھی بھی زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہتی۔
- اگر ہم بہترین قوم کے خواہش مند ہیں تو ہمیں بہترین مائیں پیدا کرنی ہوں گی۔
- ہماری ماں نے ہمیں زندہ رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا ہے۔
- ماں کبھی بھی اپنی اولاد سے بے وفائی نہیں کرتی۔
- اللہ کو ماں کی دُعاؤں سے راضی کیا جا سکتا ہے۔
- جس گھر میں ماں کی عزت نہیں وہ گھر ضرور برباد ہو جائے گا۔
- ماں دکھ اور پریشانی کو ختم کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔
- جہاں ماں کا احترام ہوتا ہے وہاں اللہ بھی خوش ہوتا ہے۔
- ماں کے بغیر گھر میں برکتیں نازل نہیں ہوتیں۔
- ماں اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔
- ماں پیار کے سمندر کی مانند ہے جو ہر وقت جوش میں رہتا ہے اور اس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا۔
- جب بچہ مسکراتا ہے تو ماں کو پوری کائنات خوشی سے جھومتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔
- جس کی ماں نہ ہو اور ماں کی بہن (خالہ) بھی نہ ہو تو وہ ماں کی سہیلی کی خدمت کرے۔
- جب میں اپنی ماں کی یاد میں روتا ہوں تو فرشتے میرے آنسو پونچھتے ہیں۔
- انسان فرشتوں سے اس لیے افضل ہے کہ اسے ماں کی میٹھی لوری حاصل ہے۔
- مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ماں کا ہر حکم اللہ کے کلام کی ایک سطر ہے۔
- بہترین گھر وہ ہے جہاں پر ماں باپ کا ادب و احترام ہو۔
- جنت میں وہ اولاد، والدین کے ساتھ ہوگی جو والدین کے نقش قدم پر چلے گی۔
- ماں اولاد کے لیے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دیتی ہے مگر اولاد کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔
- ماں کہنے سے روح کو تسکین ہوتی ہے۔

Marfat.com

- اولاد اپنی ماں کے حقوق کی ادائیگی کی خاطر کتنے ہی سخت اور مشقت والے کام کیوں نہ کرے، وہ اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔
- ماں پل بھر میں وجود کے سارے دکھ چن لیتی ہے۔
- ماں سے محبت کرتے وقت اس کا چہرہ نہیں دیکھا جاتا۔
- دنیا میں ایک دروازہ ایسا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور وہ دروازہ ماں کا ہے۔
- بچہ ماں کی آنکھ کا تارا ہوتا ہے۔
- ماں باپ کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی ایسی بات نہ کہیے جو ان کو ناگوار ہو۔
- ماں باپ کے جو حقوق ہیں وہ اولاد کیلئے فریضہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- ماں کی خدمت ہی میں ہماری عظمت ہے۔
- ماں باپ سے بے پروائی برتنا اللہ کی ناشکری ہے۔
- والدین کے احسان کا حق اس دُنیاوی خدمت سے ادا نہیں ہو سکتا۔
- والدین کو ہوں سے اور سر ہلا کر کسی بات کا جواب دینا، منہ سے نہ بولنا بھی بے ادبی ہے۔
- والدین کو نہ بے چین کرنا چاہیے نہ ہی جھٹلانا چاہیے۔
- ماں ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہک اُٹھتا ہے۔
- ماں ایک سایہ ہے جو اندھیرے میں اور بھی قریب آ جاتا ہے۔
- ماں ایک دعا ہے جو سدا سر پر چادر کی طرح تنی رہتی ہے۔
- اولاد پر واجب ہے کہ والدین کی فرمانبرداری کرے۔
- ماں باپ کا نافرمان وہی ہوتا ہے جو بدبخت ہو۔
- ماں باپ کی اطاعت کرنا تمام مسلمانوں کے اہم ترین فرائض میں سے ایک ہے۔
- خوش نصیب ہے وہ فرد جس کے سر پر اس کے والدین کا سایہ طویل عرصے تک قائم رہے۔
- ماں کا تصور، اس کی یاد اور اس کا ذکر دکھوں کی تمازت کو کم کر دیتا ہے۔

Marfat.com

- ماں باپ کے سامنے شفقت اور انکساری سے جھکے رہنا، عزت کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔
- والدین یا بزرگوں کی دعا بہت بڑی نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔
- اگر آپ دنیا میں عزت و مرتبہ چاہتے ہیں تو والدین کی خدمت کریں۔
- ماں قدم قدم پر پیار کی شمعیں روشن کرتی ہے۔
- ماں سے ہمدردی کی توقع رکھنے کی بجائے ماں کا ہمدرد ہونا چاہیے۔
- اگر کوئی چیز شروع سے آخر تک ہمارے ساتھ رہ سکتی ہے تو وہ ماں کی دعا ہے۔
- صبر و استقامت کا پیکر ہے ماں!
- ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور عزت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔
- ماں کی آغوش انسان کی سب سے پہلی درس گاہ ہے۔
- ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ اور اسکے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
- ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔
- ماں سے بڑھ کر کوئی بڑا استاد نہیں۔
- ماں کی قدر اپنی زندگی ہی میں جان لو۔
- ماں کبھی اپنی اولاد سے غافل نہیں ہوتی۔
- ماں کی خدمات دیکھ کر اللہ نے جنت اس کے پاؤں تلے بچھا دی۔
- سچا پیار صرف اور صرف ایک ماں ہی کر سکتی ہے۔
- جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں کسی بزرگ سے دُعا کروانے کی ضرورت نہیں۔
- قومیں اپنی ماؤں کی گود میں پلتی اور انہی کے اخلاق و اطوار حاصل کرتی ہیں۔
- دیکھو! تمہیں مسکراتا دیکھ کر تمہاری ماں کتنی خوش ہوتی ہے۔
- تو اپنے ماں باپ کی عزت کرتا کہ تیری عمر دراز ہو۔

....

Marfat.com

دُنیا اور آخرت میں کامیابی کے رہنما اُصول

اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بدو حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے۔

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:	بدو نے عرض کیا:
❁ قناعت اختیار کرو، امیر ہو جاؤ گے۔	میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔
❁ تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جاؤ گے۔	میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔
❁ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کر دو، عزت والے ہو جاؤ گے۔	میں عزت والا بننا چاہتا ہوں۔
❁ مخلوق کو نفع پہنچاؤ، اچھے آدمی بن جاؤ گے۔	میں اچھا بننا چاہتا ہوں۔
❁ جسے اپنے لیے اچھا سمجھتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔	میں عادل بننا چاہتا ہوں۔
❁ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔	میں طاقتور بننا چاہتا ہوں۔
❁ کثرت سے ذکر کرو۔	میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں۔
❁ ہمیشہ باوضو رہو۔	میں رزق کی کشادگی چاہتا ہوں۔
❁ حرام نہ کھاؤ۔	میں دُعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔
❁ اخلاق اچھے کرلو۔	میں ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔
❁ جنابت کے بعد فوراً غسل کیا کرو۔	میں قیامت کے دن اللہ سے گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں۔
❁ کثرت سے استغفار کیا کرو۔	میں گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔
❁ ظلم کرنا چھوڑ دو۔	میں قیامت کے دن نور میں اٹھنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔ ❁ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرو۔

میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔ ❁ لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔

میں رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں۔ ❁ زنا سے بچو۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب بننا چاہتا ہوں۔ ❁ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب ہو اس کو اپنا بنالو۔

میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں۔ ❁ فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔

میں احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں۔ ❁ اللہ کی بندگی یوں کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو یا وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

میرا کون سا عمل گناہوں سے معافی دلائے گا؟ ❁ آنسو، عاجزی اور بیماری۔

میرا کون سا عمل دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گا؟ ❁ دُنیا کی مصیبتوں پر صبر کرو۔

میرا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کرے گا؟ ❁ چپکے چپکے صدقہ دو اور صلہ رحمی کرو۔

سب سے بڑی برائی کیا ہے؟ ❁ بداخلاقی اور بخل۔

سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟ ❁ اچھے اخلاق، تواضع اور صبر۔

میں اللہ تعالیٰ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں۔ ❁ لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو۔

چالیس احادیث

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا؛ چالیس احادیث جن کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو اِن کو یاد کر لے جنت میں داخل ہوگا، وہ کیا ہیں؟ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) اللہ پر ایمان لائے یعنی اس کی ذات وصفات پر

(۲) اور آخرت کے دن پر (۳) اور فرشتوں کے وجود پر

Marfat.com

(۴) اور پہلی کتابوں پر (۵) اور تمام انبیاء علیہم السلام پر

(۶) اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر

(۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(۸) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

(۹) ہر نماز کے وقت' کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے۔

(۱۰) زکوٰۃ ادا کرے۔ (۱۱) اور رمضان کے روزے رکھے۔

(۱۲) اگر مال ہو حج کرے۔

(۱۳) بارہ رکعات سنت موکدہ روزانہ ادا کرے۔ (جس کی تفصیل دوسری روایات میں بھی اسی طرح ہے کہ فجر سے پہلے دو رکعت' ظہر سے قبل چار رکعت' ظہر کے بعد دو رکعت' مغرب کے بعد دو رکعت' عشاء کے بعد دو رکعت۔

(۱۴) اور وتر تو کسی رات میں نہ چھوڑے کیونکہ وہ واجب ہیں۔

(۱۵) اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے (۱۶) اور والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

(۱۷) ظلم سے یتیم کا مال نہ کھائے۔ (۱۸) شراب نہ پیئے۔

(۱۹) زنا نہ کرے۔ (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھائے۔

(۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے۔ (۲۲) خواہشاتِ نفسانیہ پر عمل نہ کرے۔

(۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔ (۲۴) عفیفہ عورت کو تہمت نہ لگائے۔

(۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔ (۲۶) لہو ولعب میں مشغول نہ ہو۔

(۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو۔

(۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہو۔

(۲۹) کسی کا مذاق مت اُڑائے۔ (۳۰) کسی کی چغلی مت کرے۔

(۳۱) ہر حال میں اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

Marfat.com

(۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کرے۔ (۳۳) اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو۔

(۳۴) رشتہ داروں سے قطع تعلق مت کرے۔ (۳۵) رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

(۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کرے۔

(۳۷) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ کا کثرت سے ورد کرے۔

(۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑے۔

(۳۹) اس بات کا یقین رکھے کہ جو تکلیف و راحت پہنچی ہے وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔

(۴۰) اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی نہ چھوڑے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جو شخص ان کو یاد کرلے' اُس کو کیا اجر ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک اُس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرمائے گا۔ اللہ پاک ہماری خطاؤں سے درگزر فرما کر محض اپنے لطف و کرم سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے تو اُس کی شانِ کریمی سے کچھ بھی بعید نہیں۔

ان احادیث کو پڑھنے والوں سے بڑی ہی لجاجت کے ساتھ استدعا ہے کہ خواجہ محمد اسلام، اماں زینب بی بی، اماں عزیز بیگم اور ان کے والدین کو بھی اپنی دُعاؤں میں شامل فرمالیں۔

اللہ سے مانگنے والے محروم نہیں رہتے

وہ کون ہے جس نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے اُس کو نا اُمید کیا؟ وہ کون ہے جس نے توبہ کی اور میں نے قبول نہ کی؟ وہ کون ہے جس نے دُعا کی اور میں نے قبول نہ کی؟ دیکھو اور غور سے سنو! میں کریم ہوں، مجھ سے کرم طلب کرو۔ میں بخشنے والا ہوں، مجھ سے بخشش مانگو۔ گنہگار میرے دروازے کے سوا کہاں جائیں گے؟ آخر یہاں آنا ہے۔ توبہ کرو، توبہ...... آدم علیہ السلام نے کہا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

Marfat.com

پاک دامنی

ایک عورت ایک باغ میں انگور خریدنے کے لیے گئی۔ قحط کا زمانہ تھا۔ باغبان نے کہا میری مراد پوری کردے تو تجھ کو غلہ اور کپڑا اور انگور دوں گا۔ عورت نے قبول کیا۔ باغبان نے کہا جاؤ باغ کے دروازے بند کر آؤ۔ عورت گئی اور دروازہ بند کر آئی۔ باغبان نے کہا کہ دروازے بند کر دیئے؟ کہا: ہاں بند کر دیئے، مگر ایک دروازہ کو بند نہ کر سکی۔ باغبان نے کہا کہ وہ کون سا دروازہ ہے؟ عورت نے کہا کہ اللہ پاک کا دروازہ، اگر لاکھ دروازے بند کر دیے جائیں تب بھی وہ دیکھے گا۔ باغبان نے ایک چیخ ماری اور توبہ کر لی اور کچھ مال، غلہ اور کپڑا دے کر رخصت کیا۔ غیب سے آواز آئی کہ ہم نے دونوں کو بخشا اور دونوں سے خوش ہوئے۔...... جب بندہ کسی نامحرم کی طرف دیکھتا ہے تو اللہ پاک فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! میں تیری طرف دیکھتا ہوں اور تو کسی اور طرف دیکھتا ہے۔

صاحبِ ایمان عورت

جس عورت کو اللہ نے ایمان کی نعمت بخشی ہو وہ جان دے دے گی مگر برائی کے قریب نہیں جائے گی۔ ایک بادشاہ نے اپنے اونچے محل سے نظر دوڑائی تو اُسے ایک مکان میں نہایت خوب رُو، خوب صورت عورت دکھائی دی۔ اُس کا دل بے قرار ہو گیا۔ اُس کے حسن و جمال پر مفتون ہو گیا۔ پہلے نامہ و پیام سے کام نکالنا چاہا۔ مگر اُس عفیفہ نے اپنی پاکدامنی کی وجہ سے توجہ نہ دی۔ آخر اُس نے حکم دیا کہ اِس سرکش عورت کو پکڑ لاؤ۔ جب وہ محل میں آئی، دل کشی اور ہوشربائی کے سارے سامان جمع کیے کہ اُس پاکیزہ عورت کو اِس کام پر آمادہ کرے جس کی تعلیم بادشاہ کے نفس نے دی تھی۔ عیش و نشاط کے تمام سامان فراہم، نفسانی جذبات اپنے شباب پر اور پیار کی مسلح افواج سامنے، تنہائی کا عالم، سارے دروازے اور کھڑکیاں بند، تمام خطروں اور کل اندیشوں سے بظاہر اطمینان، بھرجوانی قیامت کا روپ بھرے کھڑی، شبابی قوت و طاقت کا سمندر موجزن، جنسی میلان کا صبر آزما

Marfat.com

تلاطم۔ ایسے وقت میں اپنے دیدۂ پر حسرت کو پر آب کر کے کہا: اے صنم! تیری آنکھوں نے میری نیند کھودی ہے۔ عورت نے عرض کیا کہ میں ایک غریب بندی آپ شہنشاہ، بادشاہوں کو فقیروں سے کیا کام۔ بادشاہ نے جواب دیا تو حسن کی شہزادی ہے اور میں گدائے درِ حسن (یعنی حسن کے دروازے کا فقیر) اللہ کے لیے مشتاق کی طرف ایک نظر دیکھیے۔

آسمان دیکھ رہا تھا، زمین دیکھ رہی تھی، ملائکہ دیکھ رہے تھے کہ اس خاتون کا دامن عفت کدھر جاتا ہے۔ برائی کی طرف بلانے میں شیطانی قوت نے کوشش کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا تھا۔ مگر اللہ کی بندی سب کچھ دیکھتی ہے اور چاہتی تو جو کچھ بادشاہ چاہتا تھا کر گزرتی لیکن عورت نے کہا بادشاہ سلامت! ذرا صبر کیجیے، میں دوسرے کمرے میں آراستہ ہو کر حاضر ہوتی ہوں۔ غرض یہ کہ وہ دوسرے کمرے میں گئی اور اپنی دونوں آنکھیں نکال کر ایک طشت میں رکھیں اور شاہی ملازم کے ہاتھ خدمت میں ارسال کر کے کہلا بھیجا کہ جس چیز کی بڑی چاہ تھی آپ کو، وہ پیشِ حضور ہے۔ ایک کمزور ارادے والی ذات کو اپنی ہوسنا کیوں کا تختہ بناتا ہے۔ تو نے یہ جرأت کیسے کی؟ ربّ کا احسان بھول گیا اور اُس کی دی ہوئی قوت کو اُس کے ہی حکم کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے، اسی کا نام شیطانیت ہے۔ شیطان کا قصور ہی اس کے سوا کیا ہے۔ توانائیوں کا جو ذخیرہ تجھے خالق کائنات کی طرف سے ملا ہے، بجائے مرضی حق کے اُن کو تو اُس کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ بادشاہ آنکھوں کو دیکھ کر بڑا شرمندہ ہوا اور اُس پاک دامن خاتون کو بصد معذرت وعطائے انعام، عزت و احترام کے ساتھ گھر پہنچا دیا۔

اے عورت! تمھیں بھی اِسی طرح باعصمت رہنا ہوگا۔ خاتون نے جس جوش، جس عزم اور استقلال سے جرأت ایمانی کا مظاہرہ کیا ہے اِس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ خاتون کو تقویٰ نے اپنے کنارِ عاطفت میں جگہ دی۔ یہی وہ چیز ہے جو ایک مردہ صنف نازک کے قالب میں جان ڈال سکتی ہے۔ مسلمان عورتیں زمانہ کے نئے حالات سے بدل رہی ہیں۔ اگر میری مائیں اور بہنیں اِس نصیحت کو اپنی زندگی کا نمونہ بنالیں تو اُنھیں معلوم ہوگا کہ دین داری، خدا ترسی، پاکیزگی، دُنیا و

Marfat.com

آخرت کی نیکیوں کو اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو صنف نازک عظیم الشان گلستان کے لیے چمن آرا ہو سکتی ہے۔ جب اُس کے باغ تمدن میں بہار آئے گی تو ایک نیا رنگ و بو پیدا ہوگا۔ جب تم کسی کی عزت لوٹنے کے درپے ہو گے تو دوسرا تمہاری عزت لوٹے گا۔

قصہ بہادر جرنیل کے بزدل بادشاہ کا

خلیفۂ مصر کا امیر موصل کی لونڈی کو غصب کر لینا: ایک مخبر نے خلیفۂ مصر سے عرض کیا کہ امیرِ موصل کے پاس ایک کنیز ہے۔ تمام عالم میں اُس کے حسن کا جواب نہیں۔ اُس کے حسن کی تعریف بیان میں نہیں آ سکتی۔ اِس مرقع میں ایک ہلکا سا عکس اُس کے حسن کا موجود ہے۔ بادشاہ نے جوں ہی مرقع میں اُس کی تصویر دیکھی، ہوش جاتے رہے۔ اُسی وقت ایک پہلوان کو بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ موصل کی سمت روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس ماہ پارہ کو تیرے حوالے نہ کرے تو اُس کے علاقے کو اُلٹ پلٹ کر دے اور اگر دے دے تو اُسے چھوڑ دے اور اُس ماہ پارہ کو یہاں لے آ۔ وہ پہلوان بڑے کروفر کے ساتھ ہزاروں رسموں اور طبل و علم کے جھرمٹ میں موصل کو روانہ ہوا۔ جس طرح کہ اَن گنت ٹڈیاں کھیتوں کو لپٹ جاتی ہیں، اسی طرح یہ فوج اہلِ موصل کی ہلاکت پر کمر بستہ ہوگئی۔ ایک طرف سے تیروں کی، دوسری طرف سے منجنیق کے پتھروں کی بوچھاڑ کر دی اور تیسری طرف تلواریں کوندتی ہوئی بجلیوں کی طرح سونت سونت کر پل پڑے۔ ہفتہ بھر سخت خون ریزی کی۔ امیرِ موصل نے جب لڑائی کی صورت بگڑتی ہوئی دیکھی تو اندرونِ شہر سے ایک سفیر روانہ کیا کہ اِن انسانوں کی خون ریزی سے تیرا مقصد کیا ہے، جو جنگ میں روزانہ مارے جا رہے ہیں؟ اگر تیری نیت ملک موصل اور اُس کے دار السلطنت پر ہے تو بغیر جنگ کے بھی یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ میں اس طرف سے شہر کے باہر چلا جاتا ہوں اور تو ادھر سے داخل ہو جا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِن مظلوموں کا خون تیرا دامن گیر ہو اور اگر تیرا منشا موتی اور سونا چاندی ہے تو یہ چیز ملک و شہر دینے سے بھی زیادہ آسان ہے۔ تجھے جتنا سونا چاندی مطلوب ہے وہ میں بھیجے دیتا ہوں۔ جب سفیر اُس

Marfat.com

پہلوان کے پاس پہنچا تو پہلوان نے کہا کہ مجھے ملک چاہیے نہ مال۔ میں تو ایک صاحبِ جمال چاہتا ہوں۔ وہ مرقع جس میں حسینہ کی تصویر تھی، دے دیا اور کہا کہ اُس کے پاس لے جا اور صاف صاف بیان کر دے کہ جس کی یہ تصویر ہے اُس کو جلدی روانہ کر دو۔ بس تمہارے ملک اور تمہاری جانوں سے پھر ہم کو کوئی سروکار نہیں۔ ورنہ میرے قہر وغضب کو تم جانتے ہی ہو۔ سفیر نے واپس آ کر سب حال بیان کیا وہ مرقع دیا اور حکم بھی سنایا۔ امیر کی مردانگی دیکھو! اُس نے کہا میں ایمان کے عہد میں بت پرستی جائز نہیں رکھتا۔ لہٰذا یہ بت اِسی بت پرست کے پاس رہنا زیادہ مناسب ہے۔ کافی مال ومتال کے ساتھ اُس لونڈی کو شاہی لشکر گاہ تک لے جا کر حوالے کر دیا۔

اب سنیے کہ جب اُس پہلوان نے کنیز کی صورت دیکھی تو خود ہزار جان سے عاشق وفریفتہ ہو گیا۔ موصل سے واپس راستہ طے کر رہا تھا کہ ایک پہاڑ کے دامن میں منزل کی۔ اُس کے عشق کی آگ اِس قدر بھڑک رہی تھی کہ زمین اور آسمان میں تمیز نہ کر سکتا تھا۔ کنیز کے خیمے میں گھس گیا۔ بھلا اِس حالت میں عقل کہاں اور خلیفہ کا خوف کسے رہتا ہے۔ جب اس جنگل میں خواہش اپنی چنگاریاں پھینکتی ہے تو عقل کو کانٹوں کی طرح جلا ڈالتی ہے۔ اس وقت اس کی آگ کے آگے سو خلیفہ بھی ہوں تو مکھی سے کم تر ہوتے ہیں۔ لیکن عین مستی کی حالت میں یکا یک شور وغوغا لشکر سے اُٹھا۔ پہلوان نیم برہنہ تلوار کھینچے باہر نکل آیا۔ دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا شیر جنگل کی طرف سے حملہ آور ہوا ہے۔ عربی گھوڑے آسیب زدوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑے پھر رہے ہیں اور سارے طویلے اور خیمے اوندھے ہو رہے ہیں۔ وہ شیر موج دریا کی طرح ہوا میں گزوں اُونچا اُچھل رہا تھا۔ مگر یہ پہلوان بھی بڑا بہادر اور نڈر تھا۔ شیر کے سامنے شیر ہی کی طرح آیا اور تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے کر دیے اور فوراً ہی اپنی معشوقہ کے خیمے میں آیا۔ ایسے مہیب شیر سے مقابلہ کیا پھر بھی اُس کی مستی کم نہ ہوئی اور وہ کنیز بھی اس کی مردانگی کو دیکھ کر تعجب میں رہی۔

چند روز عاشقی کی یہی لے چلتی رہی۔ اس کے بعد پہلوان اپنے سنگین جرم پر پشیمان ہونے لگا۔ کنیز کو قسمیں دیں کہ چودھویں رات کے چاند! اس واقعے کی خبر کہیں بادشاہ کو نہ ہو جائے۔ اِس کا

Marfat.com

خیال رکھنا۔ اِس قسما قسمی کے بعد کنیز کو لے کر بادشاہ کے حضور میں گیا۔ جونہی بادشاہ نے اُس لونڈی کو دیکھا وہ بھی قبضے سے باہر ہو گیا۔ کنیز کا وصف جس قدر سنا تھا اُس سے زیادہ دیکھا۔ بھلا دیکھا دیکھی، سناسنی کے برابر کیسے ہوسکتی ہے۔ غرض محل میں فوراً داخل کیا لیکن جب خلوت میں اُس کے پاس گیا تو اتفاق سے چوہے کے کاغذ کترنے کی آواز اُس کے کان میں آئی۔ اُسے یہ وہم گزرا کہ یہ سرسراہٹ سانپ کی نہ ہو جو تیزی سے فرش پر چل رہا ہے۔ کنیز نے جو دیکھا کہ بادشاہ کا سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا تو اس پر ہنسی اِس قدر غالب آئی کہ بہت دیر تک ہنستی رہی اور بہتیری کوشش کی مگر بند نہ ہوئی۔ پھول بھنگڑوں کی طرح ہنس رہی تھی۔ اُس کی ہنسی نفع ونقصان سے پر غالب آئی۔ جس قدر اُس پہلوان کا واقعہ یاد کرتی تھی اُسی قدر ہنسی بڑھتی جاتی تھی۔ اُس کی ہنسی ایسی تھی جیسے کہ کسی نہر کا دہانہ کھل گیا ہو۔ جب کسی عنوان اُس کی ہنسی رُکی نہیں تو خلیفہ غضب آلود ہو گیا۔ فوراً نیام سے تلوار نکالی اور کہا کہ اے پلید! اِس ہنسی کا سبب جلد بیان کر۔ میرے دل میں اِس ہنسی سے بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔ سچ کہہ بات بنانے نہ دوں گا۔ اگر تو غلط بیانی سے مجھے دھوکہ دے گی یا بہانہ بازی سے کام لے گی تو یاد رکھ اصل واقعہ جان لوں گا۔ بادشاہوں کے دل میں ایک بڑا چاند روشن رہتا ہے اگرچہ کبھی کبھی غفلت کے بادل میں چھپ جاتا ہے۔ مگر وہ بادشاہی فراست اس وقت میرے ساتھ ہے۔ اگر سچ سچ نہ کہے گی تو میں اِسی تلوار سے تیری گردن اُڑا دوں گا۔ اب کوئی بہانہ یا فریب کام نہ آئے گا اور اگر سچی بات بتا دے گی تو تجھے آزاد کر دوں گا۔ عہد اللہ کا حق ہے، میں اس کو نہ توڑوں گا اور تجھے خوش کروں گا۔ کنیز نے مجبور ہو کر اُس پہلوان کا حال بیان کر دیا۔ راستے میں اُس کا خیمے میں آنا، شیر کا نکلنا، پہلوان کا شیر مارنا اور پھر خیمۂ عروسی میں داخل ہونا، سب بیان کیا اور کہا کہ باوجود اِس قدر قوت صرف کرنے کے اُس کی مستی میں کوئی کمی نہ تھی بلکہ بدستور برقرار تھی۔ تجھ میں تو اس قدر سستی ہے کہ چوہے کہ کترنے کی آواز سے تیرے ہوش جاتے رہے۔ چوں کہ میں نے تیرا واقعہ بھی دیکھا اور اُس کا بھی، اس لیے مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی۔ بھیدوں کو حق خود آشکار کرتا ہے۔ تو بدی کا تخم بوئے گا تو وہ ضرور تیرے آگے آئے گا۔ یہ سن کر بادشاہ کو سخت عبرت ہوئی۔ اپنے جی میں

Marfat.com

کہا کہ میں نے دوسروں کے ساتھ جو کچھ کیا اُس کا بدلہ میری جان کو ملا۔ اپنی قوت و مرتبے کے بل پر میں نے دوسرے کی بیوی کا قصد کیا تو اُس کا یہ وبال پڑا۔ میں نے دوسروں کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو لامحالہ میرا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ جو شخص کہ دوسروں کی ناموس سے بدکاری کا ارادہ رکھے تو جان لو کہ دوسرا بھی اُس کے ناموس کی تاک میں ہے۔ جب میں نے امیرِ موصل سے اُس کی کنیز ہتھیالی تو لوگوں نے مجھ سے بھی اُسے غصب کرلیا۔ اگرچہ وہ میرا امین اور میرا غلام تھا۔ لیکن میری خیانتوں نے اُس کو بھی خائن بنا دیا۔ یہ موقع کینہ یا بدلہ لینے کا نہیں ہے۔ کیوں کہ میں نے خود ہی بیہودہ کام کیا تھا۔ اگر کینے پر آتا ہوں تو یہ کنیز مر جائے گی اور یہ جبر و ظلم بھی میرے سر پر رہے گا۔ جیسا میں نے ظلم کیا تھا اُس کے عوض مجھ پر بھی ظلم ہوا۔ ایک بار آزمالیا اب دوبارہ نہ آزماؤں گا۔ یہ سوچ کر بادشاہ نے کہا کہ اے کنیز! اب زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ تم نے کیا اس کو دل میں رکھ، کسی پر ظاہر نہ کر۔ میں اُسی سردار کے ساتھ تجھے کردوں گا۔ خبردار! اس واقعے کی خبر کسی کو نہ کرنا تاکہ وہ مجھے دیکھ کر شرمندہ نہ ہو کیوں کہ اُس نے بدی تو ایک کی مگر اُس میں لاکھوں نیکیاں پوشیدہ تھیں۔ میں نے بارہا اُس کو آزمایا ہے اور تجھ سے زیادہ حسین اس کی نگرانی میں رکھے ہیں۔ آج تک اُس کو پورا پورا امانت دار پایا۔ لہٰذا یہ میرے ہی کرتوت کی سزا تھی۔ پھر اُس پہلوان کو اپنے حضور طلب کیا اور انتقامی غصے کو پی کر یہ بہانا کیا کہ مجھے اِس کنیز سے نفرت ہوگئی ہے اور اس کے حسد سے ولی عہد کی ماں فریاد و فغاں کرتی ہے اور غمگین ہوگئی ہے۔ پھر جب اِس کنیز کو کسی کے حوالے کرنا ہی ٹھہرا تو اے عزیز! تو اِس کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ جب کہ تو ایسی جاں بازیوں سے اِس کو یہاں تک لایا ہے تو تیرے سوا دوسرے کے حوالے کرنا پسندیدہ نہیں۔ غرض اُس کا نکاح اُسی پہلوان سے کردیا۔

پھل پھول دے پھل پات لے دکھ درد دے آفات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

....

Marfat.com

توبہ ذریعہ نجات ہے

شائستہ زمانہ میں ایک صاحب حج کے لیے روانہ ہوئے۔ نان نفقہ کے لیے بیوی کو نقد روپیہ دے گئے، چھوٹے بھائی سے کہہ گئے کہ خبر گیری رکھنا۔ بھائی گھر میں آتا رہا اور بھاوج کے حسن و جمال پر نظر ڈالتا رہا۔ شامت کے ماروں میں پردہ نہ تھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نظر ایک تیر ہے شیطان کے تیروں میں سے۔ نیت میں فتور آیا کیونکہ شیطان انسان کا ظاہر دشمن ہے۔ ہر طرح سے شیطان نے وسوسے ڈالے۔ آخر اُس نے بے حیائی سے ایک دن پیغام وصل دیا تو اُس باحیا بھاوج نے بہت آڑے ہاتھ لیا اور برا بھلا کہا۔ اُس شہوت کے مارے نے کہا کہ اگر اپنی زیست چاہتی ہے تو میرے حکم کی تعمیل کر، ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھ۔ بھاوج نے کہا کہ عزت پر جاں نثار ہے۔ جب اُس باعفت پر قابو نہ چلا تو چند اُو باشوں کو بلایا اور زنا کی تہمت لگائی۔ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ قاضی نے گواہی لینے کے بعد رجم کا حکم دیا۔ اُن نابکاروں نے سنگسار کرنا شروع کیا۔ یہ بے چاری سہارتی رہی، آخر بیہوش ہوگئی اور اُن شامت کے ماروں نے جانا کہ مرگئی اور یہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ صبح ہوتے ہی اُسے ہوش آیا اور بہت ہائے واویلا کرنے لگی اتفاق سے وہاں ایک اعرابی آیا اور اُس کو اپنے گھر لے گیا اور علاج معالجہ کے بعد وہ تندرست ہو گئی۔ چوں کہ صاحبِ جمال تھی، اعرابی مذکور نے بھی اُس پر ڈورے ڈالے۔ اُس نے کہا: "مکن آتش شہوت راتیز" صاحب مذکور نے کہا مجھ سے نکاح کر لے۔ عورت نے کہا: میرا نکاح ہو چکا ہے۔ اعرابی خاموش رہا اور کہا: معاف فرماؤ مجھے معلوم نہ تھا۔ اُس اعرابی کا ایک غلام بھی تھا، وہ گھر میں آتا تھا۔ اُس کی رال ٹپکی اور اُس عورت کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ یہ باخدا عورت تھی بے لاگ سنائیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات، سچ ہے جب وہ مالک سے راضی نہ ہوئی تو غلام سے کب راضی ہوتی۔ غلام نے بہت طیش کھایا اور کہا: تم یہاں نہ رہنے پاؤ گی۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہے یا یوں کہو کہ شیطان غلام کے سر پر سوار تھا۔ عقل حواس باختہ ہو رہے تھے۔ اپنے آقا کے شیر خوار بچہ کو جو

Marfat.com

اپنی ماں کے پاس سورہا تھا، قتل کر کے خون آلود چھری اُس پاک دامن عورت کے بستر ے تلے رکھ دی۔ آقا جب صبح بیدار ہوا، لڑکے کو ذبح ہوا پا کر غصہ سے لال ہوا۔ غلام بولا کہ قاتل کو میں تلاش کر کے رہوں گا۔ اِس گھر میں سوائے گھر والوں کے کوئی اور نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اُس دیندار عورت کے بستر سے چھری نکال لایا اور کہا کہ یہ اسی عورت کا کام ہے۔ اعرابی نے عورت سے کہا نیکی کا بدلہ یہی ہے؟ عورت نے کہا کہ مجھے بچے کے قتل سے کیا ہاتھ آتا جو میں قتل کرتی۔ میں اِس سے بری ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتی کہ یہ کس کا کام ہے۔ اب جو آپ کے مزاج میں آئے کیجیے۔ اعرابی نے بہت غور کیا اور سمجھا کہ اِس عورت سے غلام دشمنی رکھتا ہے اور اس کے نکالنے کے لیے یہ حرکت کر بیٹھا ہوگا۔ بچہ کے قتل پر صبر کیا اور اُس عفت پناہ بی بی کو تین سو درہم دے کر کہا جاؤ تمہارا ہمارے یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے۔ یہ عورت یہاں سے چل پڑی۔ کچھ دور جا کر اُس نے دیکھا کہ آدمی جمع ہیں اور ایک آدمی کو پکڑ رکھا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یا تو تین سو درہم باجگزاری کے دے دو، ورنہ تہ تیغ کر دیا جائے گا۔ وہ غریب منت سماجت کرتا ہے، مگر وہاں کوئی نہیں سنتا۔ اِس عورت کی حمیّت نے نہ چاہا کہ درہموں کو اپنے پاس رکھے۔ فوراً اُس امیر کو جس کا وہ باجگزار تھا تین سو درہم دے کر اُس کو اللہ کے واسطے چھڑا دیا۔ جس نے سنا مرحبا کہا اور اُس عورت نے اپنا راستہ لیا۔ یہ آدمی امیر کے چنگل سے چھٹ کر اپنی محسنہ کے پیچھے پیچھے ہولیا اور وہ ہر چند کہتی رہی کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے مگر اُس کا حسن دیکھ کر لٹو ہو گیا اور پیغامِ وصل کر ڈالا۔ جب اُس نے دھمکایا اور کہا کہ مجھ سے یہ کلام نہ کر تو اُس نے کہا کہ اچھا اب نہیں کروں گا، مگر اُس کے ساتھ مثل سایہ کے چلتا رہا۔ چلتے چلتے ایک سمندر کے کنارے پہنچے وہاں ایک جہاز سوداگروں کا لنگر ڈالے ہوئے تھا۔ اُس بے ہودہ مرد نے اُن سوداگروں سے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے، میں اُسے بیچنا چاہتا ہوں، تم خرید لو۔ جو کچھ دے دو گے لے لوں گا۔ ایک سوداگر نے سو درہم میں خرید لی۔ ہر چند عورت نے کہا میں کسی کی کنیز نہیں ہوں بلکہ اس کے امیر کو تین سو درہم دیے تھے جو اس کے قتل پر آمادہ تھا۔ میں نے اسے تین سو درہم دے کر چھڑایا ہے۔ یہ مثال اُس پر صادق آتی ہے "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔" حسن انسان کا

Marfat.com

دشمن ہے۔ وہ اُس کو خوبصورت پا کر جہاز پر لے گئے اور جہاز کا لنگر چھوڑ دیا اور چاہا کہ اُس سے وہ فعل کریں جس کی وہ ہرگز خواہاں نہ تھی، بے تاب ہو کر دلِ پرسوز سے دُعا کی: الٰہی! مجھے موت آئے یا میری آبرو ریزی کرنے والوں کو، وہاں کیا دیر تھی۔ دعا قبول ہوئی، ایک شعلہ آگ کا آیا اور سب جہاز والوں کو جلا کر راکھ کر گیا اور اُن کا مال و اسباب بچ گیا۔ یہ جہاز بغیر ناخدا کے ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں کے قلی اور حمال وغیرہ کشتیاں لے کر دوڑے۔ جب جہاز کے پاس گئے تو اُس عورت نے دیکھ کر کہ میرا حسن و جمال ہر جگہ رنگ لاتا ہے اپنا لباس مردانہ کر لیا تھا۔ مزدوروں نے کہا کہ صاحب تن تنہا کہاں سے آئے ہیں، کیوں کسی کو ساتھ نہیں لائے ہیں؟ اُس نے کہا کہ میری حکایت ایک عبرت افزا ہے تم سے ہرگز نہ کہوں گا۔ ہاں اگر یہاں کا بادشاہ آئے اور میرا حال پوچھے تو کہوں گا۔ رفتہ رفتہ یہ بات بادشاہ کے کان تک پہنچی اور وہ معہ اراکینِ سلطنت آیا اور دریافت کیا۔ اُس نے عرضِ حال کہہ سنایا میں چونکہ حسن کی دولت سے مالا مال ہوں۔ یہ سوداگر حریص و نالائق و نافہم تھے وہ مجھے شکیل پا کر برے فعل پر آمادہ ہوئے تو میں نے بددعا بدرگاہِ قاضی الحاجات کی، وہ اجابت کو پہنچی کہ شعلۂ سوزاں آگ کا آیا اور سب کو جلا گیا۔ اب دُنیا کی بے ثباتی دیکھ کر میرا دل دنیا سے ہٹ گیا ہے۔ میرے لیے ایک معبد خانہ بنا دیجیے اور یہ مال و متاع آپ لے لیجیے۔ بادشاہ نے بموجب اُس کے کہنے کے ایک عبادت خانہ بنوا دیا اور کھانے کا انتظام کرا دیا۔ یہ عبادت خانہ میں رہتی اور رات دن اللہ اللہ کرتی تھی۔ اتفاق سے بادشاہ سخت بیمار ہوا اور کسی علاج سے اُس کو افاقہ نہ ہوا اور اپنی زندگی سے مایوس ہوا تو اُس نے یہ وصیت کی کہ میرے بعد اس عابد کو تخت پر بٹھانا اور سلطنت کی باگ ڈور اُس کے ہاتھ میں دینا۔ الغرض وہ بادشاہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گیا۔ جب امیر و وزیر اُس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو فقیر کی طرف مائل ہوئے۔ فقیر نے ہر چند کہا کہ میں تارک الدنیا ہوں مجھے سلطنت سے کیا کام۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ فقیر نے حیران ہو کر کہا کہ میں مجرد آدمی ہوں مجھے ایک لونڈی چاہیے۔ وزیروں اور امیروں نے کہا کہ ہماری بیٹیاں حاضر ہیں۔ کہا اچھا تم سب اپنی اپنی صاحبزادیاں مع اُن کی ماؤں کے بھیج دو۔ غرض وہ سب حاضر ہوئیں۔ اُس

Marfat.com

نے سرگزشت اُن سے بیان کی۔ انہوں نے جا کر اپنے اپنے خاوندوں سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے ایک آدمی کو منتخب کر کے اپنا بادشاہ بنالیا اور یہ عورت اُسی معبد خانہ میں عبادت کرتی رہی۔ جو کوئی اپنی حاجت لے کر جاتا اُس کی دعا برکت سے اپنا مدعا پاتا۔ آہستہ آہستہ اُس کا ذکر شہرہ آفاق ہوا۔ دور نزدیک سے آدمی آتے اور اپنا مدعا پاتے۔ اُس کا شوہر بھی حج سے مراجعت کر کے آیا اور اُس نے بھی یہ شہرہ سنا۔ گھر پر اپنے بھائی کو نابینا پایا اور بیوی کا حال دریافت کیا تو بھائی نے بتایا کہ اُس نے زنا کیا تھا۔ قاضی نے اُس کو رجم کرایا، وہ مرگئی۔ حاجی صاحب کو دو رنج لاحق ہوئے۔ ایک بیوی کا گو وہ بظاہر لاعلاج تھا اور دوسرا بھائی کے نابینا ہونے کا۔ حاجی صاحب نے کہا کہ میں سنتا آیا ہوں کہ ایک عابدہ ہے یہاں سے دور کے فاصلہ پر کہ اُس کی دعا کی برکت سے مایوس شدہ بیمار شفا پاتے ہیں، تم میرے ہمراہ چلو۔ غرض کہ روانہ ہو کر اُس قریہ میں پہنچے جہاں اُس اعرابی کا مکان تھا جو کہ رجم کے میدان سے اُس عورت کو لے گیا تھا۔ اُس کے حبشی غلام کو جذام ہو گیا تھا۔ حاجی صاحب سے اُس اعرابی نے پوچھا کہ آپ کدھر تشریف لے جائیں گے۔ حاجی صاحب نے اُس عابدہ کا حال بیان کیا۔ اعرابی بھی اپنے حبشی غلام کو ساتھ لے کر چلا۔ چلتے چلتے سب کے سب اُس دہقان کے گھر پہنچے جس کو اُس باعصمت بی بی نے تین سو درہم دے کر چھڑایا تھا۔ یہ لنجہ معذور ہو گیا تھا۔ اُس کی ماں بڑھیا تھی اُس نے حاجی صاحب سے اُس عابدہ کا حال سنا تو اس ضعیفہ نے بھی اپنے بیٹے کو ہمراہ لیا اور یہ سب عابدہ کے دروازے پر پہنچے۔ عابدہ نے سب مریضوں کو دیکھا اور پہچان لیا اور کہا کہ تم سب صاف صاف اپنے جرم کا اقرار کرو اور جو تم نے بتانے میں قصور کیا تو اِن مرضوں کا دور ہونا مشکل ہے۔ حاجی صاحب نے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تجھ سے جو کچھ خطا ہوئی ہے اُس کو صاف صاف بیان کر دے۔ اُس نے جواب دیا مجھے یونہی رہنے دیجیے۔ مجھ سے صاف صاف اظہار نہ کرائیے۔ حاجی صاحب نے گرم ہو کر کہا: سچ بولنے میں کیا شرم کی بات ہے۔ آخر نیچی نگاہ کر کے اپنی عفت پناہ بھاوج کا سب ماجرا کہہ سنایا کہ وہ زنا سے پاک تھی۔ میں نے تہمت لگا کر مجرم بنایا تھا۔ یہ سن کر حاجی صاحب کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا۔ آخر طیش کھا کر چپ ہو گئے اور منہ

Marfat.com

سے کچھ نہ بولے۔ عابدہ نے زاری کے ساتھ حق تعالیٰ سے دعا کی جو فوراً قبول ہوئی۔ دفعتہً وہ بینا ہو گیا۔ بعدۂ حبشی جذامی سے کہا کہ تو بھی اپنا ماجرا سچ سچ سنا دے۔ اُس نے جواب دیا کہ اپنا پردہ میں خود فاش نہ کروں گا۔ اُس کے مالک نے کہا: اگر تو نے جرم کیا ہے تو میں نے اُسے معاف کیا اور تجھ سے انتقام نہ لوں گا۔ تب وعدہ معافی پا کر اُس نے کہا کہ اے مالک! تمہارا وہ چھوٹا بچہ مجھ نالائق کے ہاتھ سے ناحق قتل ہوا۔ میں نے قتل کر کے چھری عورت کے بستر کے نیچے رکھ دی تھی۔ پھر وہاں سے نکال کر اُس معصوم عورت کو ملزم بنایا تھا۔ عابدہ نے یہ سن کر حق تعالیٰ سے دُعا کی۔ اللہ کے فضل سے وہ تندرست ہو گیا۔ پھر بڑھیا کے بیٹے کی باری آئی۔ اُس نے دیکھا کہ دو کو شفا ہو چکی ہے تو اپنا حال اس طرح بیان کرنے لگا کہ مجھ پر تین سو درہم ایک امیر کا قرض تھا جو مجھ سے ادا نہیں ہو رہا تھا اور وہ میری سزا ہی کے سخت درپے تھا۔ ایک عورت فرشتہ رحمت کی طرح ظاہر ہوئی اور اُس نے وہ تین سو درہم ادا کر دیے۔ میں امیر سے چھوٹ کر اُس عورت کے پیچھے پیچھے ہولیا اور بدکام کا ارادہ کیا۔ اُس پاک دامن نے نامنظور کیا اور مجھ کو جھڑک دیا۔ چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچے۔ ایک جہاز لنگر انداز تھا۔ میں غصہ میں بھرا ہوا تو تھا ہی اُس عورت کو اپنی لونڈی ظاہر کر کے اہلِ جہاز کے ہاتھ بیچ دی۔ اُس روز سے بیمار ہوں، زیست سے بیزار ہوں۔ عابدہ نے یہ سچا واقعہ سن کر اللہ پاک سے دُعا کی۔ اس نے بھی مرضِ مہلک سے نجات پائی۔ جب یہ تینوں تندرست ہو گئے تو عابدہ نے اُن تینوں کو باہر جانے کا حکم دے دیا اور اپنے شوہر کو رہنے دیا۔ جب یہ تینوں باہر ہوئے تو عابدہ نے اپنے چہرہ سے نقاب اُٹھا دی۔ شوہر اُس کو دیکھ کر فرطِ مسرت سے آنسو بھر لایا۔ عورت نے کہا: کیوں روتے ہو، اپنی جان کھوتے ہو۔ کہا تم کو دیکھ کر مجھ کو اپنی پاک دامن بیوی یاد آئی ہے۔ اُس کی بھی شکل و شباہت ایسی ہی تھی۔ اگر قاضی نے اُس کو سنگسار نہ کر دیا ہوتا تو میں جانتا کہ تم وہی ہو۔ عورت نے اب زیادہ دیر تک اپنے خاوند کو مایوس رکھنا مناسب نہ سمجھا، فوراً بول اُٹھی کہ میں زوجہ ہوں۔ پھر ساری سرگزشت اپنی سنائی۔ وہ یہ ماجرا سن کر بہت متحیر ہوا۔ حق شناس بندوں کی طرح اللہ پاک کا شکر بجا لایا اور لوگوں نے بھی سنا۔ سب اس کی سلامتی پر خورسند ہوئے اور تینوں مجرموں نے بھی

Marfat.com

پہچانا۔ اپنے افعالِ گزشتہ سے نادم اور تائب ہوئے اور اُس کے پاؤں پر گر پڑے اور اُس کی پارسائی کو مان گئے۔ معذرت کر کے عفو کے خواہاں ہوئے۔ اُس نے عالی حوصلگی سے کام لے کر سب کی خطا کو معاف کیا اور اُن کو مال و دولت دے کر رخصت کیا۔ اس شہر کے لوگوں کو جب یہ ماجرا معلوم ہوا تو انہوں نے اُس کے خاوند کو اپنا بادشاہ بنایا اور اعرابی کو اُس کا وزیر بنایا۔ اس طرح وہ نیک نامی اور شان وشوکت سے رہنے لگے اور حق تعالیٰ کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت کرنے لگے۔ سبحان اللہ! اطاعت اور بندگی حق اور پارسائی بھی کیا چیز ہے۔ یہ بادشاہت جو اُس کے خاوند کو ملی یہ ہرگز اُس کے حج کے باعث نہ تھی بلکہ اُس کی باعفت وعصمت بیوی کی پاکدامنی کا سبب تھا۔

حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفات کے میدان میں شام کے وقت ایک شخص دیکھا کہ وہ نہایت بے تابی سے رو رہا ہے اور بے تابی سے روتے ہوئے چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''وہ کتنی پاک ذات ہے، وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اگر ہم کانٹوں پر اور گرم سوئیوں پر اُس کے سامنے سجدے میں گریں تب بھی اُس کی نعمتوں کے حق کا عشرِ عشیر بھی ادا نہ ہو بلکہ عشرِ عشیر کا عشرِ عشیر بھی ادا نہ ہو۔'' اس کے بعد انہوں نے کچھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''اے پاک ذات میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی اپنی لغزش میں تجھے یاد نہ کیا اور میرے مالک تو مجھے غائبانہ ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ میں اپنی جہالت سے کتنی مرتبہ گناہوں کے ساتھ اپنی پردہ دری کر چکا ہوں اور تو اپنے حلم کے ساتھ مجھ پر لطف و مہربانی کرتا رہا اور میری پردہ پوشی کرتا رہا۔'' حضرت بشر حافیؒ کہتے ہیں کہ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے؟ تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوعبیدہؒ خواص تھے جو ممتاز بزرگوں میں ہیں۔ اُن کے متعلق مشہور ہے کہ ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اُٹھایا۔ کسی نے اُن سے اِس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے بڑے محسن کی طرف اس سیاہ منہ کو اُٹھاؤں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اللہ کے فرماں بردار بندے تو اِس قدر عاجزی کریں اور اپنی حسن عبادت کے باوجود اللہ جل شانہٗ سے اس قدر شرمائیں اور گنہگار اپنے گناہوں پر نہ شرمائیں اور ناز کریں۔

Marfat.com

یا اللہ! اپنے پاک چہرے کی طرف نظر کرنے سے قیامت میں ہم کو محروم نہ کرنا اور اپنے صالح بندوں کی برکات سے بھی متمتع فرمانا اور دارین میں اُن کے زیر سایہ رکھنا! امین

اسلام میں ثابت قدمی

توحید: اسلام میں توحید و رسالت کا بڑا درجہ ہے۔ توحید اسلامی قالب کی روحِ رواں ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ کون و مکان کا خالق ہے۔ ذات و صفات میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ انسان اور کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں کوئی نہ کوئی نقص اور عیب ہے مگر اُس کی ذات اِن باتوں سے مبرا ہے۔ وہی پاک ذات اپنے علم و ارادہ کے لحاظ سے کونین کی تمام چیزوں پر قابض ہے اور اُس کو بنانے اور بگاڑنے کا اختیار بھی اُسی کے پاس ہے۔ اللہ ازلی اور ابدی ہے مگر نہ کوئی اُس کی ابدیت کی انتہا پاتا ہے اور نہ ازلیت کی انتہا پا سکتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تمام ظاہرہ و باطنی رازوں کا جاننے والا ہے۔ اُس کی بہت سی مخلوق ایسی ہے جو ہماری نگاہوں سے چھپی ہوئی ہے اور ہم کو اکثر باتوں کا علم نہیں دیا گیا ہے۔ یہ وہی عقیدہ ہے جس پر عمل کرنے سے مومن کامل بن جاتا ہے۔ جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اُس کو راہِ راست ہاتھ نہیں آتی۔

رسالت: اللہ نے گناہوں کی کثرت، بدیوں کا انبار دیکھ کر تاریک جہالت کے زمانوں میں کسی نہ کسی نبی کو اصلاح کے لیے بھیجا جن میں سے بعض نبیوں پر کتابیں بھی نازل ہوئیں۔ چنانچہ انجیل، زبور، توریت اور قرآن مجید آسمانی کتابیں ہیں۔ توحید و رسالت ایمان کو مستحکم کرتی ہے۔ رسول کی نبوت، اللہ کی واحدانیت اسلامی احکام کی تعمیل پر انسان کو رغبت دلاتی ہے۔ ہر ایک کام کو شروع کر دینا آسان ہے مگر ثابت قدمی سے اُسے پورا کر کے دکھانا مشکل ہے۔ ہر کام کے آغاز میں صدہا قسم کی مصیبتیں سدِ راہ ہوتی ہیں مگر جو ثابت قدم ہیں وہ آخر میں سب پر فتح پا کر کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں۔

اسلام ہنسی کھیل نہیں ہے، لوہے کے چنے ہیں۔ اگرچہ ہم جیسے بدنام کنندہ بہت ہیں مگر نیکوکار چند مسلمان کی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آزمائش کی ہے۔ اسلام میں مصائب اُٹھا کر ثابت قدم

Marfat.com

رہنے والوں کے دفتر کے دفتر لبریز ہیں۔ اے دوست! اگر تجھ کو شوق ہے تو خواجہ محمد اسلام کی مطبوعات؛ قصص الانبیاء، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ماں کی شان، جنت کا منظر، حج کا منظر، انسانی زیور، تذکرۃ الاولیاء، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، زندگی بے بندگی شرمندگی، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟، نئی زندگی...... غور سے پڑھ۔ مرد تو مرد عورتیں جن کو کہتے کہ عورت کی بساط ہی کیا ہے، انہوں نے وہ کارنامے دکھائے ہیں کہ اس وقت کے مردوں کے ناک کان کاٹے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک خادمہ فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کر رہی تھی۔ اتفاقاً کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اُس نے بسم اللہ کہہ کر اُٹھا لی۔ لڑکی نے کہا کہ یہ نام تو میرے باپ کا ہے۔ خادمہ نے کہا یہ نام اُس اللہ کا ہے جو پروردگار تیرا اور تیرے باپ کا ہے۔ بندوں کی کیا قدرت ہے کہ یہ نام رکھا جائے۔ لڑکی نے یہ حال اپنے باپ سے کہا۔ فرعون نے خادمہ کو بلا کر کہا کہ تو اِس عقیدے سے باز آ اور میری خدائی کا اقرار کر۔ خادمہ نے کہا استغفر اللہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ سوچا میں نے اب تک اِس کلامِ حق کو چھپایا تھا، اب جو ظاہر ہو گیا اِس سے انکار کرنا دین کو دنیا کے عوض بیچنا ہے۔ یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ اپنے دین حق کو چھوڑ دوں۔ فرعون نے کہا: اے خادمہ! تیرے حقوقِ خدمت مجھ پر ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تو ہلاک ہو۔ کنگھی کرنے والی حق آگاہ نے کہا جان کا تلف ہونا قبول ہے اور اِس عقیدے سے پھرنا گوارا نہیں۔ اُس مردود نے حکم دیا کہ اِس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر طوق و زنجیر کو گلے میں ڈال کر قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ تب اُس کے دل میں جوش آیا اور روئی اور کہا: الٰہی! تجھ کو میں دوست رکھوں اور دشمن کی قید میں پڑوں۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے اللہ بندی! آدم علیہ السلام نے میری دوستی کا دعویٰ کیا، میں نے اُس کو رنج و محنت میں مبتلا کیا اور اسی طرح نوح علیہ السلام کو بلائے طوفان میں، ایوب علیہ السلام کو آلامِ جسمانی میں اور زکریا علیہ السلام کو مصیبتِ آرہ میں اور براہیم علیہ السلام کو آتشِ نمرود میں۔ اے خادمہ! مخلوق دوستی رکھتی ہے تو راحت پہنچاتی ہے اور جس کو میں دوست رکھتا ہوں، مصیبت و بلا میں گرفتار کرتا ہوں۔ لوگ اپنے دوستوں کو کھانا اور کپڑے اور مکان اور عیش دیتے ہیں اور میں اپنے دوستوں کو ننگا، بھوکا اور اہل و

Marfat.com

عیال سے بھی جدا رکھتا ہوں۔ اُس نے بزبانِ شوق عرض کیا: ”جان جائے بلا سے پر ترا دھیان نہ جائے۔“ دوسرے دن فرعون نے اُس بیچاری کو بلا کر کہا: اے خادمہ! دیکھ، اب بھی اِس کلام سے باز آ۔ اپنی ضعیفی پر رحم کر، نہیں تو ہاتھ کاٹ کر تیری آنکھیں نکلوا دوں گا۔ وہ نیک بخت سر اُٹھا کر بولی: اے ملعون! یہ ہاتھ جو تیری خدمت بجا لائے ہیں اِسی قابل ہیں کہ کاٹے جائیں اور آنکھوں نے تیری صورت ہمیشہ دیکھی ہے لائق نکالنے کے ہیں۔ تب اُس ملعون نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ ایک دیگ میں تیل بھر کر آگ پر رکھ دو۔ جب وہ دیگ خوب جوش میں آئی تب ملعون نے اُس کا ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں بلوائیں اور ایک کے بال پکڑ کر اُس دیگ میں ڈلوا دیا۔ دوسری بیٹی رو کر لپٹ گئی اور کہا: اے اماں جان! مجھ کو بچا لے۔ اُس نے کہا: اے بیٹی! بے صبری نہ کر، اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ الغرض ایک ایک کو دیگ میں ڈلوانا شروع کیا۔ ایک لڑکی اُس کی دو برس کی اُس کی گود میں تھی جب اُس کو بھی چھین کر چاہا کہ دیگ میں ڈال دیں، تب اُس کی محبت مادری جوش میں آئی اور رونے لگی۔ یہاں تک کہ فرشتے بھی اُس کے ساتھ روتے تھے اور دُعا کرتے تھے کہ الٰہی! اِس بندی پر رحم کر اور ہم کو حکم دے کہ اس وقت اس کی مدد کریں۔ حکم ہوا: اے فرشتو! چپ رہو تم ہمارے اسرار سے کیا واقف ہو۔ ”جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔“ فرشتے خاموش ہوئے۔ جب اُس کی لڑکی کو بھی دیگ میں ڈال دیا تب وہ لڑکی دیگ میں زبانِ فصیح سے کہنے لگی کہ اے ماں! میری بہنوں نے اپنے دوست کی ملاقات حاصل کی اب تو بھی جلدی آ۔ کہتے ہیں کہ جب اُس کی چھوٹی لڑکی شیر خوار کو دیگ میں ڈالا تو خوشبو اُس سے نکلی کہ تمام علاقہ معطر ہو گیا۔ پھر جب نوبت اُس خادمہ کی آئی وہ ملعون کہنے لگا اے خادمہ! اب بھی میرا کہا مان اور اقرار کر لے اور اپنے عقیدے سے باز آ۔ دیکھ، اسی سبب سے تیری اولاد کا یہ حال ہوا۔ اگر تو میری خدائی کا اقرار کر لے تو تیری جان بھی بچے اور تجھ کو خلعت اور جاگیر اِس کے عوض میں عنایت کروں۔ وہ بولی کہ اے معلون! یہ وقت میرے دوست کی ملاقات کا ہے اور اُس کا کلام اِس وقت بے واسطہ سنتی ہوں۔ تیری خلعت اور جاگیر کی میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور اس نے دیکھا تو حجاب آسمانوں کے اُس کے آگے سے اُٹھ گئے۔

Marfat.com

کیا دیکھتی ہے کہ ساق عرش معلیٰ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بخط نور لکھا ہے۔ اُس کو دیکھتے ہی بے خود ہو گئی اور از خود رفتہ ہوئی اور دیدارِ الٰہی کا اشتیاق اُس کے دل میں اور بھی زیادہ ہوا۔ الغرض اُس ملعون نے پہلے ہاتھ پاؤں اُس کے کٹوائے پھر آنکھیں نکلوائیں پھر اُس کے بند بند جدا کر کے دیگ میں ڈلوا دیا۔ جب تک جان تھی اللہ اللہ کرتی تھی۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: ''کہو اُن لوگوں سے جنہوں نے جان و مال ہماری راہ میں نثار کیا ہے اگر باغ دلکش چاہتے ہو تو یہ جنت مع حور و غلمان کے موجود ہے اور تخت مرصع حاضر ہے اور لباس پر تکلف اور عطریات اور سامانِ راحت اور آسائش کے مہیا ہیں اور سب طرح کی نعمتیں اور دیدارِ الٰہی بھی میسر ہوگا۔ اُس خادمہ کی قبر میں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ قیامت کے دن سب مخلوقات صف در صف حاضر ہوں گے۔ جو لوگ خدائے برتر کو واحد اور بے مثل جانتے تھے اور احکامِ الٰہی اور تعلیم انبیاء پر عمل کرتے تھے، وہ لوگ سایہ ابرِ عنایتِ الٰہی میں آرام سے بیٹھے ہوں گے۔ ہر ایک کو حُلّے بہشت کے تقسیم کیے جائیں گے بقدر اُن کی لیاقت اور مرتبے کے۔ یہ اُن کا مرتبہ ہے جو اسلام میں ثابت قدمی سے مصائب برداشت کرتے ہیں اور اسلام پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے رستہ میں کوشش کریں گے، ہم ضرور راستہ دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

حکایت بی بی آسیہ: مشاطہ کے قتل کا سارا واقعہ بی بی آسیہ دیکھ رہی تھیں۔ بروقتِ شہادت اس بی بی کو ملائکہ کا آسمان سے نازل ہونا، جنت کے کفنوں میں لپیٹ کر لے جانا سب نظر آ رہا تھا۔ محبوب کے گھر کا سماں نظر آ گیا اور حجاب آسیہ کے درمیان سے اُٹھ گیا۔ محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوا۔ بقول شخصے عشق و مشک چھپائے نہیں چھپتے۔ بی بی آسیہ کی کیا طاقت تھی کہ وہ چھپا سکتیں۔ اتنے میں فرعون گھر میں آ کر آسیہ کے پاس بیٹھا۔ بے ساختہ حضرت آسیہ نے باآوازِ بلند فرمایا اے خبیث! تو نے ایسی نیک عورت کو قتل کر دیا۔ فرعون نے کہا شاید تجھے بھی ویسا ہی جنون ہوا ہے۔ حضرت آسیہ نے کہا کہ اے فرعون! مجھے جنون نہیں ہے۔ میں اُس اللہ کو ماننے والی ہوں جسے مشاطہ مانتی تھی اور وہ ایسا ویسا اللہ نہیں ہے بلکہ وہ زمین و آسمان کا اور تیرا بھی اللہ ہے۔ جب فرعون نے یہ سنا تو اپنے کپڑے

Marfat.com

پھاڑ ڈالے اور آسیہ کے متعلقین اور رشتہ داروں کو بلایا اور کہا اسے سمجھاؤ یہ کیوں اپنی جان کی دشمن بنی ہوئی ہے۔ متعلقین نے بی بی آسیہ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو۔ فرعون خدا ہے اُس کی نافرمانی ٹھیک نہیں ہے۔ آسیہ نے فرمایا: اگر فرعون مجھے ایک ایسا تاج بھی بنا دے کہ سورج اُس کے آگے آگے ہو اور چاند پیچھے پیچھے اور ستارے بیچ میں ہوں تب بھی اللہ خالقِ کائنات کو نہ چھوڑوں گی۔ فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہ کو میخیں لگا دو۔ بی بی کو زمین پر لٹایا گیا، ہاتھوں پیروں میں میخیں جڑیں اور چھاتی پر آگ کا بھرا ہوا طبق رکھ دیا گیا اور کہا: اور بھی زیادہ عذاب دوں گا ورنہ اُس اللہ کو چھوڑ دے۔ آسیہ نے کہا: اے فرعون! اگر تو میرے جسم کو عذاب کرے گا تو اللہ کی محبت میرے دل سے کم نہ ہوگی۔ اے فرعون! اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے کر ڈالے گا، تب بھی ہر قطرۂ خون کے بدلے میں اللہ کا عشق اور زیادہ ہوگا۔ ہر پارۂ جگر کے عوض اللہ کی محبت بڑھتی رہے گی۔ برا کہنا ملامت کرنا لوگوں کا اوپر اوپر ہے اور محبوب کی محبت دل کی تہ میں ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہاتی ہوں، آگ کا طبق سینہ پر رکھا ہے مگر اللہ کے عشق کی آگ اور زیادہ بھڑکتی جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہ کے عشق کا امتحان ہے۔ گھبرائے ہوئے آئے۔ آسیہ نے پکارا: اے موسیٰ! میں نے اُس کے عشق میں ارغوانی جوڑا پہنا ہے اور یہ حالت بنائی ہے۔ یہ بتاؤ وہ محبوب (اللہ تعالیٰ) اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ساتوں آسمان کے ملائکہ تیرے انتظار میں ہیں اور ربّ العزت ملائکہ سے فرما رہا ہے کہ دیکھو! ہماری عاشق بندی ایسی ہوتی ہے۔ کیا کیا تکلیفیں اُٹھا رہی ہے مگر ہماری محبت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اے آسیہ! مانگ لے جو تیرا جی چاہیے۔ آسیہ نے مانگا تو یہ مانگا کہ اللہ! اپنے پاس بلا لے، اپنے سایہ رحمت میں رہنے کی جگہ دے، اپنے دیدار سے مشرف کر دے۔ حکم ہوا: اے جبرئیل علیہ السلام! جاؤ، ہماری بندی کو جنت میں اُٹھا لاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت آسیہ کو سب طرح کے فرعونی عذابوں سے الگ کر کے آسمان پر اُٹھا کر لے گئے۔ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام میں ثابت قدمی کر دکھائی ہے۔

....

Marfat.com

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک موت کے بارے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سمجھ دار شخص وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد کام آنے والی چیزوں میں مشغول رہے۔ اور کسی کام کے لیے تیاری اس کے بغیر نہیں ہوتی کہ ہر وقت اس کا اہتمام رہے۔ اُس کا ذکر تذکرہ رہے۔ اس لیے کہ جو شخص دنیا میں منہمک ہے اور اس کے دھوکہ کی چیزوں میں پھنسا ہوا ہے۔ اُس کی شہوتوں پر فریفتہ ہے۔ اُس کا دل موت سے بالکل غافل ہوتا ہے۔ اسی کو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں: ''آپ ان سے کہہ دیجیے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو آ پکڑے گی۔ پھر تم اس ذات پاک کی طرف لے جائے جاؤ گے جو ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جاننے والی ہے۔ پھر وہ تم کو تمہارے سب کیے ہوئے کام جتا دے گی۔ (اور ان کو بدلہ دے گی) (سورہ جمعہ۔ رکوع ۱)

علماء نے لکھا ہے کہ موت کے بارہ میں آدمی چار طریقے کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو دنیا میں منہمک ہیں جن کو موت کا ذکر بھی اس وجہ سے اچھا نہیں لگتا کہ اُس سے دنیا کی لذتیں چھوٹ جائیں گی۔ ایسا شخص موت کو کبھی یاد نہیں کرتا اور اگر کبھی کرتا بھی ہے تو برائی کے ساتھ، اس لیے کہ دنیا کے چھوٹنے کا اس کو قلق اور افسوس ہوتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تو ہے مگر ابتدائی حالت میں ہے۔ موت کے ذکر سے اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہوتا ہے اور اُس سے توبہ میں پختگی بھی ہوتی ہے۔ یہ شخص بھی موت سے ڈرتا ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ دنیا چھوٹ جائے گی بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی توبہ تام نہیں ہے یہ بھی ابھی مرنا نہیں چاہتا کہ اپنے حال کی اصلاح کرلے اور اُس کی فکر میں لگا ہوا ہے تو یہ شخص موت کے ناپسند کرنے میں معذور ہے اور یہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں داخل نہ ہوگا جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ بھی اُس کے ملنے کو ناپسند فرماتے ہیں، اس لیے کہ یہ شخص حقیقت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی ملاقات سے کراہت نہیں کرتا بلکہ اپنی تقصیر اور

Marfat.com

کوتاہی سے ڈرتا ہے۔ اس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو محبوب کی ملاقات کے لیے اس سے پہلے کچھ تیاری کرنا چاہتا ہوتا کہ محبوب کا دل خوش ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ شخص اس کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہتا ہو اس کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ اس کو نہ ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے، تو پھر یہ بھی پہلے ہی جیسا ہے۔ یہ بھی دنیا میں منہمک ہی ہے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو عارف ہے اُس کی توبہ کامل ہے۔ یہ لوگ موت کو محبوب رکھتے ہیں اُس کی تمنائیں کرتے ہیں، اس لیے کہ عاشق کے لیے محبوب کی ملاقات سے زیادہ بہتر وقت کون سا ہوگا۔ موت کا وقت ملاقات کا وقت ہے۔ عاشق کو وصل کے وعدہ کا وقت ہر وقت خود ہی یاد رہا کرتا ہے وہ کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولتا۔ یہی لوگ ہیں جن کو موت کے جلدی آنے کی تمنائیں رہتی ہیں وہ اسی قلق میں رہتے ہیں کہ موت آہی نہیں چکتی کہ اس معاصی کے گھر سے جلد خلاصی ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب ہوا تو فرمانے لگے محبوب (موت) احتیاج کے وقت آیا جو نادم ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ یا اللہ! تجھے معلوم ہے کہ ہمیشہ مجھے فقر غنا سے زیادہ محبوب رہا اور بیماری صحت سے زیادہ پسندیدہ رہی اور موت زندگی سے زیادہ مرغوب رہی۔ مجھے جلدی سے موت عطا کردے کہ تجھ سے ملوں۔

چوتھی قسم جو سب سے اُونچا درجہ ہے، ان لوگوں کا ہے جو حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے مقابلے میں تمنا بھی نہیں رکھتے۔ وہ اپنی خواہش سے اپنے لیے نہ موت کو پسند کرتے ہیں نہ زندگی کو۔ یہ عشق کی انتہا میں رضا اور تسلیم کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ بہرحال موت کا ذکر ہر حالت میں موجب اجروثواب ہے کہ جو شخص دنیا میں منہمک ہے اس کو بھی موت کے ذکر سے اس کی لذتوں میں کمی آئے گی اور کچھ نہ کچھ تو دنیا سے بعد پیدا ہی ہوگا اسی لیے اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو یعنی اس کے ذکر سے اپنی لذتوں میں کمی کیا کرو تاکہ اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع ہو سکے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر جانوروں کو موت کے متعلق اتنی معلومات ہوں جتنی تم

Marfat.com

لوگوں کو ہیں تو کبھی کوئی موٹا جانور تم کو کھانے کو نہ ملے۔ موت کے خوف سے دبلے ہو جائیں)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کوئی شخص (بغیر شہادت کے بھی) شہیدوں کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے، وہ ہوسکتا ہے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص پچیس مرتبہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ مَابَعْدَ الْمَوْتِ پڑھے وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوسکتا ہے) اوران سب فضیلتوں کا سبب یہی ہے کہ موت کا کثرت سے ذکر کرنا اس دھوکہ کے گھر سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کے لیے تیاری پر آمادہ کرتا ہے اور موت سے غفلت دنیا کی شہوتوں اور لذتوں میں انہاک پیدا کرتی ہے۔

عطاء خراسانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجلس پر گزر ہوا جہاں زور سے ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مجالس میں لذتوں کو مکدر کرنے والی چیز کا تذکرہ شامل کرلیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لذتوں کو مکدر کرنے والی چیز کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آیا ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد تم پر کیا کیا گزرے گی تو کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ، کبھی لذت سے پانی نہ پیو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو یہ تمہیں دوسری چیزوں میں رغبت سے ہٹادے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو شخص موت کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور موت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے موت سے محبت نہیں ہے کیا علاج کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کچھ مال

Marfat.com

ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آگے چلتا کر دو۔ آدمی کا دل مال سے لگا رہتا ہے، جب اس کو آگے بھیج دیتا ہے تو خود بھی اس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور جب پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، لوگو! اللہ کو یاد کرلو، اللہ کو یاد کرلو، عنقریب قیامت کا زلزلہ پھر صور پھونکنے کا وقت آرہا ہے اور (ہر شخص کی) موت اپنی ساری سختیوں سمیت آرہی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت کا قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہو۔ ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا۔ ایک موت نے دوسرے قیامت میں حق تعالیٰ شانہٗ کے سامنے کھڑا ہونے کے فکر نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لے، اس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔ اشعث رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی حاضر ہوتے جہنم کا اور آخرت کا ذکر ہوتا۔ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے دل کی قسادت کی شکایت کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو، دل نرم ہو جائے گا۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

قصے اللہ والوں کی موت کے بارے میں

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت ملک الموت دِل کی رگ کو چھوتے ہیں اُس وقت آدمی کا لوگوں کو پہچاننا موقوف ہو جاتا ہے، زبان بند ہو جاتی ہے اور دنیا کی سب چیزوں کو بھول جاتا ہے اگر اس وقت آدمی پر موت کا نشہ سوار نہ ہو تو تکلیف کی شدت سے پاس والوں پر تلوار چلانے لگے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ جس وقت سانس حلق میں ہوتا ہے اس

Marfat.com

وقت شیطان اُس کے گمراہ کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ملک الموت نمازوں کے اوقات میں آدمیوں کی جستجو کرتے ہیں، خبر رکھتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو نماز کے اوقات کا اہتمام رکھنے والا پاتے ہیں تو مرتے وقت اس کو خود ہی کلمہ طیبہ تلقین کرتے ہیں اور شیطان کو اُس کے پاس سے ہٹا دیتے ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے اُس وقت اُس کے ہم مجلسوں کی صورتیں اُس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اگر اُس کا بیٹھنا اُٹھنا نیک لوگوں کے پاس ہوتا ہے تو یہ مجمع سامنے لایا جاتا ہے اور اگر فاسق فاجروں لوگوں کے پاس ہوتا ہے تو وہ لوگ سامنے لائے جاتے ہیں۔

ربیع بن بزہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عبادت گزار آدمی بصرہ میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص مرنے لگا۔ لوگ اس کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کر رہے تھے اور اُس کی زبان سے نکل رہا تھا کہ شراب کا گلاس، تو بھی پی مجھے بھی پلا، تو بھی پی مجھے بھی پلا۔ اسی طرح اہواز میں ایک شخص کا انتقال ہو رہا تھا۔ لوگ اس کو لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے اور وہ کہہ رہا تھا دس دس روپیہ گیارہ گیارہ بارہ بارہ۔

اس کے بالمقابل جن لوگوں نے مرنے کی تیاریاں کر رکھی تھیں، وہ دنیا میں موت کو یاد رکھتے تھے۔ اُس کے لیے کچھ کارنامے کر رکھے تھے۔ اُن کے لیے موت ایسی ہی تھی جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کا تحفہ بتایا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جب وفات کا وقت قریب تھا۔ اُن کی بیوی کہہ رہی تھیں واحزنا (ہائے افسوس تم جا رہے ہو) اور وہ کہہ رہے تھے (واطرباہ غدًا انلقی الاحبة محمدً او حزبہ) کیسے مزے کی بات ہے کیسے لطف کی بات ہے کل کو دوستوں سے ملیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے، ان کے ساتھیوں سے ملیں گے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے جب انتقال کا وقت قریب تھا، تو فرمایا: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں دنیا میں زیادہ دن رہنا چاہتا تھا مگر نہ اس وجہ سے کہ مجھے دنیا سے محبت تھی نہ اس وجہ سے کہ یہاں نہریں اور باغ لگاؤں بلکہ اس وجہ سے چاہتا تھا کہ گرمیوں کی دوپہر میں روزہ کی پیاس کا

Marfat.com

لطف اٹھاؤں اور (دین کے لیے) مشقت میں اوقات گزاروں اور تیرے ذکر کے حلقوں میں شریک ہوا کروں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ رونے لگے۔ کسی نے کہا کہ رونے کی کیا بات ہے تم جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ تم سے راضی تھے۔ فرمانے لگے کہ میں نہ موت کے ڈر سے رو رہا ہوں نہ دنیا کے چھوٹنے سے بلکہ میں اس لیے رو رہا ہوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا کہ دنیا سے انتفاع ہمارا صرف اتنا ہو جتنا مسافر کا توشہ، میں اس عہد کو پورا نہ کر سکا۔ لیکن جب وصال پر اُن کے گھر کا سامان دیکھا گیا تو وہ دس درم سے کچھ زائد تھا اور ایک درم ۳۰ کا ہوتا ہے۔ یہ تھی وہ کل کائنات جس کی زیادتی پر رو رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے تھوڑا سا مُشک منگوایا اور بیوی سے فرمایا کہ اس کو بھگو کر میرے بستر پر چھڑک دو۔ میرے پاس ایسی جماعت آ رہی ہے جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی جب وفات کا وقت ہوا تو وہ ہنسے اور فرمایا: لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ (اس جیسی چیزوں کے واسطے لوگوں کو کام کرنا چاہیے جنت کی لذتیں، فرحتیں سامنے آئی ہوں گی) نیز جب ان کی وفات کا وقت تھا تو اُنہوں نے اپنے غلام سے جن کا نام نصر تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو۔ وہ رونے لگے۔ انہوں نے پوچھا کہ رونے کی کیا بات ہے۔ نصر نے کہا آپ ایسی راحتوں میں زندگی گزارتے تھے۔ اب اس طرح فقیروں کی طرح زمین پر سر رکھ کر مر رہے ہیں۔ فرمانے لگے، چپ رہ، میں نے حق تعالیٰ شانہ، سے دعا کی تھی کہ میری زندگی مال داروں کی سی ہو اور میری موت فقیروں کی سی۔

عطاء بن یسار رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک شخص کے انتقال کا وقت قریب تھا۔ شیطان ان کے پاس آیا اور کہنے لگا، تو مجھ سے چھوٹ ہی گیا (میرے قابو میں نہ آیا) وہ فرمانے لگے مجھے تجھ سے اب تک بھی اطمینان نہیں ہے۔ جریری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جنیدؒ کے پاس اُن کے انتقال کے وقت موجود تھا۔ وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ یہ وقت (ضعف کا

Marfat.com

ہے) یہ تلاوت کا کیا وقت ہے۔ فرمانے لگے کہ اس سے زیادہ اچھا وقت تلاوت کا کونسا ہوگا۔ میرا اعمال نامہ اس وقت بند ہو رہا ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابوسعید خزاز رحمتہ اللہ علیہ انتقال کے وقت بہت ہی مزے پر آ رہے تھے کیا بات تھی؟ فرمانے لگے کہ اگر اُس وقت اُن کی روح اشتیاق میں اُڑ جاتی تب بھی بعید نہ تھا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے انتقال کے قریب پوچھا کہ کچھ فرمانا ہے، کوئی خواہش ہو تو بتا دیں۔ فرمایا صرف یہ خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔

ایک شخص کہتے ہیں کہ میں حضرت ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک فقیر آیا اور کہنے لگا یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں کوئی مر جائے۔ اُنہوں نے ایک جگہ اشارہ کیا جہاں پانی کا چشمہ بھی تھا۔ وہ اُس کے قریب گیا، وضو کیا اور نماز پڑھی اس کے بعد پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا اور مر گیا۔

ابوعلی رحمتہ اللہ علیہ رودباری کی ہمشیرہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ کہتی ہیں کہ جب میرے بھائی کا انتقال ہونے لگا تو اُن کا سر میری گود میں تھا۔ اُنہوں نے آنکھ کھولی اور فرمانے لگے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے اور جنت مزین کر دی گئی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ ابوعلی اگرچہ تم اتنے اونچے درجہ کی خواہش نہیں کر رہے تھے مگر ہم نے تمہیں اُونچے درجہ پر پہنچا دیا۔

قصہ ہارون رشید بادشاہ کے لڑکے کا

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا وہاں جا کر کہتا کہ تم لوگ ہم سے پہلے دُنیا میں تھے۔ دُنیا کے مالک تھے لیکن اُس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ کاش! مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال وجواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا۔ مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی

Marfat.com

آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں۔

ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا۔ اُس کے پاس وزراء امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المومنین کو دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا ہے۔ اگر امیر المومنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آ جائے۔ امیر المومنین نے یہ بات سن کر اُس سے کہا کہ بیٹا تُو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے۔ اُس نے یہ بات سُن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا، لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا کہ اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا۔ وہ پرندہ وہاں سے اُڑ کر اُس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا کہ اب اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ ہاتھ پر سے اُڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اُس کے بعد اُس نے عرض کیا کہ ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں، اُس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا۔ چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اُس کو دے دی (کہ احتیاج کے وقت اُس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا۔ ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درم اور ایک وانق (یعنی درم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا۔ اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا۔ ایک وانق روزانہ خرچ کرتا۔ ابو عامر بصری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی۔ اس کو بنوانے کے لیے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے، ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے؟ کہنے لگا کیوں نہیں کریں گے، مزدوری کے لیے تو پیدا ہی ہوئے ہیں۔ آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے؟ میں نے کہا گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا

Marfat.com

ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک درم اور ایک وانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا مجھے نماز کے لیے جانا ہوگا۔ میں نے اُس کی دونوں شرطیں منظور کرلیں اور اُس کو لاکر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اُس نے دس آدمیوں کے بقدر کام کیا۔ میں نے اُس کو مزدوری میں دو درم دیے۔ اُس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کردیا اور ایک درم اور ایک وانق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے معلوم کیا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن تک اپنی تعمیر بند کردی اور شنبہ کے دن اُس کی تلاش میں نکلا۔ وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا اُس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں، میں نے منظور کرلیں۔ وہ میرے ساتھ آکر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کرلیا، اس لیے اس مرتبہ میں نے ایسی جگہ چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اُس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا، تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہی ہے جب شام ہوئی تو میں نے اُس کو تین دِرم دینا چاہے۔ اُس نے لینے سے انکار کردیا کہ میں اتنے درم کیا کروں گا اور ایک درم اور ایک وانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اُس کی تلاش میں نکلا، مگر وہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے معلوم کیا۔ ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اُجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے۔ وہ مجھے ساتھ لے کر اُس جنگل ویران میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے۔ آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا، اُس نے جواب نہ دیا۔ میں نے

Marfat.com

دوسری مرتبہ سلام کیا تو اُس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اُس کا سر اینٹ پر سے اُٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اُس نے سر ہٹا لیا اور کہا: "میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ۔ عمر ختم ہوتی جارہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی۔ جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اُٹھایا جائے گا۔"

اُس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا کہ اُبو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لیے نئے کپڑے لے آؤں۔ اُس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے لیے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (یہ جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب ہے انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری انہیں چادروں میں کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی، تو اُنہوں نے یہی جواب دیا تھا) لڑکے نے کہا کہ کفن تو (پرانا ہو یا نیا بہر حال) بوسیدہ ہو جائے گا، آدمی کے ساتھ تو صرف اُس کا عمل ہی رہتا ہے اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آجائے۔ یہ کہہ کر اُس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد اُس کی وصیت کے موافق میں نے اُس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دے دیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا اور قصرِ شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اوّل ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے۔ دسویں جتھے میں خود امیر المومنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر کہا اے امیر المومنین آپ کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجیے۔ میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی

Marfat.com

سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچادوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا کہ اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو۔ جب میں واپسی پر بلاؤں، تو میرے پاس پہنچا دینا۔ جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہنچے، تو محل کے پردے گرا کر دربان سے فرمایا۔ اُس شخص کو بُلا کر لاؤ اگرچہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے۔ اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو، تو پانچ ہی پر اکتفا کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔ اُس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ۔ میں قریب جا کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں میں اُن کو جانتا ہوں۔ کہنے لگے وہ کیا کام کرتا تھا۔ میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔ کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا تھا؟ میں نے کہا کرایا ہے۔ کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اُس کی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی (کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں) میں نے کہا امیر المومنین پہلے اللہ جل شانہ، سے معذرت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذرخواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔ کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اُس کو غسل دیا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں کہنے لگے اپنا ہاتھ لاؤ۔ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

”اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اُس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دور ہے، لیکن اُس کا غم میرے قریب ہے۔ بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا (یعنی اُس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اُس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔“

Marfat.com

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا۔ موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اُس کو جلدی سے اُچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لیے اُنس اور دل کا چین تھا۔ لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیے گا بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پیے گا چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو۔ سب تعریفیں اُسی واحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے ہیں جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں۔" ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جو رات آئی تو میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اُوپر نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے اَبر میں سے اُس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا ابو عامر تمہیں حق تعالیٰ شانہٗ جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز تکفین کی اور میری وصیت پوری کی) میں نے اُس سے پوچھا کہ میرے پیارے دوست تیرا کیا حال گزرا کہنے لگا کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے مجھے اُس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کان نے سنیں نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو رات کو خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کے لیے) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا، نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی رسول جانتا ہے اور یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ "کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے۔" اس کے بعد اُس لڑکے نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسے میں نکل آیا اس کے لیے یہی اعزاز

Marfat.com

واکرام ہیں جو میرے لیے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ قصہ مجھے اور طریقہ سے بھی پہنچا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی، قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میری دنیا سے اُس نے کوئی راحت نہ اُٹھائی۔ چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دے دے۔ اس انگوٹھی کا یاقوت زیادہ قیمتی تھا مگر وہ اُس کو بھی کام میں نہ لایا، مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرماں بردار تھا۔

قِصّہ ایک بادشاہ کا

ایک بادشاہ تھا جس کا ارادہ اپنی مملکت کی زمین کی سیر کا اور حال دیکھنے کا ہوا۔ اُس کے لیے شاہانہ جوڑا منگایا۔ ایک جوڑا لایا گیا، وہ پسند نہ آیا دوسرا منگایا گیا۔ غرض بار بار کے بعد نہایت پسندیدہ جوڑا پہن کر سواری منگائی گئی۔ ایک عمدہ گھوڑا لایا گیا۔ پسند نہ آیا اُس کو واپس کر کے دوسرا تیسرا منگایا۔ جب وہ بھی پسند نہ آیا تو سب گھوڑے سامنے لائے گئے۔ ان میں سے بہترین گھوڑا پسند کر کے سوار ہوا۔ شیطان مردود نے اس وقت اور بھی نخوت ناک میں پھونک دی، نہایت تکبر سے سوار ہوا۔ حشم وخدم فوج پیادہ ساتھ چلے مگر بڑائی اور تکبر سے بادشاہ اُن کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے ایک شخص نہایت خستہ حال پرانے کپڑوں میں ملا، اُس نے سلام کیا۔ بادشاہ نے التفات بھی نہ کیا۔ اس خستہ حال نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے اُس کو ڈانٹا کہ لگام چھوڑ اتنی بڑی جرأت کرتا ہے۔ اُس نے کہا مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا صبر کر۔ جب میں سواری سے اُتروں گا اس وقت کہہ لینا اُس نے کہا نہیں ابھی کہنا ہے اور یہ کہہ کر زبردستی لگام چھین لی۔ بادشاہ نے کہا کہہ۔ اُس نے کہا بہت راز کی بات ہے کان میں کہنی ہے۔ بادشاہ نے کان اُس کے قریب کر دیا۔ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں تیری جان لینا ہے۔ یہ سن

Marfat.com

کر بادشاہ کا چہرہ فق ہوگیا اور زبان لڑکھڑا گئی، پھر کہنے لگا کہ اچھا مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں گھر جا کر کچھ اپنے سامان کا نظم کر دوں، گھر والوں سے مل لوں، فرشتہ نے کہا بالکل مہلت نہیں ہے اب تو اپنے گھر کو اور سامان کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا یہ کہہ کر اُس کی روح قبض کر لی وہ گھوڑے پر سے لکڑی کی طرح نیچے گر گیا۔ اس کے بعد وہ فرشتہ ملک الموت ایک نیک مسلمان کے پاس گیا کہ وہ (نیک بندہ) بھی کہیں سفر میں جا رہا تھا۔ اس کو جا کر سلام کیا۔ اُس نے وعلیکم السلام کہا۔ اُس نے کہا مجھے تیرے کان میں ایک بات کہنی ہے۔ اُس نے کہا کہو۔ اُس نے کان میں کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ اُس نے کہا بہت اچھا کیا آئے، بڑا مبارک ہے ایسے شخص کا آنا جس کا فراق بہت طویل ہوگیا تھا۔ مجھ سے تو جتنے آدمی دور ہیں ان میں کسی سے بھی ملاقات کا اتنا اشتیاق نہ تھا جتنا تمہاری ملاقات کا تھا۔ فرشتے نے کہا کہ تم جس کام کے لیے گھر سے نکلے ہو اس کو جلدی پورا کرلو۔ اُس نے کہا مجھے حق تعالیٰ شانہ، سے ملنے سے زیادہ محبوب کوئی بھی کام نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا کہ تم جس حالت پر مرنا اپنے لیے پسند کرتے ہو میں اُسی حالت میں جان قبض کروں گا۔ اُس شخص نے کہا کہ تمہیں اس کا اختیار ہے۔ فرشتہ نے کہا مجھے یہی حکم دیا گیا ہے (کہ تمہاری خوشی کا اتباع کروں) اُس شخص نے کہا کہ اچھا تو مجھے وضو کر کے نماز پڑھنے دو اور جب میں سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کر لینا۔ چنانچہ اُس نے نماز شروع کی اور سجدہ میں اُس کی روح قبض کی گئی۔

قِصّہ ایک مال دار کا

ایک شخص نے بہت سا مال جمع کیا تھا اور کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جو اپنے یہاں نہ منگالی ہو اور ایک بہت بڑا عالی شان محل تیار کیا جس کے دو دروازے تھے۔ اُن پر غلام محافظ مقرر کیے اور مکان کی تیاری کی، بہت بڑی دعوت کی جس میں اپنے سب عزیز و احباب کو جمع کیا اور ایک بڑے عالیشان تخت پر ایک ٹانگ کھڑی کر کے دوسری ٹانگ اُس پر رکھے بیٹھا تھا۔ لوگ کھانا کھا رہے تھے اور وہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ ہر قسم کا ذخیرہ اتنا جمع ہوگیا ہے کہ کئی سال تک اب خریدنا نہ پڑے

Marfat.com

گا۔ یہ خیال دل میں گزر ہی رہا تھا کہ ایک فقیر پھٹے کپڑے گردن میں (فقیروں جیسا) جھولا پڑا ہوا دروازہ پر آیا اور اس زور سے کواڑوں کو پیٹنا شروع کیا کہ اُس کے تخت تک آواز پہنچی۔ غلام دوڑے ہوئے باہر آئے کہ یہ کون نامعقول ہے۔ اُس سے جا کر پوچھا کیا بات ہے۔ اُس فقیر نے کہا اپنے سردار کو میرے پاس بھیج دو۔ غلاموں نے کہا ہمارے آقا تجھ جیسے فقیر کے پاس آئیں گے؟ اُس نے کہا ضرور آئیں گے، اُس سے جا کر کہہ دو۔ وہ آقا کے پاس گئے اور اُس کو قصہ سنایا۔ اس نے کہا تم نے اُس کو مزہ نہ چکھایا۔ اتنے میں اُس فقیر نے دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے کواڑوں کو پیٹا جس پر دربان دوڑے ہوئے پھر دروازے پر آئے تو اُس فقیر نے کہا کہ اُس اپنے آقا سے کہہ دو کہ میں ملک الموت ہوں۔ یہ سن کر ان کے ہوش اُڑ گئے اور آقا سے جا کر کہا۔ اُس پر بھی مٹی چھت گئی اور بہت عاجزی سے کہنے لگا کہ اس سے یہ کہہ دو کہ میرے فدیہ میں کسی دوسرے کو قبول کر لے۔ اتنے میں یہ فقیر اندر پہنچ گیا اور اُس سے کہا کہ تجھے جو کچھ کرنا ہے کر لے۔ میں تیری روح قبض کیے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔ اُس نے اپنا سب مال جمع کرایا اور مال سے کہنے لگا کہ اللہ کی تجھ پر لعنت ہو کہ تو نے اور تیری مشغولی نے مجھے اپنے مولیٰ کی عبادت سے روک دیا اور اتنا وقت نہ دیا کہ میں کسی وقت یکسوئی سے اللہ تعالیٰ شانہٗ کو یاد کر لیتا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی قدرت سے مال کو گویائی عطا کی۔ اُس نے کہا مجھے لعنت کیوں کرتا ہے۔ میری ہی وجہ سے تو بڑے بڑے بادشاہوں تک ایسے وقت پہنچ جاتا تھا جب کہ نیک لوگ ان کے دروازوں سے ہٹا دیے جاتے تھے۔ میری ہی وجہ سے تو نازک نازک عورتوں کی لذتیں حاصل کرتا تھا۔ میری ہی وجہ سے تو بادشاہوں کی طرح رہتا تھا، تو مجھے برائی کے موقعوں میں خرچ کرتا تھا اور میں انکار نہیں کر سکتا تھا اگر تو مجھے خیر کے مواقع میں خرچ کرتا تو میں تیرے کام آتا۔ اس کے بعد ملک الموت نے ایک دم اُس کی روح قبض کر لی۔

قِصّہ ایک ظالم کا

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک الموت ایک بہت بڑے ظالم جابر کی

Marfat.com

روح قبض کر کے لے گئے کہ دنیا میں اُس سے بڑا ظالم کوئی نہ تھا۔ وہ جا رہے تھے فرشتوں نے اُن سے پوچھا کہ تم نے ہمیشہ جانیں قبض کیں تمہیں کبھی کسی پر رحم بھی آیا۔ اُنہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ ترس مجھے ایک عورت پر آیا وتنہا جنگل میں تھی۔ جب ہی اُس کے بچہ پیدا ہوا تھا مجھے حکم ہوا کہ اس عورت کی جان قبض کرلوں۔ مجھے اُس عورت کی اور اُس کے بچہ کی تنہائی پر بڑا ترس آیا کہ اس بچہ کا اس جنگل میں جہاں کوئی دوسرا نہیں ہے کیا بنے گا۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ ظالم جس کی روح تم لے جا رہے ہو وہی بچہ ہے۔ ملک الموت حیرت میں رہ گئے۔ کہنے لگے مولیٰ پاک تو پاک ہے، بڑا مہربان ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد موت کے بارے میں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب شخص مرجاتا ہے اور اُس کے گھر والے رونے لگتے ہیں تو ملک الموت گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ میں نے اس کی روزی نہیں کھا لی (یہ اپنی روزی ختم کر چکا تھا) اور اس کی عمر کم نہیں کردی۔ مجھے تو اس گھر میں پھر آنا ہے اور بار بار آنا ہے، جب تک کہ سب ختم نہ ہو جائیں۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر گھر والے اس وقت اُس فرشتہ کو دیکھیں اور اس کی باتیں سن لیں تو مُردہ کو بھول جائیں اور اپنے فکر میں پڑ جائیں۔

قِصّہ بنی اسرائیل کے ایک ظالم کا

یزید رقاشی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ظالموں میں ایک ظالم اپنے گھر میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی سے تخلیہ کر رہا تھا۔ اتنے میں دیکھا کہ گھر میں ایک اجنبی آدمی دروازہ سے چلا آرہا ہے۔ یہ شخص نہایت غصہ میں اس کی طرف لپکا اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور گھر میں آنے کی تجھے کس نے اجازت دی۔ اُس نے کہا کہ مجھے اس گھر کے مالک نے اندر آنے کو کہا ہے اور میں وہ شخص ہوں جس کو نہ کوئی پردہ روک سکتا ہے اور نہ بادشاہوں کے پاس جانے کے لیے مجھے اجازت

Marfat.com

کی ضرورت ہوتی ہے نہ کسی ظالم کے دبدبہ سے ڈرتا ہوں، نہ کسی مغرور متکبر کے پاس جانے سے مجھے کوئی چیز مانع ہوتی ہے۔ اُس کی یہ گفتگو سن کر وہ ظالم خوفزدہ ہوگیا، بدن میں کپکپی آگئی اور اوندھے منہ گر گیا۔ اس کے بعد نہایت عاجزی سے کہنے لگا، پھر تو آپ ملک الموت ہیں۔ اُس نے کہاہاں میں وہی ہوں۔ صاحب مکان نے کہا کہ آپ مجھے اتنی مہلت دے دیں کہ میں وصیت نامہ لکھ دوں۔ فرشتہ نے کہا کہ اس کا وقت دور چلا گیا۔ افسوس کہ تیری مدت ختم ہو چکی ہے سانس پورے ہوگئے اور تیرا وقت ختم ہوگیا۔ اب تیرے لیے ذرا سی تاخیر کی بھی گنجائش نہیں صاحب مکان نے پوچھا کہ آپ کہاں لے جائیں گے۔ فرشتہ نے کہا تیرے اعمال جو آگے گئے ہوئے ہیں ان کے پاس ہی لے جاؤں گا (جیسے عمل کیے ہوں گے ویسا ہی ٹھکانا ملے گا) اور جس قسم کا گھر تو نے اُس جہان میں بنا رکھا ہوگا وہی تجھے ملے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے تو نیک اعمال کچھ بھی نہیں کیے اور نہ کوئی عمدہ گھر اپنے لیے اب تک بنا رکھا ہے۔ فرشتہ نے کہا پھر تو لظی نزاعۃ للشوی کی طرف لے جاؤں گا یہ سورۂ معارج ع ۱ کی آیت کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بیشک وہ آگ ایسی دہکتی ہوئی ہے جو کھال تک کھینچ لے گی اور اُس شخص کو جس نے (دنیا میں حق سے) منہ پھیرا اور بے توجہی کی وہ آگ خود ہی بلا لے گی۔ (اپنی طرف کھینچ لے گی) اُس کے بعد اُس فرشتہ نے اُس کی جان نکال لی۔ گھر میں کہرام مچ گیا کوئی رو رہا تھا کوئی چلا رہا تھا۔ یزید رقاشی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مردہ پر اس وقت کیا گزر رہی ہے تو اس کے مرنے سے زیادہ آہ وبکا اس حالت پر ہونے لگے جو اُس پر گزر رہی ہے۔

قِصّہ ایک بت پرست کا

حضرت عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ (جو مشائخ چشتیہ کے سلسلہ میں مشہور بزرگ ہیں) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ کشتی میں سوار جا رہے تھے۔ ہوا کی گردش نے ہماری کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ ہم نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا کہ ایک بت کو پوج رہا ہے۔ ہم نے اس سے

Marfat.com

پوچھا کہ تو کس کی پرستش کرتا ہے۔ اُس نے اُس بت کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے کہا تیرا معبود خود تیرا بنایا ہوا ہے اور ہمارا معبود اللہ ایسی چیزیں بنا دیتا ہے جو کوئی نہیں بنا سکتا۔ جو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا ہو وہ پوجنے کے لائق نہیں ہے اُس نے کہا تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ ہم نے کہا اُس پاک ذات کی جس کا عرش آسمان کے اُوپر ہے، اس کی گرفت زمین پر ہے۔ اُس کی عظمت اور بڑائی سب سے بالاتر ہے۔ کہنے لگا تمہیں اُس پاک ذات کا علم کس طرح ہوا؟ ہم نے کہا اُس نے ایک رسول (قاصد) ہمارے پاس بھیجا جو بہت کریم اور شریف تھا۔ اُس کا اسم مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اُس رسولؐ نے ہمیں یہ سب باتیں بتائیں۔ اُس نے کہا وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا کہ اُس نے جب پیام پہنچا دیا اور اپنا حق پورا کر دیا تو اللہ مالک نے اس کو اپنے پاس بلا لیا تاکہ اُس کے پیام پہنچانے اور اس کو اچھی طرح پورا کر دینے کا صلہ و انعام عطا فرمائے۔ اُس نے کہا کہ اُس رسولؐ نے تمہارے پاس کوئی علامت چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا اُس مالک کی پاک کلام ہمارے پاس چھوڑی ہے۔ اُس نے کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ۔ ہم نے قرآن پاک لاکر اُس کے سامنے رکھا۔ اُس نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں تم اس میں سے مجھے کچھ سناؤ۔ ہم نے ایک سورت سنائی۔ وہ سنتے ہوئے روتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سورت پوری ہوگئی۔ اُس نے کہا اس پاک کلام والے کا حق یہی ہے کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا۔ ہم نے اس کو اسلام کے ارکان اور احکام بتائے اور چند سورتیں قرآن پاک کی سکھائیں۔ جب رات ہوئی عشاء کی نماز پڑھ کر ہم سونے لگے تو اُس نے پوچھا کہ تمہارا معبود بھی رات کو سوتا ہے۔ ہم نے کہا وہ پاک ذات حَیّ قیوم ہے۔ وہ نہ سوتا ہے نہ اس کو اُونگھ آتی ہے (آیۃ الکرسی) وہ کہنے لگا تم کس قدر نالائق بندے ہو کہ آقا تو جاگتا رہے اور تم سو جاؤ۔ ہمیں اس کی بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ جب ہم اُس جزیرہ سے واپس ہونے لگے تو وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ہی لے چلو تاکہ میں دین کی باتیں سیکھوں۔ ہم نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب ہم شہر عبادان میں پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ شخص نومُسلم ہے اس کے لیے کچھ معاش کا فکر بھی چاہیے۔ ہم نے کچھ درم چندہ کیا

Marfat.com

اور اس کو دینے لگے۔ اُس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا کچھ درم ہیں۔ ان کو تم خرچ میں لے آنا۔ کہنے لگا: لا الٰہ الا اللہ تم لوگوں نے مجھے ایسا راستہ دکھایا جس پر خود بھی نہیں چلتے۔ میں ایک جزیرہ میں تھا، ایک بُت کی پرستش کرتا تھا۔ اللہ پاک کی پرستش بھی نہ کرتا تھا۔ اُس نے اس حالت میں بھی مجھے ضائع اور ہلاک نہیں کیا۔ حالانکہ میں اُس کو جانتا بھی نہ تھا۔ پس وہ اس وقت مجھے کیوں کر ضائع کردے گا جب کہ میں اس کو پہچانتا بھی ہوں (اس کی عبادت بھی کرتا ہوں) تین دن کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا آخری وقت ہے، موت کے قریب ہے۔ ہم اُس کے پاس گئے اُس سے پوچھا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو بتا۔ کہنے لگا میری تمام حاجتیں اُس پاک ذات نے پوری کردیں جس نے تم لوگوں کو جزیرہ میں میری ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر دفعتہً نیند کا غلبہ ہوا۔ میں وہیں سو گیا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا ایک نہایت سرسبز شاداب باغ ہے۔ اُس میں ایک نہایت نفیس قُبّہ بنا ہوا ہے۔ اُس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ اُس تخت پر ایک نہایت حسین لڑکی کہ اُس جیسی خوبصورت عورت کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی، یہ کہہ رہی ہے اللہ کے واسطے اُس کو جلدی بھیج دو۔ اس کے اشتیاق میں میری بیقراری حد سے بڑھ گئی۔ میری جو آنکھ کھلی تو اُس نومُسلم کی روح پرواز کرچکی تھی۔ ہم نے اُس کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کردیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے وہی باغ اور قُبّہ اور تخت پر وہ لڑکی اس کے پاس دیکھی اور وہ یہ آیت شریف پڑھ رہا تھا وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ الایہ (رعد ع ۳) جس کا ترجمہ یہ ہے: "اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہوں گے اور ان کو سلام کرتے ہوں گے (جو ہر قسم کی آفت سے سلامتی کا مژدہ ہے)" اور یہ اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تھا (اور دین پر مضبوط جمے رہے) پس اس جہان میں تمہارا انجام بہت بہتر ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ کی عطا اور بخشش کے کرشمے ہیں کہ ساری عمر بت پرستی کی اور اُس نے اپنے لطف و کرم سے موت کے قریب ان لوگوں کی زبردستی کشتی کے بے قابو ہوجانے سے وہاں بھیجا اور اس کو آخرت کی دولت سے مالا مال کردیا۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ (مالک

Marfat.com

الملک جسے تو دینا چاہے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو نہ چاہے اس کو کوئی دینے والا نہیں۔)

قصّہ ایک نوجوان کا

جعفر بن سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ایک دفعہ بصرہ میں چل رہا تھا۔ ایک عالیشان محل پر گزر ہوا جس کی تعمیر جاری تھی اور ایک نوجوان بیٹھا ہوا معماروں کو ہدایات دے رہا تھا کہ یہاں یہ بنے گا، وہاں اس طرح بنے گا۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ اس نوجوان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ شخص کیسا حسین نوجوان ہے اور کس چیز میں پھنس رہا ہے۔ اس کو اس تعمیر میں کیسا انہماک ہے۔ میری طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ میں اللہ جلِ شانہٗ سے اس نوجوان کے لیے دُعا کروں کہ وہ اس کو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ بنا لے۔ کیسا اچھا ہو اگر یہ جنت کے نوجوانوں میں بن جائے۔ جعفر چل اس نوجوان کے پاس چلیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم دونوں اُس نوجوان کے پاس گئے۔ اُس کو سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دیا۔ (وہ مالک سے واقف تھا) مگر مالک کو پہچانا نہیں۔ تھوڑی دیر میں پہچانا تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیسے تشریف آوری ہوئی؟ مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے اپنے اس مکان پر کس قدر روپیہ لگانے کا ارادہ کیا ہے۔ اُس نے کہا ایک لاکھ درم۔ مالکؒ نے فرمایا کہ اگر تم یہ ایک لاکھ درم مجھے دے دو، تو میں تمہارے لیے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں جو اس سے درجہ میں کھربوں گنا بہتر ہوگا اور اس میں حشم وخدم بہت سے ہوں۔ گے۔ اس میں خیمے اور قبّے سرخ یاقوت کے ہوں گے جن پر موتی جڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کی مٹی زعفران کی ہوگی، اس کا گارا مشک سے بنا ہوگا جس کی خوشبوئیں مہکتی ہوں گی وہ کبھی نہ پرانا ہوگا نہ ٹوٹے گا۔ اس کو معمار نہیں بنائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے اَمرِ کُن سے تیار ہو جائے گا۔ اُس نوجوان نے کہا مجھے سوچنے کے لیے آج رات کی مہلت دیجیے۔ کل صبح آپ تشریف لاویں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا۔ حضرت مالک رحمتہ اللہ علیہ واپس چلے آئے اور رات بھر اُس نوجوان کے فکر اور سوچ میں رہے۔ آخر شب

Marfat.com

میں اُس کے لیے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے۔ وہ نوجوان دروازہ سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالک رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا تمہاری کل کی بات میں کیا رائے رہی۔ اُس نوجوان نے کہا کہ آپ اُس چیز کو پورا کریں گے جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا ضرور۔ اُس نے دراہم کے توڑے سامنے لا کر رکھ دیے اور دوات قلم لا کر رکھ دیا۔ حضرت مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ایک پرچہ لکھا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد لکھا کہ یہ اقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فلاں شخص سے اس کا ذمہ لیا ہے کہ اس کے اس محل کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے یہاں اس کو ایسا ایسا محل جس کی صفت اوپر بیان کی گئی (جو جو صفات اُس مکان کی اُوپر گزریں وہ سب لکھنے کے بعد لکھا' ملے گا بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر جو عمدہ سایہ میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے قریب ہوگا۔ یہ پرچہ لکھ کر اُس کے حوالہ کر دیا اور ایک لاکھ درم اُس سے لے کر چلے آئے اور تمام درہم اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے) جعفرؒ کہتے ہیں کہ شام کو حضرت مالکؒ کے پاس اُس میں سے اتنا بھی باقی نہ تھا کہ ایک وقت کے کھانے ہی کا کام چل سکے۔ اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ ایک دن حضرت مالکؒ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ پڑا دیکھا۔ یہ وہی پرچہ تھا جو مالکؒ نے اُس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا اور اس کی پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مالک بن دینارؒ کے ذمہ کی براءت ہے۔ جس مکان کا تم نے اس جوان سے ذمہ لیا تھا وہ ہم نے اُس کو پورا پورا دے دیا اور اُس سے ستر گنا زیادہ دے دیا۔ حضرت مالکؒ اس پرچہ کو پڑھ کر متحیر سے ہوئے۔ اس کے بعد ہم اس نوجوان کے مکان پر گئے تو وہاں مکان پر سیاہی کا نشان تھا (جو سوگ کی علامت کے طور پر لگایا ہوگا) اور رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا کل گزشتہ انتقال ہوگیا۔ ہم نے پوچھا کہ اس کا غسل میت کس نے دیا تھا۔ اُس کو بلایا گیا، ہم نے اُس سے اُس کے نہلانے اور کفنانے کی کیفیت پوچھی۔ اُس نے کہا کہ اس نوجوان نے اپنے مرنے سے پہلے مجھے ایک پرچہ دیا تھا اور یہ کہا

Marfat.com

تھا کہ جب تو مجھے نہلا کر کفن پہنائے تو یہ پرچہ اُس میں رکھ دینا۔ میں نے اُس کو نہلایا، کفنایا اور وہ پرچہ اس کے کفن کے اور بدن کے درمیان میں رکھ دیا۔ حضرت مالکؒ نے وہ پرچہ اپنے پاس سے نکال کر اُس کو دکھایا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ وہی پرچہ ہے قسم ہے اُس ذات کی جس نے اُس کو موت دی یہ پرچہ میں نے خود اُس کے کفن کے اندر رکھا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرا نوجوان اُٹھا اور کہنے لگا کہ مالکؒ آپ مجھ سے دو لاکھ درم لے لیجیے اور مجھے بھی پرچہ لکھ دیجیے۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ وہ بات دور چلی گئی۔ اب نہیں ہوسکتا اللہ جل شانہٗ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اس کے بعد جب بھی مالکؒ اس نوجوان کا ذکر فرماتے، تو رونے لگتے اور اُس کے لیے دعا کرتے تھے۔ اللہ پاک کی اتنی رحمتیں ہوں اُس پر کہ جن کا شمار نہ ہو سکے۔ (آمین)

بزرگوں کو اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے پیش آتے ہیں کہ جوش میں کوئی بات زبان سے نکل گئی اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کو اسی طرح پورا فرماتے ہیں جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا کہ بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے غبار آلودہ لوگ جن کو لوگ اپنے دروازہ سے ہٹا دیں اور ان کی پرواہ بھی نہ کریں، ایسے ہیں کہ اگر اللہ جل شانہٗ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ان کی بات کو پورا کرے۔

قِصّہ موسیٰ بن محمد سلیمان الہاشمی کا

محمد بن سماکؒ فرماتے ہیں کہ بنو اُمیہ کے لوگوں میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان الہاشمی بہت ہی ناز پروردہ رئیس تھا۔ دل کی خواہشات پوری کرنے میں ہر وقت منہمک رہتا کھانے میں، پینے میں، لباس میں، لہو و لعب میں، خواہشات اور لذات کی ہر نوع میں اعلیٰ درجہ پر تھا۔ لڑکے لڑکیوں میں ہر وقت منہمک رہتا، نہ اُس کو کوئی غم تھا نہ فکر۔ خود بھی نہایت ہی حسین چاند کے ٹکڑے کی طرح سے تھا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ہر نوع کی دنیوی نعمت اس پر پوری تھی۔ اس کی آمدنی تین لاکھ تین ہزار دینار (اشرفیاں) سالانہ تھی جو ساری کی ساری اسی لہب و لعب میں خرچ ہوتی تھی۔ ایک اُونچا بالا خانہ تھا

Marfat.com

جس میں کئی کھڑکیاں تو شارع عام کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ راستہ چلنے والوں کے نظارے کرتا اور کئی کھڑکیاں دوسری جانب باغ کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ باغ کی ہوائیں کھاتا، خوشبوئیں سونگھتا، اُس بالا خانہ میں ایک ہاتھی دانت کا قبہ تھا جو چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا تھا اور سونے کا اس پر جھول تھا۔ اُس کے اندر ایک تخت تھا جس پر موتیوں کی چادر تھی اور اُس ہاشمی کے سر پر موتیوں کا جڑاؤ عمامہ تھا۔ اُس قبہ میں اس کے یار، احباب جمع رہتے۔ خدام ادب سے پیچھے کھڑے رہتے، سامنے ناچنے گانے والیاں قبہ سے باہر مجتمع رہتیں۔ جب گانا سننے کو دل چاہتا، وہ ستار کی طرف ایک نظر اٹھاتا اور سب حاضر ہو جاتیں اور جب بند کرنا چاہتا ہاتھ سے ستار کی طرف اشارہ کر دیتا، گانا بند ہو جاتا۔ رات کو ہمیشہ جب تک نیند نہ آتی یہی شغل رہتا اور جب (شراب کے نشہ سے) اُس کی عقل جاتی رہتی یاران مجلس اُٹھ کر چلے جاتے وہ جونسی لڑکی کو چاہتا پکڑ لیتا اور رات بھر اُس کے ساتھ خلوت کرتا۔ صبح کو وہ شطرنج چوسر وغیرہ میں مشغول ہو جاتا۔ اس کے سامنے کوئی رنج وغم کی بات، کسی کی موت، کسی کی بیماری کا تذکرہ بالکل نہ آتا۔ اُس کی مجلس میں ہر وقت ہنسی اور خوشی کی باتیں، ہنسانے والے قصے اور اسی قسم کے تذکرے رہتے۔ ہر دن نئی نئی خوشبوئیں جو اُس زمانہ میں کہیں ملتیں' وہ روزانہ اس کی مجلس میں آتیں۔ عمدہ عمدہ خوشبوؤں کے گلدستے وغیرہ حاضر کیے جاتے۔ اسی حالت میں اس کے ستائیس برس گزرے۔ ایک رات کو وہ حسب معمول اپنے قبہ میں تھا۔ دفعتہً اس کے کان میں ایک ایسی سریلی آواز پڑی جو اُس کے گانے والوں کی آواز سے بالکل جدا تھی، لیکن بڑی دلکش تھی۔ اُس کی آواز نے کان میں پڑتے ہی اُس کو بے چین سا کر دیا۔ اپنے گانے والیوں کو بند کر دیا اور قبہ کی کھڑکی سے باہر سر نکال کر اُس آواز کو سننے لگا۔ وہ آواز کبھی کان میں پڑ جاتی کبھی بند ہو جاتی۔ اُس نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ یہ آواز جس شخص کی آرہی ہے اُس کو پکڑ کے لاؤ۔ شراب کا دور چل رہا تھا خدام جلدی سے اس آواز کی طرف دوڑے۔ مسجد میں پہنچے جہاں ایک جوان نہایت ضعیف بدن، زرد رنگ، گردن سوکھی ہوئی، ہونٹوں پر خشکی آئی ہوئی، بال پراگندہ، پیٹ کمر سے لگا ہوا، دو ایسی چھوٹی چھوٹی لنگیاں اس کے بدن پر کہ ان سے کمر میں بدن نہ ڈھک

Marfat.com

سکے۔ مسجد میں کھڑا ہوا اپنے رب کے ساتھ مشغولِ تلاوت ہے۔ یہ لوگ اس کو پکڑ کر لے گئے نہ اُس سے کچھ کہا نہ بتایا۔ ایک دم اس کو مسجد سے نکال کر وہاں بالا خانہ پر لے جا کر اُس کے سامنے پیش کر دیا کہ حضور یہ حاضر ہے وہ شراب کے نشہ میں کہنے لگا یہ کون شخص ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی شخص ہے جس کی آواز آپ نے سنی تھی۔ اُس نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں سے لائے ہو۔ وہ کہنے لگے حضور مسجد میں تھا، کھڑا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اُس رئیس نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ اُس نے اعوذ باللہ پڑھ کر چند آیتیں بتائیں، جن کا ترجمہ یہ ہے: ''بیشک نیک لوگ (جنت کی) بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔ مسہریوں پر بیٹھے ہوئے (جنت کے عجائب) دیکھتے ہوں گے۔ اے مخاطب! تو اُن کے چہروں پر نعمتوں کی شادابی، سرسبزی محسوس کرے گا اور ان کے پینے کے لیے خالص شراب سربمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی (ایک دوسرے پر) حرص کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں میں حرص کرنا چاہیے (کہ یہ نعمتیں کس کو زیادہ ملتی ہیں اور ان کا ملنا اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے ان اعمال میں حرص کرنا چاہیے جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوں) اور اُس شراب کی آمیزش تسنیم کے پانی سے ہوگی (شراب میں کوئی چیز ملائی جاتی ہے تو اس سے اُس کا جوش زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ تسنیم جنت کا، ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پانی پیتے ہیں (یعنی اس چشمہ کا پانی مقرب لوگوں کو تو خالص ملے گا اور نیک لوگوں کی شراب میں اس میں سے تھوڑا سا ملا دیا جائے گا۔)'' اُس کے بعد اُس فقیر نے کہا: ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے! تیرے اس محل کو تیرے اس بالا خانہ کو، تیرے ان فرشوں کو اُن سے کیا مناسبت، وہ بڑی اونچی مسہریاں ہیں جن پر فرش بچھے ہوئے ہیں ایسے فرش جو بہت بلند ہیں۔ (الواقعہ: ع ۱) ان کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے (الرحمٰن: ع ۳) وہ لوگ سبز مشجر اور عجیب وغریب خوبصورت کپڑوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے (الرحمٰن: ع ۳) اللہ کا ولی ان مسہریوں پر سے ایسے دو چشموں کو دیکھے گا جو دو باغوں میں جاری ہوں گے۔ (الرحمٰن: ع ۳) ان دونوں باغوں میں ہر قسم کے میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی (کہ ایک ہی قسم کے میوے کے دو مزے ہوں گے) (الرحمٰن: ع ۳) وہ میوے نہ تو ختم ہوں گے نہ اُن

Marfat.com

کی کچھ روک ٹوک ہوگی (جیسا دنیا میں باغ والے توڑنے سے روکتے ہیں) (الواقعہ: ع ۱) وہ لوگ پسندیدہ زندگی میں بہت بلند مقام پر جنت میں ہوں گے (الحاقہ: ع ۱) ایسی عالی مقام جنت میں ہوں گے جہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے، اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اور اُس میں اونچے اونچے تخت بچھے ہوئے ہوں گے اور آبخورے رکھے ہوئے ہوں گے اور برابر گدے لگے ہوئے ہوں گے اور سب طرف قالین ہی قالین پھیلے ہوئے پڑے ہوں گے (کہ جہاں چاہیں بیٹھیں ساری ہی جگہ صدر نشین ہے) (غاشیہ) وہ لوگ سایوں اور چشموں میں رہتے ہوں گے (والمرسلات: ع ۲) اُس کے جنت کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (کبھی ختم نہ ہوں گے) اُس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔ یہ تو انجام ہے متقی لوگوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (درعد: ع ۵) وہ کیسی سخت آگ ہوگی (اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے، بیشک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ عذاب کسی وقت بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ لوگ اُس میں مایوس پڑے رہیں گے (زخرف: ع ۶) بے شک مجرم لوگ بڑی گمراہی اور (حماقت کے) جنون میں پڑے ہوئے ہیں (ان کو اپنی حماقت اُس دن معلوم ہوگی) جس دن منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کی آگ لگنے کا (اس میں جلنے کا) مزہ چکھو (قمر: ع ۳) وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور کالے دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے (واقعہ: ع ۱) مجرم آدمی اس بات کی تمنا کرے گا کہ اُس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو، بیوی کو، بھائی کو اور سارے کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام روئے زمین کے آدمیوں کو اپنے فدیہ میں دے دے پر کسی طرح عذاب سے بچ جائے لیکن یہ ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ وہ آگ ایسی شعلہ والی ہے کہ بدن کی کھال تک اُتار دے گی اور وہ آگ ایسے شخص کو خود بلاوے گی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے) بے رُخی کی ہوگی اور (ناحق) مال جمع کیا ہوگا اور اُس کو اُٹھا کر حفاظت سے رکھا ہوگا (معارج ع ۱) یہ شخص نہایت سخت مشقت میں ہوگا اور نہایت سخت عذاب میں اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے غصہ میں ہوگا اور یہ لوگ اس عذاب سے کبھی نکلنے والے نہیں

Marfat.com

ہوں گے (اس کلام میں اس فقیر نے جنت اور دوزخ کی بہت سی آیات کی طرف اشارہ کر دیا جن کی سورت اور رکوع کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ پوری آیات مترجم قرآن شریف سے دیکھی جا سکتی ہیں۔)

وہ ہاشمی رئیس فقیر کا کلام سن کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور فقیر سے معانقہ کیا اور خوب چلا کر رویا اور اپنے سب اہل مجلس کو کہہ دیا کہ تم سب چلے جاؤ اور فقیر کو ساتھ لے کر صحن میں گیا اور ایک بوریے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی پر نوحہ کرتا رہا اپنی حالت پر روتا رہا اور فقیر اس کو نصیحت کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اُس نے اپنے سب گناہوں سے اوّل فقیر کے سامنے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ شانہٗ سے اس کا عہد کیا کہ آئندہ کبھی کوئی گناہ نہ کرے گا۔ پھر دوبارہ دن میں سارے مجمع کے سامنے توبہ کی اور مسجد کا کونہ سنبھال کر اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عبادت میں مشغول ہر گیا اور اپنا سارا ساز و سامان، مال و متاع سب فروخت کر کے صدقہ کر دیا اور تمام نوکروں کو موقوف کر دیا اور جتنی چیزیں ظلم وستم سے لی تھیں سب اہلِ حقوق کو واپس کیں۔ غلام اور باندیوں میں سے بہت سے آزاد کیے اور بہت سے فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ کر دی اور موٹا لباس اور جو کی روٹی اختیار کی۔ تمام رات نماز پڑھتا، دن کو روزہ رکھتا۔ حتیٰ کہ بزرگ اور نیک لوگ اس کے پاس اُس کی زیارت کو آنے لگے اور اتنا مجاہدہ اُس نے شروع کر دیا کہ لوگ اس کو اپنے حال پر رحم کھانے کی اور مشقت میں کمی کرنے کی فرمائش کرتے اور اس کو سمجھاتے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نہایت کریم ہیں، وہ تھوڑی محنت پر بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ مگر وہ کہتا کہ دوستو میرا حال مجھی کو معلوم ہے۔ میں نے اپنے اللہ کی رات دن نافرمانیاں کی ہیں۔ بڑے سخت گناہ کیے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگتا اور خوب روتا۔ اسی حالت میں ننگے پاؤں پیدل حج کو گیا ایک موٹا کپڑا بدن پر تھا، ایک پیالہ اور ایک تھیلا صرف ساتھ تھا۔ اسی حالت میں مکہ مکرمہ پہنچا اور حج کے بعد وہیں قیام کر لیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ رحمه الله رحمة واسعته۔

خواجہ محمد اسلام کی دعا ہے اللہ پاک گناہوں سے توبہ کرنے والے ہر تائب کو پیدل حج کرنے والی تبلیغی جماعت کے ساتھ پیدل حج کی توفیق عطا فرما کر قیامت کے روز اپنی رحمت کے ساتھ اپنا دیدار نصیب فرمائے (آمین) مکہ کے قیام میں رات کو حطیم میں جا کر خوب روتا اور گڑگڑاتا

Marfat.com

اور کہتا کہ میرے اللہ میری کتنی خلوتیں ایسی گزر گئیں جن میں مَیں نے تیرا خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کتنے بڑے بڑے گناہوں سے تیرا مقابلہ کیا۔ میرے اللہ میری نیکیاں ساری جاتیں رہیں (کہ کچھ بھی نہ کمایا) اور میرے گناہ میرے ساتھ رہ گئے۔ ہلاکت ہے میرے لیے اُس دن جس دن تجھ سے ملاقات ہوگی (یعنی مرنے کے بعد) میرے لیے ہلاکت پر ہلاکت ہے۔ یعنی بہت زیادہ ہلاکت ہے اُس دن جس دن میرے اعمال نامے کھولے جائیں گے۔ آہ وہ میری رُسوائیوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ وہ میرے گناہوں سے پُر ہوں گے بلکہ تیری ناراضگی سے مجھ پر ہلاکت اُتر چکی ہے اور تیرا اعتاب مجھ پر ہلاکت ہے جو تیرے ان احسانوں پر ہوگا جو ہمیشہ تو نے مجھ پر کیے اور تیری ان نعمتوں پر ہوگا جن کا ہمیشہ میں نے گناہوں سے مقابلہ کیا اور تُو میری ساری حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ میرے آقا تیرے سوا میرا کونسا ٹھکانا ہے جہاں بھاگ کر چلا جاؤں تیرے سوا کون ایسا ہے جس سے التجا کروں۔ تیرے سوا کون ہے جس پر کسی قسم کا بھروسہ کروں۔ میرے آقا میں اس قابل ہرگز نہیں ہوں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں۔ البتہ محض تیرے کرم تیری عطا سے، تیرے فضل سے اس کی تمنا کرتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرمادے اور میرے گناہ معاف کردے۔

قِصّہ اللہ کے عاشق لڑکے کا

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ پیدل چل رہا ہے نہ تو اس کے پاس سواری ہے نہ توشہ نہ پانی۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا جوان کہاں سے آرہے ہو۔ کہنے لگا اسی کے پاس سے۔ میں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا اسی کے پاس میں نے کہا توشہ کہاں ہے؟ کہا اسی کے ذمہ ہے۔ میں نے کہا یہ راستہ بغیر توشہ اور پانی کے طے نہیں ہوگا۔ آخر تیرے ساتھ کچھ ہے بھی؟ کہا کٓھٰیٰعٓصٓ اُس نے کہا میں نے سفر کے شروع کے وقت پانچ حرف توشہ کے لیے پکڑ لیے تھے۔ میں نے پوچھا وہ پانچ حروف کون سے ہیں۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد کٓھٰیٰعٓصٓ میں نے پوچھا اس کے

Marfat.com

کیا معنے ہوئے؟ کہنے لگا کہ کاف کے معنے کافی کفایت کرنے والا۔ ھ کے معنے ہادی ہدایت کرنے والا۔ یا، کے معنے مودی ٹھکانا دینے والا۔ عین کے معنے عالم ہر بات کا جاننے والا۔ ص کے معنے صادق اپنے وعدہ کا سچا۔ پس جس شخص کا ساتھی کفایت کرنے والا۔ ہدایت کرنے والا۔ جگہ دینے والا، باخبر اور سچا ہو وہ برباد ہو سکتا ہے یا اس کو کسی بات کا خوف ہو سکتا ہے کیا وہ شخص بھی اس کا محتاج ہے کہ توشہ اور پانی لادے لادے پھرے۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کی گفتگو سن کر اپنا کرتہ اس کو دینا چاہا۔ اُس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا بڑے میاں دنیا کے کرتے سے ننگا رہنا اچھا ہے۔ دنیا کی حلال چیزوں کا حساب دینا ہے اور اُس کی حرام چیزوں کا عذاب بھگتنا ہے۔ جب رات کا اندھیرا ہوا تو اس جوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور یہ کہا اے وہ پاک ذات جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے یعنی اطاعت اور وہ چیز معاف فرمادے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں یعنی گناہ۔ اس کے بعد جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو وہ چپ تھا۔ میں نے کہا تم لبیک نہیں پڑھتے۔ کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے لا لبیک ولا سعدیک ''نہ تیری لبیک معتبر نہ سعدیک معتبر''۔ نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں نہ تیری طرف التفات کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے سارے راستے اس کو نہیں دیکھا۔ آخر میں منیٰ میں وہ نظر پڑا اور اس نے چند شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ محبوب جس کو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے میرا خون حرم میں بھی اس کے لیے حلال ہے اور حرم سے باہر بھی۔ اللہ کی قسم! اگر میری روح کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ کس پاک ذات کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے تو قدم کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے۔ او ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر، اگر تجھے وہ نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو کبھی بھی لب کشائی نہ کرے۔ لوگ اپنے بدن سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی پاک ذات کا طواف کرتے تو حرم سے بھی بے نیاز ہو جاتے۔ عید کے دن لوگوں نے تو بھیڑ بکری کی قربانی کی، لیکن معشوق نے میری جان کی اس دن

Marfat.com

قربانی کی۔ لوگوں نے حج کیا اور میرا حج اپنی سکون کی چیز کا ہے۔ لوگوں نے قربانیاں کی ہیں میں تو اپنے خون کی اور اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ دعا کی، اے اللہ لوگوں نے قربانیوں کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس کوئی چیز قربانی کے لیے نہیں ہے سوائے اپنی جان کے۔ میں اس کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ تو اس کو قبول کر لے۔ اس کے بعد ایک چیخ ماری اور مُردہ ہو کر گر گیا۔ اس کے بعد غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اللہ کا دوست ہے اللہ کا قتیل ہے۔ مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور رات بھر اس کی سوچ میں پریشان اور متفکر رہا۔ اسی میں آنکھ لگ گئی تو خواب میں اس کو دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ کہنے لگا کہ اللہ مجھ سے راضی ہوا اور مجھے اپنے مقبول بندوں میں شامل کیا اور مجھے جنت کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں اُس پر اور ایسی راہ اختیار کرنے والوں پر۔ (آمین)

قِصّہ ایک لڑکے کا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سخت ترین گرمی کے زمانے میں حج کو چلا۔ لُو بڑی شدت سے چلتی تھی۔ ایک دن جب کہ میں وسط حجاز میں پہنچ گیا۔ اتفاقاً قافلہ سے بچھڑ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی۔ دفعتہً آنکھ کھلی تو مجھے اس جنگل بیابان میں ایک آدمی نظر آیا تو میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا تو دیکھا ایک کمسن لڑکا تھا جس کے ڈاڑھی بھی نہ نکلی تھی اور اس قدر حسین کہ گویا چودھویں رات کا چاند ہے، بلکہ دوپہر کا سورج۔ اس پر ناز و نعمت کے کرشمے چمک رہے ہیں۔ میں نے اُس کو سلام کیا۔ اُس نے کہا ابراہیم وعلیکم السلام۔ میرا نام لینے پر مجھے انتہائی حیرت ہوئی اور مجھ سے سکوت نہ ہو سکا۔ میں نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ صاحبزادے تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا، تو نے تو مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ کہنے لگا کہ ابراہیم! جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی میں انجان نہیں بنا اور جب سے مجھے وصال نصیب ہوا کبھی فراق نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا کہ اس سخت گرمی میں اس جنگل میں تجھے کیا مجبوری کھینچ کر لائی۔ کہنے لگا کہ ابراہیم! اس کے سوا میں نے

Marfat.com

کبھی کسی سے اُنس پیدا نہیں کیا اور نہ اس کے سوا کبھی کسی کو ساتھی اور رفیق بنایا میں اس کی طرف بالکلیہ منقطع ہو چکا ہوں اور اس کے معبود ہونے کا اقرار کر چکا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تیرے کھانے پینے کا ذریعہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ محبوب نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے ان عوارض کی وجہ سے جو میں نے ذکر کیے، تیری جان کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اُس نے روتے ہوئے کہ اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی موتیوں کی طرح سے اس کے رخساروں پر پڑ رہی تھی۔ چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ''کون شخص ڈرا سکتا ہے مجھ کو جنگل کی سختی سے حالانکہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف چل کر قطع کر رہا ہوں اور اس پر ایمان لا چکا ہوں۔ عشق مجھ کو بے چین کر رہا ہے اور شوق ابھارے لیے جاتا ہے اور اللہ کا چاہنے والا کبھی کسی آدمی سے نہیں ڈر سکتا۔ اگر مجھے بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا نہیں ہو سکتا اور اگر میں ضعیف ہوں تو اس کا عشق مجھے خراسان سے حجاز تک (یعنی پورب سے پچھم تک) لے جا سکتا ہے۔ تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھے حقیر سمجھتا ہے اپنی ملامت کو چھوڑ، جو ہونا تھا ہو چکا۔ میں نے پوچھا تجھے اللہ کی قسم اپنی صحیح صحیح عمر بتا کیا ہے؟ کہنے لگا کہ تو نے بڑی سخت قسم مجھ کو دے دی جو میرے نزدیک بہت ہی بڑی ہے۔ میری عمر بارہ برس کی ہے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ ابراہیم تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ میں نے بتا تو دی ہے۔ میں نے کہا مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا کہنے لگا اللہ کا شکر ہے اُس نے بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اللہ کا فضل ہے کہ اُس نے اپنے بہت سے مومن بندوں سے افضل بنایا۔ ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس کی حسنِ صورت، حسن سیرت اور شیریں کلام پر بڑا ہی تعجب ہوا۔ میں نے کہا سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ شانہٗ نے کیسی کیسی صورتیں بنائی ہیں۔ اُس نے تھوڑی دیر نیچے کو سر جھکا لیا پھر اُوپر کی طرف منہ اُٹھا کر بہت ترچھی کڑوی نگاہ سے مجھے دیکھا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ''اگر میری سزا جہنم ہو تو میرے لیے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوبصورتی کیا بنائے گی۔ اس وقت میری ساری خوبیوں کو عذاب عیب دار بنا دے گا اور جہنم میں طویل عرصہ تک رونا پڑے گا اور اللہ جبار جلالہٗ یہ فرمائے گا

Marfat.com

بدترین غلام تو میرے نافرمانوں میں ہے۔ تو نے دنیا میں میرا مقابلہ کیا۔ میری حکم عدولی کی۔ کیا تو میرے عہد و پیمان کو (جو ازل میں ہوئے تھے) بھول گیا تھا یا میری (قیامت کی) ملاقات کو بھول گیا تھا (اے ابراہیم) تو اس دن دیکھے گا کہ فرمانبرداروں کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنے اُوپر سے انوار کے پردے ہٹادیں گے جس کی وجہ سے یہ فرمانبردار اس پاک ذات کی زیارت سے ایسے مبہوت ہو جائیں گے کہ اس کے مقابلے میں ہر نعمت اور ہر راحت کو بھول جائیں گے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ ان فرمانبرداروں کو ہیبت اور خوشنودی کا لباس پہنائیں گے اور ان کے چہروں کو رونق اور شادابی عطا ہوگی۔'' یہ اشعار پڑھ کر کہنے لگا اے ابراہیم مہجور وہ ہے جو دوست سے منقطع ہو گیا ہو اور وصال اُس کو حاصل ہے جس نے اللہ کی اطاعت سے وافر حصہ لیا ہو لیکن ابراہیم اپنے رفقاء سفر سے بچھڑ گئے ہو۔ میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی رہ گیا تجھ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لیے دعا کرے کہ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں۔ میرے اس کہنے پر اُس لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ آہستہ آہستہ زبان سے کہا کہ مجھے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے معلوم ہوئے اس وقت مجھے دفعتہً نیند کا جھونکہ سا آیا یا بیہوشی سی ہوئی۔ اس سے جو میں نے افاقہ پایا، تو قافلہ کے بیچ میں اُونٹ پر اپنے آپ کو پایا اور میرے اُونٹ پر جو میرا ساتھی تھا وہ مجھ سے کہہ رہا تھا ابراہیم ہوشیار رہو سنبھلے رہو ایسا نہ ہو اُونٹ پر سے گر جاؤ اور اس لڑکے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ آسمان پر اُڑ گیا یا زمین کے اندر اُتر گیا۔ جب ہم سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے: میں کعبہ کا پردہ پکڑ رہا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت بھی کر رہا ہوں، لیکن دل میں جو کچھ ہے اس کو اور راز کی بات کو تو خوب جانتا ہے میں بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر آیا ہوں، کہیں سوار نہیں ہوا۔ اس لیے کہ میں باوجود اپنی کم سنی کے فریفتہ عاشق ہوں۔ میں بچپن ہی سے تجھ پر مرنے لگا ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہ تھا اور اگر لوگ ملامت کریں کسی بات پر تو میں ابھی عشق کا طفل مکتب ہوں۔

Marfat.com

اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ گیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ یاب ہو سکوں۔'' اس کے بعد وہ بے اختیار سجدہ میں گر گیا اور میں دیکھتا رہا۔ اس کے بعد میں اس کے پاس گیا اور اس کو ہلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بڑا سخت صدمہ ہوا۔ میں وہاں سے اُٹھ کر اپنی قیام گاہ پر آیا اور اُس کے کفن دینے کے لیے کپڑا لیا اور مدد کے لیے ایک دو آدمی ساتھ لیے اور وہاں پہنچا جہاں اس کو مردہ چھوڑ کر آیا تھا تو اس کی نعش کا کہیں پتہ نہ چلا۔ وہاں دوسرے حاجیوں سے دریافت کیا مگر کسی کو بھی پتہ نہ چلا کہ کسی نے اس کو دیکھا ہو تو میں نے سمجھا کہ اللہ جل شانہٗ نے اس کو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ فرما دیا ہے۔ میں وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے مجمع میں ہے اور سب سے پیش پیش ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے اور ایسے عمدہ جوڑے ہیں کہ اُن کی صفت بیان میں نہیں آ سکتی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو وہی لڑکا ہے۔ کہنے لگا کہ میں وہی لڑکا ہوں۔ میں نے پوچھا کیا تیرا انتقال نہیں ہوا۔ اُس نے کہا: ہاں ہو گیا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو تجھے تجہیز و تکفین کے لیے بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا۔ کہنے لگا: ابراہیم! سن، جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا، اسی نے مجھے کفن دیا اور کسی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیا۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ اللہ جل جلالہٗ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تو ہی مقصود ہے اور تیری ہی مجھے آرزو ہے۔ فرمایا کہ بیشک تو میرا سچا بندہ ہے اور جو تو مانگے اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے زمانے کے تمام آدمیوں میں میری سفارش قبول فرما لے۔ ارشاد ہوا کہ ان سب کے بارے میں تیری سفارش مقبول ہے۔ ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس لڑکے نے خواب میں مجھ سے رخصتی مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں نے اپنے حج کے جو ارکان باقی تھے وہ پورے کیے، لیکن اس لڑکے کی یاد سے اور اس کے رنج سے میرے دل کو قرار نہ تھا۔ میں

Marfat.com

حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا لیکن راستہ میں سارے قافلہ والے یہ کہتے تھے کہ ابراہیمؒ تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی خوشبو آ رہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے کہتے ہیں کہ مرنے تک ابراہیمؒ کے ہاتھوں میں سے وہ خوشبو آتی رہی۔

قِصّہ ایک نوجوان کا

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے لیے جا رہا تھا۔ بہت سے رفیق ساتھ تھے۔ چلتے چلتے ایک مرتبہ مجھے تنہائی کا غلبہ ہوا اور یہ دل میں تقاضا ہوا کہ سب کا ساتھ چھوڑ کر اکیلے چلوں۔ میں نے اس راستہ کو چھوڑ کر جس پر سب چل رہے تھے۔ ایک دوسرا تنہائی کا راستہ اختیار کر لیا اور میں تین دن اور تین رات برابر چلتا رہا۔ نہ تو مجھے اُن میں کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا نہ کوئی اور حاجت پیش آئی۔ تین دن رات چلنے کے بعد میں ایک ایسے جنگل میں پہنچ گیا جو بڑا شاداب اور سرسبز تھا اور ہر قسم کے پھل اور پھول اس میں لگے ہوئے تھے جو بڑے مہک دار تھے اور اس کے بیچ میں ایک چشمہ تھا۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ تو جنت ہے اور میں سخت حیرت میں پڑ گیا۔ میں اسی فکر و سوچ میں تھا کہ ایک جماعت آتی نظر آئی جن کے چہرے تو آدمیوں جیسے تھے اور ان پر مرقع چادریں اور خوشنما لنگیاں تھیں۔ ان لوگوں نے آ کر مجھ کو گھیر لیا اور سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تم کہاں' میں کہاں۔ پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ جنات کی قوم ہے۔ اتنے میں اُن میں سے ایک نے کہا کہ ہم میں ایک مسئلہ میں اختلاف ہو رہا ہے اور ہم جنات میں سے ہیں جنہوں نے بیعت العقبہ کی رات میں اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کا پاک کلام سنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی آواز نے ہمیں دنیا کے سارے کاموں سے چھڑا دیا اور یہ جگہ اللہ جل شانہ' نے ہمارے لیے مزین فرما دی۔ میں نے پوچھا کہ اس جگہ سے وہ جگہ کتنی دور ہے جہاں میں نے اپنے سفر کے ساتھیوں کو چھوڑا ہے میرے اس سوال پر ایک شخص نے اُن میں سے تبسم کرتے ہوئے کہا کہ ابو اسحٰق اللہ جل شانہ' کے بھی عجیب

Marfat.com

بھید ہیں۔ اس جگہ تمہاری قوم کا کبھی کوئی شخص بجز ایک آدمی کے نہیں آیا۔ ایک جوان تمہاری جنس سے آیا تھا۔ اس کا یہاں انتقال ہو گیا تھا اور یہ دیکھ اُس کی قبر ہے۔ اس کی قبر میں نے دیکھی کہ اس پانی کے تالاب کے کنارہ تھی۔ اُس کے گرد چھوڑا سا باغیچہ تھا جس میں ایسے پھول لگ رہے تھے کہ میں نے اس جیسے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ پھر وہ جن کہنے لگا کہ اس جگہ کے اور اس کے درمیان اتنے اتنے مہینوں کا یا اتنے اتنے برسوں کا راستہ ہے۔ ابراہیمؒ نے کہا کہ اچھا اس جوان کا حال مجھے بتاؤ۔ اُن میں سے ایک نے سنایا کہ ہم لوگ اس چشمہ کے کنارہ بیٹھے ہوئے اللہ کے عشق کے بارہ میں بحث کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک جوان آیا اور اُس نے آکر سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا اور ہم نے پوچھا کہ نوجوان کہاں سے آئے ہو۔ اُس نے کہا کہ شہر نیشا پور سے آیا ہوں۔ ہم نے پوچھا کہ اس شہر کو چھوڑے ہوئے کتنے دن ہوئے۔ اُس نے کہا سات دن ہوئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ شہر سے کس ارادہ سے چلے تھے۔ اس جوان نے کہا کہ میں نے اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد سنا ہے ''تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو، قبل اس کے تم پر عذاب ہونے لگے۔ پھر اس وقت تمہاری کسی طرف سے بھی کوئی مدد نہ کی جائے۔'' ہم نے اس جوان سے پوچھا کہ انابت کیا ہے اور عذاب کیا ہے؟ اُس نے بیان کرنا شروع کیا اور جب عذاب بیان کرنا شروع کیا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ ہم لوگوں نے اُس کو اس قبر میں دفن کر دیا۔ ابراہیمؒ کہتے ہیں مجھے اس قصہ سے بڑی حیرت ہوئی۔ اس کے بعد میں اس جوان کی قبر کے نزدیک گیا، تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا تھا اور اُس کی قبر پر یہ لفظ لکھے ہوئے تھے ''یہ اللہ کے دوست کی قبر ہے جو غیرت کا قتل کیا ہوا ہے'' اور نرگس کے ایک پتہ پر انابۃ کی تفسیر لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو پڑھا۔ ان جنات نے مجھ سے اس کا مطلب پوچھا۔ میں نے اس کا مطلب بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور مزے میں لوٹنے لگے۔ جب اس سے انہیں سکون سا ہوا تو کہنے لگے کہ ہمارا وہ مسئلہ جس پر جھگڑا تھا، حل ہو گیا۔ ابراہیمؒ کہتے ہیں پھر مجھے کچھ غنودگی سی آئی اس کے بعد جو میری آنکھ کھلی تو میں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا (جو تنعیم کے پاس مکہ مکرمہ کے قریب ہے) اور میرے کپڑوں

Marfat.com

میں پھولوں کا ایک گلدستہ تھا جو ایک سال تک میرے پاس رہا۔ ایک سال تک اس میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ اس کے چند ایام بعد وہ خود بخود گم ہو گیا۔ اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں ان پر۔ (آمین)

قِصّہ راشد بن سلیمان کا

حضرت ضحاک بن مزاحمؒ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی شب میں کوفہ میں جامع مسجد کے ارادہ سے نکلا۔ چاندنی رات تھی مسجد کے صحن میں ایک جوان کو میں نے دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا بے تحاشا رو رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے۔ میں اس کے قریب گیا تاکہ اس کی بات سنوں' تو وہ یہ کہہ رہا تھا: ''اے عزت والے تیرے ہی اُوپر مجھ کو بھروسہ ہے۔ خوش حال ہے وہ جس کا تو مقصود ہے، خوشحال ہے وہ جو ساری رات خوف اور ڈر میں گزار دے اور عزت والے ہی سے اپنی مصیبت کا اظہار کرے اور اس کو اس سے بڑھ کر کوئی عِلت اور کوئی مرض نہ ہو کہ اس کو اپنے مولیٰ سے عشق رہے۔ جب وہ اندھیری رات میں تن تنہا عاجزی کرنے والا ہو' تو اللہ کی طرف سے اُس کی پکار کا جواب ہو اور لبیک ہو۔'' بار بار یہی کہہ رہا تھا اور رو رہا تھا۔ اُس کے بے اختیار رونے سے مجھے بھی اس پر ترس کھا کر رونا آ گیا۔ پھر اُس نے ایسی کلام کی جس سے میں یہ سمجھا کہ اس کو کوئی خاص نور نظر آیا اور اُس نے کسی کو یہ دو شعر پڑھتے ہوئے سنا جن کا ترجمہ یہ ہے: میرے بندے میں موجود ہوں، تو میری حفاظت میں ہے اور جو کچھ تو کہہ رہا ہے ہم اُس کو سن رہے ہیں۔ تیری آواز کے میرے فرشتے مشتاق ہیں اور تیرے سارے گناہ ہم نے معاف کر دیے۔

حضرت ضحاکؒ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کو سلام کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ شانہٗ' تمہاری اس رات میں برکت عطا فرمائے اور تم پر رحم کرے' تم کون ہو؟ کہنے لگے: ''میں راشد بن سلیمان ہوں۔'' میں نے نام سے ان کو پہچان لیا۔ کیونکہ میں پہلے سے ان کے حالات سنتا رہتا تھا اور ان سے ملنے کا مشتاق تھا، مگر اس پر قادر نہ ہو سکا تھا۔ آج اللہ جل شانہٗ' نے ایسا سہل کر دیا۔ میں نے خدمت میں رہنے کی درخواست کی تو فرمایا یہ بہت دشوار ہے۔ بھلا جو شخص

Marfat.com

رب العالمین سے مناجات کی لذت پاتا ہو وہ مخلوق سے کب اُنس رکھ سکتا ہے کہنے لگے: واللہ! اگر ہمارے زمانہ کے آدمیوں پر پہلے مشائخ میں سے کسی کا گزر ہو تو وہ کہہ دے گا کہ یہ لوگ تو آخرت کے دن پر ایمان بھی نہیں رکھتے۔ یہ کہہ کر راشدؒ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ اللہ جانے وہ آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں اُتر گئے۔ مجھے اُن کی جدائی سے رنج ہوا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مرنے سے پہلے پہلے اُن سے پھر ملاقات نصیب ہو جائے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ حج کو گیا تو کعبہ شریف کی دیوار کے سایہ تلے ان کو بیٹھے دیکھا اور ایک مجمع اُن کے پاس تھا جو قرآن پاک کی سورت سورۂ انعام اُن کو سنا رہا تھا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا کہ یہ علماء کی مہربانی ہے اور وہ اولیا کی تواضع تھی پھر اُٹھے اور مجھ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور فرمایا کہ تم نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مرنے سے پہلے مجھ سے ملاقات ہو جائے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں دعا کی تھی فرمایا: الحمد للہِ علی ذٰلك میں نے عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم کرے اس رات کو جو کچھ آپ نے دیکھا تھا اور سنا تھا وہ مجھے بتا دیجیے۔ انہوں نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری جس سے میں یہ سمجھا کہ اُن کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور بیہوش ہو کر گر گئے اور جو مجمع اُن کے پاس تھا اور پڑھ رہا تھا وہ چلا گیا۔ جب اُن کو ہوش آیا تو فرمایا میرے بھائی کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ کے چاہنے والوں کے دلوں میں کس قدر خوف اور ہیبت اُس کے اسرار کے کھولنے میں ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا اچھا یہ کون لوگ تھے جو آپ کے پاس پڑھ رہے تھے۔ فرمایا یہ جنات کی جماعت تھی۔ قدیم تعلقات کی بنا پر میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ یہ ہر سال میرے ساتھ حج کیا کرتے ہیں اور مجھ کو قرآن شریف سنایا کرتے ہیں پھر اُنہوں نے مجھ کو رخصت کیا اور فرمایا حق تعالیٰ شانہٗ جنت میں تم کو ملا دے جہاں نہ جدائی ہوگی نہ مشقت نہ غم ہوگا نہ کلفت یہ کہہ کر پھر مجھ سے غائب ہو گئے اس کے بعد میں نے اُن کو نہیں دیکھا۔ اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں اُن پر۔ (آمین)

....

Marfat.com

قصہ حضرت اویس قرنیؓ کا

حضرت اویس قرنیؓ کی حکایت ہے کہ وہ اپنے کو اس قدر حد تک ضرورت کی طرف مائل رکھتے تھے اور یہاں تک اپنے نفس پر تنگی کرتے تھے کہ تمام گھر والے ان کو مجنون جانتے تھے۔ ان کے رہنے کو ایک کوٹھڑی گھر کے دروازے پر بنادی تھی۔ وہ اس میں رہا کرتے تھے۔ آخر وقت عشاء گھر میں آتے اور قبل اذانِ فجر نکل جاتے۔ کھانا اپنا یہ ٹھہرایا تھا کہ تمام دن خرما کی گٹھلیاں چنتے اور جب کوئی سوکھا بڑا خوما اس میں ملتا، افطار کے واسطے اٹھا لیتے۔ اگر اس قدر پاتے کہ بقدر رسد رمق قوت کو کافی ہے تو گھٹلیاں چنی ہوئی فقیروں پر صدقہ کر دیتے اور اگر اس قدر بڑے خرمے اس میں نہ پاتے تو وہ گٹھلیاں بیچتے اور اس سے کوئی چیز خرید کر کھا لیتے۔ کپڑے کا ان کے یہ حال تھا کہ گھوڑوں پر کے پڑے ہوئے چیتھڑے چنتے اور انہیں فرات میں دھوتے اور دھو کر جوڑتے اور پہنتے۔ یہ لباس تھا۔ اکثر لڑکے ان کو کنکریں مارتے اور یہ سمجھتے کہ یہ مجنون ہیں۔ اس وقت آپ ان سے ارشاد فرماتے بھائیو! اگر مجھے ڈھیلے مارتے ہو تو چھوٹے چھوٹے مارو۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم مجھے مارو، شاید خون نکلے۔ اس میں وقت نماز آجاوے اور میں پانی نہ پاؤں۔ یہ خصلتیں تھیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی۔ اسی واسطے جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان کو اپنے کلام مبارک سے بزرگ کر دیا اور انہی کی جانب اشارہ کر کے ارشاد فرمایا ہے (تحقیق میں پاتا ہوں بوئے محبت کو جانب یمن سے) جب زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آیا اور آپ امیر المومنین ہوئے۔ آپ نے تمام لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم سب میں جو عراق کا رہنے والا ہو کھڑا ہو جائے۔ اس کو سن کر جتنے آدمی عراق کے تھے، کھڑے ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھ جاؤ مگر تم میں جو کوفہ کے ہوں وہ کھڑے رہیں۔ وہ کھڑے رہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھ جاؤ مگر وہ شخص جو قرن سے آیا ہو، کھڑا رہے۔ سب یہ سن کر بیٹھ گئے مگر ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

Marfat.com

کہ تو قرن کا رہنے والا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جانتا ہے اور ان کی کیفیت اس سے بیان فرمائی۔ اس نے کہا: ہاں، جانتا ہوں یا امیر المومنین! آپ اس کو کیوں پوچھتے ہیں؟ قسم ہے اللہ کی! ہمارے قبیلے میں کوئی شخص اویس سے بڑھ کر مجنون نہیں ہے اور نہ ہی ان سے زیادہ کم مرتبہ ہے۔ آپ اس کو سن کر روئے۔ پھر فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے خود نہیں کہا ہے بلکہ وہ کہا ہے جو سنا ہے میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''داخل ہوں گے جنت میں قیامت کے دن شفاعت اویس قرنی سے اتنے جتنے قبیلہ ربیعہ ومضر میں ہیں'' ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ قول جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا' آیا میں کوفہ کو اور میرا کوئی مطلب نہ تھا سوائے اس کے کہ تلاش کروں میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اور کچھ سوال کروں میں ان سے' یہاں تک کہ پہنچا میں ان کے پاس۔ وہ کنارے فرات کے دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ پہنچانا میں نے ان نشانیوں سے جو میں نے سنی تھیں۔ دیکھا میں نے کہ وہ شخص قوی الجثہ گندم گوں ہے اور سر کے بال منڈے ہوئے۔ داڑھی بہت گھنی بھری ہوئی میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب سلام کا دیا اور میری طرف دیکھنے لگے۔ میں نے ان کی طرف مخاطب ہو کر ہاتھ مصافحہ کو بڑھائے۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے کہا رحمت اللہ کی اور مغفرت تم پر ہو اویس رضی اللہ عنہ! کیا حال ہے تمہارا؟ یہ سن کر میری محبت سے ان کے آنسو برابر گرنے لگے۔ اس وقت میں نے ان کی عجیب کیفیت دیکھی کہ کچھ میں ہی اسے جانتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں بھی خوب رویا اور وہ بھی روئے اور پھر فرمایا کہ اے ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ اللہ تجھ کو زندہ رکھے کیونکر آیا اور کیا حال تیرا ہے میرا پتہ کس نے بتایا تجھے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ تک آنے کی ہدایت کی۔ فرمایا ''نہیں کوئی سوائے اللہ کے معبود پاک ہے اللہ اور تحقیق وعدہ ہمارے رب کا پورا ہونے والا ہے۔''

ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ میں سخت متعجب ہوا اس سے کہ اول مجھے پہچان لیا حالانکہ قسم ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی کہ نہ کبھی انہوں نے مجھے دیکھا تھا اور نہ میں نے انہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ

Marfat.com

نے مجھے کہاں سے اور کیونکر پہچانا اور میرے باپ کا نام کیونکر جانا؟ اب تک کبھی آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا؟ فرمایا: ”مجھے میرے پروردگار علیم خبیر نے بتلا دیا تم نہیں جانتے کہ روحوں کو روحوں سے باہم ایک راہ ہے۔ میری روح نے تمہاری روح کو پہچانا جب کہ میرے نفس نے تمہارے نفس سے مکالمت کی۔ ارواح کے واسطے بھی نفوس ہیں جیسے اجسام کے واسطے نفوس ہیں اور مومنین ایک دوسرے کو باہم پہچانتے ہیں اور ان کی آپس میں مکالمت ہوتی ہے اگرچہ مکان ایک کا دوسرے سے دور ہو اور بعد منازل اور درمیان میں واقع ہوا ہو۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کوئی حدیث مجھ سے بیان فرمائیے جو آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، میں اسے سننا چاہتا ہوں۔ فرمایا میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے شرف صحبت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل کیا ہے۔ ان لوگوں سے زبانی میں نے احادیث سنی ہیں۔ میں بہتر نہیں جانتا کہ اپنے پر اس کا دروازہ کھولوں اور محدث اور مفتی اور قاضی بنوں‘ اے ہرم ابن حبان! مجھے اپنے نفس کی درستی میں اس قدر مشغولی ہے کہ ایسے امور میں لوگوں کے ساتھ شغل رکھنے کی فرصت نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کوئی آیت ہی پڑھیے‘ کلام اللہ کی وہی سنوں میں آپ سے‘ اور میرے حق میں کچھ دعا فرمائیے اور مجھے وصیتیں کیجیے جسے میں یاد رکھوں گا۔ مجھے آپ کے ساتھ فقط وجہ اللہ کے لیے سخت محبت ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اُٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کنارے فرات کے ٹہلنے لگے اور فرمایا: ”پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ سننے والے اور جاننے والے کے شیطان الرجیم سے“ اور روئے۔“ پھر فرمایا: ”سچا قول میرے رب کا ہے اور حق ہے خبر رب کی اور سب سے زیادہ سچا کلام میرے رب کا ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی ”اور ہم نے جو بنایا آسمان وزمین اور جو اس کے بیچ ہے، کھیل نہیں۔ ان کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام کرنے پر، بہت لوگ نہیں سمجھتے“ اور اس آیت کو پڑھ کر ایسا نعرہ مارا کہ مجھ کو یہ گمان ہوا کہ ان کو غش آ گیا۔ پھر فرمایا کہ اے ابن حبان تیرا باپ حبان مر گیا اور عنقریب تو بھی مرے گا اور جنت یا دوزخ میں جاوے گا، شروع سے دیکھو کہ آدم وحوا کی وفات ہوئی پھر حضرت نوح علیہ السلام کا وصال ہوا پھر حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کا

Marfat.com

انتقال ہوا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وداع ہوا پھر داؤد خلیفۃ الرحمٰن عالمِ بقا ہوئے۔ پھر سند آرائے وسادہ، لولاک باعث ایجاد سمک تا سماک، محبوب رب العالمین شفیع المذنبین رحمت للعالمین، خاتم النبیین شافع روزِ جزا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہنشاہ اعلیٰ علیین ہوئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رخصت اقامت فردوس بریں میں ڈالا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے بھائی اور دوست انہی کے ہمدم ہوئے یہ کہہ کر ہائے عمر ہائے عمر کہنے لگے۔ میں نے کہا: اللہ، آپ پر رحم کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی زندہ ہیں، مرے نہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کی خبر مجھ کو پہنچا دی ہے اور میرے مرنے کی خبر بھی دے دی۔ پھر فرمایا کہ میں اور تم بھی گویا مُردوں ہی میں ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح پر سلام پڑھ کر بہت دعائیں آہستہ آہستہ مانگیں اور فرمایا کہ اے ابن حبان میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کی کتاب اور طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور العمل رکھنا۔ مجھے تمہارے اور اپنے مرنے کی خبر پہنچ چکی ہے۔ موت کو ہردم یاد کرنا، ایک لحظہ غافل نہ ہونا اور جب اپنی قوم میں پھر کر جانا تو ان کو خوف دلانا اور نصیحت کرنا سب امت کی خیر خواہی کرنا اور اگر جماعت سے ایک بالشت علیحدہ ہوئے تو دین سے علیحدہ ہو جاؤ گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی اور آخر کو دوزخ میں پڑو گے۔ اپنے واسطے اور میرے لیے دعا کرنا۔ پھر فرمایا: الٰہی! یہ شخص اپنی دانست میں مجھ کو تیرے لیے چاہتا ہے اور تیرے ہی واسطے میری ملاقات کو آیا۔ جنت میں بھی اس کی صورت مجھے دکھلانا اور دارالسلام میں اس کو میرے پاس بھیجنا اور جب تک جیتا رہے اس کے مال و جان کی حفاظت کرنا اور دنیا سے تھوڑی سی چیز پر اس کو شکر کی توفیق دینا اور میری طرف سے جزائے خیر دینا۔ پھر فرمایا: اے ہرم بن حبان! اب تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج کے سوا پھر کبھی میرے پاس نہ آنا۔ مجھ کو شہرت بری معلوم ہوتی ہے۔ تنہائی اچھی لگتی ہے۔ جب تک میں زندہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں بہت سا رنج و غم رہے گا۔ میں دل سے تمہارے پاس ہوں گو نظر سے دور ہوں۔ پس ڈھونڈنے اور پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ مجھ کو یاد کر کے میرے لیے دعا کرنا۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا۔ لو اب میں اِدھر کو جاتا

Marfat.com

ہوں تم اُدھر کو جاؤ۔ میں نے چاہا کہ تھوڑی دیر اُن کے ساتھ چلوں مگر انہوں نے نہ مانا اور مجھ سے جدا ہوئے تو خود بھی روئے اور مجھے بھی رلایا۔ میں اُن کو تکتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ کوچہ میں چلے گئے۔ پھران کا حال میں نے ہر چند پوچھا مگر کسی نے نہ بتایا۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے، پس آخرت کے لوگوں کا یہ حال تھا۔ اس طرح دنیا سے کنارہ کرتے تھے اللہ پاک کی رحمتیں ہوں اُن پر ستاروں کی تعداد کے برابر پانی کے قطروں کے برابر، درختوں کے پتوں کے برابر ریت کے ذروں کے برابر اور تمام مخلوقات سے کھربوں گنا بڑھ کر اور اِمت محمدیہ کی طرف سے مسلمان مردوں اور عورتوں کی طرف سے سلام ہوں آپ پر بے حد وحساب اور آپ نے جو امت محمدیہ کے لیے دُعا کی ہے اُس دعا میں ہر مسلمان کو حصہ نصیب ہو۔ (آمین)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا دُنیا کو ترک کرنا

حضرت حسنؒ ابتدا میں بہت بڑے جوہری تھے۔ قسم قسم کے موتی اور جواہرات کی آپ تجارت کرتے اور بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس جواہرات تحفہ میں لے جا کر پیش کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ جواہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لے کر گئے۔ پہلے وزیر سے ملے اور اپنے آنے کا اور بادشاہ کی خدمت میں تحفہ لانے کا حال بیان کیا۔ وزیر نے کہا: کل تو بادشاہ کو ایک نہایت ضروری کام ہے فرصت نہ ہوگی، اور وہ کام دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت حسنؒ نے کہا: میں ضرور دیکھوں گا۔ وزیر نے حضرت حسن کو لے کر ایک جگہ میدان میں ٹھہرایا، جس میدان میں ایک خیمہ زری کا قائم تھا۔ اُس کے آس پاس اعلیٰ درجہ کی مخمل کا فرش تھا۔ خیمہ کی طنابیں زری کی تھیں۔ اُس کی چوبیں چاندی کی تھیں۔ میخیں سونے کی تھیں، نہایت قابل دید منظر تھا۔ وزیر نے حضرت حسنؒ کو خیمہ کے عقب میں چلمن کے پیچھے کھڑا کیا کہ جس جگہ سے حضرت حسن بصریؒ نے سارا تماشہ دیکھ لیا۔ لیکن وہ خیمہ دراصل شاہ ہرقل کے عزیز فرزند کی قبر پر کھڑا تھا اور آج اُس کے عرس کا دن تھا۔ بادشاہ سالانہ رسم تعزیت ادا کرنے یہاں آیا تھا۔ حضرت حسنؒ نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعت مقدس عیسائی

Marfat.com

لوگوں کی خیمہ کے اندر آئی اور قبر کے پاس کھڑی ہو کر کچھ پڑھ کر روتی ہوئی نکل کر چلی گئی۔ اُس کے بعد ایک جماعت طبیبوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی آئی۔ یہ لوگ بھی ننگے سر قبر کے پاس روتے رہے اور تھوڑی دیر بعد نکل کر چلے گئے۔ اُن کے بعد فوج کے افسروں کی جماعت ننگی تلواریں لے کر خیمہ کے اندر آئی۔ وہ بھی قبر کی سلامی اُتار کرنا کام واپس گئی۔ فوجی لوگوں کے بعد ایک پرا کا پرا نوجوان حسین عورتوں کا آیا۔ جن کے سر کے بال کھلے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں سونے کی تھیلیاں تھیں جن میں موتی اور جواہرات بھرے تھے۔ اُن عورتوں نے قبر کا طواف کیا اور بہت سا رو کر یہ بھی خیمہ سے باہر چلی گئیں۔ اُن سب کے بعد خود بادشاہ خیمہ کے اندر آیا اور قبر کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے فرزند! تو مجھے دنیا میں سب سے پیارا تھا مگر افسوس کہ تو مر گیا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان لی ہے وہ راہبوں اور عابدوں کی سفارش سے اور اُن کی دعا کی برکت سے تیری جان کو واپس کر دے گا تو یہ بڑے بڑے راہب عابد اس کام کے لیے تیرے پاس حاضر ہیں، مگر میں جانتا ہوں کہ اُن کی دعا سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ عقل مند یا طبیبوں کی تدبیر کرنے سے تیری جان تجھے اللہ بخش دے گا تو یہ بہت بڑی جماعت طبیبوں کی اور دنیا بھر کے عقلمندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے اور تیری رہائی کی تدبیر کرنے کو موجود ہے مگر میں جانتا ہوں کہ تجھے ایسے زبردست نے مارا ہے کہ اُس کے سامنے کسی کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دے گا، تو یہ کثیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانے کو تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے قید کیا ہے وہ ایسا زبردست اللہ ہے کہ کوئی قوم اُس کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تجھے مارا ہے وہ حسین اور خوبصورت عورتوں کا طالب ہے اور حسین عورتیں لے کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ خوبصورت عورتوں کی جماعت حاضر ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ نہ حسین عورتوں کا طالب ہے، نہ مال و جواہر کا خواستگار ہے اور اب وہ تجھے کسی طرح نہ چھوڑے گا۔ اس لیے اب میں تجھ سے پھر ایک سال کے لیے رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر قیصر خیمہ

Marfat.com

سے باہر نکل آیا اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہوئے۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں، اس واقعہ کو دیکھ کر میری طبیعت یک لخت دنیا سے ہٹ گئی اور آئندہ میں نے دُنیا کے جواہرات بیچنے چھوڑ کر آخرت کے جواہرات خرید نے شروع کر دیئے۔

قِصّہ اللہ کے عاشق کا

ابو سعید موصلیؒ کہتے ہیں کہ فتح بن سعیدؒ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھ کر عیدگاہ سے دیر میں واپس ہوئے واپسی میں دیکھا کہ مکانوں کے اندر سے قربانی کے گوشت پکنے کا دھواں ہر طرف سے نکل رہا ہے تو رونے لگے اور کہنے لگے کہ لوگوں نے قربانیوں سے آپ کا تقرب حاصل کیا۔ میرے محبوب! کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں قربانی کس چیز کی کروں۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو کر گر گئے۔ میں نے پانی چھڑکا۔ دیر میں ہوش آیا۔ پھر اُٹھ کر چلے۔ جب شہر کی گلیوں میں پہنچے، تو پھر آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہنے لگے کہ میرے محبوب تجھے میرے رنج و غم کا طویل ہونا بھی معلوم ہے اور میرا یہ گلی گلی پھرنا بھی تجھے معلوم ہے، میرے محبوب تو مجھے یہاں کب تک قید رکھے گا۔ یہ کہہ کر پھر بیہوش ہو کر گر گئے۔ میں نے پھر پانی چھڑکا۔ پھر افاقہ ہو گیا اور چند روز بعد انتقال ہو گیا۔ اللہ پاک کی کروڑوں رحمتیں ہوں اُن پر۔ (آمین)

قِصّہ ایک ظالم کا

بخارا کا ایک حاکم بڑا سخت ظالم تھا۔ ایک دن وہ اپنی سواری پر چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک کتا نظر آیا جس کے خارش ہو رہی تھی اور سردی نے اُس کو بہت ستا رکھا تھا۔ اس ظالم کی اُس پر نگاہ پڑتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے ایک نوکر سے کہا کہ اس کتے کو میرے گھر لے جا، میرے آنے تک اس کا خیال رکھیو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کام جہاں جا رہا تھا چلا گیا۔ جب واپس آیا، تو اُس کتے کو منگایا اور گھر کے ایک کونہ میں اُس کو بندھوا دیا۔ اُس کے سامنے ٹکڑا ڈالا پانی رکھوایا اور اُس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اُس کے اوپر ڈلوائی۔ اُس کے قریب آگ رکھوائی

Marfat.com

تا کہ اُس کی گرمی سے اُس پر سے سردی کا اثر زائل ہو جائے اور اس قصہ کو دو ہی دن گزرے تھے کہ اُس ظالم کا انتقال ہو گیا۔ ایک بزرگ نے جو اُس کے مظالم اور اس کی حالت سے خوب واقف تھا اُس کو خواب میں دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ کیا گزری۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کتا تھا (یعنی کتوں جیسے کام کرتا تھا انسانوں جیسے کام نہیں کرتا تھا) اس لیے ہم نے بھی ایک کتے ہی کو تجھ کو دے دیا (یعنی اُس خارشی کتے پر احسان کرنے کی وجہ سے تیری بخشش کر دی، اور میرے ذمہ جو حقوق تھے اُن کا خود ادا کرنے کا ارادہ فرما لیا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ذات بڑی کریم ہے۔ وہ سارے کریموں کا مالک ہے۔ بادشاہ ہے، اُس کے کرم تک کوئی کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی ادنیٰ سی چیز بھی اُس کو پسند آجائے تو اُس شخص کا بیڑا پار ہے۔ آدمی اُس کی خوشنودی کی تلاش میں رہے۔ نہ معلوم کس کی کیا بات آقا کو پسند آجائے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو رحم دل بنائے اور ساری مخلوق پر رحم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

باعثِ عبرت قِصہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری سے تھا اُن کا چچا زاد بھائی تھا (دنیاوی) علوم میں بہت ترقی کی تھی اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر حسد کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے مجھے تم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اُس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسیٰ اس نام سے تمہارے مالوں کو کھانا چاہتا ہے۔ اُس نے نماز کا حکم کیا، تم نے برداشت کیا، اُس نے اور احکام جاری کیے جن کو تم برداشت کرتے رہے۔ اب وہ تمہیں زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے اس کو بھی برداشت کرو۔ لوگوں نے کہا یہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا تم ہی کوئی راستہ بتاؤ۔ اُس نے کہا میں نے یہ سوچا ہے کہ کسی فاحشہ عورت کو اس پر راضی کیا جائے جو حضرت موسی علیہ السلام پر اس کی تہمت لگائے کہ وہ مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

لوگوں نے ایک فاحشہ عورت کو بہت کچھ انعام کا وعدہ کر کے اس پر راضی کر لیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگائے۔ اس کے راضی ہونے پر قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام آپ کو دیے ہیں وہ بنی اسرائیل کو سب کو جمع کر کے سنا دیجیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پسند فرمایا اور سارے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور جب سب جمع ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے احکام بتانے شروع کیے کہ مجھے یہ احکام دیے ہیں کہ اس کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ کرو، صلہ رحمی کرو اور دوسرے احکام گنوائے جن میں یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی بیوی والا زنا کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا اور اگر آپ خود زنا کریں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں زنا کروں تو مجھے بھی سنگسار کیا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے زنا کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (تعجب سے) فرمایا کہ میں نے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے! اور یہ کہہ کر اس عورت کو بلا کر اس سے پوچھا کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو قسم دے کر فرمایا کہ تو کیا کہتی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ جب آپ قسم دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھ سے اتنے اتنے انعام کا وعدہ کیا ہے کہ میں آپ پر الزام لگاؤں۔ آپ اس الزام سے بالکل بری ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے سجدہ ہی میں وحی آئی کہ رونے کی کیا بات ہے تمہیں ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے ہم نے زمین پر تسلط دے دیا۔ تم جو چاہو ان کے متعلق زمین کو حکم دو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے سجدہ سے سر اٹھایا اور زمین کو حکم فرمایا کہ ان کو نگل جا۔ اُس نے ایڑیوں تک نگلا تھا کہ وہ عاجزی سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر حکم فرمایا کہ ان کو دھنسا دے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ گردن تک دھنس گئے۔ پھر بہت زور سے وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر زمین کو یہی فرمایا کہ ان کو لے لے، وہ سب کو نگل گئی۔ اس پر اللہ جل شانہٗ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ وہ تمہیں

Marfat.com

پکارتے رہے اور تم سے عاجزی کرتے رہے۔ میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے پکارتے اور مجھ سے دُعا کرتے تو میں اُن کی دُعا کو قبول کر لیتا۔

قصّہ حضرت داؤد علیہ السلام کا

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت شرم وحیا والے تھے۔ جب باہر جاتے، تو دروازہ بند کر دیتے تھے۔ ایک دن دروازہ بند کر کے نکلے۔ جب واپس آئے اور دروازہ کھولا، تو دیکھا کہ گھر کے اندر ایک شخص کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں وہ شخص ہوں کہ بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور دربان مجھ کو اندر جانے سے نہیں روک سکتے۔ آپ نے فرمایا: ''قسم اللہ کی! تم ملک الموت ہو، مبارک ہو، تم اللہ تعالیٰ کا حکم لائے ہو۔'' یہ کہہ کر اُسی جگہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی۔

خیرات کا صلہ

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنا تمام مال ومتاع اللہ کی راہ میں قربان کر دے گا۔ اس کو جنت الفردوس میں ٹھکانا اور آنکھوں میں کھپ جانے والی نور سرشت حور ملے گی۔ اتفاقاً چار بھائی اس مجلس میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک کے دل میں یہ بات جم گئی اور وہ فوراً وہاں سے اٹھا اور گھر آ کر اپنا سارا مال ومتاع فقرا میں تقسیم کر دیا اور تن تنہا حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا حال کہہ سنایا۔ حضرت خواجہ نے اس کو شاباش دی اور تسلی وتشفی دے کر اسمِ اعظم پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اسمِ اعظم پڑھنے کے دوران اس آدمی نے دیکھا کہ ایک دلکش باغ ہے اور اُس میں زمرد کا ایک خوبصورت محل ہے اور اس محل میں بہت سی حسین وجمیل عورتیں جمع ہیں جو اسے دیکھ کر آپس میں کہہ رہی ہیں کہ یہ حورعین المرضیہ (آنکھوں کو اچھی لگنے والی کا شوہر آ رہا ہے۔ وہ مرد اُن کے نزدیک گیا اور پوچھا کہ تم میں ''حورعین المرضیہ'' کون ہے۔ اُن

Marfat.com

عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا: اللہ! اللہ! یہ کیسی بات آپ کر رہے ہیں ہم لوگ تو ''حورعین المرضیہ'' کی لونڈیاں ہونے کے بھی لائق نہیں ہیں، آپ اسے دیکھنا چاہتے ہیں تو اور آگے جائیے، وہ شخص اور آگے بڑھا ایک اور باغ اور محل دیکھا جو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور شاندار تھا اور اس میں بھی پری جمال اور حسین ورعنا دوشیزائیں جمع تھیں اور ان لوگوں نے بھی اس کو دیکھ کر وہی کہا کہ یہ جوان ''حورعین المرضیہ'' کا شوہر معلوم ہوتا ہے، اس شخص نے ان عورتوں سے بھی یہی سوال کیا کہ تم میں سے ''حورعین المرضیہ'' کون ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ ''حورعین المرضیہ'' کو دیکھنا چاہتے ہو تو اور آگے جاؤ۔ ہم لوگ تو اُس کی لونڈیوں کی بھی برابری نہیں کر سکتیں۔ مجبور ہو کر وہ شخص اور آگے بڑھا۔ آگے ایک اور باغ اور محل دیکھا جو پہلے دونوں سے زیادہ خوبصورت اور پرشکوہ تھا اور اس میں سرو ماہ کو شرما دینے والی حسین عورتیں موجود تھیں۔ اب اسے یقین ہو گیا کہ ''حورعین المرضیہ'' انہی میں ایک ہوگی۔ ان کے پاس جا کر اس نے پوچھا کہ تم میں سے ''حورعین المرضیہ'' کون ہے؟ ان لوگوں نے بڑی نرمی سے جواب دیا کہ ہم لوگ ''حورعین المرضیہ'' کی لونڈیاں ہیں اور آپ بلاشبہ ان کے شوہر معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ہماری مالکہ سے ملنا چاہتے ہیں تو اندر تشریف لے جائیے۔ اس بات سے اس کا دل خوشی سے اُچھلنے لگا اور وہ پردہ اٹھا کر محل کے اندر چلا گیا۔ دیکھا کہ ''حورعین المرضیہ'' بنی سنوری، سولہ سنگار کیے دلہن بنی بیٹھی ہے۔ وہ مرد دل وجان سے اس پر عاشق ہو گیا اور ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں جب ہوش آیا تو اس پری پیکر نے اس کو اشارے سے بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ اب اس شخص کو صبر وضبط کا یارا نہ رہا اور اس نے دستِ شوق بڑھا کر اسے اپنی آغوش میں لینا چاہا۔ ''حورعین المرضیہ'' نے بڑی دلربائی اور نرمی سے اس سے کہا کہ آپ اتنا بے چین اور مضطرب کیوں ہو رہے ہیں، بس ہم لوگوں کے وصل میں تین گھنٹے سے زیادہ تاخیر نہیں ہے اور آپ جانتے ہیں ایک پہر گزرنے میں کتنی دیر لگتی ہے، یہ تین گھنٹے تو دیکھتے دیکھتے گزر جائیں گے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے وصل سے شادکام ہوں گے، یہ سن کر اس مرد نے دستِ شوق کو روک لیا۔ یکایک اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ ہوش میں آ گیا، لیکن جب اس نے اپنی محبوبہ کو نہیں دیکھا تو

Marfat.com

مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ کو خبر ہوئی انہوں نے اس کو اپنے سامنے بلوایا اور فرمایا کہ اے احمق! یہ کیسی دیوانگی تجھ پر طاری ہے۔ اس مرد نے پورا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے آہستہ سے اس کے کان میں فرمایا کہ تمہاری باتیں سب صحیح ہیں، لیکن تم کو اپنی محبوبہ کا وہ جملہ یاد نہیں رہا جو اس نے تم سے کہا تھا، پھر ایک پہر یعنی تین گھنٹے کے لیے یہ اضطراب کیسا، تم مضطرب نہ ہو۔ ایک پہر میں اپنی محبوبہ کے وصل سے شادکام ہو گے۔ اسی دوران کفار کی ایک جماعت شہر پر حملہ آور ہوئی، لوگ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ یہ شخص بھی مسلح ہو کر جہاد میں شریک ہوا اور دل کھول کر دادِ شجاعت دی۔ بے شمار کافروں کو جہنم واصل کیا۔ آخر میں لڑتا ہوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شہید ہوا فتح مسلمانوں کی ہوئی اور دشمن مغلوب و مقہور ہوئے۔ حضرت خواجہ نے اس مرد جانباز کی لاش مبارک خود تلاش کر کے نکالی۔ شہید کے متبسم چہرے پر ایک خاص قسم کا جلال اور جمال ہویدا تھا جو بہت کم شہدا میں دیکھا گیا۔ پھر حضرت نے اس پر نماز پڑھ کر اپنے دست مبارک سے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی۔ اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں اُس پر اور ہر شہید اور غازی پر! آمین

قِصّہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی آل میں سے ایک بچے کا

حضرت بہلولؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا۔ راستہ میں چند لڑکے اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے اور ایک لڑکا اُن کے قریب کھڑا رو رہا تھا۔ مجھے خیال ہوا کہ اس لڑکے کے پاس بادام اور اخروٹ نہیں ہیں ان کی وجہ سے رو رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا: بیٹا! تجھے میں اخروٹ بادام خرید دوں گا تو بھی ان سے کھیلنا۔ اُس نے میری طرف نگاہ اُٹھا کر کہا: ارے بیوقوف! کیا ہم کھیل کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: پھر کس کام کے واسطے پیدا ہوئے ہیں؟ کہنے لگا کہ علم حاصل کرنے کے واسطے اور عبادت کرنے کے واسطے۔ میں نے کہا: اللہ جل شانہٗ تیری عمر میں برکت کرے، تو نے یہ بات کہاں سے معلوم کی؟ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے: کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس

Marfat.com

لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ میں نے کہا بیٹا تُو تو بڑا حکیم معلوم ہوتا ہے مجھے کچھ نصیحت کر۔ اُس نے چار شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہر وقت چل چلاؤ میں ہے (آج یہ گیا کل وہ گیا) ہر وقت چلنے کے لیے دامن اٹھائے قدم اور پنڈلی پر (دوڑنے کے لیے تیار رہتی ہے) پس نہ تو دنیا کسی زندہ کے لیے باقی رہتی ہے، نہ کوئی زندہ دنیا کے لیے باقی رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ موت اور حوادث دو گھوڑے ہیں جو تیزی سے آدمی کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔ پس اے بیوقوف جو دنیا کے ساتھ دھوکہ میں پڑا ہوا ہے ذرا آنکھیں کھول اور دُنیا سے اپنے لیے کوئی (آخرت میں کام آنے والی) اعتماد کی چیز لے لے۔

یہ شعر پڑھ کر اُس لڑکے نے آسمان کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور آنسوؤں کی لڑی اُس کے رخساروں پر جاری تھی وہ کہہ رہا تھا: "اے وہ پاک ذات کہ اسی کی طرف عاجزی کی جاتی ہے اور اُسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اے وہ پاک ذات کہ جب اُس سے کوئی شخص امید باندھ لے تو وہ نامراد نہیں ہوسکتا۔ اُس کی اُمید ضرور پوری ہوتی ہے۔"

یہ شعر پڑھ کر وہ بے ہوش ہوکر گر گیا۔ میں نے جلدی سے اُس کا سر اُٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اپنی آستین سے اُس کے منہ پر جو مٹی وغیرہ لگ گئی تھی پونچھنے لگا۔ جب اُس کو ہوش آیا تو میں نے کہا: بیٹا! ابھی سے تمہیں اتنا خوف کیوں ہوگیا؟ ابھی تو تم بہت بچے ہو، ابھی تمہارے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ بھی نہ لکھا جائے گا۔ کہنے لگا: بہلول! ہٹ جاؤ۔ میں نے اپنی والدہ کو ہمیشہ دیکھا کہ جب وہ آگ جلانا شروع کرتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی چھپٹیاں ہی چولہے میں رکھتی ہے۔ اس کے بعد لکڑیاں رکھتی ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں جہنم کی آگ میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ رکھ دیا جاؤں۔ میں نے کہا: صاحبزادہ تم تو بڑے حکیم معلوم ہوتے ہو مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کرو اُس نے اس پر چودہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: "میں غفلت میں پڑا رہا اور موت کو ہانکنے والا میرے پیچھے پیچھے موت کو ہانکے چلا آرہا ہے، اگر میں آج نہ گیا تو کل ضرور جاؤں گا۔ میں نے اپنے بدن کو اچھے اچھے اور نرم نرم لباس سے آراستہ کیا حالانکہ میرے بدن کے لیے (قبر میں جاکر) گلنے سڑنے

Marfat.com

کے سوا چارہ کار نہیں وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب کہ میں قبر میں بوسیدہ پڑا ہوا ہوں گا۔ میرے اُوپر مٹی کا ڈھیر ہوگا اور نیچے قبر کا گڑھا ہوگا اور میرا یہ حسن و جمال سارا کا سارا جاتا رہے گا اور بالکل مٹ جائے گا حتیٰ کہ میری ہڈیوں پر گوشت رہے گا نہ کھال رہے گی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ عمر تو ختم ہوتی جارہی ہے اور آرزوئیں ہیں کہ پوری نہیں ہوچکتیں اور بڑا طویل سفر سامنے ہے اور توشہ ذرا سا بھی ساتھ نہیں اور میں نے کھلم کھلا گناہوں کے ساتھ اپنے نگہبان اور محافظ کا مقابلہ کیا اور بڑی بُری حرکتیں کی ہیں جواب واپس بھی نہیں ہوسکتیں (یعنی جو گناہ کر چکا ہوں وہ بے کیا نہیں ہوسکتا) اور میں نے لوگوں سے چھپانے کے لیے پردے ڈالے کہ میرا عیب کسی پر ظاہر نہ ہو لیکن میرے جتنے مخفی گناہ ہیں۔ وہ کل کو اُس مالک کے سامنے ظاہر ہوں گے (اُس کی پیشی میں پیش ہوں گے) اس میں شک نہیں کہ مجھے اُس کا خوف ضرور تھا، لیکن میں اُس کے غایت علم پر بھروسہ کرتا رہا (جس کی وجہ سے جرأت ہوتی رہی) اور اس پر اعتماد کرتا رہا کہ وہ بڑا غفور ہے اُس کے سوا کون معافی دے سکتا ہے۔ بیشک تمام تعریفیں اُسی پاک ذات کے لیے ہیں۔ اگر موت کے اور مرنے کے بعد گلنے اور سڑنے کے سوا کوئی دوسری آفت نہ بھی ہوتی اور میرے رب کی طرف سے جنت کا وعدہ اور دوزخ کی دھمکی نہ بھی ہوتی تب بھی مرنے اور سڑنے ہی میں اس بات پر کافی تنبیہ موجود تھی کہ لہو ولعب سے احتراز کیا جاتا لیکن کیا کریں کہ ہماری عقل زائل ہوگئی۔ (کسی بات سے عبرت حاصل نہیں ہوتی بس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) کاش گناہوں کا بخشنے والا میری مغفرت کر دے۔ جب کسی غلام سے کوئی لغزش ہوتی ہے، تو آقا ہی اُس کو معاف کرتا ہے۔ بیشک میں بدترین بندہ ہوں۔ جس نے اپنے مولیٰ کے عہد میں خیانت کی اور نالائق غلام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی قول قرار معتبر نہیں ہوتا۔ میرے آقا جب تیری آگ میرے بدن کو جلائے گی، تو میرا کیا حال بنے گا جب کہ سخت سے سخت پتھر بھی اُس آگ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ میں موت کے وقت بھی تن تنہا رہ جاؤں گا، قبر میں بھی اکیلا ہی جاؤں گا، قبر سے بھی اکیلا ہی اُٹھوں گا (کسی جگہ بھی کوئی میرا معین و مددگار نہ ہوگا) پس اے وہ پاک ذات جو خود اکیلی ہے، وحدہٗ لاشریک ہے، ایسے شخص پر رحم

Marfat.com

کر جو بالکل تنِ تنہا رہا گیا۔" بہلولؒ کہتے ہیں کہ اس کے یہ اشعار سن کر مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں غش کھا کر گر گیا۔ بڑی دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو وہ لڑکا جا چکا تھا۔ میں نے ان بچوں سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون تھا؟ وہ کہنے لگے: تُو اس کو نہیں جانتا؟ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ میں نے کہا: مجھے خود ہی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ پھل کس درخت کا ہے؟ واقعی یہ پھل اسی درخت کا ہوسکتا تھا۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اس خاندان کی برکتوں سے متمتع فرمائے! آمین۔ اللہ پاک کی رحمتیں ہوں اُن کے تمام خاندان والوں پر تمام مخلوقات سے کھربوں گنا بڑھ کر اللہ پاک ہر مسلمان کو اُن کی راہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین

نیک لڑکا

کسی مردِ صالح نے مکتب کے دروازہ پر ایک لڑکے کو روتا دیکھا۔ اُس سے رونے کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا: میرے معلم نے تختی پر ایک سطر لکھی ہے جس نے مجھے رُلا رکھا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اُس نے بعد بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کے سورۂ اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ تک پڑھی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو کثرت میں ایک دوسرے کا مقابل بننے نے غفلت میں رکھا۔ یہاں تک کہ تمہیں قبروں کی زیارت نصیب ہوگئی۔ الگ ہٹو۔ تمہیں آگے چل کر معلوم ہوا جاتا ہے۔ پھر الگ ہٹو، تمہیں آگے چل کر معلوم ہوا جاتا ہے لڑکا کہتا ہے۔ دیکھئے تو ڈانٹ پر ڈانٹ ہے اور ڈرانے پر ڈرانا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اُس مردِ صالح نے اُس سے کہا: ابھی کیا ہے ذرا کل تک اپنا رونا روکے رہو، کل اس سے بڑھ کر تمہارے لیے لکھے گا جس کا خلاصہ یہ ہے، کہ یقیناً تم جہنم کو دیکھ لو گے اور ایسا دیکھ لو گے کہ تمہیں پکا پکا یقین آ جائے گا۔ پھر جو نعمتیں پائی تھیں۔ اُس دن تم سے اس کی باز پرس ہوگی۔ لڑکا بے چین ہوگیا اور مُردہ ہوکر گر پڑا۔ اُس کا معلم جھپٹا اور کہنے لگا: تم نے ہی لڑکے کی جان لی ہے اور اس کے گھر والوں کو اطلاع کی۔ وہ بادشاہ کے پاس مقدمہ لے گئے اور اُس سے قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا: اُسے جانے دو، اُس نے

Marfat.com

صلاحیت والے لڑکے کو سعادت مندوں کے مقام پر جلدی سے پہنچا دیا ہے۔ اللہ پاک کی کھربوں رحمتیں ہوں اُس بچے پر اور ایسے سب نیک بچوں پر! آمین

قصّہ ایک نوجوان عیسائی کا

حضرت شیخ ابراہیم خواص ؒ کا معمول تھا کہ جب کہیں سفر کو تشریف لے جاتے نہ کسی سے تذکرہ کرتے، نہ کسی کو خبر ہوتی۔ ایک لوٹا ہاتھ میں لیا اور چل دیے۔ حامد اسودؒ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں بھی مسجد میں حاضر خدمت تھا، آپ حسب معمول لوٹا لے کر چل دیے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب ہم قادسیہ میں پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا حامد کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا: میں تو ہمرکابی کے لیے چل پڑا۔ فرمایا: میرا ارادہ تو مکہ مکرمہ جانے کا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں بھی انشاء اللہ وہیں چلوں گا۔ جب ہم کو چلتے چلتے تین دن ہوگئے، تو ایک نوجوان ہمارے ساتھ اور بھی ہولیا اور ایک دن رات وہ ہمارے ساتھ چلتا رہا لیکن اُس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ میں نے شیخ سے عرض کیا کہ یہ تیسرا آدمی جو ہمارے ساتھ مل گیا نماز نہیں پڑھتا شیخ نے اس سے پوچھا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا۔ اُس نے کہا میرے ذمہ نماز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں کیا تو مسلمان نہیں ہے۔ اس نے کہا نہیں میں تو نصرانی ہوں لیکن میں نصرانیت میں بھی توکل پر گزر کرتا ہوں۔ میرے نفس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ توکل میں پختہ ہوگیا۔ میں نے اس کو جھٹلایا اور اس جنگل بیابان میں جہاں معبود کے سوا کوئی بھی نہیں ہے لا ڈالا۔ تاکہ اس کے دعویٰ کا امتحان کروں۔ شیخ اس کی یہ بات سن کر چل دیے اور مجھ سے فرمایا کہ اس سے تعرض نہ کرو، تمہارے ساتھ پڑا چلتا رہے۔ وہ ہمارے ساتھ چلتا رہا، یہاں تک کہ ہم بطن مرو پر پہنچے۔ وہاں شیخ نے اپنے میلے کپڑے بدن سے اتارے اور ان کو دھویا۔ پھر اس لڑکے سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا عبدالمسیح شیخ نے فرمایا: عبدالمسیح یہ مکہ کی دہلیز ہے یعنی حرم آگیا اور اللہ جل شانہٗ نے مشرکوں کا داخلہ اس میں ممنوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے مشرکین ناپاک ہیں۔ یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ ہوں اور اپنے نفس کا جو تو

Marfat.com

امتحان کرنا چاہتا تھا وہ تجھ پر ظاہر ہی ہوگیا۔ پس ایسا نہ ہو کہ تو مکہ میں داخل ہو جائے۔ اگر ہم تجھے وہاں دیکھیں گے تو اعتراض کریں گے۔ حامدؒ کہتے ہیں کہ ہم اس کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ مکہ مکرمہ پہنچے، اس کے بعد جب ہم عرفات پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکا احرام باندھے ہوئے لوگوں کے منہ دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا اور شیخ کے اوپر گر پڑا۔ شیخ نے پوچھا عبدالمسیح کیا گزری کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ ایسا نہ کہو اب میں عبدالمسیح نہیں ہوں بلکہ اس کا غلام ہوں جس کے حضرت مسیح علیہ السلام بھی غلام تھے۔ حضرت ابراہیمؒ نے پوچھا کہ اپنی سرگزشت تو سناؤ کہنے لگے کہ جب آپ مجھے وہاں چھوڑ کر چلے آئے تو میں اسی جگہ بیٹھ گیا اور جب مسلمانوں کا ایک اور قافلہ آیا تو میں بھی مسلمانوں کی طرح احرام باندھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اُن کے ساتھ ہولیا۔ جب مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ پر میری نظر پڑی تو اسلام کے علاوہ جتنے مذاہب تھے وہ سب ایک دم میری نگاہ سے گر گئے۔ میں نے غسل کیا۔ مسلمان ہوا اور احرام باندھا اور آج صبح سے آپ کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں۔ اس کے بعد سے ہم اور وہ ساتھ ہی رہے۔ یہاں تک کہ صوفیہ ہی کی جماعت میں اس کا انتقال ہوا۔ (روض) اللہ کے حضور دعا ہے جو بھی نصرانی دینِ اسلام قبول کرے اللہ پاک اُس پر اپنی لاتعداد رحمتیں فرمائے! آمین

حکایت

ایک شخص اپنے صغیر سن بچہ کو پنجشنبہ کی رات کو دیکھتا ہے کہ وہ ہائے ہائے کرتا ہے اور سوتا نہیں۔ باپ نے بچہ سے پوچھا کہ اے بچہ! کیا آج تیرے کہیں درد ہے جو سوتا نہیں۔ بچہ نے کہا کہ میرے کہیں درد تو نہیں مگر مجھے یہ غم ہے کہ کل جمعرات کا دن ہے۔ کل مجھ سے میرے استاد آٹھ دن کا پڑھا ہوا سب سبق سنیں گے۔ پھر دیکھئے میں یاد کیا ہوا سناتا ہوں یا بھول جاتا ہوں۔ اگر بھول گیا تو پھر دیکھئے میں کس قدر پٹتا ہوں۔ اس غم میں مجھے نیند نہیں آتی۔ باپ نے بچہ سے یہ بات سن کر کہا: ہائے یہ معصوم بچہ اپنے استاد کے پیٹنے سے اتنا ڈرا اور روتا اور رات بھر جاگتا ہے، مگر ہم نالائق

Marfat.com

اپنے مولیٰ کے سامنے جانے اور اللہ کی حضوری اور پیشی سے کچھ نہیں ڈرتے۔ برابر موت سے غافل ہوکر پڑے سوتے ہیں۔ ایک بچہ کل ایک ہفتہ کی پڑھائی، کل سات دن کے پڑے ہوئے کی پڑتال سے غمگین ہے مگر ہم ساری عمر کے اعمال کی پڑتال سے بھی اللہ قہار و جبار کے سامنے قیامت کے دن میدان میں کھڑے ہونے سے کچھ نہیں ڈرتے۔ بچہ رات بھر نہیں سوتا۔ ہم ایسے سوتے ہیں کہ صبح کی نماز کو بھی نہیں اُٹھتے۔ اللہ پاک ہمیں ہدایت دے! آمین

جہاں بھی جاؤ موت آ کر رہے گی

ایک رات ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک وسیع میدان میں ہوں۔ یکا یک ایک شیر کے خوف سے بھاگا۔ جہاں اور جس طرف میں جاتا ہوں وہ شیر میرے پیچھے ہے۔ کہیں مجھے پناہ نہ ملی، مگر سامنے کی طرف مجھے ایک کنواں نظر آیا جس کے کنارے ایک درخت کھڑا تھا اور درخت کی شاخیں کنویں کے اندر لٹکی ہوئی تھیں۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں شیر کے خوف سے جلدی سے درخت کی ٹہنیاں پکڑ کر کنویں کے اندر لٹک گیا مگر وہ شیر کنویں کے پاس میرے سر کے اوپر کھڑا ہوگیا۔ لیکن مجھے وہاں کسی قدر شیر کے خوف سے امن ہوا مگر جس وقت میں نے اپنے نیچے کی طرف کنویں کی تہ میں دیکھا، تو وہاں ایک خوفناک اژدہا منہ کھولے، میرے نیچے گرنے اور لقمہ کرنے کا منتظر نظر آیا۔ میں نے دل میں کہا: اے اللہ! اوپر شیر ہے نیچے اژدہا، کیا کروں؟ خیر درخت کی شاخیں پکڑے ہوئے لٹکتا رہا۔ مگر وہاں بھی خیریت نظر نہ آئی۔ جن شاخوں کو میں نے پکڑ رکھا تھا اُن کو دو جانور ایک سفید اور ایک سیاہ بڑے بڑے چوہوں کی صورت کے اُن شاخوں کو اپنے تیز دانتوں سے کاٹ رہے ہیں جو ابھی اُن شاخوں کو درخت سے الگ کردیں گے۔ الٰہی! کیا کروں۔ اوپر شیر ہے، اندر اژدہا، ٹہنیوں کو چوہے کاٹ رہے ہیں: ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔''

یہ خواب ہولناک دیکھ کر بیدار ہوا...... صبح کو ایک بزرگ کے سامنے اس خواب کو بیان کیا۔ فرمایا کہ یہ ایک خواب ہے جو تم کو دکھایا گیا ہے، مگر سارا جہان اس مصیبت میں گرفتار ہے۔ وہ شیر

Marfat.com

موت کا فرشتہ ہے۔ وہ درخت تیری زندگانی کا درخت ہے۔ وہ دو سیاہ اور سفید جانور جو درخت کو قطع کر رہے ہیں وہ رات اور دن ہیں جن کے گزرنے سے ہر ایک شخص کی عمر کا درخت فنا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اژدھا قبر ہے جو ہر وقت منہ کھلے بیٹھا ہے۔

دل میں ذکر موت جمانے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ موت ہولناک ہے اور اس کا اندیشہ بہت بڑا ہے، اور آدمی جو اُس سے غافل ہیں تو اس وجہ سے کہ اس کا فکر کم کرتے ہیں اور اس کا ذکر نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی ذکر کرتا ہے تو دل فارغ سے نہیں کرتا۔ بلکہ دل شہوات دنیا سے بھرا رہتا ہے۔ اس لیے ذکرِ موت کی تاثیر دل میں نہیں ہوتی۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو موت کے ذکر کے سوا جو ہر وقت سامنے ہے اور چیزوں سے خالی کرے جیسے کوئی مسافر کسی خطرناک جنگل میں جانا یا جہاز میں سوار ہو کر سمندر میں سفر کرنا چاہے تو اس کو سوائے سفر کے اور کوئی فکر نہیں رہتا۔ تو جب موت کی یاد دل پر چڑھ جائے گی تو کیا عجب ہے کہ اس میں اثر کرے اور اس صورت میں سرور و خوشی دنیا کی کم ہو جائے اور دل میں شکستگی اور نرمی آجائے۔ اور زیادہ تر موثر طریق اسباب میں یہ ہے کہ اپنے ہمسروں اور ہم عمروں کو جو پہلے مر چکے ہیں یاد کر لے یا ان کی موت اور بچھڑ جانے کو خیال کرے اور ان کی صورتیں اور عہدے اور حالات یاد کرے اور سوچے کہ اب مٹی نے ان کی وہ خوب صورتی خاک میں ملا دی اُن کے اعضا قبروں میں متفرق ہو گئے۔ کس طرح اپنی بیبیوں کو بیوہ اور لڑکوں کو یتیم چھوڑ گئے۔ مال اُن کے جاتے رہے کوٹھیاں ان کی ویران ہو گئیں۔ بیٹھکیں سونی پڑ گئیں۔ کچھ نشان اُن کا نہ رہا۔ یا تو وہ کرّوفر تھا، یا اب وہ قبر کا اندھیرا اور مٹی ہے پس ایک ایک شخص کو جدا جدا یاد کرے اور اپنے دل میں اس کے حال اور کیفیت موت کو تفصیل کرے، اور اس کی صورت کا تصور کر کے اس کی خوشی اور تردّد اور زندگی اور بقا کے لیے توقع کرنی اور موت کو بھولے رہنا اور اسباب کے موافق ہونے سے دھوکا کھانا اور اپنی قوت و جوانی پر اعتماد کرنا، اور ہنسی ٹھٹھے کا مائل رہنا اور موت جلد اور ہلاک شتاب سے

Marfat.com

غافل رہنا یاد کرے۔ اور یہ تصور کرے کہ وہ کیسے چلتا پھرتا تھا۔ اب اس کے دونوں پاؤں اور سب جوڑ ٹوٹ گئے۔ اور کیسے بولا کرتا تھا اور ہنسا کرتا تھا۔ اب کیڑوں نے زبان اور خاک نے دانت چاٹ لیے۔ اپنے لیے ایسی تدبیریں نکالتا تھا کہ بیس برس تک ان کی حاجت نہ پڑے حالانکہ مرنے میں ایک ہی مہینہ باقی تھا۔ ہائے اس کو خبر نہ تھی کہ مجھ کو کیا پیش آنا ہے۔ موت ایسے وقت میں آ گئی کہ اس کو گمان نہ تھا۔ یکایک موت کا فرشتہ اس کی نظروں میں ظاہر ہو گیا اور اس کے کان میں آواز بہشت یا دوزخ کی ڈال دی۔ جب یہ تامل کر چکے تو پھر اپنے نفس پر غور کرے کہ میں بھی ویسا ہی ہوں اور مجھ کو غفلت بھی ویسی ہی ہے، جیسے اُن لوگوں کو تھی، اور انجام میرا بھی وہی ہونا ہے جو اُن کا ہوا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تُو مُردوں کو یاد کرے تو اپنے آپ کو بھی اُن ہی جیسا شمار کر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیک بخت وہ ہے جو اپنے غیر سے نصیحت پائے یعنی دوسروں کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ تم کیا دیکھتے نہیں کہ ہر روز ایک نہ ایک صبح کے مسافر خواہ شام کے مسافر کو اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کے لیے سامان کر دیتے ہو، اور اس کو زمین کے ایک غار میں رکھ دیتے ہو کہ مٹی پر تکیہ کر لیتا ہے۔ احباب کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اسباب اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں، تو ان فکروں یا ان جیسے اور فکروں کو ہمیشہ کرنا اور قبرستان میں جانا اور بیماروں کو دیکھنا ایسی تدبیر ہے جس سے کہ موت کی یاد دل پر تازہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایسی غالب ہو جاتی ہے کہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔ ایسی صورت میں بعید نہیں کہ آدمی موت کی تیاری کرے اور دنیا سے کنارہ کش ہو۔ ورنہ ظاہر دل اور زبان کی نوک سے یاد کرنا فائدہ کم دیتا ہے، اس سے آگاہی اور خوف کچھ نہیں ہوتا۔ اور جب کبھی آدمی کا دل دُنیا کی کسی چیز سے خوش ہو، تو چاہیے کہ اسی وقت یاد کرے کہ مجھے اس چیز کو چھوڑنا ضرور ہے۔ ابن مطیع نے ایک روز اپنے گھر کو دیکھا اور اس کی خوبی اچھی معلوم ہوئی۔ پھر آپ روئے اور کہا کہ بخدا اگر موت نہ ہوتی تو میں تجھ سے خوش ہوتا، اور اگر مآل کار ہمارا قبروں کی تنگی نہ ہوتی تو دنیا سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ پھر زور سے روئے یہاں تک کہ آواز بلند ہوئی۔ ام

Marfat.com

منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک شام کو لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی چیزیں جمع کرتے ہو جو کھاتے نہیں، اور امل ان امور کے کرتے ہو جو پاتے نہیں، اور مکانات ایسے بناتے ہو جن میں رہتے نہیں۔ اور اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس امت کے پہلے لوگ تو یقین اور زہد کے باعث نجات پائیں گے اور آخر کے لوگ بخل اور زندگی کی حرص کے مارے ہلاک ہوں گے اور منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک بوڑھا اپنی کدال سے زمین کھود رہا تھا۔ آپ نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ الٰہی! اس شخص سے اَمَل کو دور کر دے۔ وہ بوڑھا کدال پھینک کر لیٹ رہا اور گھنٹہ بھر پڑا رہا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الٰہی! اس کی اَمَل اس کو دے دے، وہ شخص اُٹھ کر کام کرنے لگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے یہ ماجرا پوچھا کہ پہلے کیوں لیٹ رہا تھا اور اب کیوں کام کرنے لگا۔ بوڑھے نے کہا کہ کام کرنے میں میرے نفس نے مجھ سے کہا، کہ تو بوڑھا ہوا، اب کب تک کام کرے گا۔ اس لیے میں نے کدال پھینک دی اور لیٹ رہا۔ پھر میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں بسر اوقات کی فکر ضرور ہے۔ اس لیے اُٹھ کر اپنا کام کرنے لگا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم سب اچھا جانتے ہو کہ جنت میں جاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تو زندگی کی حرص کم کرو اور اپنی موتوں کو آنکھوں کے سامنے جما لو اور اللہ تعالیٰ سے جیسی چاہیے ویسی شرم کرو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں۔ تم ایسے معاملے کی تکلیف دیئے گئے ہو کہ اگر ستارے اس کی تکلیف دیئے جاتے تو وہ بے نور ہو جاتے، اور پہاڑ گل جاتے، اور زمین پھٹ جاتی۔ تم کیا جانتے نہیں کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان کوئی اور مقام نہیں، اور تم کو بیشک ان میں سے ایک میں جانا ہے۔ اور ایک شخص نے اپنے ایک بھائی کو لکھا کہ بعد حمد ونعت کے واضح ہو کہ دنیا ایک خواب ہے اور آخرت بیداری اور ان دونوں میں واسطہ موت ہے اور ہم پراگندہ

Marfat.com

خوابوں میں ہیں، والسلام۔ اور ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا کہ دنیا پر غم کرنا بہت لمبا ہے اور موت آدمی سے قریب ہے اور ہر روز کچھ نہ کچھ گھٹتا جاتا ہے اور بدن میں بلا آہستہ آہستہ ٹہل رہی ہے تو پہلے اس سے کہ کوچ کا نقارہ بجایا جائے، سفر کی تیاری کر لینی چاہیے، والسلام۔ ابوزکریا تیمیؒ کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالمالک مسجد حرام میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک پتھر جس پر کچھ کندہ تھا، کوئی ان کے سامنے لایا۔ اس کو پڑھنے کو وہب بن منبہ بلائے گئے۔ دیکھا اس میں یہ لکھا تھا کہ اے آدمی! اگر تو اپنی موت کے وقت کی نزدیکی دیکھ پائے تو اپنی طولِ اَمَل کو چھوڑ دے، اور عمل زیادہ کرنے کا حریص ہو، اور طمع اور حیلے کم کر دے اور تُو کل کو پشیمانی اُٹھائے گا۔ اگر تیرا قدم لغزش کرے گا اور تیرے گھر والے اور نوکر چاکر تجھ کو قبر کے حوالہ کر دیں گے، اور باپ اور رشتہ دار تجھ سے جدا ہوں گے، اور بیٹا اور داماد چھوڑ دیں گے تو پھر دنیا میں نہ پھرے گا نہ اپنے عمل میں زیادتی پائے گا۔ پس قیامت کے لیے حسرت اور ندامت سے پیشتر کچھ کر لے۔ اس کو سن کر خلیفہ سلیمان بہت روئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ میں نے محمد بن یوسف کا خط عبدالرحمٰن بن یوسف کے نام دیکھا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ بعد سلام کے میں شکر کرتا ہوں اس معبود کا، جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اور تجھ کو ڈراتا ہوں اس حال سے کہ تو اپنے مہلت کے گھر سے قیام کی جگہ اور جزا اعمال کے گھر میں جائے گا۔ اب تو زمین کے اوپر رہتا ہے، چند روز میں اس کے اندر ہو جائے گا۔ پھر تیرے پاس منکر نکیر آ کر تجھ کو بٹھلائیں گے، اور تجھ کو ڈانٹ بتائیں گے۔ پس اگر اس وقت اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہوگا تو کچھ خوف اور وحشت اور حاجت نہیں۔ اور اگر معاملہ دگرگوں ہوا، تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تجھ کو پناہ دے، بری نوبت ہوگی۔ مقام لیٹنے کا تنگ ہو جائے گا۔ تجھ کو خبر نہیں کہ پھر اُٹھنے کے لیے چیخ ہوگی اور صور پھونکا جائے گا۔ اور اللہ جبّار مقدمات خلق کے فیصلے کے لیے آمادہ ہوگا۔ زمین اپنے لوگوں سے اور آسمان اپنے باشندوں سے خالی ہو جائیں گے، اسرار کھل جائیں گے اور جہنم بھڑکائی جائے گی۔ میزانیں کھڑی ہوں گی، اور انبیاء اور شہداء کو بلوا کر لوگوں کے باب میں ٹھیک حکم دیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو شایاں ہیں جو سب عالموں کا پروردگار ہے تو بہت سے رسوا ہوں

Marfat.com

گے اور بہتوں کی پردہ پوشی کی جائے گی، اور بہت سے تباہ ہوں گے اور بہت سے نجات پائیں گے، بہتوں کو عذاب ہوگا، اور بہتوں پر رحم۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ اس روز میرا اور تیرا کیا حال ہوگا۔ اسی سے لذتیں جاتی رہیں۔ شہوات چھوٹ گئیں، اَمَل کوتاہ ہوگئے۔ سوتے بیدار ہوئے، غافل چوکنے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس بڑے خوف پر ہماری اور تمہاری مدد کرے، اور دنیا اور آخرت کی جگہ ہمارے اور تمہارے دل میں ایسی کرے جیسے متقیوں کے دل میں کرتا ہے۔ اس لیے کہ ہم اسی کے ہیں اور اسی کے باعث موجود۔........ والسلام

عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میاں ہنستے کیا ہو، شاید تمہارا کفن بزاز کے یہاں سے آچکا ہو۔ محمد بن علی زاہد کہتے ہیں کہ ہم کوفہ میں ایک جنازے کے ساتھ نکلے اور داؤد طائیؒ بھی اس میں شریک تھے۔ جنازہ جب دفن ہونے لگا، تو داؤد طائی ایک طرف کو ہو بیٹھے۔ میں اُن کے پاس جا بیٹھا تو میں نے سنا کہ یوں کہتے تھے۔ جو وعدہ عذاب سے ڈرتا ہے وہ دور کی چیز نزدیک جانتا ہے اور جس کو اَمَل زیادہ ہوتی ہے، اس کا عمل ضعیف ہوتا ہے۔ اور جو آنے والی چیز ہے وہ قریب، اور بھائی جان یاد رکھ کہ جو شے اللہ تعالیٰ سے تجھ کو اور کام میں لگائے وہ تیرے اوپر منحوس ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھ کہ دنیا کے باشندے جو قبروں میں ہیں، اُن کا یہ حال ہے کہ جو چھوڑ گئے، اس سے پشیمان ہیں اور جو آگے بھیج دیا تھا اس سے شاداں۔ مگر قبر والے جس چیز پر پشیمان ہیں، دنیادار اسی پر لڑتے مرتے ہیں اور اسی پر رغبت رکھتے اور حاکموں کے سامنے خصومت کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت معروف کرخیؒ نے نماز کی تکبیر کہی اور محمد بن ابوتوبہ سے فرمایا کہ تم نماز پڑھا دو۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ نماز اگر پڑھا دوں گا تو دوسری نماز کوئی نہیں پڑھانے کا۔ حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا کہ تم اپنے دل میں یہ کہتے ہو کہ میں دوسری نماز بھی پڑھوں گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے طولِ اَمَل سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ عمل نیک کی مانع ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں۔ بہت سے گھر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر فنا لکھ دی ہے۔ اور ان کے رہنے والوں پر اس میں سے چلا جانا۔ تو بہت سے بخوبی آباد، چند روز میں اُجڑ جاتے ہیں، اور بہت

Marfat.com

سے رہنے والے کہ لوگ اُن کے رہنے پر حرص کریں، سفر کر جاتے ہیں۔ پس لوگو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، اس میں سے اچھی طرح نکلو، اور جو کچھ تمہارے سامنے لے چلنے کی چیزیں ہوں، ان میں سے عمدہ اپنے ساتھ لو، اور توشہ لے لو کہ بہتر توشہ تقویٰ ہے۔ دنیا کا حال ایسا ہے جیسے سکڑتا سایہ کہ چلا جاتا ہے۔ ابھی تو آدمی دنیا کا راغب اور اس سے خنک چشم بیٹھا ہے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے حکم سے طلب فرمالیا، اور اس کے سر پر موت کا رونا ڈالا، تو سب اس کے نشان چھین لیے، اور اس کی عمارت اور دولت دوسروں کے لیے کر دی۔ دنیا جتنی تازگی دیتی ہے اتنا خوش نہیں کرتی۔ خوش کم کرتی ہے اور رنج بہت دیتی ہے۔ سچ ہے۔

جہاں میں عرصہ عشرت سے سوا دو چند ہے غم کا
اگر ہو عید کا دن، تو عشرہ ہے محرم کا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبے میں فرمایا کرتے۔ کہاں گئے وہ لوگ جن کے منہ خوب صورت چمک دمک کے ساتھ تھے، اور اپنی جوانی پر شیخی کیا کرتے تھے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے شہر بنائے اور شہر پناہوں سے ان کو مضبوط کیا۔ کہاں ہیں وہ بہادر کہ لڑائی میں بڑھ چڑھ کر رہا کرتے تھے، زمانے نے ان کو زیر کر دیا۔ قبروں کے اندھیروں میں جا پڑے۔ تو جلدی اور شتابی کرو اور اپنی جانوں کے لیے نجات کی صورت ڈھونڈھو۔

خواجہ محمد اسلام کا مشورہ یہ ہے کہ نجات کی صورت آسان یہ ہے کہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور پاکستان یا اپنے شہر کے تبلیغی مرکز میں چلے جاؤ۔ وہاں سے پیدل حج کے لیے جماعتیں چلتی ہیں۔ ان میں شامل ہو کر حق کو تلاش کرو۔ اگر آپ نے میری بات کو مان لیا تو انشاء اللہ مکہ معظمہ پہنچنے تک وہ مقام حاصل ہوگا کہ دنیا میں بیٹھ کر آخرت کی خبروں کو اپنے کانوں سے سن لوگے۔

اے دوست! جو کچھ کرنا ہے آج کر لے۔ ہم نے مانا کہ تجھ کو سو برس کی مہلت مل جائے، تب بھی تو راستہ بدون کاٹے نہیں کٹتا اور کام بدون کیے نہیں ہوتا۔ اگر یہ انتظار ہے کہ عبادت ایسے دن کریں گے جس دن مخالفت شہوات کی دشوار نہ معلوم ہو، تو ایسا دن نہ اللہ تعالیٰ نے کبھی پیدا فرمایا

Marfat.com

نہ آگے کو پیدا فرمائے گا۔ جنت تو جب ملے گی تو شاق باتوں سے چھپی ہوئی ملے گی اور وہ کبھی نفس پر ہلکی نہ معلوم ہوں گی، اس کا وجود تو محال ہے۔ سوچ تو سہی کہ کب سے تو وعدہ کرتا ہے کہ کل عبادت کروں گا، اور کل کل کرتے ہر ایک کل آج ہو جاتی ہے۔ جب آج ہی نہ کیا تو کل کیا کرے گا۔ تجھے نہیں معلوم جو کل آج ہوگئی اس کو حکم گزشتہ کا ہوگیا بلکہ اصل یہی ہے کہ تو آج اگر عاجز ہے تو کل کو عاجز تر ہوگا۔ اس واسطے کہ شہوت مثل جمے ہوئے درخت کے ہے جس کا اکھاڑنا بندے کے لیے داخل عبادت ہے۔ پس اگر سستی کے باعث اس کو نہ اُکھاڑا، اور دوسرے دن پر رکھا تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جب آدمی قوی اور جوان ہو، اس وقت درخت کے اُکھاڑنے سے عاجز ہو کر ایک برس اور اسے رہنے دے، اور جانتا ہو کہ مدت زیادہ ہونے سے درخت میں مضبوطی زیادہ ہو جاتی ہے اور آدمی میں ضعف آجاتا ہے تو جس درخت کو کہ جوان ہو کر نہ اکھاڑ سکا، اُس کو بڑھاپے میں کبھی نہ اُکھاڑ سکے گا شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ تر لکڑی کو جہاں سے چاہو موڑ لو، اگر خشک ہوگئی تو پھر نہ مڑ سکے گی بلکہ ٹوٹ جائے گی۔

اے دوست! دنیا کی زندگی پر مغرور نہ ہو، نہ اور کسی چیز سے اللہ تعالیٰ پر مغالطہ کھا۔ تو اپنی آج فکر کر۔ اپنے اوقات ضائع مت کر کہ چند نفس گنتی کے ہیں۔ جب ایک سانس چلا جاتا ہے تو تجھ میں سے کچھ کم ہی ہو جاتا ہے۔ بیمار ہونے سے پیشتر تندرستی کو غنیمت جان اور شغل سے پیشتر فارغ ہونے کو، اور مفلسی سے پیشتر تو انگری کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، موت سے پہلے زندگانی کو۔ اے دوست! اب تو سبقت کر کہ مرنے پر آپہنچا، موت نزدیک آگئی پیام اس کا آموجود ہوا، جو کرنا ہے اب کر لے۔ تیرے بعد نہ کوئی تیری طرف سے نماز پڑھے گا، نہ روزہ رکھے گا، نہ اللہ کو تجھ سے راضی کرے گا۔ اے دوست! تیری زندگی کے چند روز رہ گئے۔ یہی تیرا سرمایہ ہے بشرطیکہ اس میں تو تجارت کرے۔ اکثر سرمایہ تو تُو ضائع کر ہی چکا ہے۔ اگر تمام عمر اس برباد رفتہ زمانے پر رو دے گا تب بھی تھوڑا ہے۔ اور اگر عادت پر اصرار کر کے باقی عمر کو بھی تلف کر ڈالے گا۔ تو کیا حال ہوگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیرے وعدے کی جگہ ہے اور قبر تیرا گھر اور مٹی تیرا بستر، اور کیڑے

Marfat.com

تیرے انیس، اور اندھیرا جلیس ہے، اور خوف اکبر قیامت کا سامنے لگا ہوا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ مُردوں کا لشکر شہر کے دروازے پر تیرا منتظر ہے۔ انہوں نے اپنے اوپر گاڑھی قسمیں دے لی ہیں کہ بدون تجھے ساتھ لیے نہ ہلیں گے، کیا تو یہ نہیں جانتا کہ وہ سب تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہم کو ایک روز ملے جو دنیا میں جا کر اپنے قصوروں کا تدارک کریں۔ اور تجھ کو تو یہ بات حاصل ہے کہ اگر تو اپنی عمر کا ایک روز تمام دنیا کے عوض ان کے ہاتھ بیچے تو وہ اس کو ہزار خوشی خرید لیں بشرطیکہ اُن کو قدرت ہو، اور تو اپنے دنوں کو یوں غفلت اور بیکاری میں تلف کر رہا ہے، ہائے کم بخت تجھ کو ذرا شرم نہیں' اپنے ظاہر کو تو خلق کے لیے بنا تا سنوارتا ہے اور باطن میں بڑے بڑے گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے لڑتا ہے۔ خلق کی تو شرم ہے اور خالق کی نہیں۔ کیا وہ تجھ کو خلق کی نسبت بھی کم دیکھتا ہے۔ لوگوں کو تو تُو خیر کے لیے حکم کرتا ہے اور اپنے آپ ایسی پاجی باتوں میں آلودہ ہے۔ اوروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور خود اس سے بھاگتا ہے۔ اوروں کو اس کی یاد دلاتا ہے اور خود اس کو بھولا ہوا ہے۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ گناہ گار پاخانہ سے زیادہ بدبودار ہوتا ہے اور پاخانہ دوسرے کو پاک نہیں کر سکتا۔ تو جب تیرا باطن پاک نہیں تو دوسرے کے پاک کرنے کی طمع تجھ کو لاحاصل ہے۔ ارے کم بخت! اگر تو اپنے آپ کو جیسا چاہے ویسا پہچانے تو تُو یہی گمان کرے کہ جتنی بلا لوگوں پر آتی ہے وہ سب تیری ہی نحوست ہے۔ تیرا بُرا ہو تُو تو شیطان کا گدھا بن گیا ہے کہ جہاں چاہتا ہے وہاں تجھے لیے پھرتا ہے اور تیری ہنسی کرتا ہے اور باوجود اس کے تُو اپنے نفس پر شیخی کرتا ہے حالانکہ اس میں آفتیں اتنی ہیں کہ اگر ان سے بالکل بچا رہے تو کچھ نفع ہو، اور تجھ کو باوجود بہت سی خطاؤں کے اپنے عمل پر اتنی شیخی کیوں ہے۔ کیا تُو نہیں دیکھتا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی عبادت دو لاکھ برس کی تھی مگر ایک خطا میں ملعون اور راندۂ درگار ہو گیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام باوجود یکہ نبی اور صفی اللہ تعالیٰ کے تھے مگر ایک خطا کے باعث جنت میں سے نکال دیئے گئے۔ ہائے کم بخت تو کتنا غدار اور بے حیا ہے اور کتنا جہالت کا پرکالہ اور کتنا اپنے معاصی پر دلاور اور کتنا اپنے انجام سے بے خبر ہے۔ ارے کم بخت کب تک معاملہ بنا کر بگاڑے گا اور کب تک عہد کو توڑے گا۔ کیا اتنی خطاؤں پر بھی دنیا کو آباد کرتا ہے کہ

Marfat.com

گویا اس سے سفر نہ کرے گا۔ قبر والوں کا حال کیوں نہیں دیکھتا کہ انہوں نے مال بہت جمع کیا تھا اور مضبوط مکان بنوائے تھے اور بڑی بڑی توقع رکھتے تھے، سب کے سب تباہ ہو گئے اور گھر اُن کے ویران، اور توقع دھوکے کی ٹٹی ہوگئی۔ نہ وہ ناز و نعمت رہی نہ وہ جاہ و شوکت ۔

خاک اُنہوں کا بستر ہے اور سر کے نیچے پتھر ہے
آہ وہ شکلیں پیاری پیاری کیسی چاؤ سے پلیاں تھیں

کیا تجھ کو اُن کے حال سے عبرت نہیں ہوتی؟ کیا تُو اُن کا حال نہیں دیکھتا کیا تُو یہ گمان کرتا ہے کہ آخرت میں وہی بلائے گئے ہیں، تو ہمیشہ دنیا ہی میں رہے گا۔ اگر یہ بات ہے تو بہت بیہودہ وہم ہے۔ جب سے تُو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب سے تو اپنی عمر کی دیوار کو ڈھاتا چلا جاتا ہے اور تُو روئے زمین پر اپنا مکان بناتا ہے، تھوڑے دنوں میں شکم زمین تیری قبر ہوگی۔ کیا تجھے خوف نہیں کہ جب جان گلے میں اٹکے گی اور تیرے مالک کے رسول تیرے پاس سیاہ رنگ اور ترش رُو ہو کر آئیں گے، اور خبر عذاب سنائیں گے تو اس وقت اگر تو ندامت کرے گا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یا تیری آواز کوئی سنے گا، یا تیرے رونے پر کسی کو ترس آئے گا۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ باوجود اس کے تجھ کو دعویٰ اپنی بصیرت اور دانائی کا ہے۔ کیا دانائی کی یہی بات ہے کہ ہر روز اپنے مال کے زائد ہونے سے خوش ہو، اور عمر کے کم ہونے کا غم نہ کرے۔ اگر عمر کم ہوئی اور مال بڑھا تو ایسے مال سے کیا فائدہ ہے اے کم بخت تُو آخرت سے روگردان ہے، وہ تیری طرف آتی ہے اور تُو دنیا کی طرف متوجہ ہے۔ اور وہ تجھ سے رُوگردان اور تُو اپنی آنکھ سے بہت سے اپنے بھائیوں اور اقارب کو دیکھتا ہے کہ انہوں نے جس چیز آئندہ کی توقع کی، پوری نہ ہوئی۔ جو کام کل پر رکھا، اُس تک نہ پہنچے، اور مرتے دم حسرت کرتے چلے گئے، مگر تو اپنی جہالت سے باز نہیں آتا۔ ارے نفس! اس دن سے خوف کر کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جس بندے کو میں نے امر و نہی کی ہے اُس سے اُس کے عملوں کی باز پُرس ضرور کروں گا۔ چھوٹا بڑا، ظاہر و باطن بدون پوچھے کچھ نہ چھوڑوں گا۔ اب تو سوچ کہ کیا منہ لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اور کون سی زبان سے جواب دے گا۔ اور سوال کے واسطے تیار ہو جا،

Marfat.com

جواب باصواب مہیا کر، اور بقیہ عمر کے جو چھوٹے چھوٹے دن ہیں اُن میں بڑے دنوں کے واسطے عمل کر رکھ۔ اس دارِ فنا اور بیت الحزن میں، دارِ باقی اور خانہ جاوداں کے لیے کچھ کر لے، پہلے اس سے کہ تُو بیکار ہو جائے۔ اور دنیا میں سے باختیارِ خود بھلے آدمی کی طرح نکل جا، اس سے پہلے کہ اس میں سے بزور نکالا جائے۔ اور دنیا کی تروتازگی اگر تیری مساعدت کرے تو اس سے خوش مت ہو، اس لیے کہ اکثر خوش ہونے والا نقصان اُٹھاتا ہے۔ اور بہت سے نقصان اُٹھانے والوں کو اپنے نقصان کی خبر نہیں ہوتی۔ پس خرابی ہے اس شخص کی کہ اپنی خرابی سے بے خبر ہو، پھر اس پر ہنسے اور خوش ہو اور کھیلے اور ٹھٹھے کرے اور کھائے اور پیوے، حالانکہ کتاب اللہ یعنی لوحِ محفوظ میں وہ آگ کی چھپٹیوں میں مندرج ہو۔ اے نفس! اب تجھے چاہیے کہ دنیا کو جب دیکھے تو نظرِ عبرت سے دیکھے اور اس کے لیے سعی مجبوروں کی طرح کرے، اور اس کو باختیارِ خود ترک کرے اور آخرت کی طلب میں سبقت کرے۔ اور ایسے لوگوں میں مت ہو کہ جس قدر اُن کو ملا ہے اُس کا شکر کرنے سے تو رہے، اور بقیہ عمر میں اور زیادتی کے خواہاں ہیں۔ اور لوگوں کو منع کرتے ہیں آپ باز نہیں آتے۔ اور اے نفس! یاد رکھ کہ دین اور ایمان کا کچھ عوض اور بدل نہیں، اور نہ جسم کا کوئی خلیفہ۔ پس جو شخص کہ رات دن کے ابلق گھوڑے پر سوار ہے وہ اسے لیے چلے جاتا ہے گو وہ خود نہ جائے۔ لیکن اب میری نصیحت مان کہ جو کوئی نصیحت سے روگرداں ہوتا ہے وہ آگ پر راضی ہوتا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ تو آگ سے خوش ہو، یا اس نصیحت پر کان نہ دھرے۔ پس اگر سختی دل کی نصیحت کے قبول کرنے کی مانع ہو تو اُس کو ہمیشہ کی تہجد گزاری اور شب بیداری سے دور کر، اور اگر اس تدبیر سے دور نہ ہو تو ہمیشہ روزہ رکھ، اور اس سے بھی نہ جائے تو ملاقات گفتگو کم کر۔ اور یہ بھی مفید نہ ہو تو قرابت داروں سے سلوک اور یتیموں پر احسان کیا کر، اور یہ بھی کارگر نہ ہو تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے دل پر مہر لگا کر قفل لگا دیا، تاریکی گناہوں کی دل کے ظاہر اور باطن پر خوب زور کی چھا گئی۔ پس اپنے آپ کو دوزخ میں گیا ہوا جان لے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور کچھ لوگ اُس کے واسطے پیدا کیے اور دوزخ کو پیدا فرمایا، اُس کے لیے بھی کچھ لوگ بنائے۔ اور ہر ایک شخص سے وہی کام بن آتا ہے

Marfat.com

جس کے واسطے وہ مخلوق ہوا ہے۔ تو تجھ میں اگر گنجائش نصیحت سننے کی نہ رہی ہو، تو اپنے نفس سے نا اُمید نہ ہو، اور نا اُمید ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ پناہ دے۔ اِس لیے نا اُمید تو ہو نہیں سکتا۔ اور رجاء کی بھی کوئی صورت نہیں کہ تمام خیر کے راستے تجھ پر مسدود ہیں۔ اگر ایسی صورت میں رجاء کرے تو واقع میں رجاء نہیں بلکہ مغالطہ کھانا ہے۔ جب نا اُمیدی بن سکتی ہے نہ رجاء تو اب یہ دیکھ کہ جس مصیبت میں تو مبتلا ہوا ہے، اُس پر تجھ کو غم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اپنے نفس پر ترس کھا کر کوئی آنسو آنکھ سے گرتا ہے یا نہیں۔ اگر گرتا ہے تو آنسوؤں کا منبع بحرِ رحمت سے ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ابھی تجھ میں رجاء کی جگہ باقی ہے اس صورت میں نوحہ اور گریہ وزاری پر مواظبت کر اور ارحم الراحمین سے فریاد چاہ، اور اکرم الاکرمین کے سامنے شکایت کر اور نہ فریاد وزاری سے ملول ہو نہ شکایت سے تھک۔ شاید وہ تیرے ضعف پر رحم فرمائے اور تیری فریاد رسی کرے۔ اس لیے کہ تیری مصیبت تو بڑھ گئی اور بلا سخت ہوگئی، اور اصرار نافرمانی حد سے تجاوز کر گیا اور حیلہ کوئی باقی نہ رہا، نہ کوئی باعث اور وسیلہ تیرے پاس ہے، تو اب ٹھکانا اور راستہ اور مقصد اور گریز کی جگہ اور فریاد کا مقام اور ملجا اور ماویٰ بجز اس اللہ پاک کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سامنے گریہ وزاری کر اور داڑھیں مار اور اتنا تضرع کر جتنے گناہوں کی کثرت ہے، اس واسطے کہ وہ ذلیل تضرع کرنے والے پر رحم فرمایا کرتا ہے اور طالب شیفتہ کی فریاد کو پہنچتا ہے اور مضطر کی دعا قبول فرماتا ہے اور آج تو اس کی طرف مضطرب ہے اور اُس کی رحمت کا محتاج اِس وجہ سے کہ سب راستے تجھ پر تنگ ہوگئے اور حیلے جاتے رہے، تدبیریں بند ہوگئیں نہ نصیحت نے تجھ میں تاثیر کی، نہ توبیخ نے تجھ کو ملائم کیا۔ اب جس اللہ سے طلب کرتا وہ کریم اور سخی ہے، اور جس اللہ سے فریاد کرتا ہے وہ رؤف اور رحیم ہے۔ اُس کی رحمت فراخ اور کرم عام اور عفو شامل ہے۔

اُس کی جناب میں یوں کہہ:

"یارب! ہم نے اکثر تیرے حکم کے خلاف ہی عمل کیا ہے، لیکن محض تیرے کرم سے ہمیں کیے ہوئے گناہوں کی معافی کی اُمید ہے۔" ...... "گناہ گار کی نظر تو اپنے گناہوں پر ہوتی ہے، اور

Marfat.com

ہماری نگاہ تیری کمال مہربانی پر ہے یعنی ہمیں تیری کمال مہربانی سے اُمید ہے۔" ...... "یارب! اپنی مہربانی سے اس دن ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال دے، جس دن سارے راز کھل کر سامنے آجائیں گے۔" ...... تیری طرف سے ہمیشہ خداوندی مہربانیاں ہی ظہور میں آئی ہیں اور ہم سے ہماری حیثیت کے مطابق نامناسب فعل سرزد ہوئے ہیں۔ ...... اے اللہ! اگر ہمیں گناہوں کے بغیر بھی سزا دے تو بھی تیرا عدل ہے، اور اگر ہمارے گناہوں کو معاف کر دے تو یہ تیری مہربانی ہے۔

ہمارے خستہ دلوں کے لیے مہربانی کا مرہم عنایت فرما۔ اے وہ ذات کہ تیرا بلند و برتر نام شفا کا خزانہ ہے۔ ...... اے اللہ کریم! تیرے دوستوں کا دل تیرے خوف سے خون ہو جاتا ہے، تیرے خوف سے لرز رہا ہے، لیکن پھر تیری بے حد وحساب مہربانی سے دل ڈھارس بندھا دیتا ہے۔

اے اللہ! اگر خلقت نے اپنے عمل پر بھروسہ کیا ہے لیکن ہمارے لیے محض تیرے فضل اور رحمت کا سہارا کافی ہے۔ ...... یارب! اپنی مہربانی اور بزرگی کے طفیل ہماری التجا قبول فرما۔ کیونکہ جس کو تو رَدّ کر دے اُس کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔

اس امر میں اقتدا اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی کر۔ چنانچہ وہب بن منبہؒ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین پر اتار دیا تو یہ یہاں اس طرح رہے کہ آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں روز اُن پر نظر عنایت سے دیکھا کہ وہ رنجیدہ خاطر، اندوہ گیں، غصہ پیے، نیچے کو سر ڈالے ہوئے ہیں۔ ان پر وحی بھیجی کہ اے آدم! اتنی کوشش جو تو کرتا ہے کیا وجہ ہے۔ عرض کیا کہ الٰہی! میری مصیبت بڑھ گئی اور گناہوں نے مجھ کو گھیر لیا۔ عالم ملکوت سے میں نکالا گیا، اور اُس کرامت کے بعد اس ذلت کے مقام پر آیا اور سعادت سے نکل کر بدبختی میں پڑا، اور راحت کے بعد دارِ مصیبت میں پھنسا اور عافیت کے بعد اس بلا میں مبتلا ہوا، اور اُس دوام اور بقا کو چھوڑ کر اس موت اور نیستی کے گھر میں آیا، تو اپنی خطا پر کیسے نہ رووں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم! کیا میں نے تجھ کو اپنے لیے برگزیدہ نہیں کیا تھا اور تجھ کو اپنے گھر میں نہ اُتارا تھا اور اپنی کرامت سے مخصوص اور ممتاز نہیں کیا تھا اور اپنے غصہ سے نہیں ڈرایا تھا۔ کیا

Marfat.com

تجھ کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا تھا اور اپنی روح تجھ میں نہیں ڈالی تھی اور اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کرایا تھا۔ پھر تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ تو میرے عہد کو بھول گیا، اور میرے غصہ کا معترض ہوا۔ قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی، اگر میں زمین کو ایسے لوگوں سے بھر دوں کہ سب کے سب تجھ جیسی عبادت کریں، اور میری تسبیح کریں اور پھر میری نافرمانی کریں تو اُن کو گناہ گاروں کے مقام میں اُتاروں گا یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام تین سو برس تک روئے۔

موت سے بڑھ کر کوئی واعظ نہیں

ایک دولت مند شخص تنہا جا رہا تھا راستے میں کچھ قبریں پڑیں۔ اُس نے ان سے کوئی عبرت نہ حاصل کی۔ اپنے زور و قوت، حسن و جمال اور دولت و ثروت کے خیال میں سرمست مصروف خرام رہا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جو ایک قبر کے پاس بیٹھا کسی مردہ کی کھوپری کو بہ نگاہِ عبرت دیکھ رہا تھا اور تاثر و عبرت کا ایک خاص عالم اس پر طاری تھا۔ وہ دولت مند شخص قریب آیا اور تمسخر و استہزاء کے رنگ میں اُس نے پوچھا۔ اے شخص مجھے بتا، اس کھوپری میں کیا رکھا ہے جسے تو اتنے غور اور توجہ سے دیکھ رہا ہے۔ یہ تو محض ٹوٹی پھوٹی اور بے جان ہڈیوں کا ایک شکستہ ڈھانچہ ہے، اس میں ایسی کون سی چیز ہے جس پر تجھے حیرت ہو، یا تُو اتنی یکسوئی سے اس پر غور کرے؟ اُس مرد متفکر نے خشکی اور سرد مہری کے ساتھ دولت مند شخص کو دیکھا اور کہا۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ کھوپڑی کسی امیر کی ہے یا غریب کی؟ کسی بڑے آدمی کا سر ہے یا چھوٹے آدمی کا؟ یہ سن کر دولت مند آدمی بہت متاثر ہوا۔ اپنی عظمت و بڑائی اور کبر و نخوت کو بھول گیا، اور اپنی حیثیت کا صحیح احساس کر کے اُس نے کہا: ''موت سے بڑھ کوئی واعظ نہیں''۔ .... اس لیے خواجہ محمد اسلام کی کتابیں ''موت کا منظر'' مع ''مرنے کے بعد کیا ہوگا''، جنت کا منظر، حج کا منظر، قصص الانبیاء، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، محسنہ کائنات وغیرہ کتابوں کا مطالعہ فرماویں۔

....

Marfat.com

روح اور جسم کا جھگڑا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روح جسم سے جھگڑا کرے گی اور کہے گی تُو نے سب کچھ کیا ہے۔ اور جسم کہے گا کہ تُو نے حکم دیا، تُو نے جس چیز کو اچھا بنا کر دکھایا، میں نے کیا۔ اس لڑائی کے فیصلے کے لیے اللہ ایک فرشتہ کو بھیجے گا، جو کہے گا کہ تم دونوں کی مثال ایسی ہی ہے، جیسے ایک اپاہج آدمی ہے اور دوسرا اندھا ہے۔ یہ دونوں ایک باغ میں گئے۔ اپاہج نے اندھے سے کہا کہ میں نے ایک پھل دیکھا ہے مگر میں وہاں تک پہنچ نہیں سکتا پھر اندھے نے کہا۔ تو میرے اُوپر سوار ہو جا اور پھل توڑ لے۔ چنانچہ اپاہج اندھے پر سوار ہو گیا اور اس نے پھلوں کو توڑ لیا۔ یہ مثال دے کر فرشتہ جسم و روح سے کہے گا کہ بتاؤ ان دونوں آدمیوں میں سے کون شخص حد سے تجاوز کرنے والا ہے؟ روح و جسم کہیں گے کہ دونوں ہی برابر ہیں۔ اس پر فرشتہ کہے گا کہ تم دونوں نے اپنی جانوں کو حکم دیا۔ اور جسم روح کے لیے مثل سواری کے ہے اور روح اُس پر سوار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت بیان کی کہ روح و جسم قیامت کے دن جھگڑا کریں گے۔ جسم کہے گا میں تو کھجور کے تنے کی طرح پڑا ہوا تھا۔ اگر روح نہ ہوتی تو میں نہ ہاتھ ہلا سکتا نہ پاؤں۔ اور روح کہے گی، میں تو ایک ہوا تھی، اگر جسم نہ ہوتا تو میں کچھ کرنے کی طاقت نہ رکھتی۔ اس کے بعد مذکورہ بالا روح و جسد کی مثال اپاہج اور اندھے کی بیان فرما کر روح و جسم دونوں کو شریک کار کر لیا جائے گا۔

حضرت سعید بن مسیبؒ کا بیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ہمراہ ہم لوگ مدینہ کے قبرستان میں گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبر والوں پر سلام کر کے کہا۔ تم اپنی خبر بتاؤ گے یا ہم بتائیں؟ سعید کہتے ہیں۔ ہم نے وعلیکم السلام کی آواز سنی۔ اور یہ جواب سنا کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا: اے امیر المومنین! تم ہم کو خبر دو، ہمارے بعد کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سن لو! تمہاری بیویوں نے شادی کر لی۔ تمہارے مال بٹ گئے۔ تمہاری اولاد یتیموں میں شامل ہو گئی۔ اور جس مکان کو تم نے بڑا مستحکم بنایا تھا۔ اس میں تمہارے دشمن آباد ہو گئے۔ یہ سن کر ایک مُردہ نے

Marfat.com

اپنے یہاں کی خبر بتاتے ہوئے کہا۔ ہمارے کفن پارہ پارہ ہو گئے۔ بال جھڑ کر بکھر گئے۔ کھالیں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ آنکھیں بہ کر رخسار پر آگئیں اور نتھنوں سے پیپ بہ رہی ہے۔ ہم نے جو کچھ آگے بھیجا، اُس کو پایا۔ اور جو پیچھے چھوڑا اس میں نقصان ہوا۔ ہم تو اپنے اعمال ہی کے ممنون کرم ہیں۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ...... ہر جان دار (جی) چکھنے والا ہے مزہ موت کا۔

تیرا اصلی گھر قبر ہے جو تجھ کو ہر روز تین بار پکارتی ہے ...... کہ اے فرزند آدم! ...... میں وحشت کا مکان ہوں میں تنہائی کا مقام ہوں، میں اندھیری کوٹھڑی ہوں۔ میں خاک اور دھول سے پُر ہوں، میرے اندر سانپ ہیں، بچھو ہیں۔ تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا ہے، میرے اندر آ کر تو ہل بھی نہ سکے گا۔ تو میری پیٹھ پر حرام کھاتا ہے، میرے اندر تجھے کیڑے کھائیں گے۔ تو میری پیٹھ پر دن رات گناہ کرتا ہے، میرے اندر آ کر سخت عذاب پائے گا۔ تو میری پیٹھ پر ہنستا کھیلتا ہے، میرے اندر روئے گا اور چلائے گا۔ تُو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے، میرے اندر سخت غمگین ہوگا۔ تو میری پیٹھ پر غرور اور تکبر کرتا ہے، میرے اندر سخت ذلیل وخوار ہوگا تو میری پیٹھ پر دوستوں اور آشناؤں کے ساتھ چلتا پھرتا ہے، میرے اندر بالکل اکیلا اور تن تنہا ہوگا۔ تو میری پیٹھ پر برے عمل کرتا ہے، میرے اندر تجھے بُرے عملوں کی نسبت سوال ہوگا۔ تُو میری پیٹھ پر فضول بکواس کرتا ہے میرے اندر چپ چاپ اور گونگا ہو جائے گا۔ تو میری پیٹھ پر اپنی حالت میں مست ہے، میرے اندر آ کر حیران و پریشان ہوگا۔ اب تو جاگ! میری پیٹھ پر مہلت کو غنیمت جان اور نیک عمل کر لے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کو اپنا مونس بنا۔ نماز تہجد کو میرا چراغ تیار کر کے ساتھ لا۔ خوفِ الٰہی سے روتا رہ۔ کثرت سے ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرتا رہ، تاکہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب تم پر آسان ہو جائیں۔ تمام تعریفیں اسی اللہ پاک کے لیے ہیں جس نے اپنے دوستوں کو دنیا کے مہلکات اور اس کی آفات سے واقف کر دیا اور دنیا کے عیوب اور اس کے رازوں کو اپنے دوستوں پر روشن کر دیا یہاں تک کہ ان حضرات نے دنیا کے احوال کو پہچان لیا اور اس کی بھلائی اور برائی کا موازنہ کر کے یہ جان لیا کہ اس کی برائیاں اس کی بھلائی پر غالب ہیں اور جو امیدیں دنیا سے وابستہ ہیں وہ ان اندیشہ ناک چیزوں کا مقابلہ نہیں

Marfat.com

کر سکتیں جو اس پر مرتب ہیں۔ دنیا ایک چٹ پٹی عورت کی طرح سے لوگوں کو اپنے حسن و جمال سے گرفتار کرتی ہے اور اپنی بدکرداری سے اپنے وصال کے خواہشمندوں کو ہلاک کرتی ہے یہ اپنے چاہنے والوں سے بھاگتی ہے ان کی طرف توجہ کرنے میں بڑی بخیل ہے اور اگر متوجہ بھی ہوتی ہے تو اس کی توجہ میں بھی آفت اور مصیبت سے امن نہیں ہے اگر ایک دفعہ احسان کرتی ہے تو ایک سال تک برائیاں کرتی رہتی ہے۔ جو اس کے دھوکے میں آجاتا ہے اس کا انجام ذلت ہے اور جو اس کی وجہ سے تکبر کرتا ہے وہ آخرکار حسرت وافسوس کی طرف چلتا ہے اس کی عادت اپنے عُشاق سے بھاگنا ہے اور جو اس سے بھاگے اس کے پیچھے پڑتا ہے جو اس کی خدمت کرے اس سے علیحدہ رہتی ہے اور جو اس سے اعراض کرے اس کی ملاقات کی کوشش کرتی ہے۔ اس کی صفائی میں بھی تکدر ہے۔ اس کی خوشی میں بھی رنج اور غم لازم ہیں اس کی نعمتوں کا پھل حسرت وندامت کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بڑی دھوکا دینے والی مکار عورت ہے۔ بڑی بھگوڑی اور ایک دم اُڑ جانے والی ہے۔ یہ اپنے چاہنے والوں کے لیے نہایت زیب وزینت اختیار کرتی ہے اور جب وہ اچھی طرح اس میں پھنس جاتے ہیں تو دانت دکھانے لگتی ہے اور اُن کے منظم احوال کو پریشان کرتی ہے اور اپنی نیرنگیاں اُن کو دکھاتی ہے پھر اپنا زہر قاتل ان کو چکھاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دشمن ہے۔ اُس کے دوستوں کی دشمن ہے۔ اُس کے دشمنوں کی بھی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دشمنی اس طرح سے کہ اُس کی طرف چلنے والوں کی رہزنی کرتی ہے۔ اُس کے دوستوں کے ساتھ دشمنی اس طرح کرتی ہے کہ اُن کے دل لبھانے کے لیے طرح طرح کی زینتیں اپنے اوپر لادتی ہے جس سے وہ اس طرف ملتفت ہو کر اس سے قطع تعلق پر صبر کا کڑوا گھونٹ پیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی اس طرح کرتی ہے کہ اپنے مکر وفریب سے اُن کو شکار کرتی ہے اور جب وہ اس کی دوستی پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں تو ایسے وقت اُن کو ایک دم راہ میں چھوڑ دیتی ہے جس وقت کہ وہ اس کے سخت محتاج ہوں جس سے وہ دائمی حسرت اور دائمی عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کریم نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام

Marfat.com

کو فرعون لعین کے پاس بھیجا تو اُن کو ارشاد فرمایا کہ تم اس کے لباس دنیاوی سے مت ڈرنا۔ اس کی کل میرے ہاتھ میں ہے۔ بدون میرے حکم کے نہ بولتا ہے نہ آنکھیں بند کرتا ہے نہ سانس لیتا ہے اور تم اس کے دنیاوی ٹھاٹھ سے کچھ تعجب مت کرنا۔ یہ صرف دنیا ہی کی ٹیپ ہے اور دولت مندوں کی زینت۔ اگر میں چاہوں تو تم کو بھی دنیا کی آرائش سے ایسا آراستہ کردوں کہ فرعون بھی دیکھے تو جان لے کہ مجھ سے اتنی زیبائش ممکن نہیں۔ مگر میں تمہارے لیے اس بات کو پسند نہیں کرتا اور تم سے یہ سب آرائش علیحدہ رکھوں گا۔ میں اپنے دوستوں سے ایسا ہی کرتا ہوں۔ دنیا کی نعمتوں سے ان کو ایسا علیحدہ رکھتا ہوں جیسا کوئی شفیق چرواہا اپنے گلے کو مہلک چراگاہ سے بچاتا ہے یا کوئی مشفق ساربان اپنے اونٹوں کو خارش والے اونٹوں کے پاس بٹھانے سے روکتا ہے اور یہ بات اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ لوگ میرے نزدیک ذلیل ہیں بلکہ اس نظر سے ہے کہ میری کرامت وانعام کو صحیح وسالم توقیر کے ساتھ پورا حاصل کریں۔ میرے دوست جو میرے لیے زینت کرتے ہیں انکسار اور خوف، خضوع اور تقویٰ سے کرتے ہیں یہ باتیں ان کے دلوں میں جمی رہتی ہیں اور جسموں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ یہی امور ان اشعار وآثار میں ہیں اور ان کے دلوں کی متاع پائدار جس نجات پر کہ ان کی فلاح ہے اور جس رجاء کی کہ ان کو توقع ہے یہی باتیں ہیں اور بزرگی پر ان کا ناز ہے اور جس علامت سے کہ ان کی شناخت ہے وہ بھی یہی ہیں جب ایسے لوگ تم کو ملیں تو ان کی تعظیم کرنا اور بہ انکسار دل وزبان پیش آنا اور جان لو کہ جو شخص میرے کسی دوست کو ڈراتا ہے وہ مجھ سے برسر پرخاش آتا ہے۔ قیامت کو میں اس سے اس کا عوض لوں گا اور ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اثنائے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! جان لو کہ تم کو مرنا ہے اور بعد موت کے اُٹھنا اور اپنے اعمال پر وقوف پا کر ان کی جزا کو پہنچنا ہے پس زندگی دنیا پر مت پھولو اور ان باتوں کو مت بھولو کہ دنیا مصیبت کا گھر ہے فنا ہونا اس کا معروف ہے اور دھوکا دینے میں موصوف اس کی ہر چیز کا انجام زوال ہے اور اس کا ہمیشہ کسی کے پاس رہنا محال۔ نہ اس کے حالات تبدیلی سے مامون ہیں نہ اس کے باشندے آفات سے مصئون۔ جب آدمی کو اس میں راحت وسرور پہنچتا ہے، یکایک مصیبت آجاتی ہے۔ اس کے

Marfat.com

احوال مختلف باہم گر ہیں اور مرتب متغیر نہ اس کے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے ہدف ہیں کہ جن کو اپنے تیروں کا نشانہ بناتی ہے اور موت سے سب کی خاک اڑاتی ہے۔ موت ہر ایک کے سر پر قائم ہے اور اس کا چکھنا ہر ایک پر لازم ہے اے اللہ تعالیٰ کے بندو! آج دنیا میں تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں کا تھا جو تم سے عمر میں زیادہ اور قوت میں قوی اور آبادی میں اکثر اور مکانات میں اعلیٰ تھے مگر دنیا کے طولِ انقلاب سے اب ان کی آواز نہیں نکلتی۔ ان کے جسم سڑ گئے اور سر اُلٹ گئے اور مکانات گر گئے۔ یا وہ مکان عالی شان، گاؤ تکیے اور عمدہ فرش تھے یا اب پتھر اور اینٹیں اور خاک گور اور گوشہ لحد ہے۔ انکی قبریں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور ان کے رہنے والے اجنبی اور غریب ہیں۔ متوحش عمارت والوں اور متشاغل اہل محلّہ میں جا پڑے ہیں کہ نہ ان کو آبادی سے موانست ہے نہ بھائی بندوں اور ہمسایوں کی طرح آپس میں ملاوٹ و رغبت ہر چند کہ مکان قریب ہیں مگر میل کی صورت نہیں۔ اس لیے کہ ان کو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے کچومر نکالا زندگی کے بعد اسیر پنجہ موت ہوئے اور اجسام ناز میں راحت و آسودگی کے پیچھے ٹکڑے ہوئے خاک میں اپنے یاروں میں جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر کبھی نہ پھر سے پھرنے کا ذکر کیا ہے جس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کوئی نہیں یہ بات ہے کہ وہ کہتا ہے اور ان کے پیچھے لٹکا دیا ہے جس دن تک اُٹھائے جاویں۔ اب تم بھی قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی تنہائی ہوگی اور وہی خاک میں گلنا اس خواب گاہ میں سونا اور اسی ٹھکانے میں رہنا علاوہ ازیں تم کو جب کیسی بنے گی، جب یہ باتیں تمہارے پیش نظر ہوں گی اور قبروں میں سے نکالے جاؤ گے جی کی باتیں تحقیق کی جاویں گی۔ بادشاہ اللہ پاک کے سامنے روبکاری ہوگی۔ گزشتہ گناہوں کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہوں گے اور دل تھراتے ہوں گے پردے تمہارے فاش ہوں گے۔ عیوب اور چھپی باتوں کے سامنے کیے جاؤ گے اللہ کریم سے التجا ہے کہ ہم کو اور تم کو تابع اپنی کتاب کا اور پیرو اپنے احباب کا رکھے۔ یہاں تک کہ ہم سب کو اپنے فضل سے بہترین رہنے کی جگہ یعنی آخرت میں جنت میں پہنچا دے وہی حمید اور صاحب بزرگی ہے۔ اے دوست! جب عاقلوں اور عالموں اور

Marfat.com

عارفوں اور ادیبوں کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حقارت کی اور اس کو اپنے دوستوں کے لیے اچھا نہیں جانا اور وہ اس کے نزدیک بہت حقیر اور ادنی چیز ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں زہد فرمایا اور اپنے دوستوں کو اس کے فتنہ سے ڈرایا تو انہوں نے اس میں سے میانہ روی کے طور پر کھایا اور زیادتی کو اپنا توشہ آخرت بنایا اس میں سے بقدر کفایت لیا اور جس مقدار سے کہ لہو میں پڑیں اس کو ترک کیا۔ پوشاک مقدار ستر عورت اختیار کی اور غذا میں سے ادنیٰ مقدار کھائی اور دنیا کو اس نظر سے دیکھا کہ فانی ہے اور آخرت کو جانا کہ باقی ہے۔ اسی وجہ سے دنیا میں سے اسی قدر توشہ لیا جس قدر مسافر لیتا ہے۔ پس دنیا کو اُجاڑا اور آخرت کو آباد کیا۔ آخرت کی طرف چشم دل سے دیکھا اور جانا کہ عنقریب چشم ظاہر سے بھی دیکھیں گے۔ اسی لیے اس کی طرف جانا پڑے گا۔ تھوڑی سی مشقت دنیا میں اٹھا کر نہ ختم ہونے والی زندگی کا عیش حاصل کیا۔ یہ سب باتیں ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی تکلیف سے ہوئیں کہ جو کچھ اللہ نے ان کے لیے محبوب جانا اسی کو انہوں نے محبوب سمجھا اور جس چیز کو بُرا سمجھا اس کو اُنہوں نے بُرا تصور کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے دنیا ایک پوپلی بڑھیا کی صورت میں آئی جو ہر ایک طرح کی زینت سے آراستہ و پیراستہ تھی۔ آپ نے پوچھا کہ تُو نے کتنے شوہر کیے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھ کو شمار نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سب تجھ کو چھوڑ کر مر گئے یا تجھ کو طلاق دے گئے؟ اُس نے عرض کیا کہ میں نے ان کو ذبح کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تیرے شوہروں کی خرابی ہے کہ پہلوں کا حال دیکھ کر عبرت نہیں پکڑتے، تو ایک ایک کو مارتی جاتی ہے اور وہ تجھ سے نہیں ڈرتے۔ اس اعتبار سے دنیا کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہے۔ اس کی مثال ایسی تصور کرنی چاہیے کہ ایک بڑھیا بدصورت اپنے اوپر خوب عمدہ پوشاک وزیور پہن لے اور منہ پر برقعہ ڈال کر لوگوں کو فریب دے۔ جب اُن کو اس کے باطن کا حال معلوم ہو اور منہ پر سے گھونگھٹ اٹھا کر دیکھیں تو اس کے اتباع سے نادم و خجل ہوں اور اپنی کم عقلی اور دھوکا کھانے سے شرمندہ ہوں علاء بن زیاد فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک عورت دیکھی جس کی کھال سکڑی تھی اور زیور ولباس میں لدی تھی۔

Marfat.com

آدمی اُس کے گرد تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے پاس آکر اس کو دیکھا تو لوگوں کے اُس کی طرف دیکھنے سے نہایت متعجب ہوا کہ یہ کیوں اس کی طرف مائل ہیں۔ آخر اس سے پوچھا کہ تُو کون ہے؟ اس نے کہا کہ تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں دنیا ہوں۔ میں نے کہا کہ اللہ تیرے شر سے بچاوے۔ اس نے کہا کہ میرے شر سے بچنا چاہتے ہو تو روپے پیسے کو بُرا جاننا۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے قبل اس کے بغداد میں پہنچوں، دنیا کو خواب میں ایک بڑھیا پھوس بدصورت دیکھی کہ تالیاں بجا رہی ہے اور اس کے پیچھے خلقت اس کی خواستگار ہے۔ وہ بھی تالیاں بجاتے اور ناچتے ہیں۔ جب وہ میرے سامنے آئی تو میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ اگر مجھ کو موقعہ ملا تو یہی حال تیرا بھی کروں گی جو اُن کا ہے۔ اس خواب کو کہہ کر بزرگ رو پڑے۔ اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز دنیا ایک بڑھیا بدصورت گیرد آنکھوں والی شکل میں لائی جاوے گی۔ دانت آگے کو نکلے ہوں گے۔ لوگوں کے سامنے کر کے پوچھا جاوے گا کہ تم اس کو بھی پہچانتے ہو؟ عرض کریں گے کہ اللہ پناہ دے کہ ہم اس کو جانیں۔ حکم ہوگا کہ یہ وہی دنیا ہے جس کے لیے تم فخر اور حسد اور بغض اور قطع رحم اور فریب و مکر کیا کرتے تھے اور اس کے پھندے میں آگئے تھے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جاوے گا۔ وہ عرض کرے گی کہ الٰہی! میرے پیچھے چلنے والے کہاں ہیں؟ حکم ہوگا اُن کو بھی اسی کے ساتھ کر دو۔ اور حضرت فضیلؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی روح سے اوپر کو چڑھا۔ راستے میں اس نے ایک عورت ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ دیکھی۔ جو اس کے پاس سے نکلتا ہے وہ اس کو زخمی کر دیتی ہے۔ پشت کی طرف سے دیکھو تو بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہے اور آگے سے بہت بڑھیا پھوس نیلی چندھی آنکھوں کی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو اللہ تجھ سے بچاوے۔ اس نے جواب دیا کہ بخدا! اللہ تعالیٰ تجھ کو مجھ سے نہیں بچانے کا جب تک روپیہ پیسہ کو بُرا نہ جانے اُس سے پوچھا کہ تُو کون ہے؟ جواب ملا کہ میں دنیا ہوں۔

روایت ہے کہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک بن سفیان کلابی

Marfat.com

سے فرمایا کہ تم اپنی غذا نمک مرچ کے ساتھ کھا کر پھر پانی اور دودھ پیتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ پھر اس غذا کا کیا بنتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا وہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ دنیا کو اسی چیز سے مشابہ فرماتا ہے جو انجام کو غذا سے بن جاتی ہے۔ اور حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ اول غذا میں خوب مسالہ و خوشبو ڈالتے ہیں اور پھر اس کو کہاں ڈالتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مگر شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شرمانا نہ چاہیے۔ پوچھ لو۔ اس نے عرض کیا جب آدمی پاخانے سے فارغ ہو تو کیا اس کو دیکھے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں فرشتہ اس کو یوں کہتا ہے کہ جس چیز کا بخل کیا کرتا تھا' اس کو دیکھ کہ اس کا انجام کیسا ہوا؟ حدیث شریف میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مقدار آخرت میں ایسی ہے کہ جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ انگلی پر کس قدر پانی آیا۔ یعنی آخرت کے سامنے دنیا ہیچ ہے اور اس وجہ سے کہ دنیا دار دنیا کی لذتوں میں مبتلا ہو کر آخرت کی طرف سے غافل رہتے ہیں اور پھر بڑی بڑی حسرتیں اٹھاتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کچھ لوگ کشتی میں سوار ہوئے اور ایک جزیرے میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ملاح نے ان کو اجازت دی کہ جن کو قضائے حاجت منظور ہو وہ یہاں اُتر جاوے مگر یہ مقام خوف ناک ہے۔ یہاں سے جلد اپنا کام کر کے واپس آنا ورنہ کشتی چل جاوے گی۔ یہ لوگ کشتی سے اتر پڑے اور اطراف جزیرہ میں پھیل گئے۔ پھر بعضوں نے تو ناخدا کے قول پر عمل کیا اور قضا حاجت کرتے ہی کشتی کی طرف چلے آئے اور کشتی کو دیکھ کر خوب فراغت کی جگہ اور خاطر خواہ آسائش کا مکان لے لیا اور بعضوں نے جزیرہ میں توقف کر کے اس کے شگوفوں اور غنچوں اور بیابانوں اور نغمات دل آویز اور جانوروں کے چہچہے فرحت انگیز اور جواہر بوقلموں اور معادن گوناگوں اور نقوش غریبہ اور اشکال عجیبہ کی سیر کی، مگر بخوف کشتی کے نہ ملنے کے، سیر کرتے ہی پھر آئے۔ ان کو گو پہلوں کا سا وسیع مقام نہ ملا تاہم اچھی طرح بیٹھ گئے اور بعضوں نے جوان اشیا مذکورہ بالا کو دیکھا لٹو ہو گئے اور صدف و جواہر اور میوہ گل کی خوبی اس قدر دل میں کھپی کہ ان کو چھوڑنے کو دل نہ چاہا۔ اس

Marfat.com

میں سے کچھ ساتھ لیے۔ کشتی میں آ کر مکان میں اتنی گنجائش بھی نہ دیکھی کہ خود اچھی طرح بیٹھ سکیں۔ بوجھ کے رکھنے کا تو کیا ذکر ہے، مجبوری ان کو اپنے سر پر لاد کر کشتی میں بیٹھ گئے مگر اپنی اس حرکت پر نادم تھے کہ ناحق ان کو لیا اور مفت میں دردِ سر اور وبال مول لیا۔ اور کچھ لوگ جنگلوں میں گھس کر کشتی کو بالکل بھول گئے اور اتنی سیر کی کہ ناخدا کی آواز بھی نہ سنی مگر باوجود اس کے درندوں کا خوف دل میں تھا اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس نشیب وفراز میں لغزش بھی ہوگی اور مصیبت اُٹھانی پڑے گی۔ پاؤں اور کپڑوں میں کانٹے بھی چبھیں گے ٹہنیوں سے بدن چرے گا۔ آواز ہولناک سے کلیجہ کانپے گا۔ جھاڑیوں سے کپڑے پھٹ کر ننگے رہ جاویں گے اور پھر اگر لوٹنا چاہیں گے تو بن نہ آوے گا۔ اسی اثنا میں آواز کشتی والوں کی سن کر بوجھ کے گٹھے سر پر لادے جو کنارے پر پہنچے تو کشتی پر جگہ نہ پائی۔ کنارے پر ہی بھوکے پیاسے مر گئے اور بعضوں کو کشتی والوں کی بھی آواز نہ سنائی دی اور کشتی بھی چل دی تو ان کا یہ حال یہ ہوا کہ کچھ تو درندوں کی خوراک بن گئے۔ کچھ حیران پریشان بھٹک بھٹک کر مر گئے اور بعضے دلدل میں گرے، بعضوں کو سانپ بچھو کھا گئے۔ غرضکہ سب اچھی طرح خوار و مردار ہو گئے۔ اب جو لوگ کہ کشتی میں بوجھ سمیت سوار ہوئے تھے، ان کو ان چیزوں کی حفاظت کی فکر ہوئی۔ مکان تنگ پہلے ہی سے تھا کچھ عرصہ بعد پھول مرجھا گئے، پتھر وغیر کے رنگ متغیر ہو گئے، میوے وغیرہ بگڑ کر سڑ گئے۔ بدبو آنے لگی اور یک نہ شد دو شد کا مضمون ہوا کہ پہلے صرف رکھنے ہی کی دقت تھی اب بدبو سے ایذا ہونے لگی۔ پھر تو کچھ علاج نہ سوجھا بجز اس کے کہ اس کو دریا میں ڈال دیا مگر اس کی بدبو اور خوراک سے اتنی تاثیر ہوئی کہ گھر پہنچنے تک بیمار پڑ گئے اور بہت دنوں تک تکلیف میں رہے اور جو ان سے پہلے کشتی میں آئے تھے ان کو البتہ بیٹھنے میں خاطر خواہ آسائش تو نہ ملی الاوطن پہنچ کر صحیح سالم رہے، کچھ دکھ روگ نہ ہوا اور جو لوگ اول ہی اول چلے آئے تھے وہ کشتی میں بھی چین سے رہے اور طبع میں بھی راحت وآرام سے رہے۔ پس اگر غور سے دیکھو تو یہی حال دنیا کے لوگوں کا ہے کہ وطن اصلی کو بھول کر اس جزیرے کے گل وگلزار اور پتھروں اور چاندی سونے پر ایسے غافل ہیں کہ انجام کی ذرا فکر نہیں کرتے۔ یہ معلوم نہیں کہ مرنے کے وقت زینت کی یہ سب

Marfat.com

چیزیں گردن پر وبال ہوں گی۔ گو اب ان کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم ہوتا ہے اور اس مصیبت میں سب ہی مبتلا ہیں مگر جس کو اللہ بچاوے اور اس منظر سے کہ خلقت دنیا کے فریب میں آجاتی ہے۔ اور باوجود اللہ تعالیٰ کے خوف دلانے کا اللہ تعالیٰ کے قول پر ایمان ضعیف رکھتی ہے۔ اس کی مثال اس حدیث میں ہے جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ میری اور تمہاری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی قوم کے لوگ کسی جنگل پر غبار میں چلیں اور چلتے چلتے یہ نوبت پہنچ جاوے کہ یہ بھی خبر نہ رہے کہ جتنی راہ طے کر چکے ہیں وہ زیادہ ہے یا جو باقی رہی ہے وہ زیادہ ہے پس ان کا کھانا پینا تمام ہو جاوے اور اسی جنگل میں کمریں کھول کر بے زاد و راحلہ پڑ رہیں اور جینے سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ جب ان کی یہ نوبت پہنچے تو دور سے ایک آدمی کی صورت دیکھیں کہ لباس پہنے چلا آتا ہے اور اس کے کپڑوں سے پانی ٹپکتا ہے گمان کریں کہ یہ شخص کسی زرخیز زمین سے آیا ہے۔ وہ جگہ یہاں سے قریب معلوم ہوتی ہے۔ جب وہ پاس آکر ان سے پوچھے کہ میاں تمہارا کیا حال ہے؟ اس سے کہیں کہ جو حال ہے وہ عیاں ہے، عیاں راچہ بیان وہ جواب میں کہے کہ بھلا میں اگر تم کو پانی اور باغ بتادوں تو کیا کرو گے؟ جواب دیا کہ ہم تیری اطاعت کریں گے اور کسی چیز میں فروگزاشت نہ کریں گے۔ اس نے کہا اگر سچ کہتے ہو تو اس عہد کو پکا کردو۔ انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر عہد مستحکم کیا کہ ہرگز ہرگز نافرمانی کسی بات میں نہ کریں گے۔ غرض کہ اس عہد کے بعد اس نے عمدہ پانی اور باغ سبز حسب وعدہ بتایا اور چند روز خود ان میں رہا۔ پھر ان سے کہا کہ بھائیو! سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہاں سے چل دو۔ پوچھا کہاں جائیں؟ کہا ایسے چشمہ اور باغ میں جو اس سے کہیں اعلیٰ ہے۔ اس کو سن کر بعضوں نے تو یہ کہا کہ اللہ اللہ کر کے ہم کو یہ جگہ نعمت ملی ہے۔ اس سے بہتر لے کر کیا کریں گے اور کم لوگوں نے یہ کہا کہ صاحبو! اس کے ساتھ عہد کر چکے ہو کہ بات میں نافرمانی نہ کریں گے پہلے جو کچھ اس شخص نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ اب بھی اس کا قول بے شک درست ہے اور اسی خیال سے اس کے ساتھ ہو لیے اور باقی لوگ وہاں ہی پڑے رہے۔ صبح کو دشمن نے حملہ کر کے بعضوں کو قتل اور بعضوں کو اسیر کرلیا۔

Marfat.com

خواجہ محمد اسلام عرض کرتا ہے کہ اس حدیث سے مراد ذات پاک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اُمت کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں پس جس نے (البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے) کو سچ جانا اور دنیا سے دل برداشتہ ہوکر ان کا اتباع کیا وہ تو سلامت رہا ورنہ دشمن جانی شیطان کے زمرہ میں داخل ہوکر خسرۃ الدنیا والآخرۃ ہوا اور اس لحاظ سے کہ لوگ دُنیا میں اوّل مزے اُڑاتے ہیں اور آخر کو اس کی جدائی سے درد سہتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص مکان بنائے، اس کو خوب آراستہ کرے اور پھر ایک ایک قوم کو جُدا جُدا اپنے یہاں بلا کر دعوت کرے جب ایک قوم گھر میں آئے تو ایک سونے کے عطردان میں اس کے سامنے عطر رکھ دے کہ اس کو سونگھ کر اوروں کے واسطے چھوڑ جاوے اس نے رسم کی ناواقفیت سے یہ خیال کرلیا کہ یہ برتن سمیت ہم کو ملا ہے اسی جہت سے دل کو خوب اس پر معلق کرلیا۔ جب مالک خانہ نے وہ برتن واپس لے لیا تو تعلق دل کے باعث کمال رنج ہوا اور جس کو دستور معلوم تھا اس نے خوشبو بھی سونگھی اور مالک کا شکر گزار بھی ہوا اور خوشی سے برتن مالک کے حوالے کیا، اسی طرح جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عادت سے واقف ہے جانتا ہے کہ یہ ضیافت خانہ ہے۔ گزرنے والوں پر وقف ہے اس لیے کہ توشہ آخرت لیں اور جس طرح مسافر عاریت کی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اسی طرح اشیا دُنیاوی سے فائدہ اُٹھاویں اور اس میں ہمہ تن مصروف نہ ہوں کہ جدا ہونے کے وقت مصیبت سہیں۔ یہ ہیں دنیا کی مثالیں اور اس کے افات وعمل کی تشبیہیں۔ اللہ کریم ہم کو بھی توفیق اس سے بچنے کی عنایت فرماوے! آمین

موت کی جگہ معین ہے

روایت ہے خثیمہ رضی اللہ عنہ سے کہ ملک الموت ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں آئے اور ایک شخص کی طرف تعجب سے کچھ دیر تک دیکھتے رہے۔ جب ملک الموت چلے گئے تو اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا: ''یہ کون شخص ہے؟'' آپ نے فرمایا کہ ملک الموت۔ اس نے کہا وہ میری طرف اس طرح دیکھتے تھے کہ گویا میری روح قبض کرنے کا ارادہ

Marfat.com

رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو کیا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا مجھے ہندوستان میں پہنچا دیجیے۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کو اُٹھا کر ہندوستان میں رکھ دے۔ ہوا نے اُس کو ہندوستان میں پہنچا دیا۔ پھر ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا: تم کیوں اس شخص کو غور سے دیکھتے تھے؟ کہا مجھے تعجب اس بات سے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم میرے پاس پہنچا ہے کہ اس کی روح ہندوستان میں قبض کرو اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے۔

ملک الموت اور اُن کے ساتھ والے فرشتوں کے بیان میں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ''یہاں تک کہ تم میں کسی کی موت آجاتی ہے، تو لے لیتے ہیں اُس کو ہمارے فرشتے اور یہ زیادتی نہیں کرتے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے ملک الموت کے مددگار فرشتے مراد ہیں۔ اور وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ جو فرشتے انسان کے پاس آتے ہیں اور اس کی عمر لکھتے ہیں، وہی اس کی روح قبض کرتے ہیں اور بعد قبض کرنے کے ملک الموت کو دیتے ہیں اور مَلکُ الموت ان کے سردار ہیں۔

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا، تو جو فرشتے عرش اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کو زمین کی طرف بھیجا کہ کچھ مٹی لادے۔ جب مٹی لینے کا ارادہ کیا، تو زمین نے کہا تجھ کو قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے تجھ کو بھیجا ہے کہ مجھ سے مٹی نہ لے کہ کل کے روز اُس کو آگ میں جلنا ہوگا، فرشتے نے یہ سن کر مٹی نہ لی۔ جب پروردگار کے پاس گیا، تو پروردگار نے پوچھا: ''تم کو کس نے میرا حکم بجالانے سے باز رکھا؟'' فرشتے نے عرض کیا: اللہ پاک اُس نے تیری قسم دی اس لیے میں نے نہیں لیا۔ پھر اللہ نے دوسرا فرشتہ زمین کی طرف بھیجا۔ اُس کو بھی زمین نے اِسی طرح قسم دی یہاں تک کہ اللہ نے کُل فرشتوں کو ایک ایک کر کے بھیجا اور مٹی لانے سے سب عاجز رہے۔ تب اللہ نے ملک الموت کو بھیجا۔ ملک الموت نے مٹی لینے کا ارادہ کیا، تو زمین نے اُسی طرح قسم دی۔ ملک الموت نے کہا جس

Marfat.com

نے مجھ کو بھیجا ہے اُس کا حکم بجالانا ضروری ہے۔ پھر زمین کے ہر حصے، بھلے اور برے سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر پروردگار کے پاس حاضر ہوئے اور جنت کے پانی سے خمیر کر کے آدم کا بدن تیار کیا۔ زہری نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور کہا: اوّل فرشتہ اسرافیل تھے اور دوسرے فرشتے میکائیل اور ابنِ مسعود اور بہت سے صحابہؓ نے کہا کہ اوّل فرشتہ جبرئیل اور دوسرے مکائیل تھے۔

دُنیا کی حقیقت

حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے کہ جب انہوں نے اس درخت میں سے کھایا تو ان کے پیٹ مین کچھ گڑبڑ ہوئی اور یہ بات جنت کی دوسری غذاؤں میں نہ تھی کہ کھانے سے حاجت پاخانہ ہو۔ صرف اسی درخت میں تاثیر رکھی گئی تھی اور اسی وجہ سے ممانعت بھی ہوئی تھی۔ غرضیکہ قضائے حاجت کے لیے گھومنا شروع کیا۔ ایک فرشتے کو اللہ کا حکم ہوا کہ ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یہ منظور ہے کہ میرے پیٹ میں جو بلا ہے، اُس کو کہیں ڈال دوں فرشتے نے بموجب ایماء ربانی کہا کہ یہاں کون سی جگہ اس قابل ہے؟ فرش اور تخت اور نہریں اور درختوں کے سایہ ہیں ان میں سے کوئی جگہ اس قابل نہیں۔ اس کے لیے دُنیا میں جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا کی حقیقت دکھاؤں۔ میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے باہر ایک کوڑی پر تشریف لے گئے۔ جہاں آدمیوں کی کھوپڑیاں، پاخانے اور پھٹے ہوئے چیتھڑے اور ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آدمیوں کی کھوپڑیاں ہیں۔ یہ دماغ اسی طرح دُنیا کی حرص کرتے تھے جس طرح تم سب زندہ آج کل کر رہے ہو۔ یہ بھی اسی طرح امیدیں باندھا کرتے تھے جس طرح تم لوگ اُمیدیں لگائے ہوئے ہو۔ آج یہ بغیر کھال کے پڑی ہوئی ہیں اور چند روز اور گزر جانے کے بعد مٹی ہو جائیں گی۔ یہ پاخانے وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جن کو بڑی محنت سے

Marfat.com

کمایا' حاصل کیا، پھران کو تیار کیا اور کھایا۔ اب یہ اس حال میں پڑے ہیں کہ لوگ اس سے (نفرت کر کے) بھاگتے ہیں (وہ لذیذ کھانا جس کی خوشبو دور سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی آج اُس کا منتہا یہ ہے کہ اس کی بدبو سے لوگوں کو اپنے سے متنفر کرتی ہے) یہ چیتھڑے وہ زینت کا لباس تھا جس کو پہن کر آدمی اکڑتا تھا آج یہ اس حال میں ہے کہ ہوائیں اس کو ادھر سے ادھر پھینکتی ہیں' یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر لوگ سواریاں کیا کرتے تھے (گھوڑوں پر بیٹھ کر مٹکتے تھے) اور دنیا میں گھومتے تھے۔ بس جسے ان احوال پر (اور ان کے عبرت ناک انجام پر) رونا ہو وہ ان کو دیکھ کر روئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب بہت روئے۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا (ظاہر کے اعتبار سے) میٹھی اور سرسبز ہے اور حق تعالیٰ شانہ' نے تم کو اس میں اپنے اسلاف کا جانشین اس لیے بنایا ہے تا کہ وہ یہ دیکھے کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو۔ بنی اسرائیل پر جب دنیا کی فتوحات ہونے لگیں تو وہ اس کی زیب وزینت اور عورتوں اور زیوروں کے چکر میں پڑ گئے۔ دوستو غور کرو کہیں آج ہم بھی تو انہی چکروں میں نہیں پڑ گئے۔

لوگو! آہستہ عمل کرو اور اللہ سے ڈرو اور زندگی پر مت پھولو۔ اور موت کو نہ بھولو اور دنیا کے طالب نہ ہو اور نہ اس کے راغب' کیونکہ وہ بڑی مکار ہے اور دغا شعار۔ اول اپنے مغالطوں کو چکناتی ہے، پھر آرزوؤں میں پھنساتی ہے طالبین کے واسطے اس کی زینت ایسی ہے جیسے جلوہ کے وقت دلہن کی صورت، سب کی نگاہ اس پر پڑتی ہے اور سب دل اس کے شیفتہ اور جانیں اس پر فریفتہ۔ بہت سے عاشقوں کو اس نے خاک میں ملا دیا اور جس نے اس پر اطمینان کیا، اس کو ذائقہ رسوائی چکھایا۔ بھائیو! اس کو چشمِ حقیقت سے دیکھو کہ اس میں کتنی آفتیں ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا خرابی ہے خود خالق نے اس کی مذمت کی ہے۔ اس میں جو نیا ہے وہ پرانا ہوگا اور جو موجود ہے وہ فنا پذیر ذلیل ہوگا اور کثیر وقلیل ہر زندہ کو موت آوے گی اور خیر سب فوت ہو جاوے گی۔ بھائیو! خواب غفلت سے جاگو اور بے ہوشی سے دور بھاگو پیشتر اس سے کہ تم کو کہیں کہ فلاں شخص بیمار ہے اور مرض

Marfat.com

میں گرفتار ہے کوئی کچھ دوا بتا دو یا حکیم کو بلا دو پھر طبیب تمہارے لیے آویں مگر تم میں توقع شفا کی نہ پاویں۔ پھر یہ مشہور ہو کہ فلاں شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یوں تقسیم کیا اور جس کے پاس سے اپنا لینا تھا اس سے لیا پھر یہ کہیں کہ لو صاحب اس کی زبان بند ہوگئی، نہ بھائیوں سے بولیں نہ ہمسایوں کو پہچانیں اور نہ لب کھولیں اور اس وقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ پیا پے آہ سے مضطر اور گمان موت کا کرسی صدق پر جلوہ گر معلوم ہو اور اپنا سفر تم کو بنظر یقین مفہوم پلکیں بند ہونے سے اور زبان صحیح لفظ بولنے سے عاری ہو اور بھائی اور برادر سب مبتلائے گریہ زاری' کوئی کہے کہ یہ تیرا فلاں برادر ہے۔ یہ تیرا بیٹا لخت جگر ہے مگر تم کچھ جواب نہ دو۔ زبان پر مہر خاموشی پھر قضا نازل ہو اور اعضا میں سے روح نکل کر عالم بالا میں داخل ہو اس وقت تمام برادری جمع ہو اور کفن سیا جاوے اور غسل دے کر تم کو پہنایا جاوے عیادت کنندہ گھر بیٹھ رہیں اور حاسد خوب شد کہیں تمہارے گھر والوں کے مدنظر تمہارا مال ہو اور تم پر جواب دہی اعمال ہو۔

یہ حقیقت ہے اس زندگی کی

اگر موت آئے نہ رنجور ہو — جو چھٹی ہو مزدور مسرور ہو
بدل جائے جینے کا دکھ چین سے — جو مر جائے سو جائے سکھ چین سے
ملا مرنے والوں کو آرام وہ — کہ اُٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ

فَهَلْ مِنْ مُّشْتَمِرٍ لَّهَا؟ ...... کیا کوئی جنت کے لیے تیاری کرنے والا ہے؟

جنت کے احوال آپ نے پڑھ لیے وہاں کی نعمتوں کی تفصیلات معلوم کرلیں۔ وہاں رہنے کو دل بھی چاہتا ہوگا۔ بارہا دخولِ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ سے آپ نے دُعا بھی کی ہوگی اور بلاشبہ ہر مسلمان کے دل میں جنت کا شوق اور وہاں جائے قیام ملنے کی تڑپ ہونا ضروری ہے، لیکن تڑپ اور طلب اور ذوق وشوق کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی پونجی کا اہتمام کرنا بھی لازم ہے۔ جنت جیسی چیز

Marfat.com

کی طلب رکھنے والا اعمالِ صالحہ سے خالی نہیں ہوسکتا۔ بیوقوف ہیں وہ لوگ جو جنت کی تمنا کرتے ہیں، مگر گناہوں میں لت پت ہیں اور اعمال صالحہ کے سرمایہ سے غافل ہیں۔ حسب تصریح قرآن پاک اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید فرمالیا ہے: لہذا مومن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کے تقاضوں پر جان ومال لگا کر مستحق جنت بنیں۔ نماز کے لیے مؤذن پکارے تو سوتے رہ جائیں یا کاروبار پر نماز کو قربان کرڈالیں، زکوٰۃ کا حکم ملے تو جان چرانے لگیں، رمضان آئے تو روزے کھا جائیں۔ حج فرض ہو تو مال کی محبت میں بغیر حج کیے مرجائیں۔ کاروبار میں حرام وحلال کا ذرا خیال نہ کریں۔ تیرا میرا روپیہ مار لینے کو کمال جانیں۔ قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے کو عیب کا کام سمجھیں، ضعیفوں پر ظلم کریں۔ تنگدستوں سے بیگاریں لیں۔ رشوتوں کے لین دین کو فرض سمجھیں۔ یتیموں کا مال کھا جائیں اور میراث شریعت کے مطابق تقسیم نہ کریں۔ نوافل کی ادائیگی سے گھبرائیں اور ذکر اللہ سے گریز کریں اور پھر جنت کے بلند درجات کی تمنا کریں۔ یہ بہت بڑی نادانی ہے۔ جنت کے بلند مراتب کے لیے نفس کو قابو میں کرنا پڑتا ہے۔ احکام شریعت پر عمل کرنے میں جو نفس کو ناگواری ہوتی ہے۔ اسے سہنا پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''دوزخ کو خواہشوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو ناگواریوں سے گھیر دیا گیا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ عبادات میں محنت کرنے اور اللہ پاک کا فرمانبردار رہنے اور حرام خواہشوں سے پرہیز کرنے میں جو نفس کو ناگواری ہوتی ہے اسی ناگواری کے پیچھے جنت ہے ناگواری کو برداشت کرنا جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے اور برعکس اس کے جو شخص نفس کی خواہشوں کا پابند بن گیا اور حرام وحلال کے سوال سے بے نیاز ہوگیا، تو شہوتیں اور خواہشیں اسے دوزخ میں پہنچادیں گی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے: ''ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے اور موت کے بعد کے لیے نیک عمل کرے اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کے پیچھے لگائے رکھے اور بلا عمل کے اللہ سے جنت کی اُمید رکھے۔'' (ترمذی)

جسے دوزخ سے بچنے اور جنت میں پہنچنے کا فکر ہو دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دے گا اور جان

Marfat.com

ومال کو جنت کے مقابلہ میں عزیز نہ جانے گا۔ جتنی نیکیاں کرے گا کم سمجھے گا اور اپنے درجات بڑھانے کے لیے فرائض ونوافل کا اہتمام کرے گا۔ درحقیقت آخرت کی فکر رہی ہی نہیں۔ جنت جیسی بے نظیر اور انمول چیز کا یقین ہوتے ہوئے طاعت وعبادت میں کوتاہی کرنا بڑی ناسمجھی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دوزخ جیسی چیز میں نے نہیں دیکھی جس کے (عذاب ومصیبت سے) بھاگ کر بچنے والا سور ہے اور (اسی طرح) جنت جیسی رغبت اور لذت کی چیز میں نے نہیں دیکھی جس کا طلب گار سوتا رہے۔" (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے مصائب وتکالیف کا یقین کرنے پر دوزخ ہی کے کام کرتا چلا جائے اور جنت کے نعمتوں کی رغبت رکھنے والا غفلت کی نیند سویا کرے اور اعمالِ صالحہ کی فکر نہ کرے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ یوں دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سُستی کی وجہ سے تکلیفیں اُٹھاتے ہیں اور اپنی مرغوبات حاصل کرنے سے محروم ہیں، لیکن دوزخ سے بچنے کا ارادہ رکھنے والا غفلت میں پڑا رہے اور جنت کا طالب سُستی میں عمر گزار دے یہ بہت زیادہ حیرت ناک ہے۔

دُنیا کی زندگی ایک سفر ہے جس کی آخری منزل مومن بندوں کے لیے جنت ہے مگر جنت کے لیے محنت کی ضرورت ہے کیونکہ جو چیز جس قدر عمدہ اور بہترین ہوتی ہے اسی قدر بیش قیمت ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے: "جس شخص کو (سفر کی دوری اور دشواری سے) خطرہ ہو وہ شروع رات ہی میں روانہ ہو جاتا ہے اور جو شخص شروع رات میں روانہ ہوتا ہے منزل کو پہنچ جاتا ہے۔ خبردار اللہ کا سودا مہنگا ہے، خبردار اللہ کا سودا جنت ہے۔ (جس کے خریدار بندے ہیں۔)

دُنیاوی ضرورتوں کے لیے جب کسی اہم سفر پر جانا ہوتا ہے، تو کافی پہلے سے چل دیتے ہیں اور آرام اور راحت کو قربان کر کے ٹھیک وقت پر بلکہ وقت سے پہلے سے منزل کو جالیتے ہیں۔ مسافر آخرت کو اس سے سبق لینا چاہیے اور نفس کی فرمانبرداری کی بجائے احکام شریعت کی خوب اچھی طرح پابندی کر کے آخرت کے سفر کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانا چاہیے تاکہ مہنگا سودا یعنی جنت ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ دنیا کے سازوسامان اور مکان دوکان پر کتنی رقمیں لگتی ہیں اور کیسی کیسی

Marfat.com

جوانیاں فنا ہوتی ہیں اور کیسے صحت مند اور تنومند انسان برباد ہوتے ہیں۔ ایک عورت سے نکاح کرنے کے لیے کس قدر کھڑاگ کیے جاتے ہیں اور کتنی دولتیں لٹائی جاتی ہیں۔ جب حقیر دنیا کے لیے دولت وثروت، صحت وجوانی برباد ہو رہی ہے اور بڑے بڑے مجاہدے کیے جا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ فانی ہے اور اسے چھوڑ کر چل دینا ہے، تو جنت جیسے "دار المقامہ" کے لیے اور وہاں کی نعمتوں اور لذتوں کی تحصیل کے لیے تو بہت زیادہ جانی و مالی قربانی اور ہمت ومحنت کی ضرورت ہے۔

بہرِ غفلت یہ تیری ہستی نہیں ۔ دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دُنیا ہے یہ بستی نہیں ۔ جائے عیش وعشرت ومستی نہیں

دُنیا کو جنت بنانے والو! اپنے باپ کی جنت کا حال دیکھ لو

قوم عاؔد میں دو بادشاہ ہوئے، شدیؔد، شداؔد ان کا پایہ تخت ملک یمن میں عدن کے نزدیک تھا۔ یہ دونوں بادشاہ تمام روئے زمین پر سلطنت کرتے تھے۔ ان کے پاس بے انتہا فوج اور بے شمار خزانہ تھا، لیکن شدیؔد کے مرنے کے بعد زمامِ سلطنت اُس کے بھائی شداد نے سنبھالی اور وہ تخت نشین ہوا۔ شداد نے حکومت سنبھالتے ہی حکومت کو اور بھی ترقی دی اور اس کو انتہائی عروج پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ دنیا میں جس قدر بھی بادشاہ اور حکمران تھے۔ کوئی شخص بھی اس کے خلاف دَم مارنے کی طاقت نہ رکھتا تھا، اسی بنا پر اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اس پر زمانے کے عالموں اور واعظوں نے اس کو بہت کچھ سمجھایا، بہت روکا۔ علماء کہتے تھے کہ تُو اللہ کا خوف کر، اس کی عبادت کر۔ اُس کی عبادت میں یہ فائدے ہیں۔ اس کم بخت نے جواب دیا کہ جو دولت اور ثروت وحکومت اور عزت مجھ کو اب حاصل ہے، اللہ کی عبادت کرنے میں اس سے زیادہ اور کیا چیز ملے گی اور جو شخص کسی کی غلامی کرتا ہے اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں: (۱) یا تو عہدہ کی ترقی کے واسطے۔ (۲) یا دولت حاصل کرنے کے واسطے۔...... اور تم لوگوں کو معلوم ہے کہ آج جو میرا عہدہ ہے دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی عہدہ نہیں اور جتنی میرے پاس دولت ہے اس سے زیادہ کسی شخص کے پاس کوئی دولت

Marfat.com

نہیں۔ان حالات میں مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں کسی کی اطاعت، غلامی اور چاکری کروں۔ علماء نے جواب دیا کہ یہ سلطنت، دولت اور حکومت سب فانی ہیں۔ سب پر زوال آئے گا، کوئی چیز تیرے پاس نہ رہے گی۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا، تو اس کے بدلے میں ہمیشہ رہنے والی ایسی جنت انعام پائے گا جو تمام دنیا کی حکومت اوران خزانوں سے بہتر ہے یہ سن کر علماء سے مندرجہ ذیل گفتگو کی۔

شداد: اس جنت میں کیا کیا چیزیں ہوں گی؟

علماء نے اس کی تعریفیں اوراس کی خوبیاں جو انبیاء علیہم السلام سے سنی تھیں۔ وہ سب اُس کے سامنے بیان کردیں کہ اس کے درخت ایسے ہوں گے، اُس کی نہریں ایسی ہوں گی، اُس کی تعمیر اُس کے لباس، اس کی عورتوں کی کیفیت، غرض کہ جو کچھ اُن کی معلومات تھیں، سب کچھ شداد کو تفصیل سے بتلادیں۔اس تفصیل کو سن کر شداد نے کہا واہ میں تو سمجھتا تھا جانے وہ جنت کیسی ہوگی۔ اگر تمہارے اللہ کی یہی جنت ہے، تو مجھ کو اس جنت کی ضرورت نہیں کیوں کہ میں بھی ایسی جنت اپنی سلطنت میں تیار کراسکتا ہوں۔ علماء اس بکواس کو سن کر خاموش ہوگئے اور سمجھ گئے یہ نہیں مانے گا، پھر مزید اس سے کوئی بات کہنی فضول اور بیکار ہے؛ چنانچہ علماء اپنے گھر چلے آئے اور شداد نے اللہ سے مقابلے کی اسکیم شروع کی۔

جنت کی تیاری کا حکم

شداد نے اپنے معتبر سرداروں میں سے اس کام کے لیے سو آدمیوں کو منتخب کیا اور ہر ایک کی ماتحتی میں ایک ایک ہزار آدمی دیے گویا کہ جنت کی تیاری کے لیے ایک جدید محکمہ بنایا جس کے ملازمان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ کسی افسر کے ذمے سپلائی کا کام مقرر کیا۔ کسی کے ذمے انجینئرنگ اور نقشوں کی تیاری وغیرہ۔ کسی کے ذمے حساب وکتاب وغیرہ لگادیے گئے اور دنیا کے ہر ملک اور صوبے میں شاہی طور سے احکام روانہ کیے۔ جس قدر بھی سونا چاندی دستیاب ہوسکے اس کی

Marfat.com

گنگا جمنی اینٹیں بنوا کر ہمارے پایۂ تخت کو روانہ کر دی جائیں اور جس قدر بھی سونا، چاندی اور جواہرات خزانوں میں موجود ہوں، ان کو نکلوا لیا جائے اور حکم پہنچتے ہی تمام کا تمام روانہ کر دیا جائے۔ محکمہ تعمیر کو حکم دیا کہ عدن پہاڑ کے نزدیک چالیس کوس مربع رقبہ لیا جائے اور اس مقام پر جنت کی داغ بیل ڈالی جائے اور اس کی بنیادیں اس قدر گہری کھودی جائیں کہ وہ بنیادیں پانی کے قریب پہنچ جائیں اور ان کو سنگِ سلیمانی سے بھر دیا جائے جب (بنیادیں) بھر چکیں اور زمین کے برابر ہو جائیں، تب ان بنیادوں پر اس طرح چنائی شروع کی جائے کہ ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی رکھی جائے۔ چنانچہ اس کی منشا کے مطابق تعمیر کا کام شروع ہوا۔ بنیادیں بھری گئیں۔ دیواروں میں سونے چاندی کی اینٹیں لگائی گئیں اور دیوار کی بلندی اس زمانے کے گزوں سے پانچ سو گز کی رکھی گئی اور دیواریں اس قدر خوبصورت اور چمکدار تھیں کہ جب سورج نکلتا تھا، تو اس کی چمک سے دیواروں پر نظر نہیں ٹھہرتی تھی۔ پھر اس چار دیواری میں ہزار محل تیار کرائے گئے اور ہر محل میں ایک ایک ہزار ستون رکھے گئے اور ہر ہر ستون میں جواہرات سے مینا کاری کرائی گئی اور اس احاطے کے اندر ایک نہر بنوائی اور ہر ایک محل میں حوض اور چوبچے تیار کرائے گئے اور اس نہر سے ہر ہر محل کے نیچے ایک ایک نہر جاری کرائی تاکہ ہر مکان میں ہمیشہ ہمیشہ فوارے اُبلتے رہیں، حوض اور چوبچے ہر وقت پانی سے بھرے رہیں اور ان نہروں کا درمیانی حصہ یاقوت اور زُمرد، مرجان اور نیلم سے بھر دیا گیا اور ان نہروں کے کناروں پر مصنوعی درخت لگائے گئے جن کی جڑیں سونے کی اور شاخیں اور پتے زمرد کے اور پھول و پھل سچے موتیوں اور سرخ یاقوت اور دوسرے قسم قسم کے جواہرات کے بنا کر لٹکائے گئے۔ دکانوں اور دیواروں کو مشک و زعفران، عنبر اور گلاب کے ساتھ مخلوط کر کے سچی کاری کرائی گئی اور سونے کے پانی کے ساتھ اس کی مینا کاری کرائی گئی اور خوب صورت اور خوش آواز جانور اس جنت میں چھوڑے گئے اور اس جنت کے چاروں طرف ہزار سونے اور چاندی کے چبوترے بنوائے تاکہ چوکی دار اُن پر بیٹھ کر اپنی اپنی باری سے چوکیداری کیا کریں اور جب اس جنت کی تعمیر ہو چکی تو حکم دیا گیا کہ تمام جنت میں قالین اور ریشمی اور زردوزی کے فرش

Marfat.com

بچھائے جائیں اور سونے چاندی کے پیالے اور رکابیاں وغیرہ سب مکانات میں ترتیب سے چن دیے جائیں اور کسی نہر میں میٹھا پانی اور کسی میں شراب اور کسی میں دودھ اور کسی میں شہد جاری کروا دیا جائے اور بازار اور دکانوں کو کم خواب اور زربفت کے پردوں سے سجا دیا جائے اور ہر پیشہ والے کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے پیشہ میں ہر شخص مشغول رہے۔ اور جو چاہے کرے اور تمام قلمرو میں حکم بھیجا کہ ہر جگہ سے ہر موسم میں اعلیٰ قسم کے پھل اور قسم قسم کی عمدہ عمدہ غذائیں یہاں پر روانہ کی جائیں۔ غرض کہ ایک لاکھ سے زائد آدمیوں نے تین سو سال میں اس شان وشوکت کے ساتھ یہ جنت تیار کی۔ اس کی تیاری کے بعد اپنے تمام اراکین سلطنت وزراء، اور اُمراء، رئیسوں کو حکم دیا کہ سب لوگ نہایت زیب وزینت اور شان وشوکت کے ساتھ میری جنت میں جا کر رہیں اور خود بھی اپنی جنت میں ٹھہرنے کی غرض سے اپنی فوج اور سپاہ کو اپنے ساتھ لے کر انتہائی غرور اور تکبر کے ساتھ اپنے اصلی دارالخلافہ سے کوچ کیا اور اپنے ساتھ ان عالموں کو بھی لیا جو اس کو اللہ کی جنت کا لالچ دیتے تھے اور ان کو بیا کی اور بدزبانی سے روکتے تھے۔ راستہ میں ان عالموں سے کہنے لگا کہ تم اسی بہشت کی خاطر مجھ کو کہتے تھے کہ کسی دوسرے کے سامنے سر جھکاؤں اور ذلیل ہو جاؤں اور اب میری قدرت اور تمہارے اللہ سے میری بے نیازی تم لوگوں کو اچھی طرح سے معلوم ہو جائے گی؛ چنانچہ اسی شان وشوکت کے ساتھ اس جنت کے قریب پہنچا۔ جنت والے اس کے استقبال کے لیے جنت سے باہر نکلے، سونے چاندی اور جواہرات اس پر قربان کرنے لگے اور نذرانے جو قسم قسم کے تھے اس کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ شداد اس غرور اور تکبر کے ساتھ اپنی جنت کی طرف چلا جا رہا تھا۔ جب جنت کے دروازے پر پہنچا، تو اس کے پیچھے لاکھوں، کروڑوں تماشائی تھے، آگے آگے شداد کی سواری چل رہی تھی۔ شادیانے بج رہے تھے۔ نفیری کی آواز مست کر رہی تھی۔ شداد کا چہرہ خوشی کے باعث پھول کی طرح کھل رہا تھا، لیکن اس ساز وسامان، شان وشوکت کے ساتھ جوں ہی شداد نے جنت کے دروازے پر قدم رکھا اسی وقت آسمان کی طرف سے ایک ایسی کڑک کی سخت آواز آئی کہ تمام ساتھی ہلاک ہو گئے اور شداد بھی اسی کڑک کی ہیبت ناک آواز سن کر بے ہوش ہو کر گھوڑے پر

Marfat.com

سے گر گیا اور نو سو سال کی عمر میں لاکھوں حسرتوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا اور اپنی بنائی ہوئی جنت کے دیکھنے کی کروڑوں تمنائیں دل کی دل ہی میں لے گیا اور اس کی لاکھوں تمناؤں اور کروڑوں حسرتوں کو خاک میں ملا دیا گیا یہاں تک کہ عزرائیل علیہ السلام بھی حکم الٰہی سے اُس کی جان قبض کر رہے تھے لیکن دل میں رقت اور آنکھوں میں آنسو جاری تھے؛ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے کسی کی جان نکالتے ہوئے کبھی رحم نہ آیا؛ البتہ دو شخصوں کی جان نکالتے ہوئے بڑا ہی رحم آیا۔ اگر آپ کا حکم نہ ہوتا، تو میں ہرگز ہرگز اُن کی جان نہ نکالتا۔ ایک تو اس بچہ پر جس کی ماں کشتی کے تختے پر رہ گئی تھی اور وہ نوزائیدہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ اس تختے پر رہ گیا اور تیرا حکم ہوا کہ اس کی ماں کی جان قبض کر لے، اس وقت مجھ کو ترس آیا کہ اس بچے کی خبر گیری کون کرے گا؟ دوسرا ایک وہ بادشاہ جس نے بڑی بڑی آرزوؤں کے ساتھ ایک بے مثال جنت تیار کرائی اور جب وہ تیار ہوگئی اور اس کے دیکھنے کے واسطے وہ آیا، جس وقت اس نے اپنا قدم دروازے میں رکھا حکم ہوا کہ جا اس کی روح قبض کر۔ اس وقت بھی مجھے بہت رقت آئی کہ تو ہی جانتا ہے کہ اس کی کیا کیا حسرتیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بادشاہ وہی لڑکا تھا جس کو ہم نے بغیر ماں باپ کے پرورش کرا کے اس درجے کو پہنچایا تھا۔ لہٰذا اے عزرائیلؑ! تُو نے ساری مخلوقات میں دونوں مرتبہ شداد ہی پر رحم کھایا۔ (تفسیر فتح العزیز)

جنت نیک کام کرنے والوں کے لیے مزین کی گئی ہے
لوگو! نیک کام کر کے جنت میں اپنا ٹھکانا بنا لو

مظاہرِ قدرت

یہ سبزہ وگل، یہ پہاڑوں کی بلندی، آسمانی چھت کا پھیلاؤ، ستاروں کی جھلک، مہر تاباں کی چمک، خورشید درخشاں کی دمک کیوں ہے؟ اور کیا ہے؟ یہ سارا نظام کس نے بنا رکھا ہے وہ اللہ ہی ہے جو چاند وسورج میں نور کی شعاعیں پہنچاتا ہے، اللہ ہی ہے جو پوری کائنات کو تھام رہا ہے، اللہ ہی

Marfat.com

ہے، جو دوڑنے والے چرندوں کو طاقت بخشتا ہے اور ہر ایک کو الگ الگ حسن و جمال کی بخشش کرتا ہے، پتا، پتا، ڈالی، ڈالی، پھولوں اور پھلوں کی سبزی اور لالی کس کارخانے سے آتی ہے اور رنگ رچاتی ہے، ہر چیز اللہ ہی کی قدرت سے وجود میں آرہی ہے اور رنگ رچا رہی ہے۔

علم: ایک حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے، اور اس کی طلب (یعنی تلاش کے لیے کہیں جانا) عبادت ہے اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے، اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے، اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے، اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے۔ اس لیے کہ علم جائز ناجائز پہچاننے کے لیے علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے۔ وحشت میں جی بہلانے والا اور سفر کا ساتھی ہے (کہ دینی کتاب کا دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح) تنہائی میں ایک محدث ہے۔ خوشی اور رنج میں دلیل ہے۔ دشمنوں پر ہتھیار ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے ایک جماعت (علماء) کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ علم تخم ہے اور عمل کھیتی ہے، اور اخلاص اس کا پانی۔ ایمان دار کی گفتگو اللہ کا ذکر، اور اس کی نظر عبرت اور اس کا سکوت فکر ہوتا ہے۔ پیغمبرانہ تعلیم نے انسان کے اندر احساس کی نزاکت، روح کی صفائی، اخلاق کی بلندی، عزت نفس، خود پسندی سے نجات قدرت رکھتے ہوئے دنیا کی دل لبھانے والی چیزوں سے بے رغبتی، حوصلہ وفکر کی بلندی، اللہ سے ملنے کی تڑپ پیدا کی۔ ان کے یقین میں قوت عطا کی۔ ذات وصفات کا وہ گہرا علم بخشا جس کا تصور صرف وہی انسان کرسکتا ہے جس نے ان افراد کی سیرتوں کا صحیح طور پر اور گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا ہو۔ آپ خواجہ محمد اسلام کی مرتب شدہ کتاب ”قصص الانبیاء“ کا مطالعہ تو کر کے دیکھیں۔

اللہ باری تعالیٰ کا ارشاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝ اور حکم کر چکا تیرا رب کہ بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے

Marfat.com

دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں سو ان کو کبھی اُف تک نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار، ان دونوں پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پرورش کیا ہے۔ تمہارا رب تمہارے دل کی بات کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور (مال کو) بیجا خرچ مت کرنا (کیونکہ) بیشک بیجا مال اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی اُمید ہو، اس کے انتظار میں تجھ کو ان سے پہلوتہی کرنا پڑے، تو اُن سے نرمی کی بات کہہ دینا۔ اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے پس تو بیٹھ رہے گا ملامت کیا ہوا پچھتایا ہوا۔ بے شک تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کر دیتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے، دیکھتا ہے۔ اور اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشہ سے قتل مت کرو (کیونکہ) ہم اُن کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔ بے شک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو۔ بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بُری راہ ہے۔ اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق پر۔ اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اُس کے وارث کو اختیار دیا ہے۔ سو اس کے قتل کے بارہ میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے بیشک وہ وارث مقتول کا مدد دیا گیا ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ، مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے۔ اور عہد کو پورا کرو بیشک ایسے عہد کی باز پرس ہونے والی ہے۔ اور جب ناپ تول کرو تو پورا ناپو، اور صحیح ترازو سے تول کر دو یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔ اور جس بات کا تجھ کو علم نہیں اس پر عمل درآمد مت کر بے شک کان اور آنکھ، اور دل، ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔ اور زمین پر اکڑتا ہوا مت چل (کیونکہ) تُو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے، اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

یہ سارے بُرے کام تیرے رب کے نزدیک (بالکل) ناپسند ہیں۔ یہ باتیں حکمت کی اُن باتوں میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجی ہیں۔ اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی معبود تجویز مت کر، ورنہ تو راندہ ہوکر ملامت کیا جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (سورۂ بنی اسرائیل: رکوع ۳۔۴)

حضورؐ کی ذات بابرکت تمام تر خوبیوں سے متصف ہے حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کفر کے خلاف غیظ وغضب کا ولولہ پیش کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات بت شکنوں کا منظر دکھاتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کفار سے جنگ وجہاد، شاہانہ نظم ونسق اور اجتماعی دستور وقوانین کی مثال پیش کرتی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی صرف خاکساری، تواضع، عفو ودرگزر اور قناعت کی تعلیم دیتی ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کی حیات صبر وشکر کا نمونہ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی سیرت ندامت وانابت اور اعتراف کی مثال ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی قید وبند میں بھی دعوت حق اور جوش تبلیغ کا سبق ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سیرت گریہ وبکا، حمد وستائش اور دُعا وزاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی اُمید، اللہ پر توکل اور اعتماد کی مثال ہے، لیکن اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو تو دیکھو کہ اس میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ، حضرت سلیمان اور حضرت داؤد، حضرت ایوب اور حضرت یونس، حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی زندگیاں اور سیرتیں سمٹ کر سما گئی ہیں۔

علم نبوت کے گوہر پارے

حضرت محمدؐ کا ایک اہم خطبہ جو تبوک میں ایک نماز کے بعد دیا گیا اللہ تعالیٰ کی زیبا حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''بے شک صدق وراستی میں سب سے بڑھا ہوا، مجموعہ اللہ کا کلام قرآن مجید ہے۔ بھروسے کی چیز کلمہ تقویٰ ہے۔ تمام ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے (ملت ابراہیم حنیفا)۔ تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شرف وبرتری حاصل ہے۔ تمام بیانات سے پاکیزہ ترین اور خوب ترین بیان قرآن ہے۔ بہترین کام عزیمت

Marfat.com

کے کام ہیں۔ بدترین اُمور محدثات و بدعات ہیں۔ بہترین ہدایت انبیاء علیہم السلام کی ہدایت ہے۔ بہترین موت راہِ حق کے شہیدوں کی موت ہے۔ سب سے بڑھ کر بے بصارتی اور کوری وہ گمراہی ہے جو ہدایت پالینے کے بعد انسان اختیار کرے۔ بہترین اعمال وہ ہیں جن سے انسان کو دینی، اخلاقی اور روحانی نفع حاصل ہو۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جاسکے۔ بدترین اندھاپن دل کا اندھاپن ہے بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہے۔ تھوڑا مال جو جائز ضرورتوں کی کفالت کرے اس کثیر مال سے بہتر ہے جو غفلت میں ڈال دے۔ بدترین عذر خواہی اور توبہ وہ ہے جو جان کنی کے وقت کی جائے۔ بدترین ندامت و شرمساری وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔ بعض لوگ جمعہ کے لیے آتے ہیں مگر اُن کے دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو کبھی کبھی یاد کرتے ہیں۔ گناہوں میں سے عظیم تر گناہ زبان کا جھوٹا ہونا ہے۔ بہترین تونگری دل کی تونگری ہے۔ انسان کے لیے بہترین توشہ تقویٰ ہے دانائیوں کا تاج اللہ عزوجل کا خوف ہے۔ دل نشینی کے لیے بہترین شے یقین ہے۔ شک و ریب کفر کی ایک شاخ ہے مردے پر نوحہ کرنا یعنی بین کر کے رونا جاہلیت ہے۔ خیانت دوزخ کی آگ ہے۔ نشہ آگ کا داغ ہے۔ گانے گانا شیطانی کام ہے۔ شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔ یتیم کا مال کھانا بدترین روزی ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہو۔ انسان کا سرمایہ عمل اس کا بہترین انجام ہے۔ بدترین خواب جھوٹا خواب ہے۔ جو بات ہونے والی ہے، اس کا وقت قریب ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا یعنی اس کی غیبت کرنا اللہ کے گناہوں میں سے ایک ہے۔ مومن کا مال بھی اسی طرح دوسرے کے لیے حرام ہے جس طرح اس کا خون حرام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے استغنا کرتا ہے، اللہ اُسے جھٹلاتا ہے۔ جو کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے، اُس کے عیبوں پر پردہ ڈالا جائے گا۔ جو دوسروں کے ساتھ عفو و درگزر سے پیش آتا ہے اللہ اُس کے ساتھ عفو و درگزر سے پیش آئے گا۔ جو غصہ پی جائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے اجر سے نوازے گا۔ جو نقصان پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اچھا بدلہ دے گا۔ جو چغلی پھیلاتا ہے،

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اُس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔"

ایک وفد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں حضرت سوید بن حارث رضی اللہ عنہ بھی آئے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا: "مومن مسلمان"۔ آپ اس کے اس جواب پر متبسم ہوئے اور اُن سے فرمایا: ہر کلام کی ایک حقیقت ہوتی ہے بتاؤ تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ پندرہ باتیں ہیں جن میں پانچ عقائد ہیں جن پر ایمان لانا آپ کے قاصدوں نے ضروری بتایا، اور پانچ اوامر ہیں جن کی تعمیل فرض کی گئی اور پانچ باتیں ہماری قدیمی ہیں جن پر ہم قائم ہیں۔ اب اگر آپ ان میں سے کسی کی ممانعت فرمادیں گے تو بے شک چھوڑ دیں گے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو گنواؤ۔ انہوں نے جواب دیا، عقائد تو یہ ہیں کہ

۱۔ ہم ایمان لائیں اللہ پر ۲۔ اللہ کے فرشتوں پر ۳۔ اللہ کی کتابوں پر

۴۔ اللہ کے رسولوں پر ۵۔ اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر

.........اوامر یہ ہیں ....

۱۔ زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہیں۔ ۲۔ پانچ نمازیں پڑھیں۔

۳۔ روزے رمضان کے رکھیں۔ ۴۔ مال کی زکوٰۃ دیں۔

۵۔ استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کریں۔

.........قدیمی نصائح جن کے ہم زمانہ جاہلیت سے خوگر ہیں ....

۱۔ راحت کے وقت شکر کریں۔ ۲۔ تنگی کے وقت صبر کریں۔

۳۔ احکام قضا و قدر پر راضی رہیں۔ ۴۔ جنگ کے موقع پر سچے بنیں۔

۵۔ دشمنوں کی بدحالی دیکھ کر بھی خوش نہ ہوں۔

ان کی یہ تقریر سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرما کر کہ "حکماء ہیں علماء ہیں، قریب ہے کہ سلامتی فہم کی بدولت نبوت کے اُمور میں مستعدی سے کام کریں، یوں کہا کہ

Marfat.com

پانچ خصلتیں ہم تعلیم کرتے ہیں، ان کو ملا کر بیس کر لو کہ

۱۔ جو کھاؤ نہیں اس کو جمع نہ کرو۔

۲۔ جس میں رہو نہیں اس کی تعمیر مت کرو۔

۳۔ جو شے کل کو ہاتھ سے نکلنے والی ہے اس کی حرص نہ کرو۔

۴۔ جس اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اُس سے ڈرتے رہو۔

۵۔ اور جس عالم میں جانے اور ہمیشہ رہنے والے ہو اس کی رغبت رکھو۔

سخی رسولؐ: جنگ حنین میں شکست کے بعد ہوازن کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں چودہ آدمی تھے۔ اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور بعد ازاں اپنے اموال اور اہل وعیال کی واپسی کی درخواست کی۔ اس وفد میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی چچا بھی تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ اسی قبیلہ کی تھیں۔ زہیر اسی وفد کے رئیس تھے۔ وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان قیدیوں میں آپ کی خالائیں اور رضاعی پھوپھیاں اور پالنے والیاں ہیں جو کبھی آپ کو چھاتی سے لگاتی تھیں اور کبھی گود میں لیتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث غسانی اور نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا تو ایسی مصیبت کے وقت میں ہم ضرور اس سے اچھی امید رکھتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بہتر اور افضل کفالت کرنے والے ہیں۔

پھر انہوں نے یہ شعر پڑھے:

"یارسول اللہؐ! اپنے کرم اور مہربانی سے ہم پر احسان فرمائیے۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رحیم ہیں جس سے ہم مہربانی اور کرم کے امیدوار اور منتظر ہیں۔ اُس قبیلہ پر احسان فرمائیے کہ جس کی حاجتوں کو قضا وقدر نے روک دیا ہے، تغیراتِ زمانہ سے اس کا شیرازہ پراگندہ ہوگیا ہے۔ اے بہترین مولود اور دفاترِ عالم کے انتخاب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام واحسان ان کی خبر گیری نہ کرے گا تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اے وہ ذات کہ جس کا حلم اور بردباری میں پلہ سب سے بھاری ہے اور امتحان اور آزمائش کے وقت اس کا حلم نمایاں اور ظاہر ہو جاتا ہے، ہم پر احسان فرما۔ ان

Marfat.com

عورتوں پر احسان فرمایئے جن کا آپؐ دودھ پیتے تھے، اور اُن کے خالص اور بہتے ہوئے دودھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ کو بھرتے تھے۔ ہم کو ان لوگوں کی مانند مت کیجیے کہ جن کے قدم اُکھڑ گئے ہوں اور اپنے جود وکرم کے شکر و امتنان کو ہمیشہ کے لیے ہم میں باقی چھوڑ یئے۔ ہم شریف گروہ ہیں، کسی کے احسان فراموش نہیں کرتے۔ بے شک ہم انعام اور احسان کے بہت زیادہ مشکور ہوتے ہیں جب کہ لوگ اس کی ناشکری کریں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن ماؤں کو جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا ہے اپنے دامن عفو میں چھپالیں۔ بے شک آپ کا عفو تو مشہور ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کی سواری سے کمیت گھوڑے نشاط اور طرب میں آجاتے ہیں جب کہ لڑائی کی آگ دھکائی جائے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے عفو کی اُمید لگائے ہوئے ہیں جو ان سب کو اپنے اندر چھپالے پس آپؐ ہم کو معاف کیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے اندیشوں سے محفوظ رکھے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی عطا فرمائے گا۔ آپ نے ان کی درخواست پر چھ ہزار جو قیدی تھے سب کو رہا فرمادیا۔"

انہیں اسیرانِ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شیماء بھی تھیں۔ لوگوں نے جب ان کو گرفتار کیا تو انہوں نے کہا: "میں تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن ہوں۔" لوگ تصدیق کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کو لے کر آئے۔ شیماء نے کہا: "اے محمدؐ! میں تمہاری بہن ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا اور مرحبا کہا اور بیٹھنے کے لیے چادر بچھا دی، اور فرطِ مسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا: اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو تم کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ رکھوں گا اور اگر اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے۔ شیماء نے کہا: میں اپنی قوم میں جانا چاہتی ہوں اور مسلمان ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت اُن کو کچھ اُونٹ اور بکریاں اور تین غلام اور ایک باندی عطا فرمائی۔ (اصابہ ترجمہ شیماء ص ۳۴۴ جلد ۴)۔

....

Marfat.com

سچا عشق اللہ کی ذات کا ہے......اللہ سے محبت

اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء، شافع روز جزا، رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے؛ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت کے اچھے لوگوں میں سے ایک گروہ کے لوگ ہیں جو اللہ کی وسعت رحمت کی وجہ سے ظاہر میں ہنستے ہیں اور اللہ کے عذاب کے خوف سے پوشیدگی میں روتے ہیں۔ اُن کے بدن زمین میں ہیں اور اُن کے دل آسمان میں ہیں۔ اُن کی روحیں دُنیا میں ہیں اور اُن کی عقلیں آخرت میں ہیں۔ سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں اور وسیلہ سے قرب حاصل کرتے ہیں یعنی اعمال صالحہ سے۔

اللہ والوں کا عشق

حضرت شعیب علیہ السلام یہاں تک روئے کہ بینائی جاتی رہی۔ پھر اللہ نے اُن کو بینائی عطا فرمائی پھر اس قدر روئے کہ اُن کی بینائی جاتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی حالانکہ اللہ کو سب سے زیادہ معلوم ہے کہ اگر آپ کا رونا دوزخ کے خوف سے ہو تو میں آپ کو اس سے امن دیتا ہوں اور اگر آپ کا رونا جنت کے شوق میں ہو تو میں جنت کو آپ کے لیے واجب کیے دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! نہ میں دوزخ کی وجہ سے روتا ہوں اور نہ میں جنت کی وجہ سے بلکہ میں تو صرف آپ کے شوق میں روتا ہوں اللہ نے وحی بھیجی کہ اچھا تو پھر روئیے کیونکہ اس بیماری کا تو سوائے رونے کے کوئی علاج ہی نہیں۔

حضرت رابعہ عدویہؒ: رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ اعیدہ کا بیان ہے کہ رابعہ تمام شب نماز میں مشغول رہا کرتی تھیں جب فجر طلوع ہونے کے قریب ہوتی تھی تو محراب میں ایک جھپکی سی لے لیتی تھیں اتنے میں صبح ہو جاتی تھی پھر گھبرا کر یہ کہتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوتی تھیں اے نفس تُو کب تک سوتا رہے گا، عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ ایسی نیند سوئے گا جس سے سوائے شور قیامت کے تجھے کوئی نہ

Marfat.com

جگائے گا مرتے دم تک اُن کی یہی عادت رہی میں نے اُن کی کرامتوں میں سے ایک یہ بھی دیکھی کہ وہ سو رہی تھیں کہ اتنے میں چور آیا اور اُن کے کپڑے لے چلا تو اُسے کہیں دروازہ ہی نہ ملا، اتنے میں ہاتف نے آواز دی کہ اگر محبّ خوابیدہ ہے تو محبوب تو بیدار ہے کپڑے رکھ دے اور دروازہ سے نکل جا جب اُن کا انتقال ہوا تو اُن سے کسی نے خواب میں پوچھا کہ اللہ نے آپ سے کیا معاملہ کیا انہوں نے کہا مجھے بخش دیا اور جس جبہ کا تم نے مجھے کفن دیا تھا اس کو عرش سے آویزاں کر دیا ہے فرشتے اُس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ ان کا ۱۳۵ء ہجری میں بمقام قدس شریف انتقال ہوا تھا۔

محمود ترین، نافع ترین محبت وہ ہے جو محبت کرنے والے کو دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود سے ہم آغوش کرے اور دنیا و آخرت کی سعادت اور نفع کی طرف اسے کھینچ لے جائے۔ اسی قسم کی محبت سعادت دارین کا عنوان ہے اور وہ محبت جو دنیا و آخرت کی مضرت کی طرف کھینچ لے جائے۔ شقاوت و بدبختی کا عنوان ہے۔

اگر انسان محبت محمودہ کے لیے روتا ہے تو یہ رونا اس کے حق میں نافع ہے۔ اسے حزن و غم لاحق ہوتا ہے تو اسے نفع بخش ہے فرح و مسرت حاصل ہو تو اسے سود مند ہے۔ انشراح و انبساط پیدا ہوتا ہے تو اس کے لیے مفید ہے۔ انقباض پیدا ہو تو موجب سعادت ہے۔

اگر محبت نہ ہو تو افلاک، سماوات کا دور کسی طرح نہیں چل سکتا، نہ محبت کے بغیر ستارے، سیارے حرکت کر سکتے ہیں۔ نہ حرکت دینے والی ہوائیں حرکت کر سکتی ہیں۔ نہ یہ بارانِ رحمت کے اٹھانے والے بادل حرکت کر سکتے ہیں نہ شکم مادر کے اندر بچے حرکت کر سکتے ہیں نہ دانے زمین کو پھاڑ کر اُگ سکتے ہیں۔ نہ دریاؤں اور سمندروں میں جہازوں کو چلانے والی موجیں اُٹھ سکتی ہیں نہ اللہ کی عطیات تقسیم کرنے والے فرشتے اور دنیا کی تدبیر و تنظیم پر مامور شدہ فرشتے اس کے بغیر حرکت کر سکتے ہیں اور نہ یہ آسمان و زمین اور آسمان و زمین کی مخلوق حرکت کر سکتی ہے نہ وہ اپنے خالق و فاطر کی تسبیح و تہلیل کر سکتے ہیں پاک و مقدس ہے وہ ذات جس کی زمین و آسمان تسبیح پڑھا کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی تسبیح پڑھا کرتی ہے۔ ''اور جتنی چیزیں ہیں سب اُس کی حمد و ثنا کے

Marfat.com

ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہیں مگر تم ان کی تسبیح و تقدیس نہیں سمجھ سکتے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ بڑا تحمل والا بڑا ہی درگزر کرنے والا ہے۔"

عشق کے بارے میں

سچا عشق اللہ کی پاک ذات کا ہے اللہ کا سچا عشق طبیعت میں رقت، درد و سوز پیدا کرتا ہے۔ نفس میں لطافت پیدا کرتا ہے۔ نفس کی مُردنی اور اس کی مشقت و کلفت دور ہو جاتی ہے۔ اللہ کا عشق انسان کو مکارم اخلاق پر آمادہ کرتا ہے اور شجاعت و بہادری، کرم و سخاوت، مروت و رقت پیدا کرتا ہے جو روح و جسم میں فروتنی پیدا کرتا ہے۔ اللہ کا عشق شرفا اور معزز لوگوں کے دل کی دوا ہے۔ اللہ کے عشق کی صلاحیت اسی میں ہوتی ہے جو پاک مروت پاکیزہ اخلاق رکھتا ہو۔ یا پاکیزہ زبان اور کامل احسان رکھتا ہو۔ یا پاکیزہ ادب اور ممتاز عادات رکھتا ہو۔ اللہ کا عشق بزدل نامرد کو مرد اور بہادر بنا دیتا ہے۔ غبی کے ذہن کو روشن کر دیتا ہے۔ بخیل کو سخاوت و کرم سکھاتا ہے۔ بادشاہوں کا غرور توڑ دیتا ہے انسان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرتا ہے۔ اللہ کا عشق ان لوگوں کا انیس ہے جن کا دُنیا میں کوئی انیس نہیں، ان لوگوں کا جلیس ہے جن کا کوئی جلیس نہیں۔

اللہ کا عشق دنیا کی گرانباریوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔ روح میں لطافت پیدا کرتا ہے۔ قلب کو کدورتوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ شرفاء کو نیک اعمال و کردار پر اُبھارتا ہے۔ اور انسان کو مکارم اخلاق کا خوگر بناتا ہے۔ اللہ کا عشق روح میں تازگی پیدا کرتا ہے اخلاق کو مہذب بناتا ہے۔ عشق کا اظہار طبعی امر ہے اور اس کا اخفاء سراسر تکلیف۔

اللہ کے سچے عاشق وہ ہیں جو عفیف اور پاکیزہ نفس ہوں سچے عشاق جب عفیف ہوتے ہیں تو بڑے بن جاتے ہیں۔ عفیف لوگ جب عاشق ہو جاتے ہیں تو ظریف بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ بعض عشاق سے پوچھا گیا کہ اگر تم اپنے محبوب پر ظفر مند ہو جاؤ۔ تو کیا کرو؟ اس نے جواب دیا۔ اگر میں ظفر مند ہو جاؤں تو یہ کروں کہ اس کا منہ دیکھنے سے اپنی آنکھیں نیچی کرلوں اور اس کی یاد اور

Marfat.com

اس کی باتوں سے اپنے قلب کو خوش کرتا رہوں اور اس کی باتیں جو قابل کشف و اظہار نہ ہوں۔ان کو مخفی رکھوں اور کوئی بھی ایسی بات مجھ سے سرزد نہ ہو جو اس کے درجہ، مرتبہ اور منصب کے خلاف ہو۔

عاشق روحیں لطیف عطر ہیں۔ان کے اجسام رقیق اور ہلکے پھلکے ہیں ان کی موانست پاکیزہ ہے۔ان کی باتیں مردہ دلوں میں جان ڈال دیتی ہیں اور عقل میں فراوانی پیدا کر دیتی ہیں اگر عشق و محبت نہ ہو تو دنیا کی ساری نعمتیں بیکار اور ہیچ ہیں۔

بندوں کے پاس اللہ کی جانب سے جو کچھ پہنچ رہا ہے۔وہ اس امر کی دعوت دے رہا ہے کہ اللہ ہی سے محبت کی جائے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے۔اسی سے محبت کی جائے اور جس سے اللہ کراہت و نفرت کرتا ہے اسی سے کراہت و نفرت کی جائے۔

اللہ کی عطیات اور رکاوٹیں، معافات اور ابتلائیں قبض و بسط عدل و فضل، مارنا، زندہ کرنا، لطف و کرم، رحمت و احسان، ستر پوشی و عفو علم و صبر، اجابت دعا، دفع کرب و تکالیف، مصیبت زدوں کی اعانت و امداد، اس کی یہ ساری مہربانیاں بلاغرض مہربانیاں ہیں حالانکہ وہ بندوں سے من کل الوجوہ مستغنی اور بے پرواہ ہے۔یہ تمام باتیں انسان کو اس امر کی دعوت دے رہی ہیں کہ عبادت و محبت صرف اللہ ہی کی اور اللہ ہی سے کی جائے۔

پس بندوں کو شرم آنی چاہیے کہ اس شان کے پروردگار سے وہ اعراض کرتے ہیں اور دوسروں سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا دوسروں کی محبت میں غرق اور محو رہتے ہیں۔

نیز یہ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی تم سے اس وقت تک بھلائی اور اچھا معاملہ نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنا فائدہ نہ سوچ لے لیکن اللہ رب العالمین کی شان یہ ہے کہ تمہارے ہی فائدہ کے لیے اور تمہاری ہی بھلائی کے لیے، تمہارے ساتھ بھلائی اور اچھا معاملہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہیں بڑے سے بڑا فائدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ نفع پہنچے۔نیکی کرو تو ایک درہم کے عوض دس اور دس سے لے کر سات سو تک اور اس سے بھی زیادہ تمہیں نفع ملے اور اگر گناہ کرو تو ایک کے بدلہ میں ایک ہی سزا دے۔اور توبہ کر لو تو یہ بھی معاف کر دے۔

Marfat.com

پس انسانی قلوب اللہ کی ذات سے محبت کیوں نہ کریں؟ کہ وہ ایسی ذات ہے کہ اُس کے سوا بندوں پر کوئی احسان کرنے والا، برائیوں کو رفع کرنے والا، بندوں کی دعا قبول کرنے والا، گناہوں کا بخشنے والا، عیوب کی ستر پوشی کرنے والا، تکالیف ومصائب دور کرنے والا، مصیبت زدوں کی امداد کرنے والا، حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟ اللہ ہی ذکر وشکر، حمد وثنا کا مستحق ہے اور بس وہی حقدار ہے کہ بندے اُس کی عبادت کریں، وہی تو ہے جو مدد مانگنے والوں کی نصرت وامداد کرتا ہے۔ مملوکوں اور غلاموں پر سب سے زیادہ مہربان ہے۔ طلب کرنے والوں کے لیے سب سے بڑا سخی ہے اور دینے والوں میں سب سے بڑا دینے والا ہے۔ رحم کی درخواستیں کرنے والوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، مانگنے والوں پر سب سے زیادہ کرم اور بخشش کرنے والا ہے۔ التجا کرنے والوں کی سب سے زیادہ قدر کرنے والا ہے۔ اس پر توکل واعتماد کرنے والوں کی کفالت کرنے والا ہے، بندوں پر اُن کی ماؤں سے زیادہ مہربان ہے۔ بندوں کی توبہ سے وہ اس قدر خوش ہوتا ہے کہ کسی آدمی کی سواری گم ہوگئی جس پر اس کا کھانا پینا، تمام سرمایہ اور مال ومتاع اور سروسامان لدا ہوا تھا، کسی مہلک سرزمین میں پہنچ کر اُس کی سواری گم ہوگئی اور ہر چیز سے وہ محروم ہوگیا۔ بالآخر وہ زندگی سے تنگ آکر مایوس ہوگیا اور موت کا انتظار کرنے لگا اس حالت میں سواری اصل حالت میں مل گئی جو خوشی اس حالت میں اس سواری والے کو حاصل ہوتی ہے، توبہ کرنے والے سے اللہ اسی طرح خوش ہوتا ہے۔

اللہ وہ بادشاہ اور شہنشاہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اُس کا کوئی مانند ومثیل نہیں۔ اُس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ اُس کی اجازت اور حکم ہی سے اطاعت وعبادت کی جاتی ہے اس کی نافرمانی اس کے علم کے بغیر ناممکن ہے اس کی عبادت کی جاتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ اطاعت اور عبادت کی توفیق وانعام اسی کی جانب سے ہے اور پھر بھی اگر نافرمانی کی جاتی ہے، وہ مغفرت فرماتا ہے۔ اُس کا حق ضائع کیا جاتا ہے پھر بھی وہ عفو ودرگزر کرتا ہے وہ قریب ونزدیک والوں کا شاہد، محافظ نگران ہے، سب سے بڑا عہد وفا کرنے والا، سب سے بڑا عادل اور سب سے بڑا

Marfat.com

منصف ہے بندوں کے ساتھ ہے۔ بندوں کی پیشانیاں اور چوٹیاں اور اس کے اختیارات اس کے ہاتھ میں ہیں۔ سارے آثار اُس نے لکھ رکھے ہیں۔ بندوں کی اجل اس کے قلم سے لکھی جا چکی ہے۔ یہی اللہ کی ذات اور صرف یہی اللہ کی ذات ایسی ہے کہ قلوب خواہ مخواہ اُس کی طرف کھنچتے ہیں۔ ہر مخفی چیز اُس کے سامنے ظاہر اور روشن ہے، علانیہ اور ظاہر، غائب اور منور چیزیں اُس کے سامنے ظاہر اور روشن ہیں۔ ہر ایک اُس کا محتاج ہے۔ ساری مخلوق اُس کے نور کے سامنے جھکی ہوئی ہے اس کی حقیقت معلوم کرنے سے دنیا عاجز اور قاصر ہے فطرت اور دلائل دلالت کرتے ہیں کہ اس کا مثل، مانند، شبیہ، ممتنع اور محال ہے۔ ظلمتیں اُس کے نور سے منور اور روشن ہیں، اور زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں ساری مخلوق کو اس نے صالح بنایا۔ وہ سوتا نہیں اور سونا اس کے لیے سزاوار نہیں۔ قسط وعدل کا پلہ کبھی جھکا دیتا ہے کبھی اونچا کر دیتا ہے۔ بندوں کے رات کے اعمال دن نکلنے سے پہلے اور دن کے اعمال رات آنے سے پہلے اُس کے سامنے پیش ہو جاتے ہیں اُس کا نور اُس کا حجاب ہے اگر یہ حجاب اٹھا دیا جائے تو ساری مخلوق جل کر راکھ ہو جائے۔

اللہ سے محبت کرنے والا جو معاوضہ پائے گا۔ وہ معاوضہ کسی کو بھی نصیب نہ ہوگا۔ اگر چہ وہ کل موجودات کا مالک ہی کیوں نہ بن جائے۔

اللہ کی محبت سورہ یوسف کی تفسیر علائی میں میری نظر سے گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحف ابراہیم علیہ السلام میں نازل فرمایا ہے:

اللہ عزیز حمید کی جانب سے گریز پا بندوں کو معلوم ہو کہ یہ تم کو میرا پیغام ہے چونکہ تم کو میں نے نور علم اور تیزی فہم کے ساتھ مخصوص کیا ہے اول یہ کہ میں تم کو عدم سے وجود میں لایا۔ میں نے تمہاری آنکھیں بنائیں تو تم بینا ہوئے تمہارے کان پیدا کیے تو تم سننے کے قابل ہوئے تم کو زبان دی تو تم گویا کہلائے تمہیں دل عنایت کیے تو تم کو علم ملا عقل دی تو تم سمجھدار بنے تمہاری جانوں کو میں نے وحدانیت کا شاہد بنایا تو تم اس کے مشاہد ہوئے۔ آنے کے وقت تم نے پشت پھیر لی اقرار کر کے تم منکر ہو گئے تم عہد شکنی کر کے غدار بنے۔ المختصر یہ باتیں تمہیں وحشت زدہ نہ بنائیں اگر تم

Marfat.com

رجوع ہوگے تو ہم بھی رجوع ہو جائیں گے اور زیادہ کرم کریں گے ہم نے پیدا کیا ہے پس جس سے لغزش ہوگی ہم درگزر کریں گے جو الگ ہوگا ہم اُس سے ملیں گے جو توبہ کرے گا ہم قبول کریں گے جو فراموشی اختیار کرے گا ہم اُس کی یاد رکھیں گے جو تھوڑا عمل کرے گا اُس کی ہم قدردانی کریں گے ہم عطا کریں گے ہم دیں گے ہم بخشش کریں گے نرمی سے پیش آئیں گے معاف کریں گے درگزر کریں گے ہمارا کرم سب پر مبذول ہے، ہمارا پردہ آویزاں ہے۔ اے میرے بندے! آسمان اور اُس کی بلندی کی طرف نظر کر آفتاب اور اُس کی شعاع کو دیکھ زمین اور اُس کے اطراف کو اس کے دریاؤں اور موجوں کو اُس کی فصلوں اور مختلف زمانوں کو جو کچھ ظاہر اور پوشیدہ ہے جو متحرک اور ساکن ہے جو قریب اور بعید ہے جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے جو کچھ تر و خشک ہے جو ٹھہرانے اور بیٹھنے والا ہے جو متحرک اور جامد ہے، جو بیدار اور خوابیدہ ہے جو رکوع اور سجدہ میں ہے جو غائب یا حاضر ہے جو پوشیدہ یا عیاں ہے یہ سب کے سب میرے جلال کے شاہد ہیں میرے کمال کے مقر ہیں۔ میرے ذکر کے اعلان کرنے والے ہیں میرے شکر سے غافل نہیں۔ اے میرے بندے! میں تو تیری یاد رکھتا ہوں اور تُو مجھے فراموش کیے ہوئے ہے میں تیری پردہ پوشی کرتا ہوں اور تو میرا لحاظ نہیں کرتا اگر میں زمین کو حکم دوں تو اسی دم تجھے نگل جائے اور دریاؤں کو حکم دوں تو تجھے غرق کر دیں لیکن اپنی قدرت سے تیرا حامی ہوں اور اپنی قدرت سے تیرا مددگار ایک زمانہ مقرر اور مدت معین تک میں ٹال رہا ہوں پھر ناچار تجھے میرے پاس آنا پڑے گا اور میرے سامنے تجھے کھڑا ہونا ہوگا میں تیرے اعمال تیرے سامنے ایک ایک کر کے گن دوں گا اور تیرے کل افعال کی تجھے یاد دہانی کراؤں گا۔ یہاں تک کہ جب تجھے اپنی تباہی کا یقین آجائے گا اور تو کہے گا اب لامحالہ دوزخی ہوا تو اپنی مغفرت تجھے عطا کروں گا اور اپنی رضامندی تجھے عنایت کروں گا تیرے گناہوں اور تیری خطاؤں کو بخش دوں گا اور کہوں گا غمگین نہ ہو چنانچہ تیری وجہ سے میرا نام غفار ہے۔

کیا تو ہم سے اعراض کرتا ہے حالانکہ ہماری درگاہ باوسعت ہے اور تُو ہم سے بھاگا جاتا ہے یقیناً یہ بری بات ہے۔ تیری طرف سے تو ہمارے لیے انکار اور جفا کاری کا ظہور ہوتا ہے اور

Marfat.com

ہماری جانب سے تیرے لیے خالص محبت کا ظہور ہوتا ہے۔ ہم تجھے بہتری کے لیے بلاتے ہیں اور تجھے اپنی رضامندی عطا کرتے ہیں اور تُو درجہ اسباب فراواں پر سوار ہو کر سرکشی پر آمادہ ہوتا ہے۔ ہمارے کتنے ہی رسول اور نبی نامہ بر تیرے پاس یہ نامہ لائے ان میں اگر تیرے گوش شنوا ہوتے تو یہ خوش بیانی کی تقریر تھی۔ اے تازگی آمیز شاخ! اس میں ہمارا راز محفوظ اور روح موجود ہے۔ ہم نے تجھ سے اشارات محبت کیے ہیں سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ نازیبا سمجھا جاتا ہے وہ تجھ سے توزیبا ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اے میرے نبی گنہگاروں کے لیے بساط کرم بچھایئے اور خطا کاروں کے لیے میری رحمت کی وسعت کو پہنچایئے اور بھاگنے والوں کو میری طرف واپس لایئے اور طالبوں کو میری راہ بتلایئے اور نافرمانوں سے کہہ دیجیے کہ میں نے اُن کے لیے اپنا بساط قبول بچھا رکھا ہے اور آسان تر اعمال سے میں انہیں اپنا مقرب بنالوں گا پھر میری مغفرت کے سامنے اُن کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے اور اُن کی خطائیں میری وسعت و رحمت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتیں اگر گناہ عظیم ہوں یا عیب بکثرت ہوں تو کیا ہوا میرے ابرِ کرم کا ایک قطرہ ان کا ایک گناہ بھی باقی نہ چھوڑے گا اور میری رضامندی کی ایک نگاہ اُن کے کسی عیب کو نہ چھوڑے گی۔ اے میرے نبی! میرا یہ برتاؤ اُس کے ساتھ ہے جو مجھ سے روگرداں ہو جائے پھر بھلا اُس کے ساتھ میرا کیا معاملہ ہوگا جس کا دل مجھ سے پُر ہو میری اطاعت نے اس کے تمام اوقات کا احاطہ کر لیا ہو میرے معاملہ میں اس کی عمر گزر گئی ہو اے میرے رسول میری طرف قصد کر کے آنے والوں کو مژدہ ہو، میری طرف چل کر آنے والوں کو بشارت ہو اُن کے دن روزے اور راتیں شب بیداری ہیں میں گفتگو میں اُن کی خبر رکھتا ہوں میرے فرشتے اُن کا مشاہدہ کرتے ہیں اور میری جنت اُن کی مشتاق ہے اُن کے دل میری معرفت کے خزانے ہیں وہ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کے مشتاق ہیں اور میرے لیے یتیموں کی طرح روتے ہیں اُن کی دردناک آواز میرے نزدیک فرشتوں کی تسبیح سے افضل ہے قسم اپنی عزت اور جلال کی میں اُن کو ایسی چیزیں دوں گا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہوں گی نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اے میرے رسول مجھ سے بھاگنے والا کہاں بھاگ کر

Marfat.com

جائے گا یا گنہگار مجھ سے کہاں تک بھاگے گا کیا قیامت اُس کو یک جانہ کردے گی اور میرے ہی پاس اُسے پھر پھرا کر آنا پڑے گا پھر میں اسے جزا دینے والے کی طرح جو مخفی بھید جانتا ہو محاسبہ کروں گا اور اُس سے ایسی بازخواست کروں گا جیسی کوئی واقف کار بازخواست کرے جس سے دلوں کے بھید بھی پوشیدہ نہ رہ سکیں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میں چاہتا تو جو تھوک منہ میں ہوتا ہے اسی سے اس کا دم بند کردیتا اور وہ گھٹ کر ختم ہوجاتا یا جو کپڑے وہ پہنے تھا اُس میں آگ لگا دیتا تو جل کر خاک سیاہ ہوجاتا لیکن میں ایسے دن پر اُس کو ٹال رہا ہوں جس دن اُن کی ٹکٹکی بندھ کر رہ جائے گی اور کوئی عذر باقی نہ رہے گا میں نے طہارت القلوب میں بروایت حضرت فضیلؒ دیکھا ہے کہ اُنہوں نے جبل عرفات پر کسی شخص سے کہا بتلاؤ تو اگر اتنے سب لوگ کسی مالدار سے ایک ایک وانگ مانگیں تو ان کو دے گا اس نے جواب دیا نہیں انہوں نے کہا تمہارے نزدیک ایک وانگ دو تہائی ہے اللہ کے نزدیک مغفرت یقیناً اس سے بھی کم ہے۔

فائدہ: جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تو اپنی لغزش پر بہت روئے اور کہنے لگے: اے میرے رب! اگر میں آپ کے سامنے توبہ کروں اور صلاح کار بن جاؤں تو کیا قبول فرمالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی: اے آدم! میں نے زمین اور آسمان پیدا کرنے سے پہلے ہی عرش پر لکھ رکھا ہے کہ یقیناً جو توبہ کرے میں اُس کو بہت بڑا بخشنے والا ہوں۔ اے آدم! میں توبہ کرنے والوں کو خوش وخرم اور ہنستا ہوا اٹھاؤں گا اور اُن کی دُعا مقبول ہوگی۔

ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ سے متعدد لوگوں نے نقل کیا ہے کہ کسی نے صالحین کی حکایتوں کے متعلق اُن سے دریافت کیا کہ اُن کا بیان کرنا اور سننا سنانا کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی حد اللہ کے لشکر کی سی مثال ہے۔ جس سے مریدوں کی حالتیں درست ہوتی ہیں۔ اور عارفین کے اسرار زندہ رہتے ہیں۔ عاشقوں کے دلوں میں ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔ مشتاقوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اُن سے کہا گیا کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم رسولوں کی خبروں میں سے آپ کے اُوپر سب ہی کچھ بیان کریں گے جس سے

Marfat.com

آپ کے دل کو ہم قرار و تسکین بخشیں گے اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ نیکوں کا ذکر کیا کرو، تم پر برکت نازل ہوگی اور نیز یہ ارشاد ہے کہ نیکوں کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

ایک نیک بخت عورت تھی اور اس کا خاوند سناری کا پیشہ کیا کرتا تھا، اُس عورت کے یہاں تیس برس سے ایک بہشتی آیا جایا کرتا تھا لیکن کبھی اُس نے اُسے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ ایک روز جو وہ آیا تو اُس نے بڑے زور سے اس عورت کا ہاتھ پکڑ لیا، جب اُس کا خاوند آیا تو اس عورت نے پوچھا کیا آج تم سے کوئی گناہ صادر ہوا ہے اُس نے جواب دیا اور تو کچھ نہیں اتنا ضرور ہوا، کہ ایک عورت نے مجھ سے کنگن خریدے تھے، اُس کے ہاتھ جو میں نے دیکھے تھے تو مجھے بڑے پسند آئے، میں نے زور سے اس کی کلائی پکڑ لی تھی۔ وہ عورت بولی جیسا تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بی بی کے ساتھ کیا تھا، اللہ نے اُس کا بدلہ تمہیں دیا کہ تمہاری بی بی کو بھی وہی پیش آیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ بہشتی آکر معذرت کرنے لگا۔ اس عورت نے کہا: تمہاری کوئی خطا و قصور نہیں، یہ ساری خرابی میرے خاوند کی جانب سے ہے۔ چنانچہ اس مضمون کی تائید حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ لوگوں کی عورتوں کے ساتھ پارسائی برتو، تو لوگ بھی تمہاری عورتوں کے ساتھ پارسائی کا برتاؤ کریں گے۔ ...... شادی کر کے بیوی کے ساتھ لطف اندوز ہونا عبادت ہے۔ بغیر شادی کے وہی کام کرنے والا بدکار بن جاتا ہے۔

حسن پرستوں کے عشق کی انتہائی غرض و غایت، معشوق کے ساتھ بدکاری کرنے سے وابستہ ہے

آخرت کو چھوڑ کر دنیا سے محبت کرنے والے کی حالت بعینہ اس نشہ باز بدمست کی سی ہو جاتی ہے جو نشہ و شراب میں چور ہے اس کا گھر جل رہا ہے مال اولاد تباہ ہو رہی ہے۔ اس وقت ان

Marfat.com

اشیا کا جلنا، تباہ و برباد ہونا اور اس تباہی و بربادی کی تکلیف اس کی قوت شعور سے باہر ہے کیونکہ شراب کے نشہ نے اس کی قوت شعور کو بیکار کر دیا ہے۔ لیکن جب یہ صحیح و تندرست ہو جاتا ہے۔ نشہ اُتر جاتا ہے اور شراب کی بے ہوشی و مدہوشی سے اُسے افاقہ ملتا ہے اور ہوش سنبھالتا ہے تو اس وقت اسے اپنے حالات کا پتہ لگتا ہے۔ بالکل ٹھیک ٹھیک دنیا اور آخرت کی زندگی کا یہی حال ہے جب دُنیا سے کوچ ہوگا۔ جو اُمور پردہ غیب میں ہیں، شہود میں آئیں گے اور آخرت کی چیزیں یکے بعد دیگرے سامنے آئیں گی۔ اب وہ دُنیا سے جانے کی تیاری کر رہا ہے، دُنیا سے منتقل ہو کر اللہ کی بارگاہ میں پہنچ رہا ہے اور اب وہ اپنے سامنے آلام و حسرتوں کا میدان پاتا ہے۔ مصائب و عذاب دیکھتا ہے اور اس وقت جو آلام و حسرتیں و مصائب اور عذاب اس کے سامنے ہیں وہ اس قدر خطرناک ہیں کہ دُنیوی آلام و تکالیف سے کروڑوں گنا زیادہ ہیں۔

معصوم ٹیڈی بچے کی ڈیڈی سے فریاد

مارو نہ ہمیں ڈیڈی بچپن کا زمانہ ہے
یہ آپ کی کرسی تو اپنا ہی ٹھکانہ ہے
برسات میں ندیا کی سیریں ہمیں کرنے دو
گرڈوب کے مرتے ہیں بے شک ہمیں مرنے دو
آئے ہیں جس جہاں سے وہیں لوٹ کے جانا ہے
مارو نہ ہمیں ڈیڈی بچپن کا زمانہ ہے

اور آپ بھی بچپن میں سکول سے بھاگے تھے
سنتے ہیں شرارت میں شیطان سے بھی آگے تھے
ہم آپ کے بچے ہیں اور آپ پر ہی جانا ہے
مارو نہ ہمیں ڈیڈی بچپن کا زمانہ ہے

Marfat.com

جب ماں کو ماں جی' باپ کو ابا جان اور بیٹے کو بیٹا کہا جاتا تھا' باپ کا احترام' ماں کی عظمت اور بیٹے پر شفقت ہوتی تھی۔ اچھے ناموں کی وجہ سے کام بھی اچھے ہوتے تھے۔ ایک بات کہتا ہوں؛ عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے' اگر آپ شیر یا چیتے کی کھال کا لباس پہن لیں گے تو چیر نے پھاڑنے کا جذبہ آپ کے اندر پیدا ہوگا۔ بس اسی طرح ہر چیز کے اثرات کا قیاس کر لیں۔

نصائح دلنشین

کچھ لوگ چلے جاتے تھے، راہ بھول گئے۔ ایک راہب کے پاس پہنچے جو لوگوں سے علیحدہ تھا، اس کو پکارا تو اس نے عبادت خانے سے سر نکال کر دیکھا۔ اس سے انہوں نے کہا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں، راستہ کدھر ہے؟ اس نے اپنے سر سے اشارہ آسمان کی طرف کیا۔ دیکھا کہ معرفت کا راستہ بتاتا ہے۔ پھر اس سے کہا ہم تجھ سے پوچھیں جواب دے گا۔ اس نے کہا پوچھو، زیادہ مت پوچھو کہ دن پھر نہیں آنے کا نہ عمر پھر سے آئے گی اور طالب یعنی موت جلدی کر رہی ہے۔ لوگوں کو اس کی گفتگو سے تعجب ہوا۔ کہا کہ فرمایئے قیامت میں لوگوں کا حشر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس چیز پر ہوگا۔ اس نے کہا کہ اپنی اپنی نیتوں پر۔ پھر اس سے کہا کہ ہم کو کچھ وصیت کر۔ اس نے کہا اپنے سفر کی حیثیت کے بموجب توشہ لے لو اس لیے کہ بہتر توشہ وہی ہے جو مقصود تک پہنچا دے۔ پھر ان کو راستہ بتا کر سر اندر کر لیا۔ عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ میرا گزر چین کے راہب کے پاس ہوا۔ میں نے اُس راہب کو پکارا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ پھر میں نے کہا کہ راہب؟ وہ نہ بولا۔ سہ بار کہا۔ اس نے میری طرف سر نکالا اور کہا کہ میاں صاحب میں راہب نہیں۔ راہب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی تعظیم کرے اور اس کی بلا پر صبر کرے اس کی قضاء پر راضی رہے۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرے، اس کی عظمت کے سامنے تواضع کرے۔ اس کی عزت کے مقابل ذلیل رہے۔ اس کی قدرت کو اپنے نفس کے حوالے کرے۔ اس کی ہیبت سے خضوع کرے۔ اس کے حساب عذاب میں تامل کرے۔ دن کو روزہ رکھے۔ رات کو نماز پڑھے دوزخ کے خوف کی یاد، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے مانگنا اس کو سونے نہ دے۔ راہب اس کو کہتے ہیں۔ میرا حال جو پوچھو تو میں باؤلا کتا ہوں۔ اپنے آپ کو اس عبادت خانے میں بند کرلیا ہے تاکہ لوگوں کو نہ کاٹوں میں نے پوچھا کہ پھر کس چیز نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ پہچاننے کے بعد کیوں منحرف ہیں۔ اس نے کہا برادر خلق کو جو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کیا ہے، تو صرف دنیا کی محبت اور اس کی زینت نے کیا ہے۔ دنیا ہی گناہوں اور معاصی کی جگہ ہے۔ ہوشیار وہ ہے جو دنیا کو اپنے دل سے پھینک دے، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرے، ایسی باتوں کی طرف متوجہ ہو جو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کریں۔

دُنیا کی مکروہات اور اُن سے نجات کا راستہ

جس کو بھی نجات ملی، اُس کو بغیر اس کے نجات نہیں کہ اُس نے سچائی کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کیا اور اس سے پناہ لی۔ اللہ نے فرمایا: اور اللہ نے رحمت فرمائی اُن تینوں پر جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے یہاں تک کہ جب باوجود کشادہ ہونے کے زمین اُن پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آگئے اور اُن کو یقین ہوگیا کہ سوا اس کے کہ اللہ ہی کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس سے بچنے کا اور کوئی طریقہ نہیں اور جس نے بھی نجات پائی اس نے بغیر صدق اور تقویٰ کے نجات نہیں پائی۔ اللہ نے فرمایا: اللہ اہل تقویٰ کو ان کی کامیابی کے ساتھ نجات دیتا ہے اور جس نے بھی نجات پائی بغیر وفا عہد کی نگہداشت کے نہیں پائی۔ اللہ نے فرمایا: وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور پیمان کو نہیں توڑتے اور جس نے بھی نجات پائی بغیر تکمیل حیاء کے نہیں پائی۔ اللہ نے فرمایا: کیا اس کو علم نہیں ہوا کہ اللہ دیکھتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ بغیر حکم الٰہی اور قضاء سابق کے جس سے پہلے ہی اللہ واقف تھا کسی نجات پانے والے نے نجات نہیں پائی۔ اللہ نے فرمایا ہے: جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی مقدار ہوچکی ہے۔ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ دنیا اور اہل دنیا سے روگردانی کیے بغیر کسی نجات پانے والے نے نجات نہیں پائی۔ اللہ نے فرمایا ہے دنیاوی زندگی تو بس کھیل اور بھلاوا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت ہر خطا کی

Marfat.com

جڑ ہے۔ قربت حاصل کرنے والوں کے لیے حصول قرب کا ذریعہ ادا فرض سے بہتر اور کوئی نہیں۔ یہ بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے اللہ نے دنیا کو پیدا کیا ہے کبھی پسندیدگی کی نظر سے اُس کو نہیں دیکھا۔ دنیا اللہ کی نظر میں مکروہ ہے اس لیے چشم رحمت سے کبھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ یہ دنیا بندے اور اللہ کے درمیان بڑا حجاب ہے۔ یہی کھرے کھوٹے کو پہچاننے کی کسوٹی ہے جس پر دنیا کا کوئی اثر باقی ہو اس کو مناجات الٰہی کی شیرینی مل نہیں سکتی۔ کیونکہ اللہ اور اس کی محبوب چیزوں کی دنیا ضد ہے۔ اللہ نے ثواب کا وعدہ کیا، عذاب کی دھمکی دی۔ جنت وراحت کی رغبت دلائی۔ دوزخ سے ڈرایا۔ اس طرح مخلوق کو اپنی توحید اور اطاعت کی طرف بلایا۔ پس اُس نے ڈرایا دھمکایا، خوف دلایا، تنبیہ کی تا کہ مخلوق کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور حجت پوری ہو جائے۔

اللہ نے فرمایا: اللہ نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا تا کہ پیغمبروں کے بعد لوگوں کو اللہ کے خلاف کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اللہ نے فرمایا: اگر اس سے پہلے ہم ان کو عذاب سے ہلاک کر ڈالتے تو قیامت کے دن وہ کہتے کہ پروردگار تُو نے ہمارے پاس پیغمبر کیوں نہیں بھیجا کہ ذلیل ورسوا ہونے سے پہلے ہم تیرے احکام کا اتباع کرتے۔ اللہ نے فرمایا: بغیر پیغمبر کو بھیجے ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔ اللہ نے فرمایا: لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور دل کی بیماریوں کی شفاء اور عمومی ہدایت اور مومنوں کے لیے خصوصی رحمت پہنچ گئی یعنی قرآن پاک۔ اللہ نے عذاب سے ڈرانے اور خوف دلانے کے لیے فرمایا: اللہ تم کو اپنے ذاتی عذاب سے ڈراتا ہے، اور اللہ بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا جان لو کہ اللہ تمہاری باتوں سے واقف ہے۔ پس اُس سے ڈرتے رہو۔ جان رکھو کہ اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ اللہ نے فرمایا: عقل مندو! مجھ سے ڈرو۔ اُس دن سے ڈرو جب تم کو اللہ کی بارگاہ کی طرف لوٹایا جاوے گا۔ پھر ہر شخص کو اُس کا کیا پورا ملے گا اور کسی کی حق تلفی نہیں کی جاوے گی۔ اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ اس کا بدلہ قبول کیا جاوے گا نہ کوئی سفارش اُس کے لیے سود مند ہوگی۔ لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اُس دن کا خوف کرو کہ کوئی باپ اپنی اولاد کے اور کوئی اولاد

Marfat.com

اپنے باپ کی طرف سے بدلہ نہ دے سکے گی۔ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس تم کو دنیوی زندگی فریب خوردہ نہ بنا دے اور شیطان اللہ کے متعلق تم کو دھوکے میں نہ رکھے۔ لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ بلاشبہ زلزلۂ قیامت سخت چیز ہے۔

لوگو! اپنے اس اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ جس کی صورت یہ ہوئی کہ پہلے آدم علیہ السلام کو بنایا اُس سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا اور پھر دونوں سے بہت مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم باہم مانگتے ہو اور رشتہ داریوں کو منقطع کرنے سے ڈرتے رہو۔ کوئی شک نہیں کہ اللہ تمہارا نگران ہے۔ ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہو۔ ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص دیکھتا رہے کہ کل قیامت کے لیے اس نے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اللہ سے ڈرو اللہ کا عذاب سخت ہے۔ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور تم کو ہمارے پاس لوٹا کر نہیں لایا جائے گا۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اس کو یونہی بیکار چھوڑ دیا جاوے گا کیا بستیوں والوں کو ڈر نہیں کہ رات کو سوتے میں ہمارا عذاب اُن پر آپہنچے یا دن کو جب کہ وہ کھیلتے ہوں۔

اے مسکین! ان سب باتوں کا تیرے پاس کیا جواب ہے اور ان کے موافق تیرا کیا عمل ہے۔ ان ناپاک خواہشات نفس سے تو کیوں باز نہیں رہتا جو دونوں جہان میں تجھے دکھ پہنچانے والی اور اس بدبختی اور ذلت کے مقام پر تجھے اتارنے والی ہیں جس کی آگ تجھے جلائے گی۔ جس کے سانپ تجھے نوچیں گے اور ڈسیں گے جس کے بچھو اور کیڑے تجھے کاٹیں گے۔ جہاں کے کیڑے مکوڑے تجھے کھائیں گے۔ جہاں کے فرشتے اور چوکیدار تجھے ماریں گے اور روزانہ نو بہ نو قسم قسم کے عذاب تجھے دیے جاویں گے۔ جہاں فرعون، ہامان، قارون اور شیطانوں کے ساتھ تو برابر ہوگا۔ اللہ نے فرمایا: جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اُس کے لیے بچاؤ کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اس کو رزق پہنچاتا ہے جو اُس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے گناہ ساقط کر

Marfat.com

دیتا ہے اور اُس کا اجر بڑا کرتا ہے۔ اے انسان! تجھے تیرے اس مالک کریم کے متعلق کس چیز نے فریب دے رکھا ہے جس نے تجھے بنایا اور ٹھیک کیا اور درست کیا۔

کیا ابھی اہل ایمان کے لیے وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کی یاد کی وجہ سے نرم پڑ جائیں۔ اللہ نے تجھے تقویٰ کے راستہ پر چل کر، تقویٰ کا پابند ہو کر اور تقویٰ پر ہمیشہ قائم رہ کر اپنے فضل کی، رحمت وسیع کی، پاکیزہ رزق کی، اپنے پاس راحت پذیر اور طمانیت اندوز ہونے کی ترغیب دی ہے اور تیرے لیے اس کا راستہ واضح کر دیا ہے اور حجت بیان کر دی ہے اور اس کے بعد تیرے گناہ معاف کر دینے کا اور خطاؤں کو ساقط کر دینے کا اور اجر و ثواب بڑھانے کا ذمہ لیا ہے اور فرمایا ہے: پھر تجھے غفلت، خواب اور اللہ کی طرف سے اندھا بن جانے اور اللہ کے احکام، نصائح اور تنبیہی مواعظ کو سننے کے باوجود اَن سنا بنا دینے پر تنبیہ فرمائی ہے تاکہ اس کے معاملے میں تو بے رغبت نہ ہو جائے۔ اس کے بعد اس نے بیان کیا کہ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔ نیست سے ہست بنایا۔ پہلے تُو کچھ بھی نہ تھا، پھر تجھے زندگی بخشی، فقیری کے بعد مالدار کیا، کمزوری کے بعد طاقت عطا کی۔ نابینائی کے بعد تجھے اپنی اصلاحی چیزوں کو دیکھنے کے لیے بصارت دی۔ جہالت کے بعد علم دیا، گمراہی کے بعد ہدایت مرحمت فرمائی۔ پس؛ اے غافل! تو کیوں اس کے فضل وسیع کو طلب کرنے سے بیٹھ رہا ہے اور کیوں اس کی اطاعت کی پابندی سے سستی کر رہا ہے۔ اس کی اطاعت تو تجھے دنیا میں معزز بنا دے گی اور آخرت میں تجھے سعادت مند کر دے گی اور تیرے بلند درجات اُونچے کر دے گی۔ کیا تجھے حیات دنیوی ہی پسند ہے اور بہتر کے عوض حقیر کو تو لینا چاہتا ہے اور دنیا اور دنیا والوں کو اور اس ظاہری زینت کو جو فنا پذیر ہے تو نے فردوس اعلیٰ پر، پیغمبروں، صدیقوں اور شہیدوں کی رفاقت پر ترجیح دے رکھی ہے۔ کیا تُو نے نہیں سنا کہ اللہ نے فرمایا ہے: کیا تم نے بجائے آخرت حیاتِ دنیوی کو پسند کر لیا ہے۔ حیات دنیا کا سامان تو آخرت میں حقیر ہوگا بلکہ تم دنیوی زندگی کو پسند کرتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور لازوال ہے۔ پس جس نے سرکشی کی اور حیات دنیوی کو حیات آخرت پر ترجیح دی اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جان لو کہ جہنم میں داخلہ کفر کی وجہ سے ہوگا اور عذاب کی زیادتی طبقات

Marfat.com

جہنم کی تقسیم برے اعمال واخلاق کے مطابق ہوگی اور جنت میں داخلہ ایمان کی وجہ سے ہوگا اور عیش کی زیادتی اور درجات جنت کی تقسیم اچھے اعمال اور اچھے خصائل کے مطابق ہوگی۔ اللہ نے جنت کو پیدا کیا ہے اور اہل جنت کو ثواب دینے کے لیے نعمتوں سے اس کو بھر دیا ہے اور دوزخ کو پیدا کر کے دوزخیوں کو سزا دینے کے لیے اُس کو عذاب سے بھر دیا ہے اور دنیا کو پیدا کر کے آزمائش اور امتحان کے لیے اس کو دکھ سکھ سے بھر دیا ہے۔ پھر مخلوق کو پیدا کیا۔ تو جنت دوزخ اُن سے پوشیدہ ہیں۔ اُن کی نظروں کے سامنے نہیں۔ (ہاں) دنیوی دکھ سکھ آخرت کا نمونہ ہیں اور آخرت کی راحت وتکلیف کا چسکا ہیں۔ اللہ نے اس زمین پر اپنے بعض بندوں کو بادشاہ بنایا۔ لوگوں کے دلوں میں ان کا رعب ڈالا اُن کو تسلط عطا کیا اور اس تسلط کے ساتھ لوگوں کا حکمران بنا دیا۔ اللہ کی تدبیر حکمرانی اور اجراء امر کی یہ ایک مثال اور نمونہ ہے اور اس سب کی خبر قرآن مجید میں دے دی اور اپنی حکومت' اقتدار، انتظام، احسان اور منفعت کی حالت کا بھی ذکر خیر کر دیا اور مثالیں بھی بیان کر دیں۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا: ہم یہ مثالیں (کہاوتیں) لوگوں کی اصلاح کے لیے بیان کرتے ہیں۔ ان کو سمجھتے صرف عالم ہی ہیں۔ پس: اللہ کو جاننے والے اللہ کی بیان کردہ مثالوں کو سمجھتے ہیں کیونکہ مثل کا معنی ہے کہ دیکھی ہوئی چیز کی حالت سے تم بن دیکھی ہوئی چیز کی حالت کو جان لو اور جس چیز کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اس سے اس چیز کو پہچان لو جو آنکھوں کے سامنے نہیں۔ اس طرح تمہارا دماغ اُن چیزوں کو دیکھ لے گا جو آنکھوں سے نظر نہیں آتیں اور مثل کو سمجھ کر تمہارا دل اس کلام کو سمجھ جائے گا جس میں عالم ملکوت کی دنیا اور دین کی اور شہنشاہ (اللہ) کی اطلاع ہوگی۔

حضرت حسن بصریؒ کے فرمودات

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اپنی دل آویزی اور دل نشینی کے علاوہ اُس دور کی فصیح وبلیغ زبان اور اعلیٰ ادب کا نمونہ ہیں۔ ایک موقع پر اہل زمانہ پر تبصرہ، صحابہ کرام کا تذکرہ اور اسلامی اخلاق کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں

Marfat.com

نے غارت کیا، زبانی باتیں ہیں، عمل کا نام ونشان نہیں۔ علم ہے مگر (اُس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے) صبر نہیں۔ ایمان ہے مگر یقین سے خالی۔ آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک اللہ کا بندہ ایسا نظر نہیں آتا جس سے دل لگے لوگ داخل ہوئے اور پھر نکل گئے۔ انہوں نے سب کچھ جان لیا پھر مُکر گئے۔ انہوں نے پہلے حرام کیا پھر اسی کو حلال کر لیا۔ تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ۔ اگر پوچھا جاتا ہے کیا تم روز حساب پر یقین رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں! قسم ہے روز جزا کے مالک کی، غلط کہا۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ قوی فی الدین۔ جو صاحب ایمان ویقین ہو اُس کے علم کے لیے حلم اور اس کے حلم کے لیے علم باعث زینت ہو، عقل مند ہو لیکن نرم خو۔ اُس کی خوش پوشی اور ضبط اس کے فقر وافلاس کی پردہ داری کرے دولت ہو تو اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ خرچ کرنے میں شفیق خستہ حالوں کے حق میں رحیم وکریم۔ حقوق کی ادائیگی میں کشادہ دست وفراخ دل انصاف میں سرگرم وثابت قدم۔ کسی سے نفرت ہو تو اُس کے حق میں زیادتی نہ ہونے پائے۔ کسی سے محبت ہو تو اُس کی مدد میں حد شریعت سے نہ بڑھنے پائے، نہ عیب چینی کرتا ہو، نہ طنز واشارہ نہ طعن وتشنیع، نہ لایعنی سے اُس کو کچھ کام ہو، نہ لہو ولعب سے دلچسپی، چغل خوری نہیں کرتا۔ جو اُس کا حق نہیں، اُس کے پیچھے نہیں پڑتا۔ جو اُس پر واجب آتا ہے اُس کا انکار نہیں کرتا، معذرت میں حد سے نہیں بڑھتا، دوسرے کی مصیبت سے خوش نہیں ہوتا، دوسرے کی معصیت سے اس کو مسرت نہیں ہوتی۔ مومن کی نماز میں خشوع اور نمازوں کا ذوق ہوتا ہے۔ اس کا کام شفاء کا پیام، اس کا صبر، تقویٰ، اس کا سکوت سراسر غور وفکر۔ اُس کی نظر سراپا درس عبرت ہے۔ علماء کی صحبت اختیار کرتا ہے، علم کی خاطر خاموش رہتا ہے تو اس لیے کہ (گناہوں) اور گرفت سے محفوظ رہے۔ بولتا ہے تو اس لیے کہ کچھ (ثواب) کمائے اور فائدہ حاصل کرے۔ نیکی کر کے اُس کو خوشی ہوتی ہے، غلطی ہو جاتی ہے تو استغفار کرتا ہے۔ شکایت کرتا ہے اور اُس کے دل میں کسی کی طرف سے رنج آتا ہے تو معافی تلافی کر لیتا ہے۔ اس سے کوئی جہالت کرتا ہے تو وہ تحمل اور عقل سے کام لیتا ہے۔ ظلم کیا جاتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ کوئی اس کے حق میں ناانصافی

Marfat.com

کرے تو وہ انصاف کو نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پناہ نہیں لیتا اور اُس کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا۔ مجمع میں باوقار تنہائی میں شکر گزار، رزق پر قانع، آرام وعیش کے زمانہ میں شاکر، مصیبت اور آزمائش کی گھڑیوں میں صابر۔ غافلوں میں ذاکر۔ ذاکروں میں ہوتو استغفار میں شامل یہ تھی شان اصحاب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اپنے درجوں اور مرتبہ کے مطابق جب تک دنیا میں رہے اسی شان سے رہے۔ اور جب دنیا سے گئے تو اسی آن بان سے گئے۔ مسلمانو! تمہارے سلف صالحین کا یہ نمونہ تھا۔ جب تم نے اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ بدل دیا تو اللہ نے بھی تمہارے ساتھ اپنا معاملہ بدل دیا۔ ''اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا۔ جب تک کہ لوگ خود اپنی (صلاحیت) کی حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کرتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اور کوئی اللہ کے سوا اُن کا مددگار نہیں رہتا۔''

ایک دوسرے موقع پر مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مومنین (اوّلین) کے کان میں جب اللہ کی یہ پکار پہنچی تو انہوں نے اسی وقت اس کی تصدیق کی اور اس پر لبیک کہا۔ اُس کا یقین اُن کے دلوں کی گہرائی میں اُتر گیا۔ اُن کے دل، اُن کے بدن اور اُن کی نگاہیں اللہ کی عظمت اور ہیبت میں جھک گئیں۔ بخدا میں جب اُن کو دیکھتا تو صاف معلوم ہوتا کہ دین کے حقائق اور غیب کی باتیں گویا اُن کی آنکھوں دیکھیں حقیقتیں ہیں، اُن کو بحث ومباحثہ اور فضول باتوں سے کچھ کام نہ تھا۔ اُن کو تو اللہ سے ایک چیز پہنچی اور انہوں نے جان لی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن کا بہترین سراپا کھینچا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔'' نرمی سکینت اور وقار کے ساتھ۔ پھر فرمایا: ''اور جب اُن سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے یعنی وہ ضابطہ وحلیم ہیں۔ جہالت پر نہیں اترتے اور اگر کوئی دوسرا جہالت پر اُتر آئے تو اُن کے حلم ووقار میں فرق نہیں آتا۔ یہ لوگ اللہ کے بندوں کے ساتھ کام کی بات سننے کے لیے دن گزارتے تھے۔ پھر اُن کی بڑی اچھی راتیں گزرتی تھیں جن کی اللہ تعالیٰ خود تعریف کرتا ہے۔'' وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہوکر رات گزارتے ہیں۔

Marfat.com

واقعی یہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے چہروں کو خاک پر رکھ دیتے اور سجدہ میں پڑ جاتے۔ اُن کے رخساروں پر آنسوؤں کا تار بندھ جاتا۔ اللہ کا خوف اُن کی آنکھوں کو اشکبار رکھتا۔ آخر کوئی تو بات تھی جس کے لیے وہ راتیں آنکھوں میں کاٹ دیتے۔ کوئی تو بات تھی جس کے باعث وہ دن میں سہمے سہمے رہتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور وہ لوگ جو کہتے ہیں؛ اے ہمارے رب! ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بے شک اس کا عذاب بڑا تاوان اور بلائے جان ہے۔ قسم ہے اُس اللہ کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اللہ کے بندے (اپنے قول اور اپنے دین میں) سچے اور پکے ثابت ہوئے اور جو انہوں نے زبان سے کہا تھا اس پر عمل کیا لیکن افسوس! تم صرف تمناؤں میں مشغول ہو۔ لوگو! ان خالی تمناؤں سے باز آؤ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی بندے کو محض اُس کی تمنا پر دنیا و آخرت کی کوئی چیز نہیں عطا فرمائی۔ اس تقریر کے آخر میں فرمایا (اور اکثر مواعظ کے بعد فرماتے) کہ اس وعظ و نصیحت میں تو کوئی کمی نہیں لیکن دلوں میں زندگی بھی تو ہو۔

اُن کی حق گوئی اور بیبا کی ❁ اُن کے کمالات، فصاحت و بلاغت، تبحرِ علمی اور تقریر و تاثیر ہی تک محدود نہ تھے بلکہ وہ اپنے زمانہ میں حق گوئی و بیبا کی، اخلاقی جرأت و شجاعت میں بھی ممتاز تھے۔ انہوں نے خلیفہ وقت یزید بن عبدالملک پر برملا تنقید کی۔ ایک موقع پر برسرِ درس کسی شخص نے سوال کیا کہ اُس کے فتن (یزید ابن المہلب اور ابن الاشعث کی شورش) کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ "نہ اُس کا ساتھ دو، نہ اُس کا ساتھ دو۔" ایک شامی نے کہا: اور نہ امیر المومنین کا؟ یہ سن کر آپ کو غصہ آ گیا پھر ہاتھ اٹھا کر کہا: ہاں نہ امیر المومنین کا، ہاں نہ امیر المومنین کا۔ حجاج کی تلوار اور سفا کی مشہور ہے مگر حسن کی زبان اُس کے زمانہ میں بھی اظہار حق سے باز نہ آئی۔ اور اُس کے متعلق بھی انہوں نے اپنے ضمیر اور عقیدہ کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ کھربوں سلام اور مہربانی ہو اللہ کے دوست پر اللہ کی طرف سے اور اُمت محمدیہ کی طرف سے سلام ہوں اُن کو بے حد و حساب! آمین

....

Marfat.com

ہماری اور تمہاری مثال

دُنیا بھر کے مسلمانو! ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ کھلے راستہ پر چلے جاتے ہوں اور یکبارگی آندھی غبار آلود چلے اور راہ بھول جائیں تو کوئی کہے کہ راہ داہنی طرف کو ہے اور اُسی طرف کو چل دیں اور حیران پریشان بھٹکے پھریں اور کوئی کہے کہ بائیں کو ہے اور اُس طرف جا کر خراب خستہ ہوں اور جو کچھ لوگ ایسی جگہ ٹھہریں اور اتنا صبر کریں کہ آندھی موقوف ہو جائے اور راہ معلوم ہونے لگے۔ تو اس بات کا کہنے والا بہتر ہے، اور خواجہ محمد اسلام آپ سے عرض گزار ہے کہ آپ تبلیغ کے کام میں جا ٹھہریں، اُس کی برکت سے آندھی موقوف ہو جائے گی اور حقیقت کی راہ معلوم ہونے لگے گی۔

فریاد

لوگو! اسلام رو رہا ہے اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد مچا رہا ہے، اپنے متقدمین اور نظر کے سامنے والوں کی طرف غور کرو کہ امر و نہی بھی کرتے تھے اور کھاتے پیتے بھی تھے۔ (اور دفعتاً انتقال پا کر ایسے ہو گئے) گویا ہوئے ہی نہ تھے، تیرا دل کس قدر سخت ہے؟ کتا بھی شکار کرنے اور کھیتی اور مویشی کی نگہبانی اور مالک کی حفاظت کرنے میں اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے، اور اُسے دیکھ کر (خوشی کے مارے) کھلاریاں کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اُس کو صرف ایک دو نوالے یا ذرا سی مقدار میں کھانا دیا کرتا ہے، اور تُو ہر وقت اللہ کی قسم قسم کی نعمتیں شکم سیر ہو کر کھاتا رہتا ہے مگر ان نعمتوں کے دینے سے جو اُس کا مقصود ہے، نہ تُو اس کو پورا کرتا ہے، اور نہ اس کا حق ادا کرتا ہے، (بلکہ اُس کے برعکس) اُس کا حکم رد کرتا ہے اور اُس کی حدود شریعت کی حفاظت نہیں کرتا۔

دُنیا کو اس وقت گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لیے ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو دنیا کو شر سے خیر کی طرف، تخریب سے تعمیر کی طرف اور فساد سے اصلاح کی طرف پھیر سکتی ہو، جو اپنے ایمان وعقیدہ اور اپنے اخلاق و معاملات ہر چیز کے لحاظ سے طاقتور ہو، جو صحیح دینی دعوت اور

Marfat.com

اس آخری آسمانی پیغام کی حامل ہو، جو زندگی کے مسائل کا سامنا کرتا ہے۔ اُس سے گھبراتا نہیں، جو قافلۂ انسانی کی رہنمائی کرتا ہے۔ اُس سے بچھڑتا نہیں ایسی جماعت جو مجسم جہد وعمل ہو، یہ وہ مطلوب جماعت ہے۔ جو ایمان اور علم کی قوت، روح اور مادہ کی قوت، آسمانی پیغام کی ابدیت اور اُس کی ازلی حقیقت، وہ مقاصد جو آسمانی مذاہب عطا کرتے ہیں اور آخری آسمانی مذہب اسلام اس کا سب سے مکمل اور جامع نمائندہ ہے، وہی اس دنیا کا اصلی قائد اور رہنما ہے جو اس خلا کو پر کر سکے، تاریخ کے دھارے کو موڑ سکے اور دنیا کو ایک نیا راستہ اور نئی سمت اختیار کرنے پر مجبور کر سکے، اور اس جی چھوڑتی، آمادہ خودکشی دنیا کو زندگی کی ایک نئی قسط عطا کر سکے اور اس کو موت کے اس غار سے بچا سکے جس کی طرف وہ ایٹمی سرعت اور راکٹ کی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔

بس آج یہ اُمت کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ دین کے سیکھنے کا نبوی اور فطری طریقہ کار دوبارہ زندہ کیا جائے۔ کتابی نقوش کے ساتھ زندہ نفوس سے استفادہ کو (جو کہیں زیادہ آسان اور عمومی طریق تعلیم ہے) ضم کیا جائے۔ متمکن دینی اداروں اور اسلامی درسگاہوں کے ماتحت کچھ چلتی پھرتی درسگاہیں، جیتی جاگتی خانقاہیں اور بولتے چالتے صحیفے ہوں جو علوم نبویہ کے ان سمندروں سے (دینی مدارس) مشکیں بھر بھر کر عام زندگی کی کشت زاروں میں تاجروں کی تجارتوں میں، مزارعین کی زراعتوں میں اور اہل صنعت کی صنعتوں میں دین کا آب حیات پہنچائیں۔

ایک شاہراہ کے سوا آج سارے راستے بند ہیں ❁ آج جہاں کہیں بھی کشت وخون ہو رہا ہے۔ آج جہاں کہیں بدامنی ہے۔ آج جہاں کہیں انسان انسان کو پامال کر رہا ہے۔ گھروں کو تاراج کر رہا ہے، بستیوں کو بے چراغ کر رہا ہے، وہاں صرف اغراض ہیں اور یہ سلسلہ کبھی بند نہیں ہو سکتا، اس کے بند کرنے کی طاقت دنیا کے کسی فلسفے میں نہیں۔ اس کے بند کرنے کی طاقت کسی مفکر کے پاس نہیں، راستے گم ہیں۔ دروازے بند ہیں۔ انسان کی قسمت پر مہر لگ چکی ہے، صرف ایک راستہ باقی ہے اور وہ راستہ صرف انبیاء علیہم السلام کا بتایا ہوا راستہ ہے، وہ راستہ ہے تبلیغ کا۔

....

Marfat.com

دل بنا، دُنیا بنی......دل بگڑا، دُنیا بگڑی

ہمارے اس ہاتھ میں اللہ نے بڑی طاقت رکھی ہے، لیکن یہ ہاتھ خود کوئی چیز نہیں، اس کی کوئی ہستی نہیں۔ یہ ہاتھ مظلوم پر ظلم کے لیے اُٹھ سکتا ہے۔ ظالم کی مدد کے لیے اُٹھ سکتا ہے۔ اُٹھ کیا سکتا ہے اُٹھتا رہتا ہے۔ اور آج تو صرف اسی کے لیے اُٹھ رہا ہے۔ آج ساری انسانی توانائیاں اور اس کی ساری طاقتیں ظلم کے لیے وقف ہیں اور یہ کوئی انہونی اور بعید از قیاس بات نہیں، جب انسان کا دل بدل جائے، انسان کے دل میں اور اُس کی نیت میں فتور آجائے اور اُس کے دل کے اندر انسان کی دشمنی گھر کر جائے، اُس کو انسان کے خون کی چاٹ لگ جائے، تو اس کا ہاتھ یتیم کا سر قلم کرنے لیے، بیوہ کے سر سے آخری دوپٹہ، یا اُس کے چہرے کو چھپانے کے لیے، اُس کی آبرو کی حفاظت کے لیے جو آخری سہارا رہ گیا ہے اُس کو چھین لینے کے لیے۔ غریب و مفلس کے فاقہ زدہ گھر سے جس کو ہفتوں کے بعد چند دانے پکانے کے لیے اپنا اور اپنے یتیم بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ملے ہیں، یہ چند دانے اور اُس کا چولہا، تو اٹھا لینے اور اُس کی آگ کو گل کر دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ لیکن مسئلہ صرف ہاتھ کا نہیں بلکہ اس کا اور اس طرح کی ساری خرابیوں کا انحصار اس پر ہے کہ انسان کے دل میں کیا ہے؟ اس کا ارادہ کیا ہے؟ کیا انسان کے اندر خیر کی طلب پیدا ہوگئی؟ کیا اُس کے اندر اللہ کا خوف پیدا ہوگیا، کیا انسانیت کی حقیقت اس پر کھل گئی؟ کیا انسان کو ہستی کا آغاز و انجام معلوم ہوگیا بس سارا انحصار اسی پر ہے۔ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جتنی زرخیزی رکھی ہے اور اُس کے اندر سونا اُگلنے کی جو صلاحیت رکھی ہے اُس کے سامنے سائبیریا کے میدان اور کشمیر کی سرسبز و زرخیز زمین ہیچ ہے۔ اگر اُس کے اندر نیک ارادوں کے اُگنے، پھلنے پھولنے اور پرورش پانے کی صلاحیت پیدا ہوگئی اور انسان کے سفلی اغراض و مقاصد اور اُس کی سفلی خواہشات کھاد بننے کے لیے تیار ہے تو انسان کو کھاد بنا کر اپنے دل کی سرزمین سے نیک ارادوں کی کھیتی پیدا کر سکتا ہے اور یہ کھیتی پھل دے سکتی ہے، پک سکتی ہے اور کاٹی جا سکتی ہے، لیکن اگر یہ دل کی سرزمین

Marfat.com

بنجر ہوگئی ہے تو اس کے اندر کانٹے تو پیدا ہو سکتے ہیں، پھول پیدا نہیں ہو سکتے۔ اُس کے اندر تلواریں تو اُگ سکتی ہیں لیکن امن دینے والی چھاؤں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ انسان کے دل کی کھیتی ایسی منحوس بن گئی ہے، ایسی اُلٹی ہوگئی ہے کہ اُس کے اندر زہر تو پیدا ہو سکتا ہے، تریاق پیدا نہیں ہو سکتا بدامنی تو پیدا ہو سکتی ہے، امن پیدا نہیں ہو سکتا نفرت تو پیدا ہو سکتی ہے محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اپنے بچوں کو پالنے کے لیے یتیموں کا پیٹ پھاڑنے کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے لیکن کسی بے کس، کسی مظلوم اور کسی مصیبت زدہ کی حفاظت اور کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے کا جذبہ نہیں پیدا ہو سکتا۔

دُنیا کے دکھوں کا علاج صرف یہ ہے کہ دل میں ایمان کا چراغ روشن کیا جائے

لوگو! ہم نے دل کی دُنیا میں یقین کھویا ہم نے دل کی دنیا میں انسان کی محبت کھوئی، ہم نے دل کی دنیا میں ایمان کھویا، ہم نے دل کی دنیا میں انسان پر اعتماد کھویا، ہم نے دل کی دنیا میں اللہ کی محبت کھوئی، اب ہم اُس کو باہر تلاش کر رہے ہیں اس کو اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر تلاش کر رہے ہیں اُس کو سیاسی کانفرنسوں میں تلاش کر رہے ہیں، اُس کو سیاسی پارٹیوں میں تلاش کر رہے ہیں، اُس کو یونیورسٹیوں میں ایوانوں میں تلاش کر رہے ہیں اُس کو کتب خانوں کے گوشوں میں تلاش کر رہے ہیں، اللہ کا قانون ہے، اللہ کی غیرت کا فیصلہ ہے کہ جو چیز جہاں کھوئی ہے وہیں ملے گی۔ اب دنیا کا کوئی علاج نہیں، سننے والے سن لیں، لکھنے والے لکھ لیں، یاد کرنے والے یاد کرلیں کہ اب دنیا کا کوئی علاج نہیں ہے، علاج صرف یہی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑا جائے اور پھر وہ چراغ بھی روشن کیا جائے جس سے دل کی کھوئی ہوئی چیز ملے، دل کا سراگم ہو چکا دل تک پہنچنے کا راستہ کسی کے پاس نہیں، افسوس یہ ہے کہ راستہ نہیں، دل تک پہنچنے کا راستہ بہت نازک ہے۔ یہ بہت پتلی گلی ہے مگر راستہ وہی ہے تبلیغ کا۔ لوگو! تبلیغ میں لگ کر اپنے دل کو بنالو۔ دل ایک زبان جانتا ہے، دل انصاف کی زبان جانتا ہے، دل محبت کی زبان جانتا ہے، دل فلسفوں سے نہیں سمجھے گا۔ باریکیوں سے نہیں سمجھے گا، سائنس سے نہیں سمجھے گا۔ دل تو ایک ایمان کی زبان جانتا ہے، اللہ کا نام لو

Marfat.com

تو دل جاگ اُٹھے گا اللہ کے نام سے پکارو، دل دوڑ پڑے گا، اللہ کے نام کی دہائی دو، دل سب کچھ نچھاور کردے گا۔ اور جب دل تیار ہو جائے گا، تو پھر کسی چیز کی کمی نہیں، وسائل کی کمی نہیں، طاقت کی کمی نہیں، تنظیم کی کمی نہیں، دولت کی کمی نہیں، دانائی کی کمی نہیں، سب قدموں کے نیچے ہیں لیکن دل کو جگالو اور دل کو خیر کے راستے پر ڈال دو اور دل میں انسان کی محبت پیدا کردو، دل کی اس اُجڑی ہوئی زمین میں پھر صلاحیت پیدا کرو، اور وہ صلاحیت پیدا نہ ہوگی جب تک اپنے سفلی اغراض ومقاصد کی کھاد اس میں نہ ڈالو گے، یہ تمہاری دولت پرستی، یہ تمہاری جاہ پرستی، یہ تمہاری غرض پرستی، یہ تمہاری حکومت پرستی یہ کھاد ہے دل کی، جب اس کو کھاد بنا کر زمین پر ڈالو گے تو دل کی کھیتی خزانہ اُگلے گی، پھر خلوص پیدا ہوگا۔ تم نے دیکھا کہ کھاد ہمیشہ گندی ہوتی ہے، مگر کھاد سے جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ کیسی لطیف ونظیف ہوتی ہے، جب اغراض کی غلط مقاصد کی کھاد، انسانیت دشمنی کی، جاہ پرستی کی، اور حکومت پرستی کی کھاد ڈالو گے تو اُس سے خلوص برآمد ہوگا، اُس سے صداقت برآمد ہوگی، اُس سے انصاف برآمد ہوگا، اُس سے انسانیت کی فلاح کی طلب برآمد ہوگی اور پھر دنیا میں بہار آئے گی اور یہ دُنیا جنت کا منظر بن جائے گی۔ دیکھئے خواجہ محمد اسلام کی کتاب ''قصص الانبیاء''۔

محتاجِ دُعا، غریب الوطن، عاجز مسکین ......خواجہ محمد اسلام

استغفار

جب تو دیکھے اپنے اُوپر بلا اور تکلیف، تو نصف رات کے بعد اپنے رب سے استغفار کر، کیونکہ گناہوں کے سبب یہ بلائیں آتی ہیں۔

میں نے اپنے شیخ کو دیکھا کہ آخر شب میں ہر دو رکعت تہجد کے بعد سجدہ میں بہت رویا کرتے تھے اور نہ جانے اللہ تعالیٰ سے دیر تک کیا کیا عرض راز ونیاز کیا کرتے تھے۔

عاشقوں کی سجدہ گاہ جب اُن کے آنسوؤں سے تر ہوتی ہے، تو آسمان کو باوجود اپنی رفعت وبلندی کے اُس حصہ زمین پر رشک آتا ہے۔

Marfat.com

جو سالک حق تعالیٰ کے راستے کو قطع کرنا چاہتا ہو، اُسے لازم ہے کہ وہ ہر گناہ سے صدق دل سے توبہ کر لے۔ جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں گناہ رکاوٹ ہیں تو سالک پر ہر گناہ سے توبہ بھی لازم ہے ورنہ اس راستے میں ترقی کی بجائے تنزل شروع ہو جاوے گا۔

اے اللہ کے بندے! اگرچہ تو گناہوں میں غرق ہے لیکن خبردار اللہ تعالیٰ کی بخشش سے نااُمید مت ہونا۔ جب تو اس سلطان حقیقی غفار الذنوب سے معافی طلب کرے گا اور صدق دل سے توبہ کرے گا، تو اپنی توبہ کو تمام گناہوں کا مٹانے والا پائے گا۔

جو شخص توبہ کرتا ہے تو رب غفور الرحیم اس کے تمام قصور معاف کر دیتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے ہم سے یہی وعدہ فرمایا ہے کہ جب تم توبہ کرو گے تو نیک اور پارسا ہو جاؤ گے۔

قبولیت توبہ کے لیے یہ راز بھی جان لو کہ اس وقت رونا یا رونے والوں کی نقل کرنا بہت کام آتا ہے۔ گناہ تم کو اللہ سے دور کرتا ہے اور توبہ تم کو پھر اللہ سے قریب کر دیتی ہے۔ توبہ کے وقت جب گریہ وزاری کرو، تو یہ ارادہ اور عہد بھی کرنا ضروری ہے کہ اب آئندہ یہ گناہ نہ کریں گے۔ اگر زبان سے تو توبہ ہو، اور دل میں گناہ کرنے کا ارادہ بھی ہو تو یہ توبہ نہیں ہے۔ توبہ کے لیے عزم علی التقویٰ بھی ضروری ہے کہ اب آئندہ گناہ نہ کریں گے، وقت توبہ خون جگر کے ساتھ رونے سے اللہ کا عرش رحمت سے ہلنے لگتا ہے۔ ندامت کے سبب جو آنسو گناہ گاروں کے سجدوں میں گرتے ہیں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ وہ آنسو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کیے جاتے ہیں۔

غضب اور غصہ

اگر تجھے کسی خطا کار پر غصہ آ گیا تو فوراً اللہ تعالیٰ کے قہر اور غصہ کو یاد کر۔ اگر تُو نے آج اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خطاؤں کو معاف کیا تو میدان محشر میں دونوں جہاں کے مالک اللہ سے تو بھی معافی پائے گا۔ یاد کرو اپنے گناہوں کو کیونکہ گناہوں کی یاد غصہ کو فرو کرنے والی ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کو یہ غصہ زیب نہیں دیتا۔ کاظمین الغیظ کی آیت تلاوت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نیک

Marfat.com

بندوں کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں (غصہ ان کو نہیں پی سکتا)۔ پس مخلوق کی خطاؤں کو معاف کر دیا کرو۔

اپنے اُوپر کی تکالیف برداشت کرنا اور دوسروں پر مہربانی کرنا پیغمبروں کی سنت ہے۔ اگر روزِ محشر تو اللہ سے عفو چاہتا ہے تو اللہ کی مخلوق کے ساتھ تُو اُن کی خطاؤں کو معاف کرنے کی عادت ڈال لے۔ جب ہر خطا کار اپنے قصور کی معافی اور رحم کو محبوب سمجھتا ہے تو پھر جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرنا چاہیے، نہ کہ دوسروں کے لیے غضب اور غصہ کو روا رکھیں۔

جب کسی مخلوق پر تجھے غصہ جوش کرے تو اپنے غضب کی تلوار کو اُن کے حلق سے دور کر لے یعنی جس پر غصہ جوش کر رہا ہے اُس سے دوسری جگہ چلے جاؤ یا اُسی کو اپنے سے دور کر دو۔ اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ یعنی جس حالت میں ہو، اُس کو تبدیل کر دو۔ اگر تم غضب کو ٹھنڈا کرنا چاہتے ہو تو حالت غضب میں اپنے چہرہ اور سر پر سرد پانی ڈالو، تاکہ تم اپنے قہر کی آگ کو بجھا سکو۔

اپنے قہر کو اللہ تعالیٰ شانہٗ کے قہر کی یاد سے مغلوب کر دو۔ تاکہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ۔ کسی شیخ کامل کے پاس حاضر ہو کر اپنی اس بیماری کو بیان کرو، تاکہ اُس کے فیض سے ان ہدایات پر عمل کرنے کی ہمت حاصل ہو۔

شہوت نفسانی

تیرے نفس کی خواہش تجھے بلا میں مبتلا کرتی ہے اور اسی سبب سے تو گناہوں کے کنویں میں گرتا ہے۔ ہر گناہ کی علت یہی شہوت ہوتی ہے، اور ہر نفس کی سرکشی کا سبب یہی شہوت ہے۔ اگر شہوت کی آگ کو تُو نے اس طرح بھڑکنے دیا تو انجام کار تو دین سے خالی ہاتھ ہو جاوے گا۔

تقویٰ کیا ہے؟ شہوت کو ترک کر دینا۔ پس شہوت ہمارے اندر ترک ہی کرنے کے لیے دی گئی ہے تاکہ ہم متقی بن جائیں۔ یہ انسان نور تقویٰ کب پاتا، اگر اپنے دل میں شہوت کا مادہ نہ پاتا۔ یعنی جب خواہش ہی گناہ کی نہ ہوتی، تو ترک خواہش گناہ کیسے کرتا، اور یہ مجاہدہ اور مجاہدہ کا انعام کیسے

Marfat.com

حاصل کرتا۔اسی حکمت کے سبب سے انسان میں شہوت رکھی گئی ہے۔تا کہ محنت اور مجاہدہ، ترک شہوت سے اُٹھا کر قربِ حق کا انعام پالے۔اور قربِ حق کی نعمت کی قدر اسی محنت اور مجاہدہ کے بعد ہی ہوا کرتی ہے اور مخلص اور منافق کا فرق بھی اسی امتحان مجاہدہ سے ہوا کرتا ہے۔

بری خواہشات کو ترک کرنے سے جگر پر خون اور دل صدمہ سے چور چور ہو جاتا ہے۔لیکن یہی غم ہماری جان میں عشقِ حق کو تیز تر کرتا ہے۔ترک شہوت دل کو توڑ دیتا ہے۔لیکن یہی ٹوٹے ہوئے دل اللہ سے قریب تر ہوتے ہیں، اور اسی مجاہدہ کا غم بندہ کو اللہ سے جوڑ دیتا ہے۔ترک خواہشات سے نفس سمجھتا ہے کہ میرا اسامان عیش چھن گیا لیکن یہی بے سامانی اُس کو اللہ کی رحمت کی آغوش میں رکھ دیتی ہے۔ترک شہوت اگر تُو دنیا میں کرے گا، تو اسی جہان میں تُو اللہ کو پالے گا۔

جو شخص تارکِ شہوت ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو ہر آفت سے نجات اور خلاصی دلاتا ہے، اور جو دنیا میں شہوت پرستی کرتا ہے پس اُس کی زندگی دنیا ہی میں دوزخ والی ہو جاتی ہے۔نارِ شہوت، نارِ دوزخ سے تعلق رکھتی ہے جس طرح درخت کے تنے سے شاخوں کا تعلق ہوتا ہے۔ترک خواہش آسان نہیں ہے، ورنہ اے اللہ کے بندے! ہر شخص جو شہوت پرست ہے، تارک ہو کر اللہ کا ولی ہو جاتا۔

پس: عادت اللہ یہی ہے یعنی اللہ کا دستور یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت ہی میں جا کر یہ نعمت یعنی تقویٰ کی دولت ملے گی۔پس کسی شیخ کامل کو اپنا رہبر و معالج بنالو، اور اُس سے فیض حاصل کرو۔خواجہ محمد اسلام کا مشورہ قبول کرو اس دور میں شیخ کامل سے ملنا چاہتے ہو تو تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور پاکستان میں مقیم حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب یا حضرت حاجی مشتاق صاحب کے پاس تشریف لے جاؤ، وہ تمہارے گناہوں کی نار کو اللہ کے عطا کردہ نُور سے جلا کر راکھ کر دیں گے اور تمہیں دنیا اور آخرت کے احوال کی خبر کانوں سے سنائی دینے لگے گی۔مان کر دیکھ لے۔

ایک عابد اور فاحشہ کا واقعہ

بنی اسرائیل کی کتب میں آیا ہے کہ ایک گانے والی عورت نہایت خوب صورت اور بدکار

Marfat.com

تھی۔ وہ ایک تخت پر ہمیشہ ناچتی رہتی تھی۔ اور اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا جو بھی اُدھر سے گزرتا، اس کی نگاہ اس پر پڑتی اور وہ اس پر فریفتہ ہو جاتا چنانچہ وہ کم از کم دس دینار لئے بغیر اس شخص کو پاس نہ آنے دیتی تھی۔ ایک دن ایک اسرائیلی عابد وہاں سے گزرا، اس کی نظر اس پر جا پڑی اور وہ بھی فریفتہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ آہیں بھرتا پھرتا تھا۔ اپنے نفس سے خوب جنگ کی، آخر اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ یہ خیال اس کے دل سے نکل جائے مگر اس عورت نے اس کے دل پر ایسا گہرا اثر ڈالا تھا کہ زائل نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ اپنا سارا مال واسباب فروخت کر کے اس سے جو وصول ہو اس کے ذریعہ اس عورت تک رسائی حاصل کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب روپیہ لے کر اُس کے پاس گیا تو عورت نے کہا کہ میری مطلوبہ رقم میرے وکیل کے پاس جمع کرادو اور فلاں وقت آجاؤ۔ چنانچہ اُس نے روپیہ جمع کرا دیا اور وقتِ مقررہ پر اس کے پاس آیا۔ وہ عورت اس وقت بناؤ سنگھار کر کے تخت پر بیٹھی تھی۔ عابد بھی اس کے پاس تخت پر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ دل لگی کرنے لگا اچانک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر نازل ہوئی اور اس کی اطاعت وعبادت کے عوض اللہ نے اسے اس بدی سے بچالیا۔ وہ اس طرح کہ عابد کے دل میں خیال آیا، اگرچہ لوگوں سے پوشیدہ ہوں۔ اللہ تو مجھے دیکھتا ہے۔ اگر میں نے حرام کاری کی تو میرے تمام اچھے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ اس خیال کے آتے ہی خوف الٰہی سے اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ عورت نے معلوم کرلیا۔ پوچھا تجھے کس کا خوف ہے؟ اس نے جواب دیا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں، مجھے اجازت دے کہ میں یہاں سے فوراً چلا جاؤں۔ عورت نے کہا، تجھ پر افسوس ہے، کہ کتنے لوگ تو اس بات کی خواہش کرتے ہیں جو تجھے حاصل ہوئی اور تُو اُس سے منہ موڑتا ہے، آخر کیوں؟ عابد نے جواب دیا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو مال میں نے تیرے وکیل کو دے دیا ہے وہ تجھ پر حلال ہے (تیرا ہو گیا) اور میں جاتا ہوں، عورت نے کہا، معلوم ہوتا ہے تُو نے اس کا ذائقہ کبھی نہیں چکھا، اس نے جواب دیا، ہاں نہیں چکھا، عورت نے پوچھا، تم کہاں رہتے ہو اور تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے اپنا نام اور پتہ بتایا۔ تب عورت نے اُسے جانے کی اجازت دے دی اور عابد

Marfat.com

اپنی حالت پر روتا اور افسوس کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اللہ کی قدرت کہ اس عابد کے سبب سے اس عورت کے دل میں خوف الٰہی غلبہ پانے لگا۔ وہ دل میں کہنے لگی کہ اس شخص نے پہلی مرتبہ برائی کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اللہ کے خوف سے ڈرنے لگا اور ایک میں ہوں کہ اتنی مدت سے برائی کر رہی ہوں اور ابھی تک اللہ سے نہیں ڈری، مجھے تو اس عابد سے کہیں زیادہ ڈرنا چاہیے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ پھٹے پرانے میلے کچیلے کپڑے پہن لیے، لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا، پھر جہاں تک ہوسکا، اللہ کی عبادت میں لگی رہی۔ کچھ مدت بعد اسے خیال آیا کہ اگر میں اُس عابد کے پاس جاؤں تو شاید وہ مجھ سے نکاح کر لے اور میں اس کی خدمت میں رہ کر دین کی باتیں سیکھوں اور اللہ کی راہ میں وہ میری مدد کرے۔ چنانچہ وہ اپنا مال اور خادم ساتھ لے کر پتہ پوچھتی ہوئی عابد کے گاؤں پہنچی۔ اور عابد کو پہچان لیا، پھر اپنے چہرے سے نقاب اُٹھائی تاکہ عابد بھی اسے پہچان لے چنانچہ اس نے بھی پہچان لیا اور اسے پرانا واقعہ یاد آ گیا، جس کے ساتھ ہی اس کی چیخ نکل گئی اور اُس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ عورت کہنے لگی، میں تو اس کی تلاش میں ماری ماری بڑی مشکل سے یہاں پہنچی تھی اور اس نے مجھے دیکھتے ہی جان دے دی پھر اُس نے پوچھا، عابد کے خاندان میں کوئی ہے جو مجھ سے نکاح کرے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس کا ایک مفلس بھائی ہے جس کے پاس کچھ نہیں۔ عورت نے کہا، اس کی پرواہ نہیں، زندگی گزرانے کیلئے میرے پاس مال موجود ہے چنانچہ اس نے اس کے بھائی سے نکاح کر لیا۔ اس صالح شخص کے یہاں اُس عورت سے سات بیٹے پیدا ہوئے جو سب کے سب نیک ہوئے۔

حضرت ابو عبداللہ اُندلسی کا واقعہ

لیل و نہار کا انقلاب، دُنیا کا عروج وزوال، قوموں کی ترقی وتنزل، سلف و خلف کے واقعات ایک چشم بصیرت کے لیے ہزاروں عبرتیں اپنے دامن میں رکھتے ہیں اور بہ آواز بلند کہہ رہے ہیں:

Marfat.com

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

الغرض تمام تاریخ عالم انہیں عبرتوں کا آئینہ ہے جس کا ایک ورق ناظرین کرام کے سامنے کھولا جاتا ہے۔ کیا خوب فرمایا، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے

انقلاباتِ جہاں واعظ رب میں دیکھو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

ذیل کا عبرت آموز واقعہ علامہ دمیری کی کتاب حیوۃ الحیوان مطبوعہ مصر سے نقل کیا جاتا ہے
سن ہجری کی دوسری صدی ختم پر ہے۔ آفتاب نبوت غروب ہوئے ابھی بہت زیادہ مدت نہیں گذری۔ لوگوں میں امانت، دیانت، اور دین وتقویٰ کا عنصر غالب ہے۔ اسلام کے ہونہار فرزند جن کے ہاتھ پر اس کو فروغ ہونے والا ہے، کچھ برسرِ کار ہیں اور کچھ ابھی تربیت پا رہے ہیں۔ ائمہ دین کا زمانہ ہے۔ ہر ایک شہر علماء دین وصلحائے متقین سے آباد نظر آتا ہے۔ خصوصاً مدینۃ الاسلام (بغداد) جو اس وقت مسلمانوں کا دارالسلطنت ہے، اپنی ظاہری اور باطنی آرائشوں سے آراستہ ہو کر گلزار بنا ہوا ہے۔ ایک طرف اگر اس کی دل فریب عمارتیں اور اُن میں گذرنے والی نہریں دل لبھانے والی ہیں، تو دوسری طرف علماء اور صلحاء کی مجلسیں، درس وتدریس کے حلقے، ذکر وتلاوت کی دل کش آوازیں، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دل جمعی کا کافی سامان ہے۔ فقہاء محدثین اور عباد وزہاد کا ایک عجیب وغریب مجمع ہے۔ اس مبارک مجمع میں ایک بزرگ ابو عبداللہ اُندلسی کے نام سے مشہور ہیں، جو اکثر اہلِ عراق کے پیر ومرشد اور اُستاد محدث ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ جن کا ایک عبرت ناک واقعہ ہمیں اس وقت ہدیہ ناظرین کرنا ہے۔

یہ بزرگ علاوہ زاہد وعابد اور عارف باللہ ہونے کے حدیث وتفسیر میں بھی ایک جلیل القدر امام ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور قرآن شریف کو تمام

Marfat.com

روایاتِ قراءت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا۔ تلامذہ اور مریدین کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جن میں حضرت جنیدؒ بغدادی، اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

حضرت شبلی قدس اللہ سرہ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت امن وامان اور آرام واطمینان کے ساتھ منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہمارا گذر عیسائیوں کی ایک بستی پر ہوا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لیکن پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ادا نہ کر سکے تھے۔ بستی میں پہنچ کر پانی کی تلاش ہوئی۔ ہم نے بستی کا چکر لگایا۔ اس دوران میں ہم چند مندروں اور گرجا گھروں پر پہنچے، جن میں آفتاب پرستوں، یہودیوں اور صلیب پرست نصرانیوں کے رہبان اور پادریوں کا مجمع تھا جن میں سے ہر شخص

ہر کس بخیالِ خویش بربطے دارد

کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ کوئی آفتاب کو پوجتا، اور کوئی آگ کو ڈنڈوت کرتا تھا، اور کوئی صلیب کو اپنا قبلہ حاجات بنائے ہوئے تھا۔ ہم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور ان لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی پر حیرت کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ آخر گھومتے گھومتے بستی کے کنارے پر ہم ایک کنویں پر پہنچے۔ جس پر چند نوجوان لڑکیاں پانی نکال رہی تھیں۔ اتفاق سے شیخ مرشد ابوعبداللہ اُندلسی کی نظر ان میں سے ایک لڑکی پر پڑی جو اپنے خداداد حسن وجمال میں سب ہجولیوں میں ممتاز ہونے کے ساتھ زیور اور لباس سے آراستہ تھی شیخ کی اُس سے آنکھیں چار ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ چہرہ بدلنے لگا۔ اس انتشارِ طبع کی حالت میں شیخ ان کی ہجولیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ یہ کس کی لڑکی ہے؟

لڑکیاں: یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے۔

شیخ: پھر اس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں بنا رکھا ہے کہ کنویں سے خود ہی پانی بھرتی ہے۔ کیا وہ اس کے لئے کوئی نوکر نہیں رکھ سکتا، جو اس کی خدمت کرے۔

Marfat.com

لڑکیاں: کیوں نہیں۔ مگر اس کا باپ ایک نہایت عقیل اور فہیم آدمی ہے۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے مال ومتاع، حشم وخدم پر مغرور ہو کر کہیں اپنے فطری اخلاق کو خراب نہ کر بیٹھے، اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں جا کر اُس کی خدمت میں کوئی قصور نہ کرے۔ سردار کا لڑکی کو باہر نکالنا اور کنویں پر بھیجنا اگرچہ بے شبہ مذموم وناروا تھا۔ مگر ساتھ ہی اس کا لڑکی کے اخلاق اور خاوند کی اطاعت کا خیال ضرور قابل داد ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کریں اور میکہ کی بود وباش میں لڑکیوں کے اخلاق خراب نہ ہونے دیں، اُن کو سسرال کے آداب اور خاوند کی اطاعت کا سبق دیں۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اور تین دن کامل اس پر گزر گئے کہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، اور نہ کسی سے کلام کرتے ہیں۔ البتہ جب نماز کا وقت آتا تو نماز ادا کر لیتے ہیں۔ مریدین اور تلامذہ کی کثیر التعداد جماعت اُن کے ساتھ ہے۔ لیکن سخت ضیق میں ہیں۔ کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے یہ حالت دیکھ کر پیش قدمی کی۔ اور عرض کیا کہ اے شیخ! آپ کے مریدین آپ کے اس مستمر سکوت سے متعجب اور پریشان ہیں۔ کچھ تو فرمائیے کیا حال ہے؟

شیخ: (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں۔ پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اُس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ میرے تمام اعضاء وجوارح پر اسی کا تسلط ہے۔ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں۔

حضرت شبلیؒ: اے ہمارے سردار! آپ اہل عراق کے پیر ومرشد، علم وفضل اور زہد وعبادت میں شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے۔ بطفیل قرآن عزیز ہمیں اور ان سب کو رسوا نہ کیجیے۔

Marfat.com

شیخ: میرے عزیزو! میرا اور تمہارا نصیب تقدیر خداوندی ہو چکی ہے مجھ سے ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا، اور ہدایت کی علامات اُٹھالی گئیں۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا، اور کہا۔ اے میری قوم! قضاو قدر نافذ ہو چکی ہے۔ اب کام میرے بس کا نہیں ہے۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا، اور حسرت سے رونا شروع کیا۔ شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے۔ یہاں تک زمین آنسوؤں کے اُمنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے لوگ ہمارے آنے کی خبر سن کر شیخ کی زیارت کے لئے شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ ہم نے سارا واقعہ بیان کیا۔ واقعہ سن کر لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ شیخ کے مریدوں میں سے کثیر التعداد جماعت تو اسی وقت عالمِ آخرت کو سدھار گئی، اور باقی لوگ گڑگڑا کر اللہ بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے تھے کہ یامقلب القلوب شیخ کو ہدایت کر، اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہو گئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت وافسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب ہم مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں۔ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا، اور اس گاؤں میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا:

گاؤں والے: وہ جنگل میں خنزیر (سور) چرا رہے ہیں

ہم: اللہ کی پناہ! یہ کیا ہوا؟

گاؤں والے: اُس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی، اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کر لیا، اور وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔

ہم یہ سن کر ششدر رہ گئے، اور غم سے ہمارے کلیجے پھٹنے لگے۔ آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا طوفان اُمنڈنے لگا۔ بہ مشکل دل تھام کر اُس جنگل میں پہنچے، جہاں وہ سور چرا رہے تھے۔ دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی ہے، اور کمر میں زنار بندھی ہوئی ہے، اور اسی

Marfat.com

عصا پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبے کے وقت سہارا لیا کرتے تھے جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا۔ شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جھکا لیا۔ ہم نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا۔

شیخ: (کسی قدر دبی زبان سے) وعلیکم السلام۔

شبلی: شیخ! اس علم و فضل اور حدیث تفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟

شیخ: میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں، میرے مولیٰ نے جس طرح چاہا، مجھ میں تصرف کیا۔ اور اس قدر تقرب کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دے تو پھر اس کی قضا کو کون ٹالنے والا تھا۔ اے عزیزو اللہ بے نیاز کے قہر سے ڈرو۔ اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو۔ اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا۔ اے میرے مولیٰ! میرا گمان تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل و خوار کر کے اپنے دروازے سے نکال دے گا یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا۔ اور آواز دی کہ اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ حدیث میں ہے: السعید من وعظ بغیرہ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

شبلی: (رونے کی وجہ سے لکنت کرتی ہوئی آواز سے نہایت دردناک لہجہ میں) اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں۔ ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے، ہم سے یہ مصیبت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفعہ کرنے والا نہیں۔

خنزیر اُن کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنے اور چلانے لگے، اور اس زور سے چیخے کہ اُن کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گونج اُٹھے۔ یہ میدان، میدانِ حشر کا نمونہ بن گیا۔ ادھر شیخ حسرت کے عالم میں زار و قطار رو رہے تھے۔

شبلی: شیخ آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کے ساتوں قرأت پڑھا کرتے تھے۔ اب بھی اس کی کوئی آیت یاد ہے؟

Marfat.com

شیخ: اے عزیز! مجھے قرآن میں سے دو آیت کے سوا کچھ یاد نہیں۔

شبلی: وہ دو آیتیں کون سی ہیں؟

شیخ: ایک تو یہ ہے۔ (جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے۔ اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور دوسری یہ ہے۔ (جس نے ایمان کے بدلے میں کفر اختیار کیا، تحقیق وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگیا)۔

شبلی: اے شیخ آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع اسناد برزبان یاد تھیں اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟

شیخ: صرف ایک حدیث یاد ہے (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو)۔

شبلی: ہم یہ دیکھ کر بصد حسرت و یاس شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس ہوئے اور بغداد کا قصد کیا۔ ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں، اور بآواز بلند شہادتیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے جاتے تھے۔ اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت اور حسرت و یاس کا اندازہ ہو۔

شیخ: (قریب پہنچ کر) مجھے ایک پاک کپڑا دو۔ اور کپڑا لے کر سب سے پہلے نماز کی نیت باندھی، ہم منتظر ہیں کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو مفصل واقعہ سنیں تھوڑی دیر کے بعد شیخ نماز سے فارغ ہوئے، اور ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے

ہم: اس اللہ علیم و قدیر کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے آپ کو ہم سے ملایا، اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرمایا۔ مگر ذرا بیان تو فرمائیے کہ اس انکار شدید کے بعد پھر آپ کا آنا کیسے ہوا؟

شیخ: میرے دوستو! جب تم مجھے چھوڑ کر واپس ہوئے، میں نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ پاک مجھے اس جنجال سے نجات دے۔ میں تیرا خطا کار بندہ ہوں۔ اُس سمیع الدعا نے بایں ہمہ میری آواز سن لی، اور میرے سارے گناہ محو کر دیئے۔

Marfat.com

ہم: شیخ! کیا آپ کے اس ابتلاء (آزمائش) کا کوئی سبب تھا؟

شیخ: ہاں! جب ہم گاؤں میں اُترے، اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گذر ہوا۔ تو آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن موحد ہیں اور یہ کم بخت کیسے جاہل اور احمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ ''ایمان وتوحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں بلکہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے، اور اگر تم چاہو تو تمہیں ابھی بتلا دیں۔'' اور مجھے اُسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا کوئی جانور میرے قلب سے نکل کر اُڑ گیا ہے جو درحقیقت ایمان تھا۔

شبلی: اس کے بعد ہمارا قافلہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ بغداد پہنچا۔

سب مریدین شیخ کی زیارت اور اُن کے دوبارہ قبول اسلام سے خوشیاں منا رہے تھے۔ خانقاہیں اور حجرے کھول دیئے گئے۔ بادشاہ وقت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، اور کچھ ہدیہ پیش کیا۔ شیخ پھر اپنے قدیم شغل میں مشغول ہو گئے، اور پھر وہی حدیث وتفسیر، وعظ وتذکیر، تعلیم وتربیت کا دور شروع ہو گیا اللہ پاک نے شیخ کا بھولا ہوا علم پھر اُن کو عطا فرما دیا اور اب نسبتاً پہلے سے ہر علم وفن میں ترقی ہے۔ تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار۔ اور اسی حالت میں ایک مدت گذر گئی۔

ایک روز ہم صبح کی نماز پڑھ کر شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی شخص نے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں دروازہ پر گیا، تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ کپڑوں میں لپٹا ہوا کھڑا ہے۔

میں: آپ کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں اور کیا مقصود ہے؟

آنے والا: اپنے شیخ سے کہہ دو کہ وہ لڑکی جس کو آپ فلاں گاؤں میں (اس گاؤں کا نام لے کر جس میں شیخ مبتلا ہوئے تھے) چھوڑ آئے تھے، آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔

''سچ ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا ہو رہتا ہے، تو سارا جہاں اس کا ہو جاتا ہے۔''

Marfat.com

میں شیخ کے پاس گیا۔ واقعہ بیان کیا۔ شیخ سنتے ہی زرد ہو گئے۔ اور خوف سے کانپنے لگے۔ اس کے بعد اس کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لڑکی شیخ کو دیکھتے ہی زار زار رو رہی ہے، شدتِ گریہ دم لینے کی اجازت نہیں دیتا کہ کچھ کلام کرے۔

شیخ: (لڑکی سے خطاب کر کے) تمہارا یہاں آنا کیسے ہوا، اور یہاں تک تمہیں کس نے پہنچایا؟

لڑکی: اے میرے سردار! جب آپ ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے اور مجھے خبر ملی، تو میری بے چینی اور بے قراری جس حد کو پہنچی، اس کو کچھ میرا ہی دل جانتا ہے۔ بھوک رہی نہ پیاس، نیند تو کہاں آتی۔ میں رات بھر اضطراب میں رہ کر صبح کے قریب ذرا لیٹ گئی اور اس وقت مجھ پر کچھ غنودگی سی غالب ہوئی۔ اسی غنودگی میں، میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا، جو کہہ رہا تھا کہ اگر تُو مومنات میں داخل ہونا چاہتی ہے، تو بتوں کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر، اور اپنے دین سے توبہ کر کے شیخ کے دین میں داخل ہو جا۔

میں: (اسی خواب کے عالم میں اُس شخص کو خطاب کر کے) شیخ کا دین کیا ہے؟

شخص: اس کا دین اسلام ہے۔

میں: اسلام کیا چیز ہے؟

شخص: اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اُس کے برحق رسول و پیغمبر ہیں۔

میں: تو اچھا شیخ کے پاس کس طرح پہنچ سکتی ہوں؟

شخص: ذرا آنکھیں بند کر لو، اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

میں: بہت اچھا۔ یہ کہا اور کھڑی ہو گئی، اور ہاتھ اُس شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔

شخص: (میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دور چل کر) بولے آنکھیں کھول دو۔

میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دجلہ (ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی ہے) کے

Marfat.com

کنارے پایا۔ اب میں متحیر ہوں، اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہوں۔

اس شخص نے آپ کے حجرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ سامنے شیخ کا حجرہ ہے۔ وہاں چلی جاؤ، اور شیخ سے کہہ دو کہ آپ کا بھائی آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں اس شخص کے اشارے کے موافق یہاں پہنچ گئی، اور اب آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ مجھے مسلمان کر لیجیے۔

شیخ نے اس کو مسلمان کر کے اپنے پڑوس کے ایک حجرے میں ٹھہرا دیا کہ یہاں عبادت کرتی رہو۔ لڑکی عبادت میں مشغول ہوگئی، اور زہد و عبادت میں اپنے اکثر اقربا سے سبقت لے گئی۔ دن بھر روزہ رکھتی تھی، اور رات بھر اپنے مالک بے نیاز کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی۔ محنت سے بدن ڈھل گیا تھا۔ ہڈی اور چمڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ آخر اسی میں مریض ہوگئی اور مرض اتنا ہوا کہ موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اور جب اس مسافر آخرت کے دل میں اس ایک حسرت کے سوا کوئی حسرت باقی نہیں رہی کہ ایک مرتبہ شیخ کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے، کیونکہ جس وقت سے اُس حجرے میں مقیم ہے، نہ شیخ نے اُس کو دیکھا ہے اور نہ ہی شیخ کی زیارت کر سکی۔ جس سے آپ چند گھڑی کے مہمان کی حسرت ویاس کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس وقت حسرت کا مصداق بنا ہوا ہے۔ آخر شیخ کو کہلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس ہو جائیں۔

یہ سن کر شیخ فوراً تشریف لائے۔ جاں بلب لڑکی حسرت بھری نگاہوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتی ہے، مگر آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اُسے ایک نظر بھر دیکھنے کی مہلت نہیں دیتیں۔ آنسوؤں کا ایک تار بندھا ہوا ہے مگر ضعف سے بولنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اُس کی زبان بے زبانی یہ کہہ رہی ہے

دمِ آخر ہے ظالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر
صدا پھر دیدۂ تر کرتے رہنا اشک افشانی

Marfat.com

آخر لڑکی لڑکھڑائی ہوئی زبان اور بیٹھی ہوئی آواز سے اتنا لفظ کہا۔ السلام علیکم!

شیخ: (شفقت آمیز الفاظ سے) تم گھبراؤ نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہماری ملاقات جنت میں ہونے والی ہے۔

لڑکی شیخ کے ناصحانہ کلمات سے متاثر ہو کر خاموش ہو گئی، اور اب یہ خاموشی ممتد ہوئی کہ یہ مہر سکوت صبح قیامت سے پہلے نہ ٹوٹے گی۔ اس پر کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ مسافر آخرت نے اس دارِ فانی کو خیر باد کہا۔ شیخ اس کی وفات پر آب دیدہ ہیں، مگر اُن کی حیات بھی دنیا میں چند روز سے زائد نہیں رہی۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ چند ہی روز کے بعد شیخ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے شیخ کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک پُر فضا باغ میں مقیم ہیں، اور ستر حوروں سے آپ کا نکاح ہوا ہے جن میں پہلی وہ عورت جس کے ساتھ نکاح ہوا، یہ ہی لڑکی ہے۔ اور اب وہ دونوں ابدالاباد کے لئے جنت کی بیش قیمت نعمتوں میں خوش وخرم ہیں۔ اللہ پاک کے حضور دعا ہے کہ وہ پاک ذات ہر مسلمان کو دین پر استقامت عطا فرمائے اور ہر انسان کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

بدنگاہی سے اجتناب

اچانک نظر معاف ہے مگر ایک نظر اچانک کے بعد پھر دوسری بار دیکھنا حرام ہے۔ جو سالک بدنگاہی کرتا ہے وہ سالک نہیں، محض عیش باہی کرنے والا ہے۔ جو شخص کسی لڑکے یا اجنبی عورت کو بدنگاہی سے دیکھتا ہے وہ نور سے نکل کر تاریکی کے کنوئیں میں جا گرتا ہے یعنی نور قرب چھن جاتا ہے۔ دل کا نور بدنگاہی سے ختم ہو جاتا ہے، اور بدنگاہی کرنے والا دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔ تقویٰ کا نور اللہ تک لے جاتا ہے اور بدنگاہی اُن مردہ لاشوں تک لے جاتی ہے جن کو تُو گھورتا رہتا ہے۔

پرہیز کرو بدنگاہی سے، کیونکہ تقویٰ اور فسق دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ بدنگاہی

Marfat.com

کرنے والا اللہ کا دوست نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنی دوستی کے لیے تقویٰ کو شرط ٹھہرایا ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارا دوست کوئی نہیں بجز متقی بندوں کے۔

بدنگاہی کرنے والا اللہ تعالیٰ شانہٗ کا درباری نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس کے دربار کے لیے تقویٰ شرط ہے۔ اے اللہ کے بندے! تو بدنگاہی کرتا ہے تو اپنے آپ کو تقویٰ سے دور لے جارہا ہے۔ تُو نافرمانی کا نام عشق رکھتا ہے۔ پس تُو اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے، کہ فسق کو عشق سمجھتا ہے۔ مشرق کا نام مغرب رکھنے سے کیا تُو مغرب کی طرف پہنچ سکتا ہے؟ جب شریعت میں بدنگاہی کو فسق قرار دیا گیا، تو کیوں یہ فسق تیری نظر میں عشق بن رہا ہے۔

کوئی فاسق اولیاء اللہ نہیں ہوسکتا۔ پس: اس فعل بدنگاہی سے، اے دوست! توبہ ضروری ہے۔ جب تک تیرا دل غیر اللہ سے پاک نہ ہوگا، تو اللہ کا ولی نہیں بن سکے گا۔

جو شخص اپنی زندگی کے ایک بڑے حصے کو گناہوں میں تباہ کرچکا ہو، اور بدنگاہی اور عشق مجازی وغیرہ میں مبتلا رہنے سے اُس کی توبہ بار بار ٹوٹ رہی ہو، اور زندگی کے ایام اس پر تلخ ہورہے ہوں اور دل سے اپنی اصلاح کا فکر مند ہو مگر شہوات کے دلدل سے نہ نکل پارہا ہو، اور ارتکاب جرائم بدنگاہی وغیرہ اس کی عادتِ ثانیہ اور اُس کا مزاج ثانی بن چکے ہوں، اور تلخی ظلمات معاصی سے اپنی جان سے بیزار ہوچکا ہو۔ مسلسل اپنی شکست اور بدعہدی سے اور مسلسل نافرمانیوں کی ظلمت ووحشت سے اس کی دنیا ہی جہنم بن گئی ہو اور اللہ کا فرمان ''جو شخص میری یاد سے اعراض کرے گا، اس کی زندگی کو میں تلخ کردوں گا'' کی پوری پوری تلخی محسوس کررہا ہو، اور اس صدمہ سے کلیجہ منہ کو آرہا ہو، اُس شخص کو چاہیے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغ کے کام میں کچھ وقت لگائے۔

اخلاق رذیلہ

اے اللہ کے بندے! اگر تو اخلاق رذیلہ میں گرفتار رہے گا اور اصلاح کی فکر واہتمام میں مجاہدہ نہ کرے گا، تو تیری زندگی خود دوزخ اور عذاب سرمدی بن جاوے گی۔ اخلاق رذیلہ ہی دوزخ

Marfat.com

کا سرمایہ ہے، اور اخلاق رذیلہ ہی محبوب حقیقی کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

جب تیری کوئی بری عادت جڑ پکڑ لیتی ہے تو اُس بری عادت کو دور کرنے والے ہی پر تجھے غصہ آتا ہے۔ جب تیرے برے اخلاق کے خلاف کوئی نصیحت کرتا ہے تو تجھے اس ناصح ہی سے سخت کینہ پیدا ہو جاتا ہے، حالانکہ تجھے اُس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

بارہا تو اپنی بری عادتوں سے ذلیل ہوا۔ لیکن تُو ایسا بے حس ہے کہ تجھے احساس ہی نہیں ہوتا۔ بری عادت کا درخت تو مضبوط ہوتا جاتا ہے، اور اُس کا اُکھاڑنے والا روز بروز کمزور ہوتا جاتا ہے (بوجہ زیادتی عمر کے)۔ تو یا تو تلوار اُٹھا اور مردانہ وار حملہ کر دے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح اس درِ خیبر کو جڑ سے اُکھاڑ ڈال اور اگر اتنی ہمت نہیں کہ نفس کو توڑ سکے تو اپنے خارِ رذیلہ کو کسی اللہ والے کی صحبت کے پھول سے ملا دے اور اس یارِ باوفا کے نور سے اپنی نارِ شہوت کو ملا دے۔ تا کہ اُس اللہ والے کا نور تیری نارِ شہوت کو مغلوب اور کمزور کر دے اور اُس کی صحبت کی برکت تیرے خار کو گلشن بنا دے اور تجھے اللہ کے ذکر پر لگا دے۔ تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور میں چلا جا وہاں تجھے اللہ والوں کی رفاقت نصیب ہو جائے گی جو تجھے منزل پر پہنچا دے گی۔

گریہ وزاری

وہ شخص کس قدر خوش قسمت ہے جو اپنے رب دو جہاں کے سامنے بیٹھا ہوا، اُس کی یاد میں آہ وفغاں کرتا ہے۔ اے اللہ کے بندے! اپنے گریہ کے آنسو میں خونِ دل بھی بہا دے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اپنی جان میں مشاہدہ کر لے۔

جس جگہ کوئی عاشق سجدہ میں روتا ہے، وہی قطعہ زمین اس عاشق حق کے لیے حریم بارگاہ حق بن جاتا ہے۔ ندامت سے گناہ گار کے آنسو سجدہ کی حالت میں شہیدوں کے خون کے برابر وزن کیے جاتے ہیں۔ جو شخص کہ اپنے کو مثل خارِ گناہ گار اور حقیر سمجھتا ہے اور اس احساس سے زار زار روتا ہے اور لطف حق اس کی زاری اور درد سے جوش میں آتا ہے اور یہ بندہ اللہ تعالیٰ کا درباری اور محبوب

Marfat.com

بن جاتا ہے...... جو شخص عشق حق سے روتا ہے، اس کی آنکھیں دوسری سینکڑوں آنکھوں کی سرداری کرتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ستاری اپنے کرم سے ایسے گریہ وزاری کرنے والے بندے کے عیوب کی پردہ پوشی ہر وقت کرتی ہے۔ رحمت حق اس کے اعمال سے صرف نظر کرتی ہے اور اپنے لطف وکرم کی بارش اُس کے سر سے پاؤں تک کرتی ہے۔ غلام بے ہنر پر اللہ تعالیٰ شانہٗ کی یہ رحمتیں دراصل یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کا خاصہ ہیں۔

اے کاش! میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کی محبت کے غم میں خوب روتا اور رات دن اُس کی جدائی کے غم میں نالہ کرتا۔ عشق نالہ ہائے پر خون کرتا ہے اور عقل کو حیران اور مجنون کرتا ہے۔ زمین پر جب اللہ کے عاشقان روتے ہیں، تو آسمان پر ستارے ان آنسوؤں کی عظمت سے محوِ حیرت ہوتے ہیں۔ جو شخص دردِ دل سے آنسو برساتا ہے، وہ دراصل اپنے دل کے لیے عشق کی آگ کا سامان کرتا ہے۔

حقیقی اور پختہ توبہ

اے اللہ کے بندے! مردانہ وار توبہ کر گناہوں سے، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قدم رکھ دے۔ کب تک اللہ سے دور رہ کر گناہ کرتا رہے گا۔ حالانکہ اپنے عمل کے ایک ایک ذرے کو قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال میں موجود پائے گا۔

اپنے باپ سیدنا آدم علیہ السلام سے سبق سیکھ لے کہ اُنہوں نے اپنے قصور سے کس طرح توبہ کی اور اپنے رب کے سامنے اپنے آپ کو جھکا کر عالی منصب حاصل کیا۔ جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خاص اولاد ہیں، وہ بھی اپنے باپ کی تقلید کرتے ہوئے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہتے ہیں۔

بغیر توبہ کے جو زندگی گناہوں میں غرق ہے، وہ خود وبالِ جان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہماری نافرمانی کرتا ہے، ہم اُس کی زندگی کو تلخ کر دیتے ہیں، اور اللہ سے غافل ہونا موت عاجلہ کے مترادف ہے۔

سجدہ گاہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کرو، فریاد کرو کہ اے اللہ! مجھ کو خیالات فاسدہ سے رہائی

Marfat.com

عطا فرما کیونکہ توبہ کے آنسو ماضی کی تمام برائیوں کو بھلائیوں سے تبدیل کر دیتے ہیں، اور گناہوں کے پرانے زہر کو بھی مثل شکر کر دیتے ہیں۔ توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ شانہٗ تیری سیئات کو حسنات سے تبدیل فرما دیں گے اور تیرا گزرا ہوا زمانہ ماضی یعنی نافرمانی کا زمانہ سب کا سب اطاعت میں شمار کیا جاوے گا۔

خبردار! توبہ کے سہارے پر گناہ کی ہمت مت کرنا کہ توبہ کر کے پھر پناہ میں آجائیں گے۔ کیونکہ استغفار و توبہ کی توفیق تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ گستاخی اور مسلسل سرکشی کی نحوست سے توفیق توبہ سلب کر لی جائے۔ ذوق توبہ ہر سرمست کا حصہ نہیں ہے۔

اس اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسخ صورت ظاہری کا عذاب تو معاف کر دیا گیا ہے، مگر مسخ عقل و فہم اور مسخ صلاحیت و سلامتی قلب کا عذاب جاری ہے۔ ایسے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، اور سچے دل سے ایسی پختہ توبہ کرو کہ شیطان کا مکر و فریب تم پر نہ چل سکے۔

عاشق حق کی آہ

عشق کے لیے بجز آہ کوئی سامان نہیں، اور درد عشق کا بجز آہ کوئی درماں نہیں۔ آہ سے اللہ تعالیٰ کا کمال قرب حاصل ہوتا ہے آہ جب عاشق حق کے دل سے نکلتی ہے تو ایک ہی سانس میں اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔ راہ حق میں آہ کو حاصل عشق سمجھو، اور آہ کو اللہ تعالیٰ سے واصل سمجھو۔

جو شخص آہ کرتا ہے وہ عاشق ہوتا ہے۔ آہ اُس کے عشق پر گواہ ہوتی ہے۔ انابت (توجہ الی اللہ) کا کمال آہ ہے۔ پس: اے عاشق! تُو آہ پیدا ہونے کے لیے گریہ وزاری کر۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازہ پر جب کوئی دربان مقرر نہیں تو سمجھ لو کہ عاشقان حق کی آہ کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں کوئی محرومی نہیں ہو سکتی، اور آہ کو رسائی منزل تک اذن عام حاصل ہے اور یہ اذن عام ہر شخص کو ہے۔

اگر بلبل کا نالہ بے اثر ہوتا تو پھول اندر اندر کیوں چاک جگر ہوتا۔ اسی طرح عاشق حق کی آہ بھی کبھی بے اثر نہیں ہوتی۔ ہر شخص کی آہ کا مقام الگ الگ ہے۔ کیونکہ آہ دل سے نکلتی ہے اور ہر دل

Marfat.com

کی قیمت دوسرے دلوں سے الگ الگ ہے، اور یہ قیمت ہر دل کے درد محبت کے اعتبار سے ہے۔ دلوں کی قیمت اجسام یعنی آب وگل کے وزن سے نہیں۔ اسی سبب سے انبیاء اور اولیاء کی آہوں کا فرق بارگاہ کبریا میں اُن کے مراتب کے مطابق ہے۔ آہ اُسی وقت نکلتی ہے جب درد محبت سے دل مضطر ہوتا ہے اور مضطر کی آہ قسمت اور نصیب کا اختر (ستارہ) ہوتی ہے۔

اجتناب از صحبت بد

خبردار! ہر گمراہ کو اپنا رفیق سفر مت سمجھو اور جو اللہ تعالیٰ سے غفلت کی نیند سو رہے ہیں، اُن کو آگاہ حق نہ سمجھ لینا۔ بُرے ساتھی سے اللہ بچائے۔ اے معزز شخص! ہمیشہ کسی نیک ساتھی کو ڈھونڈ۔ جاہل اگر تیرے ساتھ دوستی اور ہمدردی کا اظہار بھی کرے تو تم اُس سے ہوشیار رہو اور دور رہو، کیونکہ اس کی دوستی کا بھی براہی ہوگا۔ کسی دانا کا قول ہے نادان دوست سے عقل مند دشمن اچھا ہے۔

چونکہ برا سانپ بہتر ہے برے دوست سے، اس لیے ہمیں اللہ پاک بے نیاز کی حرمت اور عزت وجلال کے صدقہ میں بُرے ساتھی سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ زہریلا سانپ اپنے کاٹنے سے جان لے لیتا ہے اور برا ساتھی کشاں کشاں جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

جو مرنے والا اپنے وجود زندگی ہی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مٹا دے، اور اس مقصد کے لیے کسی مرد کامل سے وابستہ ہو جائے۔ اے اللہ! اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ افسوس ہے اُس شخص پر جو زندہ ہوتے ہوئے مردہ سے صحبت رکھتا ہے یعنی جو خود نیک ہو کر کسی برے ساتھی کی ہمنشینی سے اپنی صالحیت کو تباہ کر بیٹھا، اور حقیقی زندگی سے محروم ہو کر غفلت کی موت سے مردہ ہو گیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو بُرے ساتھی سے بچائے آمین۔

صحبت اہل دل

اے طالب حق! تو اہل دل اور اہل نظر کا دامن جلد پکڑ لے۔ اہل دل وہ لوگ کہلاتے ہیں

Marfat.com

جو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فدا کر دیتے ہیں یعنی اپنی خواہشات نفسانیہ کو مرضیات الٰہیہ کے تابع کر دیتے ہیں اور دل اُس ذات پاک کو دیتے ہیں جو دل عطا کرنے والی ہے۔ دل کے سلطان کے سوا کسی کو دل نہ دینا چاہیے، اور وہ سلطان اللہ تعالیٰ شانہٗ ہے اور ایمان دل کا حاصل یہی ہے۔ اگر تم اہل نظر کو دیکھنا چاہتے ہو تو اُنہیں دیکھو جو اہل دل ہیں کیونکہ اہل دل ہی اہل نظر کہلاتے ہیں۔

کافر خواہ کتنا ہی اپنے کو محقق اور سائنس دان اور اہل فکر و اہل نظر کہے، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو مثل بہائم بلکہ جانوروں سے بدتر قرار دیا ہے تو وہ اہل نظر کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے دور ہے اگرچہ وہ سینکڑوں نظر تحقیق کا مدعی ہو، اہل نظر نہیں ہو سکتا۔ جو بندہ اپنے اللہ مالک اور خالق کی رضا پر نظر رکھتا ہے۔ پس اے دوستو وہی اہل نظر کہلانے کا صحیح مستحق ہے۔

اللہ والوں کی صحبت ایک مدت العمر اختیار کرنے سے تجھے اہل دل اور اہل نظر بنا دے گی۔ اہل اللہ (اور اہل دل) کی صحبت اور دوستی تجھے بحر و بر تک پہنچا دے گی یعنی تجھے بھی اللہ والا بنا دے گی۔ علم کا نفع تو زندہ لوگوں پر ہوتا ہے اور جس نے کسی اللہ والے سے صحبت اختیار نہیں کی، وہ دراصل مردہ ہے، اور مردہ اگر اربوں اپنے پاس رکھتا ہو، کچھ نفع نہیں۔ اور بغیر صحبت اہل اللہ کے صحیح اور حقیقی زندگی نہیں عطا ہوتی۔ انڈا چاہے کتنے عرصے تک پڑا رہے، مردہ ہی رہتا ہے۔ لیکن جب مرغی کے پروں میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کی گرمی سے ایک مدت خاص کے بعد زندہ ہو جاتا ہے۔ غنچہ (کلی) سے خوشبو کب ظاہر ہوتی ہے، جب نسیم سحر اُس کو چھوتی ہے، یعنی اس کی صحبت سے اس کی اندرونی صلاحیت روشن ہو جاتی ہے۔

اے طالب! تیری روح بھی مثل غنچہ کے ہے اور تیرے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد پنہاں ہے۔ جب تُو کسی اہل اللہ کی صحبت میں اپنے آپ کو سپرد کر دے گا، تو وہ اہل اللہ مثل نسیم سحر تیری کلی شگفتہ کر دے گا، اور وہ پنہاں درد ظاہر ہو جاوے گا۔

دل ازل سے تھا، کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی، وہ اُبھر آئی ہے

Marfat.com

اگر تُو نے کسی راہبر کا دامن نہ پکڑا، تو تیری کلی ہمیشہ ناشگفتہ رہے گی اور تُو گل تر نہ بن سکے گا۔ تیری عمر اگر بے رفیق اور بے شیخ کے گزر گئی تو تیرے دین کا ہلال، ماہِ کامل نہ بن سکے گا۔ سینکڑوں عمل اور سینکڑوں علم اگر تُو اپنے اندر مخفی رکھتا ہے، مگر بے رفیق اور بے شیخ ہے تو پھر بھی گمراہ ہی رہے گا یعنی اللہ تک واصل نہ ہوگا، اور نفس کے رذائل سے بچ نہ سکے گا۔

غنچہ یعنی کلی شگفتہ ہو کر جب پھول بن جاتی ہے تو محفل میں اُس کی قدر و منزلت اور شان وشوکت دراصل اُسی نسیم ہی کے فیض کا صدقہ ہوتا ہے جو چمن میں اُسے حاصل ہوا تھا، اور جس کی صحبت نے اُس کو غنچہ سے گل تر بنا دیا تھا۔ ہمارے یہ الفاظ جو درد اور نور سے بھرے ہوئے ہیں۔ اے اللہ کے بندے! سمجھ لے کہ یہ سب اللہ والوں کا ہی عطیہ ہے۔

فوائد صحبت نیک

کاملین کی صحبت تجھے بھی کامل بنا دے گی جس طرح انارِ خنداں پورے باغ کو خنداں کر دیتا ہے۔ سنت کا راستہ جماعت کے ساتھ راحت اور عافیت سے طے ہوتا ہے، جس طرح ایک نئے گھوڑے کو چال سکھانے کے لیے پرانے گھوڑوں کے ساتھ کر دیتے ہیں، اور اس طرح بغیر مار پیٹ کے وہ نیا گھوڑا آسانی سے اور جلد پرانے گھوڑوں کی خوش رفتاری کی مشق کر لیتا ہے۔

کسی اللہ والے کو ڈھونڈ لو، اور اس سے دوستی، محبت اور الفت پیدا کر لو۔ اگر ایسا کرنے میں تم کامیاب ہو گئے تو انشاء اللہ تم بھی اہل اللہ میں سے ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی صحبت مثل کیمیا ہے کہ فرشی کو عرشی بنا دیتی ہے یعنی مجرمین کو اللہ والا بنا دیتی ہے اور جب ان کی نظر میں یہ کیمیا ہے تو ان کی ذات گرامی کس قدر بابرکت ہوگی۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یک زمانہ صحبت با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

Marfat.com

ایک زمانہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر دین کا صحیح فہم حاصل کرنا، سو (۱۰۰) برس کی عبادتِ بے ریا سے بہتر ہے۔

نیک انسان کی صحبت تجھے بھی نیک بنا دے گی، اور بروں کی صحبت تجھے بھی بدکار بنا دے گی۔ ایک آم کے درخت کی شاخ کے ساتھ نیم کی شاخ لگ گئی اور بالکل متصل ہوگئی۔ انجام یہ ہوا کہ تمام پھل اس آم کے، نیم کی تلخی سے تلخ اور کڑوے ہونے لگے۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔ جو شخص کہ مقبول بندوں کی صحبت میں رہتا ہے اگر آتش کدہ میں بھی ہے تو وہ بھی اُس کے حق میں باغ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقبول بندوں کی محبت کو اپنی جان کے اندر پیوست کرلو۔ اور اپنا دل کسی کو مت دو، سوائے اُن کے جن کے دل اللہ کی محبت سے سرشار ہیں۔

اے اللہ کے بندے! تیرا دل تجھے اہل دل کی مجلس کی طرف کھینچتا ہے۔ مگر تیری خاک تن کے تقاضے (خواہشات نفسانیہ) تجھے پانی اور کیچڑ (دنیائے حقیر) کی طرف کھینچتے ہیں۔ اگر باطنی دولت یعنی خاص تعلق مع اللہ حاصل کرنا ہے تو وہ صحبت کاملین ہی سے ملتی ہے۔ نہ تیری زبان سے یہ کام ہوگا اور نہ ہاتھ سے۔ دوزخیوں کو دوزخی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور نورانیوں کو نورانی اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ پاک عورتیں پاک مردوں کو دی جاتی ہیں، اور خبیث مردوں کے لیے خبیث عورتیں مخصوص ہوتی ہیں یعنی جیسا آدمی ہوگا، ویسی صحبت پائے گا۔ اس لیے اللہ والوں کی صحبت اختیار کر تا کہ پاک نورانی لوگ تجھے اپنی طرف کھینچیں۔

جب اللہ والوں کی مجلس میں حاضری ہو، تو خاموش بیٹھو اور اپنے کو اُن کی مجلس میں نگ کی طرح ممتاز مت کرو، یعنی خود کو مٹا کر رکھو۔ اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بحر افکار میں فکر صحیح پر دلالت وہدایت کے لیے میرے اصحابؓ کو مثل نجوم سمجھو۔

ذکرِ اللہ

جو عاشق اللہ کا ذکر ہمیشہ کرتا ہے وہ روح کو زمین پر رہتے ہوئے عرش بریں پر قائم کرتا ہے

Marfat.com

یعنی قرب کا اعلیٰ مقام پالیتا ہے۔ نورِ حق، اللہ کے ذکر سے جان میں داخل ہوتا ہے اور اس طرح کہ زبان سے جب اللہ کا نام جاری ہوتا ہے تو اُس کا نور دل میں، پھر دل سے جان تک منتقل ہو جاتا ہے اور قلب و روح دونوں منور ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا ذکر عاشقوں کے لیے مثل مرہم کے ہے، اُن کے پوشیدہ زخمی دلوں کے لیے اللہ کے ذکر کی برکت سے دل دونوں جہان سے سیر چشم ہو جاتا ہے، اور دونوں جہان کی لذت اُس کے لطف کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہے کیونکہ تمام کائنات کی لذتیں اللہ تعالیٰ ہی سے وجود اور اپنے اندر لذت پاتی ہیں اور لذت کون و مکاں کی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔ پس کیا لذت ہوگی اُس شاہ حقیقی اللہ کے نام میں جو تمام لذتوں کا مرکز اور سرچشمہ ہے۔

جملہ کائنات کی لذت میں روح اللہ پاک کے نام ہی سے آتی ہے۔ یہ مثال تو محض ناقص عقل اور فہم کے لیے دی گئی ہے۔ ورنہ کائنات کی لذت کو اس اللہ پاک کے نام کی لذت سے کیا نسبت ہے جو نبیوں اور پیغمبروں کو مجنون کرتی ہے۔ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں سوج آنا رات کی نماز میں طویل قیام سے ہوتا تھا۔ لذت ذکر و عبادت پر گواہ ہے، اور آپؐ کے اس عمل سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام پہچانو۔ اللہ کے ذکر کی دولت کے سبب اللہ کے عاشقان اس جہان میں بے سروسامانی کے باوجود رشک سلاطین ہوتے ہیں۔

کیفیت قلبی ...... بے قراری دل کی فصل و بہار

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ ۔ بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

کیا دُنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں، ربیع و خریف کی ہوائیں چلتی ہیں اور سردیوں اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اُسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بے قراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کے بادل نمودار ہوتے ہیں؟

مواجِ سمندر کی مثل ساغرِ ضبط چھلکنا ﴿ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو، مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی

Marfat.com

دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اُٹھتی ہے اور میرے روح کی شورش گزر گزر کے لوٹتی ہے۔ میں کچھ عرصہ سے اُس دریا کی مانند جو اُتر گیا ہو، چپ تھا۔ لیکن اُس سمندر کی مانند جس کی تہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگیوں کے سر جوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہے۔

دل مخزوں کی تڑپ ﴿ آج پھر مجھے اُس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سرد چہرہ پر اُڑا سکوں۔ پھر اُن کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل وجگر میں چبھو سکوں۔ میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بے چاروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اُکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا۔ آہ، میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں، اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ وفریاد کر سکتا ہوں، کرتا رہوں۔

مجبوروں کی آہ وبکا ﴿ میری چیخیں تمہارے عیش ونشاط کو مکدر کر دیں۔ میرا نالہ وبکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے۔ میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں۔ میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے۔ میں تم کو غم وماتم سے بھر دوں۔ میں تم کو درد وحسرت کا پتلا بنا دوں۔ تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہ جائیں۔ تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اُٹھے۔ تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اُٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردی نشاط کی بستی جو مدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے اس طرح اُجڑ جائے کہ کبھی آباد نہ ہو۔

غفلت شعاری

انسانی نیند ﴿ دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہو جاتی ہے کہ اک ذرا سی آواز اُن کو جگا دینے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی اُن سے سخت ہوتی ہے تو اُن کے لیے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہے۔ بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں۔ تو اُن کو جھنجھوڑنے، اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر سونے والے کے جاگ اُٹھنے کے لیے یہ

Marfat.com

بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے، آتش فشاں پہاڑ پھٹ اُٹھیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

اللہ کا قانون ﴾ سو یقین کرو کہ اللہ کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے۔ اُس کی صدائیں اُٹھتی ہیں تاکہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں لیتے تو ہر طرف شور وغل مچنے لگتا ہے تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے۔ اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اُٹھاتے ہیں کہ صبح آگئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اُتر کر صحنوں میں اور میدانوں میں پھیل گئیں، اب بھی اُٹھ جاؤ اور اُس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ کھو دو جو جا کر پھر واپس نہیں آئے گا۔

مردہ بستی ﴾ لیکن آہ، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے، تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں، اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ بھی سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ کسی طرح انسان جاگے، اور اب بھی آنکھیں کھول دے۔ اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر اللہ کا فرشتہ پکار اُٹھتا ہے: "یہ بندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے وہ اُٹھنے اور اُٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔" اللہ کے لیے قرآن پاک کو پڑھو سمجھو اور اُس پر عمل کرو نجات اسی میں ہے۔

ذخیرہ عقل وبصیرت

انسانی سرکشی ﴾ پس؛ تنبیہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں، اور ایک سوئے ہوئے انسان کو جگانے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، اور لکھا جا سکتا ہے وہ سب کچھ کیا جا چکا، اور لکھا جا چکا پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اُترتا، اور تمہاری موت کی

Marfat.com

نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لیے عقل و بصیرت ہے، عقلاء کی دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدایتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں اللہ کے مقدس نوشتے ہیں، اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیرات ہیں، انقلابات و تبدلات ہیں، آثار و علائم ہیں، استنباط و استشہاد ہے، لیکن آہ، وہ قوم جس کی غفلت کے لیے یہ سب کچھ بے کار ہے، نہ تو دنیا کے گزرے ہوئے واقعات میں اُس کے لیے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اُس کے لیے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے، اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ "اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر اُنہوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں۔"

تمرد کی دوسری قسم ﴾ بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں، اُتنی ہی اُس کی نیند گہری ہوتی جاتی ہے۔ "اور بلاشبہ اُن کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں بڑی ہی تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت و دانائی۔ پر افسوس کے حوادث و انقلابات کی یہ ڈراؤنی ہدایت بھی اُن کی بیداری کے لیے کافی نہ ہوگی۔"

سبق آموزی از تاریخ عالم ﴾ دُنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنی دنیا کے گزرے ہوئے واقعات آتے ہیں، اور انہی سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے واقعات ظاہر ہوئے، ایک ہی طرح کے اعلانات کئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے۔ پس تجربہ اور استقراء اُسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہوں گی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے۔ اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

اقوام عالم کی شاہراہ ترقی و تنزل ﴾ سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی، بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی، تو تمہارے جاگنے کے لیے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی۔ تمہارے آگے نوع بشری کی پوری

Marfat.com

تاریخ موجود ہے، ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار واطلال ہیں، اور زمین کے صدہا گوشے گزرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے بھرے پڑے ہیں، تو تم ان سب کے پاس جاؤ، اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت گناہ کر کے زندہ رہی ہے اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی اللہ سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے قانونوں پر چل کر قومیں تباہ ہوئی ہوں اور اُس کے قانون کو توڑ کے انہوں نے خوش حالی اور ہیشگی پائی ہو؟

یقینی ہلاکت کا ذریعہ ﴿ اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے آج تک ایک انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت واعراض کر کے زندگی پائی ہو، اور اللہ کے قانونوں کو توڑ کر خوشحالی اور مراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور اُمیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے۔ اور تم نے شیروں کے بھٹ کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤ گے؟ اللہ کا فرمان: ''کیا اُنہوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو اُن سے پہلے گزر چکے ہیں مثلاً قوم نوحؑ، عادؑ، ثمودؑ، قوم لوطؑ، اصحاب مدین، اور وہ لوگ جن کی بستیاں اُلٹ دی گئیں، ان سب کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ حق کی نشانیاں انہیں دکھائیں لیکن انہوں نے بدعملیوں کی راہ اختیار کی، اور اُس کی پاداش میں مٹا دیئے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ مگر ان بدبختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی۔''

عبرت آموز حوادث کا تواتر ﴿ اگر گزرے ہوئے واقعات وحوادث میں بھی تمہارے لیے کوئی آواز نہیں، تو پھر خود تمہاری آنکھوں کے سامنے گزرے ہوئے حوادث وتغیرات ہیں اور اُن کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی، اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ''آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گزرتا کہ ایک بار یا دو بار بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی اُن کی غفلت کا یہ حال ہے، کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں، اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں۔'' (قرآن پاک سورہ التوبہ آیۃ ۱۲۶)

Marfat.com

تعذیب اُمم کی آخری کڑک ﴾ اور اگر وہ تمام حوادث وتغیرات جن سے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع وغروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لیے کافی نہ تھے تو آہ اللہ قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اُس کے قانون تعذیب اُمم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے۔ اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لیے اُبھر آئیں؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"بے شک چاند جب کہ نکل آیا۔ رات جب کہ ختم ہوگئی، اور دن جب کہ روشن ہو گیا کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے، اور غافل انسان کو غفلتوں کی پاداش سے سخت ڈرانے والا ہے تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اس کے لیے بڑھنا ہے اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اُس کے لیے غافل رہ کر تباہ ہونا۔" (قرآن پاک سورہ مدثر آیۃ نمبر ۳۲ تا ۳۷)

تمثیل قیامت ﴾ پھر اگر تم اس لیے نہیں اُٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے نہیں اُٹھو گے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھیں نہیں کھولو گے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اُٹھے گی کانوں کو نہیں کھولو گے۔ تو آہ، یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اُٹھی، اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دھواں بن کر اُڑ جائے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: "پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلے کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر آنازل ہو؟ سو اگر اس کا انتظار ہے تو اس کی نشانیاں تو آچکیں اور جب وہ گھڑی خود آجائے گی تو اُس وقت اُن کے لیے کیا ہوگا؟" (قرآن پاک سورہ محمد آیۃ ۱۸)

جلال الٰہی کے لقاء کا ذریعہ ﴾ آفتاب کو ہمیشہ اس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے، اور دھوئیں کو دیکھ کر مسافر پالیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے اسی طرح اللہ کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر

Marfat.com

سے دیکھا گیا ہے اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتاب جمال کی چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہے۔
پس؛ وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کر لینے کے لیے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آ گیا، اور آنکھیں رکھنے والوں کے لیے اُس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب اُلٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے، اور اب بھی تم اس کے آگے جھکنے کے لیے نہیں گر جاتے، تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آ کھڑا ہو اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اُتر پڑے کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھوؤ اور اپنے کانوں کو اُس کے منہ سے لگا دو کہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بول دے کہ میں اللہ قہار ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں اُسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو، اور مجھ سے انکار نہ کرو۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ''اور ان لوگوں نے کہ اللہ کے لقا کی اُمید نہیں رکھتے کہا۔ اگر جو کچھ تم کہتے ہو، سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اُتارے گئے، اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اُتر آتا، اور ہم اُسے دیکھ لیتے؟'' (قرآن پاک سورہ الفرقان آیۃ ۲۱)

<u>اعمال صالح کا اختتام</u> ﴿ سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو، تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا، یہاں تک کہ اللہ کی جگہ اس کا آخری عذاب اُترے گا اور تم کو دردناکیوں اور سوختنیوں کی بشارت دے گا۔ اللہ کا فرمان: ''جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اُس دن مجرموں کے لیے کوئی بشارت نہ ہوگی کہ وہ صالحوں کی طرح اس کا انتظار کریں۔'' (قرآن پاک سورہ الفرقان آیۃ ۲۲)

<u>سنت اللہ</u> ﴿ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے۔ اللہ کا فرمان: ''پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے اُن سے پہلی قوموں پر آ چکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہہ دو کہ اچھا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔''

<u>نتائج غفلت شعاری</u> ﴿ آنکھیں دیکھنے کے لیے ہیں، کان سننے کے لیے ہیں، اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بے قرار ہو۔ لیکن وہ سب کچھ تمہارے لیے بیکار ہو گیا ہے جس کو آنکھ دیکھتی

Marfat.com

ہے، اور وہ سب آوازیں بے اثر ہوگئی ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بے قرار ہوتی ہیں۔ پس جو کچھ کیا جائے لاحاصل ہے، اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے آہ، تم غافل ہوگئے ہو، تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضے میں آگئے، تمہارے احساس فنا ہوگئے، اور تمہارے دل کی دانائی میٹ دی گئی۔

کفالت نصیحت آموزی: اگر ایسا نہ ہوتا تو جو ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی، اور لولوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقت ور ہو جاتے۔ آہ، تمہاری غفلت سے بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچھنبے کی بات نہ ہوئی، اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ، تم ایسے نہ تھے، پھر تم اُن لوگوں کی طرح کیوں ہوگئے، جن کے لیے اللہ کا رسولؐ ماتم کرتا تھا؟ اللہ کا فرمان: ''اُن کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں۔ اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں۔ وہ مثل چوپایوں کے ہوگئے بلکہ ان سے بھی بدتر، اور یہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں۔'' (قرآن پاک الاعراف آیہ ۱۷۹)

معصیت کی ہلاکت آفرینی

عشق الٰہی سے انحراف: آہ! کوئی نہیں، سب گمراہ ہوگئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہوگئے، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پی لی، سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے اللہ کو چھوڑ دیا، سب نے اللہ کے عشق سے منہ موڑ لیا، سب نے اللہ کے رشتہ کو بٹہ لگا دیا، سب غیروں کے ہوگئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا۔

ضلالت اور بے وفائی کا عہد: آہ! سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے، اور سب نے قسم کھالی ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں اللہ کی پکار سے بھاگیں گے۔ آہ، سب اس

Marfat.com

سے بھاگ گئے، سب نے اس سے غول درغول بن کر بے وفائی کی۔ کوئی نہیں جو اللہ کے لیے روئے، کوئی نہیں جو اللہ کے عشق میں آہ و نالہ کرے۔ اللہ کی محبت کی بستیاں اُجڑ گئیں، اللہ کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے اللہ کے گلّہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اللہ کے کھیتوں کی حفاظت کے لیے کوئی آنکھ نہ جاگی۔ سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی، اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لیے اسے پکارا۔

ندامت وخجالت کی حس مفقود ﴾ پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ وانابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لیے بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے اللہ کو منانے کے لیے دوڑ پڑے اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ''ہم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا، پھر بھی اپنے اللہ کے آگے نہ جھکے، اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی۔'' (قرآن پاک سورہ المومنون آیۃ ۷۶)

نشہ غفلت کی مضبوطی وسحر کاری ﴾ آہ! میں کیا کروں، اور کہاں جاؤں، اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اُتر جاؤں، اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں، اور تمہاری غفلت مر جائے؟ یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو، اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقل مند ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو، اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے ہو، سمجھتے ہو، پر نہ تو راست بازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہیوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ہو۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ''کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ اُن کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں؟'' (سورہ محمد آیۃ ۲۴)

کیا تم وہ ہو جن کے لیے کہا گیا ہے کہ ''اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں کہ فکر کی آنکھ بیکار ہو گئی اور ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں۔'' (قرآن پاک بنی اسرائیل آیۃ ۴۶)

قانون الٰہی اٹل ہے ﴾ آہ! تم کو معلوم ہے کہ اللہ کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ کی سنت، کبھی

Marfat.com

انسانوں کی کسی بھیڑ کے لیے بدل نہ جائے گی۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے اور اسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے، اور اللہ کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے، اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ اللہ کا فرمان: ''یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گزری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا، اور اللہ کے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے۔''

راہِ نجات

آخری بات ﴾ پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بے کار ہے، اور اس میں تمہارے لیے کوئی برکت و امن نہیں۔ سو یاد رکھو، اور ماننے کے لیے جھک جاؤ، کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے، اور تمہارے فکروں کی ہر فکر گمراہی و ذلالت ہے۔ تمہارے لیے صرف ایک ہی راہ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔

سفرِ عمل کا پہلا قدم ﴾ تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گزرو گے اُس وقت تک اللہ کا قہر تم سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوش حالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ اللہ کے آگے جھک جاؤ، اللہ کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو، اللہ کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ، اور اللہ کے آگے اس طرح گرو، اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اللہ کو تم پر پیار آ جائے، اور اللہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اُٹھا لے، اور سب کچھ تمہیں دے دے، جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اُس نے بخش دیا تھا۔ اللہ کا فرمان: ''مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ، تو اللہ تمام دنیا میں تمہارے لیے ایک امتیاز اور سربلندی پیدا کر دے گا، نیز تمہاری تمام برائیوں کو دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ (تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک جاتے) وہ تو بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔'' (قرآن پاک سورہ الانفال آیۃ ۲۹)

Marfat.com

عبرت از مافات: تم نے غفلت کو خوب آزما لیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی، تم نے گناہ اور معصیت کے پھلوں سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے، تم نے دیکھ لیا کہ ایک اللہ کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہوگئی، اور ایک اُس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی؟ پس مان جاؤ، اور اب بھی باز آجاؤ۔ گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ اور راستبازی کو بھی آزما لیں۔ سرکشیوں کو چکھ چکے، آؤ اطاعت کا مزہ بھی دیکھ لیں۔

مضٰے مضٰے: غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے، آؤ اُسی اللہ ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ''پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ واستغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخش دینے والا اور بڑا ہی رحمت فرمانے والا ہے۔'' (قرآن پاک سورہ المائدہ آیۃ ۷۴)

حقائق معبودیت

اسباب وذرائع کشش: تمہارے اللہ نے تمہارے ساتھ کونسی برائی کی تھی کہ تم نے اُسے چھوڑ دیا، اور اُسے چھوڑ کے کونسی دولت ونعمت ہے جو تمہیں ہاتھ آگئی؟ اللہ سے بڑھ کر وہ کون حسین ہے جس کے حسن نے تم کو اللہ سے چھین لیا، اور اُس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑگئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ مگر اللہ کے پاس نہیں دوڑتے، تاکہ وہ تمہیں پیار کرے؟

کمال الوہیتِ الٰہی: اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو ''الرحمٰن الرحیم'' سے بڑھ کہ اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو، تو ''رب العٰلمین'' سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے، اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو ''مالک یوم الدین'' سے بڑھ کر اور کون مل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دے گا؟ اللہ کا فرمان: ''پھر کیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اُن سے کہو کہ اپنی دلیل پیش کریں کہ وہ

Marfat.com

کون سی حقیقت ہے جس نے اُن کی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے؟'' (قرآن پاک سورہ الانبیاء آیۃ ۲۴)

احتیاج انسانی کا کمال ﴿ پھر کیا تم اُس سے بالکل بے نیاز ہو گئے ہو اور اب تمہیں اللہ کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی؟ کیا تم کبھی بیمار نہ پڑو گے جبکہ طبیب مایوسی کا پیام دے گا اور عزیز واقربا دیکھ دیکھ کر نا اُمیدی سے روئیں گے، اور کیا اُس وقت تمہیں اللہ کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اللہ سے راحت اور سکھ مانگنے کی ضرورت نہ ہوگی؟ اللہ کا فرمان: ''ہاں، جب وہ گھڑی آئے کہ جان بدن سے کھنچ کر بدن کی ہنسلی تک آ پہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اس کا علاج کرنے والا کون ہے؟ اور بیمار خیال کرے کہ اب کوچ کا وقت آ گیا اور اُس کے درد اور بے چینی کا یہ عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پر ٹپکنے لگے سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ ہی کی طرف انسان کا کوچ ہوگا۔ پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اُس بدبخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھی اللہ کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اللہ کے آگے عبادت کے لیے جھکا، بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا۔'' (قرآن پاک سورہ القیمہ آیۃ ۲۶ تا ۳۲)

کفرانِ نعمت

بے جا مصرف ﴿ اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اس لیے تاکہ تم اللہ کو دیکھو، اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اس لیے تاکہ صرف اللہ سے پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیئے گئے تھے تو اس لیے تاکہ صرف اللہ کی یاد میں بہاؤ، اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو اسی لیے تاکہ اللہ کے آگے جھکاؤ۔ پر آہ، تمہاری زبانیں اللہ کی حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اللہ کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے، تمہاری روحوں میں اللہ کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں، تمہارے قدم اللہ کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے اور تمہاری آنکھوں میں اللہ کے عشق کے درد وغم کے لیے ایک قطرہ اشک بھی نہ رہا۔

Marfat.com

مغز عمل کا فقدان ﴾ تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو نصیب ہوں، مگر حیوانوں اور چوپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارا اللہ تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں، اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے۔ اللہ کا فرمان: ''اُن نمازیوں پر افسوس ہے جنہیں یہ خبر نہیں کہ ہم اپنی نماز میں کیا کرتے ہیں۔ اور جب یہ نماز گزارنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں محض لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر برائے نام۔''

کارسازِ حقیقی کی بے نیازی

انتباہ ﴾ بہت ہو چکا، چھوڑ دو۔ آہ! بہت سو چکے، اب بھی چونک اُٹھو۔ بہت گم ہو چکے، اب بھی اپنے آپ کو پالو اللہ نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی، پھر نہ ہو کہ اللہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دے دے جیسا کہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے۔ اللہ کا فرمان: ''اور تمہارا پروردگار بے پرواہ اور فیاض ہے اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دے گا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اُس نے منتخب کیا تھا۔''

اللہ غنی ہے، محتاج نہیں ﴾ اگر تم کو اپنا مال و متاع اللہ سے زیادہ محبوب ہے کہ اُسے نہ دو گے، اور اپنی جانوں کو اللہ کی محبت سے بھی زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اللہ کے لیے دکھ میں نہ ڈالو گے، اور اگر تمہارے دلوں کی آہیں، تمہارے جگر کی ٹیس اور تمہاری آنکھوں کے آنسو اب اللہ کے لیے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کا مال ہو گئے ہیں تو یقین کرو کہ اللہ بھی تمہارا احتاج نہیں ہے اور اللہ کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔

اعلائے کلمۃ اللہ کی سعادت ﴾ اللہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمہ حق کی خدمت کے لیے درختوں کو چلا دے

Marfat.com

گا، پہاڑوں کو متحرک کر دے گا، کنکروں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اُٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی بھی کام نہ لے گا اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ مچ دیکھا کہ جب تمہارے اندر سے اللہ کی پکار کو جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کر رہا ہے۔ اللہ کا فرمان: ''اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے پھر جائے گا، سو اُسے یقین کرنا چاہیے کہ اللہ اپنے کلمہ حق کے لیے اس کا محتاج نہیں ہے۔ قریب ہے کہ اللہ ایک دوسری قوم کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی ہوگی اور اللہ اُسے پیار کرے گا۔ وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ہوں گے۔ پر دشمنانِ حق کے لیے نہایت مغرور و سرکش۔ اللہ کی راہ میں بے خوف مجاہد ہوں گے اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہے جس کو چاہے اپنے فضل کے لیے چن لے۔ وہ اپنے فضل میں بڑی ہی وسعت رکھنے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے۔''

خواجہ کی فریاد

اے وہ انسان کہ جس نے ایک قیمتی چیز کو کھوٹے سکوں کے عوض فروخت کر ڈالا۔ افسوس! تُو نے بڑے سے بڑا خسارہ اُٹھایا، اور اس سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ تُو اس خسارے کو سمجھ بھی نہ سکا۔ افسوس! اگر اس متاع گراں بہا کی قیمت تُو نہیں جانتا تھا، تو تُو نے اُن لوگوں سے کیوں نہ پوچھ لیا جو اُسے خوب جانتے پہچانتے اور سمجھتے تھے۔ اللہ کی قسم تجھ پر تعجب ہے۔

تیرے پاس جو متاع اور سامان تھا، اس کا خریدار خود اللہ تعالیٰ تھا۔ جس کی قیمت جنت الماویٰ کے چمن تھے۔ جس کے ہاتھ بیع و شراء اور خرید و فروخت کا سودا ہو رہا تھا، اور جو اللہ کی جانب سے قیمت کی ذمہ داری لے رہا تھا، وہ خود اللہ کا سفیر رسولوں اور پیغمبروں کے امام اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ افسوس! پھر بھی تو نے اپنا مال و اسباب کم اور گھٹیا داموں پر فروخت کر دیا۔ پس: اے تلخ عیش، تنگ دل اور درماندہ انسان! تو کس دن، کب اور کس طرح انصاف

Marfat.com

کرے گا؟ حالانکہ دنیا کی اس زندگی کی حیثیت ایک خواب سے زیادہ نہیں ہے۔ اللہ ہی تمہارے حال پر رحم کرے۔

وہ شخص جس کا قلب اللہ کے ذکر سے ہمیشہ غافل رہا۔ خواہشات کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو ہمیشہ ٹھکراتا رہا۔ اسے خاتمہ بالخیر کی توفیق کیونکر میسر آسکتی ہے؟ جو قلب اللہ سے دور، اللہ سے غافل، خواہشات کا پیرو، شہوات کا پرستار، زبان اللہ کے ذکر سے ناآشنا، ہاتھ اور پاؤں اللہ کی طاعت سے معطل، اور جس کا سارا وقت اللہ کی نافرمانی میں صرف ہوا ہو، اُسے حُسنِ خاتمہ کی توفیق کیونکر ہوسکتی ہے۔

قیامت کا دن، وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو زندہ کرے گا۔ نیکوکاروں کو اُن کی نیکی کا اور بدکاروں کو اُن کی بدکاریوں کا بدلہ دے گا۔ مظلوم کو ظالم سے حق دلائے گا۔ جن لوگوں نے دنیا میں اُس کی رضامندی کے لیے مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں، انہیں اپنے بہترین انعامات سے نوازے گا۔ اس دن وہ تمام اختلافات واضح ہوجائیں گے، جن میں مخلوق آج مبتلا ہے۔ اُس دن بدعملوں کو اُن کی بدعملی کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

واقعہ حضرت احنف بن قیسؒ کا

میں نے ایک عزیز دوست سے سورۃ الانبیاء کی تلاوت سنی تو اس کی ایک عبرت آموز آیت نے میرے ذہن میں بے شمار معانی کے دریچے کھول دیے۔ ارشاد باری ہے: ''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے تو تم غور کیوں نہیں کرتے؟''

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف شفاف، سچا، وفادار و دیانتدار آئینہ ہے جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے، معاشرہ میں اپنا مقام پہچان سکتا ہے اور اللہ کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کرسکتا ہے، کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق وصفات بیان کرتا ہے اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویریں موجود ہیں یعنی اس کتاب میں تمہارا بیان ہے، تمہارے

Marfat.com

حالات واوصاف مذکور ہیں جیسا کہ بہت سے علماء نے سمجھا ہے، سلف قرآن کو زندہ بولنے والی اور زندگی سے لبریز کتاب تصور کرتے تھے، ان کے نزدیک قرآن کوئی تاریخی اور آثار قدیمہ کی چیز نہیں تھی جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور جس کا زندہ لوگوں سے بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار اور لامحدود نمونوں سے جو ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں کوئی تعلق نہ ہو ہمارے اسلاف اپنے اخلاق واوصاف اور اپنے اندرون کو بخوبی جانتے تھے ہر چیز اُن کے سامنے روشن اور عیاں ہوتی تھی، وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے، اسی عجیب وغریب کتاب میں اپنے چہرے ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق واطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے اور بہت آسانی سے خود کو اس کتاب میں پالیتے تھے، اور پہچان لیتے تھے۔ اگر ذکر خیر ہوتا تو اللہ کا شکر ادا کرتے اور کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔ مجھے سیدنا احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ یاد آیا حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مخصوص ترین اصحاب میں ان کا شمار ہے۔ حلم میں ضرب المثل تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ انہوں نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو چونک پڑے اور فرمایا ذرا قرآن مجید لانا میں اپنا ذکر تلاش کروں اور معلوم کروں کہ میں کس کے ساتھ ہوں اور کس سے مشابہ ہوں۔ قرآن مجید کھولا تو اس آیت پر نظر پڑی جس میں کچھ لوگوں کے متعلق ارشاد ہے: ''رات کے تھوڑے حصے میں سوتے تھے اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہوتا تھا۔'' (الذاریات ۱۷۔۱۹)

پھر یہ آیت گزری: ''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف وامید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (السجدہ:۱۶)

پھر ان کے سامنے ایک گروہ آیا جس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: ''اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے عجز وادب سے کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔'' (الفرقان۔۶۴)

Marfat.com

پھران کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہے: ''جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔'' (آل عمران۔۱۳۴)

پھران کے سامنے کچھ نمونے آئے جن کا تعارف اس طرح کرایا گیا ہے: ''اور دوسروں کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔'' (الحشر۔۹)

پھر یہ آیت سامنے آئی: ''اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (الشوریٰ:۳۷۔۳۸)

پھر رُک گئے اور فرمایا اے اللہ یہاں تو میں اپنے آپ کو نہیں پارہا ہوں اور دوسری جگہ تلاش کرنا شروع کیا تو ایک جماعت کا تذکرہ دیکھا: ''ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔'' (الصفت:۳۵۔۳۶)

پھران کا ذکر گزرا: ''اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوجاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے، خوش ہوجاتے ہیں۔'' (الزمر:۴۵)

پھران حضرات کا تذکرہ سامنے آیا جن سے سوال کیا جائے گا: ''(سوال ہوگا) تم دوزخ میں کیوں پڑے، وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور فقیروں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور اہل باطل کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔'' (المدثر:۴۲۔۴۷)

Marfat.com

پھر ٹھہر گئے اور فرمایا: ”اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے برات ظاہر کرتا ہوں۔ اس کے بعد ورق اُلٹتے رہے اور تلاش کرتے رہے۔“

آخر کار اس آیت پر نظر پڑی: ”اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، انہوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملا جلا دیا تھا، قریب ہے کہ اللہ ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (التوبہ:۱۰۲)

تو فرمانے لگے: ”اے اللہ پاک میں انہی لوگوں میں سے ہوں۔“

آیئے، ہم بھی اپنا ذکر اور اپنی تصویر پوری دیانتداری اور سنجیدگی سے قرآن میں تلاش کریں، قرآن بشیر بھی ہے اور نذیر بھی، صالحین کے ساتھ کفار و مشرکین کا بھی تذکرہ اس میں موجود ہے۔ قرآن افراد اور جماعتوں دونوں کی تصویر کشی کرتا ہے ارشاد ہے: ”اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کردے اور اللہ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے خوف کر تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے۔ سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔“ (البقرہ:۲۰۴۔۲۰۶)

پھر اس کے بعد ارشاد ہے: ”اور کوئی شخص ایسا ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔“ (البقرہ:۲۰۷)

ایک جماعت کا ذکر اس طرح ہے: ”اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔“ (المائدہ:۵۴)

Marfat.com

ایک دوسری جماعت کا تذکرہ اس طرح ہے: ”مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا، اس کو سچ کر دکھایا، تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں، انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔“ (الاحزاب:۲۳)

شکر اور احسان شناسی کی ترغیب دلاتے ہوئے قرآن انبیاء علیہم السلام اور اُن کے متبعین کا ذکر کرتا ہے اور ناشکری، احسان فراموشی، غرور اور حسنِ سلوک کا جواب بدسلوکی سے دینے کی مذمت کرتے ہوئے اور اس کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے فرماتا ہے: ”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتارا۔“ (ابراہیم:۲۸)

اور اس کی مثال ایک بستی سے دیتا ہے جس نے اللہ کی نعمتوں کو فراموش کردیا۔ اور جس کے افراد اپنی خوشحالی پر اترانے لگے، ارشاد ہوتا ہے: ”اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی، ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا، مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھادیا۔“ (النحل:۱۱۲)

یہ انسانی اور اخلاقی نمونے جو قرآن نے مختلف ناموں سے پیش کیے ہیں کہیں کسی مطلق العنان فرمانروا کے نام سے مثلاً فرعون، کہیں کسی سرکش وزیر یا امیر کے نام سے مثلاً ہامان، کہیں کسی متکبر اور بخیل سرمایہ دار کے نام سے مثلاً قارون، کہیں کسی ظالم وجابر قوم کے نام سے مثلاً عاد، کہیں کسی مشہور اور ماہر صنعت قوم کے نام سے مثلاً ثمود، یہ تمام زوال انسانی کے نمونے ہیں جو کسی زمان ومکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں، اور یہ تمام نمونے انسانی فطرت کے مختلف کمزور پہلوؤں اور گوشوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے ان افراد اور جماعتوں کے انجام پر بھی روشنی ڈالی ہے اور صفائی کے ساتھ

Marfat.com

کہا ہے کہ جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا اور ان کو اپنا رہنما اور قائد تسلیم کرے گا، اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو اُن افراد اور جماعتوں کا ہوا۔

”جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم مقرر ہو چکا ہے۔“ (الاحزاب: ۳۸)

ہادی کامل

یہ بات ہر ایک مسلمان بلکہ ہر ذی عقل و شعور انسان مانتا ہے کہ اس ظلمت کدہ عالم کی ضیا اور تیرہ دان دنیا کی روشنی ہمیشہ انوارِ وحی کی منت پذیر رہی۔ کلام ربانی کے آفتاب نے اُفق رسالت و نبوت سے طلوع ہو کر اس جہالت زار کی اندھیریوں کو پاش پاش کیا اور اس کے سیہ خانوں کو بقعہ نور بنایا۔

تاریخ کی اس ناقابل تردید شہادت کو کون نہیں مانے گا کہ عرب کی اُجڑی دنیا کو بسانے والا، دکھی دنیا کے سنگلاخ میں راحت و مسرت کے پھول کھلانے والا وہی کلام ربانی کا ابرِ گوہر بار تھا، جو فاران کی چوٹیوں سے نمودار ہوا، فضائے مکہ پر چھایا اور عرب و عجم کو سیراب کر گیا۔

وہ عرب جو دامن انسانیت پر بدنما داغ اور ایک گھناؤنا دھبہ تھے، یہ معجزہ اگر آسمانی ہدایت کا نہیں تھا تو اور کیا تھا کہ وہی جاہل اجہل گنوار اور وحشی ہر خوبی و کمال میں اقوام عالم کے استاذ بلکہ استاذ الاستاذ بن گئے۔ اخلاقی پہاڑوں کی بلند ترین چوٹیوں پر نظر آنے لگے اور انسانی تفوق و برتری کی انتہائی رفعتوں کو بھی پامال کر کے رکھ دیا۔

مگر یہ تلخ حقیقت بھی ناقابل انکار و ناقابل تردید ہے کہ وہی قوم جس نے اقوام عالم سے اپنے اخلاق حمیدہ، اپنے اوصاف ستودہ، اپنی حکومت و جہانداری، سیاست و سرداری، علم و عمل، حکمت و شجاعت کا لوہا منوایا تھا۔ آج اس تعلیم ربانی کے آفتاب جہانتاب کی پرنور ضیا بخش شعاعوں سے گریز کرنے لگی اور اس کی ضیا پاشیوں اور انوار ابیزیوں سے جو کہ اس کے حال و معاد کی تاریکیوں کو دور کرنے اور اس کو لازوال حقیقی ترقی و برتری سے ہم آغوش کرنے کی ضامن تھیں، بیزار ہو کر خود

Marfat.com

ساختہ ترقیوں اور من گھڑت برتریوں کی اندھیریوں میں پھنس کر منزل مقصود کوسوں دور چلی گئی۔

مسلسل ومتواتر ناکامیاں دیکھ کر اپنی غلط راہروی اور اپنی ان ظلمتوں اور تاریکیوں کو اب محسوس بھی کرنے لگی ہے لیکن علاج صحیح کرنے کی طرف قدم نہیں بڑھاتی۔ محسوس کرتی ہے لیکن بالکل اسی طرح کہ بلندی کا خواہش مند کسی غار میں اُترتا چلا جائے مکہ کا مسافر ترکستان کی طرف چل پڑے۔ غلط اور نادیدہ راستہ بغیر رہنمائے مشفق کے طے کرنے کا متمنی یقیناً مصائب وتکالیف کا شکار ہوگا۔ صعوبتوں کے خندق، پریشانیوں کے صحرا اُسے حواس باختہ بنا دیں گے۔ راستے کے خونخوار بھیڑیئے اور اس گنجان بادیۂ گمراہی کے خارزاروں میں چھپے ہوئے شیر و پلنگ بلاشک اُس پر حملہ آور ہوں گے اور اس کی تکہ بوٹی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

بعینہ یہی حالت آج مسلمان کی ہو چکی ہے۔ اپنے رہنمائے اعظم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اور دکھائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر غلط راستے پر چل پڑا۔ طرح طرح کے فتنوں نے اُسے آلیا۔ گناہ وہ بھیڑیئے ہیں جو اصلی راستے سے انحراف اور اس راہنمائے مکرم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت عالیہ سے بے خبر ہر ایک راہ رو پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اُس کے جسم ایمانی کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔

اس وقت دنیا بد اعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی ہے۔ کفر کی کالی گھٹائیں ہر طرف تلی کھڑی ہیں۔ نیکی، نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی ہے۔ راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانیت آس اور یاس کی حالت میں ادھر اُدھر دیکھ رہی ہے کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اُسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ اے دنیا کے بسنے والو! اس پر ہول اندھیرے سے نکلنے کے لیے قرآن مجید پڑھو، قرآن کو سمجھو، قرآن پر عمل کرو اور تبلیغ کے کام میں وقت لگاؤ بڑا ہی آسان راستہ ہے۔

زمانۂ جاہلیت کی تصویر

صدیوں سے آزادنہ حکومت کرتے کرتے، اور دنیا کی لذتوں میں منہمک رہنے، آخرت کو

Marfat.com

یکسر بھول جانے اور شیطان کے پورے اثر میں آجانے کی وجہ سے ایرانیوں اور رومیوں کی زندگی کی آسانیوں اور سامانِ آرائش میں بڑی موشگافی اور نازک خیالی پیدا کر لی تھی، اور اس میں ہر قسم کی ترقی اور نفاست میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور فخر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ دنیا کے مختلف گوشوں سے ان مرکزوں میں بڑے بڑے اہل ہنر اور اہل کمال جمع ہو گئے تھے۔ جو اس سامان آرائش اور راحت میں نزاکتیں پیدا کرتے تھے اور نئی نئی تراش خراش نکالتے تھے، اُن پر فوراً عمل شروع ہو جاتا تھا اور اس میں برابر اضافے اور جدتیں ہوتی رہتی تھیں اور ان باتوں پر فخر کیا جاتا تھا۔ زندگی کا معیار اتنا بلند ہو گیا تھا کہ اُمراء میں سے کسی کا ایک لاکھ درہم سے کم کا پٹکا باندھنا اور تاج پہننا سخت معیوب تھا۔ اگر کسی کے پاس عالی شان محل، فوارہ، حمام، باغات، خوش خوراک اور تیار جانور، خوش رو جوان اور غلام نہ ہوتے، کھانے میں تکلفات اور لباس و پوشاک میں تجمل نہ ہوتا، تو ہم چشموں میں اس کی کوئی عزت نہ ہوتی، اس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ اپنے ملک کے مالداروں کا جو حال دیکھتے اور جانتے ہو، اس سے قیاس کر سکتے ہو۔ یہ تمام تکلفات، ان کی زندگی اور معاشرت کا جزو بن گئے تھے، اور اُن کے دلوں میں اس طرح رچ بس گئے تھے کہ کسی طرح نکل نہیں سکتے تھے۔ اس کی وجہ سے ایک ایسا لاعلاج مرض پیدا ہو گیا تھا جو اُن کی پوری شہری زندگی اور ان کے پورے نظام تمدن میں سرایت کر گیا تھا۔ یہ ایک مصیبت عظمیٰ تھی جس سے عام وخاص اور امیر وغریب میں سے کوئی محفوظ نہیں رہا تھا۔ ہر شہری پر یہ پر تکلف اور امیرانہ زندگی ایسی مسلط ہو چکی تھی جس نے اس کو زندگی سے عاجز کر دیا تھا اور اس کے سر پر غم وافکار کا ایک پہاڑ ہر وقت رکھا رہتا تھا۔ بات یہ تھی کہ یہ تکلفات بیش قرار رقمیں صرف کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے تھے، اور یہ رقمیں اور بے پایاں دولت کاشت کاروں، تاجروں اور دوسرے پیشہ وروں پر محصول اور ٹیکس بڑھانے اور ان پر تنگی کئے بغیر دستیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔ اگر وہ ان مطالبات کے ادا کرنے سے انکار کرتے تو اُن سے جنگ کی جاتی اور ان کو سزائیں دی جاتیں، اور اگر وہ تعمیل کرتے تو ان کو گدھے اور بیلوں کی طرح بنا لیتے جن سے آبپاشی اور کاشت کاری میں کام لیا جاتا اور صرف خدمت کرنے کے لیے ان

Marfat.com

کو پالا جاتا اور محنت و مشقت سے ان کو کسی وقت چھٹی نہ ملتی۔ اس پر مشقت اور حیوانی زندگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو آج کل کی طرح کسی وقت سر اُٹھانے اور سعادت اُخروی کا خیال بھی کرنے کا موقع اور مہلت نہیں ملتی تھی۔ بسا اوقات پورے پورے ملک میں ایک فرد بشر بھی ایسا نہ ملتا جس کو اپنے دین کی فکر اور اہمیت ہوتی۔

موجودہ زمانے کی حالت بھی اسی طرح قعر مذلت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ انسان نے برضا ورغبت، پستی اور ادبار کو قبول کرلیا ہے۔ بداخلاقی نے اس حد تک فساد برپا کردیا ہے کہ برے اور بھلے، سچ اور جھوٹ کا امتیاز ختم ہوگیا۔ جذبہ اصلاح دلوں سے اُٹھ گیا اور نیکی کی قدریں ناپید ہوگئیں۔ سامان تعیش کی جدت طرازیاں اور نازک خیالیاں ذہنوں پر غالب اور گھر گھر کی زینت بن گئیں۔ عیش پرستی کی انتہا ہوچکی، سفلی جذبات اپنا کردار دکھا رہے ہیں۔ اخلاق نام کو نہیں رہا۔ انسان کی عزت وناموس کے تحفظ کا زمانہ بیت چکا۔ مزید اس پر یہ کہ انسان کے اُٹھائے ہوئے طوفان اور وحشت ناکیوں نے انسانیت کا کچومر نکال دیا ہے۔ قیامت برپا کردینے والے ہلاکت خیز سامان کی فراوانی ہو رہی ہے۔ ھل من مزید کا نعرہ کبر ونخوت دنیا کے مختلف اطراف واکناف سے اُٹھ رہا ہے۔ انسان اپنی ہی تباہی کے لیے انتہائی ہلاکت خیز ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہے اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں اپنا تن من دھن، غرض کہ سب کچھ جھونک رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر گمراہی وضلالت کے راستہ پر سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ آخرت میں اپنے انجام بد سے بے پرواہ ہوکر عیاشیوں میں ڈوبا ہوا درندوں کی سی زندگی اختیار کیے ہوئے ہے۔

اے انسان! تو نے سلامتی وسرفرازی کا راستہ چھوڑا، اور ایسا راستہ اختیار کیا جس میں تباہی وہلاکت اور ضلالت ورذلت کے سوا کچھ نہیں۔ اس بغاوت وروگردانی اور سرمستی ودرندگی کے نتائج تیرے سامنے آرہے ہیں۔ ذرا خواب غفلت سے جاگ اور چشم عبرت کو کھول اور دیکھ کہ اللہ نے تیرے لیے کیا کیا سامان وحشت وبربادی تیار کر رکھا ہے؟

Marfat.com

اَلطَّآمَّۃُ الْکُبْریٰ

اللہ کا فرمان: ''جب ہو پڑے گی ہو پڑنے والی (یعنی قیامت) جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔''

''قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں کی) جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو (مسلمانوں کی) آسانی سے نکالتے ہیں گویا ان کا بند کھول دیتے ہیں اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں، پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔''

موت اور ہلاکت کے وہ اوقات الیمہ جو خون کی رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسانوں کی جانوں کو کھینچ لیتے ہیں اور آبادیاں اجاڑ اور زندگیاں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ وہ ارواح حروب وقتال جو زندگی کے لیے موت کا اور آبادی کے لیے ویرانی کا دروازہ ایسی عجلت اور ایسی آسانی سے کھول دیتی ہیں گویا کسی لپٹے ہوئے بند کو کھول دیا گیا۔ وہ ہلاکت اور موت کی بڑی بڑی کشتیاں جن پر انسان پاش توپیں لدی ہوئی ہیں اور جن پر آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار ہیں اور جو سمندروں میں تیرتی پھرتی ہیں اور ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتی ہیں، تاکہ اپنے اپنے شئون وامور کی تدبیر کریں، ان سب کی چھائی ہوئی ہیبت اور پھیلی ہوئی وحشت کی قسم! اور ان کی پھیلائی ہوئی موت اور برسائی ہوئی ہلاکت کی گواہی کہ ارض الٰہی کا امن ڈوب گیا، انسانیت کی بستی اُجاڑ ہوگئی، نیکی کا گھر لوٹ لیا گیا، اور دنیا مثل اُس بیوہ کے ہوگئی جس کا شوہر زبردستی قتل کر دیا گیا ہو اور اس کے یتیم بچوں پر رحم نہ کیا گیا ہو۔ اب وہ اپنے لٹے ہوئے سنگھار پر ماتم کرے گی اور اپنی پھٹی ہوئی چادر کو سر سے اُتار دے گی کیونکہ اُس کا حسن زخمی ہوگیا، کیونکہ اُس کا شباب پامال کر دیا گیا، اور اس لیے کہ اس کے فرزندوں نے اس پر تلوار اُٹھائی اور اس لیے کہ اس کے دوستوں نے اسے کچل دیا۔

پس: زندگی کی جگہ موت، عیش وسلامتی کی جگہ اضطراب، نغمہ ونشاط کی جگہ شور ماتم، زمزمہ سنجی

Marfat.com

کی جگہ نوحہ خوانی، آب زندگی کی جگہ بحر خونین، بستیوں کی جگہ قبریں اور زندگی کے کاروبار اور بازاروں کی چہل پہل کی جگہ موت کے جنگل جن میں وہ لاشیں سڑیں گی، اور ہول ناک سمندروں کے وہ خونین طوفان جن میں انسان کی لاشیں سڑیں گی، اور ہول ناک سمندروں کے وہ خونین طوفان جن میں انسان کی لاشیں مچھلیوں کی طرح اُچھلیں گی، اور اے دنیا کے بڑے بڑے مغرور شہروں کے بسنے والو! کل تک تمہاری ماؤں نے تمہیں جنا تھا، تازندگی پر گھمنڈ اور مغرور تھے۔ پر آج تم موت کے کھلونے ہو جنہیں بگاڑ دیا جائے گا۔ اور پھر اے وہ کہ تمدن کی بہشت، علم کے مرغزار اور عیش ونشاط زندگی کے حیرت آباد اور عجوبہ زار تھے! تم کل تک دوسروں کی موت وہلاکت کی خبریں سنتے تھے، پر آج تمہاری ہلاکت کی خبریں پڑھی جائیں گی۔ کل تک تمہارے پاس کرۂ ارض کی مصیبتوں کا قلم تھا، پر آج تمہاری مصیبتوں کی تاریخیں مدون ہوں گی۔ تم کل تک دوسروں پر ظلم وقہر کرتے تھے، پر آج تم پر ظلم وقہر کیا جائے گا۔ تم کل تک دوسروں کے لیے آگ سلگاتے تھے، پر آج تمہارے لیے جہنم بھڑک رہی ہے۔ تم کل تک ضعیفوں اور ناتوانوں کے لیے درندے تھے، پر آج درندوں میں خود چل گئی اور بھیڑیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو پنجہ مارا۔ تم کل تک دنیا کے لیے موت کی بجلی اور ہلاکت کی بدلی تھے، پر آج کوئی نہیں جو تمہیں ہلاکت کی بارش اور بربادی کے رعد وبرق سے بچا سکے۔ کل مشرق کی بربادیوں کا تماشا تم نے دیکھا تھا، آج وہ تمہاری ہلاکت دیکھ رہا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ''پس آج کا دن وہ دن ہے کہ مسلمان ارباب کفر پر ہنستے ہیں اور امن وراحت سے بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ ہاں! اب تو وہ وقت آگیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے اعمال کا بدلہ پایا۔''

العجل العجل! الساعة الساعة ...... ہاں! ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آگیا۔ ایک یوم الفصل تھا، جس کا آفتاب طلوع ہوگیا۔ پرانی پیشین گوئیوں میں کہا گیا تھا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ فقط مایہ اُمیدواری ما بد بختان عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے!

Marfat.com

پس: وقت آ گیا ہے کہ جس کو اُٹھنا ہے، اُٹھے۔ جس کو چلنا ہے، چلے۔ جس کو اپنے روٹھے ہوئے اللہ سے صلح کرنی ہے، کرلے۔ اور جس کو اللہ کے محبوب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن شفاعت پکڑنا ہے، پکڑ لے کیونکہ ساعت آخری، نتائج سامنے، مہلت قلیل اور فرصت مفقود ہے۔

غرور تھا نمود تھی ہٹو بچو کی تھی صدا
پر آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتا نہیں
جن کے ڈنکے سے گرجتے تھے زمین وآسماں
اور گھاس ہے اب قبر پر اور نشاں کچھ بھی نہیں
جو مثال طوطائے خوش بیاں دم گفتگو گوہر فشاں
وہ پڑے ہیں آج خاموش یہاں کہ دہن میں گویا زباں نہیں
آدمی کا جسم کیا ہے جس پر شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا بنایا، اینٹ جس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
اور موت کی پرزور آندھی جس دم آکر ٹکرائے گی
بس یہ عمارت ٹوٹ کر خاک میں مل جائے گی
یہ سرائے دہر ہے مسافرو! بخدا کسی کا مکاں نہیں
جو مقیم اس میں تھے کل یہاں، کہیں آج اُن کا نشاں نہیں
یہ رواں عدم کو ہے کارواں، بشر آگے پیچھے ہیں سب دواں
چلے جاتے سب ہیں کشاں کشاں، کوئی قید پیر وجواں نہیں
نہ رہا سکندر ذی حشم، نہ رہے وہ دارا اور جسم

Marfat.com

جو بنا گیا تھا یہاں ارم، نہ خاک اُس کا نشاں نہیں
نہ سخی رہے نہ غنی رہے، نہ ولی رہے نہ نبی رہے
یہ اجل کا خواب وہ خواب ہے، کوئی ایسا خواب گراں نہیں
یہ ہے موت ایک عجیب سِر، کہ صفائے عقل ہے داں کدر
وہ ہے تیرے وقت کی منتظر، تجھے اس کا وہم وگماں نہیں
وہ جھپٹ کے تجھ پہ جب آئے گی، تو بنائے کچھ نہ بن آئے گی
یہ عزیز جاں یونہی جائے گی کہ قضا سا پیکِ رواں نہیں
مگر اک حیات حیات ہے، وہی جس میں سب کی نجات ہے
یہی بات سننے کی بات ہے، اسی بات کا تو دھیاں نہیں
جو اللہ رسول کے عشق کا خار ہے، وہ گلوں کا تاج وقار ہے
یہی ایک ایسی بہار ہے، کبھی جس میں دورِ خزاں نہیں

علاماتِ قیامت

قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی﴾ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ایک روایت طبرانی سے نقل کی ہے جس میں اس بے حیائی کا تفصیلی نقشہ بھی مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسا نہ ہو ایک عورت مردوں کے مجمع پر گزرے گی اور اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہوکر اس کا دامن اُٹھائے گا (جیسے دنبی کی دم اُٹھائی جاتی ہے) اور اس سے زنا کرنے لگے گا۔ (یہ حال دیکھ کر) ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ اُس کو دیوار کے پیچھے ہی چھپالیتا، تو اچھا تھا (پھر فرمایا کہ) یہ شخص ان میں (مقدس بزرگ) ہوگا۔

اُمت محمدیہ یہود و نصاریٰ اور فارس و روم کا اتباع کرے گی﴾ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم یقیناً اپنے سے پہلوں کا بالشت بالشت

Marfat.com

اور ذراع بذراع اتباع کرو گے (جس چیز کی طرف وہ جس قدر بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے۔ جس چیز کی طرف وہ ایک بالشت بڑھے تم بھی ایک بالشت بڑھو گے اور جس چیز کی طرف وہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے) حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے، تو تم بھی داخل ہو گے۔ سوال کیا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا پہلوں سے آپ کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟ ارشاد فرمایا تو اور کون ہیں۔ (بخاری ومسلم)

دوسری روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میری اُمت پر وہ زمانہ آئے گا جو بنی اسرائیل پر گزرا تھا جس طرح (ایک پیر کا) جوتا دوسرے (پاؤں کے) جوتے کے برابر ہوتا ہے اسی طرح ہو بہو حتیٰ کہ اگر ان (بنی اسرائیل) میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا، تو میری اُمت میں بھی ایسا کرنے والے ہوں گے (پھر فرمایا بلاشبہ بنی اسرائیل کے بہتر مذہبی فرقے ہو گئے تھے اور میری اُمت کے تہتر مذہبی فرقے ہوں گے جو ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ (جنتی) کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا (جو اس طریقہ پر ہوگا) جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ (مشکوٰۃ)

جھوٹے نبی پیدا ہوں گے ﴿ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری اُمت میں تلوار رکھ دی جائے گی (یعنی اُمت آپس میں خانہ جنگی کرنے لگے گی) تو قیامت تک تلوار چلتی رہے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری اُمت کے بہت سے قبیلے مشرکین میں داخل نہ ہو جائیں اور جب تک میری اُمت کے بہت سے قبیلے بتوں کو نہ پوجیں۔ پھر فرمایا کہ (بلاشبہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی بتائے گا، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ظالم کو ظالم کہنا نیکیوں کی راہ بتانا اور برائیوں سے روکنا چھوٹ جائے گا ﴿ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ جب تو میری

Marfat.com

اُمت کو اس حال میں دیکھے گا کہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرنے لگیں، تو اُن سے رخصت ہو جانا (یعنی ان کی مجلسوں اور محفلوں میں شرکت نہ کرنا۔ (رواہ الحاکم)

ننگی عورتیں، مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ پیدا ہونے والے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے) پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو ایسا پیدا ہوگا جو بیلوں کی دموں کی طرح (لمبے لمبے) کوڑے لیے پھریں گے اور اُن سے لوگوں کو مارا کریں گے۔ صبح شام اللہ کے غصہ اور ناراضگی ولعنت میں پھرا کریں گے۔ دوسرا گروہ ایسی عورتوں کا پیدا ہوگا جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہوں گی (غیر مردوں کو) اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی (ان کی طرف) مائل ہوں گی۔ ان کے سر اُونٹوں کی جھکی ہوئی پشتوں کی طرح ہوں گے، نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔ حالانکہ بلاشک وشبہ اس کی خوشبو اتنی دور سے آتی ہے (یعنی برس ہا برس کی مسافت سے)۔ (مسلم)

اس حدیث میں دو پیشین گوئیاں مذکور ہیں۔ ایک ظالم گروہ کے بارے میں ہے کہ کچھ لوگ کوڑے لیے پھریں گے اور لوگوں کو ان سے پیٹا کریں گے۔ یعنی اقتدار کے نشہ میں ضعیفوں اور بیکسوں پر ظلم کریں گے اور بلاوجہ خواہ مخواہ عام پبلک کو ستائیں گے۔

اللہ کے رسول نے دوسری پیشین گوئی عورتوں کے حق میں ارشاد فرمائی ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنے گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا یا کپڑا باریک تو نہ ہوگا، مگر چست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے کی وجہ سے اس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہوگا اور آج کل تو چست ہونے کے ساتھ بدن کا ہمرنگ ہونا بھی داخل فیشن ہو چکا ہے؛ چنانچہ گندمی رنگ کے ایسے موزے داخل لباس ہو چکے ہیں، جن کا پیر سے اُوپر کا حصہ پنڈلی پر کھال کی طرح چپکا ہوا ہوتا ہے۔

Marfat.com

بدن پر کپڑا ہونے اور اس کے باوجود ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصہ اور خصوصاً وہ اعضا کھلے رہیں جن کو باحیا عورتیں غیر مردوں سے چھپاتی ہیں جیسا کہ یورپ (اور ایشیا کے بعض شہروں مثلاً بمبئی، رنگون، سنگاپور، لاہور کراچی وغیرہ) میں ایسا لباس پہننے کا رواج ہے کہ صرف گھٹنوں تک قمیض ہوتی ہے۔ آستینیں مونڈھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ پنڈلیاں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور سر بھی دوپٹہ سے خالی ہوتا ہے۔ اللہ ہدایت دے ایسی عورتوں کو جو توبہ کریں۔

پھر فرمایا کہ یہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہوگا، بلکہ ان کی نیت مردوں کو بدن دکھانا اور اُن کا دل لبھانا مقصود ہوگا اور لبھانے کا دوسرا طریقہ یہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو (جو دوپٹوں سے خالی ہوں گے، مٹکا کر چلیں گی جس طرح اُونٹ کی پشت کا بالائی حصہ تیز رفتاری کے وقت زمین کی جانب جھکا کرتا ہے۔ اُونٹ کی پشت سے تشبیہ دینے سے یہ بھی بتایا کہ بال پھلا پھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی پھر فرمایا کہ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی، بلکہ اس کی خوشبو تک نہ سونگھ سکیں گی۔ شریعت اسلامیہ نے زنا کاری سے بھی روکا ہے اور ایسی چیزوں سے بھی روکا ہے جو زنا کی طرف بلانے والی ہیں حتیٰ کہ اس کو بھی زنا فرمایا ہے کہ کوئی عورت تیز خوشبو لگا کر مردوں پر اس لیے گزرے کہ مرد اس کی خوشبو سونگھ لیں۔ (ترغیب)

سرخ آندھی اور زلزلے آئیں گے صورتیں مسخ ہو جائیں گی اور آسمان سے پتھر برسیں گے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مال غنیمت کو (گھر کی) دولت سمجھا جانے لگے اور امانت غنیمت سمجھ کر دبالی جایا کرے اور زکوۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے اور (دینی) تعلیم دنیا کے لیے حاصل کی جائے اور انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے اور ماں کو ستائے اور دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے۔ مسجدوں میں (دنیا کی باتوں کا) شور ہونے لگے قبیلہ (خاندان) کے سردار بد دین لوگ بن جائیں۔ کمینے قوم کے سردار

Marfat.com

ہو جائیں۔ انسان کی عزت اس لیے کی جائے تا کہ وہ شرارت نہ پھیلاوے (یعنی خوف کی وجہ سے) گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان کی کثرت ہو جائے، شرابیں پی جانے لگیں اور بعد میں آنے والے لوگ اُمت کے پچھلے (نیک) لوگوں پر لعنت کرنے لگیں، تو اس زمانہ میں سرخ آندھی اور زلزلوں کا انتظار کرو، زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو اور ان عذابوں کے ساتھ دوسری ان نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور پے بہ پے دانے گرنے لگیں۔ (ترمذی شریف)

قتل کی اندھیر گردی ہوگی ﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک دنیا ختم نہ ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ قاتل کو یہ علم بھی نہ ہوگا کہ میں نے کیوں قتل کیا اور مقتول یہ نہ جانے گا کہ میں کیوں قتل ہوا۔ کسی نے عرض کیا ایسا کیوں ہوگا؟ ارشاد فرمایا فتنوں کی وجہ سے قتل (بہت ہی زیادہ ہوگا) پھر ارشاد فرمایا (ان فتنوں میں) قتل کرنے والا اور قتل ہونے والا دونوں جہنم میں داخل ہوں گے۔ (مسلم شریف)

آج کل جس قدر قتل واقع ہو رہے ہیں عموماً ان کی وجہ فتنوں کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ قومی عصبیت اور فرقہ پرستی کے باعث ہزاروں جانیں ختم ہو جاتی ہیں اور قاتل کو مقتول کی خبر نہیں ہوتی نہ مقتول کو قاتل کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرے فرقہ کا جو شخص ہاتھ لگا ختم کر ڈالا اور اس کے ختم کرنے کے لیے بس یہی دلیل کافی ہے کہ وہ قاتل کے فرقہ میں سے نہیں ہے۔ چند انسانوں کے نظریوں کی جنگ نے ایسے ایسے آلات جنگ تیار کر لیے ہیں کہ شہر کے شہر ذرا سی دیر میں فنا کے گھاٹ اُترتے چلے جاتے ہیں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ ہر فریق یہ بھی کہتا ہے کہ ہم امن چاہتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ وارانہ قتل وقتال کے حق میں فرمایا ہے: ”جس نے ایسے جھنڈے کے نیچے جنگ کی جس کا حق یا باطل ہونے کا علم نہ ہو اور عصبیت کی ہی خاطر غصہ ہوتا ہو اور عصبیت ہی کے

Marfat.com

لیے دعوت دیتا ہو، عصبیت ہی کی مدد کرتا ہو، تو اگر وہ مقتول ہوا، تو جاہلیت کی موت قتل ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور عصبیت کے لیے جنگ کرے اور عصبیت پر مرجائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک صحابی نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عصبیت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف)

مردوں کی کمی، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اُٹھ جائے گا، جہالت بہت بڑھ جائے گی۔ زنا کی کثرت ہوگی۔ شراب بہت پی جائے گی۔ مرد کم ہوجائیں گے۔ عورتیں اس قدر زیادہ ہوجائیں گی کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کے لیے ایک ہی مرد ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

نئے عقیدے اور نئی حدیثیں رائج ہوں گی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں بڑے بڑے مکار اور جھوٹے پیدا ہوں گے جو تمہیں وہ باتیں سنائیں گے جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے بچنا اور انہیں اپنے سے بچانا۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم شریف)

صاحب مرقات اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹی جھوٹی باتیں کریں گے اور نئے نئے احکام جاری کریں گے، غلط عقیدے ایجاد کریں گے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے بہت سے گزر چکے ہیں۔ ملت اسلامیہ کے لیے ایک بہت بڑا فتنہ یہ ہے کہ جو کوئی باطل جماعت عقائد فاسدہ لے کر کھڑی ہوتی ہے، تو اس کے ہمنوا قرآن وحدیث سے ان غلط عقائد کا اثبات کرنے لگتے ہیں؛ چنانچہ آج کل کمیونزم قرآن شریف سے ثابت کیا جارہا ہے اور موجودہ جمہوریت کو اسلام کی جمہوریت کے مطابق بتایا جارہا ہے۔

ہر بعد کا زمانہ پہلے سے برا ہوگا حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس

Marfat.com

بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کے ظلم کی شکایت کی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے شکایت سن کر فرمایا صبر کرو (معلوم نہیں آگے کیا ہو) کیونکہ کوئی زمانہ بھی تم پر ایسا نہ آئے گا کہ اس کے بعد والا زمانہ اس سے زیادہ برا نہ ہو جب تک تم اپنے رب سے ملاقات نہ کرلو (یعنی مرتے دم تک ایسا نہ ہوگا کہ آنے والا زمانہ پہلے سے اور موجودہ زمانے سے اچھا آجائے) یہ بات میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری شریف)

معلوم ہوا کہ زمانہ کی اور زمانہ والوں کی شکایت فضول ہے اور آئندہ زمانہ میں اچھے حاکموں کی اُمید بھی غلط ہے۔ لہٰذا جتنا بھی وقت ملے اور عمر کا جو بھی سانس مل جاوے، اسے غنیمت سمجھے اعمال صالحہ کے ذریعے اللہ سے اُمیدیں باندھے اور اللہ کے قہر وغضب سے ڈرتا رہے۔

کفر کی بھر مار ہوگی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے (سیاہ) فتنوں سے پہلے (نیک) عمل کرنے میں جلدی کرو (اس زمانہ میں) انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا، صبح کو کافر ہوگا۔ ذرا سی دنیا کے بدلے اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔ (مسلم شریف)

ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی حضرت معویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری اُمت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہے گی جو اللہ کے حکم پر قائم ہوگی۔ موت آنے تک وہ اسی حال پر رہیں گے۔ ان کی مخالفت اور عدم معاونت انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی (یعنی انہیں اس کی پرواہ ہرگز نہ ہوگی کہ زمانہ والوں کا رویہ کیا ہے اور زمانے والے ہمارے مخالف ہیں یا موافق ہیں۔

اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن کے الفاظ رہ جائیں گے اور علماء سوء پیدا ہوں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی۔ ان کی مسجدیں (نقش ونگار، ٹائل، برقی پنکھوں وغیرہ سے) آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے ویران

Marfat.com

ہوں گی، اُن کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ برے ہوں گے۔ اُن علماء سے فتنے پیدا ہوں گے اور پھر اُن میں واپس آ جائیں گے۔ (بیہقی)

"اسلام کا صرف نام باقی رہے گا۔" یعنی اسلامی چیزوں کے نام ہی لوگوں میں رہ جائیں گے اور اُن کی حقیقت باقی نہ رہے گی جیسا کہ آج کل نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے بس نام ہی باقی ہیں۔ اُن کی حقیقی روح اور ادائیگی کے وہ طریقے اور کیفیتیں باقی نہیں ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ سے منقول ہیں اور کروڑوں مسلمان اُن سے کورے ہیں۔ قرآن شریف صرف رسماً ہی پڑھا جاتا ہے اس کے الفاظ اور خوش الحانی کا تو خیال ہے، مگر اس کے معانی پر غور کرنا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا تو مسلمان کے تصور میں بھی نہیں رہا۔ مسجدیں زیب وزینت سے خوب آراستہ ہیں۔ دلکش فرش، قیمتی غالیچے، دیدہ زیب فانوس اور آرام وراحت کی چیزیں مسجدوں میں موجود ہیں، مگر ہدایت سے خالی ہیں۔ مسجدوں میں دنیا کی باتیں، طعنے، غیبتیں بے دھڑک ہوتی ہیں اور امام ومؤذن تو مسجدوں کو گھر ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی مزید توضیح آئندہ حدیث کی تشریح میں کی جائے گی۔

علماء کے بارے میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ علماء سے فتنہ نکلے گا اور ان میں واپس آ جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء بگڑ جائیں گے اور رشد وہدایت کی راہ چھوڑ دیں گے تو عالم میں فساد ہوگا اور پھر اس کی زد میں علماء بھی آ جائیں گے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ علماء دنیاداروں اور ظالموں کی مدد کریں گے اور پیسے اینٹھنے کے لیے دنیاداروں کی مرضی کے موافق مسئلے بتائیں گے اور پھر دنیادار ہی ان کا مزاج ٹھکانے لگائیں گے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں آئندہ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے (پھر بے دین سرمایہ داروں کے پاس جائیں گے اور) کہیں گے کہ ہم سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین بچا کر ان سے الگ ہوجاتے ہیں (پھر ارشاد فرمایا کہ) حالانکہ ایسا ہو نہیں سکتا (کہ دنیا والوں کے پاس جا کر دین سالم رہ جائے) جس طرح قتاد کے

Marfat.com

درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں لیا جاسکتا۔ اسی طرح بے دین سرمایہ داروں کے قریب سے گناہوں کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

جو علماء بے دین سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں وہ عموماً علماء سو ہی ہیں۔ چند ٹکوں کے لیے ان کے پاس جاتے ہیں اور اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر اہل علم اپنے علم کو محفوظ رکھتے اور اسے صلاحیت والے انسانوں میں خرچ کرتے، تو زمانہ کے سردار بن جاتے، لیکن دنیا حاصل کرنے کے لیے اُنہوں نے علم کو دنیا والوں کے لیے خرچ کیا جس کی وجہ سے زمانہ والوں کی نظروں میں ذلیل ہوگئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

دوسرے انسانوں کی طرح آج کل کے علماء بھی فکر آخرت سے خالی ہوگئے ہیں اور اس فانی زندگی کو اپنے علم کا مقصد بنا رکھا ہے۔ دُنیا دار لوگوں کی طرح سیاسی لیڈر بننے، شہرت حاصل کرنے، روپیہ کمانے وجوڑنے کی دُھن میں سرگرداں ہیں اور موجودہ زمانے کے علماء میں خال خال ہی ایسے ہیں جو اسلام کی تبلیغ کرتے ہوں، ورنہ آج تو بعض علماء کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ جلسوں میں نیشنلزم، سوشلزم اور کیونزم کی اشاعت کرتے ہیں اور ارشادات نبویہ کی بجائے مخلوق کے خود ساختہ نظاموں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

مسجدیں سجائی جائیں گی اوران میں دنیا کی باتیں ہوا کریں گی ﴿ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدیں بنا کر فخر کریں گے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

آج کل یہی حال ہے اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "تم ضرور مسجدوں کو یہود ونصاریٰ کی طرح سجاؤ گے۔" (ابوداؤد)

دل کو منتشر کرنے والے رنگ برنگ کے ٹائل، جھاڑ، فانوس، ہانڈیاں، دلفریب فرش اور بیش بہا پردے اور دوسری زیب وزینت اور آرام وراحت کی چیزیں مسجدوں میں موجود ہیں اور ان دنیوی چیزوں نے مسجدوں میں پہنچ کر اوقات نماز کے علاوہ مسجدوں کو مقفل کرنے پر مجبور کردیا ہے

Marfat.com

اور حفاظت کے لیے مستقل نگرانوں اور چوکیداروں کی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ مسجدیں ان دنیاوی چیزوں سے آباد ہیں اور نمازیوں سے خالی ہیں۔ جو نمازی ہیں وہ مسجدوں میں دنیا کی باتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ مسجدوں میں نہ خشوع والی نماز ہے نہ تعلیمی حلقے ہیں، نہ دینی مشورے ہیں نہ ذکر تلاوت سے آباد ہیں حالانکہ مسجد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین کے زمانے میں دین اور دینیات کی ترقی کے کاموں اور اس سے متعلق مشوروں کا مرکز تھی۔ کنز العمال کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم اپنی مسجدوں کو سجانے لگو اور قرآنوں کو دیدہ زیب بنانے لگو تو سمجھ لو کہ تمہاری ہلاکت کا وقت قریب ہے۔

بیہقی کی روایت میں ہے جو شعب الایمان میں مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی دنیاوی باتیں ان کی مسجدوں میں ہوا کریں گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حرامی بچوں کی کثرت ہوگی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ اُمت ہمیشہ خیریت سے رہے گی اور اس پر ہمیشہ خیر سایہ فگن ہوگی جب تک ان میں ولد الزنا کی کثرت نہ ہوگی۔ جب حرام کی اولاد کثرت سے پیدا ہونے لگے گی، تو پھر اندیشہ ہے کہ تمام اُمت پر عذاب نازل ہو جائے۔" (بخاری)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ابو یعلی نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جب زنا پھیل جائے گا، تو فقر و مسکنت اور ذلت بھی عام ہو جائے گی۔ (ابو یعلی)

یہ پیشین گوئی آج کل بالکل صادق ہے۔ مسلمانوں کی ذلت کے اسباب میں سے ایک حرام کاری بھی ہے جس کا رواج آج کل علی الاعلان ہے۔

حضرت مطرفؒ بن عبداللہ کے گھر کی دیوار ایک طرف کو جھک گئی، لوگوں نے کہا: "آپ اسے مرمت کیوں نہیں کراتے؟" آپ نے فرمایا "گھر والا ہمیں اس میں رہنے نہیں دے گا کہ ہم اس کو مرمت کریں۔ پھر فرمایا، حضرت نوح علیہ السلام نے باوجود اس قدر طویل عمر کے کھجور کی چھال

Marfat.com

کی ایک جھونپڑی بنا رکھی تھی۔" لوگوں نے کہا "اگر آپ اپنے لیے گھر بنالیں تو اچھا ہو۔" آپ نے فرمایا "جو چند روز تک مر جائے گا اس کے واسطے اتنا ہی بہت ہے۔" فرمایا "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ دین کو پست کریں گے اور عمارتوں کو بلند بنائیں گے۔"

قیامت کے قریب ﴾ جب تمام اہل ایمان اس جہان سے کوچ کر جائیں گے، تو اہل حبش کا غلبہ ہوگا۔ اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی۔ خانہ کعبہ کو ڈھادیں گے۔ حج موقوف ہوجائے گا۔ قرآن شریف دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے اُٹھالیا جائے گا۔ اللہ ترسی، حق شناسی، خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے معدوم ہوجائے گا۔ شرو حیا جاتی رہے گی۔ بر سر راہ گدھوں اور کتوں کی طرح زنا کریں گے۔ حکام کا ظلم و جہل اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی۔ پس دیہات ویران ہوجائیں گے۔ بڑے بڑے قصبے گاؤں کے مانند اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کے مانند ہوجائیں گے، قحط، وبا اور غارت گری کی آفتیں پے درپے نازل ہونے لگیں گی۔ جماع زیادہ ہوگا، اولاد کم۔ رجحانیت الی الحق دلوں سے اُٹھ جائے گی۔ جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ اللہ تک کہنے والا نہ رہے گا۔ اس اثنا میں ملک شام میں امن دارزانی نسبتاً زیادہ ہوگی۔ پس دیگر ممالک سے ہر قسم کے لوگ آفتوں سے تنگ آکر مع عیال واطفال کے ملک شام کی طرف چلنے شروع ہوجائیں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک بہت بڑی آگ جنوب کی طرف سے نمودار ہوکر لوگوں پر بڑھے گی جس سے لوگ بے تحاشا بھاگیں گے۔ آگ اُن کا تعاقب کرے گی۔ جب لوگ دوپہر کے وقت تھک تھکا کر پڑ جائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی۔ جب دھوپ تیز نکل آئے گی، تو آگ پھر ان کا پیچھا کرے گی۔ جب شام ہوجائے گی، تو ٹھہر جائے گی اور آدمی بھی آرام لیں گے۔ صبح ہوتے ہی آگ پھر تعاقب کرے گی اور آدمی اُس سے بھاگیں گے۔ اس طرح کرتے کرتے ملک شام تک پہنچا دے گی۔ اس کے بعد آگ لوٹ کر غائب ہوجائے گی۔ بعدازاں کچھ لوگ حب وطن اصلی کی وجہ سے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہوں گے، مگر بحیثیت مجموعی بڑی آبادی ملک شام میں رہے گی۔ قرب قیامت کی یہ آخری علامات ہیں، اس کے

Marfat.com

بعد قیام قیامت کی اول علامت یہ ہوگی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے اور دنیاوی نعمتیں، اموال اور شہوت رانیاں بکثرت ہوجائیں گی کہ جمعہ کے دن جو یوم عاشورہ بھی ہوگا صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوجائیں گے کہ ناگاہ ایک باریک لمبی آواز آدمیوں کو سنائی دے گی، یہی نفخ صور ہوگا۔ تمام اطراف کے لوگ اُس کے سننے میں یکساں ہوں گے اور حیران ہوں گے کہ یہ آواز کیسی ہے، کہاں سے آتی ہے پس رفتہ رفتہ یہ آواز مانند کڑک بجلی کے سخت و بلند ہوتی جائے گی۔ آدمیوں میں اس کی وجہ سے بڑی بے چینی و بے قراری پھیل جائے گی۔ جب وہ پوری سختی پر آجائے گی، تو لوگ ہیبت کی وجہ سے مرنے شروع ہوجائیں گے۔ زمین میں زلزلہ آئے گا جس کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگیں گے اور وحشی جانور خائف ہوکر لوگوں کی طرف میل کریں گے۔ زمین جا بجا شق ہوجائے گی۔ سمندر اُبل کر قرب و جوار کے مواضعات پر چڑھ جائیں گے۔ آگ بجھ جائے گی۔ نہایت محکم و بلند پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اڑیں گے۔ گردوغبار کے اُٹھنے اور آندھیوں کے آنے کے سبب جہان تیرہ و تار ہوجائے گا۔ وہ آواز دم بدم سخت ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کے نہایت ہولناک ہونے پر آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دنیا میں سب سے زیادہ نصیبہ ور اور دولت مند شخص وہ نہ بن جائے جو احمق ہے اور احمق کا بیٹا ہے۔ (یعنی بد اصل اور بدسیرت اشخاص دنیاوی جاہ و جلال اور دولت کے مالک نہ ہوجائیں گے) (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ امر (یعنی دین) ظاہر ہوا ہے نبوت اور رحمت کے ساتھ۔ (یعنی دین کا ابتدائی زمانہ وحی اور رحمت تھا) پھر خلافت اور رحمت کا زمانہ ہوگا، پھر ظالم بادشاہوں کا عہد ہوگا اور اُس کے بعد یہ امر ہونے والا ہے تکبر، قہر، غلبہ اور فساد فی الارض (یعنی زمین میں فتنہ اور

Marfat.com

فسادات پیدا ہو جائیں گے) اُس وقت لوگ ریشم کے کپڑوں کو حلال سمجھیں گے۔ عورتوں کی شرمگاہوں اور شراب کو جائز قرار دیں گے اور باوجود اس کے اُن کو رزق دیا جائے گا اور اُن کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملیں گے (یعنی روز جزا میں اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

قیامت کی نشانیاں اللہ رب العزت نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بندوں تک پہنچا دی ہیں اور اس کے آنے کا ٹھیک وقت خود اللہ کے رسول سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتایا، البتہ ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایت میں اتنا ضرور ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی اور یہ بھی فرمایا کہ تمام مقرب فرشتے اور ہر ایک آسمان' ہر ایک زمین' ہر ہوا' ہر پہاڑ' ہر دریا ڈرتا ہے کہ کہیں آج ہی قیامت نہ ہو۔ غرضیکہ قیامت کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں۔ بعض لوگوں نے اٹکل سے قیامت کے آنے کا وقت بتایا ہے، مگر وہ محض اٹکل کے درجہ میں ہے۔ جب لوگوں نے اللہ کے رسول سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت پوچھا، تو اللہ جل شانہٗ کی جانب سے حکم ہوا کہ ''تم کہہ دو کہ اس کا علم میرے اللہ پروردگار ہی کو ہے وہی اس کے وقت پر اسے ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمینوں پر بھاری ہوگی۔ اچانک ہی تم پر آ پہنچے گی۔''

قصہ اصحاب کہف کا

اصحاب کہف سے مقصود چند بندگانِ مومن و مخلص ہیں۔ جو ایک ایسی آبادی میں بستے تھے جس میں آج کل کی طرح ہر طرف ظلم و ضلالت کی حکومت چھائی ہوئی تھی اور کوئی گوشہ امن و عافیت ایسا نہ تھا جو پیروانِ حق کے لیے مامن و ملجا ہو سکتا۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور طریق حق کو چھوڑ کر بطلان و ضلالت کے آگے سر جھکانا نہیں چاہتے تھے۔ وہ صرف ایک ہی پروردگار عالم پر ایمان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا سر اس کے آگے جھک چکا ہے، اب اور تو کسی ہستی کے آگے نہیں جھک سکتا لیکن یہ حق پرستی اُن کے حکمران ملک کے قانون میں سب سے بڑا

Marfat.com

انسانی جرم ٹھہری، اور جب کہ ان کی آبادیوں میں ظلم کے لیے عیش و آزادی تھی، کفر کے لیے عافیت تھی، گمراہی کے لیے امن تھا، تو ان عشاقِ حق کے لیے صرف جنگلوں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں ہی میں امن و نجات کا گوشہ باقی رہ گیا تھا۔ بالآخر وہ آبادی سے نکل کر ایک پہاڑ کے غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ اور انسانی آبادی کا دروازہ جن مظلوموں پر بند ہو گیا، ان کے لیے اللہ کے پہاڑ نے اپنی آغوش کھول دی کش مکش جاری رہے گی اور فساد کو تکمیل مادۂ خسران کے لیے ایک خاص زمانے تک مہلت دی جائے گی۔ اس مہلت کو قرآن حکیم نے جابجا اس خاص وقت کو جو اللہ کے فرمان کے ماتحت ظہورِ نتائج کے لیے مطلوب ہوتا ہے، اجل مقدر اور اجل مسمّٰی کہا ہے۔ پس جب وہ وقت آ جائے گا اور مادۂ فساد تکمیل تک پہنچ کر انفجار کے لیے تیار ہو جائے گا تو پھر حق و باطل کا آخری فیصلہ ظہور میں آئے گا۔ حق کی مظلومی و درماندگی فتح پائے گی۔ باطل کی مغرور طاقت و سطوت کچھ کام نہ دے گی۔ قرآن حکیم کی اصلاح میں اس آخری فیصلہ کا نام قضا بالحق ہے اور اب لوگوں نے اسے انتخاب اصلح اور بقائے امثل کے نام سے پکارنا شروع کیا ہے۔

غمِ اُمت حضرات! اصحابِ کہف کو اگر اپنے عہد کے ضلالت و طغیان سے درماندہ و لاچار ہو کر پہاڑ کی غار میں پناہ لینی پڑی، تو گو وہ عہد جا چکا ہے لیکن اس عہد کی ضلالت و طغیان اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئی ہے۔ آج بھی عشاقِ حق کے عزم و ثبات کے لیے ایک ویسی ہی آزمائش درپیش ہے۔ آج بھی ظلم کی حکومت ہے، بطلان و فساد کی حکمرانی ہے جور و طغیان کا دور دورہ ہے اور اصحاب کہف کی بستی کی طرح صرف ایک ہی قطعہ ارضی نہیں، بلکہ تمام کرۂ ارضی کی خشکی و تری، حق عدالت سے محروم ہو گئی ہے اور اللہ کی زمین پر اس کے مظلوم و درماندہ بندوں کے لیے کوئی گوشہ امن و عافیت باقی نہیں رہا ہے۔ گویا زمین کی تمام پچھلی نامرادیاں لوٹ آئی ہیں اور تاریخ عالم کی ساری گزری ہوئی شقاوتیں ایک ایک کر کے پلٹ رہی ہیں۔ سرزمین اصحاب کہف کا جبر و طغیان، فراعنہ مصر کا ظلم و استبداد، نمارودۂ کلدان کا غرور و تمرد، اصحاب مدین کا انکار و اعراض، قوم عاد کا فسق و عدوان، یہ سب کچھ بیک ظرف و زمان جمع ہو گیا ہے۔ مصر اور ایران، بابل و نینوا، یونان و روما، اگرچہ اپنے اپنے

Marfat.com

وقتوں میں اللہ کی صداقت و عدالت کے مقابلہ کے لیے اُٹھ چکے تھے لیکن اب ان سب کی جگہ اور ان سب سے بڑھ کر یورپ کی مدنیت ملعونہ ہے جو عرصہ دراز تک آگ اور خون کے سیلابوں میں غرق رہ کر بھی بدستور مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً کا دعویٰ کر رہی ہے۔ اصحاب کہف کی جماعت چند انفاس پر مشتمل تھی، اس لیے پہاڑ کی غار میں انہیں پناہ مل گئی لیکن آج اصحاب کہف کی سی مظلومی میں چند افراد ہی نہیں بلکہ آبادیوں کی آبادیاں اور اقلیموں کی اقلیمیں تباہ ہوگئی ہیں اور لاکھوں کروڑوں اللہ کے بندوں پر ان کی بستیوں اور شہروں میں امن و آزادی کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اس لیے نہ تو صحراؤں کے اس قدر گوشے ہیں، جہاں انہیں پناہ مل سکے اور نہ پہاڑوں کی اس قدر غاریں ہیں جو انہیں اپنی آغوش میں لے سکیں۔

حضرات! آیئے، قبل اس کے کہ ہم اس صف ماتم میں بیٹھیں ذرا اپنی ان بربادیوں پر بھی ایک نظر ڈالیں، جن کے ماتم و فغان سنجی کے لیے آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تمام کرہ ارضی کے مشارق و مغارب پر نظر ڈالیے اور ڈھونڈیے کہ پرستارانِ حق و اسلام کے لیے کوئی ایک گوشۂ امن بھی آج باقی رہا ہے؟ سانپوں کے لیے بھٹ ہیں اور درندوں کے لیے غار ہیں، جہاں امن و بے فکری سے اپنی رات بسر کر سکتے ہیں مگر آہ! پیروان اسلام کے لیے آج تمام کرۂ ارضی میں چار بالشت زمین بھی امن و عافیت کی باقی نہیں رہی۔ گویا اسلام کی پوری چودہ صدیوں کی تاریخ اب محض ایک افسانۂ ماضی اور حکایت رفتہ ہے۔ اوراق دفاتر میں پڑھ لی جاسکتی ہے، مگر بلاد و اقالیم میں دیکھی نہیں جاسکتی۔

حضرات! معلوم نہیں آپ کے کانوں کا کیا حال ہے، مگر میں اپنے نامراد سامعہ کو کیا کروں جس سے ہر لحہ ہر آن دنیا کی جگر دوز صدائیں ٹکرا رہی ہیں، اور میری مجروح آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ کفر و ظلم کے غلبہ و قہر سے اللہ کی زمین کا ایک ایک چپہ چیخ رہا ہے۔ پرستان حق کی غربت و بے کسی ہر طرف سر پیٹ پیٹ کر ماتم کر رہی ہے اور فضائے کائنات کا ایک ایک ذرہ قائم حق کو ڈھونڈ رہا ہے اور حامیان ملت کو پکار رہا ہے: اے اسلام سے دور ہونے والے! پھر لوٹ آ کہ 'دید' کی شہرت زائل ہوگئی اور وہ مجہول ہوگئی۔ شیخ سعدی نے قتل بغداد کا مرثیہ لکھا اور ابوالبقا نے تباہی اندلس پر ماتم کیا۔

Marfat.com

وقت آگیا ہے کہ اس عہد کا ایک نیا ابوالبقا اندلس و بغداد کا نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی کا مرثیہ لکھے۔

اسلام کے چشمہ میں ایسی آگ پہنچی ہے جو ہلاک کرنے والی ہے یہاں تک کہ وہ آگ شہروں اور اطراف میں گزر گئی۔ روتی ہے ملت بیضا افسوس سے جس طرح لوگ غرق شدہ کے لیے روتے ہیں۔ اسلام سے شہروں کے شہر خالی ہوگئے اور بیشک چٹیل میدان بن گئے اور شہروں کے اندر کفر کی آبادی ہوگئی۔ بیشک مسجدیں ویران ہوگئیں اور ان میں ناقوس اور صلیب ہیں۔ یہاں تک کہ محراب روتے ہیں اور جامد ہیں، منبر مرثیہ خواں ہیں۔ اے غافل! زمانے میں نعمت ثابت ہے، اگرچہ تو اُونگھ رہا ہے اور زمانہ تجھے جگا رہا ہے۔ کیا تمہارے پاس بنیاد ہے اُندلس والوں کی، بیشک پوشیدہ ہوگئی ہیں سوار قوم کی باتیں۔ کتنی ہی پکارتی ہیں بنیادیں جو مٹ چکی ہیں اور تلاوت کرتی ہیں پوشیدگیاں جن سے انسان حرکت کرتا ہے۔ کیا ہم نہیں سوچتے شعروں کو اور جو اس نے ارادہ کیا ہے بھلائی، فتح اور مدد کا۔ اسلام کے اندر تمہارے مابین یہ کیسا لڑائی جھگڑا ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم تو آپس میں بھائی ہو۔ ان باتوں کی سختی سے دل پگھل جاتا ہے، اگر دل میں ایمان اور اسلام ہو۔

حضرات! یہ دُعا اصحاب کہف نے اُس وقت مانگی تھی جب ان کی آبادی کے دروازے ان پر بند ہوگئے تھے۔ آیئے، آج ہم اسی دُعا کو وسیلہ قبولیت بنائیں جبکہ صرف ایک ہی آبادی کے نہیں، بلکہ تمام دنیا کے دروازے پیروان حق پر بند ہوگئے ہیں اور ہر طرف ظلم و فساد کی حکومت پھیل گئی ہے۔ اس دعا میں اللہ کی رحمت کی طلب ہے اور ارشاد امر کا سوال ہے۔ رحمت اللہ کی وہ وصف کاملہ ہے جو ہر طرح کے فیضان و بخشائش کا دروازہ کائنات ہستی پر کھولتی ہے اور رشد امر سے مقصود ہر طرح کی ہدایت و رہنمائی ہے، جو حصول و انجامِ مقاصد کے لیے مطلوب ہو۔ پس گویا اعجاز بلاغت قرآنی نے ان چند لفظوں کے اندر ان تمام برکات و مقاصد کو جمع کر دیا ہے جن کی نوع انسانی محتاج ہوسکتی ہے۔ اس کو رحمت کی ضرورت ہے اور جو اس کی درماندگیوں اور خطاؤں کو بخش دے اور ارشاد امر کی ضرورت ہے تاکہ صحیح راہ کامیابی پر چل کر کامران و فتح مند ہو۔ ان ہی دو چیزوں کے ہم بھی آج محتاج و آرزومند ہیں۔ ہم نے خطائیں کی ہیں۔ پس اس کی رحمت مطلوب ہے، جو بخش دے۔

Marfat.com

ہم نے راہ عمل گم کر دی ہے اور رشد و ہدایت کے سائل ہیں، تا کہ صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

نسخہ کیمیا (۱)...... برائے روحانی امراض

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکیم سے کہا:

"مجھے گناہوں کا مرض ہے اگر اس کی دوا بھی آپ کے پاس ہو تو عنایت کیجیے۔"

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سامنے میدان میں ایک شخص تنکے چننے میں مصروف تھا اس نے سر اُٹھا کر کہا: جو تجھ سے لَو لگاتے ہیں وہ تنکے چنتے ہیں۔

"شبلی! یہاں آؤ اس کی دوا بتاتا ہوں۔ حیا کے پھول، صبر شکر کے پھل، عجز و نیاز کی جڑ، غم کی کونپل، سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسن اخلاق کے بیج، یہ سب لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کرو اور اشک پشیمانی کا عرق ان میں روز ملاتے رہو۔ ان سب کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے پر پکاؤ۔ جب پک کر تیار ہو جائے تو صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبان کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دینا۔ جس وقت تیار ہو کر اُترے تو اس کو اللہ کے خوف کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا۔"

حضرت شبلی نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا وہ دیوانہ غائب ہو چکا تھا۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل — وہ دُکان اپنی بڑھا گئے

نسخہ کیمیا (۲)...... برائے روحانی امراض

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک دن میں بصرہ کے گلی کوچوں میں گھوم رہا تھا اور اُس کے بازاروں میں چکر لگا رہا تھا۔ میرے ہمراہ ایک عابد و صالح نوجوان بھی تھا۔ ہم چل رہے تھے کہ اتنے میں ہمیں ایک عجیب و غریب حکیم حاذق نظر آیا جو ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

Marfat.com

اس کے سامنے بہت سے مرد عورتیں اور بچے موجود تھے، جن کے ہاتھوں میں آبگینے اور شیشے تھے۔ اور ان سب میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ان لوگوں میں سے ہر ایک اپنی بیماری کی دوا طلب کر رہا تھا۔ میرے ساتھ جو صالح نوجوان تھا، اُس نے جب یہ منظر دیکھا تو آگے بڑھ کر طبیب سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کیا ایسی بھی کوئی دوا ہے جو گناہوں اور امراض روحانی کو دور کر دے اور جس سے دل کے تمام روگ دور ہو جائیں۔ اُس نے اثبات میں جواب دیا اور نوجوان سے اس طرح دوا کی تفصیل بیان کرنے لگا۔ میں تمہیں دس چیزیں بتاتا ہوں۔ تم انہیں اگر استعمال کرو گے تو تمہیں اپنا مطلوبہ فائدہ حاصل ہوگا۔ تم غیرت وفقر کے درخت کی جڑیں لو۔ انہیں عجز وانکسار کی بوٹیوں کے ساتھ ملا لو۔ اس میں انابت وتوبہ کے ہلڑے شامل کرلو اس نسخے کو تسلیم ورضا کے کھرل میں ڈال کر قناعت وسیر چشمی کے ہاون دستے سے پیس لو۔ اچھی طرح پس جانے کے بعد اُسے تقویٰ اور پرہیزگاری کی دیگ میں چڑھا دو۔ اُوپر سے ذرا سا شرم وحیا کا پانی انڈیل دو۔ پھر عشق الٰہی کی آنچ میں اسے خوب جوش دے دو۔ جب یہ دوا تیار ہو جائے، تو اسے شکر وسپاس کے پیالے میں ڈال کر اُمید وبیم کے پنکھے سے ذرا سی ہوا دے لو۔ اس کے بعد اللہ کی حمد وثنا کا چمچہ لے کر دوا پی لو۔ اگر تم اس مجرب دوا کو برابر استعمال کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور دنیا اور آخرت کی تمام بیماریوں اور ہر قسم کے امراض جسمانی وروحانی سے شفائے کلی عطا فرمائے گا، اور تم سعادت ابدی اور نجات سرمدی سے ہم کنار ہو جاؤ گے۔

آنکھ اور زبان بہت بڑی نعمتیں ہیں...... اِن کی حفاظت کرو

آنکھ پروردگار کے خوف سے روتی ہے تو عرشِ معلّٰی کو ہلا دیتی ہے۔ مسکراتی ہے تو کائنات میں ہلچل مچا دیتی ہے۔ کھلتی ہے تو کائنات کے رازوں سے پردہ ہٹا دیتی ہے۔ بولتی ہے تو اہل زبان کو انگشت بدنداں کر دیتی ہے۔ قدرت کے کاموں میں غور وفکر کرتی ہے تو انسان کو تسخیر کائنات میں لگا دیتی ہے۔ جھکتی ہے تو زمانے بھر کا شرم وحیا اپنے اندر سما لیتی ہے۔ دیکھتی ہے تو سمندر کی گہرائیوں

Marfat.com

سے موتی اُٹھالیتی ہے۔ گھورتی ہے تو مردِ آہن کو لرزا دیتی ہے۔ غیر محرم عورتوں کو دیکھنے والی آنکھ انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔ بند ہوتی ہے تو انسان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہے۔ اے مخاطب! اپنی آنکھوں میں شرم و حیا پیدا کرتا کہ تیری ماں، بہن، بیوی اور بیٹی دوسروں کی بری نظروں سے محفوظ رہے، کلمہ خیر کہو یا چپ رہو۔ اگر کلام چاندی ہے تو سکوت سونا ہے۔ اس کلام میں کوئی خوبی نہیں جس سے خالق کائنات کی رضا مقصود نہ ہو، زبان بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کی عجیب وغریب صنعتوں میں سے ایک صنعت ہے۔ اس کا جثہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کی اطاعت اور گناہ بہت بڑے ہیں حتیٰ کہ کفر و اسلام جو گناہ اور اطاعت میں دو آخری کناروں پر ہیں اس سے ظاہر ہوتے ہیں اس کی آفتیں بھی بے شمار ہیں۔ بیکار گفتگو، بیہودہ باتیں، جنگ و جدل، منہ پھلا کر باتیں کرنا، فحش بات کرنا، گالی دینا، لعنت کرنا، گانے گانا، کسی کے ساتھ تمسخر کرنا، کسی کا راز ظاہر کرنا، جھوٹا وعدہ کرنا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، کسی پر تعریض کرنا، غیبت کرنا، دورنگی باتیں کرنا، بے محل کسی کی تعریف کرنا، بے محل سوال کرنا۔

بچو بچو! شرک سے بچو!

شرک وہ بیماری ہے جو فطرت بشریہ کے تمام رگ و پے کو بے کار کر دیتی ہے۔ شرک وہ زنگار ہے جس سے دل و دماغ کی درخشندہ دھاتیں خراب ہوتے ہوتے مٹی کے سیم زدہ ڈھیلوں سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں اور شرک وہ گندگی ہے جس سے روح انسانی کی کیفیت اس قدر متعفن ہو جاتی ہے کہ اس کی بدبو سے جن و انسان اور فرشتوں کو وحشت ہوتی ہے۔ پروردگار کی ذات وصفات میں کسی کو ملانا شرک کہلاتا ہے۔ شرک انسان کے اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ مشرک کی زبان سے نکلی ہوئی دعا کوئی تاثیر نہیں رکھتی۔ جب انسان اپنے اعمال میں شرک کو جگہ دے کر سیدھی راہ اور استقامت سے ہٹ جاتے ہیں تو وہ پروردگار کی طرف سے کسی مدد اور سہارے کے مستحق نہیں رہتے۔ ہر مسلمان کو اپنے دامن کو شرک کے کانٹوں سے بچانا چاہیے۔ آج کل لوگ جہالت کی

Marfat.com

طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں شرک کو جگہ دے کر اپنے ایمان کی روشنی کو گل کر رہے ہیں۔ پروردگار کے ساتھ دوسروں کو شریک کر کے اپنے اعمال میں غلاظت کے انبار لگا رہے ہیں۔ اس بات کا یقین کرلو کہ اگر دنیا کی ساری مخلوق جمع ہو کر تمہیں نفع یا نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی۔ نفع، نقصان، عزت ذلت، زندگی موت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم بندے خالق کے ہو کر بندگی مخلوق کی کریں۔ کھائیں خالق کا اور گن گائیں غیروں کے، جو ہماری طرح مخلوق ہے۔ ہر دکھ کا مداوا کرنے والا وہی اللہ اکیلا زبردست ہے۔ ہر حال میں اس کو پکارو نجات اسی میں ہے۔ کیسی اچھی باتیں ہیں تو پھر عمل کرو۔

بچو بچو! گناہوں سے بچو...... گناہ کی دس برائیاں

اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ جہنم کی آگ مشرکوں کے چہروں کو جھلسا دے گی۔ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو آفات سے حفاظت، عمر میں برکت، آرام دہ زندگی اور مزید نعمتیں ملیں گی۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرنا ورنہ زمین تمہارے لیے تنگ ہو جائے گی۔ جھوٹی قسم نہ کھانا، بہت بڑا گناہ ہے۔ کسی پر حسد نہ کرنا، چوری نہ کرنا، پڑوسی کو نہ ستانا۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔ گناہوں سے بچو ہر گناہ کے اندر دس برائیاں ہیں۔ خالق کی ناراضگی، شیطان کی مسرت، جنت سے دوری، جہنم سے نزدیکی، اپنے نفس پر زیادتی، قلب کا ناپاک ہو جانا تمہارے مالک نے اس کو پاک بنایا ہے۔ محافظ فرشتوں کی اذیت، آپ کے محسن کا غمگین ہونا، رات یا دن کا اس کے خلاف گواہ ہونا، مخلوق کے ساتھ خیانت کرنا۔ گناہ ایک نحوست ہے اور نحوست گوپھن کے پتھر کی طرح ہے کہ یہ پتھر اپنے پیدا کرنے والے کی اطاعت کی دیوار کو توڑ دیتا ہے اس میں خواہشات کی ہوا داخل ہو کر معرفت کے چراغ کو بجھا دیتی ہے۔ مفلس کون ہے؟ مفلس وہ ہے جو نماز، روزہ، زکوٰۃ کے اعمال لے جائے گا لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا۔ ان مظالم کے بدلے میں

Marfat.com

اس کی تمام نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں ختم ہوگئیں تو جن کے حقوق باقی ہوں گے تو ان کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ بہتر آدمی کون ہے؟ جس کی عمر طویل اور عمل اچھے ہوں۔

وہ حسین جس کی زلف آج گھونگھر والی، مشک بار اور عقل کو اُڑانے والی ہے، چند ہی دن بعد بڑھاپا اُسی زلف کو بوڑھے گدھے کی دم بنا دیتا ہے اور بالکل بے قدر ہو جاتی ہے۔

وہ حسین بچہ جس کو اہل ہوس اپنا سردار اور مولیٰ بنائے ہوئے ہیں، اور اس کی خوشامدیں کر رہے ہیں، تعریفیں اور خاطر و تواضع کر رہے ہیں، بوڑھا ہونے کے بعد کھوسٹ بندر کی طرح رسوائے زمانہ ہو جاتا ہے اور جب اسی بدنامی کی حالت میں اس حسین لڑکے کی داڑھی نکل آتی ہے، تو اب شیطان بھی اس کی خیریت معلوم کرنے سے شرماتا ہے۔

گیا حسن خوباں دل خواہ کا ہمیشہ رہے نام اللہ کا

جب خوبصورتی کا اُس کے چہرہ سے نکھار جاتا رہتا ہے تو عشق مجازی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اسی سبب سے عشق مجازی کے تمام ہنگامے جلد ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور عشق حقیقی کا ہنگامہ ہمیشہ گرم تر اور ترقی پذیر رہتا ہے اور جو لذت روح کو عطا ہوتی ہے وہ صدہا حیات قربان کر دینے پر بھی ارزاں ہے۔ گاؤں میں اہل دیہات جانوروں کا پاخانہ ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں۔ ہوائیں اس پر خاک کی تہ جما دیتی ہیں۔ بارش اُس پر نہایت عمدہ سبزہ اُگا دیتی ہے۔ نیچے گوبر جس نے نہیں دیکھا، اُس کی آنکھ اس سبزہ پر فریفتہ ہو جاتی ہے۔ عقل کہتی ہے کہ تہ سبزہ کیا چیز ہے، اس کی تحقیق کرو۔ دنیا مُردار ہے۔ اُوپر سے مزین اور حسین ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی بے ثباتی اور فنائیت سے آگاہ فرماتے ہیں۔ کفار پھر بھی اسی پر عاشق ہیں، اور موت کے وقت محروم کف افسوس ملتے ہوئے اس رنگین دنیا کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

رنگ رلیوں پہ زمانہ کی نہ جانا اے دل!
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی

Marfat.com

جو چمن میں گزرے تو اے صبا! تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے، نہ لگانا دل کو بہار سے

دُنیا کے اندر دو حالتیں اس وقت ہوتی رہتی ہیں۔ کہیں بنتا ہے، کہیں بگڑتا ہے، کہیں شادی کہیں غمی، کہیں ولادت کہیں موت۔ ہر وقت تعمیر و تخریب کے مناظر سامنے ہیں۔ بس ہر چیز کا شباب اور اُس کی زیبائش اپنی طرف دعوت دیتی ہے۔ یہی اس کا کون یعنی وجود تعمیری ہے۔ اور ہر چیز کا بڑھاپا اور اس کی انحطاطی حالت کہتی ہے کہ جاؤ اپنا کام کرو، وقت ضائع نہ کرو۔ میں بالکل ناقابل توجہ بے قدر ہوں یہی اُس کا فساد ہے۔

اے وہ شخص جو خوبی بہار کو دیکھ کر فرط لذت سے ہونٹ کاٹتا ہے تُو دھوکا نہ کھا، بلکہ سردی کے زمانہ اور موسم خزاں کی زردی بھی پیش نظر رکھ اور سمجھ کہ یہ حالت ہمیشہ نہ رہے گی محض چند روز بہار حسن سے دل مت لگا۔

اے شخص کہ آفتاب کی خوشنمائی اور اس کی آب و تاب سے تُو اس پر فریفتہ ہے۔ ذرا اُس کی حالت غروب آفتاب کے وقت بھی دیکھ کہ اس کا زوال کیسا ہوتا ہے۔ اے شخص تو آسمان پر چودھویں رات کے چاند پر فریفتہ مت ہو کہ عنقریب اس کے زوال کا منظر بھی سامنے ہوگا کہ چاند اپنے نور سے محروم ہوگا اور حسرت کرے گا۔

پس اگر تم کو ان سیم تن بتوں کے تن سیمیں نے پھانس لیا ہے تو تم کو اس کی آخری حالت پر غور کرنا چاہیے کہ حسن بالکل ناپائیدار ہے، اور بڑھاپے میں یہ منظر حُسن روئی کا کھیت معلوم ہوگا۔

اے شخص جو آنکھیں تجھے آج بہت نشیلی مشابہ نرگس معلوم ہو رہی ہیں اور جان کی طرح محبوب ہیں، ایک دن تُو دیکھے گا کہ یہ چندھی ہوگئی ہیں اور ان سے کیچڑ اور بدبودار پانی جاری ہے۔ صورتوں پر فریفتہ ہونے اور اُن پر جان چھڑکنے سے بچو نجات پا جاؤ گے۔

طالب دُعا، مسکین غریب الوطن

خواجہ محمد اسلام

Marfat.com

ایمان پر اخلاقی جرائم کا اثر

یاد رکھیے! مومن مردوں کے لیے ہیں مومن عورتیں اور مومن عورتوں کے لیے ہیں مومن مرد، زانی مردوں کے لیے ہیں زانی عورتیں اور زانی عورتوں کے لیے ہیں زانی مرد۔ قرآن واحادیث سے ایمان کی تعلیم ملتی ہے اور گانوں اور سینما سے زنا کی تعلیم ملتی ہے۔ مسلمانو! زنا کی تعلیم لینے سے خود بھی بچو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بچاؤ۔ باقی باتیں کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

طبلے کی تھاپ پر، باجے کی آواز پر، سرنگی کی کیں کیں پر، گھنگروؤں کی جھنکار پر، رنڈیوں کے گانے کی آواز پر، جھومنے والی ماؤں کے بطن سے طارق بن زیادؒ، محمد بن قاسمؒ، خالد بن ولیدؓ پیدا نہیں ہوتے بلکہ اُن کے بطن سے بدکار لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ میں ایسی گانوں پر جھومنے والی ماؤں سے درخواست کروں گا کہ اب ان گانوں پر جھومنا چھوڑ دیں اور اللہ کی حمد کے ترانوں پر جھومنا شروع کر دیں تا کہ اس دُنیا سے اللہ کا عذاب ختم ہو اور جنت کا راستہ آسان ہو جائے۔

محتاجِ دُعا، غریب الوطن، عاجز مسکین ......خواجہ محمد اسلام

اظہارِ حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ خَاتِمِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ۔

آج سے تقریباً پونے چودہ سو سال قبل جب آج کل کی طرح دنیا کفر وضلالت، جہالت وسفاہت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی۔ بطحا کی سنگلاخ پہاڑیوں سے رشد وہدایت کا ماہتاب نمودار ہوا اور مشرق ومغرب، شمال وجنوب غرض دنیا کے ہر ہر گوشہ کو اپنے نور سے منور کیا اور ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں بنی نوع انسان کو اُس معراج ترقی تک پہنچایا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اور رشد وہدایت، صلاح وفلاح کی وہ مشعل مسلمانوں کے ہاتھ میں دی جس کی روشنی

Marfat.com

میں وہ ہمیشہ شاہراہ ترقی پر گامزن رہے اور صدیوں اس شان وشوکت سے دنیا پر حکومت کی کہ ہر مخالف قوت کو ٹکرا کر پاش پاش ہونا پڑا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو نا قابل انکار ہے، لیکن پھر بھی ایک پارینہ داستان ہے جس کا بار بار دہرانا تسلی بخش ہے اور نہ کارآمد اور مفید۔ جب کہ موجودہ مشاہدات اور واقعات خود ہماری سابقہ زندگی اور ہمارے اسلاف کے کارناموں پر بدنما داغ لگا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی تیرہ سو سالہ زندگی کو جب تاریخ کے اوراق میں دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم عزت وعظمت، شان وشوکت، دبدبہ وحشمت کے تنہا مالک اور اجارہ دار ہیں۔ لیکن جب ان اوراق سے نظر ہٹا کر موجودہ حالات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو ہم انتہائی ذلت وخواری، افلاس وناداری میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ نہ زورِ قوت ہے نہ شان وشوکت ہے نہ باہمی اخوت والفت، نہ عادات اچھی نہ اخلاق اچھے، نہ اعمال اچھے نہ کردار اچھے، ہر برائی ہم میں موجود اور ہر بھلائی سے کوسوں دور۔ آج جب کہ حالت بد سے بدتر ہو چکی اور آنے والا زمانہ ماسبق سے بھی زیادہ خطرناک اور تاریک نظر آرہا ہے، ہمارا خاموش بیٹھنا اور عملی جدوجہد نہ کرنا ایک ناقابل تلافی جرم ہے اور ویسے بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہم ترین فریضہ کو ترک کرنا اللہ وحدہٗ لاشریک کی لعنت اور غضب کو دعوت دینا ہے اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دین کا ایک ایسا زبردست رکن ہے جس سے دین کی تمام چیزیں وابستہ ہیں۔ اس کو انجام دینے کے لیے اللہ پاک نے تمام انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ اگر خدانخواستہ اس کو بالائے طاق رکھ دیا جائے اور اس کے علم وعمل کو ترک کر دیا جائے، تو دیانت جو شرافت انسانی کا خاصہ ہے مضمحل اور افسردہ ہو جائے گی۔ کاہلی اور سستی عام ہو جائے گی۔ گمراہی اور ضلالت کی شاہراہیں کھل جائیں گی۔ جہالت عالمگیر ہو جائے گی۔ تمام کاموں میں خرابی آجائے گی۔ آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ آبادیاں خراب ہو جائیں گی۔ مخلوق تباہ وبرباد ہو جائے گی اور اس کی تباہی وبربادی کی اس وقت خبر ہوگی جب روزِ محشر اللہ بالا وبرتر کے سامنے پیشی اور بازپرس ہوگی افسوس صد افسوس! جو خطرہ تھا سامنے آگیا، جو کھٹکا تھا آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس سر سبز ستون کے علم وعمل کے نشانات مِٹ چکے۔ اس کی حقیقت ورسوم کی برکتیں

Marfat.com

نیست و نابود ہو گئیں۔ لوگوں کی تحقیر و تذلیل کا سکہ قلوب پر جم گیا۔ اللہ پاک کے ساتھ قلبی تعلق مٹ چکا اور نفسانی خواہشات کے اتباع میں کتوں کی طرح بے باک ہو گئے۔ روئے زمین پر ایسے صادق مومن کا ملنا دشوار و کمیاب ہی نہیں، بلکہ معدوم ہو گیا جو اظہار حق کی وجہ سے کسی کی ملامت گوارا کرے۔ اگر کوئی مردِ مومن اس تباہی و بربادی کے ازالہ میں سعی کرے اور اس سنت کے احیاء میں کوشش کرے اور اس مبارک بوجھ کو لے کھڑا ہو اور آستینیں چڑھا کر اس سنت کو زندہ کرنے کے لیے میدان میں آئے تو یقیناً وہ شخص تمام مخلوق میں ایک ممتاز اور نمایاں ہستی کا مالک ہوگا۔

اخلاق اور قرآن

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو انصاف، احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرمایا ہے اور بے حیائیوں، بیہودہ باتوں اور ظلم سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس لیے نصیحت فرماتا ہے کہ تم نصیحت قبول کرلو۔“ (القرآن)

اس آیت میں اجمالی طور پر امر بالمعروف، انصاف، احسان، اہل قرابت کی امداد اور نہی عن المنکر ...... بے حیائیوں بے ہودہ باتوں اور ظلم کے انداز میں ان تین اخلاقی فضیلتوں اور تین اخلاقی رذائل کی نشاندھی کر دی گئی ہے جو اخلاق اور بداخلاقی کی بنیادیں قرار دی جاسکتی ہیں۔ فضائلِ اخلاق کے حفظ و بقا کے لیے معروف سے تمسک اور منکر سے اجتناب اشد ضروری ہے اور ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے، لیکن حقوق العباد کی ادائیگی کی فضیلت کا یقین اور ان سے صرف نظر سے نقصانات کا احساس اللہ تعالیٰ پر قوی ایمان کے بغیر ناممکن ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ان معنوں کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ ”حق کے ساتھ اس طرح تعلق رکھو کہ مخلوق درمیان میں حائل نہ ہو اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ اس طرح وابستگی رکھو کہ نفس بیچ میں حائل نہ ہو۔“

اسی اخلاقی تعلیم کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ”خلق عظیم“ بنا کر بھیجا گیا تھا تاکہ آپ اخلاقِ کریمانہ کو ان کی آخری بلندیوں پر پہنچائیں، اسی لیے آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا

Marfat.com

جس پر خود قرآن شاہد ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے کامل اتباع کے ذریعہ پوری زندگی اطاعت الٰہی کا نمونہ بن جائے اور حقوق الٰہیہ وحقوق العباد کی کما حقہ، ادائیگی ہو جائے۔ اگر ان دو حقوق سے کسی وقت بھی تغافل برتا گیا، تو اس سے توحید ورسالت پر ایمان میں ضعف پیدا ہونا لازمی ہے، اس لیے کہ اسلام میں ہر اخلاقی فضیلت پر کاربند ہونا اور بُرے امور سے بچنا، اس لیے ضروری نہیں کہ اس میں کوئی مصلحت مضمر ہے بلکہ اس لیے کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے جو ضروری کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی ہے۔ چنانچہ اگر ہم جھوٹ سے بچتے ہیں اور سچ کو اپناتے ہیں تو محض اس لیے کہ ہم از روئے قرآن ایسا کرنے کے مکلف ہیں۔ اور جھوٹی باتوں سے کنارہ کش رہو۔ (القرآن) خواہ بظاہر جھوٹ بولنے میں فائدہ ہی نظر آئے اور سچ سے نقصان کا احتمال ہی کیوں نہ ہو۔

جرائم کا اثر

اخلاق ذمیمہ ایمان پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”انسان کے دل میں ایمان شروع میں ایک سپید نقطہ کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور جوں جوں ایمان میں ترقی ہوتی ہے سپید نقطہ آہستہ آہستہ پھیلتا جاتا ہے اور جب وہ کامل الایمان ہو جاتا ہے، تو تمام قلب نورانی اور روشن ہو جاتا ہے۔ اور نفاق ایک سیاہ نقطہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے اور جب وہ منافق کامل ہو جاتا ہے، تو تمام قلب سیاہ اور تاریک بن جاتا ہے۔“ اور وہ ارتکاب جرم پر اُتر آتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی انہی معنی کی غمازی کرتی ہے کہ ”زانی ارتکابِ زنا کے وقت مومن نہیں رہتا۔ چور چوری کے وقت مومن نہیں رہتا شرابی شراب پیتے وقت ایمان پر قائم نہیں رہتا۔“ (بخاری، مسلم) گویا زنا، لواطت، چوری، شراب نوشی، ترکِ نماز اور اسی قسم کے دوسرے دینی فرائض کی خلاف ورزی اور گناہ کبیرہ کرتے وقت وہ صفتِ ایمان سے متصف نہیں

Marfat.com

رہتا اور ارتکاب جرم کے بعد وہ دو حالتوں سے باہر نہیں ہوتا...... یا تو بلا عمد سرزد ہونے والے رذیل اخلاقی جرم پر نادم ہو کر خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواست گار ہو جائے۔ اس صورت میں ایمان اس کی جانب لوٹ آتا ہے۔ اور یا وہ اس جرم کو بنظرِ استحسان دیکھنے لگ جائے جس سے وہ قساوتِ قلبی کا شکار ہو کر اپنے رب اور دین کو فراموش کر دیتا ہے اور گھٹیا اخلاقی جرائم اور شہوات فاسدہ اس کے نفس پر مسلط ہو جاتے ہیں اور وہ اس کے ارتکاب کا عادی بن جاتا ہے اور اگر کسی وجہ سے وہ اس سے محروم رہ جائے، تو اس ناکامی کے سبب جزع وفزع کرنے لگ جاتا ہے اور اسے حرام ٹھہرانے والے اور منع کرنے والے اللہ کے خوف کو نظر انداز کر کے اس کے حصول میں کوشاں رہتا ہے۔ اس حالت میں اس کا ایمان اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتا اور جب وہ اسی حالت پر اصرار کرتے ہوئے موت سے ہم آغوش ہو جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں چلا جاتا ہے۔

انہی معانی کے حامل دوسری صریح احادیث موجود ہیں کہ "جب کوئی شخص زنا کا مرتکب ہو، تو اس سے اس کا ایمان خارج ہو کر ایک سایہ کی مانند اس پر چھایا رہتا ہے اور جب وہ اس کام سے ہٹ جاتا ہے، تو اس کی جانب لوٹ آتا ہے۔" (ابوداؤد) اس ضمن میں دوسری حدیث یہ ہے کہ "بیشک ایمان ایک لباس کی مانند ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اس سے آراستہ کر دیتا ہے۔ پس جب انسان زنا میں مبتلا ہوتا ہے، تو ایمان کا لباس اُس سے اُتر جاتا ہے اور اگر وہ اس فعل سے توبہ کرے، تو ایمان کا لباس دوبارہ اُس کی طرف لوٹ آتا ہے۔" (بیہقی)

توبہ کا طریقہ

ان دو حدیثوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ارتکاب جرم کے دوران ایمان خارج ہو جاتا ہے اور اس جرم سے توبہ کیے بغیر واپس نہیں آتا۔ بشرطیکہ وہ جرم صرف حقوق الٰہیہ کے ضیاع سے متعلق ہو، جیسا کہ شراب نوشی اور ترکِ فرائض۔ تو اُن سے توبہ کی صورت یہ ہے کہ ان کا مرتکب محرماتِ مذکورہ سے یکسر منہ موڑ لے اور اُن کی طرف دوبارہ رجوع نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرے اور

Marfat.com

اگر جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہو، تو اس سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ غصب کردہ حقوق یا تو متعلقہ افراد کو واپس کیے جائیں یا ان سے اس سلسلہ میں معافی مانگی جائے۔

لیکن توبہ کا یہ طریقہ عصمت دری کے جرم میں متحقق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کی بیوی سے زنا کیا ہے تو یہ بات کسی طرح بھی معقول دکھائی نہیں دیتی کہ وہ متعلقہ شخص سے اس ضمن میں رجوع کرے اور اسی طرح یہ بات بھی قرینِ دانش نہیں کہ مجرم اس شخص سے معافی کا طالب ہو۔ ایسے جرم کا ذکر کرنا ہرگز ضروری نہیں بلکہ معافی مانگتے وقت اس امر کی نیت کرنا ہی کفایت کرے گا؛ البتہ اگر وہ اس امر کا اعتراف کر کے زنا کی مقررہ سزا بھگت کر اپنے نفس کو پاکیزہ کرنے کا متمنی ہو، تو اس صورت میں عورت کے خاوند سے طلب وعفو کی ضرورت نہیں بلکہ وہ صرف مذکورہ بالا طریق سے سزا دینے والے کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرے۔

گناہ اور سزا

اس سلسلہ میں دوسری رائے یہ ہے کہ اخلاقی جرائم انسان کو کسی صورت میں بھی ایمان سے عاری نہیں کرتے۔ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا کسی اخلاقی جرم سے لتھڑا ہوا مر جائے، تو وہ اس جرم کے باعث ایمان سے خارج نہیں ہوتا، بلکہ گناہگار مرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے اس قول کا اطلاق ہوتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جسے وہ چاہے بخش دیتا ہے۔'' (القرآن)

ان معنوں کی تائید میں بہت سی احادیث ہیں اور ان میں سے ایک صحیح حدیث یہ ہے کہ اگر مکلف کی موت حالت ایمان پر آئے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ خواہ وہ چوری اور زنا کا مرتکب ہی کیوں نہ رہا ہو، لیکن اس میں اور ان احادیث میں جو گناہ گاروں کو سزا دینے یا ان کے ضیاع ایمان کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں کوئی تعارض نہیں۔ جہاں تک اوّل الذکر کا تعلق ہے گناہ ہائے کبیرہ کے لیے وقتی عذاب دیا جائے گا اور ایسے جرم کا مرتکب کافر کی مانند ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں

Marfat.com

نہیں رہے گا اور یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اخلاقی جرائم کے مجرموں کو ان کے کسی اچھے فعل کی بدولت بخش دیں اور بالکل سزا نہ دیں۔

رہا موخر الذکر کا معاملہ، تو ایمان عبارت ہے توحید و رسالت پر یقین سے اور اس عقیدہ میں باجود ارتکاب جرم ایمان کی قطعی نفی نہیں ہوتی اور علماء کا قول ہے کہ ہر شخص جسے اس امر کا یقین محکم ہے کہ اس سوراخ میں اژدھا ہے تو وہ کبھی بھی جان بوجھ کر اس میں ہاتھ ڈالنے کی جسارت نہ کرے گا۔ یہ بات تو درست ہے، لیکن زیرِ بحث موضوع پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارتکاب جرم کی سزا کا ایک وقت معین کر رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جس کسی نے اپنے جرم سے توبہ کی، اس سے اس جرم کا اثر مٹا دیا گیا اور اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا جائے گا۔ پس توحید اور جزا و سزا پر ایمان کی اس جرم سے نفی نہیں ہوتی جسے توبہ کے بعد کالعدم ہو جانا ہو، اس لیے کہ جس وقت اس سے کوئی اخلاقی جرم سرزد ہوتا ہے تو اُس کا اُس اللہ پر ایمان ہوتا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرما کر ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے گناہوں سے توبہ کیے بغیر ایک طویل مدت تک ان پر ڈٹا رہے اور پھر توبہ کرنے سے پیشتر فوت ہو جائے، تو اسے عذاب دینا یا معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔

عملِ صالح کی نفی

اور یہ جو اِن دو حدیثوں اور ان جیسی دوسری احادیث میں مذکور ہے کہ اخلاقی جرائم سے ایمان کی نفی ہو جاتی ہے تو اس سے مراد کامل ایمان کی نفی ہے۔ بالفاظ دیگر اسے عمل صالح کی نفی بھی کہا جا سکتا ہے اور نیک عمل ایمان کی حقیقت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس کے متحقق ہونے کی شرط ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھا مگر کبھی بھی عملِ صالح نہ کیا تو اس شرط کے فقدان کے سبب اس کا ایمان متحقق نہیں ہوا اور یہ رہا اس کا عمل خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہی معنی احادیث مذکورہ کے واضح ہوتے ہیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ "کوئی

Marfat.com

زانی ارتکاب زنا کے وقت مومن نہیں رہتا" ان معانی کا حامل ہے کہ وہ ایمان کامل جو عمل کی شرط ٹھہری، اس سے متحقق نہیں ہو پایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا وہ اخلاقی جرم ہے جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا۔ پس اس کے ارتکاب سے عقیدہ کی نفی ہو جاتی ہے۔ اسی پر دوسری صورتوں کا قیاس کرلیں اور اسی کی مانند اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ "جب کوئی شخص زنا کا مرتکب ہو، تو اس سے ایمان خارج ہو کر ایک سایہ کی مانند اس پر چھایا رہتا ہے اور جب وہ اس کام سے ہٹ جاتا ہے، تو اس کی جانب لوٹ آتا ہے۔" یہاں ایمان سے مراد وہ کامل ایمان ہے جو مذکورہ بالا بیان کے مطابق عمل صالح کی شرط ٹھہری۔ ان صحیح احادیث اور اللہ کے قول کہ "اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہے بخش دیتا ہے" کے مابین کوئی تعارض نہیں۔ اس آیت کریمہ سے بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کی قطعاً مغفرت نہیں کرتا اور دوسرے گناہ ہائے کبیرہ کا فیصلہ اُس کی مرضی پر منحصر ہے چاہے انہیں بخش دے چاہے انہیں عذاب دے۔ اندریں حالات اگر اخلاقی جرائم کا مرتکب توبہ کیے بغیر مر جائے، تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ اسی لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذریعہ نصِ قرآنی اس امر سے آگاہ کر دیا کہ وہ کافر کو قطعی طور پر اپنی مغفرت سے نہیں نوازیں گے اور اس کے علاوہ تمام کو اپنی رضا پر چھوڑ دیا ہے۔

حقوق العباد کی معافی

جہاں تک حقوق العباد کا تعلق ہے وہ گو صرف بندوں سے مخصوص ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اس بات کی قدرت رکھتے ہیں کہ اصحابِ حقوق سے کی گئی زیادتی اور ظلم کے عوض انہیں ان نعمتوں سے مالا مال کر دیں جو اُن کے خواب وخیال میں بھی نہ ہوں۔ جس پر اکثر علماء کرام کا اتفاق ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسب ضرورت نوع انسان کی ہدایت کے لیے اپنے پیغمبر بھیجے، اُن پر کتب سماوی نازل کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی قرآن حکیم کے ذریعہ تخصیص کی۔ جس میں اوامر ونواہی، پند ونصائح اور حکایات کے

Marfat.com

علاوہ جملہ فضائل کے اکتساب کا حکم دیا اور تمام رذائل سے منع فرمایا اور انسانوں کے لیے ایسا قانون نافذ کیا جس میں اُن کی دنیوی واُخروی فلاح کا راز مضمر ہے۔ اس نے عامل مومنوں سے دائمی اور ابدی سعادت وکامرانی کا وعدہ کیا ہے اور گناہ گاروں اور باغیوں کو ایسے شدید اور دردناک عذاب سے ڈرایا ہے، جسے برداشت کرنے کی انسانوں میں ہمت نہیں۔ بعض قرآنی آیات میں تو کچھ مجرموں کو دائمی سزا کا حکم صادر فرمایا کہ ''جو کوئی جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے اُس کی سزا دائمی جہنم یا اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت کی صورت ہوگی۔''

اس میں بھلا کیا شک کہ اللہ تعالیٰ کی بات سچی ہے اور وہ اپنے قول کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ جب کہ وہ ارادہ کاملہ اور قدرت مطلقہ سے متصف ہے۔ عفو درگزر اور سزا اور عقوبت میں نہ کوئی قوت اُس کو منع کرسکتی ہے اور نہ ہی کوئی شے اُس کے ارادہ کی تکمیل میں حائل ہوسکتی ہے وہ اپنے بندوں پر ہر طرح غالب ہے لیکن اس نے اپنے بندوں کے لیے فلاح وکامرانی کے روشن طریقے متعین کرکے اُن کے حصول کے لیے معقول اور جائز ذرائع بہم پہنچائے ہیں۔ خوش بختی اور بدبختی کی راہوں کے انجام وعواقب سے آگاہ کرنے کے بعد اس دنیا میں گناہوں کی معافی کا طریقہ، توبہ اور اُن سے کنارہ کشی کی صورت میں واضح کیا۔ ہاں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اُس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔'' (النساء)

''کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمان وزمین کی بادشاہی۔ تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

لیکن ان محکم آیات قرآنی کے باوجود کس کو حتمی طور پر یہ کہنے کی جرأت ہوسکتی ہے کہ وہی ایسا ہے جس کے لیے اللہ کی رضا میں مغفرت مضمر ہے اور وہ اس کے درگزر کا مستحق ہے اور اسے بلا توبہ مغفرت حاصل ہوجائے گی۔ جب کہ دوسری آیات اس اُمر پر صریحاً دلالت کرتی ہیں کہ اس سے مغفرت صرف خلوص دل سے توجہ کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: ''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اس پر عذاب بڑھایا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔'''' اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا'' (طٰہٰ۔۸۲) ''اور ہر جان کو اُس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی'' (البقرہ۔۲۸۱) '' (تیز رَو) زمانہ کی قسم، بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔'' (العصر)

اسی نوع کی اور بہت سی آیات ہیں جو اس اَمر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ انسان کے لیے اپنے نیک یا بداعمال کی جزاوسزا پانا ضروری ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ نیکی کے لیے نیک (جزا) اور برائی کے لیے بُری (سزا)'' اور اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: ''تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اُسے دیکھ لے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا اُسے دیکھ لے گا'' (الزلزال) جس سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر توحید و رسالت پر ایمان اور عملِ صالح فرض ٹھہرائے ہیں اور اگر وہ اس سلسلہ میں کوتاہی کریں، تو قیامت کے روز انہیں اس کی سزا کے طور پر دردناک عذاب بھگتنا ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایک کام تو نیک کرے اور دوسرا بد۔ تو اس کی نیکیاں اللہ کے ہاں جمع نہیں رہتیں بلکہ وہ انہیں سے اپنے گناہوں کا بدلہ چکاتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے زیادہ قریب ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے۔ کچھ بھلے اور کچھ بُرے۔ سو اللہ سے اُمید ہے کہ ان کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا۔'' (القرآن)

یہ آیت اس جماعت کے بارہ میں اُتری جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرنے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حالانکہ وہ آپ کا ساتھ دینے پر ہر طرح قدرت رکھتے تھے۔ بعد میں

Marfat.com

اُنہوں نے اس لغزش پر ندامت کا اظہار کر کے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور اس گناہ کے کفارہ کے طور پر اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شریک جنگ نہ ہونے والوں میں سے سات افراد اپنے کیے پر اتنے نادم ہوئے کہ اُنہوں نے خود کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لائے تو حسبِ معمول مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں کو بندھا ہوا دیکھ کر اُن کے بارے میں دریافت فرمایا، تو آپ کو بتایا گیا کہ ان لوگوں نے اس وجہ سے خود کو باندھ رکھا ہے اور قسم کھائی ہے کہ جب تک ان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھولیں گے وہ اسی طرح بندھے رہیں گے، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں بھی اس امر کی قسم کھاتا ہوں کہ جب تک مجھے اس بارہ میں اللہ تعالیٰ سے حکم نہ ملے، میں انہیں ہرگز نہیں کھولوں گا۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی خطا کے اقراری ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کیے کچھ بھلے اور کچھ بُرے۔ سو اللہ سے اُمید ہے کہ ان کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں۔'' (القرآن) اس پر انہیں کھول دیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا یہ فعل ان کی ظاہری توبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اُن کے بڑے گناہ اُن کی اس توبہ سے مٹا دیے گئے، اس لیے کہ خلوص نیت سے کی ہوئی توبہ گناہوں اور جرموں کو لعدم کر دیتی ہے۔

لیکن اس مقام پر محتاج التفات بات یہ ہے کہ اخلاقی جرائم مثل زنا، چوری وغیرہ سے مروت اور شرافت کا خاتمہ ہو جاتا ہے، تو اس کے مرتکب کے لیے ان کا علانیہ بیان کرنا کسی طرح بھی درست نہیں بشرطیکہ وہ نفس کی پاکیزگی کے لیے ضروری سزا کا خواہش مند ہو۔ پس مال مسروقہ واپس کرتے وقت مال کے مالک سے یہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ میں نے اس مال کو چرایا تھا، بلکہ اتنا کہنا ہی کافی ہوگا کہ یہ تمہارا وہ مال، جو مجھے ہاتھ لگ گیا ہے۔ پس اسے لے لے۔ اور یہی حال ان تمام جرائم کا ہے جو بڑی رازداری اور پوشیدہ طور پر کیے گئے ہوں۔ پس مرتکب جرائم پر لازم ہے کہ اگر ان میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ضیاع ہو، تو اللہ تعالیٰ سے خلوصِ نیت سے توبہ کرے اور

Marfat.com

دوبارہ ان گناہوں کی طرف رجوع نہ کرے اور اگر لوٹائے جانے کے قابل ہوں، تو اُن کے مالکوں کو لوٹا دے یا اُن سے معافی کا طالب ہو۔ غرض کہ گناہ ہائے کبیرہ کو توبہ اور عمل صالح کے سوا اور کوئی شے نہیں مٹا سکتی۔ اور اس ضمن میں جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ ہائے کبیرہ بھی بخش دیں گے، تو وہ اس بات پر مشروط ہے کہ انسان اپنے جرم سے توبہ کرے۔

باقی رہا یہ قول کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب کافر ہو کر آگ کی دائمی زندگی کا مستحق ہوگا۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں درست معلوم نہیں ہوتا کہ جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا، اُسے بھی دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اُسے بھی دیکھ لے گا (الزلزال) یہ بات کسی طرح بھی معقول دکھائی نہیں دیتی کہ اللہ، اُس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لانے والا مومن، اُس کافر کے مساوی ہو جو اپنے خالق کا ہی منکر ہے اور اس کے ساتھ کفر کا شیوہ اختیار کرتا ہے۔ پس وہ تو ضرور آگ کے عذاب میں دوامی زندگی بسر کرے گا، لیکن اس سے بھی انکار نہیں۔ جیسا کہ بہت سی صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ مومنوں میں سے بغاوت کرنے والوں کو اُن کے بُرے اعمال کی نسبت سے سزا دی جائے گی اور جب اُن کی اصلاح ہو چکی گی، تو انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

اخلاقی جرائم کے نقصانات

رہے وہ نقصانات جو کسی کی عزت اور اموال پر ڈاکہ ڈالنے سے واقع ہوتے ہیں۔ وہ سزا پر ہی ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کا ضرر اور بُرے نتائج، نسلوں کا نقصان اور اولاد سے قانونی جرم کی شکل میں بھی رونما ہوتے ہیں۔ اگر زانیوں کو اس امر کا احساس ہوتا کہ ان کی وقتی لذت سے کس قدر بڑے شر اور فساد کے دروازے کھلتے ہیں، تو انہیں اس شرمناک جرم کے ارتکاب کی نسبت اپنے وجود کو فنا کر دینا آسان دکھائی دیتا۔ بالخصوص جب کہ ان کے اس عمل قبیح کا نتیجہ اس بچے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے، جسے ایک عیاش اور بدمعاش عورت کبھی تو اس کے پنگھوڑے میں ہی اس کا گلا

Marfat.com

گھونٹ دیتی ہے اور کبھی حالت جنین میں اسقاط کروا کر جان چھڑا لیتی ہے اور کبھی وضع حمل کے بعد زندگی کی مشکلات اور زمانے کے مصائب جھیلنے کے لیے لاوارث پھینک دیتی ہے۔ اُس معصوم کو اپنی ماں معلوم نہیں ہوتی جو اُس پر مہرِ مادری نچھاور کرتی اور وہ اپنے باپ کو جانتا جو اُس کے سر پر دست شفقت رکھتا۔ اور اُسے اتفاقاتِ زمانہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیتے ہیں جو اس کی تربیت ایسے دین کے مطابق کرتا ہے جو اس کے ماں باپ کا دین نہیں ہوتا یا وہ ایسے ہاتھوں میں آجاتا ہے جن کی تربیت سے وہ اخلاق باختہ بن جاتا ہے اور ایسا بچہ سوسائٹی کے لیے ایک ضرر رساں عضو بن کر بہت بڑی مصیبت کا باعث بنتا ہے۔

اگر کوئی زانی عورت شادی شدہ ہو تو وہ اور بھی شدید خیانت اور شرمناک گناہ کی مرتکب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے خاوند سے دھوکہ کر کے اپنی صحیح اور جائز اولاد میں ایک اجنبی عنصر داخل کر لیتی ہے اور بالآخر اس کا یہ فعل پورے خاندان کے لیے بدبختی کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ قدرتی طور پر ایسا بچہ اخلاق و عادات میں اپنے حقیقی (زانی) باپ کے نقشِ قدم پر چل کر اس کے بُرے اخلاق کا اتباع کرے گا اور اس طرح سوسائٹی میں زنا کی بیماری پھیلائے گا۔

ممکن ہے کوئی فاسق یہ کہے کہ اس خطرہ کو مانع حمل طریقوں سے روکا جا سکتا ہے لیکن نوعِ انسانی کے لیے یہ حرکت اور بھی زیادہ بُری اور نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا نسلوں کا از خود صفایا کرنا اور قوم کو تیزی سے تباہی کے کنارے لے جانا ہے اور افراد کی تدریجی کمی سے قوم کو ذلت و نکبت سے دوچار کرنا ہے اور حیوانات سے کم عقل ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ کیونکہ حیوانات بھی رضائے الٰہی کے مطابق ایک مدت معینہ تک افزائش نسل کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس سے بڑی خیانت اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان ہر قسم کے غم و فکر سے آزاد ہو کر صرف حیوانی خواہشات کی تسکین کے درپے رہے اور وہ نہ تو اس خواہش کے ودیعت کیے جانے کی غرض و غایت کی معرفت حاصل کرے اور نہ ہی اس کے غلط استعمال کے نتیجہ کا شعور ہو۔ جب کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس خواہش کی تخلیق کا واحد مقصد نوع انسانی کی بقا تھا۔ جب انسان میں ایک انسان نما وحشی موجود ہو، جسے نہ تو انسان

Marfat.com

کی قدر ہو نہ پروا۔ تو جب وہ دوسرے انسانوں کی خرابی کا باعث ہو........... بلکہ بالآخر خود اپنے گھر کی عورتوں، اپنی بیٹیوں اور اپنے اہل وعیال کے اخلاق کی تخریب کا سبب بنے۔ اس لیے کہ وہ بھی اسی کے اخلاقِ رذیلہ کی پیروی کریں گے، تو پھر ایسے تباہ کن خطرے سے حفظ وامان میں رہنے کا کون سا وسیلہ ہوسکتا ہے؟

زنا کا دُنیوی انجام

ایک زانی اور زانیہ ایسے شرمناک فعل کے الزام سے قبل اس بات کا تصور کریں کہ اگر ان کے اس معاملہ کا راز افشا ہوجائے اور زانیہ کا باپ، خاوند یا بھائی اس کو عین ارتکابِ فعل کی حالت میں دیکھ لیں، تو اس وقت اُن پر کیا گزرے گی۔ کیا اس انکشاف کو خاطر میں لائے بغیر انہیں شہوت کا غلبہ اور جوش باقی رہے گا یا ان کے اس بُرے ارادے میں ضعف واقع ہوکر ان کے دل دھڑکنے لگیں گے اور ان کی شہوت اسی طرح کالعدم ہوجائے گی جیسا کہ ان میں یہ چیز ودیعت ہی نہ کی گئی تھی۔ پھر اُس غریب خاوند پر کیا گزرے گی اور اس زانیہ کے باپ اور بھائی پر کیا بیتے گی۔ کیا اس منظر شنیعہ کو دیکھ کر اسے ہر شے کی قربانی کرنا آسان معلوم نہ ہوگا۔ اور اکثر لوگ ایسے کریہہ منظر سے مشتعل ہوکر زانی اور زانیہ کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر خود بھی بغیر سوچے سمجھے خودکشی کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ اور اس بات کا فرض اور تقدیر سے کچھ واسطہ نہیں، بلکہ ایسے واقعات انسانوں میں اکثر وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

زنا کا اُخروی خسارہ

ہمارا فرض ہے کہ ہم زانیوں کو اُخروی ذلت سے نجات دلائیں؛ وہ نہیں جانتے کہ انہیں آخرت میں ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہیں اصحابِ حقوق کو اپنے ان بُرے کرتوتوں کی مہنگی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ کیا انہیں وہ دن یاد نہیں جب ظالموں سے ان کے ظلم وستم کے بارے میں پرسش ہوگی۔ اور اپنے لیے کسی کو دوست اور مددگار نہ پائیں گے۔ کیا انہیں اس بات کا علم نہیں کہ اگرچہ اُنہوں نے اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا، لیکن اللہ تعالیٰ تو اُن کے حال اور

Marfat.com

بُرے افعال سے پوری طرح آگاہ ہے اور بے شک وہ حقوق العباد میں سے ایک ذرہ برابر نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ ان مجرموں کو اپنے جرائم کا پورا پورا بدلہ اپنی نیکیوں میں سے دینا ہوگا۔ بشرطیکہ ان کے کوئی نیک اعمال ہوئے اور اگر ان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا کوئی اندراج نہ ہوا تو انہیں اپنے گناہوں کے علاوہ اصحابِ حقوق کے گناہوں کو بھی اُٹھانا ہوگا کیونکہ اس دن کسی کے حقوق سے رائی برابر ضائع نہیں ہوگا۔

زنا اور انفرادی واجتماعی زوال

جب انسانوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو جائے جو قساوت قلبی کا شکار ہو گئے ہوں۔ جن کی بصیرتیں اندھی ہو چکی ہوں، جو حقوق العباد کے احساس سے عاری ہوں اور جو اللہ تعالیٰ سے حیا نہ کرتے ہوں اور اللہ کے یومِ حساب کے خوف کو خاطر میں نہ لاتے ہوں، تو کیا ان کے لیے واجب نہیں کہ وہ اپنی ازواج اور اولاد کا محاسبہ کریں۔ اس لیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک زانی اپنے اہل وعیال اور بیٹیوں کے لیے بہت بُرا نمونہ ہے۔ (خود بچو اور اپنی عورتوں کو بچاؤ) پس جب انسانوں میں کوئی فریق اپنی نسل کی پروا نہ کرے اور اپنی عزت کا خیال نہ رکھے اور اپنی عورتوں اور اولاد میں فسادِ اخلاق سے بے اعتنائی برتے اور نہ ہی دوسرے لوگوں اور ان کی اولاد کے اخلاق خراب ہونے کو چنداں اہمیت دے، تو ایسا گروہ جنگلی گدھوں اور بندروں اور دوسرے حیوانات کے مرتبہ سے بھی گر جاتا ہے جو اپنی اناث پر حملہ کرتے ہیں۔ پس جب اقوام عالم میں سے کوئی قوم زنا اور بدکاری کو جائز متصور کر کے اس میں مبتلا ہو جائے تو اس قوم کے زوال پذیر ہونے اور صفحہ ہستی سے مٹنے کے آثار بڑی سرعت سے پیدا ہو جاتے ہیں اور علاوہ اس کے وہ غضبِ الٰہی کے باعث دائمی عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

اس میں کیا شک کہ خالی یہی بات زنا سے نفس کو زجر وتوبیخ کے لیے کافی ووافی ہے اور اس امر کی کوئی ضرورت نہیں کہ زانیوں کے باہمی اختلاط سے پیدا ہونے والے خطرناک اخلاقی

Marfat.com

وجسمانی امراض سے بچنے کی لوگوں کو تاکید کی جائے اور نہ ہی اس کی حاجت ہے کہ حرام کردہ کاموں کے ارتکاب سے جو جرأت اور مالی نقصان ہوتا ہے اس کا ذکر کیا جائے۔ ہم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے ایک بدکار عورت کی خاطر اپنا مال ومنال ضائع کیا اور حقیر وذلیل ہوئے اور ایسوں کی بھی کمی نہیں ہے جو کسی زانی عورت کے جنون میں اس طور اخلاق باختہ ہوگئے کہ وہ قوم کے جسم میں ایک عضو فاسد کی حیثیت اختیار کر گئے۔......زنا کا نقصان بہت واضح ہونے کے باوجود زانی دین کی پروا نہیں کرتے۔ نہ اس کی فضیلت کا شعور رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کے محرمات کو پہچانتے ہیں اور نہ آنکھوں کی خیانت جاننے والے اللہ کی عظمت کو قدر ومنزلت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ پس وہ چوپاؤں کی مانند ہیں، نہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ!

زنا اور شریعت اسلامی

اسی سبب سے شریعت اسلامیہ نے زنا کے معاملے میں بے حد تشویش کا اظہار کیا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کتابِ عزیز میں اسے بے حیائی کا کام اور بدترین نتائج کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ''زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ'' (بنی اسرائیل ۳۲) دوسری جگہ فرمایا: ''اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اُس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اُس پر عذاب بڑھایا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے۔'' (الفرقان: ۶۸، ۷۰)

یہ آیت اس ضمن میں واضح ہے کہ کسی نفس کا ناحق قتل کرنا اور زنا، ان جرائم میں سے ہیں جن کے لیے آگ کی دائمی سزا ہے اور اگر زنا کا مرتکب اپنے گناہ سے توبہ نہ کرے' تو زنا کے خلاف یہ زجر وتوبیخ بہت کافی ہے اور جسے یہ خیال ہو کہ زنا کی سزا آسان نہیں ہے' اس لیے کہ حد قائم کرنے کے لیے زنا کا اثبات ناممکن ہے۔ پس اُسے اس بات کا تصور کرنا چاہیے کہ اگر وہ دنیا کے عذاب

Marfat.com

سے بچ گیا' تو کیا ہوا قیامت کے دن وہ اپنے سامنے کئی گنا زیادہ ہمیشہ رہنے والا عذاب پائے گا۔

اسی سبب سے عہدِ نبوی میں مومن قیامت کے دن اللہ کے دائمی عذاب سے نجات پانے کے لیے دنیاوی سزا کو ترجیح دیتے تھے اور انہی نیک ہستیوں کا کہنا ہے: "ایک خراب اور گھٹیا شہوت سے پرہیز کرو جو فی الفور ختم ہو جاتی ہے، لیکن اس کی کم از کم سزا موت ہے۔"

اخلاقی جرائم اور شرعی حدود اس ساری بحث سے شریعت اسلامیہ کا مقصد اخلاقی جرائم کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنا ہے اور ان کے دنیوی اور اُخروی نقصانات کے پیش نظر مسلمانوں کو ان سے باز رکھنے کے لیے عبرت ناک سزائیں مقرر کی ہیں۔ بصورتِ اقرار، عینی شہادت یا حمل قرار پانے پر زنا کار مرد اور عورت کے لیے سنگساری اور کوڑے لگانے کی سزا مقرر کی۔ عملِ قومِ لوط غیر فطری کی سزا بھی زنا سے کسی طرح کم نہیں، اس لیے کہ ان سے قبل یہ رذیل حرکت انسانوں سے تو درکنار کتوں سے بھی سرزد نہیں ہوئی تھی۔ چور کے لیے چوری کے اثبات کی صورت میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہایت موزوں ہے، اس لیے کہ چور دوسروں کے خون پسینہ کی کمائی پر رات کی تاریکی یا دن کی روشنی میں ہاتھ صاف کرتا ہے۔ جس کا اُسے کسی طرح حق نہیں پہنچتا۔ شراب کے رسیا کو بت پرست اور مشرک کے مساوی بتایا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ اسلام نے اخلاقی جرائم کی سزاؤں کو بہت زیادہ تشدد روا رکھا ہے تو اسے اس بات سے صرفِ نظر نہیں کرنا چاہیے کہ اسلامی سوسائٹی کا سادہ سا تصور یہ ہے کہ ایک مسلمان کے ہاتھوں دوسرے مسلمان بھائیوں کی جان' مال اور عزت محفوظ رہے۔ اور اگر ایسی مثال سوسائٹی میں کوئی ایسا عنصر پیدا ہو جائے۔ جس سے پوری سوسائٹی کے گندہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اسلام کے نزدیک اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ایسے غلیظ اور ناپسندیدہ عناصر کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے تمام سوسائٹی کو اس کے بُرے اثرات سے بچا لیا جائے اور اسلامی حدود کے قیام میں غریب اور امیر' ادنیٰ واعلیٰ کی تمیز روا نہ رکھی جائے۔

حفظِ ناموس، مال اور جان اور قیام امن کے لیے یہی وہ اسلامی طریقہ ہے جس سے دنیوی

Marfat.com

زندگی میں جنت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ایسی حالت میں ہلاک ہو جاویں گے جب کہ ہم میں صلحاء لوگ موجود ہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب آجاوے گی۔ اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو بستی اُلٹ دینے کا حکم دیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ اس بستی میں فلاں بندہ ایسا ہے جس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ ارشاد ہوا کہ صحیح ہے، مگر یہ میری نافرمانی ہوتے ہوئے دیکھتا رہا اور کبھی اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑا۔ ہر اس شخص کے ذمے ہے جو ناجائز بات کو ہوتے ہوئے دیکھے اور اس پر ٹوکنے کی قدرت ہو تو ٹوکے۔ جب گناہ مخفی طور پر کیے جاتے ہیں' تو اس کا وبال صرف کرنے والوں پر ہوتا ہے لیکن جب کھلم کھلا کیے جاویں اور اُن کو روکا نہ جاوے' تو اس کا وبال عام ہوتا ہے۔ آپ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ تم اچھے کاموں کی دعوت دیتے رہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو اور ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔ ورنہ تمہارے قلوب بھی اسی طرح خلط کر دیے جاویں گے جس طرح اُن لوگوں کے کر دیے گئے اور اسی طرح تم پر بھی لعنت ہوگی جس طرح بنی اسرائیل پر لعنت ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور درخواست کی: ''مجھے زنا کی اجازت دے دیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ اور پھر فرمایا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ زنا کرے۔ عرض کیا: نہیں چاہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح اور لوگ بھی نہیں چاہتے کہ اُن کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جاوے۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری بیٹی کے ساتھ زنا کرے۔ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اسی طرح اور لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جاوے۔ غرض بہن' پھوپی' خالہ کا دریافت فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اُس شخص کے سینہ پر رکھ کر دُعا فرمائی: اے اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما اور اس کی شرم گاہ کو محفوظ فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس شخص نے توبہ کی۔

Marfat.com

مجرم کی بھی برائی نہ کرو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ماعز اسلمیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس امر کا اقرار کیا کہ اُس نے ایک عورت سے حرام کیا ہے۔ چار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے اعراض کیا یعنی منہ پھیر لیا کہ وہ خاموش ہو کر چلا جائے، لیکن جب اُس نے پانچویں مرتبہ اعتراف کیا، تو آپؐ نے دریافت کیا کیا تُو نے محبت کی ہے اُس عورت سے؟ اُس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تیرا عضو مخصوص اُس کی اُس میں (یعنی اندامِ نہانی میں داخل ہوا۔ عرض کیا ہاں۔ پھر آپؐ نے پوچھا تیرا عضو مخصوص اُس کی اندام نہانی میں اس طرح غائب ہوا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں غائب ہو جاتی ہے اور رسی کنویں کے اندر چلی جاتی ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا تو جانتا ہے زنا کس کو کہتے ہیں۔ عرض کیا ہاں میں اس عورت سے اس طرح حرام کا مرتکب ہوا جس طرح کوئی شخص اپنی بیوی سے حلال طریقہ پر محبت کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس قول سے تیرا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا میں چاہتا ہوں آپ مجھے اس گناہ سے پاک کر دیں' چنانچہ آپؐ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور اُس کو سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں سے دو شخصوں کو یہ گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ ایک نے اُن میں سے کہا اس شخص کی طرف دیکھو اللہ تعالیٰ نے اُس کی پردہ پوشی کی تھی، لیکن اُس نے اپنے نفس کی خواہش کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ سنگسار کیا گیا، کتے کی مانند سنگسار کیا جانا۔ آپؐ یہ سن کر خاموش ہو رہے اور تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ ایک مرے ہوئے گدھے کے قریب سے گزرے جس کا پیٹ پھول گیا تھا اور ایک پاؤں اُوپر اٹھا ہوا تھا۔ آپؐ نے اُس کو دیکھ کر فرمایا۔ فلاں فلاں شخص کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا ہم حاضر ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ نے فرمایا آؤ اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ اُنہوں نے عرض کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس کا گوشت کون کھا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی جو آبروریزی کی ہے وہ اس گدھے کا گوشت کھانے سے زیادہ بُری ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگاتا ہوگا۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

گناہوں کی سزا میں خود پیش ہونا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے اُن میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجیے۔ دوسرے نے کہا ہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجیے اور مجھ کو واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا بیان کرو۔ اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے علما سے مسئلہ پوچھا۔ اُنہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو سو ۱۰۰ دُرّے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا اور سنگساری کی سزا اس کی عورت کو ملے گی، اس لیے کہ وہ شادی شدہ ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سن کر فرمایا خبردار! قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔ تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو ۱۰۰ کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔ پھر فرمایا: اے انیس! تُو اس عورت کے پاس جا اگر وہ جرم کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے۔ عورت نے اقرار کیا اور انیس نے اُس کو سنگسار کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ان پر اپنی کتاب نازل کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان میں سنگساری کی آیت بھی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم و سنگسار کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے اور رجم اللہ کی کتاب میں مقرر ہے۔ اس شخص پر جو زنا کرے اور وہ غیر شادی شدہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت جب کہ شاہد موجود ہوں یا حمل پایا جائے یا جرم کا اعتراف۔ (بخاری و مسلم)

شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زانیوں کی سزا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھ سے (زانی وزانیہ کی بابت) حکم حاصل کرلو (ہاں) مجھ سے (ان کی بابت) حکم لے لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے ایک طریقہ مقرر کردیا ہے کنواری عورت اگر کنوارے مرد سے زنا کرے تو اس کے سو ۱۰۰ دُرّے لگائے جائیں۔ اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے اور شادی شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے (دونوں کو)۔ (مسلم)

زانیوں کو سنگسار کردو ﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہود کی ایک جماعت نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ان کی قوم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا توراۃ میں رجم کی بابت کیا لکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم زنا کرنے والوں کو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں اور اُن کو دُرّے لگائے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا تم جھوٹے ہو۔ توراۃ لاؤ اُس میں بھی رجم کا حکم ہے؛ چنانچہ وہ توراۃ لائے اور اُن میں سے ایک شخص نے توراۃ کی آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر چھپا لیا اور آگے پیچھے کی آیتوں کو پڑھتا رہا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا اپنا ہاتھ ہٹا۔ دیکھا تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی۔ یہود نے کہا عبداللہ بن سلامؓ نے سچ کہا اُس میں رجم کی آیت موجود ہے۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں زانیوں کو رجم کا حکم دیا اور ان کو سنگسار کیا گیا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا: اپنا ہاتھ ہٹا۔ اُس نے ہاتھ ہٹایا، تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی۔ ہاتھ رکھنے والے نے کہا۔ محمدؐ، توراۃ میں رجم کی آیت موجود ہے ہم اس کو چھپاتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سنگساری کا حکم دیا اور دونوں کو سنگسار کردیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

زناکاری کے ایک مجرم کا واقعہ ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ شخص پھر

Marfat.com

آپؐ کے سامنے آیا اور کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اُس نے چار مرتبہ یہی الفاظ کہے اور شہادت کامل ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے؟ اُس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے شادی کی ہوئی ہے؟ اُس نے عرض کیا: ہاں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا: اس کو لے جاؤ اور سنگسار کردو۔

اس حدیث کے ایک راوی ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا ہے جس نے جابرؓ بن عبداللہؓ سے یہ سنا تھا کہ ہم نے یعنی جابرؓ نے اُس کو سنگسار کیا۔ مدینہ کے اندر جب اُس کے جسم پر پتھر جا کر لگے' تو وہ بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اُس کو مدینہ کے سنگستان میں جا کر پکڑا اور پھر سنگساری شروع کردی۔ یہاں تک کہ وہ مرگیا۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں جو جابرؓ سے منقول ہے یہ الفاظ ہیں کہ جب اس شخص نے اپنا شادی شدہ ہونے کا اعتراف کیا، تو آپؐ نے اُس کو سنگسار کیے جانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اُس کو عیدگاہ میں سنگسار کیا گیا۔ جب اُس کے جسم پر پتھر جا کر لگے، تو وہ بھاگا۔ اُس کو پکڑ لیا گیا اور پھر سنگسار کیا گیا یہاں تک کہ وہ مرگیا۔ اُس کے مرنے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کی، اس کے جنازہ پر نماز پڑھی اور اس کے لیے دعا کی۔

واقعۂ زنا کی تحقیق حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ماعز بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پاک کیجیے۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر' واپس جا اللہ سے استغفار کر اور توبہ کر۔ وہ چلا گیا اور تھوڑی دور جا کر پھر واپس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پاک کیجیے۔ آپؐ نے پھر وہی الفاظ دہرائے جو پہلے فرمائے تھے۔ چار مرتبہ اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا: "کس چیز سے پاک کروں تجھ کو۔" عرض کیا' زنا سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کیا یہ دیوانہ ہے؟ عرض کیا گیا دیوانہ نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہوکر اُس کا منہ سونگھا، لیکن شراب کی بو نہ پائی، پھر آپؐ نے

Marfat.com

ماعز سے پوچھا کیا تُو نے زنا کیا ہے؟ عرض کیا ہاں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی سنگساری کا حکم دے دیا اور اُس کو سنگسار کر دیا گیا۔ دو تین روز اسی طرح گزر گئے یعنی ماعز کی سنگساری کا ذکر آپؐ کے حضور میں نہ آیا۔ ایک روز حسب معمول اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا، ماعز بن مالک کی مغفرت کی دعا کرو اُس نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کو ساری امت پر تقسیم کیا جائے، تو اُس کا ثواب سب کے لیے کافی ہو۔

ایک عورت کا گناہ کی سزا کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا ایک عورت جو قبیلہ ازد کی شاخ غامد سے تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پاک کیجیے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے واپس جا اور اللہ سے توبہ و استغفار کر۔ عورت نے عرض کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح آپؐ نے ماعز کو واپس کر دیا تھا مجھ کو بھی واپس کردیں۔ وہ تو زنا کے نطفہ سے حاملہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو حاملہ ہے۔ عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا ٹھہر یہاں تک کہ تُو پیٹ کے بچے کو جنے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک انصاری نے اس عورت کی کفالت کی۔ یہاں تک کہ اُس نے بچہ جنا، پھر کچھ عرصہ بعد وہ انصاری حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اُس عورت نے بچہ جن لیا ہے آپؐ نے فرمایا ہم ابھی اس عورت کو سنگسار نہیں کریں گے اور اُس کے بچے کو اس حال میں نہ رہنے دیں گے کہ کوئی اُس کو دودھ پلانے والا نہ ہو۔ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی رضاعت کا میں ذمہ دار ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب اُس عورت نے اپنے حمل کا اظہار کیا، تو آپؐ نے فرمایا: واپس جا اور ٹھہر جب تک بچہ جنے۔ پھر جب اُس نے بچہ جن لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا کہ بچہ کو دودھ پلا اور ٹھہر جب تک کہ اُس کا دودھ چھڑائے۔ جب اُس نے دودھ چھڑا دیا، تو وہ بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اُس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بچہ کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اور اب یہ روٹی کھانے لگا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو ایک مسلمان

Marfat.com

کے حوالہ کر دیا اور پھر حکم دیا کہ عورت کے لیے ایک گڑھا کھودا جائے سینہ تک اور پھر لوگوں کو اُس کے سنگسار کیے جانے کا حکم دیا؛ چنانچہ سنگساری شروع کی گئی۔ خالد بن ولیدؓ نے ایک پتھر اُس کے سر پر مارا اور اُس کے سر کا خون خالدؓ کے منہ پر آن کر پڑا۔ خالدؓ نے اُس کو برا کہا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خالدؓ خاموش رہو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اُس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ محصول یا عشر لینے والا کرے، تو اُس کے ظلم وستم کو بخش دیا جائے۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے اور دفن کر دیا جائے۔

زبردستی زنا کرنے والے کی سزا: حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت نماز کے ارادہ سے باہر نکلی۔ ایک مرد نے اُس کو پکڑ لیا اور اُس پر کپڑا ڈال کر اس سے اپنی حاجت پوری کر لی (یعنی اُس کے ساتھ زنا کیا) وہ عورت چلائی اور مرد اُس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ مہاجرین کی ایک جماعت اُس عورت کے قریب سے گزری۔ عورت نے اُن سے کہا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ اُنھوں نے اُس مرد کو پکڑ لیا اور اُس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے عورت سے فرمایا، تو جا اللہ نے تجھ کو بخش دیا، اس لیے کہ تُو نے اپنی خواہش سے یہ کام نہیں کیا۔ اور اُس مرد کی نسبت جس نے زنا کیا تھا' فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو؛ چنانچہ اُس کو سنگسار کر دیا گیا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

عمل قوم لوط کی سزا: حضرت عکرمہؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ، فاعل اور مفعول دونوں کو مار ڈالو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

جانوروں سے بدفعلی کی سزا: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص جانور سے بدفعلی کرے۔ اُس شخص اور اُس جانور دونوں کو مار ڈالو۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا، جانور کا اس میں کیا قصور ہے؟

اُنھوں نے کہا اُس کی نسبت میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا البتہ

Marfat.com

میرا خیال ہے کہ ایسے جانور کا گوشت کھانا یا اُس سے نفع اُٹھانا (یعنی اُس کا دودھ وغیرہ پینا جس کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے، مکروہ ہے) ترمذی، ابنِ ماجہ

زنا اور تہمتِ زنا کی سزا﴾ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بن بکر بن لیث کا ایک شخص اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اقرار کیا کہ اُس نے ایک عورت سے چار مرتبہ زنا کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو دُرّے لگوائے، اس لیے کہ وہ کنوارا تھا۔ پھر عورت کے خلاف شہادتیں حاصل کیں۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جھوٹا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو دوسری سزا تہمت کی دی اور کوڑے لگوائے۔ (ابوداؤد)

لوطی ملعون ہے﴾ حضرت ابنِ عباسؓ اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ رزین اور ابنِ عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لواطت کے فاعل ومفعول کو جلوادیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن پر دیوار گرادی۔ (احمد)

عادی چور کی سزا﴾ ابوسلمہؓ، ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چور جب چوری کرے تو اُس کا دایاں ہاتھ کاٹو اور پھر چوری کرے، تو بایاں پاؤں کاٹ دو اور پھر چوری کرے' تو بایاں ہاتھ کاٹ دو اور پھر چوری کرے' تو دایاں پاؤں کاٹ دو۔ (شرح السنۃ)

چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا کِیا جائے﴾ فضالہ بن عبیدؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا اور آپؐ کے حکم سے اُس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر آپؐ نے فرمایا اس کا کٹا ہوا ہاتھ اُس کی گردن میں باندھ دو تاکہ لوگ اس کو دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ)

مرتد کی سزا﴾ قبیلہ عقل کے چند آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، لیکن مدینہ کی ہوا اُن کو موافق نہ آئی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حکم دیا

Marfat.com

کہ وہ زکوٰۃ کے اُونٹوں کے رہنے کی جگہ چلے جائیں وہیں رہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھے ہوگئے۔ پھر وہ دین اسلام سے پھر گئے اور اُونٹوں کے محافظوں کو قتل کر کے اُونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پیچھے سواروں کو روانہ کیا۔ وہ اُن کو پکڑ لائے اور اس جرم میں اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور اُن کی آنکھیں پھوڑی گئیں اور پھر اُن کے ہاتھ پاؤں کا خون بند کرنے کے لیے اُن کو گرم تیل میں داغ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اُن کی آنکھوں میں گرم سلاخیں ڈالی گئیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاخوں کے گرم کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ گرم ہوگئیں تو اُن کو اُن کی آنکھوں میں پھیرا گیا اور پھر اُن کو مدینہ کے سنگستان میں ڈال دیا گیا اور وہ پانی مانگتے تھے اور اُن کو پانی نہ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (بخاری و مسلم)

زنا ﴾ کوئی شبہ نہیں کہ زنا ایک ایسا فعل ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان جلد ہوتا ہے اور اس میں انسانی طبیعت کے لیے بڑی کشش اور ظاہری طور پر بڑی لطف اندوزی ہے۔ اس لیے اسلام نے اسے "حدود" میں شمار کیا اور اس جرم کی سزا میں بڑی شدت اور سخت گیری سے کام لیا۔ نرمی کا کوئی نام ونشان نہیں، اور طرز سزا بڑا ہی عبرت انگیز اور دردناک ہے۔

اس کی یہ وجہ ہے کہ زنا میں وطی ہوتی ہے، اور یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے وطی اور جماع میں لذت صرف خاص اعضا ہی کو نہیں ملتی بلکہ اُس وقت جسم کے کونے کونے میں اس لذت کی بجلی دوڑ جاتی ہے اور وقتِ خاص میں بال بال آدمی کا لذت اور لطف محسوس کرتا ہے اس لیے اسلام نے مناسب یہی سمجھا کہ سزا بھی اسی طرح کی تجویز کی جائے جس کی وجہ سے اذیت ظاہری طور پر بھی تمام جسم کو پہنچے۔

زنا کار کی سزا ﴾ اتنی بات جب معلوم ہوگئی تو آیئے بتائیں کہ اسلام نے زنا کی سزا کیا مقرر کر رکھی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد، سو ان میں سے ہر ایک کو سو ۱۰۰ دُرّے مارو، اور تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ان دونوں پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے، اگر تم اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔"

اللہ اکبر! لب ولہجہ پر غور کرکے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے یہاں اپنی ساری نرمی اُٹھا رکھی ہے اور اس کے غضب کی تلوار بے نیام ہے۔ مجرم کی جو سزا ہے وہ ظاہر ہے مگر حاکم کو بھی تنبیہ اور تہدید ہے اور اُس کو ہدایت دی جارہی ہے کہ ترحم اور ترس کھانا یہاں بھول جاؤ۔

اُس شخص پر کیسے ترس کھایا جائے جس کے سامنے اسلام نے عفت وعصمت کی اہمیت کھول کر رکھی۔ ساتھ ہی زنا کے مفاسد اور اس کے دینی ودنیوی نقصانات اس پر ظاہر کیے۔ اور جائز طریقے سے جنسی میلان کی تکمیل کی اجازت مرحمت کی، اور پھر بایں ہمہ اُس نے حدود اللہ کو توڑا۔

اس موقعہ پر عدم رافت کی تاکید غالباً اس وجہ سے بھی ہے، کہ عموماً ایسے موقع پر آدمی کو یہ سوچ کر رحم آجاتا ہے کہ یہ انسان کی فطری خواہش ہے جس سے کبھی وہ مغلوب ہوجاتا ہے اور یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جو کچھ ہوا، دونوں کی رضامندی سے ہوا۔ آیت میں اس شیطانی وسوسہ کی بھی مدافعت مقصود ہے۔

زنا کار کی سزا کی تشہیر: بے رحمی سے سو (۱۰۰) کوڑے مارے جانے کے علاوہ یہ بھی قرآنی ہدایت ہے کہ جب زنا کار نے اپنی عفت کو داغ لگایا اور اس کی شرم وحیا کو زمین وآسمان نے جذب کرلیا۔ تو پھر اس کی سزا پردہ میں کیوں ہو، بلکہ اس سزا کے وقت ایمان والوں کا ایک ہجوم ہو کہ سزا کی خوب تشہیر ہو، اور دوسرے لوگوں کے لیے بھی یہ عبرت وبصیرت بن سکے۔ "اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔" (سورہ نور: ع۱)

شاید لوگوں کی موجودگی سے یہ بھی مقصود ہو کہ عوام کو اس کا علم ہوجائے کہ اس مجرم نے عذابی کیڑوں کو جذب کرلیا ہے جو ممکن ہے موقع پر ان کو معاف نہ کریں اور دوبارہ جرم پر آمادہ کردیں اس لیے اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ قرآن پاک میں ہے "زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا، بجز زانیہ یا مشرکہ کے۔ اور زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے۔" (سورہ نور۔۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زنا کار ہوتا ہے، اُس کی اوّل نظر زنا ہی پر جاتی ہے اور

Marfat.com

اس فعل کی وجہ سے بطور لذت باطل زنا کا خیال اس کی طبیعت میں رس بس جاتا ہے۔ اس لیے ایسے شخص سے ہوشیار رہنا بہت ضروری ہے۔

بے حیا عورت پر پابندی

بے حیا عورت کے متعلق قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس کی بے حیائی ظاہر ہو چکی تو اس پر پابندی عائد کر دی جائے اور خیال رکھا جائے کہ وہ گھر کی چار دیواری سے نکلنے نہ پائے کیونکہ اس کا نکلنا ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے۔ یا عورت خود پھر بے حیائی کے کام کا موقع ڈھونڈ نکالے گی، یا بُرے مرد اس کو خواہ مخواہ چھیڑیں گے، گو وہ نہ بھی چاہے۔ کیونکہ یہ بات بڑی حد تک درست ہے کہ جس نے ایک مرتبہ زنا کا ارتکاب کر لیا، اُس سے دوبارہ اس جرم کا ارتکاب لوگ بعید نہیں سمجھتے۔ ہاں شادی کے ذریعہ، اگر شادی نہیں ہوئی ہے، اصلاح کی اُمید کی جاتی ہے۔ جس آیت سے پابندی عائد کرنے کا حکم سمجھ میں آتا ہے، یہ ہے: ''اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تو تم لوگ اُن پر اپنے میں سے چار گواہ کر لو۔ سو اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو۔ یہاں تک کہ موت اُن کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ اُن کے لیے کوئی راہ تجویز کر دیں۔'' (سورہ نساء: ۳)

گو علماء کی ایک بڑی جماعت کا یہی خیال ہے کہ زانیہ عورت کی شروع میں یہی سزا تھی، اب باقی نہ رہی اور اس طرح یہ آیت منسوخ ہے مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہ ہو بلکہ زنا کی سزا تو وہی ہو، جو سو (۱۰۰) کوڑے بیان کی گئی ہے اور اس آیت کا منشا یہ ہو کہ اجرائے حد کے بعد عورت پر پابندی لگا دی جائے کہ وہ گھر سے نکلنے نہ پائے۔ تاکہ اُس کی عصمت کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو۔ چنانچہ صاحب کشاف کے قول سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہ بھی جائز ہے کہ یہ آیت منسوخ نہ ہو اور ''حد'' کا ذکر یہاں اس لیے چھوڑ دیا گیا ہو کہ یہ کتاب وسنت سے معلوم ہے اور یہاں اس کی تاکید کی جا رہی ہو کہ زنا کار عورتوں کو حد کے اجراء کے بعد گھروں کے اندر رہنے کی

Marfat.com

پابندی لگادی جائے کہ وہ اب سزا سے محفوظ رہیں، جو گھر سے نکلنے اور مردوں کی چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ ہے۔

بہر حال اتنی بات ضرور ہونی چاہیے کہ زنا کار مرد اور عورت کے ساتھ سلوک اس طرح ہو کہ وہ محسوس کرے کہ جو کچھ میں نے کیا، بُرا کیا۔ اتنا بُرا کہ سماج اور سوسائٹی بھی اُسے برداشت نہیں کرسکتی اور اس طرح وہ اپنے کیے پر پچھتائے۔ کسی لفظ سے اُس کے اس بُرے فعل پر تائید کا پہلو پیدا نہ ہونے پائے۔ تاکہ دوسرے پر بھی یہ معاملہ اثر انداز نہ ہو۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں "حدِ زنا" کی عملی مثال موجود ہے۔ کتب حدیث میں واقعات پڑھے جاسکتے ہیں۔ اُوپر جو سزا بیان کی گئی وہ اس شخص کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ اور غیر محصن ہو، یعنی غیر شادی شدہ ہو اور ایسے شخص نے بخوشی زنا کا ارتکاب کیا ہو، تو اُس کی سزا سو (۱۰۰) کوڑے ہے۔ جو تمام بدن کے متفرق حصوں پر لگائے جائیں گے۔ صرف چہرہ اور اُن اعضاء کو جن پر ضرب لگنے سے انسان مرجاتا ہے، محفوظ رکھیں گے۔

انسان کا قانونِ رجم

اور یہ شخص مکلف اگر آزاد ہونے کے ساتھ محصن بھی ہو، یعنی نکاح صحیح کر کے اپنی بیوی سے جماع کرچکا ہو، تو اُس کی حد "رجم" ہے۔ یعنی ایسے زنا کار مرد اور عورت کو سنگسار کیا جائے گا۔

رجم کا طریقہ ﴾ اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایک کھلی ہوئی جگہ مجرم کو لے جایا جائے گا۔ جہاں قاضی اور گواہ موجود ہوں گے۔ اگر اعترافِ جرم نے یہ فیصلہ ہوا ہے تو حاکم بسم اللہ کرے گا اور اگر گواہی سے جرم ثابت ہوا ہے تو گواہ ابتدا کریں گے یعنی یہ پتھر اُٹھا کر اُس پر ماریں گے پھر عام پبلک پتھر مارے گی اور اس طرح پتھر مارتے مارتے اُس کو ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کردیا جائے گا۔ عورت کو رجم کرنا ہوگا تو اُس کے لیے گڑھا کھودا جائے گا اور نصف بدن اس میں گاڑ دیا جائے گا تاکہ بے ستری کا خوف باقی نہ رہے۔

....

Marfat.com

لواطت

اس کبیرہ گناہ کی سزا میں اللہ نے کسی قوم کو قوم لوط سے پہلے اس طرح ہلاک نہیں کیا کہ اسے جڑ بن سے اکھاڑ دیا ہو۔ اس قوم کو اس فعلِ بد کی وجہ سے اللہ نے وہ سخت سزا دی کہ دنیا کی کسی قوم کو ایسی سزا نہیں دی۔ اور اسے ہلاک کرنے میں مختلف قسم کی عقوبتیں جمع کر دی گئیں۔ اُن کی آبادی۔ اُن کے مکان اُن پر الٹ دیئے گئے اُنہیں زمین کے اندر دھنسا دیا گیا۔ آسمان سے اُن پر پتھر برسائے گئے اور اُنہیں سنگسار کیا گیا۔ اُن کی آنکھیں اندھی کر دی گئیں۔ اور ہمیشہ کے لیے یہ عذاب اُن پر لازم کر دیا گیا۔ اس قوم پر اللہ کی خفگی اس لیے ہوئی کہ یہ جرم بہت سی خرابیوں کا موجب ہے۔ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس سے زمین کانپنے لگتی ہے اور جس وقت زمین پر یہ گناہ ہوتا ہے زمین کے کنارے جنبش کر جاتے ہیں، فرشتے یہاں سے بھاگ کر آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور زمین کے دور دراز گوشوں میں جا کر پناہ لیتے ہیں جبکہ وہ اس فعل بد کو دیکھ پاتے ہیں اور اس لیے بھاگ جاتے ہیں کہ کہیں عذاب الٰہی اتر آیا تو یہ بھی اُس کی زد میں آ جائیں گے۔ زمین اللہ کی بارگاہ میں پکار اُٹھتی ہے پہاڑ لرز جاتے ہیں لوطی فطرتِ انسانی کے خلاف اقدام کرتا ہے اور یہی وجہ تھی جس کی بنا پر قومِ لوط کی آبادیوں کو اللہ نے اُلٹ دیا۔ منقلب کر دیا۔ سر کے بل دے مارا اور اکھاڑ مارا اُن کو اُٹھا کر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور لوط کو ہم نے اُس بستی سے نجات دی جو ناپاک کام کرتی تھی۔'' اُس کے بعد اللہ اُس قوم کے دو مکروہ وصف بیان کر کے اس کی انتہا درجہ کی قباحت کو واضح فرماتا ہے۔ ''واقعی وہ لوگ بُرے اور بدکار لوگ تھے۔'' اپنے پیغمبر کی زبان سے یہ کہلواتا ہے۔ ''اے میرے پروردگار! ان فتنہ انگیز لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد کر۔'' اور پھر فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے قومِ لوط کو ظالم کہا۔ ''ہم اس بستی کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ یہاں کے باشندے یقیناً ظالم ہیں۔''

Marfat.com

غور کرو، یہ عقوبت وسزا کسی اور کے لیے بھی بیان کی گئی ہے؟ ایسی مذمت کسی دوسرے گناہ کی بھی نہیں کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قوم کے بارے میں کچھ حجت پیش کرتے ہیں۔ اور عذاب کے ٹل جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔ ''اے ابراہیم! یہ بات چھوڑ دو۔ تمہارے رب کا حکم آ پہنچا ہے۔ ان پر عذاب اتر کر رہے گا۔ ٹلنے والا نہیں ہے۔''

ان لوطیوں کے تمرد وغرور پر غور کرو۔ ان کی خباثت وسرکشی کس درجہ بڑھی ہوئی تھی؟ جب یہ فرشتے حضرت لوطؑ کے یہاں پہنچتے ہیں، لوطی حضرت لوطؑ کے مکان پر دوڑ پڑتے ہیں اللہ کا یہ پیغمبر جب اُن کو دیکھتا ہے تو گھبرا جاتا ہے اور کہتا ہے: ''اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں نہایت پاکدامن ہیں۔ تمہارے لیے موجود ہیں۔'' (ان سے شادی کرلو۔)

اپنے مہمانوں کی عزت وآبرو بچانے کے لیے اپنی لڑکیاں پیش کرتا ہے کہ لوگو! میری لڑکیوں سے تم شادی کرلو۔ مگر میرے مہمانوں کو نہ چھیڑو۔ میرے لیے یہ شرم وعار کا موجب ہے۔ چنانچہ حضرت لوطؑ اُن سے کہتے ہیں۔ ''اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں۔ نہایت پاکدامن ہیں۔ تمہارے لیے موجود ہیں۔ (ان سے شادی کرلو) تم اللہ سے ڈرو۔ اور مہمانوں کے مقابلہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ہے۔''

اس کا جواب یہ متمرد لوگ کیا دیتے ہیں؟ اس پر بھی غور کرو، جواب دیتے ہیں: ''تم جانتے ہو کہ ہم کو تمہاری بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو ہماری غرض ہے، وہ تم خوب جانتے ہو۔'' یہ سن کر اللہ کا پیغمبر ٹھنڈی سانس لیتا ہے اور کہتا ہے: ''کاش مجھ میں تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا کسی زبردست سہارے کی پناہ مل جاتی۔''

یہ سن کر اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت لوطؑ کو حقیقت حال سے مطلع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ آپ گھبرائیے نہیں۔ وہ نہ ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اور نہ آپ کو دکھ دے سکتے ہیں۔ ہم کو اللہ نے ان کی ہلاکت کے لیے بھیجا ہے۔ ''ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اُن کی

Marfat.com

رسائی تم تک نہیں ہوگی۔"

پھر انہیں اللہ کی بشارت سناتے ہیں۔ اور لوطیوں کے لیے جو عذاب لے کر آئے ہیں اس کی اطلاع دیتے ہیں کہتے ہیں۔ "تم کچھ رات گئے اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جاؤ...... اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ ہاں تمہاری بی بی ضرور مڑ کر دیکھے گی اس پر وہی عذاب آئے گا جو ان لوگوں پر آئے گا۔ ان کا مقررہ وقت صبح ہے۔ کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے؟" جب اللہ کا پیغمبر ان کی ہلاکت میں کچھ دیر پاتا ہے تو کہتا ہے۔ عذاب جلد اترنا چاہیے فرشتے کہتے ہیں۔ ہاں جلد سے جلد عذاب اترے گا۔ "کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے؟"

اللہ کی قسم! اللہ کے ان دشمنوں کی ہلاکت و بربادی۔ اور اللہ کے پیغمبر، اور اللہ کے دوستوں کی نجات میں سحر سے لے کر طلوع فجر سے زیادہ وقت نہیں گزرا اللہ کے دشمنوں کی آبادیاں بیخ و بن سے اکھاڑ دی گئیں۔ آسمان کے قریب تک لے جائی گئی۔ اور اس قدر اونچی لے جائی گئیں۔ کہ آسمان کے فرشتے اُن کے کتوں اور گدھوں کی آوازیں سنتے تھے۔ اور وہ اللہ کا فرمان جو رد نہیں ہوسکتا اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سامنے دہرایا گیا۔ کہ ان کو الٹ دو۔ اوندھا کر دو۔ اور ہلاک کر مارو۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اکھاڑ مارا اُن کو اُٹھا کر۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہوا: "غرض جب ہمارا عذاب آپہنچا۔ تو ہم نے اس بستی کو زیر وزبر کر دیا اور کنکر یلے پتھر ہم نے ان پر تہہ بتہ برسائے۔"

اور اُن کی ہلاکت و بربادی کو اللہ نے دنیا جہاں کے لیے عبرت و یادگار چھوڑا اور پرہیزگاروں کے لیے موعظت و نصیحت کا سامان مہیا کر دیا: "اس میں سمجھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور وہ بستی سیدھے راستہ پر ہے۔ اس میں ایمانداروں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس طبقہ کو اس حالت میں اٹھایا کہ یہ لوگ بے خبر تھے۔ غرور و تمرد کے نشہ میں سوئے پڑے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے یہ سب کے سب عذاب الٰہی کا شکار بن گئے۔ اور کوئی چیز اُن کے لیے نفع بخش ثابت نہ ہوئی۔ وہ مقاصد جو اُن کی زندگی میں اُن کے لیے عذاب

Marfat.com

تھے۔ موت کے بعد بھی اُن کے لیے عذاب ہی رہے۔

افسوس صد ہزار افسوس ساری لذتیں مسرتیں ختم ہوگئیں اور حسرتیں ساتھ لے گئے۔ شہوات وخواہشات کی ساری رگیں ٹوٹ گئیں۔ اور شقاوت وبدبختی ورثہ میں لے گئے۔ عیش وعشرت کی ساعتیں بہت کم ملیں۔ لیکن دائمی عذاب ساتھ لے گئے۔ پرخار چراگاہوں سے چارہ کھایا۔ لیکن دردناک عذاب اپنے سروں پر لاد کر لے گئے۔ افسوس شہوات وخواہشات کے نشہ نے ان کو اتنا موقع ہی نہ دیا۔ ہوش آیا تو اس وقت جبکہ ان کی آبادیاں دردناک عذاب میں دھرلی گئیں۔ غفلت نے اُن کو ایسا بے خبر سلا دیا کہ ہلاکت وبربادی کے وقت تک جاگ ہی نہ سکے۔ افسوس وہ اس وقت بیدار ہوئے اور نادم ہوئے جبکہ بیداری اور ندامت ان کے کام نہیں آسکتی۔ اور اب وہ اپنی بدکرداریوں بداعمالیوں پر آنسو کے بدلے خون رونے لگے۔

اے کاش! تم ان لوگوں کے حالات دیکھ لیتے، کہ وہ کس طرح اُلٹ دیئے گئے۔ تلے اوپر کردیئے گئے اور اب اُن کے منہ اور جسم سے آگ جھڑ رہی ہے جہنم کے پرخطر طبقوں میں جل رہے ہیں۔ لذیذ شراب کی بجائے گرم پیپ پی رہے ہیں۔ اُن کے چہرے جھلس گئے ہیں۔ اور اُنہیں کہا جارہا ہے، اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔

''اس میں داخل ہو۔ اور صبر کرو یا نہ کرو۔ تمہارے کیئے کی سزا دی جائے گی۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس قوم کے پیروؤں۔ اور بدکرداروں کو سخت سے سخت وعید سے ڈراتا ہے۔ فرماتا ہے۔

''اور وہ مقہور آبادی ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہے۔'' معاصی اور گناہ کسی حال میں بھی عقوبت وسزا سے خالی نہیں۔ لیکن افسوس کہ بندے اپنی جہالت کی وجہ سے کچھ اس طرح غفلت میں پڑے ہیں کہ ان کو ان عقوبتوں کا شعور واحساس تک نہیں کیونکہ دنیا کی زندگی اور زندگی کی گوناگوں مشغولیتوں میں کچھ ایسے بدمست ہیں کہ اُن کی عقلیں، اور فکریں۔ مخذر اور بے حس ہوچکی ہیں۔ بندے کچھ ایسے غافل سو رہے ہیں کہ اپنے آرام ومصائب تک کا اُنہیں احساس نہیں۔ اُنہیں اس کا شعور واحساس اُس وقت ہوگا جب وہ بیدار ہوں گے۔ نشہ اور مستی اتر جائے گی۔ مخذر حالت شعور

Marfat.com

واحساس سے متبدل ہوگی۔ اس وقت انہیں گناہوں کی سزاؤں کا احساس ہوگا جس طرح جلنے والے کو جلنے کا، اور ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانے والے کو اُس کے ٹوٹنے کا۔ اور ڈوبنے والے کو ڈوبنے کا احساس ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اُس کو یقین ہوگا جس طرح زہر کھا جانے والے کو اپنی ہلاکت کا اور مریض کو اپنے مرض کے اسباب کا یقین ہوجاتا ہے۔ عاصی گنہگار اپنے نفس کو معصیۃ میں چھپاتا ہے اور اس معصیۃ کو بھی مخلوق سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ رسوائی نہ ہو۔ حالانکہ وہ خود اپنی نگاہوں میں گر چکا اللہ تعالیٰ کے نزدیک گر چکا اللہ کی دوسری مخلوق کے نزدیک گر چکا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ طاعت وعبادت۔ نیکی بندے کو بڑا بناتی ہے۔ عزت بخشتی ہے۔ بلند مرتبہ بنادیتی ہے۔ تاآنکہ اسے ہر چیز سے اشرف، بزرگ، پاک اور رفیع المرتبہ بنادیتی ہے اور باوجود ان ہمہ قسم کی عزتوں سربلندیوں کے بھی جب وہ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیتا ہے اور حقیر وذلیل بنالیتا ہے تو اسی ذلت وحقارت کی وجہ سے اُسے عزت وشرافت اور سربلندی حاصل ہوجاتی ہے پس حقیقت یہ ہے کہ معصیۃ وگناہ سے زیادہ بندے کو ذلیل وحقیر کردینے والی کوئی چیز نہیں۔ اور طاعت وعبادت سے زیادہ شرافت اور سربلندی عطا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ اصل مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو شخص اس مرض ومصیبت میں مبتلا ہوگیا۔ اور پھر اُس نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ اور اللہ نے اسے توبہ نصوح کی توفیق بخشی۔ نیک اعمال کی توفیق عطا کی۔ اور بچپن کی بُری خصلت کو بڑا ہونے کے بعد اس نے ترک کردیا۔ برائیوں کو نیکیوں سے دھوڈالا۔ طاعات، عبادات اور تقرب خداوندی کے وسائل وذرائع اختیار کر کے پچھلی بدعملیوں، بدکرداریوں کو صاف کردیا۔ اور حرام سے آنکھیں بند کرلیں۔ اور اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کرلیا، تو ایسے شخص کے لیے مغفرت وبخشش ضروری ہے۔ اور وہ جنتی ہوگا۔ کیونکہ اللہ ہر قسم کے گناہ معاف کردیتا ہے۔ کیونکہ جب توبہ کرنے سے ہر قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ شرک تک توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔ اور اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کے دوستوں کو قتل کرنے کا گناہ توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔ کفر وجادو کا گناہ توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔ تو پھر یہ گناہ توبہ سے معاف کیوں نہ ہوگا؟ جبکہ حکمت الٰہی کی حکمت عدل وفضل ہی پر قائم ہے

Marfat.com

کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

استلذاذ بالمثل

مرد کا مرد سے اپنے جنسی میلان کا پورا کرنا۔ یہ اپنے پیچھے ایک لمبی تاریخ رکھتا ہے۔ قرآن پاک کی شہادت یہ ہے کہ اس فعل بد کی ابتدا قوم لوط نے کی۔ اس قوم سے پہلے کوئی اس کا مرتکب نہ تھا۔ قوم لوط کے اس فعل بد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے: ''اور ہم نے لوط کو بھیجا۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا۔ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے دنیا جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو، عورتوں کو چھوڑ کر۔ بلکہ تم حد سے گزر گئے ہو۔''

اس معنی کی اور بھی متعدد آیات قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ''استلذاذ بالمثل'' مردوں میں قوم لوط سے شروع ہوا۔ یہی قوم اس کی موجد ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے لب ولہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی قوم نے اس فعل کو اس طرح شروع کیا کہ ان کی قوم کے سامنے اس طرح کی کوئی مثال نہ تھی۔

قرآن پاک ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی خباثت اس سلسلہ میں بڑھی ہوئی تھی۔ اس برائی پر اُن کو ذرہ برابر ندامت محسوس نہ ہوتی تھی۔ بلکہ قوم علی الاعلان اس برائی کا ارتکاب کرتی تھی۔ اُن کی شیطنت کا یہ حال تھا کہ جب کسی خوب صورت لڑکے کو دیکھا، لوگ ٹوٹ پڑے۔ مہمان کی بھی اس سلسلہ میں پروانہ تھی، زبردستی کرنا چاہتے تھے۔

قومِ لوط اور اُس کا انجام

سورہ ہود کے ساتویں رکوع میں رب العزت نے اس وقت کا نقشہ کھینچا ہے جب عذاب کے فرشتے، نوجوان انسان کی صورت میں مہمان بن کر حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں پہنچتے ہیں، اور قوم لوط ان مہمانوں کی بے حرمتی کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے یعنی چاہتی ہے کہ ان سے اپنی جنسی

Marfat.com

پیاس بجھائیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی کا عجیب عالم ہے۔قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ عورتوں سے اپنی جنسی تسکین چاہو۔اس غیر فطری فعل پر تم کیوں مصر ہو۔ پھر درد کے ساتھ فرما رہے ہیں، اور اللہ کا واسطہ دے رہے ہیں، کہ یہ میرے مہمان ہیں۔اگر تم نے کوئی بُری بات کی تو میری رسوائی ہوگی۔ مگر ملعون قوم ہے کہ ایک نہیں سنتی۔

بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا، اور قوم لوط بُری طرح سے تہ وبالا ہوئی۔زمین کو اُلٹ کر اس قوم پر دے مارا گیا۔اور پھر پتھر کی بارش بھی ہوئی۔عذاب کا نقشہ قرآن میں کھینچتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''پس جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے اس زمین کا اُوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا، اور اس زمین پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے جو لگاتار گر رہے تھے۔جن پر اُن کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا۔''

قوم لوط کے بعد: قوم لوط کے بعد بھی اس خبیث فعل کا وجود ثابت ہے۔لوگوں نے لکھا ہے کہ لواطت کا وجود قبل مسیح بھی تھا۔یونان اور روما کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ یہاں ذوق انتہائی عروج پر تھا۔استلذاذ بالمثل یا امرد پرستی کے سلسلہ میں لوگوں نے سقراط، ارسطو، سکندر اعظم، جولیس سیزر وغیرہ کا نام بھی لیا ہے۔

فرانس کے متعلق لکھا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں ''امرد پرستی'' اور ''تلذذ بالمثل'' کا بڑا زور تھا اور حکومت کو اس سلسلہ میں ۱۲۱۲ء میں یہ قانون پاس کرنا پڑا کہ اس فعل کی سزا قتل ہے۔اسی طرح چودھویں اور اٹھارھویں صدع عیسوی کے متعلق بھی بیان ہے کہ فرانس میں بڑی کثرت تھی۔ جرمنی کا بھی یہی حال تھا۔

آپ یہ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ نازی دور سے پہلے ایک صاحب ڈاکٹر ماگنوس ہرشفیلڈ تھا جو دُنیا کی مجلس اصلاح صنفی کا صدر رہ چکا ہے اُس نے عملِ قومِ لوط کے حق میں چھ سال پرپیگنڈا کیا آخر جمہوریت کا اِلٰہ اس حرام کو حلال کر دینے پر راضی ہوگیا اور جرمن پارلیمنٹ نے

Marfat.com

کثرت رائے سے یہ طے کر دیا کہ اب یہ فعل جرم نہیں ہے بشرطیکہ طرفین کی رضا مندی سے اس کا ارتکاب کیا جائے اور معمول کے نابالغ ہونے کی صورت میں اُس کا ولی ایجاب وقبول کی رسم ادا کرے۔

مشرقی ممالک میں ایران کا نام بدنام ہے۔ فارسی کی شاعری سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کراچی کا نام بھی لیا گیا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں تین اڈے اس شہر میں ایسے پائے گئے جہاں ہیجڑے لڑکے عصمت فروشی کیا کرتے تھے۔ افغانستان کے متعلق بھی بعض مصنفوں کا ایسا بیان ہے۔ مغربی ممالک میں جیسا کہ کنسے رپورٹ کے تذکرے سے معلوم ہو چکا ہے، اب تک اس کا چرچا ہے اور کافی ہے۔ ہند اور پاکستان کو بھی اس سلسلہ میں پاک نہیں کہا جا سکتا۔

استلذاذ بالمثل اسلام کی نظر میں

اسلام نے دوسری برائیوں کے ساتھ، اس برائی سے بھی سختی کے ساتھ روکا، اور اس فعل بد کی سزا نہایت سخت سے سخت تجویز کی۔ ذراسی بھی رورعایت ملحوظ نہیں رکھی۔ اوّل تو قرآن پاک میں قوم لوط کا واقعہ تفصیل سے متعدد مقامات میں ذکر کیا گیا۔ اس برائی کے سلسلہ میں حضرت لوط علیہ السلام نے جس جس طرح سے اپنی قوم کو سمجھایا، اُسے نقل کیا گیا اور اس طرف اشارہ کیا کہ جس قوم کو تلذذ بالمثل اور ''امرد پرستی'' کی عادت ہو جاتی ہے اُس کی اخلاقی حالت کس قدر پست اور ذلت آمیز حد تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر قوم کی عبرت انگیز سزا کا نقشہ پیش کیا۔ تاکہ قرآن کے پڑھنے والے اس برائی کے انجام سے اچھی طرح واقف ہو جائیں؛ اور اس طرح اپنے آپ کو اس غیر فطری فعل سے محفوظ رکھیں۔

قرآن وحدیث میں اس اُمت کے لیے اس غیر فطری فعل کی سزا بھی بیان کی گئی ہے، اور اس سے روکنے اور امت کو بچانے کے لیے بڑا مواد فراہم کر دیا گیا ہے۔ شروع میں قرآن پاک میں اس غیر فطری فعل کے کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہوا: ''تم میں سے جو دو مرد بدکاری کریں، اُن کو سزا دیں۔''

Marfat.com

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دل نشیں پیرایہ میں اس غیر فطری فعل کی برائی ذہن نشین کرنے کی سعی فرمائی۔ طرح طرح سے روکا ہے اور اس کی سخت سے سخت سزائیں بیان کیں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے اپنی اُمت میں سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل کا ہے۔'' گویا یہ پیش بندی تھی کہ قوم کا رخ ادھر نہ ہونے پائے اور اُمت محسوس کرے کہ یہ ایسی برائی ہے، جس کا اندیشہ ظاہر کر کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم روک چکے ہیں۔

ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا جنسی میلان مرد سے پورا کرتا ہے یعنی لواطت کرتا ہے، رب العزت اُس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔

لوطی نقل وعقل کی روشنی میں

خالق کائنات کو لوطی سے اتنی شدید نفرت ہوگی اور اس پر اتنا غضب ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ قوم لوط کا عمل دنیا میں سب سے بدترین عمل ہے، بالکل غیر فطری ہے جو حیوانوں اور جانوروں میں بھی نہیں پایا جاتا اس عمل کا ارتکاب کر کے انسان انسانیت کی مٹی پلید کرتا ہے۔ نسل کشی کا اعلان کرتا ہے۔ اور یہی نہیں عورتوں کی تباہی و بربادی بھی اس میں مضمر ہے۔ خود اس کے کرنے والے مجرم کی بھی ہلاکت ہے۔ اپنے آپ کو طرح طرح کی بیماریوں کا شکار بناتا ہے۔ کیونکہ اس کے اعضائے رئیسہ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ چہرہ کی رونق جاتی رہتی ہے، اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کے کسی کام کا نہیں رہتا۔ یہ محروم القسمت انسان اولاد جیسی نعمت اور عفت جیسی عظیم الشان دولت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا ہے۔ نیک لوگوں کا بیان ہے کہ جو اس غیر فطری برائی میں مبتلا ہوا، دنیا میں بھی عذابی کیڑے ہمیشہ کے لیے اس سے چپک گئے یعنی پھر اس لت اور عادت کا دور ہونا قریب قریب ناممکن ہے۔ فاعل اور مفعول بہ دونوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ موت ہی اس بری عادت کو چھڑا سکتی ہے۔ اس سے پہلے کوئی اُمید نہیں۔ بوڑھے ہونے کے بعد بھی اس برے فعل میں مبتلا رہتے ہیں۔ یعنی فاعل بڑھاپے تک اس فعل بد کے کرنے کی سعی کرتے ہیں اور مفعول بہ کروانے کی۔

Marfat.com

لوطی کی سزا

غالباً یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سزا قتل بیان فرمائی۔ ''تو لوط کے عمل میں جس کو بھی مبتلا دیکھو، قتل کر ڈالو، فاعل (کرنے والے) کو بھی اور مفعول (جس کے ساتھ کیا جائے) کو بھی۔'' حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، یہ حدیث شرط بخاری پر صحیح الاسناد ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں استدلال فرمایا ہے۔

اس حدیث کی بنیاد پر جمہور کا مسلک یہ ہے، کہ جو شخص لواطت کا مرتکب ہو، اُس کو قتل کر دیا جائے، خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔ یہ ایسا جرم ہے جس میں معافی کی کوئی صورت ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس غیر فطری فعل کو زنا سے بھی بدتر سمجھا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ، اور پھر زہری رحمۃ اللہ علیہ، ربعیہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ان تمام بزرگوں کا یہی قول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول یہی ہے۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ جو زانی کی سزا شریعت میں مقرر ہے، وہی لوطی کی بھی ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے قائلوں میں حضرت عطاء حضرت بن رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (اپنے ظاہر قول میں) ہیں ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہے۔

اس کے خلاف دوسری جماعت کہتی ہے کہ زنا اور لواطت میں بڑا فرق ہے۔ زنا پر حد مقرر ہے اور لواطت پر کوئی حد مقرر نہیں۔ اس لیے لوطی کی بعینہ وہی سزا نہ ہوگی جو زنا کار کی ہے۔ ہاں حاکم کو البتہ اختیار ہے کہ اس سے بھی زیادہ سخت اور دردناک سزا دے۔ لوطی کو ہاتھی کے پاؤں میں

Marfat.com

باندھ کر کچلوا دیا جائے۔ پہاڑ کے اُوپر سے گرا کر مار ڈالا جائے اور یا آگ میں جلا کر مار دیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ اسی پر ہے کہ قتل کر دیا جائے اور یہی مذہب جمہور کا ہے۔ اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ زنا والی حد جاری کی جائے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جس طریقہ سے بھی لوطی کو مارا جائے جائز ہے۔ بہر حال اتنی بات مشترک ہے کہ لوطی کو موت کے گھاٹ اُتارنے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ قتل کی نوعیت میں البتہ اختلاف ہے۔

لوطی کی سزا عقل کی روشنی میں

لوطی کی سزا کے متعلق صحابہ کرامؓ اور آئمہ دین کے فیصلے پڑھ کر تعجب نہ ہونا چاہیے۔ قومِ لوط کا جو حشر ہوا اُس کو سامنے رکھنے کے بعد کسی سختی کو سختی بھی نہیں کہا جاسکتا۔ لوطی کی خباثت اور شیطنت کو مدنظر رکھا جائے تو کہنا ہوگا کہ درست ہے اگر آسمان اُس پر ٹوٹ پڑے پہاڑ گر جائے، زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں دھنسا دیا جائے۔

مفعول بہ (جس نے فعل بد کروایا ہے) یہ تو اس درجہ میں ہے کہ اُس کا قتل ہو جانا ہی بہتر ہے کیونکہ جب اس کی رضا سے اس سے لواطت کی گئی تو اُس پر ایسی موت طاری ہوگئی جس میں زندگی کی کوئی رمق نہیں۔ زمین پر متعفن زندہ لاش ہے۔ بے گناہ قتل ہوتا تو اچھا تھا کہ لوگوں میں محبت وشفقت سے یاد کیا جاتا اور مظلوم شہید کا درجہ حاصل کرتا۔ مگر اس (وطی فی الدبر) کے بعد اس کے حق میں کوئی رحم وکرم نہیں، نہ شریعت کی نظر میں اور نہ انسانی سوسائٹی میں سوچئے تو کہ قاتل کو اگر مقتول کا وارث چاہے تو بچا سکتا ہے مگر لواطت کرنے والے اور کیے جانے والے کے لیے بچنے کی کوئی گنجائش ہے؟ یقیناً نہیں!

عہدِ صحابہؓ کا ایک واقعہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ ایک ایسا شخص ہے جو لواطت کراتا پھرتا

Marfat.com

ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خلیفۃ المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا اور مشورہ طلب کیا۔ چونکہ یہ نئی طرح کا واقعہ تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت بلائی اور یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے دیتے ہوئے فرمایا کہ اس عمل کا تعلق قومِ لوط کے عمل سے ہے سزا بھی اسی نوعیت کی مناسب ہے۔ میری رائے ہے کہ اس کو جلا ڈالا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ نے یہی سزا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جب یہ فرمان ملا تو آپ نے اُسے گرفتار کیا اور آگ میں جلوا ڈالا۔ یہ وہ ملعون فعل ہے جس کا ارتکاب کرنے والے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار لعنت فرمائی اور اس کی قباحت کا اظہار فرمایا۔

بچنے کی تدبیر

اسلام چاہتا ہے کہ اس غیر فطری فعل سے انسان اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ اس کی صورت یہی ہے کہ خوبصورت لڑکوں سے اجتناب کیا جائے اور جو اس کے دواعی ہو سکتے ہیں، اُن سے الگ تھلگ رہنے کی سعی کی جائے۔ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ''مالداروں کے لڑکوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ اپنی شکل وصورت اور لباس و پوشاک سے سراپا فتنہ ہیں۔ ایسا فتنہ کہ بسا اوقات عورتوں سے بڑھ کر فتنہ ثابت ہوتے ہیں۔''

پھر اُنہوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ غسل خانے میں داخل ہوئے۔ اتفاق سے اسی وقت ایک لڑکے نے بھی غسل خانہ میں داخل ہونا چاہا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا۔ اسے یہاں سے نکالو اور جلد نکالو۔ اور وجہ یہ بیان فرمائی: ''عورت کے ساتھ مجھے ایک ہی شیطان دکھائی دیتا ہے مگر ''امرد'' کے ساتھ کچھ اُوپر دس شیطان۔''

امرد سے پرہیز

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے کہ امام موصوف کی خدمت

Marfat.com

میں ایک شخص کسی ضرورت سے حاضر ہوا۔ اُس شخص کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ اُسے دیکھ کر آپ نے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ اُس شخص نے بتایا بھانجا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ دیکھو، اب دوبارہ اسے ہمارے یہاں نہ لانا اور تم بھی اس کو ساتھ لے کر بازار میں چکر نہ لگانا۔ تا کہ کسی کو تمہارے متعلق بُرا گمان کرنے کا موقع نہ ملے۔

یہ اُن بزرگوں کی رائے ہے جو اپنے علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں مسلّم ہیں۔ پھر کیا رائے بے وجہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان بزرگوں نے جو ہدایت فرمائی، وہ بالکل درست ہے اور قابل عمل بھی۔

ہمارے زمانہ کے ان حضرات کے لیے ان واقعات میں عبرت وبصیرت ہے جو تنہائی میں ''امرد لڑکوں'' سے پاؤں دبواتے ہیں، اور بے تکلف بن کر اُن کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا، کہ اُن کی نیتوں میں فساد ہے۔ بلکہ آگاہ یہ کرنا ہے کہ فتنہ کے دواعی سے اپنی حفاظت ضروری فریضہ ہے۔

امرد کا چہرہ دیکھنا

فقہاء شہوت کے اندیشہ کے وقت 'امرد' کے چہرہ کو دیکھنا حرام کہتے ہیں۔ ''جنسی میلان کا خطرہ ہو، تو اس وقت عورت اور 'امرد' کے چہرہ پر نگاہ ڈالنا حرام ہوتا ہے۔'' (درمختار برحاشیہ ردالمحتار ج: ص ۲۸۵)

''امرد'' اس لڑکے کو کہتے ہیں، جس کی ڈاڑھی ابھی نہ نکلی ہو، مونچھ آرہی ہو۔ بعض علماء تو کہتے ہیں کہ امرد اگر حسین ہو تو عورت کے حکم میں ہے یعنی سر سے پاؤں تک اس کا جسم ستر ہے، اس کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔ مگر ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ شہوت کے ساتھ دیکھنا تو جائز نہیں مگر اس کا اندیشہ نہ ہو تو پھر مضائقہ بھی نہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ تلذذ مقصود ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔

ابن القطان فرماتے ہیں، ''امرد'' جس کی ڈاڑھی نہیں نکلی ہے۔ تلذذ اور اس کی خوب صورتی سے متمتع ہونے کے ارادہ سے ایسے لڑکوں کو دیکھنا بالا جماع حرام ہے، اور اگر تلذذ مقصود نہ ہو اور

Marfat.com

دیکھنے والا فتنہ سے مامون ہو، تو بالا جماع جائز ہے۔

شہوت کس کو کہتے ہیں؟ اس کی تفسیر میں مختلف قول ہیں۔ مگر زمانہ کے لحاظ سے علامہ شامی کی یہ تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ "شہوت نام ہے دل کے میلان کا۔"

دو مردوں کا ایک ساتھ لیٹنا یا سونا

اس سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ اسی فتنہ کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک چادر میں دو مرد نہ سوئیں۔ ارشاد نبویؐ ہے: "ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ سوئے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کپڑے میں لیٹنے سونے سے اس لیے روکا گیا ہے، کہ اس سے جنسی میلان میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے کبھی کبھی لواطت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

اس حدیث کو دلیل بنا کر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "دو مردوں کا ایک ساتھ سونا لیٹنا جائز نہیں ہے گو دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی پر کیوں نہ ہوں۔" یہ حکم نفسیات کے بالکل مطابق ہے۔ دو شخصوں کا یکجا سونا کسی حال میں ضرر سے خالی نہیں، اور غالباً اور وجوہ کے ساتھ یہ وجہ بھی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو اُن کو نماز کا حکم کرو، اور دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز کے لیے پیٹو، اور اُن کو الگ الگ بستر پر ڈالو۔" (ریاض الصالحین عن ابی داؤد ص ۱۵۹)۔

عمر کے اس حصہ میں بچوں کا بستر علیحدہ کر دینے سے نفسیاتی طور پر بھی بڑا فائدہ ہوگا اور صحت کے اعتبار سے بھی بچے فائدہ میں رہیں گے۔ عمر کے اس حصہ میں انسان میں جنسی میلان کی سوجھ بوجھ شروع ہونے لگتی ہے۔

ہمارے اس دور میں خصوصیت سے اس پر عمل کرنا چاہیے کہ اس دور میں ایسی چیزوں کی

Marfat.com

کثرت ہے جو جنسی میلان کو مشتعل کرتی رہتی ہیں اور کم و بیش ہر شخص پر اس کا اثر بھی پڑتا رہتا ہے۔
پھر یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ جس طرح یہ حرام ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے اُن حصوں کو دیکھے جن کو ستر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حرام ہے کہ بغیر ضرورت دو مردوں کے جسم اس طرح مل جائیں کہ بیچ میں کوئی چیز حائل باقی نہ رہے۔ ہاں اس حکم سے مصافحہ وغیرہ طرح کی چیزیں مستثنٰی ہیں۔
حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کی بھی صراحت فرماتے ہیں: ''غیر مرد کے ستر کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ بدن کے جس حصہ سے بھی ''ستر'' چھوئے سب حرام ہے۔''
ہمارے اس دور میں ان لوگوں کے لیے عبرت و بصیرت کا سبق ہے جو لڑکوں کے سامنے گھٹنے کھولنا اور تیل کی مالش کرانا عیب نہیں سمجھتے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''ایک مرد دوسرے مرد کے ''ستر'' کو نہ دیکھے۔''

غیرتِ حق

حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار عینی گواہ پیش کرے۔ مگر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو فطرتاً غیر معمولی غیور تھے، وہ بولے، اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو میری غیرت برداشت نہ کر سکے گی، میں اسی وقت تلوار اُٹھاؤں گا اور دو ٹکڑے کردوں گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت پر تعجب کیوں کرتے ہو اللہ گواہ ہے کہ میں خود ان سے بہت زیادہ باغیرت ہوں، اور میری غیرت سے بڑھ کر خود اللہ رب العزت کی غیرت ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن تمام فواحش کو حرام قرار دے دیا ہے۔ یہ کھل کر ہو یا پردہ پوشی کے ساتھ۔

نگاہ کے فتنے

''نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرم گاہ اور شہوت کی

Marfat.com

جگہ کی حفاظت ہے۔ جس نے نظر کو آزاد کر دیا، اُس نے اُس کو ہلاکت میں ڈال دیا اور نظر ان تمام آفتوں کی بنیاد ہے جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے کیونکہ نظر کھٹک پیدا کرتی ہے۔ پھر کھٹک فکر کو وجود بخشتی ہے، اور فکر شہوت کو اُبھارتی ہے۔ شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے ارادہ قوی ہو کر عزیمت میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور عزیمت میں مزید پختگی ہو کر فعل واقع ہوتا ہے۔ جس سے اس منزل پر پہنچ کر اس وقت کوئی چارۂ کار نہیں رہتا، جب کوئی مانع حائل نہ ہو۔" اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔" آنکھ بند کرنا آسان ہے مگر بعد کی تکلیف پر صبر مشکل۔" کیونکہ نظر کا تیر اگر پیوست ہو گیا تو پھر اس سے حسرت، سوزش قلب، جگر کی ٹیس اور آہ فغان نیم شبی پیدا ہوتی ہے۔ آدمی اس وقت بے قابو ہو جاتا ہے اور اُس کے لیے یارائے ضبط باقی نہیں رہتا، اور یہ ایک مستقل عذاب جان بن جاتا ہے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس فتنہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔" نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔" ایک لمبی حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: " آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے، اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پیر کا زنا چلنا ہے اور دل کا وہ آرزو اور تمنا کرنا ہے، اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

بعض سلف نے کہا ہے: " نگاہ ایک تیر ہے جو قلب میں زہر ڈال دیتی ہے۔"

نظر کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ ورنہ اس سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ قوم اور ملک کا امن وامان خطرہ میں گھر جاتا ہے۔ اخلاق واعمال کی مٹی پلید ہو جاتی ہے، اور عفت وعصمت دم توڑ دیتی ہے۔

عورتوں کو ہدایت

اگر اسلام نے صراحتاً مردوں کو عفت کی تعلیم دی تو عورتوں کو بھی فراموش نہیں کیا۔ کیونکہ مرد اور عورت دونوں کا خمیر ایک ہی ہے۔ کم وبیش کا فرق ہے۔ عورت کی فطرت بھی شہوت سے اور اُس کے دواعی سے خالی نہیں۔ اس لیے رب العالمین نے فرمایا: " ایمان والیوں سے کہہ دیجیے اپنی

Marfat.com

آنکھیں ذرا نیچی رکھیں اور اپنی شہوت کی جگہوں کو تھامے رکھیں اور اپنی زیبائش نہ دکھلائیں۔ مگر جو اُن میں سے کھلی چیز ہے۔"

ان آیتوں کا لب ولہجہ بتا رہا ہے کہ آنکھوں کی بیباکی اور ان کی آزادی شہوت میں انتشار اور شرم گاہ میں اُبھار پیدا کرتی ہے۔ عقلی طور پر سنجیدگی سے غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ آنکھوں میں ایک ایسا زہر پوشیدہ ہے جو موقع پا کر انسانی دل ودماغ میں تیزی سے سرایت کرنے کی سعی پیہم کرتا ہے، اور جب سرایت کر جاتا ہے تو دل ودماغ کو ماؤف کر ڈالتا ہے چنانچہ آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ اجنبی مرد نے جب کسی اجنبی عورت کو زینت میں دیکھا اور بار بار دیکھا، تو اُس کی دبی دبائی چنگاری، انگارہ میں تبدیل ہوگئی۔

عورت کہاں سے کہاں پہنچتی ہے

اب آیئے اور دیکھئے کہ تمدن جدید کے ہاتھوں عورت کو کیا ملا اور اس کی وجہ سے اُس نے کیا کھویا۔ خیر سے مغربی یا مغرب زدہ عورت اب آزاد ہوگئی ہے۔ اُس پر نہ گھر کی پابندی باقی رہی ہے اور نہ خاوند اور اولاد کی۔ وہ دن رات ہوٹلوں میں، سینماؤں میں، تھیٹروں میں، بازاروں میں، پارکوں میں، راستوں میں اور گلی کوچوں میں سر برہنہ، سینہ عریاں، ننگی باہیں نکالے، چہرہ بے نقاب کیے، رخساروں پر سُرخی اور پوڈر تھوپے، مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے، مارے مارے پھرتی نظر آتی ہے۔ گھر کے کاموں سے اُسے کوئی واسطہ نہیں۔ شوہر کی اطاعت اس کے لیے ضروری نہیں۔ بچوں کی غور و پرواخت کرنا اُس کا کام نہیں۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو، اُس نے بڑی مشکلوں سے آزادی حاصل کی ہے اور اب وہ آزادی سے، زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اخلاق، آداب مذہبی پابندیاں، شرم وحیا، یہ سب چیزیں اُس کے نزدیک پرانی ہوگئی ہیں۔ چنانچہ وہ ان میں سے کسی کو نہیں مانتی۔

اس آزادی سے مغربی یا مغرب زدہ عورت کو جو کچھ ملا، وہ تو آپ نے دیکھ لیا۔ لیکن اس کی

Marfat.com

وجہ سے جو اُس نے کھویا وہ ملاحظہ کیجیے۔

مغرب میں خانگی زندگی بالکل تہ وبالا ہو چکی ہے۔ عورت مرد سے آزاد ہو کر ہوس کی بندی اور خواہشات کی غلام بن گئی ہے۔ وہاں کی عام زندگی فسق وفجور کا دوسرا نام ہے۔ گھر کی راحت جو انسانی زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہے مغرب میں مفقود ہو چکی ہے۔ اوّل تو اُن کے ہاں اولاد پیدا کرنا ہی زندگی کا جنجال سمجھا جاتا ہے اور اگر اولاد پیدا ہو بھی جائے تو ماں کو گھر سے باہر کی دلچسپیوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی، کہ وہ اولاد کی تربیت کی طرف توجہ دے سکے۔ الغرض اس بے مہار آزادی کی وجہ سے عورت گھر کی ملکہ ہونے کی بجائے بازار کی رونق بن کر رہ گئی ہے۔

ذوقِ بے حجابی اور شوقِ تبرج صرف چہرہ کی بے نقابی پر ہی قناعت نہیں کرتا۔ پہلے نقاب اُٹھتی ہے۔ پھر جھکی ہوئی نگاہیں آہستہ آہستہ بلند ہوتی ہیں۔ پھر لباس میں تخفیف ہونا شروع ہوتی ہے۔ پھر آرائش اور بناؤ سنوار میں یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور شوق وقدردانی کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہوسنا کیوں، بے اعتدالیوں اور برائیوں کا یہ سلسلہ شاخ درشاخ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو عورت پہلی بار چہرہ کو بے نقاب کرتے ہوئے فرطِ شرم وغیرت سے پسینہ پسینہ ہوگئی تھی وہ آگے چل کر کلب گھروں میں غیر مردوں سے بغل گیر ہو کر ناچتی اور تھرکتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان حق

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ جسے قرآن پاک نے نقل کیا ہے، اس سے بھی زنا کی برائی اور اُس کے مقاصد پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر جب عزیز مصر نے اپنی بیوی زلیخا کے سپرد کیا کہ اس غلام کی نگہداشت کرو۔ تو زلیخا نے اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ مگر کچھ ہی عرصہ گزرا تھا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جوانی کے میدان میں قدم رکھا ہی تھا کہ زلیخا، حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال پر مفتون ہوگئی، اور دل کشی اور ہوش ربائی کے سارے سامان جمع کر کے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کام پر آمادہ کر لے،

Marfat.com

جس کی تعلیم زلیخا کو اُس کے نفس نے دی تھی۔ عیش ونشاط کے سارے سامان فراہم، نفسانی جذبات اپنے شباب پر، محبت اور پیار کی مسلح فوج سامنے، تنہائی کا عالم، سارے دروازے اور کھڑکیاں بند، تمام خطروں اور کل اندیشوں سے بظاہر اطمینان، پھر جوانی قیامت کا روپ بھرے کھڑی، شبابی قوت وطاقت کا سمندر موجزن، تجرد کی زندگی میں جنسی میلان کا صبر آزما تلاطم، اور ایسے وقت میں ایک غارت گر ہوش وخرد اپنے آپ کو خود حضرت یوسف علیہ السلام پر پیش کرتی ہے۔

الغرض ''اور جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ عورت ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو اُن کو پھسلانے لگی اور سارے دروازے بند کر دیئے، اور کہنے لگی آ جاؤ، تم ہی سے کہتی ہوں۔'' کی صورت جب پیش آئی، آسمان دیکھ رہا تھا، زمین دیکھ رہی تھی، ملائکہ دیکھ رہے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا چشم وچراغ اب کدھر جاتا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے بلانے میں شیطانی قوت کی طرف سے کوشش کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا گیا تھا۔ مگر اللہ کے بندے حضرت یوسف علیہ السلام سب کچھ دیکھتے تھے۔ اور اگر چاہتے تو جو کچھ امرأۃ عزیز چاہتی تھی، اُسے کر گزرتے۔ لیکن جیسا کہ قرآن پاک ہی میں اطلاع دی گئی ہے: ''حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے۔ اُس نے مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا۔ بیشک بے انصافوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی۔''

زانی ظالم ہے اور ظالم کو دنیا اور آخرت میں فلاح نصیب نہیں ہوگی، اور اگر میں زنا کا ارتکاب کروں تو خود میں بھی ظالم بن جاؤں گا۔ پھر کیسے جرأت کی جائے۔ رب کریم کا احسان بھول جانا اور اس کی دی ہوئی قوت کو اُس کے ہی حکم کے خلاف استعمال کرنا، اسی کا نام تو شیطنت ہے۔ شیطان کا قصور ہی اس کے سوا کیا ہے کہ توانائیوں کا جو ذخیرہ خالق کائنات کی طرف سے اُس کو ملا ہے، بجائے مرضی حق کے اُن کو اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے۔

زنا مظالم کی جڑ: اس آیت میں زانی کو جو ظالم قرار دیا گیا ہے یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ سوچئے تو یقین کرنا پڑے گا کہ زنا دنیا کے سارے مظالم کی جڑ ہے۔ دنیا کی ساری برائی زنا کاری میں پائی

Marfat.com

جاتی ہے۔ پھر زانی کے ظالم ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

زنا کے نقصانات

۱- زانی کا فعل زنا خود اپنے اُوپر ظلم ہے کہ اس سے اخلاق و اعمال کی مٹی پلید ہوتی ہے۔ خون اور روپیہ بے فائدہ ضائع ہوتا ہے۔ مادہ تولید جو باعث افزائش نسل انسانی ہے، ناحق برباد ہوتا ہے۔ صحت پر ناخوش گوار اثر پڑتا ہے۔ ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔ زانی خوف و ہراس میں مبتلا رہتا ہے۔ حزن و ملال سے دوچار ہوتا ہے۔ امراض متعدی سوزاک و آتشک وغیرہ کے خطرے میں اپنے آپ کو گرفتار کرنا پڑتا ہے۔ زنا آدمی کو بے حیائی، فریب کاری، جھوٹ، بدنیتی، خودغرضی، نفسانی خواہش کی غلامی، ضبط نفس کی کمی، خیالات کی آوارگی، اور دوسری بیسیوں جسمانی، ذہنی اور روحانی امراض میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۲- زنا اپنے خاندان پر بھی ظلم ہے کہ زنا کار خاندان کی عزت کو داغ لگاتا ہے۔ اور پھر خاندان کے لیے برائی کا ایک نمونہ قائم کرتا ہے اہل خاندان اور اپنے بال بچوں کے لیے زنا کی شاہراہ بناتا ہے۔

۳- زنا نسوانی عفت و عصمت کی لوٹ ہے۔ زانی ڈاکو ہے، ایک کمزور ارادے والی عورت ذات کو ہوسناکیوں کا تختہ مشق بناتا ہے۔ شرم و حیا کی چٹانوں کے نیچے عورت کی فطرت جو قدرتاً دبی ہوئی ہے، اُن چٹانوں کو یہی احمق زانی اُٹھا لیتا ہے، جس کے بعد عورت جس کے لیے کسی مرد سے خواہ اُس کا باپ اور بھائی کیوں نہ ہو، خطاب میں حیا دامن گیر ہوتی تھی، اب وہ ایک بے باک فتنہ پرداز عورت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ آنکھوں کا پانی اس کے ڈھل جاتا ہے۔ بے حیائی کے کاموں پر دلیر ہو جاتی ہے۔ اور آج عصمت فروشیوں کے سارے بازار جو شہروں میں نظر آتے ہیں، درحقیقت زانی مردوں ہی کے کھولے ہوئے بازار تو ہیں۔ یہ سب انہی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

۴- عورت بہر حال کسی خاندان ہی کی عورت ہوتی ہے۔ کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی بیوی یا کسی کی ماں ہوگی۔ سوچئے تو سہی کہ زانی مرد کن رسوائیوں کی سیاہی عورت کے خاندان والوں کے چہروں پر پھیرتا ہے کہ بسا اوقات لوگوں کو خودکشی تک ان ہی رسوائیوں کے غیر معمولی احساس نے پہنچا دیا۔

۵- اور عورت کسی مرد کی اگر باضابطہ منکوحہ ہے، تو دوسرے مفاسد کے ساتھ غیر کے حق ناموس پر یہ کیسی شرمناک مداخلت اور بے جا اور ظالمانہ حملہ ہے۔

۶- زنا، بچہ پر بھی ظلم ہے کیونکہ یا تو اُسے ضائع کر دیا جائے گا اور بے قصور قتل کیا جائے گا یا باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نگرانی و تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری کا کوئی مرکز باقی نہیں رہتا۔ اور کسی طرح بچہ کو پروان چڑھنے کا موقع بھی مل جائے تو سیاہی کے اس داغ کو اس غریب کی پیشانی سے کون دھو سکتا ہے، جو خود اُس کے ناجائز باپ کے ہاتھوں اس کی پیشانی پر لگا ہے۔ سوسائٹی میں ذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ بسا اوقات زنا سے پیدا ہونے والے بچے امراض خبیثہ کو اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں، اور پھر وہ امراض خبیثہ دوسروں تک پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں یعنی نوعی کمالات میں سے کسی کمال سے محروم ہو کر پیدا ہوتے ہیں۔ بظاہر قدرت کی طرف ان کوتاہیوں کو منسوب کرنے والے منسوب کر دیا کرتے ہیں لیکن موجودہ طبی تحقیقات کی روشنی میں پتہ چل رہا ہے کہ ان کوتاہیوں کی زیادہ تر ذمہ داری ان لوگوں پر بھی عائد ہوتی ہے جن سے گزر کر بچے دنیا میں قدم رکھتے ہیں۔

آئندہ نسلوں کی امانت جن کے سپرد ہوتی ہے، وہ امانت میں خیانت سے کام لیتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ آئندہ نسلوں کے پھلنے پھولنے کا دارومدار ہی ''جذبہ امانت'' کے اس احساس پر مبنی ہے۔ اس کی ذمہ داریوں میں ہلکی سی غفلت قوم کو جسمانی، دماغی اور روحانی بربادیوں کی آندھیوں کے سامنے لے آتی ہے۔

اس مسئلہ کی ہمہ گیری کے لیے ''طبیات'' کا مطالعہ کرنا چاہیے زنا کا لفظ تو ایک بسیط مختصر سا

Marfat.com

لفظ ہے لیکن اس کے مفاسد کا دائرہ خاندانوں اور قوموں کو اپنے احاطہ میں لے آتا ہے۔

زنا پر کال کوٹھڑی کو ترجیح

کچھ بھی ہو، اسی سے اندازہ کیجیے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل کی کال کوٹھڑی میں قید کی زندگی کو اس جرم کے اقدام پر ترجیح دی اور دعا مانگی۔ ''اے میرے رب! جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں، اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔'' (سورہ یوسف: ع۴)

حدیثوں میں بھی اس جرم کی اہمیت کے مختلف پہلوؤں پر جو اشارے کیے گئے ہیں، غور کرنے والے سوچیں گے تو عبرت وبصیرت کے مسلسل اسباق ان ہی حدیثوں میں ان کو ملتے چلے جائیں گے۔ مثلاً چند حدیثوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

زنا کے سلسلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ایک دفعہ یہودیوں کا ایک وفد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دریافت کیا ''آیات بینات'' کیا ہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کا نہ کسی کو شریک ٹھہراؤ نہ چوری کرو، نہ زنا کرو، اور نہ کسی پاک دامن کو زنا سے متہم کرو۔'' (مشکوۃ باب الکبائر) جس سے معلوم ہوا کہ جن جرائم کی برائیاں فطرتِ انسانی کے لیے واضح اور کھلی ہوئی ہیں، اُن میں ایک زنا بھی ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یعنی اکبر الکبائر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بنانا، حالانکہ اُس نے ہی پیدا کیا۔ اُس شخص نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا کام؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچے کو اس خوف سے مار ڈالنا کہ وہ ساتھ کھائے گا۔ اُس نے پوچھا: پھر کون سا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔ (بخاری باب اثم الزناۃ)

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے زنا کی برائی مختلف پیرایہ میں بیان کی، اور چاہا کہ لوگ اچھی طرح اس کی برائی سے واقف ہو جائیں، اور بدترین کام سے باز آجائیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں لوگ زیادہ تر اپنے منہ اور اپنی شہوت کی جگہ کی بدولت ڈالے جائیں گے۔

ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب قیامت کی علامتیں ہیں:

۱۔ علم کا اُٹھ جانا۔ ۲۔ جہالت کا عام ہونا۔

۳۔ شراب کا پینا۔ ۴۔ زنا کاری کا پھیل جانا۔

۵۔ اور یہ کہ مردوں کی تعداد کم پڑ جائے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ذمہ دار صرف ایک مرد باقی رہ جائے۔

زنا کی ہلاکتیں اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود (صحابی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''کسی بستی میں سود اور زنا جب پھیل پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کی ہلاکت کی اجازت مرحمت فرما دیتا ہے۔'' (الجواب الکافی) .... اس سے معلوم ہوا کہ زنا کاری کبھی آبادی کی ویرانی کا موجب بن جاتی ہے اور پوری آبادی کو برباد کر ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس آبادی پر مسلط ہو جاتا ہے جس میں زنا کاری پھیل پڑتی ہے۔

مصیبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے اور بیعت عامہ ہو چکی، جس میں تمام مسلمان شریک ہوئے تو آپ منبر پر تشریف لائے اور بحیثیت خلیفہ پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں دوسرے مہمات کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''دیکھو جس قوم نے بھی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیا اللہ نے اُسے ذلیل کر دیا۔ اور جس قوم میں بھی بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس میں مصیبت کو پھیلا دیتا ہے۔''

پہلے خلیفہ رسول نے اپنے پہلے خطبہ خلافت میں ان کلمات کو فرما کر ''عفت و عصمت'' کے متعلق اسلام کے جس نقطہ نظر کو پیش کیا ہے، اس سے مسلمانوں کو سمجھنا چاہیے کہ عروج و اقبال کی زندگی کے تباہ کرنے میں سیاہ کاریوں کو کس حد تک دخل ہے گویا جو کچھ اب پیش آیا اسی کی پیشین گوئی

Marfat.com

مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ نے کر دی تھی۔

کثرت موت اور طاعون ﴾ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی تھا: "زنا کسی قوم میں عام نہیں ہوتا مگر ان میں بکثرت موت ہوتی ہے۔" ایک لمبی حدیث میں ہے جس میں آپ نے پانچ عیوب اور اُس کے اثرات کو بتایا ہے، منجملہ اور باتوں کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے اور کھلم کھلا ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو طاعون (پلیگ) کی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایسے درد اور دکھ میں ڈالتا ہے جس سے اُن کے اسلاف نا آشنا تھے۔

خشک سالی ﴾ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی قوم میں جب زنا پھیل پڑتا ہے تو اُسے قحط سالی کی مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اور رشوت کی گرم بازاری ہوتی ہے تو اُس پر خوف طاری کر دیا جاتا ہے۔" (مشکوٰۃ کتاب الحدود ص ۳۱۴)

انسان جب "عفت و عصمت" کے چہرہ کو داغ دار بناتا ہے، شرعی و دینی حدود کی اس راہ میں پرواہ نہیں کرتا، اور جائز و ناجائز کی تفریق مٹا دیتا ہے، تو اُس وقت پوری قوم فتنہ میں ڈال دی جاتی ہے۔ بنی اسرائیل جو دنیا کی چنی ہوئی اُمتوں میں ایک خاص تاریخی اُمت ہے اُس میں بھی فتنہ عورتوں ہی کی راہ سے آیا، اور فتنہ جب آیا تو پوری کی پوری اُمت ہی تہس نہس ہو کر رہ گئی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "دنیا اور عورتوں سے بچو، اس لیے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔" (کانت فی النساء مشکوٰۃ)

اسلامی تعلیم سے رُوگردانی کا انجام

اسلامی نقطہ نظر کا اجمالی نقشہ بقدر ضرورت آپ کے سامنے پیش ہو چکا ہے۔ اب آیئے، ذرا اپنے زمانہ کی کچھ روداد سن لیجیے۔

امریکہ جو اس وقت دنیا میں ممتاز ملک مانا جاتا ہے وہاں زنا کاری کی وبا کا نتیجہ یہ ہے کہ

Marfat.com

''تیس چالیس ہزار کے درمیان بچوں کی اموات صرف موروثی آتشک کی بدولت ہوتی ہیں......
سوزاک میں نوجوان کم از کم ساٹھ فیصدی مبتلا ہیں۔اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں ہیں۔...........شادی شدہ عورتوں کے اعضائے جنسی پر جتنے آپریشن کیے جاتے ہیں ان میں ۷۵ فیصدی ایسی نکلتی ہیں جن میں سوزاک کا اثر پایا جاتا ہے۔

امریکہ میں زنا اور اس کے نتائج ﴿ جج لنڈسے لکھتا ہے جو ''ڈنور'' کی عدالت جرائم اطفال کا صدر ہے اور اس حیثیت سے وہ جرائم کا کافی تجربہ رکھتا ہے: ''ہائی اسکول کی عمر والی چار سو پچانوے (۴۹۵) لڑکیوں نے خود مجھ سے اقرار کیا کہ اُن کو لڑکوں سے صنفی تعلقات کا تجربہ ہو چکا ہے، ان میں سے صرف پچیس ایسی ہیں جن کو حمل ٹھہر گیا تھا۔''

اسی جج لنڈسے کا امریکہ کے متعلق بیان ہے: ''امریکہ میں ہر سال کم از کم پندرہ لاکھ حمل ساقط کیے جاتے ہیں۔اور ہزارہا بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیئے جاتے ہیں۔''

اسی امریکہ کی ایک رپورٹ اور بھی پڑھ لیجیے اور ان سے اندازہ لگائیے کہ زنا کاری کا انجام کیا ہوتا ہے۔یہی لنڈسے جس کا قول پہلے نقل ہو چکا ہے اُس کا اپنا اندازہ ہے کہ ہائی اسکول کی کم از کم پینتالیس فیصدی لڑکیاں مدرسہ چھوڑنے سے پہلے خراب ہو چکتی ہیں۔

آتشک، سوزاک اور دوسری برائیاں ﴿ زنا کی جسمانی اذیتوں کا ذکر کرتے ہوئے ''انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا'' جلد۴ صفحہ۴۵ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کے دواخانوں میں اوسطاً ہر سال آتشک کے دو لاکھ، اور سوزاک کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ساڑھے چھ سو دوا خانے صرف انہی امراض کے لیے مخصوص ہیں۔مگر سرکاری دواخانوں سے زیادہ مرجوعہ پرائیویٹ ڈاکٹروں کا ہے جن کے پاس اکسٹھ فیصد آتشک کے اور نواسی فیصدی سوزاک کے مریض جاتے ہیں۔

امریکہ میں جن عورتوں نے مستقل پیشہ اختیار کر لیا ہے ان کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔قحبہ خانوں کے علاوہ بکثرت ملاقات خانے ہیں جو اس غرض کے لیے آراستہ کیے جاتے ہیں کہ ''شریف'' اصحاب اور خواتین جب باہم ملاقات کرنا چاہیں، تو اُن کی ملاقات کا انتظام کر دیا

Marfat.com

جائے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ایک شہر میں ایسے اٹھتر مکان تھے۔ دوسرے شہر میں تینتالیس، ایک اور شہر میں تینتیس۔ ان مکانوں میں صرف بن بیاہی خواتین ہی نہیں جاتیں، بلکہ بہت سی بیاہی ہوئی خواتین کا بھی وہاں گزر ہوتا ہے۔

ایک مشہور ریفارمر کا بیان ہے کہ "نیویارک" کی شادی شدہ آبادی کا پورا تہائی حصہ ایسا ہے جو اخلاقی اور جسمانی حیثیت سے اپنی ازدواجی ذمہ داریوں میں وفادار نہیں ہے۔ "زنا نے امریکہ میں یہ قیامت برپا کردی ہے کہ بلوغ سے پہلے لڑکی لڑکے کی محبت اور مباشرت دونوں شروع ہوجاتی ہیں اور لڑکیاں قبل از وقت بالغ ہوجاتی ہیں۔"

کنسے رپورٹ ﴿ ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر "ہنلی کنسے" نے ایک مبسوط رپورٹ پیش کی ہے اور یہ رپورٹ ڈاکٹر کنسے اور اُن کے ساتھیوں نے بارہ ہزار امریکی مردوں سے مل کر تیار کی ہے اور ان کے خفیہ حالات معلوم کیے ہیں۔ کنسے رپورٹ کے بموجب: "استلذاذ بالنفس" میں نوے (۹۰) فیصدی امریکہ مرد زندگی کے کسی نہ کسی حصہ میں مبتلا رہے۔

"استلذاذ بالمثل" امریکی مردوں کی ایک تہائی آبادی نے کم از کم اپنی زندگی میں ایک مرتبہ اس شوق کی تکمیل کی۔ گویا ستر لاکھ امریکی مرد استلذاذ بالمثل میں مبتلا ہیں۔ چار فیصدی لوگ تمام عمر "امرد پرست" رہتے ہیں۔ ہائی اسکول میں یہ زیادہ ہے۔

"استلذاذ بالضد" (زنا) پندرہ سال کی عمر تک پچیس (۲۵) فیصدی، چھبیس (۲۶) سے چالیس (۴۰) سال تک نوے (۹۰) فیصدی، سولہ سے پچیس سال کی عمر تک غیر فاحشہ عورتوں سے اختلاط کی تعداد چالیس فیصدی ہے۔ "تعلیم کے اعتبار سے" جن کی تعلیم گرامر اسکول تک ہوتی ہے۔ اس میں چوراسی فیصدی کو عورتوں سے اختلاط کا سابقہ رہا ہے۔ ہائی اسکول تک تعلیم پانے والوں کا تناسب غیر عورتوں سے اختلاط میں ۷۷ فیصدی ہے۔ اور "کالج" کے تعلیم یافتوں کا تناسب زنا میں ۴۹ فیصدی ہے۔ یہ اکیس سال عمر والوں کی تعداد ہے۔ شادی شدہ مردوں میں نصف تعداد ایسی ہے جنھوں نے اپنی بیوی کے سوا غیر عورتوں سے دورانِ ازدواج میں اختلاط کیا ہے۔

Marfat.com

یہ اعداد و شمار جو پیش کیے گئے ہیں ۱۹۴۸ء کے ہیں۔ اندازہ کریں کہ اب تک یہ قوم جس شوق سے بدکاری اور فحاشی کے طوفان میں بڑھتی جارہی ہے، اعداد و شمار کس حد تک بڑھ گئے ہوں گے۔ امریکہ کے صدر ٹرومین کی میڈم کی وہ تقریر پیش کی جاتی ہے جو انہوں نے ''اخلاقی پستی'' کے عنوان پر کی تھی۔ کہتی ہیں: ''یہ لڑکیاں نہ بازاری ہیں نہ حسن فروش۔ پندرہ بیس برس کی کمسن اور بھولی بھالی لڑکیاں ہیں۔ اکثر یونیورسٹی، کالج اور اسکول کی طالبات ہیں.......... اس وقت حکومت امریکہ اور امریکن قوم کے سامنے نامعلوم باپ کے بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا اہم مسئلہ ہے۔ کنواری ماؤں کے ان بچوں کی تعداد گزشتہ سال سوا لاکھ سے زیادہ تھی۔ ان میں سے ایک لاکھ بچوں کی مائیں یونیورسٹی کی طالبات ہیں۔ نیز تربیت و تعلیم کے تحقیقاتی کمیشن نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا ہے کہ ان بچوں کے باپ کالج ہی کے ہونہار طلبہ ہیں...... اصل یہ ہے کہ امریکہ میں تمام خاندانوں نے اپنی لڑکیوں کو کامل آزادی دے رکھی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک نوجوان لڑکی جو اپنی گھریلو زندگی میں محبت و شفقت سے محروم رہتی ہے، کالج میں قدم رکھتے ہی کسی طالب علم سے مل کر عشق و محبت کے تجربہ کا شکار ہو جاتی ہے۔''

انگلستان میں زنا کی وبا: انگلستان جو اپنی جدت پسندی میں بہت مشہور ہے، اس کے متعلق وہیں کا ایک انگریز ''جارر ائیلی اسکاٹ'' اپنی کتاب ''تاریخ الفحشاء'' میں لکھتا ہے:

> ''پیشہ ور عورتوں کے علاوہ بڑی تعداد اُن عورتوں کی بھی ہے جو آمدنی میں اضافہ کے لیے زنا کاری کے پیشہ کو بھی ضمنی طور پر اختیار کیے ہوئے ہیں، اب جوان لڑکی کے لیے بد چلنی اور بے باکی بلکہ سوقیانہ اطوار تک فیشن میں داخل ہو گئے ہیں، ایسی لڑکیوں اور عورتوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جو شادی سے پہلے صنفی تعلقات بلا تکلف قائم کر لیتی ہیں۔ اور وہ لڑکیاں اب شاذ کے حکم میں ہیں جو کلیسا کی قربان گاہ کے سامنے نکاح کا پیمان وفا باندھتے وقت صحیح معنی میں دوشیزہ ہوتی ہیں۔''

ایک اور صاحب تحریر کرتے ہیں کہ انگلستان میں کم از کم اندازہ کے مطابق ہر سال

Marfat.com

نوے (۹۰) ہزار حمل اسقاط کیے جاتے ہیں۔ شادی شدہ عورتوں میں اس کا تناسب اس سے بھی زیادہ ہے۔ فحاشی کو جس انداز سے ان قوموں نے اپنی معاشرت پر غالب کرلیا ہے، اس سے یہ اندازہ کر لینا کچھ مشکل نہیں کہ اسقاطِ حمل کے واقعات آج کل لاکھوں سے بھی تجاوز کر گئے ہوں گے۔

برطانیہ میں اغلام بازی کی آئینی اجازت آج کی مہذب کہلانے والی قوم برطانیہ کو دیکھئے کہ اس نے پچھلے دنوں اپنی پارلیمنٹ میں ایک بل پاس کروایا ہے، جس کے تحت اس ملعون لوطی فعل (اغلام بازی) کو بالکل مباح اور جائز قرار دے دیا گیا ہے، اور فاعل ومفعول دونوں پر کوئی قانونی گرفت نہیں ہے۔ ان ظالموں نے یہ غیر فطری بل پاس کر کے یہ گمان کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے بے خبر ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ ان کا پیمانہ شقاوت لبریز ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے حلم کی کوئی حد نہیں۔ وہ مہلت دیتا ہے تو طویل مہلت دیتا ہے۔ لیکن یادرکھو، برطانوی پارلیمنٹ نے یہ قانون پاس کر کے اللہ کے عذاب کے لیے اپنے دروازے چوپٹ کھول دیئے ہیں۔ اب دیکھئے یہ مدت مہلت کتنی دراز ہوتی ہے۔

فرانس میں بدکاری انگلستان کے بعد تھوڑا سا حال فرانس کی بدکاری اور اُس سے نقصانات کا بھی سن لیجیے: ”جنگ عظیم کے ابتدائی دوسالوں میں جن سپاہیوں کو محض آتشک کی وجہ سے رخصت دے کر ہسپتالوں میں بھیجنا پڑا ان کی تعداد پچھتر ہزار تھی...... ایک متوسط درجہ کی چھاؤنی میں بیک وقت دوسو بیالیس سپاہی اس مرض میں مبتلا ہوئے۔“

ایک ماہر فرنسیسی ڈاکٹر کا بیان ہے کہ فرانس میں ہر سال صرف آتشک اور اس کے پیدا کردہ امراض کی وجہ سے تیس ہزار جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ یہ مختصر اعداد وشمار اس لیے پیش کیے گئے ہیں کہ آپ غور کرسکیں کہ زنا کاری کے مفاسد کیا ہوتے ہیں، اور ان سے قوم وملک کا کتنا زبردست جانی، مالی، اخلاقی اور سیاسی نقصان ہوتا ہے۔ یہ بھی سوچیں کہ زنا کاری کی سزا میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں، وہ کتنے سخت اور مہلک ہوتے ہیں۔ مزید یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ دنیا کا کوئی کامیاب علاج زنا کاری کے ”دنیاوی عذاب“ سے نہیں بچا سکتا اور ان بڑے مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کا

Marfat.com

جو نقشہ پیش کیا گیا ہے اُس کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ اسلام نے جن مفاسد کی طرف اشارے کیے ہیں، وہ کتنے صحیح ہیں اور قوانین عفت مرتب کر کے اس نے دنیا پر کتنا زبردست احسان کیا ہے۔

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے عرض کرنا ہے کہ اسلام کے ان قوانین سے عصمت و عفت کی جو اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔ اس پر بار بار غور کیا جائے۔ اگر اسلام کا یہی قانون پوری دنیا میں نافذ کر دیا جائے تو کیا یقین نہیں ہے کہ دنیا سے بدکاری (جو وبا کی طرح پھیل پڑی ہے) ختم ہو جائے گی؟ دنیا چاہتی ہے کہ اخلاق و اعمال کی بلندی اور عفت و عصمت کا تحفظ عمل میں آئے تو اسے اسلام کے ان قوانین پر غور کرنا چاہیے۔

توبہ

بغداد میں ایک شخص گنہگار تھا اور اس کی ماں صالحہ تھی جب کبھی اُس سے کوئی گناہ ہو جاتا تھا تو وہ ایک کتاب میں لکھ لیا کرتا تھا ایک رات کا ذکر ہے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ نکل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت عورت کھڑی ہے اُس سے پوچھا تیری کیا حاجت ہے وہ بولی میرے پاس یتیم بچے ہیں تین دن سے انہوں نے کھایا نہیں ہے اس شخص نے کہا اچھا اندر چلی آ وہ عورت تاڑ گئی کہ اُس کے جی میں کچھ برائی ہے کہنے لگی: اللہ کی پناہ! اس پر اُس نے اُسے زبردستی کھینچنا شروع کیا۔ وہ کہنے لگی: اے مصیبت کے دور کرنے والے! اس سے مجھے بچایئے، پھر کہنے لگی: اچھا میری ایک بات سنو۔ یہ کہہ کر اشعارِ ذیل پڑھنے لگی:

"اے اپنی کوچ کے دن کو فراموش کرنے والے تفرقہ انداز موت سے مجھے تو تُو غافل نظر آتا ہے کیا ان باتوں نے تجھے کچھ بھی پند آموزی نہیں کی کہ بہتیرے لوگ دیار کہنگی کو سفر کر گئے اور تمام دنیا کو جس حالت میں تھی اُس میں خیر باد کہہ کر چل دیئے انہیں دنیا سے سوائے تھوڑی سی روٹی اور کپڑے کے کچھ بھی لے جانا نصیب نہ ہوا اور جو منزل انہوں نے آباد کی وہ خالی ہو کر رہ گئی۔ اور تُو بھی کل یا اس کے بعد کسی روز تنِ تنہا گورستان میں جاگزیں ہو کر انہیں کی ہمسائیگی میں جا لگے گا۔"

Marfat.com

پھر وہ عورت رونے لگی اور بولی: اے میرے رب! میری فریاد کو پہنچ اور اس مرد سے مجھے بچا اُس نے جب اُس کی یہ بات سنی بہت رویا پھر وہ عورت کہنے لگی: تجھے اللہ کی قسم جب تیرے اور تیرے مالک کے مابین صلح ہوگئی تو اب مار کو نہ بھول اس پر اس نے عورت کو کچھ دیا اور بولا جا اپنے بچوں کو کھلا اور اُن سے میرے لیے دعا کی درخواست کر کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے وہ مٹ جائے اُس نے کہا اچھا چنانچہ جب اس نے اپنے بچوں کے لیے کھانا تیار کیا تو اُن سے اس کے لیے دعا کی درخواست کی وہ کہنے لگے جب تک ہم اس کے لیے دعا نہ کر لیں گے کھانا نہ کھائیں گے کیونکہ اجیر جب تک کام نہ کرے اُجرت کا مستحق نہیں ہوتا پھر وہ شخص اپنی ماں کے پاس گیا اور اُس نے کتاب جا کر دیکھی تو اُس کو سفید پایا اُس میں کوئی گناہ نہ تھا یہ خبر اُس نے اپنی ماں کو دی اس نے پوچھا، اُس کا کیا سبب ہے اُس نے کہا ایک عورت مجھ سے اپنے بچوں کے لیے کھانا مانگنے آئی تھی اُسی کے ہاتھ پر میری اللہ سے صلح ہوگئی اس کے بعد اُس نے وضو کیا اور کہنے لگا: اے اللہ! جیسے آپ نے میرے لکھے ہوئے گناہ مٹا دیئے مجھے اپنے پاس بلا لے پھر سجدہ کیا اُس کی ماں نے جو اُسے حرکت دی تو کیا دیکھتی ہے کہ اُس کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک آراستہ مکان میں کوئی خوبصورت عورت رہتی تھی اور کسی کو نہ روکتی تھی جس کا جی چاہے چلا آئے ایک روز اُس کے دروازہ پر بایزید جا بیٹھے کوئی اُس کے پاس اُس روز نہ آیا اُس نے اپنی لونڈی سے اس کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا دروازہ پر ایک مرد صالح بیٹھا ہے وہ بولی تو اُسی کو آنے دے جب وہ اندر آئے تو پوچھنے لگی آپ کی کیا حاجت ہے انہوں نے فرمایا میرے ساتھ ایک رات رہ وہ بولی میری ایک رات کی سو اشرفیاں ہوتی ہیں انہوں نے جیب سے سو اشرفیاں نکالیں اس کے سوا اور اُن کی جیب میں ایک درہم تک نہ تھا اُس عورت نے جب سو اشرفیاں لے لیں تو پوچھنے لگی آپ کیا چاہتے ہیں انہوں نے فرمایا میرے کپڑے پہن کر میرے سامنے چار قدم چل اُس نے ایسا ہی کیا اس کے بعد انہوں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا، اے اللہ آپ نے اس کا ظاہر درست کیا ہے تو آپ ہی اس کا باطن

Marfat.com

بھی درست کر دیجیے اس کے بعد اُس سے کہا میرے کپڑے اُتار دے وہ بولی اللہ کی پناہ میں اللہ سے توبہ کر چکی ہوں جفا کے بعد صفائی وحشت سے انس جدائی کے بعد وصال غضب کے بعد رضا میسر ہوئی ہے المختصر وہ اُس عورت کو چھوڑ کر چل دیئے ایک مدت کے بعد بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے دیکھا اُس نے انہیں بے فصل کے میوے کھلائے اس کے بعد غائب ہوگئی۔

گنہگار جب پشیمانی سے روتا ہے تو اُس کے نور کی تابش عرش کے نیچے تک پہنچتی ہے فرشتے کہتے ہیں یہ کیسا نور ہے ان کو جواب ملتا ہے کہ یہ بندہ چاہِ معصیت سے فضاء طاعت کی طرف نکل کر آیا ہے یہ اس کا نور ہے۔

توبہ کی اقسام ﴾ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے: اوّل؛ دل سے، دوم؛ زبان کی توبہ، تیسرے؛ کان کی توبہ، چوتھے: ہاتھ، پانچویں: پیر کی توبہ، چھٹے: نفس کی توبہ۔ توبہ یہ ہے کہ خطائے سابق پر آتشِ ندامت سے باطن کا پگھلنا۔ اس تعریف میں صرف رنج دل کا اشارہ پایا جاتا ہے اور بعضوں نے اس کی تصریح بھی کردی ہے اور کہا ہے کہ توبہ ایک آگ ہے کہ دل میں بھڑکتی ہے اور ایک درد ہے کہ جگر سے جدا نہیں ہوتا اور بعضوں نے بلحاظ ترک گناہ کے تعریف یوں لکھی ہے کہ توبہ اس کو کہتے ہیں کہ جفا کا لباس دور کر کے بساطِ وفا بچھائے اور سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ حرکاتِ مذمومہ کو افعالِ محمودہ سے بدل دینے کا نام توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے گناہوں کے پیڑ ایسے لگائے جیسے دلوں میں جان ہے اور ان کو توبہ کا پانی دیتے رہے یہاں تک کہ ندامت اور حزن کا پھل اُن پر لگا پس بدون جنون کے دیوانے ہوگئے اور بدون عاجزی اور گونگے پن کے غبی بن گئے حالانکہ بڑے بلیغ اور فصیح اور اللہ اور رسول کے عارف وہی ہیں پھر جام صفا نوش کیا تو باوجود زیادتی مصیبت کے صبر ہی کرتے رہے پھر ان کے دل جو سیر عالم ملکوت کے مشتاق ہوئے اور پردہ ہائے حیرات کے خفیہ امور میں فکر دوڑانے لگے اور ندامت کے جھروکے میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کا صحیفہ پڑھنا شروع کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کے نفسوں پر خوف چھا گیا

Marfat.com

یہاں تک کہ ورع کی سیڑھی لگا کر زہد کی بلندی پر چڑھ گئے اور ترک دنیا کی تلخی شیریں اور بستر کی سختی نرم معلوم ہونے لگی۔ حتیٰ کہ نجات اور سلامتی کی کمند ہاتھ لگی اور ان کی روحیں چرتی چرتی بستانِ نعیم میں پہنچ گئیں اور دریائے حیات میں جو گھسے اور ناامیدی اور واویلا کے خندقوں کو پاٹا اور ھوائے نفسانی کے پلوں کے پار اُترے تو میدان علم میں جا پہنچے اور چشمہ حکمت سے سیراب ہوئے پھر ہوشیاری کی کشتی پر سوار ہو کر نجات کا بادبان چڑھایا اور بحر سلامت میں لنگر اٹھا کر ساحل راحت اور عزت اور کرامت پر پہنچ گئے۔ ایک حبشی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں گناہ کیا کرتا تھا۔ فرمایئے کہ میری توبہ بھی قبول ہوگی۔ آپ نے فرمایا: بے شک توبہ قبول ہوگی۔ وہ چلا گیا، اور پھر لوٹ کر آیا اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب میں خطا کیا کرتا تھا تو مجھ کو اللہ تعالیٰ دیکھتا تھا یا نہیں، آپ نے فرمایا کہ ہاں، دیکھتا تھا۔ یہ سنتے ہی حبشی نے نعرہ مارا کہ اسی کے ساتھ اُس کی روح پرواز کر گئی۔

گناہوں سے بچو!

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے کچھ اسباب بنائے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور کچھ آفتیں پیدا کی ہیں جن سے وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔ انعامات الٰہیہ کو جلب کرنے کا سبب اللہ تعالیٰ کی طاعت ہے۔ اور فنا کرنے۔ اور روکنے والی آفت معصیت اور گناہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے لیے اپنے انعامات کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اسے القاء فرماتا ہے کہ وہ اس کی پوری پوری اطاعت کرے۔ اور جب کسی سے اپنے انعامات چھین لینا چاہتا ہے۔ اور اسے ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے اس بات میں لگا دیتا ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو اللہ کی نافرمانی اور گناہوں میں صرف کرے۔

یہ کچھ عجیب بات ہے کہ لوگ گناہوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اپنے اور دوسروں کے حالات ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور گناہوں کی پاداش میں جن لوگوں

Marfat.com

سے انعامات الٰہیہ سلب کرلی گئیں۔ ان کے حالات پڑھتے اور سنتے ہیں۔ پھر بھی معصیت کے ارتکاب سے باز نہیں آتے گویا یہ سمجھ رہے ہیں کہ اللہ کا یہ معاملہ دوسروں کے ساتھ ہے۔ ان کے ساتھ نہیں، یہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور اللہ کے اس عمومی قاعدہ سے خصوصی طور پر یہ علیحدہ کردیئے گئے ہیں۔ دوسری مخلوق کے لیے یہ سزا ہے ان کے لیے نہیں۔ بتاؤ دنیا میں اس سے بڑھ کر کونسی جہالت ہوسکتی ہے؟ اور اپنی جان پر اس سے بڑھ کر کونسا ظلم ہوسکتا ہے؟ فالحکم للّٰہ العلی الکبیر

سخن دلنشیں

کریم کی شان یہ ہے کہ گناہ نہ کرے اور حکیم کی شان یہ ہے کہ دنیا کو اختیار نہ کرے۔ جس نے دعوتِ ابلیس پر لبیک کہی اس کا دین رخصت ہوگیا۔ جس نے نفس کی بات قبول کرلی اس کی جانِ ایمان فنا پذیر ہوگئی جس نے خواہشات کے سامنے سر جھکا دیا عقل ودانش نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا، جس نے دنیا کا کہنا مان لیا آخرت اس کے قبضہ سے نکل گئی، جس نے اعضاء کی خواہش پوری کر دی وہ جنت سے محروم ہوگیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہی اس کے گناہ دُھل گئے اور اُس نے دین ودنیا کی تمام بھلائیاں جمع کرلیں۔

دُنیا رب العالمین کا کشت زار ہے اور لوگ اُس کی زراعت ہیں اور ملک الموت اس کے کاٹنے والے قبریں اُس کی روندن اور جنت اور دوزخ اُس کی پیداوار ہیں۔ اللہ نے پانچ چیزوں میں پانچ چیزیں رکھی ہیں قناعت میں عزت گناہ میں ذلت شب بیداری میں ہیبت اور گرسنہ شکم میں حکمت اور ترک طمع میں تونگری۔ معاصی کفر کے قاصد ہیں جس طرح کہ بوسہ جماع کا قاصد ہے اور گانا زنا کا، نگاہ عشق کا، بیماری موت کا قاصد ہے۔ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہوجاتا ہے۔ گناہوں کے بیشمار قبیح ومذموم اثرات ہیں، جو قلب وجسم، دنیا وآخرت دونوں کے حق میں مضر ہیں، جس کی تفصیلات کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ نیکی سے چہرہ پر روشنی ہوتی ہے۔ قلب میں نور پیدا ہوتا ہے، رزق میں فراخی ہوتی ہے بدن میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی

Marfat.com

ہے۔ اور گناہ سے چہرہ پر سیاہی آجاتی ہے، قبر اور دل میں ظلمت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے جسم میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اور روزی میں تنگی ہوجاتی ہے، اور مخلوق کے دلوں میں بغض ونفرت پیدا ہوجاتی ہے، گناہ قلب کو کمزور کردیتے ہیں اور بندے کو توبہ وانابت سے بھٹکا دیتے ہیں، بار بار گناہ کرنے سے اُس کی برائی کا تصور ختم ہوجاتا ہے اور انسان گناہوں پر فخر کرنے لگتا ہے۔ معصیت بندے کو پروردگار کی نظر میں ذلیل کردیتی ہے گناہ گار پر جانور، چوپائے، پرندے، کیڑے مکوڑے بھی لعنت بھیجتے ہیں معصیت سے انسان ذلیل ہوجاتا ہے۔ اور طاعت سے عزت بڑھتی ہے گناہ دلوں کو مردہ کردیتے ہیں۔ اور گناہوں کی مداومت ذلت کا موجب ہوتی ہے۔ معصیت سے نور عقل فنا ہوجاتا ہے۔ معصیت اور گناہوں سے قلب پر مہر لگ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پے درپے گناہ کرتا رہا تا آنکہ قلب اندھا ہوکر رہ گیا۔ معاصی پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے معاصی کی وجہ سے بندہ اس لعنت کے ماتحت آجاتا ہے۔ معاصی سے پانی، ہوا، زراعت، پھلوں اور گھروں پر آفت اترتی ہے، زمین کی پیداوار کم ہوجاتی ہے، انسانوں کی عمر میں کمی ہوجاتی ہے۔ معاصی سے غیرت کا نور بجھ جاتا ہے۔ اللہ اور اللہ کا رسول سب سے زیادہ غیور ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ شریف، بلند رتبہ، بلند حوصلہ، بلند مرتبہ، عالی قدر، عالی ہمت شخص وہ ہوتا ہے جو اپنے اندر اپنے لیے اپنے خواص کے لیے اور اللہ کے بندوں کے لیے انتہا درجہ کی غیرت رکھتا ہو۔ اور یہی وجہ ہے جو اللہ کے رسول آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے حق میں ساری دنیا سے زیادہ غیور تھے اور اللہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ غیور ہے۔

معاصی اور گناہوں سے حیاء وشرم کا جوہر فنا ہوجاتا ہے حالانکہ قلب کی حیات حیاء سے وابستہ ہے۔ معاصی سے بندے کے دل میں پروردگار عالم کی عظمت وجلالت کم ہوجاتی ہے۔ بندہ نافرمانی کرتا ہے۔ تو پروردگار عالم اسے بھلا دیتا ہے اور اس کو نفس وشیطان کے حوالے کردیتا ہے۔

عاصی ونافرمان بندہ خود اپنی جان کو بھول جاتا ہے اور اپنے آپ کو دائرہ احسان سے خارج کردیتا ہے جب کوئی بندہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور اہل ایمان کی رفاقت سے محروم ہوجاتا

Marfat.com

ہے تو ایمان کے ساتھ جو بھلائیاں وابستہ ہیں۔ان سب سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔معاصی سیر الی اللہ۔اور سلوک آخرت کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر دیتے ہیں۔گناہوں کی وجہ سے انسان بلاء کی سختی، بدبختی کی گرفت، فیصلہ کے بُرے نتائج اور دشمنوں کی ہنسی کا نشانہ بن جاتا ہے۔گناہ بندے کو انعامات الٰہیہ سے محروم کر دیتے ہیں۔گناہ اللہ کی ناراضگی کا موجب ہیں۔جب بندہ غلط راہ پر چل پڑتا ہے اور اللہ کی اطاعت وعبادت کی جگہ معصیت وگناہ۔اور شکر گزاری کی جگہ کفرانِ نعمت کرنے لگتا ہے۔اسباب رضامندی کی جگہ اسباب خشم وناراضگی پیدا کر لیتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی نعمتیں اس سے چھین لیتا ہے۔اور عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔جب تمہیں کوئی نعمت حاصل ہو تو تم اس کی رعایت کرو کیونکہ گناہ نعمت کو زائل کر دیتے ہیں اللہ پاک کی طاعت سے گناہوں کو جھاڑ دو کیونکہ اللہ پاک بہت جلد انتقام لیا کرتا ہے جہاں تک ہو سکے بندوں پر ظلم کرنے سے احتراز کرو کیونکہ ظلم کرنا بہت بھاری بوجھ ہے اپنے قلب سے دنیا کا سفر کرو تا کہ ظلم کرنے والوں کے آثار کا تمہیں پتہ چلے۔ ظالموں کے یہ مکانات ان کے مرنے کے بعد ان کے خلاف شہادت دیتے ہیں۔اور تم ان کو جھٹلا نہیں سکتے۔ان کے حق میں ظلم سے زیادہ کوئی مضر چیز نہ تھی۔اسی نے ان کو توڑ کر رکھ دیا۔ان لوگوں نے کتنے ہی باغ اور کتنے ہی محل چھوڑے اور خود ان پر ملبوں کے ڈھیر لگ گئے لیکن مرنے کے بعد سیدھے جہنم رسید ہوئے اور ساری نعمتیں ختم ہو گئیں اور جو کچھ دنیا میں ان کو ملا تھا خواب سا بن کر رہ گیا۔معاصی قلب کے اندر خوف وہراس اور وحشت پیدا کر دیتے ہیں اور دل ہمیشہ خوف زدہ اور ہراساں رہتا ہے معاصی سے قلب مریض ہو جاتا ہے اور معاصی سے اجتناب دنیا وآخرت کی نعمتوں سے بہرہ اندوز کرتا ہے معاصی سے قلب کی بصارت اور نور فنا ہو جاتا ہے اور علم وہدایت کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔گناہ نفس کو ذلیل، نجس تنگ اور حقیر کر دیتے ہیں۔عاصی شیطان کا اسیر ہے اور شہوات وخواہشات کے جیل خانہ میں مقید ہو جاتا ہے معاصی عقل کو غارت کر دیتے ہیں۔ معاصی اور گناہوں کے سبب پروردگار عالم سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔خیر وفلاح کے اسباب منقطع ہو جاتے ہیں۔معاصی اور گناہوں سے عمر، رزق، علم بلکہ دین ودنیا کی ساری برکتیں سلب ہو جاتی

Marfat.com

ہیں۔ انسان رفعت و بلندی کی پوی پوری صلاحیت رکھتا ہے مگر معاصی اسے سفلہ اور پست کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حلم نہ ہوتا تو بندوں کے گناہوں کی وجہ سے آسمان و زمین تہ و بالا ہو جاتے۔ معاصی سے ہر چیز انسان کی دشمن بن جاتی ہے معاصی کی زد۔ انسان کی معاد و معاش۔ دنیا و آخرت دونوں پر پڑتی ہے۔ خاتمہ بالخیر خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ توکل علی اللہ اور انابت ختم ہو جاتی ہے اور جمعیت خاطر سے محرومی ہو جاتی ہے۔ معاصی سے قلب کی بصیرۃ ختم ہو جاتی ہے۔ حق و باطل کا امتیاز نابود ہو جاتا ہے۔ اور انسانی کمال کا مدار صرف دو ہی اصول پر ہے۔ حق و باطل کا امتیاز اور باطل کے مقابلہ میں حق کی اتباع معاصی شیطان کے اسلحہ ہیں۔ گنہگار آدمی اپنے دشمن کو یہ اسلحہ خود مہیا کر دیتا ہے۔ معاصی شیطان کی فوج ہے۔ جس کے ذریعہ وہ انسان کے مقابلہ میں جنگ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ قلب انسانی حزب اللہ اور حزب الشیطان کی آماجگاہ ہے۔ عاصی اپنی جان کو ذلیل کرتا ہے۔ اپنے آخرت کے حصہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اپنی جان کو بے قدر کر دیتا ہے۔ دنیا کے عوض آخرت کو فروخت کر دیتا ہے۔ معاصی حاضر اور مستقبل کی نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں۔

گناہوں سے وہ فرشتے جو آدمی کے لیے مامور و موکل ہیں۔ دور بھاگ جاتے ہیں اور شیطان جو آدمی کا دشمن ہے۔ قریب تر ہو جاتا ہے۔ معاصی قلبؑ کو دھنسا دیتے ہیں معاصی قلب کو بہرہ، گونگا، اندھا اور مسخ کر دیتے ہیں۔ معاصی اور گناہوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان کی آنکھوں اور کانوں پر محرومی کی مہر لگ جاتی ہے آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ دلوں پر قفل لگ جاتے ہیں۔ قلوب مختلف قسم کے بوجھل پردوں میں دب جاتے ہیں۔ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل اور آنکھیں مقلوب و معکوس ہو جاتی ہیں۔ معاصی انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ اور پروردگار عالم کے ذکر سے قلب کو غافل کر دیتے ہیں۔ گناہ بندے کو خود اپنی جان سے بھی غافل کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گنہگار کے قلب کی تطہیر و صفائی ترک کر دیتا ہے۔ گناہ سینوں کو تنگ و تاریک کر دیتے ہیں، قلوب کو حق سے بھٹکا دیتے ہیں۔ دلوں پر مختلف قسم کے امراض قابو پا لیتے ہیں۔ دلوں کو غلط راہ پر لگا دیتے ہیں۔ اور دل ہمیشہ کے لیے معکوس و مقلوب ہو کر رہ جاتے ہیں۔

Marfat.com

گناہوں کی وجہ سے انسان کو طاعات الٰہی اور اللہ کی عبادت سے نفرت ہو جاتی ہے اور طاعت وعبادت سے انسان دور بھاگنے لگتا ہے۔ گناہ قلب کو بہرہ کر دیتے ہیں۔ اور وہ حق بات سننا گوارہ نہیں کرتا۔ گونگا بنا دیتے ہیں۔ زبان سے حق بات نکل نہیں سکتی، اندھا بنا دیتے ہیں۔ حق بات دیکھ نہیں سکتا، قلب اور حق کے درمیان باعتبار سماعت بینائی اور کلام کے درمیان وہ بُعد ہو جاتا ہے جو بہرے کو آواز سے اندھے کو رنگ سے اور گونگے کو بات چیت کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ اللہ نے جس مقصد سے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ شرک اس کے بالکل خلاف ہے۔ اور اس لیے یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ ایک انسان کا قتل تمام بنی نوع انسان کا قتل ہے۔

یاد رکھیں! تمام حوادث کا مبدا نظر ہے۔ اور بڑی آگ چھوٹی چنگاری سے ہی لگتی ہے۔ نگاہ ابلیس کا زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔ نگاہ تکالیف اور حسرتوں کا سبب ہوتی ہے۔ جب کسی انسان کی آنکھ نگاہ ونظر فاسد اور خراب ہو جاتی ہے۔ اور نگاہ ونظر کی خرابی کی وجہ سے قلب فاسد اور خراب ہو جاتا ہے تو اس کا حال مزبلہ کا سا ہو جاتا ہے جہاں نجاستیں اور ناپاکیاں کوڑا اور میل کچیل پھینکا جاتا ہے۔ اور اب وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کے اندر اللہ کی معرفت، رجعت الی اللہ اللہ سے اُنس تقرب الٰہی، اور سرور تقرب کو اس کے اندر جگہ مل سکے۔ بلکہ اس کے اندر وہی امور رستے بستے ہیں جو ان مقدس اوصاف کی اضداد ہیں۔ جس انسان کا وقت غفلت، شہوت رانی، باطل تمناؤں اور فاسد آرزوؤں میں بسر ہو رہا ہو، اُس کا سونا اُس کے جاگنے سے بہتر ہے اس کا دنیا میں جینا ہی بے کار ہے۔ اُس کے حق میں زندگی سے موت بہتر ہے، آنکھوں کی حفاظت ونگرانی سے اللہ نورِ بصیرت عطا فرماتا ہے۔ اور اس کے قلب کو ثابت ومستقیم رکھتا ہے۔ جو آدمی محض اللہ کی رضا مندی کی خاطر کسی عورت یا مرد کے محاسن اور خوبصورتی سے آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو عبادت کی حلاوت اور شیرنی سے بھر دیتا ہے۔

....

Marfat.com

جہنم میں جانے والے

جہنم میں اکثر زبان کی وجہ سے جائیں گے غیر ضروری باتوں سے احتراز کرنا دین کی بہتری ہے۔ جو قدم ثواب کا موجب نہ ہو اس سے بہتر ہے کہ بندہ بیٹھا رہے۔ وہ آدمی نہایت ہی دون ہمت اور ذلیل النفس ہے جو حقائق کے مقابلہ میں غلط تمناؤں اور جھوٹی آرزوؤں پر قناعت کر بیٹھے۔ اور اپنی تمناؤں اور آرزوؤں سے اپنے کو مزین اور آراستہ کرتا ہے قسم اللہ کی۔ یہ غلط تمنائیں، جھوٹی آرزوئیں، مفلس کنگالوں کا سرمایہ اور غلط کار سودے بازوں کا راس المال ہے۔ یہ تمنائیں اور آرزوئیں ان ناکارہ انسانوں کی طاقت ہے جو صرف خیالات کی دنیا میں بستے ہیں اور حقائق کی غلط اُمیدیں باندھتے ہیں۔ وہ آدمی کس قدر کوتاہ عقل وکم سمجھ کہا جائیگا؟ جو موتی کو مینگنی کے عوض، مشک کو گوبر کے عوض فروخت کر ڈالتا ہے۔ انبیاء صدیقین، شہداء صالحین کی رفاقت کے مقابلہ میں ان لوگوں کی رفاقت کو ترجیح دیتا ہے۔ جن پر اللہ کا غضب اُتر چکا ہے۔ اور جن پر اس نے لعنت بھیجی ہے۔ اور جن کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جو بہت ہی بُرا مقام ہے۔ گنہگار کی نیک نامی اور شہرت وشرافت بدنامی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ گناہوں کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ مدح وستائش، شرافت وبزرگی کے جس قدر بھی نام ہوتے ہیں۔ وہ گنہگار سے سلب کر لیے جاتے ہیں اور ان کی بجائے تحقیر ومذمت سے اُسے یاد کیا جاتا ہے۔ یا تو وہ مومن، محسن نیک، متقی، پرہیزگار، اطاعت گزار منیب ولی، متورع، مصلح، عابد، خائف من اللہ، کثیر التوبہ، طیب، اللہ کا پسندیدہ بندہ وغیرہ سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور اب اُسے فاسق، فاجر، بدکار، نافرمان، دشمن دین، بدعمل بدکردار، مفسد، خبیث، مردُود، زانی، چور قاتل، کذاب، خائن، لوطی، عہد شکن، قاطع رحم، وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام نام فسق وفجور کے نام ہیں۔ اور فسق وفجور کے نام بہت ہی بُرے نام ہیں۔ قرآن حکیم کے اندر ہے: ''اور ایمان لانے کے بعد فاسق کا نام بہت ہی بُرا ہے۔'' (حجرات: ع ۲)

اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہمیں دنیا اور آخرت میں عزت عطا فرما۔ معاصی

Marfat.com

سے بندہ اللہ اور مخلوق اور بندوں کی نگاہ سے گر جاتا ہے جاہ منزلت، کرامت و بزرگی ختم ہو جاتی ہے۔ طاعت وعبادت سے جاہ ومنزلت، کرامت و بزرگی میں ترقی ہوتی ہے۔ معاصی کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اللہ اور بندوں کی نگاہ میں گنہگار کی جاہ منزلت، عزت وکرامت ختم ہو جاتی ہے۔ جو بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ کی نگاہوں سے گر جاتا ہے اور بندوں کی نگاہوں میں بھی وہ گر جاتا ہے۔ اور جس کی قدر ومنزلت مخلوق اور بندوں میں نہ رہی اور ان کی نگاہوں میں بے قدر اور بے عزت ہو گیا تو مخلوق اس کے ساتھ برتاؤ اور سلوک بھی ویسا ہی کرے گی جو اس کی قدر ومنزلت کے خلاف ہے۔ خستہ حال، بے عزت، بے آبرو، بے وقعت بے دست وپا بے یار ومددگار ہو کر رہ جائے گا۔ اور پھر یہ ہمہ قسم کی مسرتوں سے محروم ہو جائے گا۔ اس کے ذکر خیر کا خاتمہ ہو جائے گا۔ قدر ومنزلت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جاہ وعزت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اب سرتاپا رنج وغم حزن وہم بنا رہے گا۔ اس کی زندگی کی تمام ساعتیں اور سارے لمحے فرح ومسرت سے خالی ہوں گے۔ پس اگر شہوت کا نشہ اسے بدمست نہ کر دیتا تو اسے پتہ چلتا کہ شہوت رانی اور شہوت کی لذت اندوزی کے مقابلے میں معصیت ونافرمانی کے یہ مصائب وآلام کس قدر دلدوز اور دردناک ہیں؟

اللہ ذوالجلال وذوالجبروت کی یہ بہت بڑی نعمت اور اس کا زبردست انعام ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کا ذکر خیر عام کر دے اور دنیا میں اس کے نام کو بلند کر دے اور اس کی جاہ ومنزلت، قدر وعظمت، غیرت ومقبولیت، اس کا ذکر جمیل اور شہرت اس قدر بڑھا دے کہ دوسرے کسی کو حاصل نہ ہو سکے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک، تسکین قلب، سرور نفس، حیات قلب، لذتِ روح، لذت آنگین عیش، خوشگوار زندگی تو وہی ہے جس میں منعم حقیقی کی رضامندیاں شامل ہوں۔ خوش نصیب وہ ہیں جنہوں نے آخرت کے باقی کے بدلہ میں دنیا کے فانی کو آخرت کے نفائس کے عوض دنیا کے خسائس ورزائل کو آخرت کے عظیم وبرتر کے عوض دنیا کے حقیر کو فروخت کر دیا۔ پس وہ لوگ جو متقی، پرہیزگار، نیک اعمال ونیک کردار ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور اور فائز المرام ہیں۔ دونوں جہان میں اُنہیں بہترین زندگی حاصل ہے کیوں کہ نفس کی فرحت، سرور قلب، فرحت قلب، لذت قلب،

Marfat.com

ابتہاجِ قلب، طمانیت قلب، انشراح قلب، نور قلب، وسعت قلب، عافیت قلب سے وابستہ ہے۔ اور یہ چیزیں اسی وقت حاصل ہوتی ہیں جبکہ شہوات محرمہ خواہشات مکروہہ، اور شبہات باطلہ سے اجتناب واحتراز کیا جائے۔

گنہگار بندہ جب اپنے معاصی کی وجہ سے شرمندہ اور شرمسار ہوجاتا ہے اور اس کے اندر ذلت وخواری، عاجزی وانکساری، خاکساری وفروتنی، خضوع وخشوع، رجعت الی اللہ، اجتناب معاصی، خوف وخشیۃ، تضرع وزاری کی خاص کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، وہ اپنے مولیٰ، سید، آقا کی چوکھٹ پر اپنی پیشانی ٹیک دیتا ہے اور عاجزی، انکساری، فروتنی اور خاکساری کے ساتھ اپنے رخسار اُس کی دہلیز پر رگڑنے لگتا ہے اور اللہ کی قدر ومنزلت پہچاننے لگتا ہے۔ اپنی محتاجی اور بے کسی وبے بسی کا اعتراف اپنے قلب کی گہرائیوں سے کرنے لگتا ہے۔ اپنی حفاظت اور عفو ترحم، مغفرت ونجات کے لیے اپنے کو اپنے سید مولیٰ اور خالق کا سراسر محتاج سمجھنے لگتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمان سے راضی ہوجائے۔ (آمین)

لعنت سے بچو!

زنا عظیم ترین مفاسد کا منبع ہے۔ نظام عالم کی برہمی، انساب کی بے حرمتی، عصمت وعفت کی بربادی کا موجب ہے زنا کے مفاسد، نہایت خطرناک ہیں۔ اس سے دنیا میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ایسی خرابیاں جو مصلحت نظام عالم، حفظ انساب تحفظ آبرو، صیانت وحرمت اور عفت وعصمت کے سراسر خلاف اور منافی ہیں۔ ہر انسان کی بی بی، بیٹی، بہن، ماں کی عصمت خطرے میں پڑ جاتی ہے اور اس لیے سخت ترین عداوتیں اور بغض وکینہ پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ زنا ان تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ زنا سے دنیا بھر کی خرابیاں وابستہ ہیں۔ جب کسی آبادی میں سود اور زنا پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دینے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ جب لوگ علم کا مظاہرہ کرنے لگیں اور عمل کو چھوڑ بیٹھیں اور زبان سے تو محبت کا اظہار کریں اور دلوں میں بغض وکینہ رکھیں، اور رشتہ داریاں توڑ

Marfat.com

دیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرتا ہے اور اُن کو بہرہ اندھا کر دیتا ہے آثار معاصی میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کی زد میں آجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے گناہوں پر لعنت بھیجی ہے۔ پس جو شخص ان معاصی کا ارتکاب کرے گا وہ بدرجہ اولیٰ اس لعنت کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو بدن پر گودے لگوا کر اس میں رنگ بھریں اور بالوں کے ساتھ دوسرے بال جوڑ کر بالوں کو لمبے کریں اور جو ایسا کرنے کا پیشہ اختیار کریں اور چہرے سے بال اکھاڑیں اور اپنے دانتوں کو گھس کر تیز کریں اور اس کا پیشہ کریں۔ آپ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت بھیجی ہے۔ آپ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔ آپ نے چور، شراب پینے والے پر، پلانے والے پر اور اس پر جس کے لیے بنائی جائے، اور اس کے بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، اس کی قیمت لینے والے پر اُس کے اٹھانے والے پر اور جس کے لیے اٹھائی جائے اس پر لعنت بھیجی ہے۔ اور اُن پر لعنت بھیجی ہے جو حد بندی کے نشانات اِدھر اُدھر ہٹا دیں، والدین پر لعنت بھیجنے والوں پر، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے والوں پر، اور ان عورتوں پر جو مرد کی وضع بنائیں لعنت بھیجی ہے۔ دین میں بدعت جاری کرنے والے پر اور اس پر عمل کرنے والے پر تصویر بنانے والے پر، لواطت کرنے والے پر، ماں باپ کو گالی دینے والے پر، اندھے کو راستہ سے بھٹکا دینے والے پر، اور کسی چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے اور اس پر جو کسی جانور کے چہرے پر داغ دے یا اس کی شکل بگاڑے، مسلمانوں کو ضرر پہنچانے والے اور اُن کو دھوکہ دینے والے پر، قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر، اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر، عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اور غلام کو اس کے آقا کے خلاف ورغلانے والے پر، بی بی کے ساتھ دبر میں جماع کرنے والے پر ان سب پر آپ نے لعنت بھیجی ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر سے سرکش ہو کر علیحدہ سوئے گی صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جو شخص اپنے کو اپنے باپ کے سوا دوسرے کا بیٹا گردانے اس پر لعنت بھیجی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

Marfat.com

نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو آدمی کسی مسلمان بھائی کو کسی ہتھیار سے ڈرائے گا اُس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں، صحابہؓ کو گالی دینے والے پر بھی آپ نے لعنت بھیجی ہے۔ لوگوں میں فساد کرانے والے پر، قطع رحمی کرنے والے پر، اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا پہنچانے والے پر، اللہ تعالیٰ کی آیات وہدایت کو چھپانے والوں پر، ایماندار و پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں پر، اور اس آدمی پر جو کافروں کی راہ کو مسلمانوں کی راہ سے بہتر کہیں لعنت بھیجی ہے۔ جو مرد عورت کے کپڑے پہنے، اور جو عورت مرد کے کپڑے پہنے، اس پر بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے ان امور کے علاوہ دوسرے بہت سے امور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔ اگر کوئی شخص صرف یہی سمجھ لے کہ یہ گناہ ایسے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں تو اس کی تنبیہ کے لیے کافی ہے۔ اس کا صرف یہ سمجھنا ہی اس کو ان معاصی سے بچنے کا تقاضہ کرے گا۔

امام احمد بن حنبلؒ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایک بڑا زبردست عالم تھا۔ اس کے مکان پر ہمیشہ مردوں، عورتوں کا ہجوم رہا کرتا تھا یہ انہیں وعظ ونصیحت کیا کرتا تھا، عبرت ونصیحت کے لیے تاریخی واقعات پیش کر کے نیکی کے لیے آمادہ کرتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے دیکھا کہ اُس کا لڑکا کسی عورت کو آنکھیں مار رہا ہے۔ وہ بولا بیٹا یہ کیا ہو رہا ہے؟ بیٹا یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس کے بعد فوراً تخت سے نیچے آ گرا، اور اس کا بھیجا پھٹ گیا۔ اُس کی بی بی بھی گر پڑی۔ اور اُس کے لڑکے قتل کر دیئے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کے پیغمبر کو وحی سے خبر دی کہ فلاں عالم کو خبر دے دو کہ تیری پشت میں اب کوئی صدیق پیدا نہیں ہوگا۔ میرے لیے تیرا غصہ بس صرف اس قدر تھا۔ آثار معاصی میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا کے سارے گناہ دنیا کی اگلی اُمتوں میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ہے کسی نہ کسی امت کا ترکہ اور میراث ہے چنانچہ لواطت، قوم لوط کا ترکہ ہے۔ لین دین میں لیتے وقت حق سے زیادہ لینا اور تولنا اور دیتے وقت حق سے کم دینا اور تولنا قوم شعیب کا ترکہ ہے زمین پر اکڑنا اور فساد کرنا فرعون اور قوم فرعون کا ترکہ ہے، تکبر وغرور جبر وزیادتی قوم ہود کا ترکہ ہے پس گنہگار و نافرمان آدمی ان میں سے جس اُمت کا گناہ کرے

Marfat.com

گا اُسی میں اس کا شمار ہوگا حالانکہ یہ امتیں اللہ تعالیٰ کی دشمن تھیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن احمد اپنی تصنیف کتاب الزہد کے اندر اپنے والد سے اور وہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی پیغمبر پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ میرے دشمن جہاں داخل ہوں وہاں تم داخل نہ ہونا میرے دشمنوں نے جو لباس پہنا تھا تم نہ پہننا میرے دشمن جس سواری پر سوار ہوئے تھے تم سوار نہ ہونا۔ میرے دشمن جو کھانا کھاتے تھے تم نہ کھانا اگر ایسا کرو گے تو جیسے وہ میرے دشمن ہیں تم بھی میرے دشمن ہو۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''صاحب ایمان گناہوں کو پہاڑ سمجھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اس کے سر پر نہ آگرے اور فاجر آدمی اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا ناک پر مکھی بیٹھی ہے۔ ہاتھ اٹھایا اور مکھی اڑ گئی۔''

گناہوں کا اثر

ایک اثر گناہوں کا یہ بھی ہے کہ گنہگار کو لوگوں سے وحشت ہو جاتی ہے خصوصاً ارباب خیر وصلاح سے اُس کو کچھ ایسی نفرت ہو جاتی ہے کہ وہ ان سے دور بھاگتا ہے۔ اور جس قدر یہ وحشت اُس کے اندر ترقی کرتی جاتی ہے اسی قدر وہ ایسے لوگوں سے دور بھاگتا رہتا ہے۔ اور اُن کے ساتھ بیٹھنے اُٹھنے سے گریز کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے استفادہ کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ جس قدر رحمانی گروہ سے دور ہوتا جاتا ہے، شیطانی گروہ سے قریب تر ہو جاتا ہے۔ اور یہ وحشت شدہ اس قدر ترقی کر جاتی ہے کہ اس کو اپنی بی بی، بچوں، اقرباء، اعزہ بلکہ اپنی جان تک سے وحشت و نفرت ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ سلف صالحین میں سے بعض کا قول ہے کہ جب کبھی مجھ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو جاتی ہے تو اس کا اثر میں اپنی سواری کے جانور اور اپنی بیوی کے برتاؤ میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ معاصی کی وجہ سے زمین شق ہونے لگتی ہے۔ آبادیاں زمین کے

Marfat.com

اندر دھنس جاتی ہیں۔ زلزلے آنے لگتے ہیں۔ زمین کی برکتیں، اور اُس کی روئیدگی کم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم ثمود کی آبادیوں سے گزرنے والوں کو حکم دیا تھا۔ کہ یہاں سے روتے ہوئے جلد سے جلد نکل جاؤ اور ان آبادیوں کا پانی نہ پیو، تا آنکہ حکم فرمایا کہ اس پانی سے جو آٹا گوندھ لیا گیا ہے اُسے پھینک دو۔ اپنے اونٹوں کو بھی نہ کھلاؤ۔ یہ حکم آپ نے اس لیے فرمایا تھا کہ قوم ثمود کے گناہوں کی نحوست اس پانی میں بھی سرایت کر گئی تھی۔ غرض! گناہوں کی شومی پھلوں، اور دیگر اشیا میں بھی آتی ہے۔ بعض سلف نے کہا ہے۔ جب مرد، مرد سے بدفعلی کرتا ہے۔ تو زمین چلاتی ہوئی بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتی ہے۔ اور فرشتے بھاگے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں جاتے ہیں اور شکایت پیش کرتے ہیں۔ معاصی کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان بندے کے دل میں مرعوبیت اور خوف پیدا کر دیتا ہے۔ گنہگار آدمی کو تم ہمیشہ مرعوب وخوف زدہ پاؤ گے۔ کیوں کہ طاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دنیا اور آخرت کی عقوبتوں سے بندے کو محفوظ رکھتی ہے۔ طاعت، عبادت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی اللہ تعالیٰ کا ایک مضبوط قلعہ ہے۔ جو آدمی بھی اس میں داخل ہوجائے گا۔ دنیا وآخرت کی تکالیف سے محفوظ ہوجائے گا۔ اور جو بھی اس قلعہ سے باہر نکلے گا خوف وہراس مصائب وآلام کا شکار ہوجائے گا۔ جو بندہ طاعت الٰہی کو اپنا شیوہ بنالے گا۔ ہمہ قسم کا خوف وہراس اُس کے لیے امن وسکون، اطمینان وتسکین سے تبدیل ہوجائے گا۔ عاصی ونافرمان کا حال ہمیشہ تم ایسا پاؤ گے گویا اُس کا دل کسی پرندے کے پروں میں جوڑ دیا گیا ہے دروازہ کھٹکا سمجھا شکاری آ گیا۔ قدم کی آہٹ سنی سمجھا عزرائیل آ گیا۔ کہیں سے کوئی آواز آئی سمجھا اسی کو کچھ کہہ رہا ہے اور ہر ناگوار چیز گویا اُسی کی تلاش میں پھر رہی ہے۔ پس حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہر خوف سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا۔ ہر چیز اُسے ڈراتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو بلکہ ہر انسان کو ہر گناہ سے بچائے۔ آمین!

طالب دعا، مسکین، غریب الوطن

خواجہ محمد اسلام

Marfat.com

گناہ کا زہر

یہ یقینی امر ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ گناہ کا زہر قلب میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جس طرح انسان کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے اور جس درجہ کا زہر ہوتا ہے اسی درجہ کی اس کی تاثیر ہوا کرتی ہے۔ کیا دنیا اور آخرت کی کوئی مصیبت، کوئی خرابی، کوئی تباہی اور بربادی اور بیماری ایسی ہے جس کی اصل وجہ اور اصل سبب معاصی نہ ہوں؟ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو جنت سے کس چیز نے نکالا؟ اور کس چیز نے ان کو جنت اور جنت کی نعمتوں، لذتوں اور جنت کی مسرتوں سے محروم کیا؟ اور کس چیز نے ان کو جنت الخلد اور دار بہجت وسرور سے نکال کر دار محن اور دار مصائب وآلام میں ڈال دیا؟ اور کس چیز نے ان کو دنیا کے قید خانہ میں مقید کر دیا؟ ابلیس معلم الملکوت تھا اس کو ملکوت سماوات سے کس چیز نے ملعون، مطرود اور مردُود بنا کر رکھ دیا؟ اور کس چیز نے اس کا ظاہر وباطن مسخ کر کے رکھ دیا؟ اور ایسا مسخ کر دیا گیا کہ اس کی بدترین صورت کے برابر کوئی صورت نہ رہی، اور اس کے بدترین باطن کے برابر کوئی باطن نہ رہا۔ ایک وقت تھا کہ وہ مقربین بارگاہِ الٰہی میں بلند درجہ رکھتا تھا، لیکن سرکشی کی وجہ سے وہ سب سے بڑا ملعون اور مردُود بارگاہ بن کر رہ گیا "رحمت" لعنت سے تبدیل ہوگئی، خوبصورتی بدصورتی سے تبدیل ہوگئی۔ جنت کے بدلہ شعلہ فگن آگ کا ایندھن بن کر رہ گیا ایمان کفر سے بدل گیا۔ اللہ حمید کا دوست تھا لیکن وہ اس کا سب سے بڑا دشمن بن کر رہ گیا یا تو تسبیح وتقدیس، تکبیر وتہلیل کے نعرے لگاتا تھا۔ یا اب وہ کفر وشرک، کذب ودروغ، فحش ویاوہ گوئی کا دل دادہ ہے۔ لباس، ایمان، لباس کفر، لباس فسق وفجور، لباس عصیاں سے تبدیل کر دیا گیا۔ اور اللہ کی نگاہ میں وہ انتہا درجہ ذلیل وخوار بن کر رہ گیا۔ رحمتِ الٰہی کی بلندیوں سے بالکل تحت الثریٰ میں جا گرا۔ پروردگار عالم کا قہر وغضب اس پر ایسا ٹوٹا کہ وہ سب سے نیچے جا گرا، فجار، فساق بدکاروں اور جرائم پیشہ لوگوں کا بڑا سے بڑا قائد، سپہ سالار بن کر رہ گیا، یا تو وہ عبادات وطاعات میں سب سے پیش پیش تھا اور فرشتوں

Marfat.com

کی سیادت وقیادت کیا کرتا تھا، یا اب وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بدتر، اور سب سے بڑا منکر و کافر بن کر رہ گیا۔ اے اللہ قادر و توانا تیری نافرمانی سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ آہ وہ کونسی چیز تھی جس نے ساری زمین کے بسنے والوں کو طوفان کے ایسے پانی سے غرق کر دیا جس نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والوں کو بھی نہ چھوڑا؟

وہ کون سی چیز ہے جس نے قوم عاد پر بادصرصر مسلط کر دی؟ یہ لوگ مر کھپ گئے۔ اور زمین پر ایسے مرے پڑے رہ گئے گویا درختوں کے تنے زمین پر گرے پڑے ہیں۔ یہ ہوا ایسی چلی کہ جہاں سے گزری شہروں، آبادیوں، باغوں اور کھیتوں، چوپایوں، جانوروں کو تباہ و برباد کرتی چلی گئی اور ایسی قیامت برپا کر دی کہ دنیا کی قوموں کے لیے عبرت کا سامان چھوڑ گئی۔ اور وہ کونسی چیز ہے جس نے قوم ثمود پر بادلوں کی گرج بھیجی کہ جس کی آواز سے لوگوں کے دل اور شکم شق ہو کر رہ گئے اور تمام کے تمام مر کھپ گئے؟ اور وہ کونسی چیز تھی جس نے قوم لوط کی آبادیوں کو اٹھا کر آسمان کے قریب تک پہنچا دیا۔ اور اس قدر آسمان کے قریب پہنچا دیا کہ کتوں کے بھونکنے کی آواز فرشتے سننے لگ گئے اور پھر اس طرح اس طبقہ کو پلٹ دیا کہ اوپر کو تلے اور تلے کو اوپر کر دیا۔ اس طرح تمام کو ہلاک کر کے مارا۔ اور پھر ان پر جہنم کے پکائے ہوئے پتھر آسمان سے گرائے گئے، اور انہیں ایسی سخت سزا دی گئی کہ دنیا میں ایسی سزا کسی قوم کو نہیں دی گئی، کیا ایسا عذاب ظالموں سے دور رہ سکتا ہے؟ اور ظالم اس سے بچ سکتے ہیں۔ اور وہ کونسی چیز تھی جس نے قوم شعیب پر بادلوں کا عذاب بھیجا؟ یہ بادل چھتری کی طرح چھا گئے اور جب ان کے سروں پر آ گئے تو ان پر آگ برسانے لگے۔ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے فرعون کی قوم کو دریا برد کر دیا۔ اور ان کی روحوں کو جہنم میں پہنچا دیا؟ حق اور واقعہ یہ ہے کہ ان کے جسم غرق ہونے ہی کے لیے اور ان کی روحیں جہنم میں جلنے ہی کے لیے تھیں۔ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے قارون، قارون کا گھر، اس کا مال اور اس کے اہل و عیال کو زمین میں دھنسا دیا؟ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد مختلف اوقات میں بے شمار قوموں کو انواع و اقسام کے عذابوں سے دوچار کر دیا اور قوموں کی قومیں تباہ و برباد کر دی گئیں؟ اور

Marfat.com

وہ کونسی چیز تھی جس نے صحاب یسین کی قوم کو بجلی کی کڑک سے ہلاک کر مارا تا آنکہ ایک نفر بھی زندہ نہ بچ سکا؟ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے بنی اسرائیل پر جابر و ظالم لوگوں کو بھیج کر انہیں تاراج و برباد کرادیا، اور ان کے سامان، گھر، مال و اسباب سب کا سب لوٹ لیا گیا۔ مرد قتل کیے گئے بچے اور عورتیں اسیر کر لی گئیں۔ شہر کے شہر جلا کر خاکستر کر دیئے گئے۔ اور مال و دولت، غارتگری کے نذر ہوگئے، بار بار جابر، ظالم لوگ ان پر بھیجے گئے اور بار بار تباہ و برباد کر دیئے گئے، کونسی چیز تھی جس نے ان کو انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا کر دیا؟ ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑے قتل و غارتگری کا نشانہ بنائے گئے۔ کبھی اسیر کیے گئے، کبھی ان کی آبادیاں تاراج کر دی گئیں، کبھی بادشاہوں کے جور وستم کا نشانہ بنے اور کبھی ان کی صورتیں مسخ کر دی گئیں اور بندر اور خنزیر کی صورتیں بنادی گئیں، اور آخری انجام یہ ہوا کہ خود پروردگار عالم نے قسم کھا کر ان کی قسمتوں پر مہر لگادی۔

گناہوں کی سزائیں

شریعت میں جو سزائیں مقرر ہیں وہ پوری طرح قرینِ عقل ہیں۔ اگر یہ عقوبتیں اور سزائیں تمہارے اندر خوف اور لرزہ نہیں پیدا کرتیں اور تم اپنے قلب کے اندر ان سزاؤں کی تاثیر نہیں پاتے۔ تو پھر تم جنابات و جرائم کی وہ عقوبتیں اور سزائیں اپنے سامنے رکھو جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے مشروع فرمائیں ہیں۔ اور ان پر غور کرو۔ مثلاً شارع نے صرف تین درہم کی چوری میں ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ قطاع الطریق راہزن، ڈاکو کا ایک پاؤں کاٹ دینے کا حکم دیا۔ محصن پر تہمت لگانے والے اور شراب پینے والے کے لیے کوڑوں کی سزا مشروع فرمائی۔ کہ کوڑوں سے ان کی کھال ادھیڑ دی جائے۔ کسی کی شرمگاہ میں عضو تناسل کا صرف حشفہ بھی ناجائز طریقے پر داخل کیا جائے۔ تو اسے رجم کر دیا جائے۔ اگر غیر محصن سے زنا سرزد ہو تو اس کی سزا میں کچھ تخفیف رکھی۔ سو کوڑے مارنے۔ اور ایک سال جلاوطن کرنے کا حکم دیا۔ محرم عورت سے زنا کرنے والے۔ فرض نماز ترک کرنے والے زبان سے کلمہ کفر کہنے والے کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑادی

Marfat.com

جائے لواطت کی یہ سزا مقرر فرمائی کہ فاعل ومفعول کو قتل کر دیا جائے۔ اگر کوئی چوپائے کے ساتھ حرام کاری کرے تو حکم دیا کہ حرام کاری کرنے والے کو اور چوپائے کو دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ نماز کی جماعت ترک کرنے والے کے متعلق شارع نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کے گھروں کو آگ لگادی جائے، یہ اور اس قسم کی عقوبتیں مختلف قسم کی جنایات وجرائم کرنے کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمائی ہیں۔ یہ عقوبتیں ٹھیک ٹھیک جنایات وجرائم کے وداعی اور حکمت ومصلحت کے مطابق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا مثل گردانو۔ حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اُنہوں نے عرض کیا۔ اس کے بعد بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنے لڑکے کو اس لیے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا۔ اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بی بی سے زنا کرو۔'' اس کی تصدیق اللہ نے قرآن حکیم کے اندر فرمائی۔ ''اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہ پکاریں اور ناحق کسی کو جان سے نہ ماریں کہ اس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہوں...... الخ''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گناہوں کا ذکر فرمایا۔ جو ہر نوع کے گناہوں میں بڑے گناہ ہیں۔ سائل کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے سے بڑے گناہ دریافت کر رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوال کے مطابق جواب دیا۔ اور بڑے بڑے گناہ بتلا دیئے۔ قتل کرنے میں بڑے سے بڑا قتل یہ ہے کہ آدمی اپنے لڑکے کو اس لیے قتل کر دے کہ وہ کھانے میں اس کا شریک ہوگا۔ زنا کے تمام اقسام میں عظیم ترین زنا یہ ہے کہ آدمی اپنے پڑوسی کی بی بی سے زنا کرے، زنا کے درجے دو چند سہ چند بقدر مدارج حرمت کے بڑھتے ہیں۔ شوہر والی عورت سے زنا کاری کرنا بغیر شوہر والی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے بدرجہا بڑا گناہ ہے اور موجب عقوبت وسزا

Marfat.com

ہے۔ کیونکہ شوہر والی عورت سے زنا کرنے میں شوہر کی حرمت وعزت کی دیوار بھی توڑ دی جاتی ہے۔اس کا بستر بگاڑا جاتا ہے۔ غیر کا نطفہ اور نسب اس کے سر منڈھا جاتا ہے۔ نیز اس قسم کی اور بھی بہت سی تکالیف اس کے شوہر کو پہنچتی ہیں۔ اور اس لیے یہ زنا بغیر شوہر والی عورت سے زنا کاری کرنے سے زیادہ بھاری اور زیادہ وزنی گناہ ہے اور پھر اگر اس عورت کا شوہر اس کا پڑوسی ہے تو جرم اور بھی وزنی ہوجاتا ہے۔ کہ زنا کے ساتھ پڑوسی کی بے حرمتی اور بے عزتی بھی ہورہی ہے۔ اور اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کے اقسام میں سے اسی زنا کا ذکر فرمایا۔ جو سب سے زیادہ تکلیف دہ اور ایذا رساں ہے۔ اسی طرح مہلک جرائم میں یہ سب سے بڑا جرم ہے اور اسی زنا کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔''

اور بڑے سے بڑا شر یہی ہے کہ اس کی عورت کے ساتھ زنا کاری کی جائے۔ اور عند اللہ پڑوسی کی عورت سے زنا کرنا بے شوہر کی سو عورتوں سے زنا کرنے سے بھی زیادہ بھاری ہے۔ اور پھر اگر پڑوسی اس کا بھائی ہے یا قریبی رشتہ دار ہے تو اس جنابت وجرم کے علاوہ قطع رحمی کا جرم بھی شامل ہوجائے گا۔ اور گناہ اور زیادہ وزنی ہوجائے گا۔ اور اگر پڑوسی اللہ کی کسی طاعت اور نیکی کے لیے گیا ہوا ہے۔ مثلاً نماز کے لیے گیا ہے یا تبلیغ کے لیے گیا ہے یا تحصیل علم کے لیے گیا ہے۔ یا جہاد کے لیے گیا ہوا ہے تو گناہ اور بھی زیادہ وزنی ہوجاتا ہے۔ چنانچہ کسی غازی فی سبیل اللہ کی عورت سے کسی نے زنا کاری کی تو قیامت کے دن اسے غازی کے سامنے لاکھڑا کیا جائے گا۔ اور غازی سے کہا جائے گا۔ اس کی جس قدر نیکیاں تو لینا چاہے لے لے۔ اللہ کے رسولؐ نے یہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے غازی اس وقت کیا کریگا؟ یعنی یہ اس وقت جبکہ لوگوں کو نیکیوں کی اس قدر ضرورت ہوگی کہ ایک ایک نیکی کے لیے آدمی مضطرب اور بے چین ہوگا۔ باپ اپنا حق اپنے بیٹے سے نہیں چھوڑے گا۔ کیا غازی اس وقت اس کی نیکیاں اس کے لیے رہنے دیگا؟ جبکہ اسے کہہ دیا گیا ہے کہ اس کی نیکیوں میں سے جس قدر تو چاہے لے لے۔ اور اگر ایسا اتفاق پڑ جائے کہ عورت ذی

Marfat.com

رحم میں سے ہے۔ تو زنا کے ساتھ قطع رحمی۔ اور حرمت رحم توڑنے کا جرم بھی شامل ہو جائے گا۔ اور کہیں اتفاق ہو گیا کہ آدمی محصن بی بی والا ہے۔ تو جرم اس سے بھی زیادہ وزنی ہو جائے گا۔ اور اگر زانی بڈھا ہے تو یہ بھاری سے بھاری جرم ہو جائے گا۔ اور شیخ یعنی بڈھا زانی تو ان تین قسم کے لوگوں میں سے ایک ہے۔ جن کے متعلق وارد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور جس کے متعلق سخت سے سخت عذاب کی وعید وارد ہوئی ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ یہ شامل ہو جائے۔ کہ زنا کا ارتکاب حرمت والے مہینوں میں کیا جائے۔ یا حرمت والے شہر یعنی مکہ معظمہ میں کیا جائے یا ان اوقات میں کیا جائے جو مقبولیت دعا کے اوقات ہیں۔ مثلاً اوقات نماز میں یا اوقات اجابت دعا میں تو یہ جرم زیادہ سنگین ہو جائے گا۔ اسی پر تم گناہوں، اور گناہوں کے مفاسد، جنایات، جرائم اور ان کی عقوبتوں اور سزاؤں کے درجات و مراتب کو قیاس کر لو۔ ان اللّٰہ المُستعان

زنا کے مفاسد اور خرابیاں

صلاح عالم، فلاح دنیا کے سراسر خلاف اور متناقض ہیں۔ کیونکہ جب کوئی عورت زنا کا ارتکاب کرتی ہے۔ وہ اپنے سارے کنبے اور قرابتداروں اور ماں باپ بھائی بہنوں کے لیے موجب عار بن جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے اس کے سارے گھرانے۔ اور کنبے والوں کے سر نیچے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کہیں وہ زنا سے حاملہ ہو گئی۔ تو پھر ان کے عار کی انتہا نہیں رہتی۔ اور اگر وہ عار کی وجہ سے اپنے حمل کو مار دیتی ہے تو زنا اور قتل نفس دو گناہوں کا ارتکاب کرتی ہے۔ اور اگر حمل باقی رہ جاتا ہے تو شوہر پر بلاوجہ تھوپا جاتا ہے اور اجنبی کے نطفہ کو اپنے اور اپنے شوہر کے کنبے سے جوڑ دیتی ہے جو قطعاً اس کنبے سے الگ ہے اور پھر وہ اسکو اُن کا وارث اور حقدار بنا دیتی ہے۔ حالانکہ وہ غیر ہے اور پھر وہ انہی میں رہتا ہے اور انہی میں پرورش پاتا ہے اور انہی کے نسب و خاندان میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اور اس قسم کی بہت سی خرابیاں عورت کے زنا سے وابستہ ہیں۔ اگر مرد زنا کار ہے تو اس سے بھی اختلاط نسب واقع ہوتا ہے۔ محفوظ و مامون عورت کو خراب۔ تباہ و برباد کرنے کا موجب اور سبب

Marfat.com

بنتا ہے۔ غریب کو تلف و بربادی کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ پس اس کبیرہ گناہ سے دین و دنیا دونوں ہی خراب و برباد ہو جاتے ہیں۔ اور برزخ اور آخرت میں آگ کا سامان مہیا ہوتا ہے۔ زنا وہ گناہ کبیرہ ہے کہ بے شمار محرماتِ الٰہیہ حلال کر لی جاتی ہیں بے شمار حقوق فوت ہو جاتے ہیں۔ اور بے شمار مظالم اس کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ زنا کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ فقر و ذلت زانی کے لیے لازم ہو جاتی ہے۔ اور زانی کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں میں عموماً روسیاہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی زنا کی خاصیت ہے۔ کہ زانی کا قلب مضطرب اور منتشر ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کا قلب موت کے گھاٹ نہیں اترتا تو کم از کم بیمار اور مریض ہو جاتا ہے۔ اور حزن و غم اور خوف و ہراس کا مخزن ضرور بن جاتا ہے اور اللہ مالک الملک اور فرشتوں سے اسے دور پھینک دیتا ہے۔ اور شیطان کے قریب، بلکہ شیطان کی گود میں بٹھا دیتا ہے۔ زنا کی کثرت تباہی عالم کی بڑی نشانی ہے۔ نیز زنا کی کثرت قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔ جب کسی قریہ، اور آبادی میں سود خواری اور زنا کاری کی کثرت ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔

زانی اور زانیہ پر مسلمانوں کے عام اجتماع میں حد جاری کی جاتی ہے تنہائی میں نہیں۔ اور یہ مصلحت حدود اور حکمت زجر و توبیخ کے عین مطابق ہے۔ محصن زانی کی حد قوم لوط کی سزا سے مشتق و ماخوذ ہے اللہ نے اس قوم کو اوپر سے پتھر برسا کر ختم کر دیا تھا۔ اور یہ اس لیے کہ زنا اور لواطت فحش اور فساد و خرابی میں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں مخلوق اور امر الٰہی کی حکمت و مصلحت کے خلاف ہیں۔ لواطت میں بھی وہ خرابیاں پائی جاتی ہیں جن کا احصاء و شمار مشکل ہے۔ مفعول کو قتل کر دینا۔ مفعول کے حق میں عین خیر و بھلائی ہے۔ اس کے ساتھ رعائت کرنا اس کی خیر و بھلائی کے خلاف ہے مفعول کے اندر لواطت سے وہ وہ مفاسد اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ اس کے بعد اس کی اصلاح کرنا ناممکن ہو جاتی ہے۔ خیر و بھلائی کی تمام راہیں اس کے لیے مسدود ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ کی زمین اس کے منہ اور پیشانی سے شرم و حیا کا سارا پانی اور جوہر جذب کر لیتی ہے۔ اس کے بعد وہ اس قدر بے حیا بے شرم بن جاتا ہے کہ نہ وہ اللہ سے شرماتا ہے، اور نہ اللہ کی مخلوق سے اور

Marfat.com

فاعل کا نطفہ اس کے اندر پہنچ کر وہ کام کرتا ہے جو زہر کا کام ہے۔ لوطی مفعول ولد الزنا سے بھی بدتر اور ذلیل وخوار اور خبیث وناپاک ہے اور اس سے کسی خیر وفلاح کی اُمید نہیں ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر مختلف قسم کے گناہ اور مختلف قسم کی نافرمانیاں غالب آجاتی ہیں اور اللہ سے اعرض وغفلت معاصی وگناہ کی جانب جرأت واقدام کا حصہ غالب آجاتا ہے۔ اور اس کے قلب پر یہ امور غالب آجاتے ہیں۔ قلب کے مالک بن جاتے ہیں اور اس کی عقل وبصیرت کو اسیر وغلام بنا لیتے ہیں۔ انوار ملکی کی قندیلیں بجھ جاتی ہیں اللہ کی جانب بڑھنے کی راہوں میں دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی تذکرہ کوئی نصیحت اسے کارگر نہیں ہوتی نہ کسی موعظت وتذکرہ سے اسے نور اور روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات اسی حالت میں موت کا پنجہ اسے آدبوچتا ہے۔

قصہ ایک نوجوان کا

سمنون محب کہتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے میں ایک شخص رہتا تھا۔ اُس کے پاس ایک لونڈی تھی، جس سے اُس کو کمال محبت تھی۔ اتفاقاً وہ بیمار پڑی۔ ایک روز وہ شخص اس کے لیے خرما اور پنیر کا گھی میں حلوہ بنا رہا تھا۔ جس وقت وہ چمچہ پھیر رہا تھا، اس لونڈی نے کرب ومرض میں آہ کہا، اُس شخص نے جو یہ آواز سنی اس کے ہوش جاتے رہے اور چمچہ ہاتھ سے گر پڑا اور اضطراب میں انگلیوں ہی سے ہانڈی چلانے لگا۔ یہاں تک کہ انگلیاں سب جل کر گر گئیں، اس لونڈی نے پوچھا: یہ کیا ہے، اس نے کہا یہ تیری آہ کی تاثیر ہے۔ محمد بن عبداللہ بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے بصرے میں ایک جوان کو اونچی چھت پر چڑھے دیکھا کہ جھانک کر لوگوں سے ایک شعر اس مضمون کا کہتا تھا:

مرنا ہو جسے عشق میں یوں جی سے گزر جائے
بے موت نہیں عشق میں کچھ خیر تو مر جائے

پھر اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور مر گیا۔

Marfat.com

حجۃ الوداع

جب سارے عرب میں اسلام پھیل چکا۔ کفر وشرک کی تاریکی دور ہوگئی، اللہ کا گھر بتوں کی نجاست اور جاہلیت کی رسوم سے پاک ہوگیا۔ اللہ کی بھٹکی ہوئی مخلوق اپنے اصلی مرکز پر آچکی۔ اطراف وجوانب سے اسلام ہی اسلام کا شور سنائی دیا۔ اسلام کے عقائد، اعمال اور شریعت کے اصول اور فروع کی تکمیل ہوچکی۔ پہاڑیاں وحدانیت ورسالت کے اقرار سے گونج اُٹھیں اور چاروں سمت آفتاب اسلام کی شاہانہ حکومت نے اپنا قبضہ وانتظام مستحکم بنالیا۔ سرکشوں کی گردنیں اطاعت کے لیے جھک گئیں۔ سارے عالم کی رہنمائی کے لیے ایک جماعت تیار ہوچکی۔ حکومتِ الٰہیہ کا قیام عمل میں آچکا، فرائض نبوت ادا ہوچکے۔ اُس وقت حکم ہوا: ”جب اللہ کی مدد آچکی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہورہے ہیں تو اللہ کی حمد کی تسبیح پڑھو اور استغفار کرو اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی منشا معلوم ہوگئی کہ اب آپؐ اپنا کام ختم کر چکے اور دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کے سامنے خصوصاً اور ساری دنیا کے لیے عموماً اسلام، اس کی شریعت اور اخلاق کے تمام اساسی اصولوں کا اعلان کرنے کے لیے حج کا اعلان فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد فریضہ حج ادا نہیں فرمایا تھا۔ اب ۱۰ھ میں آرزو پیدا ہوئی کہ سفر آخرت سے پہلے تمام امت کے ساتھ مل کر آخری حج کرلیا جائے۔ بڑا اہتمام کیا گیا کہ کوئی عقیدت کیش ہمرکابی کی سعادت سے محروم نہ رہ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن سے بلایا گیا۔ قبائل کو آدمی بھیج کر ارادہ پاک کی اطلاع دی گئی۔ تمام ازواج مطہرات کو رفاقت کی بشارت سنائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیاری کا حکم دیا۔ ۲۵ ذیقعدہ کو مسجد نبویؐ میں جمعہ ہوا اور وہیں ۲۶ کی روانگی کا اعلان ہوگیا۔ جب ۲۶ کو صبح منور ہوئی تو چہرہ انور سے روانگی کی مسرتیں نمایاں ہورہی

Marfat.com

تھیں۔ غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا اور ادائے ظہر کے بعد حمد و شکر کے ترانوں میں مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت ہزار ہا خدام اُمت اپنے نبی نعمت کے ہمرکاب تھے۔ یہ قافلہ مقدس مدینہ منورہ سے چھ میل دور ذی الحلیفہ میں پہنچ کر رکا اور شب بھر اقامت فرمائی۔ دوسرے روز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ غسل فرمایا۔ راہ سپار ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اللہ تعالیٰ کی حاضری کے لیے کھڑے ہوگئے اور بڑے درد و گداز سے دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر احرام باندھا اور ترانہ لبیک بلند کر دیا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

اس ایک صدائے حق کی اقتدا میں ہزار ہا اللہ پرستوں کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ آسمان کا جوف اللہ کی حمد کی صداؤں سے لبریز ہوگیا اور دشت و جبل توحید کے ترانوں سے گونجنے لگے۔ موجودات کے ذرہ ذرہ نے مسلمانوں کے ساتھ ہم آہنگی سے اللہ واحد کی ربوبیت کا اعتراف کیا۔ مدینہ منورہ اور بیت اللہ (مکہ) کی درمیانی راہوں میں زائرین کوسوں میں پھیلے ہوئے ہیں جہاں نماز کا وقت آگیا سب مل کر اللہ کے حضور میں سربسجدہ ہوگئے۔ تکبیر کی دلکش آواز سے اللہ کی اطاعت اور تشکر کا اظہار کیا۔ ہر شخص بے تابی کے ساتھ یوم حج کا منتظر تھا، کہ دیکھیں اللہ کے خانہ کعبہ کی زیارت کب نصیب ہوتی ہے؟ عرب کے دشت و جبل، وادیاں اور نخلستان بھی اتنے بڑے مجمعے پر حیران ہیں کہ آج تک اس نبی اُمی عبدہٗ و رسولہٗ کی سی بابرکت و پُر بہار شخصیت دیکھنے میں نہیں آئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور دائیں بائیں، جہاں تک انسان کی نظر کام کرتی تھی، انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ جب اُونٹنی کسی اُونچے ٹیلے پر سے گزرتی تو تین تین مرتبہ صدائے تکبیر بلند فرماتے۔ آوازۂ نبیؐ کے ساتھ لاکھوں آوازیں اُٹھتیں اور کاروانِ نبوتؐ کے سروں پر نعرہ ہائے تکبیر کا ایک دریائے رواں جاری ہو جاتا۔ سفر مبارک نو روز جاری رہا۔ ۴ ذوالحج کو طلوع آفتاب کے ساتھ مکہ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگی تھیں اور ہاشمی خاندان کے معصوم بچے اپنے بزرگ کائنات کی تشریف آوری کی آواز سن کر اپنے اپنے

Marfat.com

گھروں سے دوڑتے ہوئے نکل رہے تھے کہ چہرہ انور کی مسکراہٹوں کے ساتھ لپٹ جائیں۔ ادھر سرور عالمؐ شفقت منتظر کی تصویر بن رہے تھے۔ حضور پاکؐ نے اپنے کم سن بچوں کے معصوم چہرے دیکھے تو جوش محبت سے جھک گئے اور کسی کو اُونٹ کے آگے بٹھالیا اور کسی کو پیچھے سوار کرلیا۔ تھوڑی دیر بعد کعبۃ اللہ کی عمارت نظر پڑی تو فرمایا: ''اے اللہ! خانہ کعبہ کو اور زیادہ شرف و امتیاز عطا فرما۔''

معمار حرمؐ نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کا طواف فرمایا، پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف تشریف لے گئے اور دوگانہ تشکر ادا کیا۔ اس وقت زبان مبارک پر یہ آیت جاری تھی: ''اور مقام ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔'' کعبۃ اللہ کی زیارت کے بعد صفا اور مروہ کے پہاڑوں پر تشریف لے گئے۔ یہاں پر آنکھیں کعبۃ اللہ سے دوچار ہوئیں تو زبان پاک سے ابرِ گہربار کی طرح کلمات توحید و تکبیر جاری ہوگئے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ...... لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

اللہ صرف اللہ معبودِ برحق کوئی اُس کا شریک نہیں ...... ملک اُس کا حمد اُس کے لیے وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے ...... اور وہی ہر چیز پر قادر ہے ...... اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُس نے اپنا وعدہ پورا کردیا، اُس نے اپنے بندے کی امداد فرمائی اور اکیلے نے تمام قبائلی جمعیتیں پاش پاش کردیں۔

۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام فرمایا، ۹ کو جمعہ کے روز نماز صبح ادا کر کے منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادی نمرہ میں آٹھہرے۔ دن ڈھلے میدان عرفات میں تشریف لائے تو ایک لاکھ ۲۴ ہزار اللہ پرستوں کا مجمع سامنے تھا اور زمین سے آسمان تک تکبیر و تہلیل کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ اب سرکار دو عالم قصواء پر سوار ہو کر آفتاب عالمتاب کی طرح کوہ عرفات کی چوٹی سے طلوع ہوئے تاکہ خطبہ حق ارشاد فرمائیں۔ پہاڑ کے دامن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ،

Marfat.com

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرات اصحاب صفہؓ اور عشرہ مبشرہؓ اور دوسری سینکڑوں اسلامی جماعتیں اور قبائلی جمعیتیں تشریف فرما تھیں اور پہلی ہی نظر سے یہ معلوم ہوا جاتا تھا کہ والی اُمتؐ، اپنی امت کی موجودات لے رہے ہیں اور محافظ حقیقی کو اُس کا چارج سپرد فرما رہے ہیں۔

اعلان عام وحجۃ الوداع

دُنیا اب تک اس اجتماع عظیم کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مدوجزر تمام عرب دیکھ چکا تھا۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی جدوجہد، فدویت، ایثار نفس وروح کا مقصد اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آ گیا ہے۔......... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھ کر رکھا تھا:

"جب حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے کہا کہ اللہ پاک اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے باشندے اگر اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائیں تو ان کو ہر قسم کے ثمرات ونعائم عطا فرمانا۔"

جس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی آج کل کی طرح، تمام دنیا فتنہ وفساد کا گہوارہ بن رہی تھی، دنیا کا امن وامان اُٹھ گیا تھا۔ اطمینان وسکون کی نیند آنکھوں سے اُڑ گئی تھی، دنیا کی عزت وآبرو معرض خطر میں تھی، جان ومال کا تحفظ ناممکن ہو گیا تھا۔ کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کر دیئے گئے تھے، عدالت کا گھر ویران، حریتِ انسانی مفقود اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔ کرہ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم وکفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو۔ اس لیے انہوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہو کر ایک "وَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ" میں سکونت اختیار کی۔ وہاں "دارالامن" بنایا اور تمام دنیا کو صلح واسلام کی دعوت دی۔ اب اُن کی صالح اولاد سے یہ دار الامن بھی چھین لیا گیا، اس لیے اُس کی واپسی کے لیے پورے دس سال تک اُس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکہ نے جب اس کا امان وملجا واپس دلا دیا تو وہ اُس میں

Marfat.com

داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام انسانوں کو "گمشدہ حق" کی واپسی کی بشارت دے۔ چنانچہ اللہ کا رسول ﷺ اُونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن و عدالت سنایا۔

خطبہ حجۃ الوداع

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری آنسو، جو اُمت کے غم میں بہے، حجۃ الوداع کے خطبہ میں جمع ہیں۔ اس وقت دولت و حکومت کا سیلاب مسلمانوں کی طرف اُمنڈا چلا آ رہا تھا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غم یہ تھا کہ یہ دولت کی فراوانی آپ ﷺ کے بعد آپ کی اُمت سے رابطہ اتحاد کو پارہ پارہ کر دے گی۔ اسی لیے اتحاد اُمت کا موضوع اپنے سامنے رکھ لیا اور پھر دردِ نبوت کی پوری توانائی اسی موضوع پر صرف فرما دی۔ پہلے نہایت ہی درد انگیز الفاظ میں قیام اتحاد کی اپیل کی۔ پھر فرمایا کہ پسماندہ طبقات کو شکایت کا موقع نہ دینا تاکہ حصار اسلام میں کوئی شگاف نہ پڑ جائے۔ پھر اسباب نفاق کی تفصیل پیش کر کے ان کی بیخ کنی کا عملی طور پر سروسامان فرمایا۔ پھر واضح کیا کہ جملہ مسلمانوں کے اتحاد کا سنگ اساس کیا ہے؟ آخری وصیت یہ فرمائی کہ ان ہدایات کو آئندہ نسلوں میں پھیلانے اور پہنچانے کے فرض میں کوتاہی نہ کرنا۔ خاتمہ تقریر کے بعد حضور ﷺ نے اپنی ذاتی سرخروئی کے لیے حاضرین سے شہادت پیش کرتے ہوئے اس طرح بار بار اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ اللہ کی مخلوق کے دل پگھل گئے۔ آنکھیں پانی بن گئیں اور روحیں انسانی جسموں کے اندر تڑپ تڑپ کر الامان اور الغیاث کی صدائیں بلند کرنے لگیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد خطبہ حج کا پہلا درد انگیز فقرہ یہ تھا: "اے لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں اور تم اس اجتماع میں کبھی دوبارہ جمع نہیں ہوں گے۔"

اس ارشاد سے اجتماع کی غرض و غایت بے نقاب ہو کر سب کے سامنے آ گئی اور جس شخص نے بھی یہ ارشاد مبارک سنا، تڑپ کر رہ گیا۔ اب اصل پیغام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اے لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہارا ننگ و ناموس، اسی طرح ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ

Marfat.com

دن (عرفہ) یہ مہینہ (ذی الحج) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) تم سب کے لیے قابل حرمت ہے۔"

اسی نکتے پر مزید زور دے کر ارشاد فرمایا: "اے لوگو! آخر تمہیں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، وہاں تمہارے اعمال کی باز پرس کی جائے گی۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جائیو کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دو۔"

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دردمندانہ وصیت زبان پاک سے نکلی اور تیر کی طرح دلوں کو چیر گئی۔ اب اُن نفاق انگیز شگافوں کی طرف توجہ دلائی جن کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا، یعنی یہ کہ اقتدارِ اسلام کے بعد غریب اور پسماندہ گروہوں پر ظلم کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں فرمایا: "اے لوگو! اپنی بیویوں سے متعلق اپنے اللہ سے ڈرتے رہنا۔ تم نے اللہ کے نام کی ذمہ داری سے انہیں زوجیت میں قبول کیا ہے اور اللہ کا نام لے کر اُن کا جسم اپنے لیے حلال فرمایا ہے۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ غیر کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں۔ اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ اُنہیں بافراغت کھانا کھلاؤ، اور بافراغت کپڑا پہناؤ۔"

اسی سلسلے میں فرمایا: "اے لوگو! تمہارے غلام، جو خود کھاؤ گے وہی اُنہیں کھلانا، جو خود پہنو گے، وہی اُنہیں پہنانا۔"

عرب میں فساد و خون ریزی کے بڑے بڑے موجبات دو تھے، ادائے سود کے مطالبات اور مقتولوں کے انتقام، ایک شخص دوسرے شخص سے اپنے قدیم خاندانی سود کا مطالبہ کرتا تھا اور یہی جھگڑا پھیل کر خون کا دریا بن جاتا تھا۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کو قتل کر دیتا اس سے نسلاً بعد نسل قتل وانتقام کے سلسلے جاری ہو جاتے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دونوں اسباب فساد کو باطل فرماتے ہیں: "اے لوگو! آج میں جاہلیت کے قتلوں کے جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں، اور سب سے پہلے خود اپنے خاندانی مقتول ربیعہ بن حارث کے خون سے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا، دست بردار ہوتا ہوں۔ میں زمانہ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے خود اپنے خاندانی سود، عباس بن عبدالمطلب کے سود سے دست بردار ہوتا ہوں۔"

Marfat.com

سود اور خون کے قرض معاف کر دینے کے بعد فرد عدالت نفاق کی طرف متوجہ ہوئے اور ورثہ، نسب، مقروضیت اور ضمانت کے تنازعات کے متعلق آپؐ نے فرمایا: ''اب اللہ تعالیٰ نے ہر ایک حقدار کا حق مقرر کر دیا ہے لہذا کسی کو وارثوں کے حق میں وصیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بچہ جس کے بستر میں پیدا ہوا اُس کو دیا جائے اور زنا کاروں کے لیے پتھر ہے اور اُن کی جواب دہی اللہ پر ہے جو لڑکا، باپ کے سوا کسی دوسرے نسب کا دعویٰ کرے اور غلام اپنے مولا کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا مال صرف نہ کرے۔ قرض ادا کیے جائیں، عاریت واپس کی جائے، عطیات لوٹائے جائیں۔ اور ضامن تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔''

اہل عرب کے نزاع اور اسباب نزاع کا دفعیہ ہو چکا تو اس بین الاقوامی تفریق کی طرف توجہ فرمائی جو صدیوں کے بعد عرب وعجم یا گورے اور کالے کے نام سے پیدا ہونے والی تھی۔ ارشاد فرمایا: ''ہاں، اے لوگو! تم سب کا اللہ بھی ایک ہی ہے اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے۔ لہٰذا کسی عربی کو عجمی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر، کسی سیاہ کو سرخ پر کوئی پیدائشی برتری یا امتیاز حاصل نہیں ہوگا۔ ہاں! افضل وہی ہے جو پرہیز گاری میں افضل ہو۔ ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہے اور تمام مسلمان ایک برادری ہیں۔''

اتحاد اسلام کی مستقل اساس کی طرف رہنمائی فرمائی: ''اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر تم نے اسے مظبوطی کے ساتھ پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے وہ چیز اللہ کی کتاب قرآن ہے۔''

اتحاد اُمت کے عملی پروگرام کی طرف راہنمائی فرمائی: ''اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ میرے بعد کوئی نئی اُمت ہے۔ پس تم سب اپنے اللہ کی عبادت کرو۔ نماز پنجگانہ کی پابندی کرو، رمضان کے روزے رکھو، خوش دلی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو۔ اللہ کے گھر کا حج کرو، حکام اُمت کے احکام مانو اور اپنے اللہ کی جنت میں جگہ حاصل کرلو۔'' آخر میں فرمایا:

Marfat.com

''ایک دن اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے میرے متعلق گواہی طلب کرے گا، تم اُس وقت کیا جواب دو گے؟''

اس پر مجمع عام سے پرجوش صدائیں بلند ہوئیں:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احکام پہنچا دیئے۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض رسالت ادا کر دیا۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھرے کھوٹے کو الگ کر دیا۔

اس وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت شہادت آسمان کی طرف اُٹھی۔ ایک دفعہ آسمان کی طرف انگلی اُٹھاتے تھے اور دوسری دفعہ مجمع کی طرف اشارہ فرماتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ''اے اللہ! اپنی مخلوق کی گواہی سن لے...... اے اللہ! اپنی مخلوق کا اعتراف سن لے...... اے اللہ! گواہ ہو جا۔''

اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''جو لوگ موجود ہیں وہ اُن لوگوں تک جو یہاں موجود نہیں ہیں میری ہدایات پہنچاتے چلے جائیں۔ ممکن ہے کہ آج کے بعض سامعین سے زیادہ پیام تبلیغ کے سننے والے اس کلام کی محافظت کریں۔'' مسلمانو! اپنے رسول کا حکم مانو اور تبلیغ کے لیے دنیا بھر میں پھیل جاؤ، نجات اسی میں ہے۔

تکمیل دین واتمام نعمت

خطبہ حج سے فارغ ہوئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام وہیں تکمیل دین اور اتمامِ نعمت کا تاج لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور دین اسلام پر اپنی رضامندی کی مہر لگا دی۔

Marfat.com

ختم نبوت

یہ رعب ونصرت، یہ پیروؤں کی کثرت یہ سجدہ گاہی عام، یہ اعجاز دوام، یہ جوامع الکلمی، یہ دعوت عمومی، یہ تکمیل دین، یہ آیات مبین خود اس بات کے دلائل ہیں کہ آپ ﷺ کے وجود اقدس پر تمام پیغمبرانہ نعمتوں کا خاتمہ ہو گیا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ منتہی ہو گیا اور اب دنیا کسی نئے آنے والے وجود سے مستغنی ہو گئی۔

اللہ کے رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لاکھوں کے اجتماع میں اتمامِ نعمت اور تکمیل دین فطرت کا یہ آخری اعلان فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا سامان ایک روپے سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔ اختتامِ خطبہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان بلند کی اور حضور ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھائی۔ یہاں سے ناقہ پر سوار ہو کر موقف میں تشریف لائے اور دیر تک اللہ کی بارگاہ میں کھڑے دعائیں کرتے رہے۔ جب غروب آفتاب کے قریب ناقہ نبویؐ ہجوم خلائق میں سے گزری تو آپ ﷺ کے خادم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ سوار تھے اور کثرت ہجوم کے باعث لوگوں میں اضطراب سا پیدا ہو رہا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ ناقہ کی مہار کھینچتے جاتے تھے اور زبان پاک سے ارشاد فرماتے جاتے تھے: لوگو! سکون کے ساتھ......لوگو! آرام کے ساتھ۔

مزدلفہ میں نماز مغرب وعشا اکٹھی ادا کیں اور سواریوں کو آرام کے لیے کھول دیا گیا۔ پھر نماز عشاء کے بعد لیٹ گئے اور صبح تک آرام فرماتے رہے۔ حضرات محدثینؒ لکھتے ہیں کہ عمر بھر میں یہی ایک شب ہے جس میں آپ ﷺ نے نماز تہجد ادا نہیں فرمائی۔ ۱۰ ذی الحج کو ہفتہ کے روز جمرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے چچیرے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے۔ ناقہ قدم بہ قدم جا رہی تھی، چاروں طرف ہجوم تھا۔ لوگ مسائل پوچھتے تھے اور آپؐ جواب دیتے تھے۔ جمرہ کے پاس ابن عباسؓ نے کنکریاں چن کر دیں تو

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں پھینکا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مذہب میں غلو کرنے سے بچے رہنا تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہوئی ہیں۔''

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد فراق اُمت کے جذبات تازہ ہو جاتے تھے، آپؐ اس وقت ارشاد فرماتے تھے:۔ ''اس وقت حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے۔''

میدان منیٰ اور غدیر خم کے خطبات

یہاں سے منیٰ کے میدان میں تشریف لائے، ناقہ پر سوار تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مہار تھامے کھڑے تھے۔ اسامہ بن زیدؓ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آگے پیچھے اور دائیں بائیں مہاجرین، انصار، قریش، اور قبائل کی صفیں، دریا کی طرح رواں تھیں اور اُن میں ناقہ نبوی کشتی نوحؑ کی طرح ستارۂ نجات بن رہی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ باغبان ازل نے قرآن کریم کے انوار سے صدق واخلاص کی جونئی دنیا بسائی تھی، اب وہ شگفتہ وشاداب ہو چکی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دور جدید کی یاد تازہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''آج زمانے کی گردش دنیا کو پھر اُسی نقطہ فطرت پر لے آئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق ارض وسما کی ابتدا کی تھی۔''

پھر ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم): آج کون سا دن ہے؟

مسلمان: اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم): (طویل خاموشی کے بعد) کیا آج قربانی کا دن ہے؟

مسلمان: بے شک یہ قربانی کا دن ہے۔

پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم): یہ کون سا مہینہ ہے؟

Marfat.com

مسلمان: اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم): (طویل خاموشی کے بعد) کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟

مسلمان: بے شک یہ ذوالحجہ ہے۔

پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم): یہ کون سا شہر ہے؟

مسلمان: اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم): (طویل خاموشی کے بعد) کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں ہے؟

مسلمان: بے شک یہ بلدۃ الحرام ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ''مسلمانو! تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو اسی طرح محترم ہیں جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔ تم میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اے لوگو! تمہیں اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ اگر کسی نے جرم کیا تو وہ خود اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا۔ باپ بیٹے کے جرم کا ذمہ دار نہیں اور بیٹا باپ کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔ اب شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ تمہارے اس شہر میں کبھی اس کی پرستش کی جائے گی۔ ہاں! تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُس کی پیروی کرو گے تو وہ ضرور خوش ہوگا۔ اے لوگو! توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج یہی جنت کا داخلہ ہے۔ میں نے تمہیں حق کا پیغام پہنچادیا ہے۔ اب موجود لوگ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچاتے رہیں جو بعد میں آئیں گے۔''

یہاں سے قربان گاہ میں تشریف لائے اور ۶۳ اُونٹ خود ذبح فرمائے اور ۳۷ کو حضرت علیؓ سے ذبح کرایا اور اُن کا گوشت اور پوست سب خیرات کردیا۔ پھر عبداللہ بن معمرؓ کو طلب کرکے سر کے بال اُتروائے اور یہ موئے مبارک تبرکاً تقسیم ہوگئے۔ یہاں سے اُٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا، اور زمزم پی کر منیٰ میں تشریف لے گئے اور ۱۲ ذوالحجہ تک وہیں اقامت فرما رہے۔ ۱۳ کو خانہ کعبہ کا آخری طواف کیا اور انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ جب غدیر خم پہنچے تو صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"اے لوگو! میں بھی بشر ہوں، ممکن ہے اللہ کا بلاوا اب جلد آ جائے اور مجھے قبول کرنا پڑے۔ میں تمہارے لیے دو مرکز ثقل قائم کر چلا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور روشنی جمع ہے اسے محکمی اور استواری کے ساتھ پکڑ لو، دوسرا مرکز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ ترسی کی وصیت کرتا ہوں۔"

گویا یہ اجتماع اُمت کے لیے اہل وعیال کے حقوق واحترام کی وصیت تھی تا کہ وہ کسی بحث میں اُلجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر سے خاندان کے ساتھ بے لحاظی کا سلوک نہ کریں۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر رات ذوالحلیفہ میں ٹھہرے۔ صبح کے وقت ایک طرف آفتاب نکلا اور دوسری طرف کوکبۂ نبویؐ مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ سوادِ مدینہ پر نظر پڑی تو یہ الفاظ فرمائے:

"اللہ بزرگ و برتر ہے اُس کے سوا کوئی اللہ نہیں، کوئی اُس کا شریک نہیں۔ بس اُس کی سلطنت ہے، اسی کے لیے مدح وستائش ہے وہ ہر بات پر قادر ہے۔ لوٹے آرہے ہیں توبہ کرتے ہوئے فرماں بردارانہ زمین پر پیشانی رکھ کر اپنے پروردگار کی مدح وستائش میں مصروف ہو کر اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندہ کی نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی۔"

اللہ کے رسول سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس عظیم الشان پیغام کو لے کر تشریف لائے تھے اور جس مہتمم بالشان کام کو انجام دینے کے لیے بھیجے گئے تھے، نیک دل اور حقیقت شناس لوگ تو سننے اور دیکھنے کے ساتھ اُس کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن وہ بھی جن کے دل کے آئینے زنگ آلود تھے، پیغام کی سچائی، وحی کی تاثیر، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پر اثر دعوت، اعجاز معصومیت اور اخلاق کے پرتو سے صاف وشفاف ہوتے گئے اور عوائق، مواقع، شبہات اور شکوک کی تو بر تو ظلمتیں اور تاریکیاں رفتہ رفتہ چھٹتی چلی گئیں، اور اسلام کا نور روز بروز صفائی اور چمک کے ساتھ عرب کے افق پر درخشاں اور تاباں ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ۲۳ برس کی مدت میں ایک متحدہ

Marfat.com

قومیت، ایک متحدہ سلطنت، ایک متحدہ اخلاقی نظام ایک کامل قانون، ایک مکمل شریعت، ایک ابدی مذہب، اور عملی جماعت اللہ پرستی، ایثار، تقویٰ، ایمانداری، اخلاق اور سچائی کا ایک مجسم عہد یعنی ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا ہو گیا۔

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور

عالم آخرت کی تیاری ﴿ جزیرۃ العرب سے کفر وشرک کے استیصال، اسلام کی اشاعت، شریعت ومکارم اخلاق کی تعلیم، حجۃ الوداع میں تکمیل دین کے آخری فرائض سے سبکدوشی اور الیوم اکملت لکم دینکم کی تصدیق کے بعد اللہ کے رسول سرور دو عالمؐ مدینہ منورہ میں فسبح بحمد ربک واستغفرہ کی تعمیل میں مصروف ہو چکے تھے بارگاہِ ایزدی کی حاضری کا شوق روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ صبح وشام معبود حقیقی کے ذکر و یاد کی طلب تھی اور بس۔

رمضان المبارک میں ہمیشہ دس روز کا اعتکاف فرماتے تھے۔ ۱۰ھ میں ۲۰ بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔ ایک دن حضرت فاطمہؓ بتول تشریف لائیں تو اُن سے فرمایا: پیاری بیٹی! اب اپنی رحلت مجھے قریب معلوم ہوتی ہے۔ انہیں ایام میں شہدائے اُحد کی تکلیف، بے بسی کی شہادت اور مردانہ وار قربانیوں کا خیال آ گیا تو گنج شہیداں میں تشریف لے گئے اور بڑے درد و گداز سے ان کے لیے دعائیں کیں۔ اور انہیں اس طرح الوداع کہی کہ جس طرح ایک بزرگ شفیق اپنے کم سن بچوں سے پیار کرتا ہے اور پھر انہیں الوداع کہتا ہے۔

بدر اور اُحد کے شہداء

بدر اور اُحد کے شہیدوں کے حالات پڑھو۔ ایمان لانے کے بعد جو کچھ بھی اُن کے حصہ میں آیا وہ بجز رات دن کی کاہشوں اور مصیبتوں کے اور کیا تھا؟ اور پھر قبل اس کے کہ اسلام کے فتح واقبال کی کامرانیوں میں شریک ہونے کا موقع ملتا، دشمنوں کی تیغ وسنان سے چور میدان جنگ میں

Marfat.com

دم توڑ رہے تھے، لیکن پھر بھی غور کرو کہ اُن کے دل کی شادمانیوں کا کیا حال تھا؟ اس اطمینان وسکون کے ساتھ عیش ونشاط کے بستروں پر کسی نے جان نہ دی ہوگی، جس طرح انہوں نے میدان جنگ کی ریتلی زمین پر لوٹ لوٹ کر جان دی۔ جنگ اُحد میں حضرت سعد بن اربیع رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا، زخموں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں۔ پوچھا کہ کوئی وصیت کرنی ہو تو کر دو۔ کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دینا اور قوم سے کہنا ان کی راہ میں جانیں نثار کرتے رہیں۔ حضرت عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ زخموں سے چور جان کنی کی حالت میں تھے کہ اللہ کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرہانے پہنچ گئے۔ فرمایا کوئی آرزو ہو تو کہہ دو۔ حضرت عمارہؓ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر اور زیادہ قریب کر دیا اور اپنا سر آپؐ کے قدموں پر رکھ دیا کہ اگر کوئی آرزو ہو سکتی ہے تو صرف یہی ہے:

”یعنی ایک ہی حسرت دل میں باقی ہے کہ جب موت کا وقت آئے تو میری آنکھیں محبوب کا دیدار کر رہی ہوں اور محبوب میری آنکھوں میں دیکھ رہا ہو۔“

یہاں سے واپس آئے تو منبر نبویؐ پر جلوہ طراز ہوئے اور اُرباب صدق وصفا سے نہایت درد مندانہ لہجہ میں مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

”دوستو! اب میں تم سے آگے منزل آخرت کی طرف چلا جا رہا ہوں' تا کہ اللہ کی بارگاہ میں تمہاری شہادت دوں۔ واللہ مجھے یہاں سے وہ اپنا حوض نظر آ رہا ہے جس کی وسعت ایلہ سے جحفہ تک ہے۔ مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں' اب مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، البتہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اُس کے لیے آپس میں کشت وخون نہ کرو۔ اس وقت تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔“

کچھ دیر کے بعد قلب صافی میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ انہیں حدود شام کے عربوں نے شہید کر دیا تھا۔ فرمایا: ”اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فوج لے کر جائیں اور اپنے والد کا انتقام لیں۔“

Marfat.com

ان ایام میں خیال مبارک زیادہ تر گزرے ہوئے نیاز مندوں ہی کی طرف مائل محبت رہتا تھا۔ ایک رات آسودگانِ بقیع کا خیال آ گیا۔ یہ عام مسلمانوں کا قبرستان تھا۔ جوش محبت سے آدھی رات کو اُٹھ کر وہاں تشریف لے گئے اور عام اُمتیوں کے لیے بڑے سوز سے دعا فرماتے رہے۔ پھر یہاں کے روحانی دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''میں اب جلد تمہارے ساتھ شامل ہو رہا ہوں۔''

ایک دن مسجد نبوی میں پھر مسلمانوں کو یاد فرمایا اور اجتماع ہو گیا تو ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! مرحبا اللہ تعالیٰ تم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، تمہاری دل شکستگی دور فرمائے، تمہاری اعانت و دستگیری فرمائے، اور تمہیں رزق اور برکت مرحمت فرمائے، تمہیں عزت و رفعت سے سرفراز فرمائے۔ تمہیں دولت امن و عافیت سے شاد کام فرمائے۔ میں اس وقت تمہیں صرف اللہ کے خوف اتقاء کی وصیت کرتا ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ہی تمہارا وارث ہے اور میرا تم سے کہنا اسی کے خوف کے لیے ہے۔ اس لیے کہ میرا منصب نذیر مبین ہے۔ دیکھنا اللہ تعالیٰ کی بستیوں اور بندوں میں تکبر اور برتری اختیار نہ کرنا۔ یہ حکم ربانی ہر وقت تمہارے ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔''

یہ آخرت کا گھر ہے، ہم یہ ان لوگوں کو دیتے ہیں جو زمین میں غرور اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے۔ آخرت کی کامیابی پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔'' آخری الفاظ یہ ارشاد فرمائے: ''سلام تم سب پر اور ان سب لوگوں پر جو واسطہ اسلام سے میری بیعت میں داخل ہوں گے۔''

علالت کی ابتدا

۲۹ صفر بروز دوشنبہ ایک جنازے سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں سر کے درد سے علالت کا آغاز ہو گیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ سرکار دو جہاںؐ کے سر مبارک پر رومال بندھا تھا۔ دوشنبہ کو شدتِ مرض نے مرضی اقدس پر زیادہ قابو پا لیا۔ اس واسطے ازواج مطہرات نے اجازت دے دی کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل قیام حضرت عائشہ

Marfat.com

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کر دیا جائے۔ اس وقت مزاج اقدسؐ پر ضعف اس قدر طاری تھا کہ خود قدموں سے چل کر حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا تک تشریف نہیں لے جا سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اکرمؐ کے دونوں بازو تھامے اور بڑی مشکل سے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تشریف لائے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بیمار ہوتے تھے۔ یہ دعا اپنے ہاتھوں پر دم کر کے جسم مبارک پر ہاتھ پھیر لیتے تھے: ''اے مالک انسانیت! خطرات دور فرما دے۔ اے شفا دینے والے تو شفا عطا فرما دے۔ شفا وہی ہے جو تو عنایت کرے۔ وہ صحت عطا کر کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔''

اس مرتبہ میں نے یہ دعا پڑھی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دم کر کے یہ چاہا کہ جسم اطہر پر مبارک ہاتھ پھیر دوں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیے اور ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! معافی اور اپنی رفاقت عطا فرما دے۔''

وفات سے پانچ روز پہلے

وفات اقدس سے پانچ روز پہلے (چار شنبہ) پتھر کے ایک ٹب میں بیٹھ گئے اور سر مبارک پر پانی کی سات مشکیں ڈلوائیں۔ اس سے مزاج اقدسؐ میں خنکی اور تسکین سی پیدا ہوگئی۔ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: ''مسلمانو! تم سے پہلے ایک قوم گزر چکی ہے جس نے اپنے انبیاء وصلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، تم ایسا نہ کرنا۔'' پھر فرمایا:

''ان یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔''

پھر فرمایا: ''میری قبر کو وہ قبر نہ بنا دینا کہ اُس کی پرستش شروع ہو جائے۔''

پھر فرمایا: ''مسلمانو! وہ قوم اللہ کے غضب میں آجاتی ہے جو قبورِ انبیاء کو مساجد بنا دے۔''

پھر فرمایا: ''دیکھو! میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ دیکھو! اب پھر یہی وصیت کرتا ہوں۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔''

Marfat.com

پھر یہ ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا کو قبول کرے یا آخرت کو، مگر اُس نے صرف آخرت ہی کو قبول کرلیا ہے۔"

صادقؐ کی پاک زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر رمز شناس نبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنسو بھر لائے اور رونے لگے اور کہا "یارسول اللہؐ! ہمارے ماں باپ، ہماری جانیں اور ہمارے زر و مال آپؐ پر قربان ہو جائیں۔" لوگوں نے ان کو تعجب سے دیکھا کہ حضور انورؐ تو ایک شخص کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں، پھر اس میں رونے کی کون سی بات ہے؟ مگر یہ بات اُنہوں نے سمجھی جو رو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس بے کلی نے خیال اشرف کو دوسری طرف مبذول کر دیا۔ ارشاد فرمایا: "میں سب سے زیادہ جس شخص کی دولت اور رفاقت کا مشکور ہوں، وہ ابوبکرؓ ہیں۔ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی ایک شخص کو اپنی دوستی کے لیے منتخب کرتا تو وہ ابوبکرؓ ہوتے، لیکن اب رشتہ اسلام میری دوستی کی بنا ہے اور وہی کافی ہے۔ مسجد کے رخ پر کوئی دریچہ ابوبکرؓ کے دریچہ کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔"

انصار مدینہ حضورؐ کے زمانۂ علالت میں برابر رو رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ وہاں سے گزرے تو اُنہوں نے انصار کو روتے دیکھا، دریافت کرنے پر اُنہوں نے بتایا: "آج ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتیں یاد آرہی ہیں۔"

انصار کی اس دردمندی اور بے دلی کی اطلاع سمع مبارک تک پہنچ چکی تھی۔ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں اپنے انصار کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہوں' عام مسلمان روز بروز بڑھتے جائیں گے، مگر میرے انصار کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے۔ یہ لوگ میرے جسم کا پیرہن اور میرے سفر زندگی کا توشہ ہیں۔ اُنہوں نے اپنے فرائض ادا کر دیئے، مگر اُن کے حقوق باقی ہیں۔ جو شخص اُمت کے نفع اور نقصان کا متولی ہو اُس کا فرض ہے کہ وہ انصار نکوکار کی قدر افزائی کرے اور جن انصار سے لغزش ہو جائے اُن کے متعلق درگزر سے کام لے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ شام پر حملہ آور ہوں اور اپنے

Marfat.com

شہید باپ کا انتقام لیں۔ اس پر منافقین کہنے لگے کہ ایک معمولی نوجوان کو اکابر اسلام پر سپہ سالار مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آج اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری پر تم کو اعتراض ہے اور کل اُس کے باپ زید رضی اللہ عنہ کی سرداری پر تم کو اعتراض تھا۔ اللہ کی قسم! وہ بھی اس منصب کے مستحق تھے اور یہ بھی۔ وہ بھی مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور اس کے بعد یہ بھی سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" پھر فرمایا: "حلال وحرام کے تعین کو میری طرف منسوب نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال کی ہے جسے قرآن نے حلال کیا ہے اور اسی کو حرام قرار دیا ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔"

اب آپ اہل بیت کی طرف متوجہ ہوئے کہ کہیں رشتہ نبوت کا غرور انہیں عمل وسعی سے بیگانہ نہ بنا دے۔ ارشاد فرمایا: "اے رسول کی بیٹی فاطمہؓ! اور اے اللہ کے پیغمبر کی پھوپھی صفیہؓ اللہ کے ہاں کے لیے کچھ کرلو۔ میں تمہیں اللہ کی گرفت سے نہیں بچا سکتا۔"

یہ خطبہ درد، خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ تھا جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مسجد کو خطاب فرمایا۔ اختتام کلام کے بعد حجرۂ عائشہؓ میں تشریف لے آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے۔ "یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ اُنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا ہے۔"

تین وصیتیں فرمائیں:

(۱) کوئی مشرک عرب میں نہ رہے۔ (۲) سفیروں اور وفود کی بدستور عزت ومہمانی کی جائے۔ (۳) قرآن پاک کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایا جو راوی کو یاد نہیں رہا۔

اللہ کے رسول سرکارِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم علالت کی تکلیف اور بے چینی کے باوجود گیارہ روز تک برابر مسجد میں تشریف لاتے رہے۔ جمعرات کے روز مغرب کی نماز بھی خود پڑھائی۔ اور اس میں سورۂ مرسلات کی تلاوت فرمائی۔ عشاء کے وقت آنکھ کھولی اور یہ دریافت فرمایا: "نماز ہو چکی؟" مسلمانوں نے عرض کیا، "مسلمان حضورؐ کے منتظر بیٹھے ہیں۔" لگن میں پانی بھروا کر غسل

Marfat.com

فرمایا اور ہمت کر کے اُٹھے مگر غش آ گیا۔ تھوڑی دیر میں پھر آنکھ کھولی اور فرمایا: ''کیا نماز ہو چکی ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! سب لوگوں کو حضورؐ ہی کا انتظار ہے۔'' تیسری مرتبہ جسم مبارک پر پانی ڈالا اور جب اُٹھنا چاہا تو غشی آ گئی۔ افاقہ ہونے پر ارشاد فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا دیں۔'' حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب آدمی ہیں۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔'' ارشاد فرمایا ''وہی نماز پڑھائیں گے۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر چند روز پہلے خالی ہو چکا تھا اور آج اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ بھی خالی ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوئے تو عالم یاس نے مسجد نبویؐ پر پردے تان دیئے اور مسلمانوں کے دل بے اختیار رو دیئے اور خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قدم بھی لڑکھڑا گئے۔ چونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ساتھ اللہ کی توفیق بھی شامل تھی اس واسطے یہ کٹھن گھاٹی بھی گزر گئی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حیاتِ نبویؐ میں اسی طرح سترہ نمازیں پڑھائیں۔

وفات سے دو روز پہلے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نے مسجد کی طرف رجوع کیا اور حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے کندھوں پر سہارا لیے ہوئے جماعت میں تشریف لے آئے۔ نمازی نہایت بے قراری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی مصلے سے پیچھے ہٹے۔ مگر حضورؐ نے دست مبارک سے ارشاد فرمایا: ''پیچھے مت ہٹو۔'' پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھ گئے اور نماز ادا کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا مسلمان کرتے تھے۔ یہ پاک نماز اسی طرح مکمل ہوگئی تو حضور

Marfat.com

پاک صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ عائشہ میں تشریف لے گئے۔

وفات سے ایک روز پہلے

اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء شافع روز جزا حضرت محمد مصطفٰے رحمت اللعالمین، مخدوم انسانیتؐ جو دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے صبح بیدار ہوئے تو پہلا کام یہ کیا کہ سب غلاموں کو آزاد فرمایا۔ یہ تعداد میں ۴۰ تھے۔ پھر اثاث البیت کی طرف توجہ فرمائی۔ اس وقت کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری دولت صرف سات دینار تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''انہیں غریبوں میں تقسیم کردو، مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ کا رسولؐ اپنے اللہ سے ملے اور اس کے گھر میں دولت دنیا پڑی ہو۔'' اس ارشاد پر گھر کا گھر صاف کر دیا گیا۔ آخری رات کاشانہ نبی میں چراغ جلانے کے لیے تیل تک موجود نہیں تھا یہ ایک پڑوسی عورت سے اُدھار لیا گیا۔ گھر میں کچھ ہتھیار باقی تھے اُنہیں مسلمانوں کو ہبہ کر دیا گیا۔ چونکہ ضعف لحہ لحہ ترقی پذیر تھا اس واسطے بعض دردمندوں نے دوا پیش کی مگر انکار فرمایا۔ اسی وقت غشی کا دورہ آ گیا اور تیمارداروں نے دوا پلا دی۔ افاقہ کے بعد جب اس کا احساس ہوا تو فرمایا: اب یہی دوا اُن پلانے والوں کو بھی پلائی جائے یہ اس لیے کہ جس وجود اقدس کی صحت کے لیے ایک دل گرفتہ دنیا دعائیں کر رہی تھی وہ اللہ کا رسول اپنے اللہ کی دعوت کو اس طرح سے قبول کر چکا تھا کہ اب اس میں نہ دعا کی گنجائش ہی باقی تھی اور نہ ہی دوا کی۔

یومِ وفات

۹ ربیع الاول (دوشنبہ) کو مزاج اقدسؐ میں قدرے سکون تھا۔ نماز صبح ادا کی جا رہی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اور حجرے کا درمیانی پردہ سرکا دیا۔ اب چشم اقدسؐ کے روبرو نمازیوں کی صفیں مصروف رکوع وسجود میں تھیں۔ سرکارِ عالمؐ نے اس پاک نظارے کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا، بڑے اشتیاق سے ملاحظہ فرمایا اور جوش مسرت سے ہنس پڑے۔

Marfat.com

لوگوں کا خیال ہوا کہ مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ نمازی بے اختیار سے ہو گئے۔ نمازیں ٹوٹنے لگیں اور حضرت صدیق اکبرؓ جو امامت کرا رہے تھے پیچھے ہٹنا چاہا۔ مگر حضورؐ نے اشارۂ مبارک سے سب کو تسکین دی اور چہرہ انور کی ایک جھلک دکھا کر پھر حجرے کا پردہ ڈال دیا۔ اجتماع اسلام کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جلوۂ زیارت آخری تھا اور شاید یہ انتظام بھی خود اللہ کی طرف سے ہوا کہ رفیقانِ صلوٰۃ جمالِ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری جھلک دیکھتے جائیں۔ آخر وہ وقت بھی آ پہنچا جس کے تصور کے لیے نہ صرف مسلمان بلکہ دنیائے انسانیت بھی تیار نہ تھی۔

۹ ربیع الاوّل کو حالت صبح ہی سے نہایت عجیب تھی۔ ایک سورج بلند ہو رہا تھا پیاری بیٹی کو یاد فرمایا۔ وہ مزاج اقدس کا یہ حال دیکھ کر سنبھل نہ سکیں۔ سینہ مبارک سے لپٹ گئیں اور رونے لگیں۔ بیٹی کو اس طرح نڈھال دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''میری بیٹی! رو نہیں، میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا۔ اس میں ہر شخص کے لیے سامان تسکین موجود ہے۔''

حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: ''کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے بھی؟''

فرمایا: ''ہاں! اس میں میرے لیے بھی تسکین ہے۔''

جس قدر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درد و کرب بڑھ رہا تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کلیجہ بھی کٹتا جا رہا تھا۔ حضرت رحمت اللعالمینؐ نے اُن کی اذیت کو محسوس کر کے کچھ کہنا چاہا تو پیاری بیٹی نے سرور کائناتؐ کے لبوں سے اپنے کان لگا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''بیٹی میں اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوں، حضرت فاطمہؓ بے اختیار رو دیں۔ پھر فرمایا: ''فاطمہؓ! میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھے ملو گی۔'' فاطمہؓ بے اختیار ہنس دیں کہ جدائی قلیل ہے۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بہت غمگین ہو رہے تھے، اُنہیں پاس بلایا۔ دونوں کو چوما پھر اُن کے احترام کی وصیت فرمائی۔ پھر ازواجِ مطہراتؓ کو طلب فرمایا اور اُنہیں نصیحتیں فرمائیں۔ اسی دوران میں یہ ارشاد فرماتے تھے: ''ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔''

Marfat.com

کبھی ارشاد فرماتے تھے: ''اللہ! بہترین رفیق۔''

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ اُنہوں نے سر مبارک کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ انہیں بھی نصیحت فرمائی۔ پھر ایک دم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''نماز، نماز، لونڈی غلام اور پس ماندگان۔''

اب نزع کا وقت آپہنچا تھا۔ حضرت رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پانی کا پیالہ پاس رکھا تھا، اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور چہرہ انور پر پھرا لیتے تھے۔ روئے اقدس کبھی سرخ ہو جاتا تھا اور کبھی زرد پڑ جاتا تھا۔ زبان مبارک آہستہ آہستہ ہل رہی تھی: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور موت تکلیف کے ساتھ ہے۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک تازہ مسواک کے ساتھ آئے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک پر نظر جما دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپؐ مسواک فرمائیں گے۔ اُم المومنینؓ نے دانتوں میں نرم کر کے مسواک پیش کی اور آپؐ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ دہانِ مبارک پہلے ہی سراپا طہارت تھا اب مسواک کے بعد اور بھی مجلّا ہو گیا۔ پھر یک لخت ہاتھ اُونچا کیا کہ گویا کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور پھر زبان اقدس سے نکلا: بَلِ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى اور کوئی نہیں صرف اسی کی رفاقت منظور ہے۔

بَلِ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى۔ بَلِ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى۔

تیسری آواز پر ہاتھ لٹک آئے۔ پتلی اُوپر کو اُٹھ گئی اور روح شریفؐ عالم قدس کو ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

یہ ربیع الاوّل ۱۱ھ دوشنبہ کا دن اور چاشت کا وقت تھا۔ عمر مبارک قمری حساب سے ۶۳ سال اور چار دن ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ میں اضطرابِ عظیم

خبر وفات کے بعد مسلمانوں کے جگر کٹ گئے' قدم لڑکھڑا گئے، چہرے بجھ گئے۔ آنکھیں خون بہانے لگیں۔ ارض وسماء سے خوف آنے لگا۔ سورج تاریک ہوگیا۔ آنسو بہہ رہے تھے اور تھمتے نہیں تھے۔ کئی صحابہ حیران وسرگردان ہو کر آبادیوں سے نکل گئے۔ کوئی جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ جو بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا۔ جو کھڑا تھا اُس کو بیٹھ جانے کا یارا نہ ہوا۔ مسجد نبویؐ قیامت سے پہلے قیامت کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف دیکھ کر ایک عورت کی موت

اُمت مسلمہ کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور آ کر عرض کیا کہ مجھے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرادو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا، انہوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال کر گئیں، رضی اللہ عنها وارضاها ...... فائدہ ...... کیا اِس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی زیارت کی تاب نہ لاسکیں اور وہیں جان دے دی۔

اُمت کے وفود آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

اُس دور کا تصور کرو، جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی جماعت یہاں حاضر تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت کلام کے سننے سے مستفید ہوتے تھے۔

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی، اک شور تھا، غل تھا
جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ، یہاں گل تھا

Marfat.com

آؤ مدینے چلیں ﴾ مؤرخین اور مصنفین کو اللہ معاف کرے، مقدس سے مقدس مقامات اور افضل سے افضل اوقات میں بھی یہ تاریخی ذوق اور طرز فکر اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور وہ چند لمحات کے لیے بھی اُس سے آزاد نہیں ہو پاتے وہ جہاں بھی ہوتے ہیں، اپنے علم ومطالعے کی فضا میں سانس لیتے ہیں اور حال کا رشتہ ہمیشہ ماضی سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ مناظر کو دیکھ کر اُن کا ذہن بہت جلد اس تاریخی منزل کی تلاش میں نکل جاتا ہے، جس کے نتیجے میں ان مناظر کا وجود اور نمود ہے۔

میں کل مسجد نبوی میں روضہ جنت میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے چاروں طرف نمازیوں اور عبادت گزاروں کا کثیر مجمع تھا، اُن میں کچھ لوگ سجدے میں تھے اور کچھ رکوع میں، تلاوت قرآن کی آوازیں فضا میں اسی طرح گونج رہی تھیں، جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے چھتے میں بھنبھنا رہی ہوں، اس وقت کا سماں کچھ ایسا تھا کہ مجھے تاریخ اور تاریخی شخصیات کو تھوڑی دیر کے لیے فراموش کر دینا چاہیے تھا، لیکن تاریخ کی قدیم یادیں بادلوں کی طرح میرے دل ودماغ پر چھا گئیں اور میرا اُن پر کوئی زور نہ چل سکا۔

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس امت کے بعض نامور رہنماؤں اور شخصیتوں کو ایک نئی زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ وفود کی شکل میں یکے بعد دیگرے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں اور اسی عظیم مسجد میں فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد اسی عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ سلام اور خراج عقیدت ومحبت پیش کر رہے ہیں اور اس کے احسان کا اعتراف کر رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ مختلف زمانوں، مکانات اور طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، سب یک زبان ہو کر اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ آپ ہی وہ رسولؐ ہیں جنھوں نے اللہ کے حکم سے اُن کو ظلمت سے روشنی کی طرف تیرہ بختی سے خوش بختی کی طرف، مخلوق کی عبادت سے اللہ واحد کی عبادت کی طرف اور مذاہب کے ظلم واستبداد سے اسلام کے عدل وانصاف کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اُس کی کشادگی کی طرف منتقل کیا، وہ اعتراف کر رہے ہیں کہ وہ اسلام ہی کی پیداوار ہیں اور اُن کا سارا وجود اور زندگی نبوت کی مرہون منت ہے، اگر خدانخواستہ اُن سے وہ سب واپس لے لیا جائے، جو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اُن سب کو اُس نبیؐ کے ذریعے عطا کیا تھا اور نبوت کے وہ وہ عطیے اُن سے چھین لیے جائیں، جنھوں نے دنیا میں اُن کو عزت وسرفرازی بخشی تھی، تو اُن کی حیثیت ایک بے روح اور بے جان ڈھانچے اور چند مبہم اور بے مقصد خطوط واشکال سے زیادہ نہ رہ جائے گی اور وہ تاریخ کے اس تاریک ترین عہد کی طرف واپس چلے جائیں گے جہاں جنگل کے قانون اور ظلم واستبداد کا دور دورہ تھا اور موجودہ تہذیب اور تمدن کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

اچانک میری نگاہ ایک طرف اُٹھ گئی، میں نے دیکھا کہ بابِ جبریل علیہ السلام سے جو مجھ سے زیادہ قریب تھا، ایک جماعت داخل ہورہی ہے، سکون اور وقار میں ڈوبے ہوئے لوگ، اُن کی پیشانی سے علم کا نور اور ذہانت کا وفور صاف عیاں تھا، وہ باب الرحمۃ اور باب جبرئیل علیہ السلام کے درمیانی حصے میں پھیل گئے، وہ اتنی بڑی تعداد میں تھے کہ اُن کے شمار کا کوئی سوال نہیں تھا، میں نے دربان سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اُس نے کہا: اس اُمت کے امام اور رہنما، انسانیت کے محسن اور نوع انسانی کے ممتاز اور قابل فخر نمونے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک پوری پوری قوم کا امام، پورے کتب خانے اور مکتب فکر کا بانی اور موسس، پوری نسل کا مربی اور مستقل علوم وفنون کا موجد ہے۔ ان کے لازوال اور لافانی شاہکار اور نمونے آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں، اُن کے علم واجتہاد اور تحقیق کی روشنی میں کئی کئی نسلوں نے سفر زندگی طے کیا ہے اُس نے عجلت کے ساتھ چند ہستیوں کے نام بھی مجھے بتادیے، حضرت امام مالک، حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت لیث بن سعد مصری، حضرت امام اوزاعی حضرت امام بخاری، حضرت امام مسلم، حضرت تقی الدین ابن تیمیہ، حضرت ابن قدامہ، حضرت ابو اسحاق حضرت الشاطبی، حضرت کمال ابن ہمام، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، اگرچہ ان شخصیتوں میں اپنے اپنے زمانے میں ملک ووطن اور اپنی علمی ودینی حیثیتوں اور مراتب کا بڑا فرق تھا، لیکن ان سب نے اس موقع پر بارگاہ نبویؐ میں خراج عقیدت پیش کیا اور اشک ندامت نذر کیے۔

میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے اُنہوں نے تحیۃ المسجد کا دوگانہ بہت خشوع وخضوع اور

Marfat.com

حضوری قلب کے ساتھ ادا کیا، پھر بہت ادب اور تواضع کے ساتھ مرقد مبارک کی طرف بڑھے اور بہت بچے، تلے، مختصر معانی سے لبریز گھرے اور پرمغز کلمات کے ساتھ سلام پیش کیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اُن کی آوازیں اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے، ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور آواز میں رقت۔ وہ کہہ رہے تھے:

''اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپ کی لازوال، وسیع اور جامع، عادلانہ اور کشادہ شریعت نہ ہوتی اور اُس کے اُصول نہ ہوتے، جن سے انسانی ذہن اور انسانی صلاحیت نے نئے نئے گل بوٹے پیدا کیے اور دنیا کا دامن بیش قیمت اور عطر بیز پھولوں سے بھر دیا اور اس کا وہ حکیمانہ اور معجزانہ نظام نہ ہوتا، جس نے انسانی فکر و تدبر اور اخذ و استنباط کی صلاحیت کو پیدا کر دیا اور اگر وہ انسانیت کی ایک اہم ضرورت نہ ہوتی تو نہ اس عظیم فقہ کا کوئی وجود ہوتا، نہ یہ عظیم اسلامی قانون وجود میں آتا۔ جس سے اس وقت تک ہر قوم کا دامن خالی ہے۔ نہ اتنا بڑا اسلامی کتب خانہ پیدا ہوتا، جس کے سامنے دنیا کا سارا مذہبی لٹریچر ہیچ ہے۔ اگر علم کی اشاعت اور اللہ کی نشانیوں اور اُس کی قدرت کاملہ میں غور و فکر اور عقل سے کام لینے کی آپ نے ایسی پرزور دعوت نہ دی ہوتی تو یہ شجرہ علم زیادہ دنوں تک برگ و بار نہ لاسکتا اور نہ اس کا سایہ تمام دنیا پر ایسا محیط ہوتا، جیسا کہ آج نظر آرہا ہے، عقل انسانی پہلے کی طرح پابہ زنجیر ہوتی اور دنیا روشنی سے محروم۔''

میں اس جماعت کو جی بھر کر دیکھ بھی نہ سکا تھا کہ میری نظر ایک دوسرے گروہ پر پڑی، جو باب الرحمۃ سے ہو کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صلاح تقویٰ اور زہد و عبادت کے آثار اُن کے چہروں سے صاف ظاہر تھے، مجھے بتایا گیا کہ اس جماعت میں حضرت حسن بصریؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت داؤد طائیؒ، حضرت ابن السماکؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت نظام الدینؒ اولیاء اور حضرت عبدالوہابؒ المتقی، حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت مولانا محمد یوسفؒ، حضرت مولانا محمد ذکریاؒ جیسے حضرات بھی رونق بخش ہیں، جنہوں نے اپنے قابل رشک پیشروؤں کی یاد تازہ کر دی نماز کے بعد یہ لوگ بھی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے اور

Marfat.com

اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و پیشوا اور سب سے بڑے معلم اور رہنما کو درود وسلام کا تحفہ پیش کرنے لگے: وہ کہہ رہے تھے:

''اے اللہ کے رسولؐ! اگر ہمارے سامنے وہ عملی مثال نہ ہوتی، جو آپ نے پیش فرمائی تھی اور وہ مینارۂ نور نہ ہوتا، جس کو آپ نے بعد کے آنے والوں کے لیے قائم فرمایا تھا، اگر آپ کا یہ قول نہ ہوتا کہ اے اللہ! ''زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔'' اگر آپ کی وصیت یہ نہ ہوتی ''دنیا میں اس طرح زندگی گزارو، جس طرح کوئی مسافر یا راہی اپنی زندگی گزارتا ہے۔'' اگر زندگی کا وہ طرز نہ ہوتا، جس کا ذکر حضرت عائشہؓ نے اس طرح کیا ہے کہ: ''ایک چاند کے بعد دوسرا چاند اور دوسرے کے بعد تیسرا چاند نکل آتا تھا اور آپ کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی نہ چولہے پر دیگچی چڑھانے کی نوبت آتی تھی تو ہم دنیا پر اسی طرح آخرت کو ترجیح نہ دے سکتے اور نہ ہم محض گزارے پر بسر کر سکتے اور نہ قناعت کو اپنی زندگی کا شعار بنا سکتے، نہ ہم نفس کی ترغیبات پر قابو پا سکتے اور نہ دنیا کے حسن و جمال اور اُس کی رعنائی و زیبائش اور عہدہ و منصب کی طاقت اور کشش کا اس طرح مقابلہ کر سکتے۔''

اُن کے حکیمانہ الفاظ ابھی پوری طرح میرے دل و دماغ میں پیوست بھی نہ ہوئے تھے کہ میری نظر ایک اور گروہ پر پڑی' جو ''باب النساء'' سے بہت لحاظ اور ادب کے ساتھ گزر رہا تھا، ظاہری آرائش اور آزادروی کے ان مناظر سے جو اسلامی اُصول و آداب کے منافی ہیں یہ گروہ بالکل محفوظ اور خالی تھا، یہ مختلف قوموں اور دور دراز ملکوں کی صالح عبادت گزار اور عفیف خواتین تھیں، جو عرب و عجم اور مشرق و مغرب کے مختلف خطوں سے تعلق رکھتی تھیں، بہت دبی زبان میں اور پورا ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہوئے، وہ اپنے جذبات تشکر و عقیدت کا اظہار اس طرح کر رہی تھیں۔

''ہم آپ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اے اللہ کے رسولؐ! ایسے طبقے کا درود وسلام جس پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے۔ آپؐ نے ہم کو اللہ کی مدد سے جاہلیت کی بیڑیوں اور بندشوں، جاہلی عادات وروایات سوسائٹی کے ظلم اور مردوں کی زبردستی اور زیادتی سے نجات بخشی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے رواج کو ختم کیا، ماؤں کی نافرمانی پر وعید سنائی، آپ نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے

Marfat.com

قدموں کے نیچے ہے۔ آپ نے وراثت میں ہم کو شریک کیا اور اس میں ماں، بہن بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے ہم کو حصہ دلایا۔ یوم عرفہ کے مشہور تاریخی خطبے میں بھی آپ نے ہمیں فراموش نہیں کیا، اور کہا کہ: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لیے کہ تم نے اُن کو اللہ کے نام کے واسطے سے حاصل کیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر آپ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، ادائے حقوق اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے طبقے کی طرف سے وہ بہتر سے بہتر جزادے جو انبیاء مرسلین اور اللہ کے نیک بندے اور صالح بندوں کو دی جاسکتی ہے۔"

یہ نرم آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں کہ ایک اور جماعت نظر آئی جو "باب السلام" کی طرف سے آرہی تھی، میں اُن کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ علوم وفنون کے موجد اور مرتب، ائمہ نحو ولغت وبلاغت کی جماعت تھی، اس میں ابوالاسود الدئلی، خلیل بن احمد، سیبویہ کسائی، ابوعلی الفارسی، عبدالقاہر الجرجانی، السکاکی، مجدالدین فیروز آبادی سید مرتضیٰ الزبیدی بھی تھے، جو اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے اور اپنی شہرت اور مرتبہ علمی کا خراج ادا کرنے آئے تھے، میں نے دیکھا کہ وہ بہت بلیغ اور ادبی الفاظ میں اس طرح گویا ہیں:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ نہ ہوتے اور یہ مقدس کتاب نہ ہوتی، جو آپ پر نازل ہوئی، اگر آپ کی احادیث نہ ہوتیں اور یہ شریعت نہ ہوتی جس کے سامنے ساری دنیا نے سر تسلیم خم کردیا تھا اور اس کی وجہ سے عربی زبان سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے پر مجبور تھی، تو پھر یہ علوم بھی نہ ہوتے، جن میں آج ہم کو امامت وقیادت کا شرف حاصل ہے نحو بیان اور بلاغت، ان میں سے کسی چیز کا بھی وجود نہ ہوتا۔ نہ یہ بڑی بڑی معاجم اور لغات نظر آتیں، نہ عربی زبان کے مفردات میں یہ نکتہ آفرینیاں اور دقیقہ سنجیاں ہوتیں، نہ ہم اس راستے میں اتنی زبردست اور طویل جدوجہد کے لیے تیار ہوتے جس کے یہاں زبانوں اور بولیوں کی کوئی کمی نہ تھی، عربی سیکھنے اور اس پر عبور حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہ ہوتی اور نہ ان میں وہ مصنفین اور اہل قلم پیدا ہوتے، جن کی ادبیت وزبان دانی کا اہل زبان نے بھی لوہا مان لیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہی ہمارے درمیان اور اسلام میں

Marfat.com

پیدا ہونے والے ان علوم کے درمیان واسطہ اور رابطہ تھے، جو آپ کی بعثت کے بعد وجود میں آئے، درحقیقت صرف آپ ہی عرب وعجم میں رابطے کا ذریعہ ہیں، آپ ہی کی ذات ہے، جس نے اس درمیانی خلا کو پر کیا اور عرب وعجم اور مشرق ومغرب کو گلے ملا دیا اور شیر وشکر بنا دیا، آپ کا کتنا احسان ہے، ہماری اس ذہانت، طباعی اور تبحر علمی پر اور آپ کا کتنا کرم ہے علم کی اس دولت پر، انسانی عقل کی زرخیزی پر اور قلم کی گلکاری پر، اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو یہ عربی زبان بہت سی اور زبانوں کی طرح صفحہ ہستی سے ناپید ہوجاتی، اگر قرآن مجید کا غیر فانی صحیفہ اس کا پاسبان نہ ہوتا تو اس میں اتنا تغیر وتبدل ہوجاتا کہ اس کی صورت ہی مسخ ہوجاتی اور وہ ایک نئی زبان بن جاتی، جیسا کہ بکثرت دوسری زبانوں کے ساتھ ہوا ہے، عجمی الفاظ اور مقامی زبانیں اس کو جذب کرلیتیں یا نگل لیتیں اور اس کی صحت اور اصلیت یکسر ختم ہوجاتی، یہ آپ کے وجود مبارک' شریعت اسلامی اور اس کتاب مقدس کا فیض ہے، جس نے اس زبان کو فنا کی دستبرد سے محفوظ رکھا ہے۔ اور عالم اسلام کے لیے اس کو عزت ومحبت بنا دیا ہے۔ آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو دوام بخشا اور اس کے بقاوترقی کی ضمانت کی، اس لیے اُس شخص پر جو اس زبان میں بات کرتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے یا لکھتا ہے یا اس کی وجہ سے کوئی بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے، آپ کا احسان ہے اور وہ اس احسان کا کبھی منکر یا اس سے کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا۔"

میں اُن کے اس شکر اعتراف اور اظہار حقیقت کو غور سے سن رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ باب عبدالعزیز پر جا کر ٹھہر گئی۔ اس دروازے سے ایک ایسا گروہ داخل ہو رہا تھا، جس پر مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے رنگ نمایاں تھے، اس میں دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اور تاریخ کے ممتاز ترین بادشاہ اور فرمانروا شامل تھے، ہارون الرشید، ولید بن عبدالملک، ملک شاہ سلجوقی، صلاح الدین ایوبی، ظاہر بیبرس سلیمان اعظم' اورنگ زیب عالمگیر بھی اس گروہ میں شامل تھے، انہوں نے اردلیوں اور چوبداروں کو دروازے کے باہر ہی چھوڑ دیا تھا اور نظریں جھکائے ہوئے، تواضع وانکسار کا مجسمہ بنے ہوئے بہت آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ میری نظر کے سامنے اُن

Marfat.com

سب کی شخصیتیں اور کارنامے اُبھرنے لگے، میری آنکھوں میں اس طویل و عریض دنیا کا نقشہ پھر گیا، جس پر اُن کا سکہ چلتا تھا، اُن کا ڈنکا بجتا تھا، اُن کی بادشاہی اور فرمانروائی کی تصویر میرے سامنے آگئی، جو اُن کو دنیا کی بڑی بڑی قوموں، طاقت ور سلطنتوں اور جابر بادشاہوں پر حاصل تھی (اُن میں وہ ہستی بھی تھی (ہارون الرشید) جس نے بادل کے ایک ٹکڑے کو دیکھ کر کہا تھا: تُو جہاں چاہے جا کے برس تیرا اخراج آخر کار میرے ہی خزانے میں آئے گا) وہ شخص بھی تھا (ولید بن عبدالملک) جس کی سلطنت کی وسعت کا عالم یہ تھا کہ اگر سب سے تیز رفتار سانڈنی سوار سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانا چاہتا تو یہ ۱۵ ماہ سے کم میں ناممکن تھا، اُن میں وہ فرمانروا بھی تھے۔ جو نصف کرّہ ارضی پر حکومت کرتے تھے اور بڑے بڑے بادشاہ اُن کو خراج پیش کرنے پر مجبور تھے۔ ایسے فرمانروا بھی تھے، جن کی ہیبت سے سارا یورپ لرزہ براندام تھا اور جن کے زمانے میں مسلمانوں کو عزت کا یہ مقام حاصل تھا کہ جب وہ یورپ کے ملکوں میں جاتے تھے، تو اُن کے دین کے احترام اور اُن کے غلبہ و سطوت کے اثر سے گرجوں کے گھنٹے بجنا بند ہو جاتے تھے۔ غرض اسی طرح کے نہ جانے کتنے بادشاہ اور فرمانروا اس مجمع میں موجود تھے، وہ مسجد نبویؐ میں نماز ادا کرنے کے لیے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنا چاہتے تھے اور اس کو اپنے لیے سب سے بڑا شرف و اعزاز اور سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ کاش اُن کی یہ نماز اور یہ درود و سلام قبول ہو۔ میں نے دیکھا کہ وہ لرزتے ہوئے قدموں کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں، اُن کے دلوں پر ہیبت طاری تھی، یہاں تک کہ وہ صفہ کے نزدیک پہنچ گئے جو فقراء صحابہ کا مسکن اور جائے قیام تھا، وہ تھوڑی دیر کے لیے وہاں رک گئے اور عزت و احترام اور شرم و حیا کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس جگہ کو دیکھنے کے لیے جو کبھی اُن فقراء و مساکین کا ٹھکانا تھا، جن کے قدموں کی خاک کو یہ اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے کو تیار ہیں، اُس کے قریب ہی اُنھوں نے تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعتیں پڑھیں اور قبر مبارک کی طرف بڑھے اور پھر اُن کی محبت و عقیدت' جذبات و احساسات اور علم و ایمان نے جو کچھ کہلوایا، وہ انہوں

Marfat.com

نے اس بارگاہ رسالت میں عرض کیا، لیکن شریعت کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور توحید خالص کو پیش نظر رکھ کر۔ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے:

''اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپ نہ ہوتے اور آپ کا یہ جہاد اور دعوت نہ ہوتی، جو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور جس نے بڑے بڑے ملکوں کو فتح کرلیا، اگر آپ کا یہ دین نہ ہوتا، جس پر ایمان لانے کے بعد ہمارے آباؤ اجداد گوشہ عزلت اور قعر مذلت سے نکل کر عزت وسر بلندی، بلند ہمتی وحوصلہ مندی کی وسیع زندگی میں داخل ہوئے، پھر اُس کے نتیجے میں اُنہوں نے بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں، دور دراز ملکوں کو فتح کیا اور اُن قوموں سے خراج وصول کیا، جو کسی زمانے میں اُن کو اپنی لاٹھی سے ہانکتی تھیں اور بھیڑ بکری کے گلّے کی طرح اُن کی پاسبانی اور حفاظت کرتی تھیں۔ اگر جاہلیت سے اسلام کی طرف اور گوشہ گمنامی اور تنگ ومحدود قبائلی زندگی سے تسخیر عالم کی طرف یہ مبارک سفر نہ ہوتا، جو آپ کی برکت سے انجام پذیر ہوا تو دنیا میں کسی جگہ بھی ہمارا جھنڈا سر بلند نہ ہوتا اور نہ ہماری کہانی کسی جگہ سنائی جاتی ہم اُسی طرح بے آب وگیاہ' خشک وویران صحراؤں اور حقیر وادیوں میں دست وگریباں رہتے، جو طاقت ور ہوتا' وہ کمزور پر ظلم کرتا، بڑا چھوٹے پر زیادتی کرتا، ہماری غذا بہت ہی حقیر اور معیار زندگی اتنا پست تھا کہ اُس سے زیادہ پست کا تصور مشکل ہے: ہم اپنے گاؤں یا اپنے محدود قبیلے سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے تھے، جس میں ہماری ساری زندگی اور ساری جدوجہد محصور تھی ہماری مثال تالاب کی مچھلیوں اور کنویں کے مینڈکوں کی سی تھی، ہم اپنے محدود تجربوں کے جال میں گرفتار تھے اور اپنے جاہل اور بے عقل آباؤ اجداد کے گن گاتے تھے۔''

''اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے ہم کو اپنے دین کی ایسی روشنی عطا کی کہ ہماری آنکھیں کھل گئیں، خیال میں وسعت پیدا ہوئی، نظر کو جلا ہوئی۔ اس کے بعد ہم اس وسیع اور جامع دین اور اس روحانی رشتے اور رابطے کو لے کر اللہ کی وسیع اور کشادہ زمین میں پھیل گئے، ہماری مُردہ وخوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں اور ہم نے ان صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے شرک وبت پرستی اور ظلم

Marfat.com

وجہالت کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور ایسی عظیم الشان حکومتیں قائم کیں، جن کے سائے میں ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے بھائی صدیوں تک آرام اور فائدہ اُٹھاتے رہے، آج ہم آپ کی خدمت میں غلامانہ نذرانہ عقیدت پیش کرنے آئے ہیں۔ اور اپنے جذبہ محبت اور عزت واحترام کا خراج یا ٹیکس اپنی خوشی ومرضی سے ادا کررہے ہیں اور اس کو اپنے لیے باعث فخر اور وسیلہ نجات سمجھتے ہیں، ہمیں پورا اعتراف ہے کہ اس دین کے احکام وقوانین کے نفاذ کے سلسلے میں (جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سرفراز کیا تھا) ہم سے یقیناً بڑی کوتاہی ہوئی، ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں بے شک وہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔"

میں اُن بادشاہوں کی طرف متوجہ تھا، میری نظریں اُن کے خاموش اور باادب چہروں پر مرکوز تھیں، میرے کان اُن کے ان پرخلوص نیاز مندانہ الفاظ پر لگے ہوئے تھے جو اس سے قبل میں نے اُن سے کسی موقع پر نہیں سنے تھے کہ ایک اور جماعت داخل ہوئی اور اُن بادشاہوں اور فرمانرواؤں کی پرواہ کیے بغیر اُن کی صفوں سے ہوتی ہوئی سامنے آگئی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان بادشاہوں کے رعب ودبدبہ اور قوت واقتدار کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا تو یہ شاعر ہیں یا انقلابی، یہ اندازہ غلط نہ تھا، اس لیے یہ جماعت ان دونوں گروہوں پر مشتمل تھی، اس میں سید جمال الدین افغانی، امیر سعید حلیم، مولانا محمد علی جوہر، شیخ حسن البنا کے پہلو بہ پہلو ترکی کے مشہور شاعر محمد عاکف اور پاکستان کے علامہ محمد اقبال بھی موجود تھے، ترجمانی کے لیے اُن لوگوں نے آخر الزکر کا انتخاب کیا اور لائق ترجمان نے ان الفاظ میں اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کیا:

"خواجہ کونین سالار بدر وحنین یارسول اللہؐ! میں آپ سے اُس قوم کی شکایت کرنے آیا ہوں، جو آج بھی آپ کے خوانِ نعمت کی ریزہ چیں ہے۔"

اور آپ کے سایہ رحمت کے سوا اس کو کہیں پناہ نہیں ملتی، اور آپ ہی کے لگائے ہوئے باغ کے پھل کھا رہی ہے، وہ ان ملکوں میں جن کو آپ نے قفس استبداد سے آزاد کرایا تھا اور سورج کی روشنی اور کھلی ہوا عطا کی تھی، وہ آج آزادی کے ساتھ اور اپنی مرضی کے مطابق حکومت کررہی ہے،

Marfat.com

لیکن یہی قوم آج اسی بنیاد کو اکھاڑ رہی ہے، جس پر اس عظیم امت کے وجود کا دارومدار ہے، اس کے رہنما لیڈر آج یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس امت واحدہ کو کثیر التعداد قومیتوں میں تقسیم کر دیں وہ اسی چیز کو زندہ کرنا چاہتے ہیں، جس کو آپ نے ختم کیا تھا، اسی چیز کو بگاڑ رہے ہیں، جس کو آپ نے بنایا تھا، وہ اس امت کو عہد جاہلیت کی طرف دوبارہ واپس لے جانا چاہتے ہیں، جس سے آپ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکالا تھا وہ اللہ کی نعمت کو ناشکری سے تبدیل کر کے اپنی قوم کو تباہی کے گھر کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، ''چراغ مصطفوی'' اور ''شرار ابولہبی'' کی معرکہ آرائی آج پھر قائم ہے، بدقسمتی سے ابولہب کے کیمپ کی طرف وہ لوگ نظر آ رہے ہیں جو اسلام کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں وہ آج اپنے جاہلی کارناموں پر اور اصنام پر فخر کرنے لگے ہیں، جن کو آپ نے پاش پاش کر دیا تھا، یہ لوگ اُن تاجروں میں ہیں، جو سودا خریدتے وقت تو زیادہ لینا چاہتے ہیں اور بیچتے وقت کم دیتے ہیں۔ آپ کے کلمے کی برکت سے اُنہوں نے ہر چیز حاصل کی اور ہر طرح کی قوت وعزت سے بہرہ مند ہوئے، اب وہ اُن قوموں کے ساتھ جن کے وہ حاکم اور نگراں ہیں یہ سلوک کر رہے ہیں۔

آپ نے جن بتوں سے کعبے کو پاک کیا تھا، وہ آج مسلمان قوموں کے سروں پر نئے نئے لباسوں میں پھر مسلط کیے جا رہے ہیں۔ لیکن کوئی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نہیں جو فکری وذہنی ارتداد کی بھڑکتی آگ کو فرو کر سکے اور کوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں جو اس کے لیے مردانہ وار میدان میں آئے۔

میری طرف سے جن کی نمائندگی اور ترجمانی کا فخر مجھے حاصل ہوا ہے آپ کو دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے اور عقیدت واحترام کے جذبات میں ڈوبے ہوئے سلام کا تحفہ قبول ہو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں ہم آپ کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا اعلان کرتے ہیں اور جب تک زندگی ہے، اسلام کی اسی رسی کو انشاء اللہ مضبوطی سے پکڑے رہیں گے۔

یہ بلیغ اور ایمان ویقین سے لبریز الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ مسجد نبویؐ کے میناروں سے اذان کی آواز دلنواز بلند ہوئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر۔ میں یکبارگی ہشیار ہوگیا اور تخیلات

Marfat.com

کا یہ حسین سلسلہ جو تاریخ کے سہارے قائم ہوا تھا، ٹوٹ گیا، میں اب پھر اُسی دنیا میں واپس گیا، جہاں سے چلا تھا، کچھ لوگ نماز میں مشغول تھے اور کچھ تلاوت کر رہے تھے، عالم اسلام کے مختلف وفود اور جماعتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کر رہی تھیں۔ زبان اور لہجوں کے اختلافات کے ساتھ جذبات و تاثرات کے اتحاد نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔

اے انساں! اپنے اوپر اللہ کے احسانات تو دیکھ

حکایت﴾ ایک غلام بچہ کی قسمت جاگی ایک بہت بڑے بادشاہ کی نظر اُس پر پڑ گئی یہ غلام بچہ بہت ہی کمزور، لاغر اور نحیف بے بس اور لاچار تھا۔ نہ اس کا کوئی سرپرست تھا نہ والی وارث۔

بادشاہ کی نظر عنایت نے اس کو آغوش شفقت میں لے لیا۔ اُس کی تربیت کے لیے بہت سی نرسیں اور مامائیں مقرر کیں۔ رہنے کے لیے خوبصورت محل جھولنے کے واسطے جھولے۔ کھیلنے کے واسطے صاف ستھرے میدان، سیر و تفریح کے لیے ہرے بھرے باغیچے عطا کر دیئے شاہی خادم باورچی خانہ سے اس کے اشاروں پر بہتر سے بہتر کھانا تیار کرا کے پیش کرتے۔ داروغہ ہر وقت کمر کسے کھڑا رہتا کہ جب بھی اشارہ پائے، بہتر سے بہتر پوشاک اور سامان آرائش اس کی خدمت میں حاضر کر دے۔ تعلیم کے لیے بہتر سے بہتر اتالیق مقرر کیے گئے۔ باڈی گارڈ کا ایک مضبوط دستہ ہر وقت محل کی حفاظت کرتا رہتا تھا اور بے وردی پولیس اور سی۔ آئی۔ ڈی اس کے دائیں بائیں نگرانی میں مصروف رہتی۔ غرض وہ تمام ناز برداریاں جو خاص شہزادوں کی ہو سکتی ہیں اُس غلام بچہ کی، کی گئیں۔ بچہ جوان ہو کر سرکاری خدمت انجام دینے کے قابل ہوا تو شاہانہ عنایت نے ایک پورے صوبے کی حکومت اُس کے سپرد کر دی۔

یہ غلام بچہ نائب السلطنت اور گورنر کی حیثیت سے بڑے کروفر سے اس صوبے میں پہنچا۔ دارالحکومت میں اس کا عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ گورنمنٹ ہاؤس (سرکاری محل) میں فروکش ہوا۔ حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لی۔

Marfat.com

صوبہ کی حکومت پا لینے کے بعد اس خانہ زاد کا فرض تھا کہ جس مالک نے اُس کو بلا کسی استحقاق کے ان بے شمار مہربانیوں اور عنایتوں سے نوازا اُس کی وفاداری اور اطاعت شعاری میں اپنی زندگی قربان کر دیتا اور پھر بھی یہی فیصلہ کرتا کہ حق ادا نہ ہوسکا، کیونکہ اس کے پاس اس کا کچھ بھی نہ تھا جو کچھ تھا شاہ کا عطیہ تھا۔ اُس کا لطف واحسان تھا۔ مگر اس بدبخت غلام کو جیسے ہی حکومت ملی۔ وفا کی بجائے جفا کی باتیں سوچنے لگا۔

کمینہ خصلت غدار جو بادشاہ کے ملک میں چھپے پڑے تھے اُن سے ساز باز شروع کر دی اور امن وامان قائم کرنے، کمزوروں کی امداد، مظلوموں کی فریاد رسی، ملک کی آبادی اور سلطنت کو ترقی دینے کی بجائے فساد پھیلانے اور بغاوت برپا کرنے کے منصوبے تیار کر لیے۔ لیکن یہ بادشاہ بہت ہوشیار اور سمجھدار تھا۔ اُس کا نظام حکومت بہت مضبوط تھا۔ وہ خود بھی ہر وقت چوکنا رہتا اور اُس کی مستعد نہایت چست سی آئی ڈی بھی ایک ایک لحہ کی خبر اس کو پہنچاتی رہتی تھی۔ بادشاہ کو فوراً ہی اس بدبخت کے ارادوں کا علم ہوا اور یہ پوری سازش پکڑ لی گئی۔ یہ غلام بچہ گرفتار ہوا۔ عدالت میں پیش کیا گیا۔ مقدمہ کی سماعت شروع کر دی گئی۔ فاضل ججوں کا یہ فیصلہ ہوا کہ اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ یا کم سے کم سزا یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ جیل خانہ میں سڑایا جائے اس بدبخت نے بادشاہ پر ظلم کا ارادہ کر کے خود اپنے اُوپر ظلم کیا ہے۔ اب خواجہ محمد اسلام کی بات غور سے سنو:

یہ قصہ آپ نے پڑھا، اب خود انسان کی حالت پر غور کرو۔ یہ انسان کچھ بھی نہ تھا، خاک کی ایک مٹھی تھا۔ سب آقاؤں کے آقا سب مالکوں کے مالک، سب حاکموں کے سب سے بڑے حاکم اور حقیقی بادشاہ اللہ پاک کی نظر عنایت نے اس مشتِ خاک کو ایسا پیکر (جسم) عطا فرمایا جو سب سے زیادہ موزوں اور سب سے زیادہ معتدل ہے۔ اس کو ایسے قالب کا گھوارہ عطا فرمایا، جس کی نظیر سے ساری مخلوق عاری ہے۔ زمین وآسمان کی بے شمار مخلوقات میں کسی کو بھی کوٹھی، بنگلہ، قلعہ یا محل بنانے کی صلاحیت نصیب نہ ہوئی۔ نہ کسی میں خوشبو، بدبو یا اچھے بُرے کھانے کی تمیز پیدا ہوئی۔ شیر کو جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ مگر اس بادشاہ کا نہ کوئی محل ہے نہ قلعہ نہ دربار نہ تخت وتاج۔ اُسے شاہانہ

Marfat.com

پوشاک تو کیا پھٹے پرانے چیتھڑے بھی نصیب نہیں۔ لیکن خانہ بدوش انسان کے لیے کوٹھیاں اور بنگلے نہ سہی اس کو چمڑے اور سوت کے ہلکے پھلکے خیمے میسر ہیں جن کو وہ جہاں چاہتا ہے نصب کرتا ہے اور اپنا محل بنا لیتا ہے۔ قدرت کا کارخانہ اس کے لیے کپاس، اُون، سن اور چمڑا اتنا فراہم کرتا رہتا ہے کہ وہ استعمال کرتے کرتے تھک جائے لیکن قدرتی سامان کے خزانے ختم نہیں ہوتے۔

خریف و ربیع اور بہار و خزاں کے باورچی طرح طرح کے میوے پھل اور غلے فراہم کرنے میں بارہ مہینے لگے رہتے ہیں اور ہر ایک غذا کے بے شمار انبار اس کے سامنے لگا دیتے ہیں جن کو انسان بلاشرکت غیرے استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک چوہے اور گلہری تک کو اجازت نہیں دیتا کہ ایک دانہ بھی مونھ میں ڈال لیں۔ اگر کوئی ایسا جرم کر گزرتا ہے۔ تو اس کو موت کی سزا دینے میں بھی تامل نہیں کرتا۔

قدرت کا پاور ہاوس آفتاب کی روشنی، حرارت اور بجلی فراہم کرتا ہے، جس سے اُس کے کروڑوں کارخانے اور فیکٹریاں چلتی ہیں یہ کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو شام کی ٹھنڈی ہوائیں اس کی تھکن دور کرتی ہیں اور تھپک تھپک کر سلاتی ہیں۔ سویرے اُٹھتا ہے تو نسیم صبح کی دل آرام نرسیں تفریح کے لیے حاضر ہوتی ہیں اور اپنی اٹھکیلیوں سے اس کا دل بہلا کر تمام دن کام کرنے کے لیے تازہ دم کر دیتی ہیں۔ سینکڑوں حسین مناظر اپنے جلووں سے اس کی نگاہیں سینکتے ہیں اور بدن کی نس نس میں تازہ خون کے فوارے دوڑاتے ہیں۔

ان بے شمار نعمتوں کے ساتھ سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اس کو نائب اور خلیفہ بنا کر ساری مخلوق میں اس کا درجہ سب سے بلند کیا اور نہ صرف بحر و بر خشکی و تری بلکہ موجودہ کائنات کا یہ تمام کارخانہ اس کے سپرد کر دیا۔ وہ جس طرح چاہے سمندروں سے کام لے۔ سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں کو کاٹ کر تفریح گاہیں بنائے۔ ہرے بھرے جنگلات پر آرے چلا کر اپنے محلات کے لیے اعلیٰ قسم کا فرنیچر تیار کرائے۔ پرندوں کا شکار کرے۔ درندوں کو گرفتار کر کے عجائب خانوں میں بند کرے۔ مویشی سے باربرداری کا کام لے۔ ہوا اور بجلی کو قبضہ میں لا کر اپنی شان و شوکت ظاہر

Marfat.com

کرے۔ چاند تاروں تک پہنچے اور وہاں اپنی حکومت قائم کرے۔

یہ تمام نعمتیں پانے کے بعد اس مشتِ خاک کا فرض ہے کہ اپنے مالک اور آقا کو پہچانے اس کی وفاداری کو اپنا فرض اور زندگی کا آخری مقصد قرار دے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ اس کی انسانیت اور اس کی انصاف پسندی اور شرافت ہے۔ لیکن اگر اس کے برعکس وہ ان کو آقا اور مالک مانے جو کچھ بھی نہیں ہیں، تو ظاہر ہے یہ بہت بڑی جہالت بلکہ حماقت ہے اور یہ بات کہ آقا سے توڑ کر ان سے جوڑے جو اس سے بھی زیادہ ذلیل اور حقیر ہیں اور اُن کو اپنا آقا مانے جن کی پیدائش خود اس کی خدمت کے لیے ہوئی ہے تو یہ حماقت و جہالت ہی نہیں بلکہ اپنے آقا کے حق میں بہت بڑی نمک حرامی اور خود اپنی ہستی کے حق میں بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔ اس تفصیل کے بعد یہ بات صاف ہوگئی کہ غیر اللہ کی عبادت سب سے بڑی جہالت، حماقت، فریب خوردگی اور خود اپنے اُوپر اور نہ صرف اپنے اُوپر بلکہ عالم انسانیت پر ظلم عظیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے۔ وہ اس کا مرتکب تو کیا ہوگا اُس کا ذکر کرنا بھی پسند نہیں کرے گا اور اگر کسی طرح زبان پر ذکر آجاتا ہے تو فوراً کہتا ہے: نعوذ باللہ، ہم اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔

وجودِ زن سے ہے کائنات میں رنگ

اے مخاطب! تو اپنے ماں باپ کو راضی کر لے اللہ تیری ساری خطائیں معاف کر دے گا

ماں شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہو یا پھر معمولی محنت کش گھرانے سے ہو، ماں ماں ہے۔ یقین جانیے ماں لوری دے رہی ہو تو اس کے لہجے میں فرشتے بولتے نظر آتے ہیں۔ ماں روٹیاں لگا رہی ہو تو وقت کے بادشاہ اس کے آگے ایک ٹکڑے کے سوالی نظر آتے ہیں۔ ماں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دے تو کل جہانوں کا مالک عرش سے دوزینے نیچے اتر کر اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ماں اپنے بچے پر اپنا میلا آنچل ڈال دے تو اللہ کی رحمت گھٹا بن کر چھا جاتی ہے۔ ماں کی نگاہیں غضب آلود ہوں تو عرشِ الٰہی تھر تھر کانپنے لگتا تھا۔

Marfat.com

گارڈ آف آنر کا معائنہ کرنے اور چبوترے پر چڑھ کر سلامی لینے میں وہ خمار کہاں، جو جھولے میں لیٹ کر ماں کے ہاتھوں ہلکورے کھانے میں آتا ہے۔ مخملیں مسہریوں پر لیٹ کر نیند کا وہ نشہ کہاں جو ماں کی گود میں حاصل ہوتا ہے۔ غزالی و رازی کے فلسفے اور رومی و جامی کے شعر و سخن میں وہ حسن کہاں جو اَن پڑھ ماں کی سادہ لوحی میں ہے۔ نثر و نظم کے شہ پاروں میں وہ حسن کہاں جو ماں کی لوری میں گھلا ہوتا ہے۔ قوس و قزح کے رنگ ضرب المثل بن چکے ہیں مگر ماں کے بے لوث اور بے ساختہ پیار کا رنگ بہت دلآویز اور نظر نواز ہوتا ہے۔ گلاب کی پنکھڑی لاکھ نازک سہی مگر ماںمتا کے آبگینے کی لطافت کی اور ہی بات ہے۔ کنول کا پھول بہت شفاف ہے مگر ماں کا آئینۂ دل اس سے کہیں زیادہ شفاف ہوتا ہے۔ چاند کی چاندنی بڑی خنک ہے مگر ماں کے سائے کی ٹھنڈک کا جواب کہیں بھی نہیں اور نسیم سحر کا پر لطف جھونکا اپنی جگہ مگر ماں کے دامن کی ہوا کا مقابلہ کون کرے؟ اگرچہ صحرا کے ذروں، سمندر کے قطروں اور جنگل کے پتوں کو کوئی نہیں گن سکتا، پھر بھی ایسے کمپیوٹر ایجاد ہو چکے ہیں جن کے لیے اس طرح کی چیزوں کا شمار کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لیکن ماں کے پیار کا شمار حدِ امکاں سے باہر ہے۔ اس موقع پر میں قلمکار کی محفل سے نکل کر دُنیا جہاں کے بڑے بڑے نامی گرامی حضرات کی محفل میں پہنچ گیا کہ آیا اس ہستی کے حوالے سے ان کے کیا احساسات ہیں؟

آخر ماں کا وجود تو ایسی نعمت ہے کہ متحدہ ہندوستان کے فرمانروا اورنگزیب عالمگیر کا کہنا کیا خوب ہے کہ ماں کے بغیر گھر قبرستان لگتا ہے۔ آخر اورنگزیب کے ہاں کس چیز کی کمی تھی؟ ...... وراثت میں بادشاہت ملی، پچاس برس حکومت کی، اورنگزیب لقب پایا، عالمگیر کہلایا، تاج مغلیہ زیب سر کر کے بھی ممتا سے بے نیاز نہ ہو سکا۔

نادر شاہ درانی جیسا تیر و تفنگ سے کھیلنے اور تیغ و سنان کے سائے میں پلنے والا حکمران اپنی ساری سختی و صلاحیت کو بھول کر بول اُٹھا، ماں اور پھولوں میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

مولانا محمد علی جوہر نے دُنیا میں کیا کچھ نہیں پایا اور زمانے میں کیا کچھ نہیں دیکھا۔ آکسفورڈ کی ڈگری، ذوقِ شعر و سخن، اقلیم صحافت کی تاجداری اور میدان صحافت کی شہسواری، قیادت کی مسند

Marfat.com

اور بیت المقدس میں مرقد، پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ دُنیا کی سب سے حسین شے ماں اور صرف ماں ہے۔

علامہ اقبال جو بجا طور پر حکیم الامت کہلائے، دُنیا نے انہیں فلیسوف مشرق مانا، اسلامیان ہند کے نزدیک مصورِ پاکستان ٹھہرے، غلام قوم کے فرد ہو کر جرمن فلسفی نطشے کو مقام کبریائی سمجھاتے رہے۔ وہ ماں کی عظمت کو یوں سلام پیش کرتے ہیں کہ سخت سے سخت دل کو ماں کی پرنم آنکھوں سے نرم کیا جا سکتا ہے۔

لیکن آیئے ذرا اس موقع پر کائناتِ انسانی کی سب سے بڑی، سب سے معتبر، سب سے اعلیٰ ہستی ہادیِ برحق، نبی آخر الزماں، سرورِ کون و مکاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ رسالت سے اس ضمن میں ارشاد لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔''

کہنے کو تو ملک کی صدارت سب سے بڑا عہدہ ہے۔ وزارتِ عظمیٰ خوش بختی کی انتہا ہے، فیکٹری اور مربعوں کا مالک ہونا، ترقی اور خوشحالی کے افق کا بلند ترین ستارہ ہے۔ مگر خدا لگتی بات یہ ہے کہ ملک کی صدارت، وزارتِ عظمیٰ، فیکٹریاں اور مربعے؛ ماں کی شفقت آمیز لہجے کا نعم البدل نہیں بن سکتے۔ ضروری نہیں کہ ماں کا تعلق بڑے خاندان سے ہو، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو، جدید دُنیا کے رجحانات سے آگاہ ہو، آداب و اطوار میں ماڈرن ہو اور سیاسی و معاشرتی اعتبار سے اونچا مقام رکھتی ہو، تب ہی اُسے سراہا جائے، اس کے موضوع پر تقریر کی جائے۔ اس کے لیے مدر ڈے منایا جائے اور اس پر مضمون لکھا جائے، بلکہ ماں فقط ماں ہوتی ہے، جس طرح گلاب کا کوئی اور نام رکھ دیا جائے، اس کی طراوت اور لطافت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ماں کی مامتا کو حرف و لفظ شاید بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ ماں کی وضاحت صرف اور صرف اس سے واضح ہوتی ہے کہ خالقِ کائنات نے جب اپنی مخلوق کے ساتھ تعلق کو ظاہر کرنا چاہا کہ وہ اپنی مخلوق سے کس قدر محبت کرتا ہے تو اس کی مثال ماں کے پیار سے تشبیہ دیتے ہوئے دی۔ ماں سے پیار اس لیے بھی کہ وہ ہمیں پہلا لفظ سکھاتی ہے، وہ ہمیں جھولی میں لٹا کر احساس کی دولت سے مالا مال کرتی ہے، وہ ہمیں پہلا قدم چلنا سکھاتی ہے، وہ ہمیں لوری کے ذریعے پیار کا درس دیتی ہے۔

Marfat.com

اس کے اٹھے ہاتھ ہمارے راستوں سے رکاوٹیں دور کرتے ہیں، اس کی پرنم آنکھیں ہمیں تلاش کرتی ہیں۔اس کے دھڑکتے دل کی ہر ایک دھڑکن ہماری خیر و عافیت کی دُعا ہوتی ہے، اس کی متلاشی نظریں صرف ہمیں تلاش کر رہی ہوتی ہیں۔اس کے سینے میں مچلتی آرزوئیں صرف اور صرف اولاد کے لیے ہوتی ہیں۔............لیکن ایسے میں مجھے کوئی کیا تسلی دے گا کیوں کہ میں اپنی ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہوں جو مجھے تنہا چھوڑ گئی۔ میں ضبط کے بندھن کو اپنی ساری بساط کے زور پر روکتے ہوئے اس مضمون کا اختتام کر رہا ہوں اور آپ سے اماں زینب بی بی اور اماں عزیز بیگم کی مغفرت کے لیے دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔

توحید باری تعالیٰ

غیروں سے مانگا کچھ نہ ملا، ذلت ملی، اللہ سے مانگا سب کچھ ملا، عزت ملی
اے مانگنے والے! مانگ اسی سے جو دیتا ہے خوشی سے، پھر کہتا نہیں کسی سے
وہ تیرا ...... اللہ ...... ہی ہے تمام جہانوں کا پروردگار

مخلوق پر بہت مہربان کون؟ اللہ۔نہایت رحم والا کون؟ اللہ۔ساری کائنات کا بادشاہ کون؟ اللہ۔پاک ذات کس کی؟ اللہ کی۔سلامتی والا کون؟ اللہ۔امن دینے والا کون؟ اللہ۔نگرانی کرنے والا کون؟ اللہ۔غالب کون؟ اللہ۔زبردست کون؟ اللہ۔بڑائی والا کون؟ اللہ۔ہر چیز کو بنانے والا کون؟ اللہ۔پیدا کرنے والا کون؟ اللہ۔صورتیں بنانے والا کون؟ اللہ۔بخشنے والا کون؟ اللہ۔زبردست دباؤ والا کون؟ اللہ۔بہت دینے والا کون؟ اللہ۔روزی دینے والا کون؟ اللہ۔کھولنے والا کون؟ اللہ۔جاننے والا کون؟ اللہ۔تنگ کرنے والا کون؟ اللہ۔کشادہ کرنے والا کون؟ اللہ۔پست کرنے والا کون؟ اللہ۔بلند کرنے والا کون؟ اللہ۔عزت دینے والا کون؟ اللہ۔ذلت دینے والا کون؟ اللہ۔خوب سننے والا کون؟ اللہ۔خوب دیکھنے والا کون؟ اللہ۔فیصلہ کرنے والا کون؟ اللہ۔انصاف کرنے والا کون؟ اللہ۔خبر رکھنے والا کون؟ اللہ۔بردبار کون؟ اللہ۔بہت عظمت والا کون؟

Marfat.com

اللہ۔ بخشنے والا کون؟ اللہ۔ نیک کاموں کا قدردان کون؟ اللہ۔ بلندی والا کون؟ اللہ۔ بہت بڑا کون؟ اللہ حفاظت کرنے والا کون؟ اللہ۔ روزی دینے والا کون؟ اللہ۔ کفایت کرنے والا کون؟ اللہ۔ بزرگی والا کون؟ اللہ۔ عزت والا کون؟ اللہ۔ نگہبان کون؟ اللہ۔ قبول کرنے والا کون؟ اللہ۔ کشائش والا کون؟ اللہ۔ حکمت والا کون؟ اللہ۔ محبت کرنے والا کون؟ اللہ۔ بڑی شان والا کون؟ اللہ۔ اٹھانے والا کون؟ اللہ۔ ہر جگہ حاضر کون؟ اللہ۔ سچا مالک کون؟ اللہ۔ کام بنانے والا کون؟ اللہ۔ زور آور کون؟ اللہ۔ قوت والا کون؟ اللہ۔ حمایت کرنے والا کون؟ اللہ۔ ہر قسم کی خوبیوں والا کون؟ اللہ۔ گننے والا کون؟ اللہ۔ پہلی بار پیدا کرنے والا کون؟ اللہ۔ دوبارہ پیدا کرنے والا کون؟ اللہ۔ زندہ کرنے والا کون؟ اللہ۔ مارنے والا کون؟ اللہ۔ زندہ کون؟ اللہ۔ سب کا تھامنے والا کون؟ اللہ۔ ہر چیز کی خبر پانے والا کون؟ اللہ۔ عزت والا کون؟ اللہ۔ اکیلا ایک جو کسی کا محتاج نہیں کون؟ اللہ۔ قدرت والا کون؟ اللہ۔ آگے بڑھانے والا کون؟ اللہ۔ پیچھے ہٹانے والا کون؟ اللہ۔ سب سے اول کون؟ اللہ۔ سب سے آخر کون؟ اللہ۔ ظاہر کون؟ اللہ۔ پوشیدہ کون؟ اللہ۔ مالک کائنات کون؟ اللہ۔ خالق کائنات کون؟ اللہ۔ بلند صفتوں والا کون؟ اللہ۔ احسان کرنے والا کون؟ اللہ۔ توبہ قبول کرنے والا کون؟ اللہ۔ ظالموں سے ظلم کا بدلہ لینے والا کون؟ اللہ۔ معاف کرنے والا کون؟ اللہ۔ نرمی کرنے والا کون؟ اللہ۔ بادشاہی کا مالک کون؟ اللہ۔ جلال والا اور انعام والا کون؟ اللہ۔ انصاف کرنے والا کون؟ اللہ۔ اکٹھا کرنے والا کون؟ اللہ۔ روشن کرنے والا کون؟ اللہ۔ ہدایت دینے والا کون؟ اللہ۔ نئی طرح پیدا کرنے والا کون؟ اللہ۔ باقی رہنے والا کون؟ اللہ۔ سب کا وارث کون؟ اللہ۔ نیک راہ بتانے والا کون؟ اللہ۔ صبر کرنے والا کون؟ اللہ۔ مخلوق کے گناہوں کو معاف کرنے والا کون؟ اللہ۔ سب کا حاجت روا کون؟ اللہ۔ سب کا مشکل کشا کون؟ اللہ۔ ایسا کہ جس کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کون؟ اللہ۔ ساری مخلوق کے سارے کاموں سے واقف وہی اکیلا اللہ ہے۔

خبردار! اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ہر حال میں اسی کو پکارو وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے ہر حال میں اسی کو پکارنے میں ہی نجات ہے۔

Marfat.com

دُعا کی ضرورت اور فضیلت

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو جب خلافتِ ارضی کی ذمہ داریوں کے ساتھ زمین پر اُتارا گیا تو انسانی کوتاہیوں سے رجوع اور توبہ کرنے کے لیے طریقہ وحی کے ذریعہ بتایا گیا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''پھر آدمؑ نے اپنے اللہ سے چند کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اللہ نے اُن کا قصور معاف کر دیا۔'' جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے اللہ کو پکارتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں (ترمذی)۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: ''(لوگو) اپنے اللہ سے عاجزی اور آہستگی سے مانگو۔''

جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بُرے حال میں اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہیے کہ وہ خوش حالی کے زمانہ میں دُعا کثرت سے کیا کرے۔ (مشکوٰۃ)

....

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو مرْدود ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اے پروردگار ہمارے! قبول کر ہم سے بے شک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ اے پروردگار ہمارے! اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بے شک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے اللہ ہمارے! دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ اے اللہ ہمارے! ڈال دے ہمارے دلوں میں صبر اور جمائے رکھ قدم ہمارے اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر۔ اے اللہ ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے اللہ ہمارے! نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر۔ اے اللہ ہمارے! اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ بوجھ جسکی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے، مدد کر ہماری

Marfat.com

کافروں پر۔ اے اللہ! نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس سے رحمت تو ہی ہے سب کچھ دینے والا۔ اے اللہ! تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں بے شک تو اللہ خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ۔ اے اللہ ہمارے! ہم ایمان لائے ہیں سو بخش دے ہم کو گناہ ہمارے اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ اے اللہ! ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم طابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں۔ اے اللہ ہمارے! بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر۔ اے اللہ ہمارے! تو نے یہ عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔ اے اللہ ہمارے! جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا اور نہیں کوئی گنہگاروں کا مددگار۔ اے اللہ ہمارے! ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لے آئے۔ اے اللہ ہمارے! اب بخش دے گناہ ہمارے اور دُور کر دے ہم سے برائیاں۔ اے اللہ ہمارے! اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے اللہ ہمارے! اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ اے اللہ ہمارے! ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ۔ اے اللہ ہمارے! اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے بہتر روزی دینے والا۔ اے اللہ ہمارے! ظلم کیا ہم نے اپنی جان پر اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور ہو جائیں گے تباہ۔ اے اللہ ہمارے! مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ۔ اے اللہ ہمارے! فیصلہ کر ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے اللہ ہمارے! دہانے کھول دے ہم پر صبر کے اور ہم کو مار مسلمان۔ اے اللہ ہمارے! نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا اور چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے۔ اے اللہ ہمارے! تُو تو جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں دکھا کر اور جو کچھ کرتے ہیں چھپا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی

Marfat.com

چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔ اے اللہ میرے! اور قبول کر میری دعا۔ اے ہمارے اللہ! بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب۔ اے اللہ! دے ہم کو اپنے پاس سے بخشش اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی۔ اے اللہ ہمارے! ہم ڈرتے ہیں تجھ سے، تو ہمارا خوف اپنی محبت میں بدل دے۔ ہمارا رب تو وہ ہے جس نے دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سمجھائی۔ اے اللہ ہمارے! ہم یقین لائے، سو معاف کر ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ اے اللہ! ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بے شک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بُری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بُری جگہ ہے رہنے کی۔ اے اللہ! دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔ ہمارا اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔ اے پروردگار ہمارے! ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو آگ کے عذاب سے۔ اے اللہ ہمارے! اور داخل کر ان کو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو ان کے باپوں اور عورتوں میں اور اولاد میں بے شک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا ان کو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اس دن اس پر مہربانی کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی۔ اے اللہ! بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں دشمنی ایمان والوں کی۔ اے اللہ! تو ہی ہے نرمی والا مہربان۔ اے اللہ ہمارے! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا۔ اے اللہ ہمارے! مت جانچ ہم پر کافروں کو اور ہم کو معاف کر۔ اے اللہ ہمارے! تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔ اے اللہ! پوری کر دے ہم کو اپنے نور کی روشنی اور معاف کر ہم کو بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ پاک ہے ذات میرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا۔

”وہ اللہ (ایسا ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غیب کا اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا

Marfat.com

ہے، وہ رحمٰن ورحیم ہے وہ اللہ (ایسا ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز ہے، جبار ہے، باعظمت ہے، اللہ اُس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں، وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک بنانے والا ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، جو بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اس کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔"

اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مُردہ شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ڈوب رہا ہو، اور جان بچانے کے لیے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہو چنانچہ مردہ بھی اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کی دعاؤں کا منتظر رہتا ہے کیونکہ ان زندہ لوگوں کی دعائیں نور کے پہاڑوں کی طرح مُردوں تک پہنچتی ہیں۔ اور فرمایا، کہ دعاؤں کو نورانی طشتوں میں رکھ کر مُردوں کے سامنے لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ تحفہ فلاں (دوست یا عزیز) کی طرف سے ہے اور مُردہ اس سے اسی طرح خوش ہوتا ہے جیسے کہ زندہ لوگ تحائف سے خوش ہوا کرتے ہیں۔ دُعا کے لیے کچھ ارکان ہیں اور کچھ پر ہیں اور کچھ اسباب ہیں اور کچھ اوقات ہیں۔ اگر ارکان کے موافق ہوتی ہے تو دعا قوی ہوتی ہے، اور پَروں کے موافق ہوتی ہے تو آسمان پر اُڑ جاتی ہے اور اگر اپنے اوقات کے موافق ہوتی ہے تو فائز ہوتی ہے، اور اسباب کے موافق ہوتی ہے تو کامیاب ہوتی ہے۔ دعا کے ارکان حضورِ قلب، رقت، عاجزی، خشوع اور اللہ کے ساتھ قلبی تعلق ہے، اور اس کے پَر صدق ہیں، اور اس کے اوقات رات کا آخری حصہ، اور اس کے اسباب اللہ کے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تجھ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی مناجات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی روحانیت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی خلت عنایت فرماوے تو اور اُس سے زیادہ طلب کر، اس لیے کہ اُس کے پاس کچھ کمی نہیں۔ ان مراتب سے کھربوں ہا گنا زیادہ اُس کے پاس موجود ہیں۔

عطا سلمی کہتے ہیں کہ ایک سال خشک سالی ہوئی۔ ہم بارش کی دُعا کے لیے نکلے۔ باہر دیکھا

Marfat.com

کہ سعدون مجنون قبرستان میں ہیں۔ انہوں نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ کیا دن قیامت کا ہے یا قبروں سے لوگ نکل پڑے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ بارش نہیں ہوئی اس لیے لوگ دعا کو نکلے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے عطا کون سے دلوں سے دعا مانگتے ہو۔ زمینی سے یا آسمانی سے۔ میں نے کہا کہ آسمانی سے۔ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اے عطا! کھوٹے سکوں والوں سے کہہ دو کہ کھوٹے دام نہ چلاویں کہ پرکھیا بڑا بینا ہے۔ پھر انہوں نے اپنی آنکھ سے آسمان کو دیکھ کر کہا۔ کہ اللہ پاک خالق کائنات رب العالمین! اپنے شہروں کو اپنے بندوں کے گناہوں سے ہلاک مت کر بلکہ بہ طفیل اپنے اسمائے مکنون اور اپنی نعمائے مخزون کے، ہم کو کثرت سے شیریں پانی عنایت فرما، جس سے تو بندوں کو زندہ کرے اور شہروں کو سیراب فرمادے۔ تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ عطا کہتے ہیں کہ سعدون نے یہ دعا تمام نہ کی تھی، کہ آسمان سے رعد کی صدا بلند ہوئی اور بجلی چمکی اور پانی موسلا دھار گرنے لگا۔ سعدون وہاں سے یہ کہتے ہوئے چل دیئے۔

زاہد اور اہل عبادت کو ہے واقع میں فلاح
کیونکہ مالک کے لیے کرتے ہیں فاقے پیہم
چشم بیمار میں ان کی نہیں ہے خواب کو دخل
یاد محبوب میں رہتی ہیں وہ شب بھر خرم
ہیں عبادت میں اللہ کی وہ یہاں تک مصروف
ان کو نسبت بجنوں کرتا ہے سارا عالم

ایک جامع دُعا بتاتا ہوں۔ جو کوئی صبح وشام اس دُعا کو پڑھے اس کے گناہ نابود ہوں اور سرور دائم رہے، اور خطائیں محو ہوں، اور دعا مقبول ہو اور رزق میں کشادگی ہو، اور اس کا عمل خالص ہو اور دشمن پر مدد ملے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھا جائے اور بجز شہید ہونے کے اور طرح نہ مرے، وہ دُعا یہ ہے:

"اللہ پاک! جیسا تو لطیف ہوا اپنی عظمت میں اور لطیفوں کے سوا اور تو بڑھ گیا اپنی عظمت

Marfat.com

سے سب عظمتوں پر، اور تُو نے جانا اپنی زمین کے نیچے کی چیز کو جیسے تُو جانتا ہے اپنے عرش کے اُوپر کی چیز کو، اور سینوں کے وسوسے ہیں تیرے نزدیک مثل کھلی بات کے، اور کھلی بات اور چھپی بات تیرے علم میں یکساں ہے اور ہر ایک چیز تیری عظمت کے سامنے پست ہوگئی ہے اور دنیا اور آخرت کا معاملہ بالکل تیرے قبضہ میں ہے۔ تُو میرے لیے کشادگی اور نکاسی کر دے ہر تردد سے جس میں مبتلا ہوں۔ اللہ پاک! تیرے معاف کرنے سے میرے گناہوں کو، اور درگزر فرمانے سے میری خطاؤں سے، اور پردہ پوشی نے میرے برے کاموں پر مجھ کو اس بات کی طمع دلائی کہ تجھ سے ایسی بات کا سوال کرتا ہوں، جس کا مستحق نہیں۔ باعث اپنی تقصیر کے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں دعا مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے اے اللہ سوال کرتا ہوں اور تُو میرے اُوپر احسان کرتا ہے اور میں اپنے نفس کے ساتھ برائی کرتا ہوں۔ تو مجھ میں اور تجھ میں کیا نسبت۔ تو نعمتیں دے کر میرا دوست بنتا ہے اور میں گناہ کر کے تیرا دشمن۔ مجھ کو پھر اعتماد ہے اسی نے مجھ کو برانگیختہ کیا کہ تجھ پر جرأت کروں۔ پس تو اپنا فضل اور احسان مجھ پر بدستور سابق فرما۔"

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں، اور صابرین کی پختگی اور تجھ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش (یا احتیاط) مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت، تاکہ میں تجھ سے ڈرنے لگوں۔ اے اللہ! ایسا ڈر جو مجھے تیری نافرمانی سے روک دے اور تاکہ میں تیری اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے تیری رضا اور خوشنودی کا مستحق بن جاؤں۔ تاکہ خلوص کی توبہ تیرے ڈر سے کرنے لگوں، تاکہ سچا اخلاص تیری محبت کی وجہ سے کرنے لگوں، اور تاکہ تیرے حسن ظن کی وجہ سے تجھ پر توکل کرنے لگوں۔ اے نور کے پیدا کرنے والے! تیری ذات پاک ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما، اور تو ہماری مغفرت فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے درخواست قبول فرما۔ امین

اے کھولنے والے دروازوں کے اور اے سبب پیدا کرنے والے اسباب کے اور اے

Marfat.com

پھیرنے والے دلوں کے اور نگاہوں کے اور اے فریاد سننے والے فریاد کرنے والوں کے، اور اے راہ بتانے والے حیرانوں کے، اور اے فرحت دینے والے غم زدہ لوگوں کے، میری فریاد سن لے، میری فریاد سن لے، میری فریاد سن لے۔ بھروسہ کیا میں نے تجھ پر اے پروردگار میرے، اور سپرد کیا میں نے تجھ کو کام اپنا۔ اے پروردگار، اے پروردگار، اے پروردگار، اے اللہ، خوشحالی بخشنے والے اے روزی دینے والے، اے رحمت کے دروازے کھولنے والے، اے سخی۔

اے اللہ! ہم عاجز بندے تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیرے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں اے اللہ! ہمارے دلوں کو اخلاص کے ساتھ اپنے دین کی طرف پھیر دے۔ اے اللہ! ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دے۔ اے اللہ! ہم کو پکا اور سچا مسلمان بنا دے۔ اے اللہ! ہماری مشکلات کو حل فرما دے۔ اے اللہ! ہم کو اسلام پر استقامت نصیب فرما۔ اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا۔ ہم کو شیطان اور نفس کے شر سے بچا۔ اے اللہ! ایمان کے ساتھ خاتمہ کرنا۔ اے اللہ! ہمارے قدموں کو صراط مستقیم پر قائم رہنے والا بنا دے۔ اے اللہ! اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق بخش دے۔ اے اللہ! اپنی خاص رحمت نازل فرما، اور اپنے قہر و غضب سے بچا لے۔ اے اللہ! قیامت کے روز رسوائی سے بچا لینا۔ اے اللہ! اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عنایت فرمانا۔ قیامت کے روز اپنی رضا کے ساتھ اپنا دیدار نصیب فرمانا۔ اے اللہ! کل اُمت محمدیہ کو حشر کی رسوائی سے پناہ عنایت فرما۔ اسلام کا بول بالا فرما۔ اسلام کا جھنڈا بلند فرما۔ اے اللہ! تمام مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کر دے۔ اسلام کی حفاظت فرما۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ اے اللہ! قبر کے اندھیرے اور عذاب سے بچانا۔ منکر نکیر کے سوالات کے وقت ہماری مدد فرمانا۔ ہمارا نامہ اعمال ہمارے داہنے ہاتھ میں دینا۔ اے اللہ! ہمیں حلال روزی نصیب فرما۔ ہمارے کاروبار میں اپنی رحمت سے برکت اور ترقی عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں اخلاص نصیب فرما۔ ہمارے دلوں سے حسد، بغض، کینہ دور فرما۔ ہم کو دجال کے فتنے، موت کی سختی، قبر کے عذاب، قیامت کی گرمی اور جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! پل صراط کا راستہ آسان فرما اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔ اے اللہ! تنگدستی اور

Marfat.com

خوف، گھبراہٹ اور قرض کے بوجھ کو دور فرما۔ اے اللہ! حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے طریقوں پر ہمیں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اپنے پیارے صحابہؓ کے عملوں کی جلا ہمارے ہر کام میں پیدا فرما۔ اے اللہ! ہمارے بچوں کو دین کے علم کی دولت سے سرفراز فرما، اور نیک وصالح بنا۔ اے اللہ! ہم گناہوں کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں، صرف تیری رحمت کا آسرا ہے تو ہم کو اپنی رحمت سے بخش دے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے رسولؐ کی محبت عطا فرما۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔ ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ آمین!

اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے نبیوں اور صدیقوں جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور شہیدوں اور نیکوں کا درجہ بخشا ہے اُن کی صحبت ہمیں عطا کر۔ ہمیں یقین ہے تو ہمیں اپنی نعمت سے محروم نہ رکھے گا کیونکہ تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اے اللہ! جو لوگ قبروں کے اندر گناہوں کی پاداش میں گرفتار بلا ہیں، اُن کی رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ لوگ غربت میں مسافر کی حیثیت سے پڑے ہیں، اُن کے اُوپر مٹی پڑی ہے جس سے اُن کی خوبصورتی ختم ہوگئی ہے۔ سانپ بچھو وغیرہ ان کا جسم کھا رہے ہیں، یہ لوگ عمارت کی صورت میں قبر کے اندر پڑے ہیں۔ یہ بات نہیں کر سکتے۔ حشر تک اسی طرح پڑے رہیں گے۔ ان میں نیک اور بدکار بھی ہیں۔ گنہ گار اور تیری راہ میں کوشش کرنے والے بھی ہیں۔ غرض سب قسم کے لوگ ہیں اے اللہ! جو ان میں بدحال ہیں، انہیں خوش حالی اور بزرگی عطا فرما۔ جو پریشان ہیں اُن کا غم وفکر دور کردے۔ اس کے بدلے اُنہیں خوشی عطا فرما۔ اے اللہ! مسلمان مردوں پر خواہ پیادہ ہوں خواہ مقیم، ان سب نے تیری بارگاہ میں گردنیں خم کر رکھی ہیں اُن پر مہربانی فرما، اور ان کی عاجزی قبول کر۔ جب تک یہ لوگ قبروں کے اندر ہیں، تیری رحمت پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ تیری بارگاہ سے توقع رکھتے ہیں کہ انہیں بلند درجے عطا ہوں۔ تُو ان کی قبروں کو رحمت کی جگہ بنا دے، ان پر بخشش فرما۔ ان کے باپ بیٹوں، بہن بھائیوں اور عزیز واقارب جو ان کے وجود سے پہلے برباد وویران ہو جائیں، ان کی صفات

Marfat.com

وکدورت کو بدل دے قبل اس کے کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے اور زمین کے طبقات تلے چلے جائیں، اس سے قبل کہ مہربانی کا کلمہ ان کے حق میں نفرت کا کلمہ بن جائے، ایسا وقت آئے کہ دن رات میں تبدیل ہو جائے سب زمین اور آسمان والوں کو موت اپنی نیند سلا دے۔ جب بوڑھے ہائے کہیں، ضعیف اور جوان لوگ اُف کہیں، رسوا اور بدکار لوگ نا اُمید ہو جائیں، نوجوان مسرتوں کو پکاریں۔ اے زمین وآسمان کے مالک! تو اپنی رحمت نازل فرما۔ اپنی خاص بخشش فرما۔ کیونکہ لوگ اپنے برے کاموں سے پریشان ہو رہے ہیں، خوف سے کانپ رہے ہیں، شرم کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں، اُن کے منہ پر خاموشی کی مہر لگی ہے۔ وہ بولنے سے معذور ہیں، اپنے برے اعمال کے باعث شرمندہ اور سرنگوں ہیں۔ جس چیز سے ان کی دوستی تھی اب اُس سے ڈر رہے ہیں۔ اب کہتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا اگر اللہ ہمیں پیدا ہی نہ کرتا۔ اے اللہ! تو ہی اپنی قوت سے ہر چیز کو حرکت دینے والا اور ہر آواز کو سننے والا ہے۔ موت کے بعد دوبارہ ہڈیوں کے جسم کو لباس پہنانے والا ہے، تو آنحضرتؐ اور اُن کی آل پر درود بھیج۔ اس متبرک رات کی بزرگی کے بدلے ہمارا ہر گناہ بخش دے۔ ہمارے رنج ودرد کو خوشی وراحت میں تبدیل کر دے تکلیف میں مبتلا ہونے والے ہر شخص کو سلامت رکھ۔ ہر بدکار کی بدکاری کو دور کر دے۔ جس کا حق چھینا گیا ہو اس کا حق اسے دلا دے۔ کوئی گنہگار ایسا نہ رہے جو توبہ نہ کرے۔ ہر فرد کو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھ۔ ہماری دینی ودنیوی ضروریات پوری کر دے مگر جس حاجت میں تیری خوشنودی نہ ہو اُسے پورا نہ کر۔ ہمیں نیکی عطا فرما، اور ہماری گم شدہ چیز واپس ملنے میں ہماری مدد فرما، کیونکہ تو ہی سب مہربانوں سے زیادہ رحیم ہے۔ تو ہمارے گناہ بخش دے۔ ہمارے والدین، بہن بھائی، قریبی دوست اور اساتذہ، اور وہ لوگ جو ہمارے لیے دعا مانگتے ہیں، جو تیرے دوست ہیں، خواہ زندہ ہیں یا مُردہ، ان سب کو اپنی رحمت سے معاف کر دے کیونکہ تو ہی بلائیں دور کرنے والا ہے دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ تو ہی ہمارے رنج دور کر سکتا ہے، تو ہی ان سب صفات کا مالک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل سب مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں ان سب پر درود بھیج اور قرآنی آیات سے ہمیں فائدہ پہنچا۔ قرآن کی برکت سے

Marfat.com

ہمارے عیب ڈھانپ دے، رمضان المبارک کی برکت سے انہیں چھپا دے۔ اے اللہ! رمضان کے روزوں اور رات کے قیام کی برکت سے ہمارے درجے بلند کر۔ اے خفیہ رازوں کے جاننے والے، آنحضرت اور ان کی اولاد پر درود بھیج۔ قرآن کریم کی برکت سے ہمارے سارے گناہ بخش دے اس کے طفیل ہماری بخشش اور بزرگی میں اضافہ کر۔ ہمارے بیماروں کو شفا دے، جو مر چکے ہیں اُن پر رحم کر، دین و دنیا کے بارے میں جو کچھ ہم پر گزرنے والا ہے اس کی اصلاح فرما۔ ہمارے گناہوں کا بوجھ ہم سے مٹا دے، اپنے پاک اور نیک لوگوں جیسی خصلت ہمیں عطا فرما۔ ہمارے گناہ اور ہماری لغزشیں بخش دے۔ کدورت سے ہمارے دل اور سینے پاک کر دے۔ سارے تفکرات سے ہمارے دل صاف کر دے ہمیں قحط سے بچا۔ بروں کی برائی اور مکاری سے بچا۔ جب تک ہم زندہ ہیں۔ ہمیں اصحاب کی دوستی پر قائم رکھ۔ میدان حشر میں ان کے ساتھ کر دے۔ مجھے اور دوسرے لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر۔ دنیا و آخرت میں ہمیں نیک بنا اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ پاک ہم نے تیرے عہد کی پرواہ نہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث کیا اور گھناؤنا کر دیا لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑے سے بڑا دکھ اٹھا لیا۔ ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہوگئے جن کے والدین کو ان سے جدا کر دیا گیا ہو۔ کیوں کہ آپ ہم سے راضی نہ رہے اور ہم غمگینی اور رسوائی کے لیے چھوڑ دیے گئے۔ پر اے حی و قیوم! اب ہم پر رحم کر۔

ہمارے قصوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ۔ گو ہماری خطائیں بے شمار ہیں لیکن ہم سب تیرے ہی نام سے کہلاتے ہیں، اور تیری راہ میں دکھ اُٹھانے کے لیے تیار ہیں۔

اے ستار و تواب رحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے؟ کیا ہماری خزاں کے لیے کبھی بہار نہیں اور کیا ہمارے زخم کے لیے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسل ابراہیمی کے اُمید گاہ! تُو ہمیشہ کے لیے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے۔ ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئیں گے کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہیں ملی۔ تو ہمیں صداقت اور نیکی کے لیے چن لے اور اپنی ہدایت و عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال! دنیا آج انتہائی ترقی کے بعد بھی امن و عدالت کے لیے

Marfat.com

ویسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہور صداقت کبریٰ کے اوّلین عہد جہالت میں تھی۔

حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس کی نعمتوں کا کوئی حساب نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی آل، احباب اور اُن کی پاک ازواج پر درود و سلام ہو۔

تمام اُمت مسلمہ کے لیے دُعا گو اور تمام اُمت مسلمہ کی دُعاؤں کے محتاج

خواجہ محمد اسلام، اماں زینب بی بی، اماں عزیز بیگم

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ...... اپنے عزیزوں کو صدقہ کا ثواب پہنچاؤ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میری والدہ کا دفعتہً انتقال ہوگیا۔ اگر دفعتہً نہ ہوتا تو وہ کچھ صدقہ وغیرہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو ان کی طرف سے ہو جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ان کی طرف سے صدقہ کر دو۔ اپنے ماں باپ، خاوند، بیوی، بہن، بھائی، اولاد اور دوسرے رشتہ دار خصوصاً وہ لوگ جن کے مرنے کے بعد ان کا کوئی مال اپنے پاس پہنچا ہو یا ان کے خصوصی احسانات اپنے اوپر ہوں جیسے اساتذہ اور مشائخ، ان کے لیے ایصالِ ثواب کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ بڑی بے غیرتی ہے کہ ان کے مال سے آدمی نفع اُٹھاتا رہے، ان کی زندگی میں ان کے احسانات سے فائدہ اٹھاتا رہے اور جب وہ اپنے عطایا اور اپنے ہدایا کے ضرورت مند ہوں تو ان کو فراموش کر دے۔ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے اپنے اعمال ختم ہو جاتے ہیں بجز اس صورت کے کہ وہ کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا ہو یا کوئی ایسا عمل کر گیا ہو جو صدقہ جاریہ کے حکم میں ہو جیسا کہ آئندہ آرہا ہے اس وقت وہ دوسروں کے ایصالِ ثواب اور ان کی دُعا وغیرہ سے امداد کا محتاج رہتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مردہ اپنی قبر میں اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو پانی میں ڈوب رہا ہو اور ہر طرف سے کسی مددگار کا خواہشمند ہو اور وہ اس کا منتظر رہتا ہے کہ باپ بھائی وغیرہ کسی دوست کی طرف سے کوئی مدد دُعا کی (کم از کم) اس کو پہنچ جائے اور جب اس کو کوئی مدد پہنچتی ہے تو وہ اس کے لیے ساری دُنیا سے

Marfat.com

زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

صدقہ جاریہ: حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہوگیا، ان کے ایصالِ ثواب کے لیے کون سا صدقہ زیادہ افضل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے ایک کنواں کھدوا دیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص پانی کا سلسلہ جاری کر جائے تو انسان یا کوئی بھی اس سے پانی پیئے گا تو اس شخص کو قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت امام نوویؒ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے: کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہی بات حق ہے اور بعض لوگوں نے جو یہ لکھ دیا ہے کہ میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا، یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی ہوئی خطا ہے یہ قرآن پاک کے خلاف ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہے یہ اجماع امت کے خلاف ہے اس لیے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں۔ شیخ تقی الدینؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آدمی کو صرف اپنے ہی کیے کا ثواب ملتا ہے، وہ اجماع امت کے خلاف کر رہا ہے کیونکہ اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ آدمی کو دوسروں کی دُعا سے فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ دوسرے کے عمل سے نفع ہوا۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میدان حشر میں شفاعت فرماویں گے اور دوسرے انبیاء اور صلحا سفارش فرمائیں گے۔ یہ سب دوسروں کے عمل سے فائدہ ہوا نیز فرشتے مومنوں کے لیے دُعا اور استغفار کرتے ہیں (جیسا کہ سورۂ مومن کے پہلے رکوع میں ہے) یہ دوسرے کے عمل سے فائدہ ہوا۔ نیز حق تعالیٰ شانہ محض اپنی رحمت سے بہت سے لوگوں کے گناہ معاف فرماویں گے، یہ اپنی کوشش اور عمل کے علاوہ سے فائدہ ہوا۔ نیز حج بدل کرنے سے میت کے ذمہ سے حج فرض ادا ہو جاتا ہے، یہ دوسرے کے عمل سے نفع ہوا۔ غرض بہت سی چیزیں اس کے لیے دلیل اور حجت ہیں جن کا شمار دشوار ہے۔ جو شخص صدقہ کرے یا اور کوئی نیکی کا کام کرے اس کا ثواب دوسرے شخص کو بخش دے خواہ وہ شخص جس کو بخشا ہے زندہ ہو یا مردہ، اس کا ثواب پہنچتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس کو ثواب بخشا ہے وہ

Marfat.com

زندہ ہے یا مردہ۔ اپنے عزیز مُردوں کو ثواب پہنچانے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، ان کے حقوق کے علاوہ۔ عنقریب مرنے کے بعد ان سے ملنا ہوگا۔ کیسی شرم آئے گی جب ان کے حقوق، ان کے احسانات اور ان کے مالوں میں سے جو آدمی اپنے کام میں خرچ کرتا رہتا ہے، ان کو یاد نہ رکھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب ملتا ہے، ایک تو وہ علم ہے جو کسی کو سکھایا اور اشاعت کی ہو اور وہ صالح اولاد ہے جس کو چھوڑ گیا ہو اور وہ قرآن شریف جو میراث میں چھوڑ گیا ہو اور وہ مسجد ہے اور مسافر خانہ ہے جن کو بنایا ہو اور نہر ہے جو جاری کر گیا ہو اور وہ صدقہ جس کو اپنی زندگی میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے۔ ''ثواب ملتا رہے'' کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ جاریہ کے طور پر دے گیا۔ مثلاً وقف کر گیا ہو اور ''علم کی اشاعت'' کا مطلب یہ ہے کہ کسی مدرسہ میں چندہ دیا ہو یا کسی دینی کتاب کی تالیف کی ہو یا پڑھنے والوں کو تقسیم کی ہو یا مسجدوں اور مدرسوں میں قرآن پاک یا دینی کتابیں وقف کی ہوں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی کسی قسم کی جانی یا مالی کوشش علم کے پھیلانے میں دین کی بقا اور حفاظت میں لگ جائے کہ دنیا کی زندگی خواب سے زیادہ نہیں۔ نہ معلوم کب اس عالم سے ایک دم جانا ہو جائے۔ جتنا ذخیرہ اپنے لیے چھوڑ جائے گا وہی دیرپا اور کارآمد ہوگا۔ عزیز و اقارب، احباب، رشتہ دار سب دو چار دن رو کر یاد کر کے اپنے مشاغل میں لگ کر بھول جائیں گے۔ کام آنے والی چیزیں یہی ہیں جن کو آدمی اپنی زندگی میں اپنے لیے کبھی فنا نہ ہونے والے بینک میں جمع کر جائے کہ سرمایہ محفوظ رہے اور نفع قیامت تک ملتا رہے۔

ترغیب کارِ خیر

خواجہ محمد اسلام کی مرتب شدہ مقبول عام کتابیں: قصص الانبیاء، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ماں کی شان، جنت کا منظر، حج کا منظر، انسانی زیور، تذکرۃ الاولیاء، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، زندگی بے بندگی شرمندگی، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟، نئی زندگی ...... صاحب توفیق

Marfat.com

حضرات اپنے بچوں کی شادیوں پر اور دیگر تقریبات پر مہمانوں میں اور ویسے بھی لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ...... قارئین سے درخواست ہے کہ آپ بھی ان کتابوں میں سے جو بھی کتاب چاہیں، چھپوا کر تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ چھپوانے کے خواہشمند حضرات خواجہ محمد اسلام اُردو بازار لاہور پاکستان پر رابطہ فرمائیں۔

بزرگوں، برادران اسلام اور ماؤں بہنوں کے نام خواجہ محمد اسلام کا پیغام

واجب الاحترام اللہ تعالیٰ اُس دور کے شر سے محفوظ فرمائے؛ جب چھوٹے سرکشی کریں اور بڑے حرص و ہوا میں مبتلا ہوں اور لوگوں کی عمریں کم ہوں اور وہ اپنے عزیز بھائیوں کو گناہ کرتے دیکھیں اور ان کو منع نہ کریں یہ بات یاد رکھیں کہ راحت ہے تو اللہ کی معرفت میں شوق ہے تو اللہ کی محبت میں اور ذوق ہے تو اللہ کے ذکر میں اور زندگی ہے تو قرآن اور حدیث کے علم میں۔ ایک صاحب علم انسان کے علم کی روشنی سے شب و روز کی کرنیں پورے عالم کو مہکاتی اور جلا بخشی رہتی ہیں۔ اسلام کے اس چمن کو صحابہ کرامؓ نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس چمن کو اجڑنے نہ دیں۔ یہ دنیا دارالعمل ہے یہاں انہی کو عزت و شرف ملتا ہے جو اپنی زندگی کا نصب العین اللہ کی رضا کا حصول بنا لیتے ہیں، جن کے پیش نظر آخرت کی سرفرازی مقدم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہی لوگوں کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ نیکی کو پھیلانے والوں کی اللہ پاک اور اس کے آخری رسول خاتم الانبیاء رحمت اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تعریف فرمائی ہے۔ اس لیے اس وقت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ دینی کتابوں کی نشر و اشاعت کے ذریعے لوگوں تک دین کے پھیلانے کی بھرپور کوشش کرے۔ واضح رہے کہ تمام کلاموں میں افضل و بزرگ کلام اللہ ربّ العزت کی کتاب قرآن حکیم ہے۔ اس کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی حاصل ہے اس کے بعد اولیاء کرام کے کلام کو بزرگی حاصل ہے۔

یہ کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی

Marfat.com

سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہماری دُعا ہے اللہ ربّ العزت آپ کو علم و عمل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ لاکھوں کروڑوں درود و سلام اللہ کے آخری رسول خاتم الانبیاء شافع روزِ جزاء رحمت اللعالمین کی ہستی مقدس پر جس کا اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کو اللہ ربّ العزت نے رحمت کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔ علم کی فضیلت میں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ ماں کی گود سے قبر میں جانے تک علم حاصل کرو۔ ماں باپ کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ بچپن کے آغاز میں ہی بچوں، بچیوں کو مذہبی تعلیم دی جانی چاہیے۔ ہماری درخواست ہے کہ بچوں، بچیوں کو قرآن اور حدیث کی تعلیم دلوا کر اللہ ربّ العزت کے حضور اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ کی رحمت کے مستحق بنیں۔

واجب الاحترام قارئین! ہر قسم کی حمد وثناء اللہ ربّ العزت کے لیے ہے جس نے ہمیں اس بے راہ روی کے دور میں اللہ والوں کی عظمت اور اُن کی بزرگی، دینداری، محبت اور احسانات کے قصے آپ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جو لوگ قصوں کے شوقین ہیں وہ واہی تباہی جھوٹی حکایات کی بجائے اگر ان کو دیکھیں تو ان کے لیے دینی ترقی کا سبب ہو اور گھر کی عورتیں اور مرد اگر راتوں کو گھروں میں ٹی وی پر فحش فلمیں دیکھ کر اپنی اور اپنی نسلوں کی دنیا اور آخرت برباد کرنے کی بجائے انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے قصے پڑھیں تو دل میں ان بزرگ لوگوں کی محبت اور عظمت کے ساتھ دینی اُمور کی طرف رغبت پیدا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کے قصے ان کے حالات یقیناً اس قابل ہیں کہ ان سے سبق حاصل کیا جائے بالخصوص انبیاء کرام کا ذکر خیر جو کہ خواجہ محمد اسلام کی طبع شدہ کتاب قصص الانبیاء میں تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں اور فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب تذکرۃ الاولیاء کا لازمی مطالعہ کیا جائے اس لیے کہ اللہ والوں کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ صوفیاء کے سردار حضرت جنیدؒ بغدادی (اللہ کی کھربوں رحمتیں ہوں ان پر) کا ارشاد ہے کہ حکایتیں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے پڑھنے والوں کے دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے، فرمایا: ہاں اللہ ربّ

Marfat.com

العزت کا پاک ارشاد ہے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچتا ہے جو خود بھی راست ہے اور مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے اور اچھے کام کرنے کی یاد دہانی ہے۔ اس دور میں دین کی طرف سے جتنی بے توجہی اور بے التفاتی کی جا رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں حتیٰ کہ اہم ترین عبادت نماز جو بالاتفاق سب کے نزدیک ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے اور قیامت میں سب سے اول اسی کا مطالبہ ہوگا اس سے بھی نہایت غفلت اور لاپرواہی ہے ہر مسلمان سے گزارش ہے کہ اس وقت دین کا انحطاط جس قدر روز افزوں ہے مسلمانوں پر اور دین کے اوپر جس طرح کفار کی طرف سے حملے ہو رہے ہیں فرائض و واجبات عام مسلمانوں سے نہیں بلکہ خاص اور اخص الخواص مسلمانوں سے متروک ہوتے جا رہے ہیں۔ نماز روزہ چھوڑ دینے کا کیا ذکر جب کہ لاکھوں نہیں کروڑوں آدمی کھلے ہوئے شرک و کفر میں مبتلا ہیں اور غضب یہ ہے کہ ان کو شرک اور کفر نہیں سمجھتے۔ فسق و فجور کا شیوع جس قدر صاف اور واضح طریقے سے بڑھتا جا رہا ہے وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اور دین کے ساتھ لاپرواہی بلکہ استخفاف و استہزا جتنا عام ہوتا جا رہا ہے وہ کسی فرد بشر سے مخفی نہیں۔ اسی وجہ سے خاص علماء بلکہ عام علماء میں بھی لوگوں سے یکسوئی اور وحشت بڑھتی جا رہی ہے جس کا لازمی اثر یہ ہو رہا ہے کہ دین اور دینیات سے اجنبیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے عوام اپنے آپ کو معذور کہتے ہیں کہ ان کو بتانے والا کوئی نہیں اور علماء اپنے آپ کو معذور سمجھتے ہیں کہ ان کی سننے والا کوئی نہیں، لیکن اللہ ربّ العزت کے ہاں عام لوگوں کا یہ عذر نا کافی ہے کہ کسی نے بتلایا نہیں تھا۔ اس لیے کہ دینی امور کا معلوم کرنا ہر شخص کا اپنا فرض ہے قانون سے ناواقفیت کا عذر کسی حکومت میں بھی معتبر نہیں۔ اللہ ربّ العزت کے ہاں یہ پوچ عذر کیسے چل سکتا ہے؟ یہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے اسی طرح نہ علماء کے لیے یہ جواب موزوں کہ کوئی سننے والا نہیں۔ جن اسلاف کی نیابت کے آپ دعویدار ہیں انہوں نے کیا کچھ تبلیغ کی خاطر برداشت نہیں کیا۔ کیا پتھر نہیں کھائے، گالیاں نہیں کھائیں، مصیبتیں نہیں جھیلیں۔ لیکن

Marfat.com

ہر نوع کی تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود اپنی تبلیغی ذمہ داریوں کا احساس فرما کر لوگوں تک دین پہنچایا۔ ہر سخت سے سخت مزاحمت کے باوجود نہایت شفقت سے اسلام و احکام کی اشاعت کی۔

ہماری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ ہر مسلمان کو ہر کار خیر کے کاموں میں حصہ لینا چاہیے۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔ آج ہر مسلمان پریشانی کا اظہار کرتا ہے۔ یاد رکھیے اللہ ربّ العزت کا ذکر کرنے میں جو لذت، برکت، حلاوت، سرور، طمانیت ہے وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جو کچھ دن اس پاک نام کی رٹ لگا چکا ہو اللہ کا پاک نام دلوں کا سرور اور طمانیت کا باعث ہے۔ خود اللہ ربّ العزت کا پاک ارشاد ہے کہ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ آپ روزانہ بارہ ہزار بار اللہ اللہ کا ذکر کریں پھر دل کی بیماری تو درکنار بلکہ ہر مصیبت سے آپ کو نجات ملے گی اور آخرت میں بھی مزے کرو گے کر کے دیکھ لو اور آپ روزانہ دو سو بار درود شریف، دو سو بار تیسرا کلمہ، دو سو بار استغفار کا وظیفہ زندگی بھر کا معمول بنا لیں۔ جب خیر کا دور تھا زندگیاں اللہ کے حکم کے مطابق اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء، شافع روزِ جزا، رحمت للعالمین، شفیع المذنبین ختم المرسلین کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گزرتی تھیں تو اس وقت علم وفن کا کوئی شعبہ ایسا نہیں رہا تھا جس کو مسلمان مردوں کی خدمات کے ساتھ ساتھ مسلمان عورتوں نے اپنی خدمات سے حسن و جمال نہ بخشا ہو۔ زہد و تصوف کی طرف نظر اُٹھاؤ تو عابدات و زاہدات کی قطاریں عفت و عصمت کی چادروں میں لپٹی ہوئی نظر آتی تھیں۔ دینی علوم میں جاؤ تو مسند درس و تدریس پر محدثات و فقیہات قال اللہ و قال الرسول کا نغمہ سناتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ جہاد و غزوات کی ہولناکیوں کی طرف دیکھو تو دل و جگر رکھنے والی مجاہدات و غازیات اعلائے کلمتہ اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرنے میں سرگرم رہیں۔ اسلامی تاریخ کے سیر خانہ میں جاؤ تو آپ کو ان تمام باتوں کا مشاہدہ ہو جائے گا اور دیکھو گے کہ اسلام نے عورت کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

آج خواتین اسلام کو ان فریب کاریوں میں کوئی جاذبیت اور کشش نہ ہو اور وہ اسلامی

Marfat.com

تعلیمات کے مقابلے میں آج کی ان باتوں کو وقعت نہ دیں بشرطیکہ ان کو دینی تعلیمات سے پورے طور پر آگاہ کیا جائے۔

زیرِ نظر کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' اس لیے چھپوائی گئی ہے کہ پڑھنے والے بھائیوں اور بہنوں کے لیے نجات کا سبب بنے اور مسلمانوں کے لیے مینارہ ہدایت اور مشعل راہ بنے۔ جس کی روشنی میں وہ زندگی گزار کر دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت قرآن مجید اور حدیث نبوی، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قصص الانبیاء، تذکرۃ الاولیاء، انسانی زیور اور دیگر دینی کتابیں پڑھنے والوں کو اور ہر مسلمان بہن بھائی کو علم وعمل کی دولت سے مالا مال کرے اور ان کو عمل اخلاص کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرما کر دونوں جہانوں میں عزت عطا فرمائے اور آخرت میں ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے اور جنت میں ہمیں اکٹھا فرمائے اور اپنی رحمت سے اور اپنی محبت سے اور اپنے پیار کی نظر سے اپنے احسان سے اپنے کرم سے اپنی رضا کے ساتھ اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ اللہ ربّ العزت ہماری اس دُعا کو قبول فرمائے۔ آمین!

اے اللہ! تیری رحمت سے اس کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' کے مطالعہ کی جو توفیق ہمیں تیری طرف سے ملی ہے یہ تیرا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اپنے فضل و احسان سے اس کتاب کو ہماری زندگی کا دستور العمل بنا۔ اے اللہ اس کتاب کا جو ہم نے مطالعہ کیا ہے اس کی برکت سے ہمیں اپنے ماں باپ کی عظمت، عزت، خدمت اور ان کے احسانات کی قدر دانی نصیب فرما اور اس کا ثواب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت یوشع بن نون

Marfat.com

علیہ السلام، حضرت شموئیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت ذکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو اس کا ثواب عطا فرما۔ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت عائشہؓ صدیقہ تمام امہات المومنین اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ اور اولیاء کرام مردوں اور اولیاء کرام عورتوں اور محدثین حضرات سب کو اس کا ثواب عطا فرما اور ان سب پر تیری رحمتیں ہوں ستاروں کی تعداد کے برابر، پانی کے قطروں کے برابر، ریت کے ذروں کے برابر، درختوں کے پتوں کے برابر، فرشتوں کی تعداد کے برابر اور ان پر تیری اتنی رحمتیں ہوں جن کا شمار کرنے والے قیامت تک شمار نہ کر سکیں۔

اے اللہ پاک! جو تیرے ہدایت یافتہ چنے ہوئے لوگ ہیں، اُن کی راہ پر چلنا ہمیں بھی نصیب فرما۔ آمین!

اچھا اب رخصت، اللہ حافظ

کیا بعید ہے کہ یہ کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' آپ کی خوش قسمتی سے سفر حج میں بھی آپ کے ساتھ ہو اور حرمین میں آپ کو اس کی رفاقت حاصل ہو۔ اللہ کی قدرت ورحمت سے یہ بھی بعید نہیں کہ آپ کو اس کے مطالعہ سے حضور اکرم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آنسو بہانے نصیب ہو جائیں اور آپ کی بخشش کا باعث بن جائیں اور بے اختیار آپ کے ہاتھ اللہ رب العزت کے حضور دعا کے لیے اُٹھ جائیں تو ایسے وقت میں اللہ کے نام پر سائل ہونے کی حیثیت سے درخواست ہے میں سائل ہوں۔ ویسے بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ اور سائل کا حق ہوتا ہے اور بغیر کسی استحقاق کے محض اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

رضا کے لیے مجھ سائل کو اور احباب نیکو کار اور تمام قرآن و حدیث کی کتابوں کی اشاعت کرنے والے اداروں کے ناشرین کو نیز دنیا بھر میں جو مسلمان بہن بھائی اور بزرگانِ دین اسلام کی تبلیغ کا کام یا کوئی بھی نیکی کا کام کر کے دنیا سے جا چکے ہیں یا کر رہے ہیں غرضیکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمان بہن بھائیوں کو بھی اپنی مخلصانہ دعاؤں میں شامل فرما لیں۔ کیا بعید ہے کہ اللہ رب العزت کی کریم اور رحیم ذات آپ کی مخلصانہ دُعا سے امت مسلمہ کے حال پر رحم فرما دے۔

ہماری دُعا ہے اللہ پاک آپ کو آپ کے بزرگوں کو آپ کے اہل و عیال کو اور آپ کے عزیز و اقارب کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ حج کی سعادت اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ اس کتاب کا خود مطالعہ فرمائیں اور گھر کے ہر فرد کو مطالعہ کی ترغیب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں اُن کے دامن کے لیے

ہر بزرگ، ماؤں بہنوں اور بچوں، بچیوں کی دُعاؤں کے محتاج
مسکین غریب الوطن...... خواجہ محمد اسلام، اماں زینب بی بی، اماں عزیز بیگم

....

جو قوم بے حیا ہو جاتی ہے تو اللہ اُس کو ختم کر دیتا ہے۔ اسلام کی تخلیق حیا ہے، حیا کی تخلیق نکاح ہے۔ قوم کی بقا حیا میں ہے۔ ہم اس وقت کہاں کھڑے ہیں؟ ذرا سوچیے! شادی بیاہ کی رسومات کا بائیکاٹ کریں اور نکاح کو آسان بنائیں۔

عبرت حاصل کرنے کے لیے کتاب ''خون کے آنسو'' کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

خواجہ اسلام مرنے والے کا پیغام زندوں کے نام قبر کی یاد

قبر پر آنے والے سن
عاجزوں کی ذرا صدا سن لے
ہم بھی ایک دن زمین پہ چلتے تھے
ہم بھی اک دن زمین کے مالک تھے
مالک نقد و جائیداد تھے ہم
ہم بھی رکھتے تھے قصر عالی شان
ہم بھی رکھتے تھے کچھ زن و فرزند
ہم بھی رکھتے تھے دوست احباب
کچھ بتادو یہ سب کہاں ہیں آج
اے زمین میں مچلنے والے دیکھ
ہم سے عبرت پکڑ لے غفلت کیش
بھیج اس کے لیے کوئی سامان
اپنا سامان اپنے ہاتھ سے باندھ
کل نہ بھیجے گا کوئی خویش و عزیز
اس کو افسانہ و خیال نہ جان
وعظ ہے قبر ہے نشان میری
دل کے کانوں سے سن فغاں میری
جانے والے تو جا کے پھیلا دے

ٹھہر ہم پر گزرنے والے سن
زیر دستوں کی التجا سن لے
باتوں باتوں میں ہم مچلتے تھے
ہم بھی کل رونق ممالک تھے
بزم عالم میں بامراد تھے ہم
ہم بھی تھے مالک زمین و مکان
تھے جو دل پارہ جگر پیوند
تھے ہمارے بھی خادم و بواب
یک بیک سب کے سب کھو گئے آج
کبر و نخوت سے چلنے والے دیکھ
یہی منزل تجھے بھی ہے درپیش
جس میں ہونا ہے کل تجھے مہمان
صبح چلنا ہے تجھ کو رات سے باندھ
اپنے ہاتھوں سے بھیج اپنی چیز
بات حق کہہ رہا ہوں مان نہ مان
گرچہ خاموش ہے زبان میری
درس عبرت ہے داستاں میری
خواجہ اسلام کی آواز سب کو پہنچا دے

نیکوں کی روح پرور زندگی سے رشوت خوروں، سود خوروں، شرابیوں اور زانیوں کے ہولناک انجام سے باخبر ہونے کے لیے عبرت آموز کتاب

''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا'' نیا اضافہ شدہ ایڈیشن کا مطالعہ فرمائیں

خریدنے و چھپوانے کیلئے رابطہ: خواجہ اسلام ۰ اردو بازار لاہور ۰ پاکستان

Marfat.com

دُعائے مُسلم

اے دو جہاں کے والی کہتا ہے اک سوالی
در پر ترے کھڑا ہے پھیلائے جھولی خالی

کب تک رہے گا یارب مشقِ ستم مُسلماں
منظور کر دُعا کو مت پھیر مجھ کو خالی

اسلام کا یہ بُوٹا پھر سے ہَرا بھرا ہو
ہے واسطہ اُسی کا بُنیاد جس نے ڈالی

کب تک رہیں گے یارب تقدیر کے اندھیرے
کب تک گھری رہیں گی ہم پر گھٹائیں کالی

اُمت کے گُلستاں کو پھر نو بہار کر دے
ہم ہیں چمن کے پودے تُو ہے چمن کا مالی

دریا امنڈ رہا ہے طوفان آ رہے ہیں
اے ناخدائے کشتی اے بیکسوں کے والی

ہم جانتے ہیں سب کچھ اور یقیں ہے ہمارا
مِٹ کر رہے گی آخر دُنیا ہے جو خیالی

تیرے نبیؐ کی اُمت تیرے کرم کی سائل
تیرا ہی آسرا ہے اے دو جہاں کے والی

ہے یہ دُعائے مُسلم منظور کر لے یارب
در پر ترے کھڑا ہے پھیلائے جھولی خالی

دعائے خیر کا محتاج
خواجہ محمد اسلام

Marfat.com

موت کا منظر

مع

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

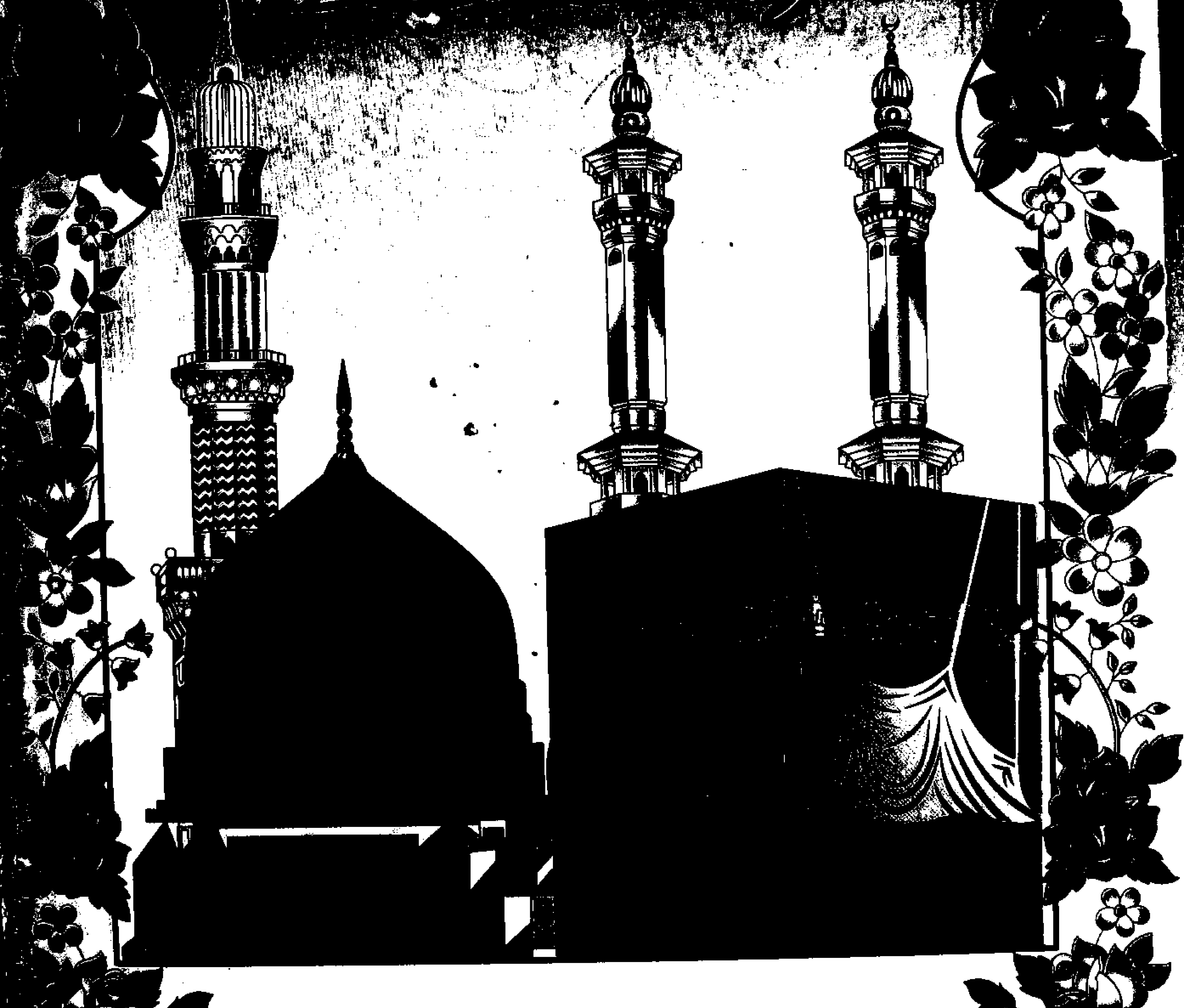

خواجہ محمد اسلام - اردو بازار لاہور پاکستان

Cell: 0322-4282082 website: www.khwajaislam.com.pk

Marfat.com

قصص الانبیاء علیہم السلام

آنے والی نسلوں کے لیے بہترین یادگار

خواجہ محمد اسلام۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Cell: 0322-4282082 website: www.khwajaislam.com.pk

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com